CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

تاریخ اقوام پونچھ





محمد الدین فوق

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

تاریخ اقوام پونچھ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

تاریخ اقوامِ پونچھ

محمد الدین فوق

گلشن بکس
www.gulshanbooks.com

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ

نام کتاب	:	تاریخ اقوامِ پونچھ
مصنف	:	محمد الدین فوق
سن اشاعت	:	۲۰۰۹ء
زیر اہتمام	:	شیخ اعجاز
قیمت	:	790 روپے

پبلشرز

گلشن بکس

ریزیڈنسی روڈ، سری نگر کشمیر

E-mail : gulshanpub@rediffmail.com

تقسیم کار

شیخ محمد عثمان اینڈ سنز تاجرانِ کتب

ریزیڈنسی روڈ، سری نگر کشمیر

مدینہ چوک گاؤ کدل، سری نگر کشمیر

سول ایجنٹ برائے جموں

قاسمی کتب خانہ

تالاب کھٹیکا، جامع مسجد، جموں توی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

فہرست

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

تاریخ اقوام پونچھ (کشمیر)

دیباچہ

تاریخ اقوام پونچھ کی تکمیل وطباعت میں تاخیر کی وجوہات

۱۹۳۱ء میں اور اس سے قبل اعلان کیا گیا تھا کہ تاریخ اقوام کشمیر کے ساتھ اقوام پونچھ کی تاریخ بطور ضمیمہ شائع ہوگی۔ لیکن یہ ضمیمہ چند وجوہ سے تاریخ اقوام کشمیر کے ساتھ شائع نہ ہوسکا۔

۱۔ اس لئے کہ تاریخ اقوام کشمیر کا حجم معہ تصاویر اندازہ سے بہت زیادہ بڑھ گیا اور چونکہ کتاب کا سائز ۱۶/۲۰X۳۰ تھا۔ اس لئے اس چھوٹے سائز میں اگر تاریخ اقوام پونچھ بھی شامل کردی جاتی تو نہ کتاب کی جلد بندی ہوسکتی اور نہ اتنے بڑے حجم کے لئے یہ چھوٹا سائز موزوں ہوتا۔

۲۔ دوسری وجہ یہ تھی کہ گو پونچھ کا ذکر راج ترنگنی۔ گلاب نامہ۔ طبقات اکبری۔ تاریخ فرشتہ وغیرہ تواریخوں کے علاوہ کشمیر کی تاریخ اور تاریخ تذکرہ بے مثل عرف تذکرہ راجگان راجور میں کہیں کہیں آتا ہے۔ لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ پونچھ کی کوئی مستند اور مستقل تاریخ اب تک نہیں چھپ سکی۔ اور اس کی سب سے بڑی وجہ غالباً یہ ہے کہ اس قسم کے لٹریری اور تاریخی اور تحقیق ومحنت طلب کام اہل دنوں بلکہ حکومتوں کی سرپرستیوں کے بغیر خوش اسلوبی اور آسانی کے ساتھ سرانجام نہیں ہوسکتے۔

۳۔ اقوام پونچھ جو مختلف ممالک سے وہاں آکر آباد ہوئی ہیں۔ ان کا کثیر حصہ بوجہ کم علمی اپنے قدیم اور ابتدائی حالات سے حقیقی طور پر ناواقف ہے اس لئے یہ سمجھ کہ مولف تاریخ اقوام پونچھ، علاقہ پونچھ اور خاص پونچھ سے کالے کوسوں دور ہے۔ وہ پونچھ یا اقوام پونچھ کے معاملات سے کیا واقفیت رکھ سکتا ہے جو کچھ جس کسی کے دل مین آتا تھا۔ لکھ کر بھیج دیتا تھا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

۴۔ راقم کو اکثر اقوام اور اکثر افراد کی طرف سے اس قسم کے مصنوعی شجر سے اور مبالغہ آمیز حالات ملے۔ کہ ان پر یک بیک اعتبار کر لینا بہت مشکل ہے۔ ان کی تحقیق کے لئے خود ان اقوام اور افراد کے ساتھ اور بعض دوسری اقوام کے ساتھ طویل عرصہ تک خط کتابت کرنی اور بعض کتابوں سے مدد لینی پڑی۔

۵۔ بعض اصحاب اور بعض اقوم نے راقم کی نکتہ چینیوں کے جواب میں قطعی خاموشی اختیار کر لی۔ بعض نے بہت دیر کے بعد جواب دیا۔ اور پھر جواالجواب میں کافی عرصہ لگ گیا۔ اس دوران میں تاریخ اقوام کشمیر کے شائقین نے تقاضوں پر تقاضے شروع کر دیئے۔ چنانچہ راقم نے تاریخ اقوام پونچھ کی تالیف کو ملتوی کر کے اقوام کشمیر کی تکمیل کی طرف اپنی ساری توجہ منعطف کر دی۔ اور کئی سال کی لگاتار محنت کے بعد راقم جون ۱۹۳۴ء کے اواخر میں تاریخ اقوام کشمیر کی طباعت وغیرہ سے فارغ ہو سکا۔

پونچھ کی بعض اقوام نے اس دوران تاریخ اقوام پونچھ کی تکمیل وطباعت کے لئے بڑی بے صبری اور بے چینی کا اظہار کیا۔ لیکن جب تک حتی الامکان شجروں اور حالات اقوام کی تحقیق نہ کر لی جاتی۔ اس ذمہ دارانہ کام کو ہاتھ لگانا بہت مشکل تھا۔

نسب ناموں کا لامتناہی سلسلہ اعر خاندانی حالات کی افسانہ طرازیاں اور ذاتوں کی تبدیلیاں

چنانچہ نومبر ۱۹۳۴ء سے "اقوام پونچھ" کی ترتیب کا سلسلہ مستقل طور پر شروع کر دیا گیا۔ لیکن خط کتابت کے دوران میں پھر وہی افسانہ طرازیاں۔ وہی قصے کہانیاں۔ وہی نسب نامے اور شجرے شروع ہو گئے۔ جن کی تان کسی راجہ مہاراجہ کسی پیر پیغمبر یا کسی بہت بڑے بادشاہ تک جا کر ٹوٹتی تھی۔

ہندوؤں کو عام شکایت ہے کہ مسلمان ہندوستان کو اپنا وطن نہیں سمجھتے۔ یہ شکایت بہ حیثیت مجموعی تو غالباً صحیح نہ ہو۔ لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ ہندوستان کو وطن سمجھتے ہوئے بھی کئی اصحاب بلکہ کئی اقوام کی یہ خواہش ہے کہ ان کی اصل عرب ہ سے ظاہر کی جائے۔ تا کہ وہ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

آسانی سے سید یا قریشی کہلا سکیں۔ اور اگر یہ نہیں تو ان کا سلسلہ تیمور اور ترکستان سے ضرور ملایا جائے۔ اور اگر ان کا وطن ہندوستان کو ہی ظاہر کرنا ہے تو راجپوت حکمران خاندانوں کی ذریات سے ان کو ظاہر کیا جائے۔ کچھ مسلمان مصنفین بھی اس معاملے میں ہندوؤں کے ہم نوا ہیں۔ چنانچہ سر لیپل گریفن اپنی تاریخی کتاب رئیسان پنجاب کے صفحہ ۵۲۹ پر لکھتے ہیں۔ ''ہر ایک خاندان یہ بات باعث فخر سمجھتا ہے کہ اپنی افتدا کو عباسؓ یا پیغمبر صاحبؐ کے کسی اور قریبی حسب کو ظاہر کرے۔ بہت سے خاندان اپنے نسب نوح یا آدم تک لے جاتے ہیں۔

رسالہ ''القریش'' امرت سر کے مدیر مولانا محمد علی رونق ایک مرتبہ جب قومی سفر کے لئے پشاور گئے تو انہوں نے اپنے سفرنامہ میں اس امر کی شکایت کی کہ کئی قریشی اصحاب نے محض حصول اراضی کی خاطر اپنی ذات تبدیل کر لی ہے۔ چوہدری علی محمد خان پنشنر افسر مال اپنی کتاب راجپوت گوتیں وذاتیں کے صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں۔ ''پنجاب کے مغربی حصہ میں جہاں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے۔ راجپوتوں سے پٹھان و قریش بنتے جا رہے ہیں۔'' پھر صفحہ ۱۶ پر لکھا ہے ''یہ تحقیق ہے کہ بہت سے راجپوت ''اقوام قریشی و پٹھان'' میں شامل ہو گئے ہیں۔'' کشمیر مسلمانان پنجاب یں بھی چند گوتیں وذاتیں ایسی ہیں جنہوں نے صرف فوجی ملازمت اور اراضی خرید کرنے کے لئے اپنے آپ کو دوسری اقوام میں شامل کر لیا ہے۔

خانصاحب مولانا عبدالمالک ریٹائرڈ ریونیو منسٹر ریاست بہاولپور نے حال ہی گوجروں کے متعلق ایک نہایت مسبوط تاریخ بنام شاہان گجر شائع کی ہے۔ اس میں وہ بھی ذات تبدیل کرنے والوں کی شکایت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ ''مباہات و مفاخرت کی رو میں نسب وحسب کی صحت کو لوگوں نے دراستاً وروایتاً ضائع کر دیا ہزاروں دیکھتے دیکھتے سید وقریشی بن گئے اور راجپوت بننے والوں کا تو کوئی شمار ہی نہیں۔'' (شاہان گجر صفحہ ۴۰ پھر اسی کتاب میں صفحہ ۱۲۷ پر لکھتے ہیں ''تحقیقات سے یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ ایک ہی گوت کے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اشخاص ایک ضلع میں اپنا نسب کچھ بتاتے ہیں۔ اور دوسرے ضلع میں کچھ۔"

کشمیر، جموں اور پونچھ میں بھی چونکہ ایکٹ انتقال راضی جاری ہو چکا ہے بلکہ زراعتی اقوام بندی کی فہرست بھی شائع ہو چکی ہے۔ اور فوجی ملازمت بھی خاص خاص اقوام کے لئے مختص کر دی گئی ہے۔ اس لئے ہر قوم کی خواہش ہے کہ اس کا نام ایسی اقوام میں شامل ہو۔ جس کو زراعتی حقوق بھی حاصل ہوں۔ اور جو فوجی ملازمت بھی آسانی سے حاصل کر سکے۔ اسی بنا پر پونچھ کی قریباً ہر قوم قریشی، مغل، افغان، اور راجپوت وغیرہ بننے کی مدعی ہے۔ بلکہ تعجب اور حیرانی سے سنا جائیگا کہ ایک ہی گاؤں اور ایک ہی علاقہ میں ایک قوم کا کچھ حصہ اپنے آپ کو راجپوت ظاہر کرتا ہے اور باقی حصہ اپنے آپ کو غیر راجپوت بتاتا ہے۔

جعلی شجر اور نقلی سادات وقریش وغیرہ تاریخ شاہان گجر کے فاضل مصنف ابو البرکات مولانا عبدالمالک صفحہ ۳۸۲ پر لکھتے ہیں۔ "ضلع پشاور میں ایک ولی اللہ حضرت پنجو شاہ کا مزار زیارت گاہ خاص وعام ہے۔ وہ قوم گجر کے درخشندہ گوہر تھے۔ مگر ان کے حلقہ بیعت میں چونکہ کئی عالم فاضل اور رئیس بھی تھے۔ اس لئے انہوں نے آپ کو سید بنا دیا۔ اور ان کا شجرہ نسب بھی مرتب کر لیا۔"

تحقیقات چشتی میں جو لاہور کی ایک پرانی اور ضخیم تاریخ ہے۔ صفحہ ۱۴۰ سے ۱۴۴ تک بھاگی شاہ کا ذکر ہے۔ بھاگی شاہ کا اصلی نام بھاگو تھا۔ قوم کا گجر اور رہنے والا اچھرہ کا تھا۔ سکھوں کے زمانہ میں کرنیل بابو رائے کا اردلی تھا ۱۲۵۰ھ میں اس کو فقیری کا شوق ہوا۔ وہ نمانے شاہ[۱] کا جو گڑھی شاہو میں رہتا تھا۔ مرید ہو گیا۔ اس نے ایک جعلی شجرہ بنایا۔ اور سلسلہ نوشاہیہ سے ملا کر اور سادات میں شامل ہو کر صدہا جاہلوں کا مرشد بن گیا۔

ا۔ نمانے شاہ کا اصل نام معلوم نہیں۔ مصنف تحقیقات چشتی نے لکھا ہے کہ بعہد مہاراجہ رنجیت سنگھ چوری کے جرم میں اس کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیئے گئے تھے وہ گداگری کر کے گزارہ کرتا تھا۔ لوگوں نے اس کا نام نمانے شاہ رکھ دیا۔ بھاگی شاہ اور وہ دونوں جاہل مطلق تھے اور مصنف تحقیقات چشتی کی حیات میں ہی انتقال کر گئے تھے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

۱۹۰۳ء کا ذکر ہے۔ راقم مولف کے پریس پنجہ فولاد اور اخبار پنجہ فولاد کا دفتر لاہور ریلوے سٹیشن کے متصل محلّہ داراشکوہ میں تھا۔ اسی مکان کے ایک حصہ میں وکیلوں کے تین چار دلال بھی رہتے تھے۔ ان میں سے ایک دلال کے ایک ہوشیار اور چالاک لڑکے نے جو کچھ عرصہ وکیلوں کا منشی بھی رہ چکا تھا۔ اپنی ہمشیرہ کی شادی ایک سید سے کردی۔ اور اپنا نام پیر سید۔۔۔۔۔شاہ رسول شاہی رکھ کر اپنا شجرہ سادات سے ملا دیا۔ حالانکہ وہ خود کسی اور قوم سے تھا اور اس وقت وہ زندہ ہے۔ اور اپنے آپ کو ایک بہت بڑے تکیہ اور مزار کا سجادہ نشین لکھ رہا ہے۔ اور خوب مزہ میں ہے۔

حسب نسب اور ذاتوں کی تبدیلی کے متعلق فرمان نبویؐ

اپنا حسب ونسب تبدیل کرنیوالوں کی بظاہر تین قسمیں ہیں۔ ایک قسم وہ لوگ بتائے جاتے ہیں۔ جن کی ذات یا گوت تو ضرور کوئی نہ کوئی ہوتی ہے۔ مثلاً گکھڑ، جنجوعہ، کھکھ، قریشی، مغل، افغان، شیخ وغیرہ، لیکن زراعت یا ملازمت کی بجائے ان کا پیشہ صنعت کاری یا حرفت ہوتا ہے۔ مثلاً کوئی لوہار ہے کوئی کمہار کوئی ترکھان کوئی درزی یا دھوبی وغیرہ۔ لیکن جب وہ صنعت کاری کو ترک کر کے فوجی یا سول ملازمت یا ٹھیکہ داری وغیرہ کے کام کرتے ہیں اور عملاً حرفت کار نہیں رہتے۔ اور وہ اپنی اصل ذات کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور ان پر ذات تبدیل کرنے کا الزام لگایا جاتا ہے۔ لیکن اگر وہ اپنی صحیح ذات کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ اور ان کے پاس اس کے کافی دلائل ہیں تو یقیناً وہ اس الزام کے مستحق نہیں ہیں۔ ایک قسم وہ ہے جو پیری مریدی کے لئے اپنی ذات تبدیل کر لیتی اور اپنا نیا شجرہ بنا لیتی ہے۔ یا اس کے ارادتمند ہی "مریداں مے پرانند" کے مطابق اس کو خواہ مخواہ بھی "سیادت پناہ" بنا دیتے ہیں۔ تیسری قوم وہ ہے۔ جو حال ہی میں پیدا ہوئی ہے۔ یعنی جس کو حصول اراضی اور فوجی ملازمتوں کی ضرورت نے پیدا کر دیا ہے۔ لیکن حسب ونسب کو تبدیل کرنے اور اپنی اصلی ذات کو چھپانے اور اپنے خون کو اوروں کے خون میں ملا کرنا خلف بننے والوں کو کاش ارشادات نبویؐ کا بھی کچھ علم ہوتا۔ جن کا کچھ خلاصہ ناظرین کی آگہی کے لئے یہاں درج کیا جاتا ہے۔ حضرت سعد کہتے ہیں۔ میں نے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

حضور سرور عالمؐ سے سُنا ہے۔ کہ جو شخص اپنے باپ کے سوا کسی دوسرے کی اولاد بنے۔ اور جانتا ہو کہ وہ اِس کا باپ نہیں ہے۔ تو اِس پر جنت حرام ہے۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے۔ کہ فرمایا رسول کریمؐ نے کہ تم اپنے باپ دادوں سے نہ پھرو۔ پس جو کوئی اپنے باپ دادوں سے پھرا۔ اس نے کفر کیا۔ اسی طرح ایک اور مقام پر آپؐ نے اس شخص پر لعنت فرمائی ہے جو اپنے نسب کو کسی غیر شخص سے ملا دے۔

اس موقعہ پر ہم تاریخ آل ذو رعین کے مصنف مولانا محمد ابراہیم محشر انبالوی کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتے جنہوں نے اپنی تاریخ کے صفحہ ۳۵ پر علی الاعلان اپنی غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "تاریخ لکھنے سے قبل ہمارا بھی یہی گمان تھا کہ قوم راعی (راعین جو عرف عام میں ارائیں مشہور ہے) عرب البایدہ یعنی آل عملیق اور دولت الرعاۃ کی نسل سے ہے لیکن جب تحقیق کے بعد ہم اپنی زبردست غلطی کا سچے دل سے اعتراف کرتے ہیں[۱]

زمانہ قدیم کے نسب خوان اور بھاٹ اقوام پونچھ کے حالات سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ ان کے نسب ناموں کا انحصار زیادہ تر میراسیوں اور بھاٹوں کے رحم پر موقوف ہے۔ ان ہی کے بتائے ہوئے نسب ناموں اور شجروں کو وہ تاریخی بلکہ الہامی شجرے اور نسب نامے تصور کرتے ہیں۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ بھاٹوں کا رواج بہت قدیم سے ہے۔ چنانچہ راجپوتانہ کے

۱۔ جدید تحقیق کے مطابق محشر صاحب لکھتے ہیں کہ رعین یا راعین محرب العاربہ یعنی قحطانی النسل خاندان بنو حمیر کے ایک الوالعزم اور باہمت شہزادے سے پریم بن مسرت بن زید الجمہور کی اولاد سے ہے۔ یہ خاندان یمن میں بادشاہی کرتا تھا۔ بنو حمیر قحطان سے ساتویں پشت میں تھا۔ قحطان کے بیٹے کا نام یعضر تھا جو حضرت ابراہیمؑ کا ہمعصر تھا۔ یریم نے جب ایک قلعہ جبل رعین پر تعمیر کیا تو اس کا نام یریم ذو رعین ہو گیا۔ یریم کی پیدائش ۱۳۵۴ سال قبل مسیح بتائی جاتی ہے۔ اس کی اولاد میں سے نعمان ذو رعین نے ۶۳۲ء میں بزمانہ رسول کریمؐ اسلام قبول کیا۔ آل ذو رعین کی آمد کا زمانہ ہندوستان میں ۱۲۰۰ سال قبل مسیح بنایا جاتا ہے۔ جبکہ آل ذو رعین کے سب لوگ بت پرست تھے۔ اسی لئے کئی راعین اس وقت تک ہندو ہیں۔ جو بت پرستی کی وجہ سے ہندوؤں میں شامل ہو گئے تھے اور کثیر تعداد نے ہندوستان میں اسلام قبول کر لیا تھا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اکثر راجپوتوں کے ہاں بھاٹ ملازم ہوتے تھے۔ اور شاید اب بھی ہوں۔ جو کئی کئی پشتوں تک کے نسب نامے زبانی بیان کرتے ہیں۔ ٹاڈ صاحب نے بھی جو ٹاڈر راجستھان کے مشہور مصنف اور راجپوتوں کے بڑے مداح ہیں۔ اپنی کتاب میں راجپوتانہ کے بھاٹوں اور ان کی مشہور کہانیوں اور کہاوتوں سے بڑی مدد ملی ہے۔ پونچھ کے متصل ہی راجوری ایک مشہور قصبہ ہے۔ جو صوبہ جموں میں واقعہ ہے۔ یہاں کے قدیم فرمانرواؤں کے نسب خوان میراسی ملازم ہوا کرتے تھے۔ جن کو نسب خوان اور بھاٹ کہتے تھے۔ یہ لوگ شادی بیاہ اور خوشی کی دیگر تقریبوں پر دست بستہ کھڑے ہو کر نسب خوانی کیا کرتے تھے۔

کچھ شک نہیں کہ جس قوم کی اپنی تاریخ نہیں ہوتی۔ اور جو قوم اپنے بزرگوں کے کارنامے یاد نہیں رکھتی۔ اُس کو نسب ناموں اور نسب خوانوں سے بھی کچھ مدد مل سکتی ہے۔ لیکن نسب خوان اگر اس قوم کی تاریخ سے واقف ہو۔ اور طوطے کی طرح زبانی رٹ نہ لگاتا ہو۔ تو کچھ مفید ہو سکتا ہے۔ ورنہ غلط کرسی نامہ اس روشنی کے زمانہ میں جب کہ چھاپہ خانوں نے علم کو بہت سستا کر دیا۔ اور کتابوں کو پہاڑوں کی غاروں تک پہنچا دیا ہے۔ اور تقلید کی جگہ تحقیق کا دور دورہ ہو رہا ہے۔ کبھی مستند نہیں سمجھا جا سکتا ہے۔

بھاٹوں اور نسب خوانوں کی یادداشتیں اور سینہ بہ سینہ روایات خواہ وہ کتنے بڑے مسن بزرگ سے ہی کیوں نہ سنی جائیں۔ جب تک عقل سلیم کے مطابق نہ ہوں اور تاریخی واقعات ان کی تصدیق نہ کرتے ہوں۔ تفریحاً تو ضرور دلچسپ ہو سکتی ہیں لیکن کوئی مورخ ان کو تاریخی رتبہ دینے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ تاریخ باب الاعوان میں تین مقامات پر بھائیوں اور مصنوعی شجرہ بنانے والوں کا الفاظ ذیل میں ذکر ہے۔ صفحہ ۱۲ ''اعوانوں کے قلمی شجرے اور نسب نامے پچاس عدد زیر نشر ہیں۔ لیکن نسب ناموں سے نقل بہت کم کیا گیا ہے۔ اعتبار ان کا درجہ کتب کے برابر نہیں رکھا گیا۔'' صفحہ ۸۲ پر درج ہے۔ ''میراسیوں کے مرتب کئے ہوئے نسب نامے جب کذب اللسانوں کے تحت آتے ہیں۔ تو ان کے بتائے ہوئے کیونکہ واہی تباہی نہ ہوں گے۔'' پھر صفحہ ۱۹۰ پر مذکور ہے۔ ''قوم میراسی کی زبان پر اعتبار نہیں کیا گیا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کیونکہ یہ لوگ اکثر بے علم ہوتے ہیں۔ اور سنی سنائی باتوں بغیر تحقیق کے روایت کرتے ہیں۔ اور اکثر مبالغہ کر کے اصل مطلب کو غلط کر دیتے ہیں۔"

شجروں اور نسب ناموں کی مشکلات کے متعلق مصنف شاہان گجر د (صفحہ ۱۲۷) پر ارقام فرماتے ہیں۔ "قوموں کے شجرہائے نسب مکمل نہیں ہیں۔ جہاں ہمیں مکمل ملے۔ جب ان کا مقابلہ کیا گیا۔ تو بہت فرق نکلا۔ دو تین سال ہم نے اسی خبط اور فضول محنت کا اثر صحت پر براہونے لگا تو ہم نے مکمل نامکمل سب ردی کر دیئے اور تحقیقات کا دوسرا رستہ اختیار کیا۔"

بھاٹوں کی غلط بیانیوں اور مبالغہ آرائیوں اور شجروں اور نسب ناموں کے اختلافات وعجائبات کا تجربہ راقم مولف کو بھی پونچھ کی بعض اقوام کے شجروں سے بخوبی ہو چکا ہے۔

علم قیاس کا تعلق علم تاریخ کے ساتھ بقول مصنف تاریخ نگارستان کشمیر "علم تاریخ کے اصولوں میں سب سے زیادہ محل قیاس کا ہے۔ اگر قیاسات سے کام نہ لیا جائے۔ تو قدیم تاریخ معدوم ہو جاتی ہے۔ حضرت آدمؑ ہوں یا حضرت نوحؑ یا حضرت ابراہیمؑ کسی پیغمبر کے متعلق بغیر روایات صحیحہ کے کوئی امر صحت سے منسوب نہیں کیا جا سکتا۔"

چنانچہ اسی بنا پر راجگان کشمیر (خاندان گودھر بار دوم) کا ذکر کرتے ہوئے آپ قیاسات وممکنات سے کام لیتے ہیں اور لکھتے ہیں۔ "تمر ناسک والے نے جلوک کو اشوک کا پوتا لکھا ہے۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جلوک اشوک کے بیٹے کرنال کا بیٹا ہوگا۔ کیونکہ راجہ شو پرشاد (اپنی تاریخ میں) لکھتے ہیں "اشوک کا دوسرا پوتا جلوک کشمیر میں شیو پرست تھا۔ اشوک کے بعد اس کے بیٹے دستر تھ نے یہ ملک بھتیجے کو دیدیا ہوگا" نگارستان کشمیر صفحہ ۱۰۹۔"

مصنف شاہان گجر کو بھی جہاں مشکلات پیش آئی ہیں۔ انہوں نے قیاسات وروایات ہی سے کام لیا ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں۔ "دلائل ہم نے کچھ تاریخوں سے کچھ کتبوں سے اور کچھ روایات متواترہ سے اخذ کئے ہیں۔ اور حالات کی تطبیق کے لئے جہاں تک ممکن ہو سکا ہے صحیح قیاس قائم کیا گیا ہے۔ (صفحہ ۱۲۷) صفحہ ۱۵۹ پر سمہ گجروں کے باب میں آپ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

نے ارقام فرمایا ہے۔ کہ اس گوت کے گجر کسی زمانہ میں سندھ میں آکر آباد ہوئے۔ غالباً ان کا بزرگ سمہ ہوگا۔

اسی کتاب کے صفحہ ۵۱۲ پر تاریخ ہند مصنفہ وی۔ اے سمتھ کے صفحہ ۲۹ کی سطور ذیل میں خیال وقیاس سے کام لے کر لکھا گیا ہے۔ ''بعض تلمیحات سے یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ ہندوستان پر ایرانیوں نے تیسری صدی عیسوی میں حملہ کیا ہوگا۔''

علامہ محمد حسین خاں سابق رئیس تدریسات (وزیر تعلیمات) افغانستان اپنے ایک خط (مورخہ ۲۷ جنوری ۱۹۲۶ء بنام ملک غلام اکبر خان ریٹائرڈ انسپکٹر پولیس بٹالہ میں جو رسالہ افغان ککے زیئ علی گڈھ جلد ۴ نمبر ۵ بابت ماہ مئی ۱۹۲۹ء میں چھپ چکا ہے۔ لکھتے ہیں۔ ''جب کسی قوم کی تاریخ موجود نہ ہو اور اس کے شجرے بھی قابل اعتماد نہ ہوں۔ تو اس کی دیرینہ قومی روایات اور عقلی ونقلی دلائل اور قیاسات سے کچھ نہ کچھ اس کا کھوج نکل سکتا ہے۔'' البتہ راقم الحروف کے نزدیک اس میں اتنی احتیاط درکار ہے کہ روایات دور از عقل نہ ہوں اور روایات خلاف فطرت نہ ہوں اور قیاسات فن تاریخ کے مطابق ہوں۔ محض ڈھکوسلہ نہ ہوں۔

راقم مولف نے بھی جہاں اس قسم کی مشکلات پیش آئی ہیں۔ اکثر مقامات پر اسی اصول سے کام لیا ہے۔

تاریخ نویسی کا مقصد اور تاریخ کا فائدہ کیا ہے؟ عربی کی ایک مشہور مثل ہے قصص الاولین موعظ الاخرین۔ فی الحقیقت یہی مقصد تاریخ نویسی کا ہونا چاہیئے۔ بزرگان سلف کے کارنامے ان کی نسلوں کے لئے وعظ وعبرت کا باعث ہیں۔ اگر یہ مقصد تاریخ سے پورا نہیں ہوتا۔ اور تاریخ صرف غیر معتبر روایتوں اور تفاخر بے جا اور لمبے لمبے بے مطلب شجروں اور نسب ناموں اور مبالغہ آمیز کہانیوں اور فوق الفطرت داستانوں ہی کا نام ہے۔ تو وہ تاریخ نہیں۔ بلکہ خرافات کا ''ہفت گنج'' اور لغویات کا ''بحر الجہان'' ہے۔ یہ مقولہ بھی بالکل صحیح ہے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کہ جو قوم اپنی تاریخ نہیں رکھتی۔ وہ مردہ ہے اور کبھی اس کی باعزت زندگی کی توقع نہیں ہوسکتی۔ مصنف تاریخ نگارستان کشمیر صفحہ ۴۰ پر لکھتے ہیں۔ ''خوش قسمت ہے وہ ملک جس کی صحیح تاریخ مرتب ہوجائے۔ خوش قسمت ہے وہ تاجدار جس کے دست کرم سے یہ اہم خدمت انجام پائے۔

غرض تاریخ کا مقصد یہ ہے کہ وہ اپنے اسلاف کے زرین کارناموں کو بھولنے نہ دے۔ اور قابل تعظیم بزرگوں کے حالات ہر وقت پیش نظر رکھے۔ اور جن کو خدا نے سعادت وہدایت کی توفیق دی ہو۔ وہ اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر دنیا میں عزت اور نیک نامی حاصل کریں بلکہ اپنے طرز عمل سے اپنے بزرگوں کے اسمائے گرامی کو حیات جاوید کا خلعت پہنائیں۔

بہت کم لوگ ہیں۔ جو صحیح طور پر یہ جانتے ہیں کہ ہم کون تھے۔ کہاں سے آئے۔ کس حال میں آئے۔ اس میں کیا کیا تبدیلیاں ہوئیں اور ہم جو آسمان پر تھے تو اب تحت الثریٰ میں کس طرح چلے گئے۔ اور اب اس سے نکلنا چاہیں۔ تو کس طرح نکل سکتے ہیں۔ ان کو صرف یہی شوق ہے کہ وہ پدرم سلطان بود کہلائیں۔ حالانکہ وہ نہیں جانتے کہ یہ زمانہ ''علم در جلد خویش'' کے اصول پر کاربند ہے۔ وہ پدرم سلطان بود کہلانے کے اسی وقت مستحق ہوسکتے ہیں۔ جب وہ شوق علم اور حسن عمل کی بدولت معراج ترقی حاصل کرسکیں۔

تاریخ اقوام پونچھ میں ذاتوں اور گوتوں کی ترتیب کا ذکر

جس ملک اور جس قوم میں ذات اور حسب ونسب کا فخر علم وعمل اور اخلاق وشرافت سے بالاتر سمجھا جاتا ہو۔ وہاں اگر یہ بدعت بھی رواج پکڑ چکی ہو۔ کہ چونکہ ہمارے بزرگ راجہ یا سردار کہلاتے تھے۔ ہمارے اسلاف دہلی کے بادشاہ رہے تھے۔ ہم نے صدیوں تک ہندوستان میں حکومت کی ہے۔ ہماری پوزیشن اور ہماری ذات سب سے ارفع واعلیٰ ہے۔ اس لئے ہم کو اول نمبر پر درج کرنا چاہئے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ چنانچہ راقم مولف سے اکثر افراد نے اِس قسم کے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اِستفسارات کئے۔

کچھ شک نہیں کہ پونچھ میں تعلیم وترقی کے لحاظ سے سب سے اول درجہ ڈھونڈ قوم کا ہے۔ دوسرے درجے پر فوجی خدمات اور اکثریت کے لحاظ سے سدھن قوم کا نام آنا چاہیئے۔اور تعلیم تجارت۔ زراعت اور ملازمت واکثریت کے لحاظ سے تیسرے درجے پر دولی قوم کی نشست مناسِب معلوم ہوتی ہے۔اِس کے بعد ملدیال اور تھکیال اقوام کا ذکر موُزوں تھا۔

اوراگر پونچھ کی اقوام کے سابقہ سیاسی عروج واِقبال کو پیش نظر رکھا جائے تو سب سے پہلے راٹھور چودھریوں کا ذکر کرنا مناسب تھا۔جنہوں نے کئی برس تک پونچھ میں آزادانہ حکومت کی ہے۔ پھر سانگو قوم کا جو سکھوں سے پہلے پونچھ پر حکمران تھی۔ پھر تھکیال، ملدیل، ڈھونڈ اور سدھن اقوام کا جن کے رئیس ''آپ راجی'' زمانہ میں چند ایک دیہات پر قبضہ کر کے ''راجہ'' بن جایا کرتے تھے۔

لیکن راقم مولف نے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جو ترتیب قائم کی ہے۔ وہ حسب ذیل ہے۔سب سے پہلے پونچھ کے موجودہ حکمران خاندان (ڈوگرہ) کے حالات درج کئے ہیں۔اِس لئے کہ پونچھ کا فرمانروا ہونے کی حیثیت سے اُن کی پوزیشن سب سے الگ ہے۔اُن کے بعد سادات وقریش کے حالات کا ندراج ہے۔اِس لئے کہ میں نے اپنی کِتاب تاریخ اقوام کشمیر میں بھی سب سے پہلے انہی دو گروہوں کو جگہ دی ہے۔ اور پونچھ سے بھی کئی اصحاب نے یہی لکھا تھا کہ سادات وقریش کے بعد ہمارا ہی نمبر ہونا چاہیئے۔ میں نے اِس سے یہی نتیجہ اخذ کیا۔کہ سادات وقریش کی اوّلیت پر کم سے کم اکثر اقوام وافراد کو اتفاق ہے۔اِس لئے میں نے حکمران خاندان کے بعد سب سے پہلے انہی کو جگہ دی۔اور پونچھ کی باقی اقوام کا ابجد کے حساب سے ردیف وار ذکر کرنا مُناسِب سمجھا۔مثلاً مُغل اور راجپوت اقوام میں سب سے پہلے رے کے لحاظ سے راجپوت اور میم چونکہ رے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کے بعد آتی ہے اِس لئے اِس کے بعد مُغل قوم کا ذکر ہوگا۔ اس ترتیب اور ترکیب سے کسی کو شکایت کا موقعہ بھی نہیں ہوسکتا[۱]۔ ایسی اقوام کا ذکر جن کے حالات بہت تاخیر سے آئے کچھ تو بطور ضمیمہ بلا ترتیب درج ہیں۔ اور بعض اقوام کے حالات حجم زیادہ ہونے کی وجہ سے تاریخ اقوام پونچھ کی جلد دوم میں جو انشااللہ بہت جلد طبع ہوگی درج ہوں گے۔

قلمی امداد دینے والے احباب کا شکریہ اور بعض کتابوں کے حوالے

تاریخ اقوام پونچھ کی تکمیل میں جن علم دوست اصحاب نے قلمی مدد دی ہے۔ راقم مولف اُن کا از بس شکر گزار ہے۔ احباب کو میرے بھی خطوط کا جواب دینے میں ضرور قلمے، دمے اور قدمے تکلیف ہوئی ہے۔ لیکن دوران تصنیف میں راقم مولف نے بعض اقوام کے نمائندوں اور متفرق اصحاب اور قلمی معاونین سے جو خط و کتابت کی ہے۔ اِس پر علاوہ وقت کے چار سو روپیہ صرِف خرچ ڈاک وغیرہ کا صَرف آیا ہے۔ بعض خطوط تو آٹھ آٹھ دس دس اور سولہ سولہ صفحے تک کے لکھنے پڑے ہیں۔

بعض اقوام کے نمائندوں نے اپنی اقوامے حالات سے بھی اِطلاع دی۔ لیکن وہ اصحاب زیادہ تر شکریہ کے قابل ہیں۔ جنہوں نے دوسری اقوام کے حالات سے بھی اطلاع دی۔ اور بعض اقوام کے متعلق مفید اطلاعات بہم پہنچائیں اِن میں اصحاب ذیل خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

چودھری محمّد عباس صاحب قادری پلاں چوہدریاں تحصیل حویلی پونچھ۔ شیخ نبی بخش صاحب نظامی چیف ایڈیٹر اخبار المُجاہد پونچھ، منشی علی اکبر خان صاحب افسر چوکی پولیس منڈی پونچھ سردار فتح محمّد خانصاحب ممبر اسمبلی جمّوں و کشمیر مقیم کریلہ تھکیالہ پڑاوہ۔ چودھدری دیانند صاحب کپور مدیر اخبار پربھات، مولوی محمّد شیر علی خان صاحب حنفی نقشبندی نمبردار و قاضی گرداور نکاح خوانان ساکنہ دھڑائی تھکیالہ پونچھ مولوی محمّد زین العابدین صاحب کو ہی

---

[۱] افسوس ہے بعض اقوام کے حالات تاخیر سے ملنے کی وجہ سے یہ ترتیب بھی قائم نہ سکی۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

مقام سہانی تحصیل بھمبر ریاست جموں۔ سید محمّد امیر علی شاہ صاحب جعفری جاگیردار و پبلسٹی آفسر پونچھ، منشی علی اکبر خان صاحب ڈھونڈ عباسی مدرس اوّل ہل سُرنگ علاقہ پونچھ۔ سید احمد شاہ صاحب گرویزی ساکنہ ہل سرنگ۔ ان کے علاوہ حسب ذیل کتب تاریخ اقوام پونچھ کی ترتیب کے دوران میں زیر مطالعہ رہیں۔ نسب نامہ رسول مقبولؐ، مسلک الجواہر فی احوال البواہر، حیات افغانی مولفہ نواب محمد حیات خان مرحوم۔ باب الاعوان، نسب الاعوان، سوانح عمری راجہ کرن المعروف مصائب زندگی۔ تبصرۃ الاعوانیہ، رسالہ اُردو اورنگ آباد (ایک سید حجام کے متعلق) بابت اکتوبر ۱۹۲۹ء۔ اخبارات حمایت اسلام لاہور و تہذیب نسوان (قوم اخوان کے مضامین کے متعلق) ترجمہ تاریخ فرشتہ، مرآۃ السلاطین ترجمہ سیر المتاخرین، اویماق مغل (فارسی) تاریخ رئیسان پنجاب ترجمہ پنجاب چیفس تذکرہ راجگان راجور، تذکرہ راجگان جموں و کشمیر، مکمل تاریخ کشمیر جلد دوم۔ تاریخ راجپوتان پنجاب۔ فہرست ویہہ وار ریاست جموں و کشمیر ۱۹۲۱ء۔ آئینہ قریش، تذکرہ سادات گرویزیہ جعفریہ تاریخ شاہان گجر، کارنامہ راجپوتان، تاریخ آل ذوالعین، تحقیقات چشتی، راجپوت گوتیں، تاریخ ککے زئی، تاریخ عجیب (متعلق حجامان) ترجمہ مضمون تاریخ چمبہ (انگریزی) تاریخ جہلم، تاریخ سیالکوٹ اپنے احباب سے تاریخی معلومات حاصل کرنے اور تاریخوں سے مدد لینے کے باوجود مجھے اپنی غلطیوں اور فروگذاشتوں کا اعتراف ہے۔ جب نکتہ چین اصحاب سے تاریخ فرشتہ اور سیر المتاخرین کے مصنف اور شمس العلماء مولانا محمد حسین آزاد اور علامہ شبلی نعمانی جیسے زبردست مصنف و مورخ نہیں بچ سکے۔ تو بچارا فوق کہ اس کو خود ہی پائے اہل ذوق ہونے کا اعتراف ہے۔ کس طرح محفوظ رہ سکتا ہے۔ اور اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ یہ تقاضائے بشریت بعض اوقات کچھ غلطیاں اور فروگذاشتیں بھی ہو جاتی ہیں اور چونکہ علم تاریخ کی کوئی حد اور انتہا نہیں ہے۔ اس لئے کیا عجب ہے کہ جو بات آج صحیح یا غلط سمجھی جاتی ہے۔ کل کسی اور زبردست تاریخی حوالہ سے وہ غلط یا صحیح ثابت ہو سکے۔

لیکن اگر نکتہ چینی میں نیک نیتی شامل ہے۔ اور معترض اس کے اظہار کے لئے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

درشت الفاظ استعمال نہیں کرتا۔ تو ہر مصنف اور مورخ کو اس قسم کی نکتہ چینی پر لبیک کہنا چاہیئے۔ اور اگر وہ اعتراض یا نکتہ چینی صحیح ہے۔ تو اپنی کتاب کے دوسرے ایڈیشن میں اس سے استفادہ حاصل کرنا چاہیئے۔

پونچھ کے بعض اصحاب کے محیر العقول مگر دلچسپ خطوط

پونچھ کی بعض اقوام نے جو اپنی خاندانی روایتیں بیان کی ہیں۔ وہ حیرت انگیز بھی ہیں۔ اور دلچسپ بھی۔ بعض اصحاب تو ایسے ہیں کہ الم غلم، اوٹ پٹانگ جو ان کے جی میں آتا ہے لکھ کر بھیج دیتے ہیں۔ اور اس پر ستم یہ ہے کہ اپنے جہل مرکب کو زبردستی منوانے پر اصرار کرتے ہیں۔ راقم نے اپنی بہت سی مشکلات ابتداء میں ظاہر کردی ہیں۔ لیکن جی چاہتا ہے کہ بعض اصحاب کے محیر العقول خطوط کا کچھ خلاصہ ناظرین کی واقفیت اور دلچسپی کے لئے ذیل میں درج کردیا جائے۔ ممکن ہے۔ ان خطوط کے ملاحظہ سے یہ معلوم ہوسکے کہ بعض اقوام کے حسب ونسب اور ان کے شجروں کی تحقیق وتصدیق کس قدر مشکل کام ہے۔

ایک مغل جوگی کا خط

۱۔ مغل خاندان نبی اسرائیل کنعانی کی اولاد ہے۔

۲۔ دہلی میں ابراہیم بادشاہ مغل خاندان کا مشہور بادشاہ گذرا ہے۔

۳۔ بہادر خان کی بادشاہت ٹوٹنے کے بعد اس کا پوتا لشکری خان اپنے ایک برادرزادہ کو مار کر پونچھ کے ایک موضع میں چلا آیا۔ جہاں اس وقت جنگل تھا۔ وہ شہزادہ جوگیانہ بھیس میں تھا۔ اس لئے مغل جوگی کے نام سے مشہور ہوا۔ اسی نے جنگل کاٹ کر یہاں زمین آباد کی۔"

بعض مورخین نے تو اب تک افغانوں اور کشمیریوں ہی کو بنی اسرائیل لکھا ہے لیکن پونچھ کا ایک مغل جوگی مغلوں کو بھی نبی اسرائیل کی اولاد بتاتا ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ اتنی تاریخ قابلیت کا یہ ثبوت دیتا ہے کہ ابراہیم (جو تاریخ ہند میں ابراہیم لودھی کے نام سے مشہور

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہے۔ اور جو بابر سے جنگ کرتا ہوا پانی پت کے میدان میں مارا گیا تھا مغل خاندان کا مشہور بادشاہ تھا۔ حالانکہ سکولوں کے لڑکے بھی جانتے ہیں کہ ابراہیم لودھی افغان تھا اور بابر برلاس مغل تھا۔

پھر خاندان بابری کے آخری بادشاہ ابوظفر بہادر شاہ کو بہادر خاں لکھا ہے اور خود بخود اس کا ایک فرضی پوتا لشکری خان بنا دیا ہے۔ جس کو وہ پونچھ کے جنگل میں اس خیال سے جوگیانہ لباس پہنا کر لے آیا ہے۔ کہ اپنی قوم کو اُس کے نام سے مغل جوگی ثابت کر سکے۔

داراشکوہی خاندان کے ایک مدعی کا خط

''ہمارے خاندان کو داراشکوہ کی اولاد سے ضرور ظاہر کیجئے۔ اس کے لئے اگر کچھ خرچ بھی کرنا پڑے۔ تو بندہ حاضر ہے۔ لیکن یہ ضرور لکھئے۔ کہ ہمارا جو خاندان پونچھ میں آباد ہے۔ وہ داراشکوہ برادر اورنگ زیب کی اولاد سے ہے۔''

داراشکوہ کے دو بیٹے تھے۔ سلیمانؔ شکوہ اور سپہرؔ شکوہ۔ دونوں عالمگیر کی قید میں تھے۔ ان کی لڑکیوں کا پتہ ملتا ہے۔ لیکن اولاد ذکور کا کہیں ثبوت نہیں۔

چند منہاس راجپوتوں کے خطوط

ا۔ ''راجہ جسرتھ کا بیٹا راجہ رام چندر تھا۔ اس کا بیٹا راجہ لو۔ راجہ ملد یو اسی راجہ ہو کا بیٹا تھا۔ ملد یو ہی کی اولاد منہاس کہلائی۔''

ملد یو سے بارہ پشت تک آپ نے ہندو راجگان لکھے ہیں۔ بارہویں پشت کے تین بیٹے بتائے ہیں۔ ایک کو ہندو بتایا ہے ایک کو مسلمان ایک کو ایک دم آپ پونچھ میں لے آئے ہیں۔ اور خود کو اس کی ساتویں پشت میں ظاہر کیا۔ گویا سری رام چندر جی سے شجرہ لکھنے والے موجودہ شخص تک ۲۱ پشتیں ہوتی ہیں۔ مشرقی و مغربی مورخوں نے سو سال میں زیادہ سے زیادہ تین پشت کا شمار کیا ہے۔ اس حساب سے ان ۲۱ پشتوں کے آج تک سات سو سال

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہوتے ہیں۔ کیا کوئی عقلمند باور کر سکتا ہے کہ راجہ رام چندر جی کے زمانہ کو آج تک سات سو سال کا عرصہ گزرا ہے۔ حالانکہ اسی ہندوستان میں سات آٹھ سو سال مسلمان حکومت کر چکے ہیں۔ کیا راجہ رام چندر جی ہندوستان کی اسلامی حکومت کے دوران میں پیدا ہوئے تھے؟ منہاس کی اصل وجہ تسمیہ منہاس راجپوتوں کے ذکر میں دیکھو۔

(۲) ''ہم ڈوگرہ راجپوت منہاس ہیں۔ ہمارا خاندان راجہ جگدیو منہاس سے شروع ہوتا ہے۔ یہ قوم دلی سے بدامنی کے باعث جموں اور جموں سے پونچھ آ گئی۔ راجہ کشوری سنگھ جو سدھنتی کے راجہ تھے۔ اسی خاندان سے تھے۔ ان کی تیسری پشت مسلمان ہو گئی۔''

راجہ جگدیو نام کا ایک راجہ جموال خاندان میں ضرور گذرا ہے۔ لیکن نہ اس نے ہل چلایا نہ اس کی اولاد نے اور نہ یہ منہاس کہلایا۔ منہاس کا لفظ راجہ برج دیو (قتل ۱۲۳۸ء ب) کے زمانہ میں اس کے فرزند رل مل دیو کی اولاد سے شروع ہوتا ہے۔ راجہ جگدیو راجہ کپور دیو کا فرزند اور راجہ سمیل دیو کا بھائی تھا۔ کشمیر و جموں کے موجودہ فرمانروا مہاراجہ سر ہری سنگھ سمیل دیو کی تیرھویں پشت میں ہیں۔ دہلی سے ان کا تعلق قطعاً غلط ہے۔

(۳) ''ہمارا منہاس خاندان راجہ جگپت کے زمانہ چودھویں، پندرھویں صدی بکرمی سے شروع ہوتا ہے۔ یہ راجہ، راجہ مالدیو کا بیٹا تھا۔ ہمارے بزرگ ۱۶۶۰ء میں جموں سے براستہ کشمیر مہنڈر میں آئے۔ راجہ چنت منہاس کے بیٹے نے حکومت چھن جانے اور باپ کے قتل ہونے کے باعث جوگیانہ لباس پہن لیا اور ایک مسلمان بزرگ کے ہاتھ پر وہ مسلمان ہو گیا۔ اور جوگی کہلایا۔ ہم اسی کی اولاد سے ہیں۔''

جگپت نام سے کوئی راجہ چودھویں پندرھویں بکرمی صدی میں نہیں گذرا۔ راجہ مالدیو ضرور ۱۴۵۶ء ب میں جموں کا ایک راجہ تھا۔ لیکن اس کے کسی فرزند کا نام جگپت نہیں ہے۔ بلکہ اس کے حسب ذیل تین فرزند تھے۔ راجہ ہمیر دیو چندن دیو، ساگر دیو، جموں کا مشہور راجہ عجائب دیو یا عجب دیو جس کو صوبہ لاہور سے بچانے کے لئے سلطان حسن شاہ والئے کشمیر نے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

مدد دی تھی۔ اسی ہمیر دیو کا بیٹا تھا۔

چند ملدیالوں کے خطوط

(۱) ''سلطان رائے بلدیوگ کے نام سے ہماری قوم کا نام ملدیال پڑ گیا ہے۔ اسکے سات بیٹے تھے۔ پانچ کشمیر میں رہے۔ دو بیٹے پونچھ میں آگئے۔ پونچھ میں اس کے ہاں دو بیٹے ہوئے۔ ایک سلطان سنگھ دوسرا اوتار سنگھ، ملدیال انہی کی اولاد سے ہیں۔''

سلطان رائے بلدیگ کے نام کی ترکیب بھی عجیب ہے۔ بلدیوگ سے بلدیال ہو سکتا تھا۔ ملدیال کیسے بن گیا۔ کشمیر میں ملدیال قوم کا کوئی وجود نہیں ہے۔

(۲) راجہ ملدیو خان جو مغل خاندان سے تھا۔ ملدیال خاندان کا بانی ہوا ہے۔ یہ ایسا ہی ہے جیسا کہہ دیا جائے۔ راجہ رنجیت دیو خان راجہ عجب دیو خان یعنی آدھا تیتر آدھا بٹیر۔

(۳) ''شاہزادہ شجاع بن شاہجہان ۱۶۵۸ء میں براستہ بھدرواہ وکشتواڑ جموں سے پونچھ آئے۔ شجاع کے نانا کا نام چونکہ راجہ مالدیو تھا۔ اِس لئے وہ اور ان کی اولاد ملدیال کے نام سے مشہور ہو گئے۔''

شاہجہان کے چار فرزند تھے۔ دارزاشکوہ۔ اورنگ زیب عالم گیر۔ شاہزادہ مراد، شجاع۔ یہ چاروں شہزادے ایک ہی مُسلمان بیگم ممتاز محل کے بطن سے تھے۔ جن کے نام پر آگرہ میں روضہ ممتاز محل تاج کے نام سے مشہور ہے۔ اِس بیگم کا ۱۰۴۰ھ میں انتقال ہوا تھا۔ اِن شاہزادگان کا نانا وہی تھا جو ممتاز محل کا باپ تھا۔ اور ممتاز محل کے باپ کا نام آصف جاہ تھا۔ جو نور جہان بیگم کا بھائی اور شاہجہان کا خسُر تھا۔ آصف جاہ کا نام جس کا مقبرہ لاہور میں موجود ہے۔ راجہ مالدیو رکھ دینا اور پھر مالدیو کے نام پر ملدیال قوم کو مشہور کرنا عجیب دِل و دماغ کا کام ہے۔

یہ بھی لکھا ہے کہ شہزادہ شجاع بھدرواہ کشتواڑ کے رستے پونچھ آیا۔ جمّوں سے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

بھدرواہ و کشتواڑ کے رستے پونچھ پہنچنا یہ بھی بحث طلب ہے لیکن یہ تو امر واقعہ ہے کہ شجاع اور اس کی اولاد کو کبھی پونچھ دیکھنا نصیب نہیں ہوا۔ شاہ شجاع کے تین فرزند حسب ذیل تھے۔ بُلند اختر۔ زین العابدین۔ زین الدین۔ شاہ شجاع بہار و بنگال کا حاکم تھا۔ اُس نے عالم گیر سے تخت چھیننے کے لئے جب لڑائی شروع کی تو اِس کے تینوں بیٹے مختلف محاذوں پر اُس کے طرفدار تھے۔ آخر جب اُن کی شکست ہوئی تو شاہ شجاع معہ زن و فرزند ڈھاکہ سے آسام (اراکان) کی طرف بھاگ گیا اور وہاں جو اُس غریب ملد یار کا حشر ہوا۔ وہ اویماق مغل صفحہ نمبر ۵۳۶ کی عبارت ذیل سے واضح ہو سکتا ہے "شجاع بہ اراکان رفت و راجہ آں دیار اُورا معہ عیال واطفال بر کشتی سوار کردہ غرق کردو فتنہ اوفروشد"

ہندوستان اور عہد مغلیہ کی دیگر تواریخیں کم و بیش اِس واقعہ کی تصدیق کرتی ہیں۔ اور کم سے کم شجاع اور اُس کی ولاد کے لاپتہ ہو جانے اور آسام کی طرف چلے جانے میں تو تمام مورخوں کا اتفاق ہے۔

پونچھ کے ایک افغان کا خط

"۱۷۱۹ بکرمی میں بیرم خان اکبر کا وزیر اکبر کے ہمراہ غزنی سے کشمیر اور وہاں سے براستہ اوڑی پونچھ آیا۔ پونچھ کے کئی دیہات میں بیرم خان کی اولاد موجود ہے۔ خصوصاً تحصیل مہنڈر۔ باغ وسد ھنتی میں۔ وہ افغان تھا اور ہم اسی کی اولاد سے ہیں"

پونچھ کے متذکرہ صدر افغان کا خط بھی جو علاقہ مہنڈر سے آیا ہے۔ عجائبات کا ایک نمونہ ہے۔ اول تو بیرم خان اور اکبر کے زمانے میں بکرمی سمت کا رواج ہی نہ تھا۔ اور پھر ۱۷۱۹ ب جس کو آج ۱۹۹۲ ب میں ۲۷۳ سال ہوتے ہیں کسی طرح درست ہو ہی نہیں سکتا۔ بیرم خان کے انتقال کو ۹۸۵ ھ کے مطابق آج ۱۳۵۴ ھ میں ۳۶۹ سال ہوتے ہیں گویا ۱۷۱۹ ب کے مصنوعی بیرم خان سے ۹۸۵ ھ کا اصلی بیرم خان ۹۸ سال پیشتر انتقال کر چکا تھا۔ اور پھر لطف یہ کہ جب تک اکبر بیرم خان ہی مہمامت سے فارغ نہیں ہو چکا تھا۔ نہ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کشمیر آیا۔ نہ اوڑی، نہ پونچھ اور نہ بریم خان ہی کبھی کشمیر آیا۔ اور نہ کبھی اس نے پونچھ اور اوڑی کو دیکھا۔ بیرم خان افغان بھی نہ تھا۔ وہ ایران کے قراقوئیلو ترکمانوں میں تھا۔ اس کا باپ اور دادا غزنی کے حاکم تھے۔ باپ کی وفات کے بعد جبکہ وہ کم عمر تھا بلخ کو چلا گیا جہاں اُس کے خاندان کے لوگ تھے۔ پندرہ سولہ سال کی عمر میں وہ کابل آ کر شہزادہ ہمایوں کی سرکار میں نوکر ہو گیا اور بابر اور ہمایوں کے ہمراہ ہندوستان آیا۔ اور اکبر کے زمانہ میں ۹۶۸ھ میں حج کو جاتا ہوا رستہ میں شہید ہو گیا۔

ایک مغل کا دلچسپ خط

''ہمارے بزرگ مرزا کمال خان تھے۔ جن کو مہاراجہ رنجیت سنگھ نے کشمیر کا گورنر بنا کر لاہور سے برستہ پونچھ کشمیر میں بھیجا۔ وہ جب پونچھ آئے۔ تو اُس وقت پونچھ کے راجہ عبدالرزاق کے ساتھ کسی اور ملک کے راجہ کی لڑائی ہو رہی تھی۔ مرزا کمال خان نے راجہ پونچھ کا طرفدار ہو کر غنیم کو شکست دیدی۔ اِس پر راجہ عبدالرزاق نے مہاراج رنجیت سنگھ کو کہا کہ مرزا کمال خان کو ہم پونچھ کی وزارت پر نامزد کرتے ہیں۔ آپ کسی اور کو کشمیر کا گورنر بنا دیں۔ چنانچہ مہاراجہ نے ایسا ہی کیا۔ ہم مرزا الوغ جو مغل کہلاتے ہیں اِسی مرزا کمال خان کی اولاد سے ہیں''۔

یہ خط کئی پہلوؤں سے دلچسپ ہے۔ سکھوں کے ۲۷ سالہ عہد کشمیر میں صرف دو مُسلمان کشمیر کے گورنر ہوئے ہیں۔ وہ بھی مہاراجہ رنجیت سنگھ کے انتقال کے بعد۔ ایک نواب شیخ غلام محی الدین خان دوسرے اُن کے فرزند نواب شیخ امام الدین خان یہ دونوں ککے زئی افغان تھے۔ اور ہوشیار پور کے رہنے والے تھے۔ اِس خط کے راقم نے مہاراجہ رنجیت سنگھ اور راجہ عبدالرزاق والئے پونچھ کا ایک ہی زمانہ لکھا ہے۔ حالانکہ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ۱۸۳۹ء میں انتقال کیا ہے۔ اور راجہ عبدالرزاق کا نام فرخ سیر اور محمد شاہ بادشاہ دہلی کے عہد میں ۱۷۳۸ء تک تاریخوں میں ملتا ہے۔ گویا پورے سو سال کا فرق ہے، یہ بھی یاد رکھنے کے قابل

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

بات ہے کہ راجہ عبدالرزاق کے زمانہ میں بلکہ سکھوں کے زمانہ میں بھی پونچھ کا وزیر کیا بلکہ اُس کا حکمران بھی گورنر کشمیر کے زیر اثر رہا ہے۔ خواہ وہ گورنر مغل بادشاہوں کی طرف سے تھا۔ خواہ افغان بادشاہوں کی طرف سے خواہ سکھ حکومت کی طرف سے تھا گورنر کشمیر کا درجہ بہر حال وزیر پونچھ بلکہ راجہ پونچھ سے فائز تھا۔ یہ کس طرح ہوسکتا تھا کہ مرزا کمال خان پونچھ کی وزارت کو کشمیر کی گورنری پر ترجیح دیتا اور پھر یہ کہ راجہ پونچھ کی اتنی جرائت تھی کہ وہ رنجیت سنگھ یا کسی اور بادشاہ کی اجازت کے بغیر اس کے گورنر کو روک لیتا اور وہ گورنر خود بخود لڑائی میں شامل ہوجاتا۔

ماگرے قوم مغل ہے یا کھشتری النسل یعنی راجپوت ہے؟

تحصیل باغ کے چند دیہات میں ایک قوم جو دراصل ماگرے ہے۔ اپنے آپ کو ماکری یا ماگری مغل بتا رہی ہے۔ ماگرے کشمیر کی ایک قدیم جنگجو کھشتری النسل قوم ہے، جو ہندو راجگان قدیم کے زمانہ میں بھی صاحب سیف وسنان رہی ہے۔ اور جس کے ایک رئیس اعظم نے حضرت سید علی ہمدانی کے ہاتھ پر اسلام قبول کر کے ملک کا خطاب حاصل کیا تھا اور جس کی اولاد میں اور جس کی قوم میں ایسے ایسے جونمرد، شجاع، سیاستدان اور با اقتدار ماگرے گزرے ہیں کہ کشمیر کی تمام تاریخیں خواہ اُن کے مصنف ہندو ہیں یا مُسلمان اُن کے سیاسی و ملکی کارناموں سے بھری ہوئی ہیں۔ لیکن پونچھ کے اِن دیہات کے ماگرے اپنے آپ کو بوجوہات ذیل ماکری مغل بتاتے ہیں "ہمارا نام ماراۃ السلاطین وتاریخ فرشتہ میں ماکری درج ہے۔ ہمارے پاس شجرہ موجود ہے مراۃ السلاطین وتاریخ فرشتہ میں بیشک جہاں ماگرے قوم کا ذکر ہے۔ وہاں ماگرے کی بجائے لفظ ماکرے درج ہے۔ لیکن اِن لوگوں کو معلوم نہیں کہ زمانہ قدیم میں اور کہیں کہیں آج بھی تحریر میں یائے معروف و مجہول کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ مثلاً لدے ماگرے کو لدی ماکری لدے رینہ کو لدی رینہ۔ برلبِ جوئے مار کو برلبِ جوئی مار۔ شامہ بی بی کو شامہ بے بے، ریگی ریشی کو ریگی ریشے، داوئد اسلام آبادی کو داود اسلام

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

آبادے، قادری کو قادرے، شیخ عقوب چچھ بلی کو چچھ بلے لِکھا جاتا ہے۔

جس طرح زمانہ قدیم میں یائے مجہول و معروف کا خیال چنداں لازمی نہ تھا۔ اِسی طرح جہاں گاف آتا تھا۔ بالعموم اِس کو بھی کاف لِکھا کرتے تھے۔ کاف فارسی اور قاف تاری کا بھی کوئی خیال نہ رکھا جاتا تھا۔ چناچہ اِس کی بھی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں۔ تاریخ خواجہ اعظمی میں سید محمّد لورستانی گل کار کو گل کار اور ''از ماگریان احمد ماگرے'' کو ماکریاں احمد ماکرے'' شیخ یعقوب صرفی گنائی کو کنائی اور اس مصرع میں فراز شیب رہ از رہروان گرم میپرس میں رہروان کرم میپرس لکھا ہے۔ پھر سیر المتاخرین میں جسکے ترجمہ کا نام مراۃ السلاطین ہے۔ پرگنہ پھاگ کو پھاک۔ ویری ناگ کو ویری ناک، نیلہ ناگ کو نیلہ ناک۔ راجہ ماتر گپت کو ماتر کپت درج کیا گیا ہے۔ اسی طرح حیات افغانی میں جو اُردو زبان میں ہے مگر ۱۸۶۳ء کی تصنیف ہے اسی قسم کے الفاظ نظر آتے ہیں جن میں اپنے آپ کو۔ اپنی آپ اُمید کی جاتی ہے کو امید کے جاتے ہے۔ آزادی کو آزادے، سبکتگین کو سبکتین۔ تیمور گورگانی کو تیمور کورکانی لکھا گیا ہے۔ اِس لئے صحیح نام ماکری نہیں بلکہ ماگرے ہے۔ اور پھر لطف یہ ہے کہ کسی تاریخ میں بھی ماکری یا ماکرے کے لفظ کے ساتھ مُغل کا لفظ درج نہیں ہے لیکن ابھی سب سے دلچسپ چیز یعنی اُن کا شجرہ باقی ہے۔ ان کا شجر نویس ہمایوں ابن بابر تک تو گِرتا پڑتا چلا آیا ہے۔ لیکن ہمایوں کے بعد عجیب ٹھوکریں کھاتا ہے، سکولوں کے طالب علموں کو بھی معلوم ہے کہ ہمایوں کے تین بھائی اور تھے۔ کامران ہندال، عسکری۔ تینوں جب تک زندہ رہے۔ اِس کو تکلیف دیتے رہے۔ آخر کامران مرزا اپنی بیوی سمیت اندھا ہو کر مکہ چلا گیا۔ ۱۵۵۶ء میں انتقال کر گیا۔ ہندال ۱۵۵۱ء میں قتل کر دیا گیا۔ اور مرزا عسکری بھی مکہ جا کر ۱۵۵۸ء میں مر گیا۔ لیکن ماکری قوم کا شجرہ نویس کامران مرزا کو ہمایوں کا بیٹا لکھتا ہے۔ پھر کامران کے بیٹے کا نام قاصران بتاتا اور قاصران کی چوتھی پشت میں ''ابراہیم ابدالشاہ ماکری'' کا نام گھسیٹر دیتا ہے۔ اِس کے بیٹے کا نام حاجی ماکری شاہ اور اِس کے بیٹے کا نام لوہر شاہ لکھ کر اِس کو ایک دم دہلی سے پونچھ لے آتا ہے۔ کامران مرزا کے کسی بیٹے کا نام کسی مُستند تاریخ میں قاصران

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

نظر نہیں آیا۔ نہ کوئی نام ماکری شاہ ہے اور نہ ابراھیم ابدال شاہ ماکری، کوئی نام ہے۔ بلکہ ابراھیم ماگرے اور ابدال ماگرے دو علیحدہ علیحدہ نام ہیں۔

پونچھ میں ایک زبردست سوشل ریفارمر اور مصلح قوم کی ضرورت

دیباچہ میں بعض مُسلمان اقوام کی ذہنیتوں کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے۔ اور بعض اقوام کو غلام در غلام اور غلام ابن غلام کہلانے اور دردناک افلاس ونکبت میں مبتلا ہونے کے باوجود کسی بادشاہ یا راجہ یا کسی اور عظیم ترین شخصیت کا ''صاحبزادہ'' بننے کا جو شوق ہے۔ اس سے کم سے کم راقم مولف تو اس نتیجہ پر پہنچا ہے۔ کہ پونچھ جیسے بدنصیب ملک میں ایک زبردست سوشل ریفارمر اور مصلح قوم کی ضرورت ہے۔ جو اس قوم کے مصنوعی نسب نامے اور شجرے تیار کرانے والی اقوام کے دماغوں سے تفاخر بے جا کی تباہ کن خام خیالیوں کو دور کرے اور ان کو اسلام کی صحیح تعلیم سے آگاہ کرے اور یہ حقیقت ہے کہ آج نہیں تو کل نہیں اور کل نہیں تو پرسوں اسی ملک کے اندر کوئی نہ کوئی خدا کا ایسا بندہ پیدا ہوگا جو بتائیگا کہ کوئی مسلمان سید، قریشی، مغل، راجپوت اور پٹھان ہونے ہی سے قابل عزت نہیں ہوسکتا بلکہ دنیا میں اس کی عزت اس کے ذاتی جوہر اس کی ذاتی قابلیت اور اس کے ذاتی اعمال واخلاق پر منحصر ہے۔ اور عاقبت میں بھی وہی شخص فضیلت وبرتری حاصل کریگا جو متقی اور پرہیز گار ہوگا۔ یہ ذاتیں اور فرقے ایک دوسرے کی پہنچان کے لئے ہیں۔ تفرقہ پروازی اور اونچ نیچ کے لئے نہیں ہیں۔

اس لئے جن اقوام کو خدا نے اسودہ حال اور صاحب رسوخ ہونے کا موقع دیا ہے وہ خدا کی شکر گذاری کے عملی ثبوت میں اپنے گرے ہوئے اور پس افتادہ بھائیوں کی دستگیری کریں اور ان کو ان کی دستکاریوں اور ان کے پیشوں کو نفرت وحقارت سے دیکھنے کی بجائے دست شفقت سے ان کا دل بڑھائیں اور جو اقوام درماندہ وپست حال ہیں ان کا فرض ہے کہ وہ ترقی یافتہ اقوام کا احترام کریں اور تعلیم حاصل کر کے اپنی صنعت وحرفت اور اپنی دستکاریوں کو وہ ترقی دیں۔ کہ جن سے ان کی دماغی قابلیتوں کے جوہر کھلیں۔ ۸ جون سنہ رواں کو ماسٹر

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

بدرالدین بھٹی (امرتسر) کے فرزند مسٹر وزیرالدین بھٹی بی اے یوروپ اس لئے گئے ہیں کہ انگلستان، فرانس، جرمنی، اٹلی اور آسٹریلیا اور یوروپ کے دیگر ممالک میں ہیر ڈریسنگ اور بالوں کی بیماریوں کے معلومات اور بجلی کے ذریعہ اس کاروبار کی ٹریننگ حاصل کریں[1]۔ ان کا آبائی کام حجامت کرنا ہے۔ ان کی ذات بھٹی راجپوت ہے لیکن انہوں نے راجپوت کہلا کر اپنا پیشہ اور کاروبار ترک نہیں کر دیا۔ بلکہ تعلیم حاصل کر کے اور بی اے ہو کر اس فن میں جدید ترین معلومات حاصل کرنے کے لئے دور دراز ممالک کا سفر اختیار کیا ہے۔

جب دستکار اور صنعت کار اور پیشہ ور اقوام حصول علم کی طفیل اپنے کاروبار کو اس قسم کا فروغ دیں گی۔ تو نہ صرف دیگر اقوام بلکہ حکومتیں بھی ان کی عزت و توقیر کے لئے مجبور ہوں گی

یاد رکھو

خدا نے آج تک اُس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

۱۱ جون ۱۹۳۶ء لاہور

اعلیٰ ارکان حکومت پونچھ

زمانہ قدیم کے مصنفوں کا دستور تھا کہ جس بادشاہ یا حاکم کے عہد میں کوئی کتاب تصنیف کرتے تھے تو اس بادشاہ یا حاکم وقت کا تذکرہ بھی کر دیتے تھے۔ جس سے تصنیف اور مصنف کے ساتھ حاکم وقت کا نام بھی زندہ رہتا تھا۔ اسی اصول پر میں نے تاریخ اقوام پونچھ میں سری راجہ صاحب بہادر پونچھ اور ان کے ماتحت اعلیٰ حکام کا تذکرہ مناسب سمجھا۔ راجہ صاحب بہادر پونچھ کے بعد سب سے بڑے حاکم وزیر صاحب ہیں۔ جن کا نام وزیر فیروز چند بی اے ہے۔ وزیر صاحب نے میری استدعا پر حالات اور فوٹو بھیجنے کے کئی وعدے کئے

[1] ازاخبار احسان لاہور مورخہ ۱۰ جون ۱۹۳۶ء۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

میں لاہور میں دو مرتبہ ان کی خدمت میں حاضر بھی ہوا۔ لیکن اپنی مصروفیتوں کی وجہ سے نہ وہ فوٹو بھجوا سکے اور نہ حالات۔ اب ان کے حالات ''تاریخ اقوام قلمرو جموں'' میں درج ہونگے۔

باقی حکام کے حالات ذیل میں درج ہیں۔

چوہدری نیاز احمد سشن جج و ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ پونچھ

آپ کا اصل وطن ہریہ والا ضلع گجرات ہے۔ خان بہادر چوہدری خوشی محمد بی اے ناظر سابق ''مشیر مال جموں و کشمیر آپ کے چچا اور چودھری فیض اللہ خان بی اے وزیر وزارت اور چوہدری عطا محمد خاں اسسٹنٹ ڈی ایف او کشمیر آپ کے چچازاد برادران ہیں۔

گوت آپ کی جاٹ وڑائچ ہے جنوری ۱۸۹۴ء میں آپ ہریہ والا میں پیدا ہوئے۔ انٹرنس کا امتحان گجرات کے گورنمنٹ ہائی سکول سے ۱۹۱۰ء میں اور بی اے کا امتحان with honours ۱۹۱۴ء میں مشن کالج لاہور سے اور ایل ایل بی کا امتحان ۱۹۱۶ء میں لاہور کالج سے پاس کیا۔ دسمبر ۱۹۱۷ء میں سب سے پہلے انت ناگ میں منصف مقرر ہوئے۔ ماگھ ۱۹۷۷ب میں بندوبست کی ٹریننگ کے بعد بہ ماہ ہاڑ ۱۹۷۸ب سرینگر میں بطور سٹی منصف اور ہاڑ ۱۹۸۱ب میں بھمبر اور اس کے کچھ عرصہ بعد (۱۹۲۴ء میں) مقدمات ریشم خانہ کشمیر کے سپیشل مجسٹریٹ مقرر ہوئے۔ بعد ازاں آپ پھر بھمبر میں تبدیل کئے گئے یہاں اغوائے مستورات کی وجہ سے بڑی بے چینی رہتی تھی۔ آپ نے دیوہ وٹالہ کے بدمعاش طبقہ کی سرکوبی کی اور کئی خطرناک مفرور گرفتار کئے۔ ان خدمات کے صلہ میں کابینہ وزارت عظمٰی نے اعتراف خدمات کا ریزولیوشن پاس کرنے کے علاوہ ایک سو روپے کا خلعت بھی عطا کیا۔ یہاں سے آپ کوریاسی میں گئے ہوئے تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا۔ کہ آپ کی خدمات بطور سینئر سب جج پونچھ میں منتقل کی گئیں جہاں آپ نے جرائم متعلقہ ازدواج کا انسداد کیا۔ اور بخشی چندلال حاکم اعلٰی پونچھ کے مقدمہ کی سماعت کے لئے سپیشل مجسٹریٹ مقرر ہوئے قریبا

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اڑھائی سال تک یہاں رہے۔ واپس آ کر جموں میں سٹی مجسٹریٹ مقرر ہوئے یہ وہ ایام تھے جب کشمیر و جموں کا ایجی ٹیشن پر پرزے نکال رہا تھا۔ آپ بجائے امن کے لئے دن رات دوڑ دہوپ کرتے رہے۔

۱۶ کاتک کی رات کو آپ امن قائم کرتے ہوئے ہندو مسلم بلوائیوں کی لڑائی میں اس طرح گھیر گئے کہ بھپرے ہوئے پر جوش بلوائیوں کے درمیان سے جان سلامت لے کے نکلنا بہت مشکل تھا لیکن خدا کو ابھی دیر تک انہیں زندہ رکھنا منظور تھا۔ اس لئے جان تو بچ گئی مگر مضروب ہو گئے۔ آپ نے اس موقع پر فساد کو روکنے کی جو کوشش اپنی جان پر کھیلتے ہوئے کی اس کا اعتراف مسٹر مڈلٹن نے کھلے الفاظ میں کیا جو ان فسادات کی تحقیقات کے کمشنر تھے۔ علاوہ ازیں تمام مقامی حکام نے آپ کی ہمت و جرات کی تعریف کی۔

اس کے بعد آپ فسادات کے تحقیقاتی بنچوں میں بطور سیشن جج شامل رہے سرینگر کے مقدمات سے فارغ ہو کر آپ میرپور کے مقدمہ سکھ چین پور کے بنچ میں دس ماہ تک کام کرتے رہے۔ سر برجور دلال نے شاندار الفاظ میں آپ کا ذکر کرتے ہوئے لکھا جس محنت قابلیت اور آزادانہ سپرٹ سے کام کیا گیا ہے اس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ خوش قسمت ہے وہ ریاست جس میں اس قابلیت اور کیرکٹر کے جوڈیشنل افسر ہوں۔ ایسے جوڈیشنل افسر روئے زمین کے کسی ملک کے صیغہ جوڈیشنل کے لئے باعث فخر ہو سکتے ہیں۔

بنچ کے کام سے فارغ ہو کر آپ میرپور ہی میں بطور سب جج تعینات ہوئے۔ ایک سال کے بعد دربار کشمیر نے پھر آپ کو پونچھ میں بہ حیثیت سشن جج و ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ مقرر کیا۔ آپ یہاں ایک سال کے لئے آئے تھے۔ لیکن سری راجہ صاحب بہادر پونچھ نے مزید ایک سال کیلئے آپ کی خدمات دربار کشمیر سے مستعار لی ہیں۔

"راجہ" محمد سرور خان چیف ریونیو افسر

"راجہ" محمد سرور خاں سکندرال گکھڑوں کی شاخ کے نونہال ہیں۔ آپ کے والد

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

"راجہ" نیاز علی خان سر والٹر لارنس کمشنر بندوبست کے زمانہ سے پیشتر ہی کشمیر میں انسپکٹر ہاپس مقرر تھے۔ جن کے حسن انتظام سے ریاست کو لاکھوں روپیوں کی آمدنی ہوئی۔

راجہ نیاز علی خان کے چار فرزند ہیں۔ سب سے بڑے "راجہ" محمد سرور خان۔ ان سے چھوٹے رسالدار میجر شاہ نواز خان ہیں۔ تیسرے بھائی "راجہ" محمد افضل خان جو کئی برس تک دو آبگاہ کشمیر میں انسپکٹر ہاپس رہ چکے ہیں۔ اور آج کل کشمیر کے محکمہ زراعت میں انسپکٹر ہیں سب سے چھوٹے کا نام غلام عباس ہے۔ جو زمینداری کاروبار میں مشغول ہیں۔ "راجہ" محمد سرور خان میجر کے صاحب بہادر کمشنر بندوبست کشمیر کے زمانہ میں پہلے بطور امیدوار نائب تحصیلدار رہے۔ پھر ویلی کشمیر اور کرگل لداخ اور سکردو میں بندوبست کی نائب تحصیلداری کے فرائض ادا کرتے رہے۔ ان ہی ایام میں آپ کی کارکردگی اور دیانت کا چرچا عام ہو چکا تھا۔ چنانچہ مسٹر سٹو مہتمم بندوبست نے آپ کو اپنے دفتر میں بطور ورنیکلر سپر انٹنڈنٹ لے لیا۔ بعد میں کچھ عرصہ تک بارہمولہ میں تحصیلدار بندوبست بھی رہے۔ خاتمہ بندوبست کے بعد پنڈت انت رام بی اے نے جو اس زمانہ میں راجہ سکھدیو سنگھ انجہانی کے وزیر تھے۔ آپ کو پونچھ میں چیف ریونیو افسر کے طور پر بلوایا۔ آپ پونچھ میں اڑھائی سال تک اس عہدہ کے فرائض ادا کرتے رہے۔ اس کے بعد وزارت پہاڑ کا بندوبست شروع ہوا۔ تو آپ کرناہ میں تحصیلدار بندوبست مقرر کر دیئے گئے وہاں سے بزمانہ میجر رام پرشاد دوبے مشیر مال آپ بھمبر کے تحصیلدار ہو کر صوبہ جموں یں منتقل ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد ریونیو اسسٹنٹ کا عہدہ آپ کو ملا۔ شورش کشمیر کے ایام میں آپ کو خاص طور پر کوٹلی، میرپور اور نوشہرہ کے مقامات میں تعینات کیا گیا۔ جو صوبہ جموں میں شورش کا مرکز سمجھے جاتے تھے۔

اسوج سنہ ۱۹۹۰ب میں آپ کی خدمات پھر پونچھ میں منتقل کر دی گئیں۔ آپ وہاں ڈیمارکیشن افسر ہو کر گئے تھے۔ لیکن ایوان بھیم سین کے ریٹائر ہونے پر چیف ریونیو افسری کے فرائض بھی آپ ہی کے سپرد کر دیئے گئے۔ دونوں عہدوں کے فرائض آپ اب تک حسن تدبر کے ساتھ انجام دے رہے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

خان بہادر سردار محمد اشرف خان ایم بی ای سابق گورنر پونچھ

اہالیان پونچھ آپ کے عدل وانصاف کے اس قدر مداح اور آپ کے حسن سلوک کے اس قدر معترف ہیں کہ کئی اصحاب نے تاریخ اقوام پونچھ میں ان کی یادگار کے طور پر ان کے حالات اور ان کا فوٹو چھاپنے کے لئے اصرار کیا۔ چنانچہ فوٹو بھی درج کیا جاتا ہے اور حالات بھی جس قدر مل سکے ہیں۔ لکھے جاتے ہیں۔

آپ بی۔ اے علیگ ہیں۔ پوپل زیئی افغانوں کے چشم وچراغ ہیں۔ سردار محمد حیات خان پنشنر وریئس وآنرری مجسٹریٹ گجرات کے صاحبزادہ ہیں۔ آپ کی ملازمت کا قریباً تمام حصہ پولٹیکل ڈیپارٹمنٹ میں گذرا ہے۔ وہیں سے پنشن حاصل کی سنہ ۱۹۷۰ب میں سر راجہ بلدیو سنگھ نے آپ کو پونچھ میں سپرانٹنڈنٹ پولیس مقرر کیا۔ ان خدمات کے ساتھ ہی دو سال کے بعد آپ پونچھ کی گورنری کے فرائض بھی ادا کرنے لگے اور سنہ ۱۹۷۵ب تک آپ اس عہدہ پر رہے۔ رشوت اور رشوت خواروں کے جانی دشمن تھے۔ آپ کے عہد میں کئی ملازموں کو رشوت کے الزام میں ملازمت سے ہاتھ دھونے پڑے۔

سنہ ۱۹۷۲ب کے ہولناک قحط میں آپ نے ہزارہا من غلہ کشمیر سے منگوا کر پونچھ ہجیرہ اور راولاکوٹ وغیرہ مقامات میں پہنچایا۔ اور بیواؤں اور یتیموں کو مفت اور سفید پوشوں اور متوسط الحال لوگوں کو قیمتاً دلایا۔ اس زمانہ میں راولاکوٹ کا رستہ ایسا خراب تھا کہ پہاڑی لوگ بھی اس سفر سے جی چراتے تھے۔ آپ نے پہاڑی کے دامن سے ایک مختصر پگ ڈنڈی سڑک ہجیرہ سے راولاکوٹ تک بنوائی۔ چنانچہ اسی سڑک پر اب موٹر روڈ تیار ہو رہی ہے۔

عالمگیر جنگ یورپ کے زمانہ میں آپ نے سدھن قوم کے ہزارہا نوجوان جنگ میں بھرتی کرائے۔ اس طرح ایک تو سرکار برطانیہ اور حکوت پونچھ کی خدمت کی اور سدھن قوم کو بھی ایسا فائدہ پہنچایا کہ آج اس قوم کے فوجی نوجوان نہایت فارغ البالی سے زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ان میں اس وقت کئی ایک لفٹنٹ اور صوبیدار اور جمعدار ہو کر پنشن لے رہے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہیں۔اور کئی ایک حاضر ملازمت ہیں۔آپ کی تنخواہ کا کثیر حصہ غریبوں کی امداد میں صرف ہوتا تھا۔کار بیگار کے شدید مخالف تھے۔راقم مولف ۱۹۱۵ء میں ایک مرتبہ براستہ اوڑی پونچھ سے واپس آرہا تھا۔اُدھر سے آنریبل ریذیڈنٹ کشمیر دورہ پر پونچھ آرہے تھے۔علیاباد کے مقام پر پڑاؤ تھا۔وہیں وزیر خوشی صاحب اور آپ استقبال کے لئے موجود تھے۔عملہ بھی کثیر تعداد میں تھا۔آپ نے بیگاریوں کو اپنے سامنے اُجرت تقسیم کرائی۔اتنے میں تحصیلدار آیا اور اس نے شکایت کی کہ فلاں فلاں زمیندار مرغیاں نہیں دیتے۔آپ نے کہا تم قیمت نہیں دیتے ہوں گے۔اُس نے کہا قیمت پر بھی نہیں دیتے۔آپ نے فرمایا قیمت اتنی کم دیتے ہونگے جو مُفت کے برابر ہو۔غرض زمینداروں کو بلایا گیا۔اور اپنے سامنے ان کو ان کی منہ مانگی قیمت دلائی۔حقیقت یہ ہے کہ آپ نے اپنے طرز عمل سے پونچھی لوگوں کی کایا پلٹ دی۔

۱۹۷۵ب میں آپ نے بعض حالات سے تنگ آکر پونچھ کی ملازمت ترک کردی۔لیکن راجہ سکھ دیو سنگھ نے ۱۹۷۸ب میں آپ کو اپنا ایڈوائزر مقرر کر کے بلوایا۔۱۹۷۹ء میں آپ مشہد میں پولیٹکل ایجنٹ ہوکر چلے گئے۔اس وقت لیہ لداخ کشمیر میں سپیشل افسر ہیں۔آپ کا ایک فرزند نائب تحصیلدار اور دو فرزند افواج انگلشیہ میں لفٹنٹ ہیں۔آپ تاریخ لداخ بھی لکھ رہے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

باب اوّل

پونچھ کا موجودہ حکمران خاندان اور اُس کے سیاسی و تاریخی حالات

ڈوگرہ حکومت سے قبل پونچھ کی قدیم حکومتوں اور ''آپ راجی'' زمانہ کی کچھ کیفیت

علاقہ پونچھ ایک نہایت ہی سرسبز شاداب، پہاڑی خطہ اور خوشنما وادی ہے۔ جو سلسلہ ہمالیہ کے عظیم الشان پہاڑ پیر پنجال کے دامن میں اپنے گوناں گون قدرتی مناظر کے باعث مشہور ہے۔ یہ علاقہ کشمیر کے عین جنوبی محاذ پر واقع ہے۔ جس کا رقبہ ۱۶۰۰ مربع میل اور آبادی تین لاکھ ستاسی ہزار نفوس پر مشتمل و منقسم ہے۔ اس خطہ میں پچانوے چھیانوے فیصدی مسلمان تین یا اڑہائی فیصدی ہندو ایک یا ڈیڑھ فی صدی سکھ آبادی ہے۔

اس محدود خطہ پر بمثل دیگر ممالک کے آج تک مختلف حکومتیں مسلط فرمانروا رہ چکی ہیں۔ عرصہ دراز تک اولاً ہندو حکمران تھے۔ پھر جب کشمیر میں مسلمان کا عمل دخل ہوا۔ تو یہاں کے زیر اقتدار آ گیا۔ قریباً پانچ سو سال تک یہاں اسلامی حکومت رہی۔ راجہ ستم خان کی وفات کے بعد سلطنت میں انحطاط و تنزل ہونا شروع ہوا۔ جب اٹھارہویں صدی کی ابتداء میں اندرونی بدنظمیوں کے باعث پونچھ کی مرکزی حکومت کا اقتدار جاتا رہا۔ تو دیہات و امصار رمیں ملدیاں، سدھن، ڈلی، تھکیال، فیروزال، راٹھور، گکھڑ، ڈھونڈت وغیرہ قوموں نے حصے بخرے کر لئے۔ علاقہ تھکیالہ میں تھکیال اور ڈومال وغیرہ اقوام نے تھکیالہ کو مساوی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

حصول میں تقسیم کرلیا۔ تحصیل مہنڈر کا زیریں علاقہ درہ شیر خان، سیہڑہ، بٹل، منڈھول، بلنوئی، منکوٹ، وغیرہ پر ڈولی قابض ہوگئے۔ اور شمالی حصہ میں پیروزآل اور گجر اقوام دندناتی رہیں۔ سوہرن کے علاقہ پر گوجر اور علاقہ منڈی کے ۲۴ گاؤں پر کاشمیری خواجگان (شیعہ وسنی) کا اقتدار قائم ہوگیا۔ اسی طرح تحصیل سدھونتی میں سدھن اور بدھن قوم کے مختلف قبائل متصرف ہوگئے۔ علاقہ باغ کا وہ حصہ جو حدود کشمیر کے ملحق کوہالہ وچکار کے علاقہ سے متصل ہے۔ ڈھونڈ خاندان کے سرداروں اور نمبرداروں نے بانٹ لیا۔ باقی علاقے پر تیزیال، ملدیال وغیرہ مقدم بن گئے۔ صدر پونچھ پر علاقہ کھوٹہ سے دیگوار تک چوہدریان سدہرون کی راجگی قائم ہوگئی۔ پونچھ کے صدر مقام اور اردگرد کے نزدیک دیہاتوں پر ان دنوں شمس خان ملدیال راجہ تھا۔ اس عجیب وغریب اور بے ترتیب حکومت کو پونچھ میں "آپ راجی" کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ غرض یہ کہ ہر گاؤں میں متعدد راجے اور ہر گھر میں کئی خودساختہ مقدم تھے۔ لوٹ ماران مختلف قبائل کا معمولی شغل تھا۔ خانہ جنگیوں اور فسادات میں اور باہمی آویزشوں میں ان کی بسر اوقات ہوتی تھی۔

سکھ حکومت کے زمانہ میں پونچھ کا پہلا گورنر

مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ۱۸۰۰ بکرم میں جب علاقہ جموں راجہ گلاب سنگھ وراجہ دھیان سنگھ صاحبان کو تفویض کیا۔ تو راجہ گلاب سنگھ نے علاقہ کو وسیع کرنے کے لئے راجہ سلطان خان والئے بھمبر اور اگر خان وغیرہ راجوری کے مسلم راجگان کو گرفتار کرکے اس علاقہ پر دیوان دلباغ رائے کو گورنر (کاردار) اور بمشورہ دستور المعظم راجہ دھیان سنگھ جی شمس خان راجہ پونچھ کو دلباغ رائے کا مشیر مقرر کیا۔

راجہ شمس خان ملدیال کی سرکشی اور اس کا انجام

شمس خان کو پونچھ کے بجائے کاردار کے پاس رہنا پڑتا تھا۔ راجہ گلاب سنگھ جو بعد میں مہاراجہ گلاب سنگھ کہلائے۔ شمس خان کے مقامی اقتدار کو مٹانے کے لئے اس کی تقرری کے خلاف تھے۔ اور ان کی منشاء کے مطابق دیوان دلباغ رائے بھی اندرونی طور پر اس کے خلاف تھا۔ شمس خان نے جب تیور بدلے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہوئے دیکھے تو کسی اطلاع و اجازت کے بغیر پونچھ چلا آیا۔ اور اسی معمولی بہانے پر اس کو باغی و سرکش قرار دیا گیا۔ راجہ گلاب سنگھ نے اپنے بیٹے میاں اودہم سنگھ کو بمنظوری دربار لاہور و بصلاح راجہ دھیان سنگھ فوج جرار دے کر کوٹلی کے راستے پونچھ پر حملہ آور ہونے کو روانہ کیا۔ اور مشاورت جنگی کے لئے اس نوجوان شہزادہ کے ہمراہ میاں لعب سنگھ وزور آور سنگھ سلھریہ کو بھیجا۔ اس فوج نے دریائے جہلم کو منگلا کے مقام پر سے عبور کر کے علاقہ کو تاخت و تاراج کیا اور قلعہ منگ کو بلا مزاحمت تسخیر کر لیا۔ گو شمس خاں نے اپنی بریت و واپسی کی معقول وجوہات اور وفاداری پر قائم رہنے کے لئے ایک مفصل عرضداشت دربار لاہور میں روانہ کی۔ مگر راجہ گلاب سنگھ و راجہ دھیان سنگھ کو چونکہ تسخیر پونچھ مطلوب تھی۔ اس لئے یہ عرضداشت ناقابلِ التفات سمجھی گئی۔ شمس خان بھاگ کر چوہدریان سدہرون کے رئیس راجہ شیر باز خاں کے پاس چلا گیا۔ راجہ گلاب سنگھ خود ایک جرار لشکر سے یلغار کرتا ہوا پونچھ پر حملہ آور ہوا۔ شمس خاں تو نہ ملا مگر اُس کے دو رفیق و مشیر ملی خان و علی خان گرفتار ہو کر سولی دیئے گئے اور اُن کی کھالوں میں پہلے بھس بھرا۔ پھر عبرت خلق کے لئے انکو درختوں پر آویزان کیا گیا۔ اور سدہرون کے رئیس کو خط لکھا گیا۔ کہ شمس خاں باغی کو ہمارے حوالے کیا جائے۔ ورنہ علاقہ سدہرون بھی برباد کیا جائیگا۔ اس پر راجہ شیر باز[1] خان نے اپنے مصیبت زدہ مہمانوں یعنی شمس خاں اور اُسکے بھتیجے راجولی خاں کو قتل کرا کر اوران کے سر نیزوں پر آویزاں کر کے راجہ گلاب سنگھ کی خدمت میں روانہ کر دیئے۔

پونچھ کے ڈوگرہ خاندان کا مختصر سا شجرہ نسب

اسکے بعد کچھ عرصہ تک سکھ حکومت کا اقتدار یہاں قائم رہا۔ ڈوگرہ خاندان کی سپاہ میں نصف حصہ سکھ (خالصہ) تھے۔ نصف راجپوت۔ مگر یہ اقتدار عارضی تھا۔ کیونکہ یہ علاقہ بھی جس کی حدود جموں و کشمیر دونوں صوبوں سے ملحق تھیں۔ ڈوگرہ خاندان نے اپنے لئے ہی مخصوص کر رکھا تھا۔ قبل اس کے کہ ڈوگرہ

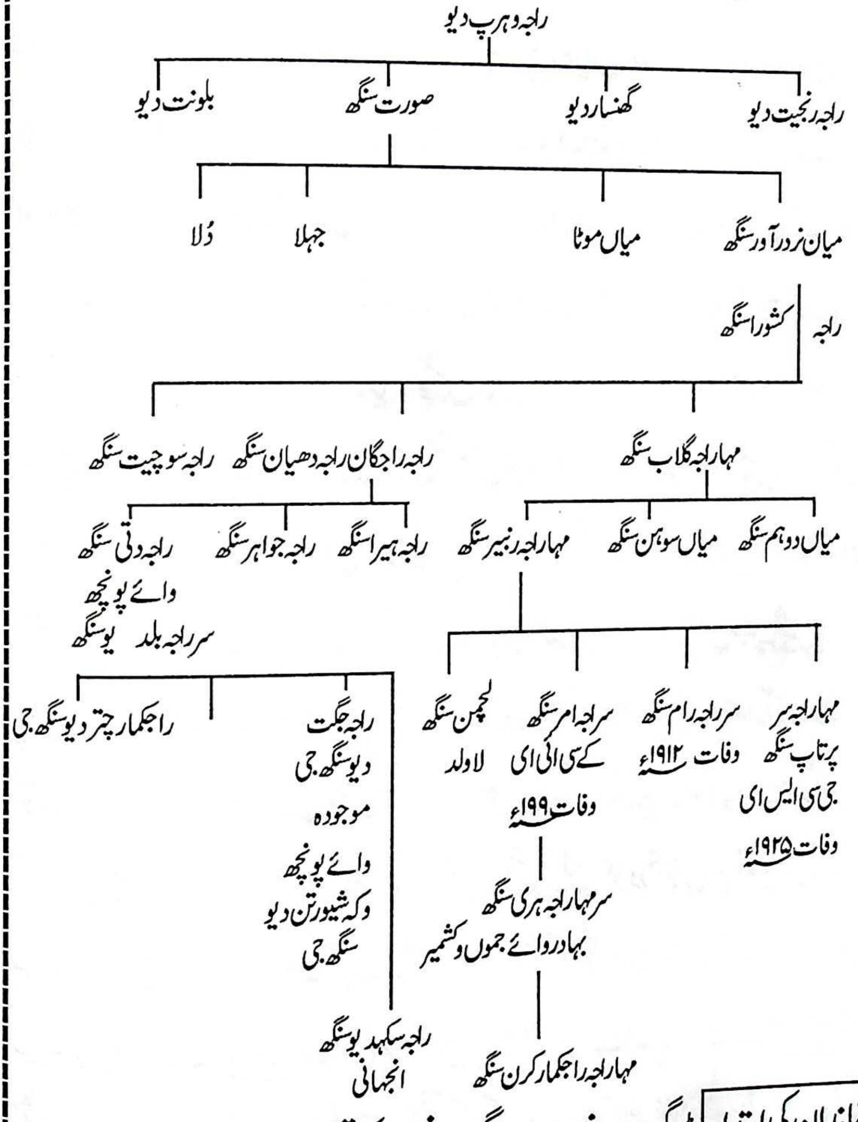
---

[1]۔ چوہدریان راٹھور کا بیان اس سے مختلف ہے جوان کے حالات میں درج ہوگا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

خاندان کا اجمالی طور پر ذکر کیا جائے۔ اس کا مختصر سا شجرہ نسب تحریر کرنا ضروری ہے۔



ڈوگرہ خاندان کی ابتداء ڈوگرہ مورخوں اور دیگر مورخین کی تحریروں کے مطابق یہ خاندان سورج بنسی راجپوت ہے۔ اور جموں میں رہنے کی وجہ سے جموال کہلاتا ہے۔ یہ خاندان راجہ جامبولوچن کی اولاد سے ہے جس نے شہر جموں بسایا ہے جامبولوچن مہاراجہ رام چندر جی کے بیٹے کش کی اکیانویں (۵۱) پشت میں تھا۔ جموں کا علاقہ جو اس خاندان کی جدی وارثت تھی کچھ عرصہ سے سکھ حکومت کے اقتدار میں آچکا تھا۔ جس زمانہ کا ہم ذکر کر رہے ہیں۔ اس زمانہ میں میاں کشوراسنگھ جموں کی گدی کے حقدار تھے۔ جن کے تین صاحبزادے میاں

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

گلاب سنگھ[1]۔ میاں دھیان سنگھ اور میاں سوچیت سنگھ تھے۔ جب خالصہ حکومت نے جموں کو بالکل تباہ کر دیا۔ تو گلاب سنگھ اور دھیان سنگھ دونوں بھائی تن بہ تقدیر بغرض تلاش معاش شاہ شجاع کی فوج میں بھرتی ہونے کے لئے سرحد کی جانب روانہ ہوئے مگر دریائے سندھ کی طغیانی کے باعث واپس آکر یہ دونوں جوان بخت و جوان دولت بھائی راجہ سلطان خان والئے کوٹلی[2] کے پاس ملازم ہو گئے۔ کچھ عرصہ کے بعد انہوں نے کسی نہ کسی وجہ سے راجہ سلطان خان کی ملازمت چھوڑ کر لاہور کا رُخ کیا۔ ان دنوں مہاراجہ رنجیت سنگھ شیر پنجاب کے اقبال کا ستارہ وآسمان حکومت کے نصف النہار پر تھا۔ یہ دونوں بھائی چار یاری سواروں میں تین تین روپیہ روزانہ پر بھرتی ہو گئے۔

ڈوگرہ برادران کی ابتدائی ملازمتیں مہاراجہ رنجیت سنگھ کے حضور میں

کچھ عرصہ کے بعد یہ دونوں نوجوان شور بیر راجپوت مہاراجہ کے روبرو پیش ہوئے۔ شاہانہ وقار ملوکانہ عظمت اور مدبرانہ سطوت ان کے چہروں سے نمایاں تھی۔ مہاراجہ نے میاں گلاب سنگھ کی تنخواہ چار روپیہ یومیہ اور میاں دھیان سنگھ کی تنخواہ پانچ روپیہ یومیہ[3] مقرر کی۔ چند دنوں کے بعد ہی میاں دھیان سنگھ کو اپنی خاص اندرونی ڈیوڑھی کلاں پر ان کے بھائی میاں گلاب سنگھ کو ڈیوڑھی خورد پر تعینات کر دیا۔ اور ساتھ ہی ان کے بارہ سالہ بھائی میاں سوچیت سنگھ کو بھی ملازم رکھ لیا۔

جموں کی مستاجری

جموں میں میاں ڈیڈو سکھ حکومت کے اقتدار کو تباہ کر رہا تھا۔ اس لئے بصلاح راجہ دھیان سنگھ جی مہاراجہ پنجاب نے گلاب سنگھ فوج جرار دے کر میاں ڈیڈو کی سرکوبی

---

[1]۔ مہاراجہ گلاب سنگھ ولادت ۱۹۴۹ب وفات ۱۸۵۷ء ولادت راجہ دھیان سنگھ ۱۱ بھادوں ۱۸۵۳ب وفات ۱۸۴۲ء ولادت راجہ سوچیت سنگھ ۸ ماگھ ۱۸۵۷ب وفات ۱۸۴۴ء اس زمانہ میں جموں کے فرمانروا راجہ اور ان کے فرزندان اور خاندان کے دیگر لوگ میاں کہلاتے تھے۔

[2] تاریخ راجگان جموں و کشمیر حصہ اول صفحہ ۸۷۔

[3] ملاحظہ ہو تاریخ راجگان جموں و کشمیر صفحہ ۶۷ مصنفہ ٹھاکر کاہن سنگھ صاحب۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

پر مامور کیا۔

جب ۱۸۷۷ء میں میاں ڈیڈو مارا گیا تو گلاب سنگھ نے عریضہ فتح اپنے بھائی دھیان سنگھ کی وساطت سے مہاراجہ پنجاب کو تحریر کیا اور آخر یہ سارا علاقہ اس خیال سے کہ یہاں کا انتظام یہی مقتدر خاندان کر سکتا ہے۔ رنجیت سنگھ کی طرف سے ڈوگرہ برادران کو مستاجری پر دیدیا گیا۔

میاں کشوراسنگھ کو راجہ کا خطاب اور جموں کی حکومت کا ارشاد

راجہ دھیان سنگھ نے اپنی دیانتدارانہ خدمات اور اپنی غیر متزلزل وفاداریوں سے مہاراجہ رنجیت سنگھ کو استعدر گرویدہ کر لیا تھا کہ مہاراجہ نے جموں کا تاجر ٹھیکہ دار بنانیکی بجائے راجہ دھیان سنگھ کو جموں کا راجہ بنانا مناسب سمجھا۔ چنانچہ جب قدردان مہاراجہ نے راجہ دھیان سنگھ کو اپنے ارادہ سے آگاہ کیا۔ تو فیاض و سیر چشم اور نیک نیت و صاف باطن دھیان سنگھ نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے اصرار کے باوجود اپنے بوڑھے باپ اور برادر کلاں کی موجودگی میں جموں کی حکومت لینے سے انکار کر دیا۔ بلکہ ایثار نفسی کا عملی ثبوت دیکر اپنے باپ میاں کشوراسنگھ کو راجہ کا خطاب اور جموں کی حکومت کا ارشاد دلایا یہ واقعہ ماہ مگھر ۱۸۷۷ء ب کا ہے۔

راجہ دھیان سنگھ جی کا عروج

مہاراجہ رنجیت سنگھ نے دھیان سنگھ کی جوان مردی خیر خواہی، دیانتداری کے باعث اس پر خوش ہو کر حکم جاری کر دیا کہ کوئی عریضہ راجہ دھیان سنگھ کی وساطت کے بغیر براہ راست اس کے حضور پیش نہ ہو اور فرامین شاہی میں "اوجل دیدار نرمل بدھ خیر خواہ بلا اشتباہ مختار مطلق مدار المہام خاص" کا لقب دھیان سنگھ کے لئے تحریر ہونے لگا۔ راجہ دھیان سنگھ نے ۴ ماہ ہاڑ ۱۸۷۹ء ب کو جموں کا علاقہ راجہ گلاب سنگھ برادر کلاں کو عطا کرایا۔ اور وہ خطاب راجگی سے سرفراز کیا گیا اور اپنے چھوٹے بھائی راجہ سوچیت سنگھ کو نبدرال (رام نگر) کا علاقہ دلا دیا۔ جیسا کہ ڈوگرہ راجپوت مورخ ٹھاکر کاہن سنگھ بلاوریہ اپنی تاریخ راجگان جموں و کشمیر حصہ اول کے صفحہ ۸۴ پر لکھتے ہیں۔ "راجہ کشوراسنگھ کی وفات بیساکھ ۱۸۷۹ ب کے بعد مہاراجہ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

نے راجہ دھیان سنگھ کو جموں کا راج تلک دینا چاہا۔ مگر راجہ دھیان سنگھ نے اپنے بڑے بھائی راجہ گلاب سنگھ کو راج دینے کی استدعا ظاہر کی۔ چنانچہ مہاراجہ رنجیت سنگھ نے ۱۴ ہاڑ ۱۸۷۹ء اب کو اپنے ہاتھ سے جموں کا راج تلک راجہ گلاب سنگھ کی پیشانی پر لگایا۔ اور اسی دن علاقہ بندرالتہ (رام نگر) کا راج تلک راجہ سوچیت سنگھ کو ملا۔"

دلائی باپ کو بھی بھائیوں کو بھی جہاں بانی   جو بیٹا ہو تو ایسا ہو برادر ہو تو ایسا ہو

راجہ دھیان سنگھ سا فرزند کسی باپ کو اور راجہ دھیان سنگھ سا بھائی کسی خوش نصیب ہی کو مل سکتا ہے۔ سب سے پہلے انہوں نے اپنے والد کو جموں کا راج دلا کر میاں کشوراسنگھ سے راجہ کشوراسنگھ بنایا۔ پھر باپ کی وفات کے بعد اپنے بڑے بھائی راجہ گلاب سنگھ کو جموں کا تلک اور اپنے چھوٹے بھائی راجہ سوچیت سنگھ کو بندرالتہ کا علاقہ دلایا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ اپنے وفادار دستور معظم کی خدمات ہی سے خوش نہ تھا بلکہ اپنے خاندان اور اپنے والد اور بھائیوں کے بارہ میں اس کی جو ہمدردی سعادت اور عقیدت کیشی تھی اس نے بھی اس کے دل پر بہت کچھ اثر کر رکھا تھا چنانچہ یکم بیساکھ ۱۸۸۴ء اب کو مہاراجہ نے آپ کو علاقہ بھمبر و چبھال کا راجہ بنا دیا۔ مہاراجہ کو آپ کی خاطر اس قدر منظور تھی کہ جب ۱۰ چیت ۱۸۸۷ء اب کو آپ گھوڑے سے گر پڑے۔ اور حالانکہ معمولی چوٹ آئی تھی مگر پھر بھی مہاراجہ رنجیت سنگھ بے تاب ہو کر خود آپ کے پاس پہنچے خیرات کی اور سر صدقہ اُتارا۔

فرزند خاص الخاص راجہ ہیراسنگھ جی کا اعزاز

راجہ دھیان سنگھ جی کے تین صاحبزادے تھے۔ راجہ ہیراسنگھ راجہ جواہر سنگھ، راجہ موتی سنگھ، ہیراسنگھ نہایت ہی خوبصورت اور واقعی ڈوگرہ خاندان میں ہیرا تھا۔ آج تک ایسا خوبصورت نوجوان ڈوگرہ خاندان میں کوئی پیدا نہیں ہوا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کو جہاں راجہ دھیان سنگھ سے محبت تھی وہاں وہ ان کی اولاد کا بھی پرستار تھا۔ بالخصوص ہیراسنگھ سے مہاراجہ کو خاص انس تھا اور اس کو "فرزند خاص الخاص" کا اعزاز دے رکھا تھا۔ ہر دربار میں وہ مہاراجہ کے روبرو کرسی نشین ہوا کرتا۔ دربار میں صرف تین کرسیاں لگائی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

جاتیں۔ ایک مہاراجہ کے لئے دوسری کنور نونہال سنگھ کے لئے۔ اور تیسری راجہ ہیرا سنگھ کے لئے۔ ۱۸۸۵ء ب کے دربار دسہرہ کے موقعہ پر پہلے مہاراجہ پھر شہزادہ کھڑک سنگھ ولیعہد سلطنت اور اس کے بعد راجہ ہیرا سنگھ لوگوں سے نذرانہ[1] نہ لیتے۔ بلکہ بساکھ ۱۸۸۷ء ب میں جب مہاراجہ امرت سر تھے تو حکم دیا کہ نذرانہ نوروز راجہ ہیرا سنگھ جی کے روبرو پیش کیا جائے۔ ۱۸۸۵ء ب دسہرہ کے دربار پر ہیرا سنگھ جی کو خطاب راجگی کے ساتھ ہی پونچھ و جسروٹہ کے علاقے عطا فرمائے گئے۔ راجہ ہیرا سنگھ کی شادی تمام اخراجات خزانہ[2] مہاراجہ سے عطا کئے گئے۔ ایک دفعہ راجہ ہیرا سنگھ جی علیل ہو گئے۔ تو مہاراجہ بہادر ان کی حویلی میں خود گئے اور ۱۱صد روپیہ نقد اور ۶۰۰ من غلہ خیرات کیا۔ مہاراجہ کو ہیرا سنگھ کی جدائی ہرگز برداشت نہ ہو سکتی تھی۔ وہ ایک پل اپنے پاس سے جدا نہ ہونے دیتا۔[3] ہیرا سنگھ کا قیام بھی عموماً لاہور میں رہتا اور ہیرا منڈی لاہور آپ ہی کے نام سے آج تک موسوم چلی آتی ہے۔

راجہ ہیرا سنگھ کا اقتدار اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ اگر مہاراجہ شیر سنگھ اور سندھانوالئے مار دیئے جاتے اور دلیپ سنگھ کو بھی کوئی حادثہ پیش آجاتا۔ تو ممکن تھا کہ پنجاب کا تخت راجہ ہیرا سنگھ کے قدم چومتا۔ چنانچہ سرلیپل ایچ گریفن اپنی کتاب رئیسان پنجاب میں لکھتے ہیں کہ "مہاراجہ شیر سنگھ اور سندھانوالیوں کے قتل اور دلیپ سنگھ کو ٹھکانے لگانے کے بعد غالباً راجہ دھیان سنگھ نائب السلطنت بن جاتا۔ اور اپنے فرزند راجہ ہیرا سنگھ کو پنجاب کے تخت پر بٹھا دیتا۔"

کاتک ۱۸۸۸ء ب کے وہ مشہور دربار جو نواب گورنر جنرل ہند کی تشریف آوری پر منعقد کئے گئے تھے قابل ذکر ہیں جن میں کرسیاں ذیل مراتب پر لگائی گئی تھیں۔ دربار میں صرف انگریز اور گورنر جنرل اور مہاراجہ بہادر معہ شاہزادگان کھڑک سنگھ و نونہال سنگھ اور راجہ ہیرا سنگھ کرسیوں پر تھے۔ باقی تمام اہل کار اور راجے فرش[4] پر ۱۱ کاتک ۱۸۸۸ء ب کو دربار میں

[1] ملاحظہ ہو تاریخ جموں و کشمیر مصنفہ ٹھاکر کاہن سنگھ بلاوریہ صفحہ ۸۸، ۹۰، ۹۸، ۸۲ [2] صفحہ ۸۹، [3] صفحہ ۹۱۔
[4] مفصل ملاحظہ ہو تاریخ راجگان جموں و کشمیر حصہ اول صفحہ ۹۳۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

حسب ذیل مراتب تجویز ہوئے۔ انگریز مہمانوں اور مہاراجہ بہادر کے علاوہ سب سے پہلی کرسی کنور نونہال سنگھ، کرسی نمبر ۲ سردار فتح سنگھ اہلو والیہ، کرسی نمبر ۳ راجہ ہیرا سنگھ اور کرسی نمبر ۴ راجہ دھیان سنگھ جی کے لئے اور کرسی نمبر ۵ راجہ گلاب سنگھ جی۔ نمبر ۶ کی نشست راجہ سوچیت سنگھ جی نمبر ۷ کی کرسی پر سردار ہری سنگھ نلوہ پھر بھائی رام سنگھ، بھائی گوبند سنگھ، راجہ سنگت سنگھ جمعدار خوشحال سنگھ، سردار جوالا سنگھ، سردار وساوا سنگھ، وزیر کیسری سنگھ مشیر راجہ سوچیت سنگھ جی کے نمبر تھے۔

شاید ہی کوئی دن ایسا ہوتا جس روز راجہ دھیان سنگھ یا راجہ ہیرا سنگھ کو خلعت اور انعام اکرام نہ ملتا ہو۔ ہر روز تحفہ تحائف جواہرات عرض یہ کہ کچھ نہ کچھ مہاراجہ بہادر عطا کر ہی دیا کرتے تھے۔ اور یہ تمام روپیہ پیسہ اور خلعت اور جواہرات یہ دونوں باپ بیٹا لاہور رکھنے کی بجائے راجہ گلاب سنگھ کے پاس جموں بھیج دیا کرتے تھے۔

باہمی اتفاق کی بدولت ڈوگرہ خاندان کا سکھ سلطنت کے تمام مقبوضات پر سیاسی اقتدار

مورخین پنجاب بالاتفاق اس امر کو تسلیم کرتے ہیں کہ راجہ دھیان سنگھ اور راجہ ہیرا سنگھ کا اقتدار ہی ڈوگرہ خاندان کے عروج وقار کا باعث تھا۔ درحقیقت ان ہی باپ بیٹوں کے طفیل ان کی موروثی حکومت جو سکھوں نے ان سے چھین رکھی تھی ان کو واپس ملی جوان ہی کی حسن تدابیر اور راجہ گلاب سنگھ کے حسن انتظام سے رفتہ رفتہ وسیع سے وسیع تر ہوتی گئی۔ تینوں ڈوگرہ بھائیوں (راجہ گلاب سنگھ راجہ دھیان سنگھ راجہ سوچیت سنگھ اور راجہ ہیرا سنگھ خلف راجہ دھیان سنگھ کے اتحاد اربعہ نے ایک عجیب ماحول تیار کر رکھا تھا۔ خطاب اور جاگیریں دلانے کا ذمہ وار دھیان سنگھ اور زر و جواہر اکٹھا کرنے کو راجہ ہیرا سنگھ تھے۔ اور ان تمام اشیاء کے محافظ و منتظم راجہ گلاب سنگھ مقرر ہوئے۔ راجہ دھیان سنگھ جموں کا علاقہ اپنے بڑے بھائی راجہ گلاب سنگھ کو دلا چکے تھے۔ چھبال و بھمبر کا علاقہ ان کے اپنے نام پر تھا۔ جسروٹہ اور پونچھ کا علاقہ ان کے بلند اقبال فرزند راجہ ہیرا سنگھ کو عطا ہو چکا تھا۔ بندرال چھوٹے بھائی راجہ سوچیت سنگھ جی کے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

حوالے کرادیا گیا۔ راجہ دھیان سنگھ اور راجہ ہیرا سنگھ چونکہ ایک لمحہ بھی دربار لاہور کو تنہا نہیں چھوڑ سکتے تھے۔ اس لئے ان تمام علاقوں کا انتظام راجہ گلاب سنگھ جی کے سپرد تھا۔ اس علاقے کا مالیہ ولگان اور دیگر وصول شدہ رقومات بھی راجہ گلاب سنگھ جی جمع رکھتے اور دھیان سنگھ و ہیرا سنگھ روپیہ وغیرہ جو کچھ بھی ہاتھ لگتا۔ جمع کر کے گلاب سنگھ جی کو بھیج دیتے تھے۔ اس لئے کہ اس زمانہ میں اس اتحاد اربعہ کی بدولت سب بھائی اور برادر زادے یک جان ودو قالب تھے۔ اور راجہ گلاب سنگھ ہر چند کور راجہ جموں اور اپنے بھائیوں اور راجہ ہیرا سنگھ کی جاگیرات کے منتظم ہونے کی حیثیت سے بالعموم جموں ہی میں رہتے تھے۔ لیکن وہ اپنے بھائی کے اقتدار پر ہمیشہ فخر کیا کرتے تھے۔ چنانچہ مہاراجہ شیر سنگھ کے تخت نشین ہونے اور رانی چند کور کی دست برادری کے بعد جب راجہ دھیان سنگھ بدستور وزیر اعظم بنا رہا۔ تو بقول سرلیپل گریفن گلاب سنگھ اپنے اور اپنے بھائی (راجہ دھیان سنگھ) کے منصوبوں کے کامیاب ہونے سے دل ہی دل میں خوش ہوتا تھا۔ اسی موقعہ پر جب راجہ دھیان سنگھ کی فرضی کے مطابق راجہ گلاب سنگھ جموں چلا گیا۔ تو بہت سا خزانہ خصوصاً جواہرات جو مہاراجہ رنجیت سنگھ نے قلعہ میں جمع کر رکھے تھے اپنے ساتھ لے گیا۔ سرلیپل گریفن لکھتے ہیں۔ ''اس واقعہ سے پانچ سال کے بعد ۱۶ مارچ ۱۸۴۶ء کے عہد نامہ کے مطابق راجہ گلاب سنگھ کشمیر خرید کر مہاراجہ بنا۔'' ایسا ہی بیش قیمت خزانہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد لاہور سے لاد کر جموں لایا گیا تھا۔ پنجاب کے تمام کوہستانی اور میدانی رئیس، جاگیردار اور راجے اور نواب راجہ دھیان سنگھ اور راجہ ہیرا سنگھ کی نظر عنایت کے متمنی رہتے تھے۔ اور گلاب سنگھ کے لئے یہی فخر کافی تھا کہ اس کا بھائی نائب السلطنت ہے۔ اور بھتیجہ مہاراجہ کا یہاں تک منظور نظر ہے۔ کہ مہاراجہ اس کو اپنے برابر کسی پر بٹھاتا ہے اور مہاراجہ کی طرح اس کے بھتیجے کے حضور میں بھی نذریں پیش کی جاتی ہیں جس طرح مغلیہ سلطنت کے آخری سالوں میں فرخ سیئر کے عہد سے لے کر محمد شاہ کے عہد تک سادات باہرہ کے مدبر سید حسین علی اور سید عبداللہ بادشاہ گر رہے اسی طرح مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد سے لے کر یہ دونوں باپ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

بیٹا یکے بعد دیگرے راجہ گرر ہے ان کے ادنیٰ اشاروں اور ان کے قلم کی ایک جنبش سے کئی خاندان بگڑ جاتے۔ اور کئی بن جاتے تھے۔ ۱۶ پوہ ۱۸۹۱ء ب کو راجہ دھیان سنگھ پر مہاراجہ رنجیت سنگھ نے مزید نوازش کی اور حلقہ چپراڑ حلقہ چنی علاقہ نوشہرہ سودرلی حلقہ مکھن کل علاقہ بھی چھیانوے ہزار کا اور عطا کیا۔

ڈوگرہ خاندان میں پہلی ناچاقی اور راجہ دھیان سنگھ کا قتل

فلک کج رفتار اس خاندان کے اتحاد و اتفاق کو زیادہ دیر تک نہ دیکھ سکا۔ راجہ گلاب سنگھ تو جاگیرات وغیرہ کے انتظام کے لئے جموں رہا کرتے تھے۔ ان کا دربار سے بہت کم تعلق تھا۔ لیکن راجہ دھیان سنگھ اور راجہ سوچیت سنگھ دونوں بھائی ہر وقت دربار میں اور مہاراجہ کی حضوری میں رہتے تھے۔ راجہ ہیرا سنگھ بھی دربار سے بہت کم غیر حاضر رہا کرتے تھے۔ کسی بات پر ۱۸۹۳ء ب میں راجہ دھیان سنگھ اور ان کے بھائی راجہ سوچیت سنگھ کے درمیان ناچاقی پیدا ہوگئی مہاراجہ رنجیت سنگھ کو خبر ہوئی۔ انہوں نے فقیر عزیز الدین کے ذریعہ دونوں میں صلح تو کرادی لیکن کشیدگی و بدگمانی کی جو گرہ دلوں میں بیٹھ گئی تھی وہ نہ نکل سکی اور قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ اسی ناچاقی کی بنا پر راجہ سوچیت سنگھ نے اپنے برادر کلاں راجہ گلاب سنگھ کے صاحبزادے میاں رنبیر سنگھ جو بعد ازاں مہاراجہ رنبیر سنگھ کہلائے۔ اپنا متبنیٰ بنالیا تھا۔

۱۵ اہاڑ ۱۸۹۶ء ب کو مہاراجہ رنجیت سنگھ کا انتقال ہوگیا۔ شاہزادہ کھڑک سنگھ مہاراجہ بنے۔ لیکن جب تک زندہ رہے اپنے فرزند شاہزادہ نونہال سنگھ کے نظر بند رہے۔ مہاراجہ کھڑک سنگھ کی وفات کے بعد نونہال سنگھ بھی دوسرے ہی دن مر گئے۔ اور جس غرض کے لئے باپ کو تکلیف دیتے رہے۔ ان کی وہ غرض ایک دن کے لئے بھی پوری نہ ہوسکی۔ یعنی وہ تخت پر بیٹھ کر مہاراجہ نونہال سنگھ نہ کہلا سکے۔ ان کے بعد مہاراجہ شیر سنگھ تخت پر بیٹھے۔ اور مہاراجہ شیر سنگھ کی موت کے دن تک پنجاب کے مسلسل نائب سلطنت اور وزیر اعظم بنے رہے۔ مہاراجہ شیر سنگھ کے واقعہ قتل کے چند گھنٹوں کے بعد سرداران سندھانوالیہ نے یکم اسوج ۱۹۰۰ء ب کو آپ کے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

چند ہمراہیوں سمیت قلعہ میں آپ کو بھی قتل کر دیا۔

ڈوگرہ خاندان میں دوسری ناچاقی اور راجہ سوچیت سنگھ کا قتل

مطالعہ تواریخ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ راجہ دھیان سنگھ کی وزارت کی جگہ سوچیت سنگھ کو اپنی وزارت کی خواہش رہا کرتی تھی۔ حالانکہ وہیان سنگھ کے اقتدار ہی سے میاں سوچیت سنگھ بارہ چودہ سال کی عمر میں راجہ سوچیت سنگھ بنا۔ آخر جب دھیان سنگھ قتل ہوئے اور قلمدان وزارت راجہ ہیرا سنگھ جی کے سپرد ہوا۔ تو سوچیت سنگھ کی رہی سہی امیدوں پر بھی پانی پھر گیا۔ اول تو وہ دھیان سنگھ کی وزارت سے ہی ناراض تھا۔ اس کی موت پر وہ اپنے آپ کو راجہ دھیان سنگھ کا برادر خورد ہونے کے باعث وزارت کا مستحق جانتا تھا۔ اس ناچاقی اور قتل وغارت کا حال ہم تاریخ راجگان کشمیر و جموں حصہ اول مصنفہ ٹھاکر کاہن سنگھ بلاوریہ کے صفحہ ۱۶۳/۱۶۰ سے جو اس نے گلاب نامہ وعمدۃ التواریخ کے حوالوں سے سپرد قلم لیا ہے۔ مختصراً تحریر کرتے ہیں۔ راجہ دھیان سنگھ جی کے قتل میں سندھانوالیہ[1] سردار اور مصر بیلی رام وغیرہ شامل تھے۔ بادشاہ اور وزیر کو قتل کرنے کے بعد سندھانوالیوں نے دلیپ سنگھ نابالغ کو مہاراجہ بنایا۔ سردار جواہر سنگھ جو بڑا فتنہ انگیز تھا۔ شہزادہ دلیپ سنگھ کا محافظ مقرر ہوا۔ اور راجہ ہیرا سنگھ نائب السلطنت قرار پائے۔ جواہر سنگھ نے راجہ سوچیت سنگھ کو ورغلایا کہ وزارت کا عہدہ آپ کا حق ہے۔ آپ ویسے بھی عمر اور تجربہ میں راجہ ہیرا سنگھ سے بڑے ہیں۔ راجہ سوچیت سنگھ کا پہلے ہی عندیہ تھا۔ باہمی رنجشیں بڑھنے لگیں۔ گو راجہ گلاب سنگھ نے راجہ سوچیت سنگھ کو سمجھایا کہ ہیرا سنگھ آپ کا برادرزادہ ہے۔ یہ مخالفت اچھی نہیں۔ مگر راجہ سوچیت سنگھ کے دل پر ان کی نصیحتوں کا کچھ بھی اثر نہ ہوا۔ اس منصوبہ کا سرغنہ وہی سردار جواہر سنگھ مہاراجہ دلیپ سنگھ کا ماموں تھا۔ اس نے راجہ سوچیت سنگھ کو ایک اور میٹنگ میں جس کا انعقاد اس نے ۱۱ ماگھ سنہ ۱۹۰۰ب کو مقرر کیا تھا۔ راجہ سوچیت سنگھ کو بلوایا۔ مگر راجہ گلاب سنگھ نے ان کو وہاں جانے سے روک دیا۔ اس میٹنگ کی خبر جب راجہ ہیرا سنگھ کو ہوئی تو انہوں نے سردار جواہر سنگھ کو قید کر دیا۔ راجہ گلاب سنگھ نے راجہ سوچیت سنگھ اور ہیرا سنگھ کو صلح صفائی سے رہنے کی تاکید

[1] راجہ دھیان سنگھ جی کے قتل میں مصر بیلی رام۔ بھائی گورمکھ سنگھ۔ سردار لہنا سنگھ واجیت سنگھ سندھانوالیہ تھے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کی۔ اور خود جموں واپس [۲] چلے گئے۔ راجہ ہیرا سنگھ مستعدی سے کام وزارت انجام دینے لگے۔ ان کا وزیر و مشیر خاص مسمی جہلا پنڈت تھا۔ جو تیز طبع آدمی تھا۔ راجہ ہیرا سنگھ بھی نوعمر تھے۔ جہلا پنڈت نے خزانہ وغیرہ کا حساب لے کر کئی لوگوں کو قید کیا۔ ان کی جاگیریں ضبط کر لیں۔ اس پر فوج کے سردار اس کے خلاف ہو گئے۔ راجہ گلاب سنگھ نے بڑی کوشش کی کہ راجہ سوچیت سنگھ اور ہیرا سنگھ کے درمیان صفائی ہو جائے۔ مگر یہ کوشش کارگر نہ ہوئیں۔ راجہ سنگھ اپنے دارالحکومت رام نگر میں چلے گئے۔ ادھر فوج میں بغاوت کے آثار ظاہر ہونے لگے۔ آخر راجہ ہیرا سنگھ نے مجبور ہو کر سردار جواہر سنگھ کو رہا کر دیا۔

جواہر سنگھ نے قید سے چھوٹتے ہی راجہ سوچیت سنگھ کو خط لکھا۔ کہ فوج راجہ ہیرا سنگھ کیخلاف ہے۔ یہی وقت ہے آجاؤ۔ اور وزارت کا چارج لے لو۔ گو راجہ سوچیت سنگھ کے پسر متبنیٰ میاں رنبیر سنگھ نے راجیہ سوچیت سنگھ کو لاہور جانے سے روکا۔ مگر راجہ صاحب نہ رکے۔ ۱۶ چیت ۱۹۰۰ء کو وہ لاہور جا پہنچے۔ بس پھر کیا تھا کچھ لوگ ادھر سوچیت سنگھ کے مجلسی آبنے۔ کچھ راجہ ہیرا سنگھ کو ورغلانے لگے۔ ناچار درد دندان واخراج وندان کے مقول پر عمل پیرا ہو کر اپنی جان بچانے کے لئے راجہ ہیرا سنگھ نے تمام فوج کو مسلح کر کے حملہ کرا دیا۔ راجہ سوچیت سنگھ جی کے ہمراہ صرف ۹۷ آدمی تھے۔ جن میں سے سات باقی بچے۔ راجہ سوچیت سنگھ نے مرتے وقت فرمایا کہ راجہ ہیرا سنگھ و جہلا پنڈت میری لاش کو ہاتھ نہ لگائیں۔ کریا کرم رنبیر سنگھ جی کریں گے۔ یہ باتیں کرتے کرتے راجہ سوچیت سنگھ نے جان دیدی۔ راجہ ہیرا سنگھ جی کو چچا کے مرنے کی خبر ہوئی۔ خون نے جوش مارا نہ رہا لیا اور روتے پیٹتے ان کی لاش پر آگئے۔ اور ایک سو ایک نہایت بیش قیمت کفن ان کی لاش پر ڈال کر پریڈ بادامی باغ میں چندن کی چتا پر ان کا سنسکار کیا۔ راجہ گلاب سنگھ کو اپنے بھائی راجہ سوچیت سنگھ کے مارے جانے کا از حد صدمہ ہوا۔ اور راجہ ہیرا سنگھ پر حقیقی چچا کے مروانے کے لئے ان کو سخت غصہ آیا اور حکم دیا کہ تمام راجپوت

[۲] راجہ گلاب سنگھ صاحب ان دنوں بغرض ماتم پرسی راجہ دھیان سنگھ جی لاہور تشریف لائے ہوئے تھے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

فوجیں راجہ ہیرا سنگھ کے علاقہ جسر وٹہ کو لوٹ کر برباد کر دیں۔
اس پر راجہ ہیرا سنگھ نے خالصہ فوج کو جموں پر چڑھائی کرنے کا حکم دیدیا مگر پہلے شیخ امام الدین کو بطور ایلچی راجہ گلاب سنگھ کی خدمت میں روانہ کیا۔ چنانچہ شیخ امام الدین اور بھائی رام سنگھ کی نرم گفتگو سے کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ تو راجہ ہیرا سنگھ نے خالصہ کی ایک جرار فوج کو دریائے راوی سے عبور کر کے جموں کو برباد کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ مگر بھائی رام سنگھ، دیوان دینا ناتھ، شیخ امام الدین نے پھر صلح کی کوشش کی۔ جو کامیاب ہوئی۔ بلکہ راجہ گلاب سنگھ نے میاں سوہن سنگھ اپنے فرزند کو بغرض تکمیل صلح لاہور روانہ کیا۔ راجہ ہیرا سنگھ نے میاں سوہن سنگھ کا استقبال کرایا اسلامی کی توپیں سر ہوئیں۔ میاں سوہن سنگھ نے ۲۱ بتکی طلائی نذرانہ پیش کیا اور ۲۵۰ روپیہ سروارنہ کیا۔ ہر دو بھائی باہم بغلگیر ہوئے اور آتش نفاق ٹھنڈی ہوئی۔

راجہ ہیرا سنگھ، پنڈت جھلا اور میاں سوہن سنگھ کا قتل

لیکن جھلا پنڈت کی تیز طبعی اور درشت مزاجی خالصہ سرداروں کو روز بروز دل برداشتہ کر رہی تھی۔ لاہور میں ان ایام میں یہ مثل مشہور تھی کہ اوپر اللہ نیچے جھلا۔ سردار جواہر سنگھ بھی جولا بھنا بیٹھا تھا۔ اس نے اندر ہی اندر تمام فوج کو برگشتہ کر دیا۔ اگر راجہ ہیرا سنگھ فوج کا یہ مطالبہ مان لیتا کہ پنڈت جھلا کا وہ ساتھ چھوڑ دے اور اس کو فوج کے سپرد کر دے۔ تو کچھ شک نہیں کہ اس کی وزارت بھی قائم رہتی۔ اور اس کی جان بھی نہ جاتی۔ اس نے مرنا قبول کیا۔ اور جھلے کا ساتھ نہ چھوڑا۔ آخر راجہ ہیرا سنگھ میاں سوہن سنگھ برادر خورد اور جھلا پنڈت معہ دیگر پندراں بیس ہمراہیوں کے ہاتھی پر سوار ہو کر لاہور سے جموں کی طرف روانہ ہو گئے۔ معزز ہمراہی کچھ ہاتھیوں پر کچھ گھوڑوں پر سوار تھے اور ہاتھیوں پر جواہرات اور کچھ نقد روپیہ بھی لاد رکھا تھا۔ فوج نے تعاقب کیا جب فوج قریب پہنچتی تو یہ روپیہ وغیرہ بکھیر دیتے اور بھوکے اور حریص فوجی لوٹ میں مصروف ہو جاتے۔ اس اثنا میں یہ اور آگے نکل جاتے۔ اسی طرح چلتے چلتے جب ملکوال کے قریب پہنچے۔ تو ہاتھیوں پر سے خزانہ ختم ہو گیا۔ فوج نے چاروں طرف گھیرا ڈالدیا۔ پہلے تو انھوں نے صرف پنڈت جھلا کا مطالبہ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کیا۔ مگر غیور و بہادر راجپوت راجہ ہیرا سنگھ نے جہلا پنڈت کا ساتھ چھوڑ دینا شان راجپوتی کیخلاف جان کی صاف انکار کر دیا۔ اس جواب پر فوج نے حملہ کر کے جہلا پنڈت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور راجہ ہیرا سنگھ معہ میاں سوہن سنگھ پسر راجہ گلاب سنگھ بہادری سے لڑتے ہوئے کام آ گئے۔ اس لڑائی میں راجہ ہیرا سنگھ کے ہمراہ مندرجہ ذیل آدم بھی مارے گئے۔ میاں لعب سنگھ سنگراہن والا دیوان دلباغ رائے (سابق ناظم بھمبر) چند دیو۔ انکار دیو، سوہن سنگھ، انوکھ سنگھ، سوہن سنگھ پسران میاں دیوان وسکنائے رائے پور، سید حیدر شاہ بخاری پسر سید ناد علی شاہ سکنہ چک جسو تحصیل سانبہ معتبر خاص اور راجہ رندھیر سنگھ جسروٹہ، ان میں سے صرف سید سلطان شاہ برادر سید حیدر شاہ باقی بچا۔ کیونکہ وہ گھوڑے پر سوار تین چار میل آگے آگے جا رہا تھا۔ یہ واقعہ ۹ پوہ ۱۹۰۱ ب مطابق ۱۸۴۵ء کا ہے۔

راجہ گلاب سنگھ اور راجہ دھیان سنگھ کی اولاد

راجہ گلاب سنگھ کے تین صاحبزادے تھے۔ (۱) میاں اودہم سنگھ (جن کے نام پر اودہم پور آباد ہے) جو ۱۸۴۰ء مطابق ۲۳ کاتک ۱۸۹۷ ب کو کنور نونہال سنگھ کے ہمراہ روشنائی دروازہ کے ایک پتھر گرنے سے انتقال کر گئے تھے۔ (۲) میاں سوہن سنگھ جو اپنے چچازاد برادر راجہ ہیرا سنگھ کے ہمراہ لاہور سے جموں کو آتے ہوئے سکھ فوج کے ہاتھوں قتل ہو گئے۔ تیسرے صاحبزادے میاں رنبیر سنگھ جی تھے۔ جو مہاراجہ گلاب سنگھ کی وفات کے بعد جموں و کشمیر کے مہاراجہ بنے۔ موجودہ فرمانروائے جموں و کشمیر سامہاراجہ ہری سنگھ بہادر آپ کے پوتے اور سر راجہ امر سنگھ برادر مہاراجہ سر پرتاپ سنگھ آنجہانی کے با اقبال فرزند ہیں۔

راجہ دھیان سنگھ[1] کے تین صاحبزادے راجہ ہیرا سنگھ، راجہ جواہر سنگھ، راجہ موتی سنگھ

---

[1] راجہ دھیان سنگھ کی چار رانیاں تھیں۔ ایک رکوال خاندان سے۔ ایک سلہریہ خاندان سے۔ جموں میں جورانی کا تالاب ہے وہ اسی رانی کا تعمیر کردہ ہے۔ ایک راجگان سیبہ کی لڑائی تھی۔ چوتھا بیاہ انہوں نے رے تحصیل نور پور ضلع کانگڑہ کے پٹھانیہ خاندان میں کیا تھا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

تھے۔ راجہ ہیرا سنگھ ۹ پوہ ۱۹۰۱ب کو مارے گئے۔

راجہ ہیرا سنگھ کے واقعہ قتل کے بعد پنجاب کی حالت

راجہ ہیرا سنگھ کی موت کے بعد وہ لوگ جنہوں نے اس چند روزہ حکومت کے دوران میں جاگیرات حاصل کی تھیں۔ حالات سے متاثر اور واقعات سے مایوس و متحیر تھے۔ نفسی نفسی پڑی ہوئی تھی ۔ یہ سب لوگ اپنی اپنی ریاستوں اور جاگیروں کے بچانے میں مصروف ہو گئے۔ ان لوگوں کے تین گروہ تھے۔

(۱) وہ لوگ جو اپنے علاقہ کو بچانے کے لئے انگریزوں کی حمایت کے خواہاں تھے اور سکھوں سے لڑتے اور ساتھ ساتھ اپنے علاقے وسیع اور نقدی کو محفوظ کرتے تھے۔

(۲) وہ لوگ جو بالکل غیر جانب دار رہ کر خاموش تھے۔ اس امید پر کہ سکھ حکومت شاید پھر سنبھل جائے۔

(۳) تیسرے وہ تھے جو سکھوں کے ہمراہ تھے اور لوٹ مار میں حصہ دار اور وہ خالصہ حکومت کی کامیابی پر یقین رکھتے تھے۔ مہاراجہ دلیپ سنگھ اس وقت نابالغ تھے اور ان کی والدہ مختلف سرداروں سے خائف ہو کر اپنی جان بچا رہی تھی۔ سکھ فوج اطاعت سے باہر ہو کر یلغاریں مارتی اور لوٹ مچاتی پھرتی تھی۔ سکھوں کی فوجیں جموں پر چند بار حملہ آور ہوئیں۔ مگر ہر بار اور ہر مقام پر شکست و ناکامی اُٹھا کر واپس گئیں۔

راجہ گلاب سنگھ کو جموں و کشمیر کی حکومت کا عطیہ اور مہاراجہ کا خطاب

راجہ گلاب سنگھ جیسا مدّبر بہادر اور منتظم حکمران طوفان بے تمیزی کے اس گرد و غبار میں سکھ حکومت کا تاریک انجام اور اپنے روشن تر مستقبل کا نورانی چہرہ دیکھ رہا تھا۔ انہوں نے ہر ممکن ذریعہ کو آلہ مفاد بنایا۔ اور اس عرصہ میں وہ اپنے اثر و رسوخ سے بہت سے علاقہ پر قابض ہو گئے۔ جموں میں اپنے بھائی راجہ دھیان سنگھ کی سعادتمندی و فیاضی کی بدولت وہ ذاتی طور پر حکمران تھے۔ راجہ ہیرا سنگھ اور راجہ سوچیت سنگھ لاولد انتقال کر چکے تھے۔ راجہ دھیان سنگھ بھی اب زندہ نہ تھے۔ ان سب کی دولت اور ان سب کے مقبوضات راجہ گلاب سنگھ کے پاس تھے۔ شمالی پنجاب کے ایسے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

زبردست رئیس سے جو برٹش گورنمنٹ کے خلاف بھی نہ تھا۔ برطانوی حکومت بگاڑ پیدا کرنا کچھ مفید نہ سمجھتی تھی۔ بلکہ ۱۸۴۶ء میں برٹش گورنمنٹ نے راجہ گلاب سنگھ کو جموں وکشمیر اور بعض ملحقات دے کر اور مہاراجہ بنا کر اور زیادہ طاقتور بنا دیا۔

فرزند راجہ دھیان سنگھ اور مہاراجہ گلاب سنگھ کے درمیان ریذیڈنٹ لاہور کے اجلاس میں مقدمہ

اب اس مقتدر ڈوگرہ خاندان میں ناز ونعم سے پلے ہوئے دو یتیم بچے رہ گئے تھے۔ جن کا نام میاں جواہر سنگھ ومیاں موتی سنگھ تھا۔ اور راجہ ہیرا سنگھ کے چھوٹے بھائی اور راجہ دھیان سنگھ کے خوردسال فرزند تھے۔ یہ دونوں یتیم لڑکے جو شہزادوں کی طرح پلے تھے۔ اس نامور باپ کے فرزند تھے۔ جس نے اپنے باپ کو میاں کشورا سنگھ اور اپنے بڑے بھائی میاں گلاب سنگھ کو اپنا آبائی ملک جو سکھوں نے چھین رکھا تھا واپس دلا کر از سرنو راجہ بنوایا۔ اور اپنے چھوٹے بھائی میاں سوچیت سنگھ کو بارہ چودہ سال ہی کی عمر میں راجہ اور ایک وسیع علاقہ کا جاگیردار بنا دیا۔ اور جس کے سلام اور جس کی حضوری کے لئے پنجاب کے ہندو سکھ اور مسلمان والیان ملک اور بڑے بڑے وزاء اور رئیس دست بستہ حاضر رہتے تھے فلک تفرقہ پرواز نے حالات ایسے پیدا کر دیئے اور معاملات یہاں تک بگاڑ دیئے کہ ان کو اپنے حقوق ومطالبات اور اپنے باپ راجہ دھیان سنگھ اور بھائی راجہ ہیرا سنگھ اور چچا راجہ سوچیت سنگھ کی جاگیرات لینے کے لئے برطانوی حکومت کا دروازہ کھٹکھٹانا پڑا۔ چنانچہ دونوں بھائیوں کی طرف سے ۱۶ بساکھ ۱۹۰۵ب کو مندرجہ ذیل عنوان سے دعویٰ دائر کر دیا گیا۔

میاں جواہر سنگھ ومیاں موتی سنگھ پسران راجہ دھیان سنگھ مدعیان

بنام

مہاراجہ گلاب سنگھ صاحب ولد راجہ کشورا سنگھ مدعا علیہ

(۱) دعویٰ جاگیر راجہ دھیان سنگھ صاحب والد خود علاقہ چھبال و بھمبر وغیرہ آمدنی تخمیناً چار لاکھ پچاس ہزار روپیہ سالانہ۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

(۲) جاگیر راجہ ہیرا سنگھ صاحب برادر خود جسروٹہ وغیرہ پونچھ وغیرہ آمدنی پانچ لاکھ روپیہ سالانہ

-

(۳) و نصف جاگیر و جائیداد راجہ سوچیت سنگھ چچا خود (مدعیان) بلا تعداد نقد و جنس متعلقہ جموں آمدنی تخمیناً تین لاکھ روپیہ سالانہ۔

یہ دعوے سر فریڈرک کری بارنٹ صاحب ایجنٹ گورنر جنرل ممالک شمال و مغرب و ریذیڈنٹ لاہور و کمشنر اعلیٰ مابین دریائے جمن و بیاس کے اجلاس میں پیش ہوا۔ مہاراجہ گلاب سنگھ کی جانب سے دیوان جوالا سہائے مختار تھے۔ یہ مقدمہ اہم ترین تھا لیکن اس کا فیصلہ پندراں یوم کی قلیل مدت میں ۱۲ مئی ۱۸۴۸ء مطابق ۳۰ بساکھ ۱۹۰۵ب کو کچھ مصالحت کچھ دباؤ کچھ نرمی کی پالیسی کے ساتھ جس عجلت اور جس طریق سے ختم کر دیا گیا وہ فیصلہ دونوں بھائیوں کے لئے ناقابل قبول تھا۔ لیکن کچھ دیوان جوالا سہائے کی ملاطفت اور شیریں کلامی اور قدر افزائی کے وعدے وعید کچھ بقول مصنف تاریخ راجگان جموں و کشمیر (صفحہ ۱۷۶) ریذیڈنٹ لاہور کا یہ حکم کہ مہاراجہ گلاب سنگھ ضرور آپ کی قدر کریں گے۔ ان سے صلح صفائی کر لینی چاہیئے۔ دونوں بھائیوں نے بہ امر مجبوری خاموشی ہی مناسب سمجھی۔ اسی دوران میں "دونوں بھائی بمقام لاہور ۶ جیٹھ ۱۹۰۵ب کو مہاراجہ دلیپ سنگھ کی خدمت میں پیش ہوئے۔ نذرا ور سروارنہ کیا۔ سرکار لاہور سے ۲۱ ہزار روپے ۲ گھوڑے معہ سامان زین عطا ہوئے۔ ۱۷ جیٹھ کو صاحبان انگریز نے بھی راجہ جواہر سنگھ و راجہ موتی سنگھ کو ایک ایک انگریزی پستول عطا کیا۔" آخر دیوان جوالا سہائے کے ہمراہ دونوں بھائی اپنے تایا مہاراجہ گلاب سنگھ جی کے پاس جموں آ گئے۔

مہاراجہ گلاب سنگھ نے ۱۹۰۷ب میں راجہ جواہر سنگھ کو کوٹلی اور راجہ موتی سنگھ کو پونچھ کا علاقہ معہ خطاب راجگی عطا کیا۔ لیکن جموں سے رخصت ہونے اور کوٹلی پہنچنے پر دونوں بھائیوں میں کسی بات پر رنجش ہو گئی۔ دونوں بھائی یکے بعد دیگرے واپس جموں گئے۔ مہاراجہ صاحب

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

نے بہت کچھ سمجھایا۔ مگر صفائی نہ ہو سکی۔ آخر گورنمنٹ برطانیہ کی داخل اندازی اور مہاراجہ گلاب سنگھ کے صلاح مشورہ سے یہ فیصلہ ہوا کہ حکومت پونچھ تو راجہ موتی سنگھ کو ملے۔ اور راجہ جواہر سنگھ کو ان کی جاگیر سے صرف ۳/۱ حصہ آمدنی ملا کرے۔ حکومت سے ان کا کوئی سروکار نہ ہوگا گویا دونوں بھائیوں کی کشیدگی حکومت جموں کے لئے اور زیادہ مفید ثابت ہوگئی۔ کوٹلی اور چبال کا علاقہ بحق مہارجہ گلاب سنگھ ضبط ہوگیا۔ اور پونچھ کے محدود خطہ کی حکومت اور کرلوپ، کٹھار اور رائے پور کے تین گاؤں (ملحقات جموں سے) راجہ موتی سنگھ جی کو ملے۔ راجہ جواہر سنگھ پہلے گجرات رہے پھر لاہور اور آخر ۱۸۶۰ء میں بمقام انبالہ وفات پا گئے ان کی موت کے متعلق عوام زہر خورانی کا شبہ کرتے ہیں۔

سری راجہ موتی سنگھ جی کا عہد حکومت ۱۹۰۹ب سے ۱۹۴۵ب تک

۱۹۰۹ب میں راجہ موتی سنگھ جی پونچھ تشریف لائے۔ اس زمانہ میں موجودہ شہر پونچھ ایک وسیع اور گنجان جنگل تھا آبادی دو حصوں میں منقسم تھی۔ پرانی پونچھ (خانقاہ) اور نئی پونچھ، نئی پونچھ میں تین محلے آباد تھے۔ ایک محلّہ کھوڑی ناڑ، ایک محلّہ قصاباں اور تیسرا محلّہ شیعاں۔ شیعہ محلّہ میں ہی پنڈت قوم کی آبادی بھی تھی۔ شیعہ قوم کی دکانیں پچاس ساٹھ کے قریب تھیں۔ جو بازار چماراں سے لے کر سورج ناتھ کی کٹیا تک پھیلی ہوئی تھیں اور اسی کے ساتھ ہی شیعہ قوم کا قبرستان بھی تھا۔

پونچھ کے ان تین محلوں کی آبادی دو ہزار کے قریب تھی۔ اردگرد جنگل ہی جنگل تھا۔ لگان کم وصول ہوتا تھا۔ اس وقت یہاں پنڈت زنار دن زتشی کاردار تھے۔ سری راجہ موتی سنگھ جی کے ہمراہ بلو کمیدان المعروف سردار بلونت سنگھ چاہڑک سید مہر شاہ، مرزا احیدر بیگ اور جواہر جٹ اہکار آئے تھے۔ آپ نے تشریف لاتے ہی پہلے اس غیر آباد شہر کا کونہ کونہ ملاحظہ کیا اور پھر اس کے جنگلی خطہ کو انسانوں کی بستی کے قابل بنانے کا عزم فرمایا۔ سری راجہ صاحب کے ہمراہ پلٹن کے دو تین سو سپاہی اور ادنےٰ ملازم بھی تھے۔ راجہ صاحب ہاتھی، گھوڑے، خچر، اونٹ وغیرہ کافی تعداد میں ساتھ لائے تھے۔ سردار بلونت سنگھ کو کمیدان فوج مقرر فرما کر مزید بھرتی کا حکم

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

صادر فرمایا۔ اور مرزا حیدر بیگ کو افسر جیل مقرر کیا۔ سید مہر شاہ کو مصاحب و مشیر خاص تجویز کر کے فراشخانہ، توشیخانہ، اصطبل خانہ وغیرہ کا افسر بنایا۔ میاں گلاب سنگھ اپنے ماموں کو طلب فرما کر قلمدان وزارت ان کے سپرد کیا۔ اور پنڈت جنار دھن زتشی کو سر دفتر بنا کر دیوانی معاملات کے سیاہ و سفید کا مالک بنایا اور ملکی و مالی انتظام شروع کر دیا۔ اور حکم دیا کہ معزز اہلکار اور باقی اہل عملہ اپنے اپنے عیال و اطفال اور اعزا و اقارب کو جلدی منگوا لیں۔ اور جہاں تک ہو سکے۔ اہل علم و اہل قلم حضرات کو پونچھ آنے کی تحریص و ترغیب دی جائے چنانچہ اہلکاروں نے اپنے اپن عیال و تعلیم یافتہ احباب کو بلوایا۔ ہر پیشہ و حرفت کے آدمی پونچھ میں لا کر بسائے گئے۔ جنگل صاف ہونے لگا۔ لوگوں کو تعمیرات کے لئے نہ صرف جگہ بلکہ لکڑی، یہاں تک کہ روپیہ بھی قرض دیا گیا۔ تجارت کو فروغ ہوا۔ سردار ہاڑا سنگھ کو جو دہالی ضلع جہلم کے رہنے والے تھے اور پونچھ کے ساتھ مال درآمد کی تجارت کیا کرتے تھے۔ کسٹم کا ٹھیکہ دیا گیا۔ آج جس قدر یہاں جہلم، راولپنڈی، پنڈ دادنخان، وہالی وغیرہ کے کھتری آباد ہیں۔ ان سب کے آباؤ اجداد سردار ہاڑا سنگھ کے زمانہ میں ان ہی کی وساطت سے یہاں آئے تھے۔ چونکہ آمد و رفت کے وسائل اور تجارت کے ذرائع سے زمانہ میں کم تھے۔ سڑکیں نہ تھیں۔ پیداوار زیادہ اور انسانی آبادی قلیل تھی۔ اس لئے غلہ ارزاں اور روپیہ معدوم تھا۔ زمینداروں سے لگان بمشکل اور نہایت ہی سختی سے وصول ہوتا تھا۔ گو ضروریات زندگی محدود تھیں۔ مگر پھر بھی گذر اوقات اور خورد و نوش اور تن پوشی کے لئے شرح تبادلہ میں روپیہ نہ تھا۔ مجبوراً علاقہ کے دیہاتوں پر تخمیناً بلا پیمائش لگان مقرر ہو کر تمام کے تمام دیہات اہلکاروں یا معزز سرداروں اور نمبرداروں کو بطور ٹھیکہ (مستاجری) دے دیئے گئے۔ پرائیویٹ تعلیم کا سلسلہ جاری ہوا جو شخص چار کتابیں بھی پڑھ لیتا۔ فی الفور ملازم رکھ لیا جاتا۔ ڈوگرہ حروف اور فارسی دونوں دفتری تحریریں تھیں۔ خزانہ کی معموری اور رعایا کی سہولت کی خاطر بڑے بڑے اہلکاروں کو ہزاروں بلکہ لاکھوں کی رقمیں بیوپار کے لئے معمولی سود پر قرض دی گئیں۔ نمبرداروں کے تعین کے لئے نذرانہ مقرر رہا۔ مالیہ میں نقدی کی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

بجائے جنس لی جاتی تھی تا کہ رعایا کو تکلیف نہ ہو۔ خوش خرید کے لئے اہلکاروں کو روپیہ دیا جاتا۔ تا کہ فروختگی جنس کے سلسلہ میں رعایا کے پاس بھی کچھ روپیہ موجود ہو۔ اور یہ فراہم شدہ غلہ ملازموں کو رسدوں کی صورت میں تنخواہ کے طور پر کچھ معمولی مقررہ نقدی کے ساتھ ماہور دیا جاتا۔ یونانی شفاخانہ حکیم پیر نور شاہ، حکیم قطب الدین اور حکیم سردار وجراح کے اہتمام سے جاری کیا گیا۔ ہر درخواست پر حکومت پونچھ کا ایک اپنا سٹمپ تجویز ہوا۔ ۱۹۲۱ ب میں راجہ بلدیو سنگھ پیدا ہوئے۔ ہزار ہا روپے غربا کو تقسیم کئے گئے۔ اہلکاروں کو حسب مراتب انعامات اور خلعت عطا ہوئے۔ اور سید مہر شاہ، ٹکہ بلدیو سنگھ جی کے اتالیق بنائے گئے توشیخانہ، فراشخانہ، اصطبل وغیرہ آگے ہی شاہ صاحب کے ماتحت تھے۔ ان کے علاوہ کوٹھی اجناس، دفتر بیلہ، پرائیویٹ آفس اور مرزا حیدر بیگ کی وفات پر فیلخانہ اور شترخانہ بھی ان کے ماتحت کر دیئے گئے۔ چونکہ میاں گلاب سنگھ وزیر پونچھ عمر رسیدہ اور ضعیف البدن ہو کر بصارت سے بھی محروم ہو چکے تھے۔ اس لئے قلمدان وزارت سردار ہاڑا سنگھ کے حوالے ہوا۔ اسی وزارت کے عہد میں عدالت ہائے جوڈیشل کا انتظام بھی کیا گیا۔ سردار عبداللہ خان بگیال جج مقرر ہوئے۔ ان ہی ایام میں میاں نظام الدین جو پہلے ایک معمولی بندوقچی سپاہی تھے اپنی قابلیت سے بڑھتی دولت کی طرح ترقی کر رہے تھے۔ کچھ دنوں کے بعد جب ۱۸۶۹ء میں سردار ہاڑ اسنگھ انتقال کر گئے۔ تو میاں نظام الدین ان کی جگہ پونچھ کے وزیر مقرر ہوئے تھے۔ سردار ہاڑا سنگھ کے فرزند کلاں سردار کرتار سنگھ[1] اس وقت صرف ۱۴ سال کے تھے۔ راجہ صاحب نے از راہ قدردانی ان کی ریونیو افسر بنا دیا۔ پنڈت جناردھن زتشی کے بیٹے پنڈت کشن جو کہ افسر جنگلات اور ان کے دوسرے صاحبزادے پنڈت آفتاب جو کہ افسر دفتر دیوانی کیا گیا۔ اہلکاروں کو جاگیرات دوامی عطا ہوئیں۔ میاں نظام الدین نے وزارت کا کام بدرجہ حسن انجام دیا۔ پونچھ میں ریاسی، پونی پارکھ، اکھنور، جموں وغیرہ کے جس قدر ویش وکھتری آباد ہیں اور ملازمت یا دکانداری کرتے ہیں۔ بالعموم وہ سب میاں نظام الدین ہی کے پرورش یافتہ ہیں۔ میاں نظام الدین

[1] سردار کرتار سنگھ آنجہانی کے بھائی سردار ہری سنگھ آف وہالی ہنوز زندہ ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

نے سرسری اندازہ کے مطابق پونچھ کا جو مالیہ مقرر کیا تو کہا جاتا ہے کہ جب انہوں نے باقاعدہ پیمائش کرا کر پونچھ کے سالانہ لگان کا تعین کیا تو ان کے سرسری اندازہ اور باقاعدہ پیمائش کے مالیہ میں کچھ زیادہ فرق نہ تھا اس سے ان کی معاملہ فہمی اور ذہانت کا کچھ پتہ مل سکتا ہے۔ چونکہ ہر بلندی کا نتیجہ پستی اور ہر کمال کا انجام زوال ہے۔ اس لئے ان مصائب سے میاں نظام الدین کو بھی جن کا عروج انتہا تک پہنچ چکا تھا۔ وہ چار ہونا پڑا۔ میاں صاحب اپنے اقارب اور رفقاؤ انصار کے ساتھ قید کر لئے گئے۔ ان کا اثاث البیت بحق سرکار ضبط کیا گیا۔ لیکن آخر ۶ ماہ کی قید شدید کے بعد ان کو رہا کر دیا گیا۔ اور ان کا اثالث البیت وغیرہ بھی واپس کر کے ان کو پونچھ کا گورنر بنایا گیا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ مگر میاں صاحب کو اس قید سے صدمہ اور اس ذلت سے جو رنج پہنچا۔ وہ آخر خفقان کی بیماری کی صورت میں نمودار ہو کے رہا۔

موسم سرما ۱۹۴۵ء ب میں راجہ موتی سنگھ جی اور ٹکہ بلدیو سنگھ جی حسب دستور جموں میں اقامت گزیں تھے۔ اور ان کے وزراء امراء مثلاً میاں نظام الدین، سید مہر شاہ اور سردار بلونت سنگھ بھی ان کے ہمراہ تھے۔ کہ راجہ صاحب کو ذیابیطس کا عارضہ لاحق ہوا۔ اور ہر چند علاج ومعالجہ میں کوئی کسر باقی نہ رکھی گئی۔ لیکن جو مرض الموت ہو کے آئے۔ اسکا علاج نہ کس سے ہوا نہ ہو سکتا ہے۔ آخر آپ بیالیس سال حکمرانی کر کے بمقام جموں انتقال کر گئے۔ آپ کا بوان بڑے تزک واحتشام سے اُٹھایا گیا۔ مہاراجہ پرتاپ سنگھ اور ان کے برادران سر راجہ رام سنگھ اور سر راجہ امر سنگھ اپنے محترم چچا کی لاش کے ساتھ تھے۔ اس ماتم میں تیرہ دن تک جموں وکشمیر پونچھ وغیرہ علاقوں کے دفاتر بند رہے۔ کچھ عرصہ کے بعد میاں نظام الدین بھی اپنے وطن مالوفہ ریاسی میں پہنچ کر وفات پا گئے۔

راجہ موتی سنگھ خوبصورت، گندم گون مائل بہ سرخی وسفیدی تھے۔ میانہ مہ خندہ پیشانی آواز نرم تھی مگر نہایت بارعب ہر دلعزیز اور منکسر المزاج اور فقیر دوست تھے۔ آپ کو ہر وقت اپنی رعایا کی بہتری کا خیال تھا۔ اپنے ہاتھ سے کام کرنا عار نہ جانتے تھے۔ اپنے معزز اہلکاروں

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کی بیماری میں خود بدولت بلا توقف ان کے ہاں عیادت و بیمار پُرسی کے لئے تشریف لے جایا کرتے۔ آپ اپنے اہلکاروں کے ذاتی ملازموں کی تنخواہیں اور ان کے اندرون خانہ کے لئے رسدیں اور پارچات و وظائف لگا دیتے۔ آپ کے عہد میں اہلکاروں کے بچے پیدا ہوتے ہی سرکاری وظیفہ خوار بن جاتے تھے آپ کا معمول تھا کہ ہر سال موسم سرما کے چھ مہینے جموں میں اقامت فرماتے اور وہ تین معزز اہلکار اور سینکڑوں ادنیٰ ملازم اور سواری کے جانور وغیرہ ہمراہ ہوتے۔ عملہ کی تنخواہ اہلکاروں کا ماہوارہ اور ان کے یومیہ مصارف اور انعامات اور جانوروں کا خرچ گورنمنٹ جموں و کشمیر کو ادا کرنا پڑتا۔ قیام جموں کے ششماہہ اخراجات کا کوئی بار خزانہ پونچھ پر نہ پڑتا تھا۔

راجہ موتی سنگھ کے دربار وغیرہ راجہ موتی سنگھ جی سالگرہ کے دربار اور بسنت پنچمی کی تقریب کے درباروں کے علاوہ دسہرہ کا دربار پونچھ میں کیا کرتے۔ اور تمام علاقہ کے جاگیردار اور نمبردار اور روسا حاضر ہوتے۔ نذرانہ وصول ہوتا۔ عام حرفت و صنعت پیشہ لوگ اپنی اپنی دستکاری کی چیزیں بطور تحفہ یا نذرانہ لاتے۔ جو سٹور میں جمع ہو جاتیں۔ ترکھان لکڑی کی چیزیں بنا کر لاتے۔ لوہار لوہے کی صنعتیں نذر کرتے۔ موچی اور چمار جوتیاں اور چمڑے کا سامان تیار کر کے پیش کرتے۔ یہاں تک کہ زمیندار سبزی وغیرہ لے آتے۔ سرکار یہ تمام چیزیں ملازموں کو بانٹ دیتے اور جیب خاص سے اہل حرفہ اقوام کی حوصلہ افزائی کرتے۔ ان درباروں میں دسہرہ کا دربار خاص دھوم دھام سے ہوتا تھا۔ انکے علاوہ ہر روز دو مرتبہ دربار عام ہوتا۔ جس میں رعایا کی عرض حال کو سنا جاتا۔ اور ہر ایک کو باریابی کا موقعہ ملتا۔

راجہ صاحب نے قلعہ مبارک کی جو مسلمان راجگان پونچھ کے زمانہ کا تعمیر شدہ تھا۔ ازسرنو مرمت کرائی۔ اور اس میں بہت کچھ اضافہ کر کے اس پر عالیشان عمارتوں کا اضافہ کیا۔ اس میں باغات اور باغات میں فوارے احداث کرائے اور شیعہ قوم سے پریڈ کا قبرستان لے کر اور وہاں عین وسط میں سڑک نکال کر ایک طرف منڈی کی عمارت تعمیر کرائی۔ اور جس طرف

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

زیادہ قبریں تھیں وہاں پلٹن کی چھاؤنی جیل ومیگزین وغیرہ عمارتیں بنوائیں۔ باغ عالیشان اور بلند ڈیوڑھی بھی آپ کی یادگار ہے۔ آپ نے پونچھ کو از سر نو آباد کیا۔ اور ہر قسم کے لوگ یہاں جمع کر کے جنگل میں منگل کا سماں دکھادیا ۔

وہ صورتیں الٰہی کس ملک بستیاں ہیں	اب جنکے دیکھنے کو آنکھیں ترستیاں ہیں

میجر سر راجہ بلدیو سنگھ بہادر عہد حکومت از ۱۹۴۵ ب لغائت ۱۹۷۵ ب

راجہ موتی سنگھ جی کے انتقال کے بعد بموقعہ دربار بسنت پنچمی راجہ بلدیو سنگھ جی کو بموجودگی سر راجہ رام سنگھ وسر راجہ امر سنگھ وممبران کونسل جموں وکشمیر اہلکاران ریاست جموں وکشمیر وپونچھ بمقام پرانی منڈی واقعہ جموں سر مہاراجہ پرتاپ سنگھ بہادر نے راج تلک[1] دیا۔ راجہ بلدیو سنگھ جی زمانہ ولی عہدی ہی میں ریاست کے کاروبار میں حصہ لیتے رہتے تھے۔ اس لئے آپ نے پونچھ کی ترقی اور رعایا کی تعلیمی تمدنی اقتصادی اور معاشرتی بہتری کے لئے کوئی وقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔ سب سے پہلے آپ نے ہائی سکول کا اجرا فرمایا اور سید حیدر شاہ کو ہیڈ ماسٹر مقرر کیا ملکہ وکٹوریہ آنجہانی کی گولڈن جبلی کے موقعہ پر اس اسکول کا نام وکٹوریہ جوبلی سٹیٹ ہائی سکول رکھا۔ پھر شفاخانہ کی طرف توجہ فرمائی۔ دیسی ڈاکٹروں کے بجائے ڈاکٹر بہاری لال اسسٹنٹ سرجن کو بلوا کر چیف میڈیکل آفیسر مقرر کیا۔ اور رانی صاحبہ سرمور کی فوتید گی پر ان کی یادگار میں زنانہ شفاخانہ قائم کیا۔ بساکھ ۱۹۵۴ ب میں سید مہر شاہ مصاحب خاص بعارضہ نمونیہ انتقال کر گئے۔ آپ اپنے پیچھے اپنے فرزند علی اصغر شاہ کو چھوڑ گئے جن کو راجہ صاحب بہادر نے گیارہ صد روپیہ سالانہ کی جاگیر کی بحالی اور خاندانی وظائف کی برقراری کے علاوہ توشیخانہ کا افسر مقرر فرمایا۔ خواجہ صمد جو بھی ان ہی ایام میں توشہ خانہ میں ان کے مددگار مقرر کئے گئے بابو دیوی سنگھ وکیل کو ہوشیار پور سے بلوا کر مدار المہام بنایا۔ اور بابو ہری پرشاد کو بنارس

[1] جموال خاندان میں راج تلک ہمیشہ خاندان کا بزرگ شخص دیتا چلا آیا ہے۔ اسی لئے راجہ سر بلدیو سنگھ کو مہاراجہ سر پرتاپ سنگھ بہادر نے جو ان کے برادر کلاں تھے راج تلک دیا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سے طلب کر کے چیف جج مقرر کیا۔ بابو دسوندھی رام وکیل کو صدر جج اور لالہ مکندلال پوری وزیر آبادی کو سٹی مجسٹریٹ مقرر کیا۔ سردار بلونت سنگھ کو حاکم اعلیٰ، شیخ شہاب الدین سپر نٹنڈنٹ پولیس اور سردار محمد اکرم خان کوتوال شہر مقرر کئے گئے۔ چونکہ ان دنوں سرحدات کا اہم مسئلہ پیش تھا جس پر حکومت جموں وکشمیر اور حکومت پونچھ کے مابین روز کشمکش رہتی تھی۔ عرصہ کے خط وکتابت کے بعد بہ رضامندی فریقین مسٹر گوڈانیف ثالث مقرر کئے گئے۔ دونوں حکومتوں کے نمائندے سرحدات پر ان کے ساتھ گئے۔ ان ہی دنوں سری راجہ صاحب نے پنڈت مادھولعل زتشی کو اپنا میر منشی اور سردار بلونت سنگھ کے انتقال پر خواجہ حبیب جو کہ حاکم اعلیٰ بنایا دو سال کی متواتر محنت تکالیف اور کافی اخراجات کے بعد سرحدات کا تصفیہ ہوا تو سری راجہ صاحب بہادر نے رائج الوقت طریق پر بندوبست کرانا چاہا۔ سب سے پہلے مہتمم بندوبست مسٹر گوڈنیف مقرر ہوئے۔ اُن کے لئے دریائے بتاڑ کے کنارے میاں نظام الدین کے باغ میں ایک عالی شان بنگلہ تیار کرایا گیا۔ مگر تکمیل بنگلہ سے پہلے ہی چونکہ وہ پونچھ سے چلے گئے اس لئے راجہ صاحب نے قلعہ کی سکونت ترک کر کے بنگلہ میں اقامت فرمائی۔ بندوبست کا کام وسیع پیمانہ پر شروع تھا۔ سینکڑوں پٹواری شجرہ کش منصرم گرداور اور عملہ بندوبست کے دفتر کے اہلکار براہ راست پنجاب سے بلوائے گئے تھے۔ اس زمانہ میں مسٹر ٹرنچ مہتمم بندوبست تھے۔ جن کے اسسٹنٹ پنڈت سروپ نارائن اور سپر نٹنڈنٹ بندوبست سید میر محمد فیض العسکری تھے۔ اس عملہ بندوبست سے ابھی تک پٹواری وگرداور و تحصیلدار یہاں ملازم موجود ہیں۔ مسٹر ٹرنچ کے چلے جانے کے بعد مہتمم بندوبست مسٹر ہملٹن مقرر ہوئے۔ کئی سال تک بندوبست کا کام ہوتا رہا۔ حدود کی تعیناتی اور بندوبست کے بعد پونچھ جو پہلے ہی جداگانہ حیثیت رکھتی تھی حقیقی طور پر آزاد وجداگانہ سٹیٹ متصور کی گئی۔ اور بمنظوری برٹش گورنمنٹ پونچھ کے لئے ایک علیحدہ سپیشل اسسٹنٹ ریذیڈنٹ مقرر ہوا۔ پہلے سپیشل اسسٹنٹ ریذیڈنٹ مسٹر ہملٹن تھے۔ اس وقت خواجہ حبیب جو پہلے گورنر تھے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

منجانب سرکار پونچھ متعمد بنا کر ریذیڈنٹ جموں و کشمیر کے پاس متعین کئے گئے۔ اور لالہ کیسر مل کو ان کے مددگار کے طور پر ان کے ہمراہ کیا گیا۔ دیوان محکم چند پوری جو گھڑتل کی دیوان فیملی کے ایک برگزیدہ رکن تھے۔ خوانہ حبیب جو کہ جگہ حاکم اعلیٰ یا گورنر بنائے گئے۔ اسی زمانہ میں رفاہ عامہ کے لئے محکمہ پبلک ورکس قائم کیا گیا۔ سپیشل اسسٹنٹ ریذیڈنٹ پونچھ کے لئے ایک شاندار بنگلہ ریذیڈنسی ہوس کے نام سے ہزار ہا روپیہ خرچ کر کے تیار ہوا۔ محکمہ پبلک ورکس کے لئے لائق ترین انگریز انجینئر اور سیر سب اور سیر نقشہ نویس وغیرہ عملہ کے کئی افراد گورنمنٹ پنجاب سے مستعار لئے گئے۔ چونکہ بابو دیوی سنگھ وزیر اور بابو ہری پرشاد چیف جج مدت ملازمت پوری کر کے جا چکے تھے۔ اس لئے میاں فیض محمد کو چیف جج اور میر محمد فیض العکسری کو صدر جج بنایا گیا۔ شیخ شہاب الدین سپرنٹنڈنٹ پولیس کے چلے جانے پر سردار محمد اکرم خان سپرنٹنڈنٹ پولیس مقرر کئے گئے۔ اور وزارت کے لئے گورنمنٹ ہند سے براہ راست خان بہادر شیخ رحیم بخش ایم اے پنجاب سے منگوائے گئے۔ میاں فیض محمد کے چلے جانے پر پنڈت پیارے لال چیف جج مقرر ہوئے۔ سردار ہاڑا سنگھ کے بعد کسٹم کے ٹھیکہ دار خواجہ عبداللہ جو تھے۔ اب ٹھیکہ اڑا کر خواجہ عبداللہ جو کہ سپرنٹنڈنٹ کسٹم مقرر کیا گیا۔ آمد و خرچ کے باقاعدہ حساب کے لئے اکوئنٹ کے محکمہ کی نگرانی نشی نظام الدین جیسے قابل اکوئنٹنٹ جنرل کے سپرد کی گئی۔ جو گورنمنٹ ہند کی معرفت لاہور سے منگوائے گئے تھے۔ وزارت کا دفتر اعلیٰ پیمانہ پر قائم ہوا۔ جس میں پندراں بیس کلرک اور منشی وغیرہ اہلکاروں کے علاوہ کئی اور ملازمین بھی تھے۔ غرض راجہ بلدیو سنگھ جی نے ملکی و مالی انتظامات کے لئے درجنوں قابل اور لائق ترین افسر اور اہلکار براہ راست سرکار انگریزی سے مستعار منگوائے۔

مفصلات میں سکول کھولے گئے۔ دہرم سال مہنڈر، باغ، پلندری میں شفاخانے قائم کئے گئے۔ انسانوں کے علاج معالجہ کے لئے تو شفاخانے موجود تھے۔ مگر مویشی جب بیمار ہوتے تھے۔ تو بے علاج اور بے دوا ہی مرتے تھے ان کے علاج کے لئے وٹرنری اسپتال

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

قائم کیا گیا۔ جنگلات کے محکمہ پر بھی یکے بعد دیگرے فارسٹ آفیسر پنجاب سے بلوا کر مقرر کیئے گئے۔ چونکہ راجہ صاحب بہادر کو شکار کا از حد شوق تھا اور وہ گورنمنٹ برطانیہ کے سچے خیر خواہ تھے اس لئے ان کے زمانہ میں یورپین اصحاب کی آمد و رفت کثرت سے پونچھ میں رہتی تھی۔ ان کی اور دیگر معزز سیاحوں کی خاطر تواضع کے لئے محکمہ مہمان نوازی علیحدہ بنایا گیا۔ یہاں تک کہ سری راجہ صاحب بہادر کی دعوت پر وقتاً فوقتاً لارڈ کچنر کمانڈر انچیف افواج ہند موجودہ مہاراجہ صاحب پٹیالہ، مرحوم نواب صاحب بہاولپور اور لارڈ منٹو گورنر جنرل و وائسرائے ہند سیر و شکار اور ملاقات کی غرض سے پونچھ کے علیاباد میں تشریف لائے۔ لارڈ منٹو کے ہمراہ درجنوں معزز یورپین اہلکار و لیڈیاں تھیں۔ علیاباد میں کیمپ لگایا گیا۔ ہزارہا روپے مہمانداری پر پانی کی طرح بہا دیئے گئے۔

چونکہ ہز ہائینس سر مہاراجہ پرتاپ سنگھ بہادر جی۔ سی۔ ایس۔ آئی کے ہاں کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ اس لئے ان کی استدعا پر بمنظوری گورنمنٹ برطانیہ راجہ بلدیو سنگھ جی کے فرزند دوم راجکمار جگت دیو سنگھ جی جب کہ ان کی عمر صرف ۲ سال کی تھی۔ مہاراجہ بہادر کے متبنیٰ قرار دیئے گئے۔ جس کا اعلان خود گورنر جنرل ہند لارڈ منٹو نے بمقام علیاباد فرمایا اور راجکمار صاحب جموں بھیج دیئے گئے۔ اس کے کچھ عرصہ کے بعد بہ سفارش گورنمنٹ ہند شہنشاہ ایڈورڈ ہفتم نے آپ کو کے۔ سی آئی۔ ای کا معزز خطاب فرمایا۔ سر راجہ صاحب کے پرائیویٹ عملہ میں بھی قابل ترین ہندو مسلم اہلکار تھے۔ آپ نے نہ صرف ریاست بلکہ پرائیویٹ جائیداد کی ترقی و انتظام کے لئے ہردوار، راولپنڈی، امرتسر، جموں لاہور وغیرہ جہاں جہاں کوٹھیاں اور راجہ صاحب کی دکانیں اور دیگر قسم کی جائیدادیں ہیں ایجنٹ مقرر فرمائے اور لاہور میں مسٹر پلوڈن کی عظیم الشان کوٹھی خرید کر لاکھوں روپے اس کی مرمت و توسیع پر خرچ کیئے۔ اور کئی ہزار روپیہ کا فرنیچر اور سامان آرائش منگوا کر کوٹھی کو سجایا۔ یہ کوٹھی لاہور کی تمام اعلیٰ و رفیع الشان کوٹھیوں میں اول نمبر ہے اس کا نام پونچھ ہاؤس رکھا گیا۔ راجہ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

صاحب کو تعمیر عمارات کا ازحد شوق تھا۔ چنانچہ پونچھ میں ان کی اپنی رہائش کوٹھی، ریزیڈنسی ہاؤس سٹیٹ انجینئر کا بنگلہ، چیف فارسٹ آفیسر ہاؤس، فیف جج کا بنگلہ، ریسٹ ہاؤس، چیف رونیو آفیسر کی کوٹھی وغیرہ درجنوں کوٹھیاں اور متعدد دفاتر کے بلند پایہ مکان لاکھوں روپے کی لاگت سے تیار ہو کر شہر کی زیب وزینت کا باعث ہوئے۔ اور رعایا میں بھی اچھے اچھے مکانات بنانے کا شوق پیدا کیا گیا۔ آج اسی شوق کے باعث پونچھ میں اچھے اچھے شاندار مکان بن چکے ہیں۔ سنہ ۱۹۱۴ء کے جنگ عظیم یورپ میں راجہ صاحب نے نہایت ہی دلچسپی لی۔ چونکہ وہ دلی طور پر گورنمنٹ برطانیہ کے خیر خواہ تھے۔ اس لئے آپ نے تمام رعایا کے معزز اشخاص کو گورنمنٹ کی خدمات کے لئے تیار کیا۔ اور اہلکاروں کو خاص خاص کام سپرد فرمائے۔ آپ کی عملی کوششوں ہی کا یہ نتیجہ تھا کہ ریاست پونچھ کی پونے چار لاکھ آبادی سے جس میں عورتیں، بچے، بوڑھے ناقابل کار سب شامل ہیں۔ ۱/۱۴ حصہ رعایا کا یعنی ۲۵ ہزار رنگروٹ بھرتی ہو کر گورنمنٹ انگلشیہ کی جنگی خدمات کے انصرام کو گئے۔ آپ نے علاوہ اس کے مندرجہ ذیل بیش قرار رقومات جنگ میں بطور امداد پیش کی ہیں۔

انڈین ریلیف فنڈ کے لئے	۴۹۶۲۷	روپیہ
موٹروں کی خرید کے لئے	۲۰۰۰۰	روپیہ
خرید پنجاب ایروپلین کیلئے	۲۰۰۰	روپیہ
رعایا سے امدادی روپیہ	۳۶۹۷۰	روپیہ
اپنے پاس سے قرضہ جنگ	۶۵۰۰۰۰	روپیہ
سامان جنگی کی خرید کیلئے	۴۰۰۰۰۰	روپیہ
اور ڈے فنڈ کے لئے	۲۱۰۰۰	روپیہ
انعامات جنگی کے لئے	۲۵۰۰۰	روپیہ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

مختلف موقعوں پر متفرق رقومات	۲۴۰۰۰۰	روپیہ
کل میزان	۱۴۴۴۵۹۷	روپے

ان خدمات کے صلہ میں آپ کو پلٹن ۱۲۵ کا میجر مقرر کیا گیا اور ۹ ضرب توپ کی سلامی کا اعزاز ملا۔

افسوس آپ کی عمر نے وفا نہ کی۔ آپ کو بمقام لاہور ذیابطیس کا نامراد مرض شروع ہوا۔ آپ چونکہ قوی الجثہ اور مضبوط تھے۔ اس لئے اس عارضہ کو کچھ وقعت نہ دی گئی۔ مگر اس بے پرواہی کا یہ نتیجہ ہوا کہ آپ کے پھیپھڑوں پر اس بیماری نے نہایت ہی برا اثر ڈالا۔ آپ پونچھ تشریف لائے۔ ویدک یونانی، ڈاکٹری، سنیاسی ہر قسم کے علاج ہوئے۔ کرنل ہیگو ڈائرکٹر جنرل شفا خانہ جات جموں وکشمیر اور مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان دہلوی پانچ پانچ سو روپیہ یومیہ فیس پر بلوائے گئے۔ مقامی سرکاری ڈاکٹر رائیصا صاحب ڈاکٹر رام گوپال ماتھر چیف میڈیکل آفیسر اور ڈاکٹر ٹھاکر بھگت سنگھ اسسٹنٹ سرجن امداداً ساتھ رہے۔ مگر کوئی افاقہ نہ ہوا۔ آخیر ۲۶ بھادوں ۱۹۷۵ب مطابق ۹ ستمبر ۱۹۱۸ء کو بعمر ۵۴ سال آپ کا انتقال ہو گیا۔ اس وقت یہاں مسٹر ایچ ڈی جی لا سپیشل اسسٹنٹ ریذیڈنٹ موجود تھے۔ آپ کی ارتھی (بوان) شاہی کروفر سے اُٹھائی گئی۔ خلائق کا اژدہام اور رعایا کے شور بین آپ کی ہر دلعزیزی پر گواہ تھے۔ چندن کی معطر چتا پر دریائے بتاڑ کے کنارے آپ کا سنسکار کیا گیا۔

میجر سر راجہ بلدیو سنگھ بہادر کے سی آئی ای نے سات شادیاں کیں سب سے پہلے ریاست سرمور (ناہن) سے اور دو ریاست بلاسپور سے ایک ڈولہ رکوال خاندان اور ایک بھڈ ال خاندان سے آیا۔ دو شادیاں دہامی میں کیں۔ آپ کے ہاں عرصہ تک کوئی نرینہ اولاد نہ ہوئی ۴۰ سال کی عمر میں رانی صاحبہ دہامی (خورد) کے بطن سے راجہ سکھدیو سنگھ جی، راجکمار جگت دیو سنگھ جی، راجکمار پدم دیو سنگھ جی اور راجکمار چتر دیو سنگھ جی پیدا ہوئے۔

میجر سر راجہ بلدیو سنگھ نہایت ہی وجیہہ، مضبوط بدن، متوسط القامت تھے۔ جسمانی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

بناوٹ اور منظّم دماغی قوتوں کے باعث آپ بے پرواہ، دلیر، شجاع بہادر صاحب الرائے، منتظم، صادق القول اور رعایا پرور اور فقیر دوست حکمران تھے۔ آپ کے حسن تدبر کی بدولت پونچھ کا یہ جنگلی خطہ صحیح معنوں میں ریاست کہلایا۔ آپ کی وفات پر موجودہ ہز ہائینس سر مہاراجہ ہری سنگھ بہادر ماتم پرسی کے لئے تشریف لائے۔ آپ کے عہد میں آپ ہی کی سفارش سے ایم بی ای کے خطاب خان بہادر منشی احمد الدین اور خان بہادر سردار محمد اشرف خان کو ملے۔ اور سردار محمد اکرم خان خواجہ عبداللہ جو سپرنٹنڈنٹ کسٹم لالہ رام گوپال چیف میڈیکل افسر، لالہ مکند لال جج، مہتہ گیان چند چیف جج، لالہ برکت رائے تحصیلدار اور سردار جودھ سنگھ وغیرہ اصحاب کو خان صاحب ورائے صاحب کے خطابات ملے۔ آپ کے عہد ۱۹۶۸ء میں انجمن اسلامیہ کی بنیاد پڑی۔ اسلامیہ سکول قائم ہوا۔ انجمن کو ۱۸۰۰ روپیہ سالانہ کی امداد دیتے رہے۔ آپ ہر سال انجمن اسلامیہ کے سالانہ جلسہ میں تشریف[1] لے جا کر بیش قرار چندہ عطا فرماتے۔ آپ کے عہد حکومت میں مندرجہ ذیل وزراء یکے بعد دیگرے گورنمنٹ ہند نے آپ کی استدعا پر یہاں مقرر کئے۔

(۱) خان بہادر شیخ رحیم بخش ایم اے رائے صاحب لالہ گنگا رام، رائے صاحب پنڈت راوہارمن، پنڈت جنار دھن جوشی، سردار بہادر بھگت سنگھ، بابو برج لعل، سر راجہ بلدیو سنگھ جی کی موت نے ریاست کی حالت بالکل بدل دی اور پونچھ پر ایک اداسی و سراسیمگی کی تیرہ و تار گھٹا چھا گئی۔ سچ کہا گیا۔ اُستاد داغؔ نے

گئیں وہ رونقیں سب داغ کے ساتھ
وہی دم تھا غنیمت وہ نہیں ہے

[1] شاید ۱۹۱۵ء کا ذکر ہے۔ انجمن اسلامیہ پونچھ کے ایک جلسہ میں (بہ ایام وزارت پنڈت جناردھن جوشی) راقم مولف بھی موجود تھا۔ سر راجہ بلدیو سنگھ اور وزیر جوشی اور دیگر معزز اہلکار بھی شریک جلسہ تھے۔ جب قرآن شریف کی تلاوت شروع ہوئی تو سر راجہ صاحب بہادر ادباً واحتراماً کھڑے ہوگئے۔۔۔۔۔۔ ادھر تمام امراء وزراء اور حاضرین نے ان کی پیروی کی اور جب تک قرآن مجید کی تلاوت ہوتی رہی۔ راجہ صاحب اور تمام حضاء جلسہ کھڑے رہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

لفٹننٹ سری راجہ سکھ دیو سنگھ بہادر عہد حکومت از ۱۹۷۷ء ب لغایت ۱۹۸۴ء ب

آپکی پیدائش ۱۹۵۸ء ب میں بمقام پونچھ ہوئی۔ روساء جاگیرداروں اور معزز اہلکاروں نے اپنے اپنے ہاں مبارک تقریب پر دعوتیں دیں۔ سرکار نے غربا اور مستحقین کے لئے ہزار ہا روپے خیرات کر دیئے۔ اہلکاروں کو انعامات اور خلعتیں تقسیم ہوئیں۔ سید علی اصغر شاہ افسر توشیخانہ کو علاوہ خلعت وانعام کے مبلغ سات ہزار چھ سو ساٹھ روپیہ معاف ہوا۔ راجکمار صاحب کی تربیت و تعلیم کے لئے لائق لیڈیاں، نرسیں اور قابل ٹیوٹر رکھے گئے۔ آپ کی زنار بندی کے موقعہ پر علاوہ کئی دیگر راجگان کے مہاراجہ سر پرتاپ سنگھ بہادر جی سی ایس آئی وائے جموں وکشمیر بھی تشریف لائے کئی دنوں تک یہ جشن رہا۔ کچھ عرصہ کے بعد آپ کو اجمیر کالج میں بغرض حصول تعلیم بھیجا گیا۔ ابھی تعلیم کے آخری منازل طے کرنے باقی تھے کہ راجہ سربلدیو سنگھ علیل ہو گئے۔ آپ یہ المناک خبر سن کر پونچھ چلے آئے مگر راجہ صاحب کی وفات پر رسومات مذہبی ختم کر کے آپ پھر کالج میں واپس چلے گئے۔ اور حصول علم میں مصروف رہے۔ آپ کی نابالغی اور طالب علمی کے زمانہ میں کاروبار حکومت مشورہ مسٹر جے ایچ انڈرسن سپیشل اسسٹنٹ ریذیڈنٹ پونچھ خان بہادر چوہدری محمد الدین وزیر پونچھ انجام دیتے رہے۔ بساکھ ۱۹۷۷ء ب میں آپ نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اور ایک بہت بڑا دربار اس تقریب سعید پر منعقد کیا۔ اور کئی دن ضیافتیں اور پارٹیاں ہوتی رہیں۔ ہزار ہا روپیہ انعام واکرام میں صرف ہوا۔ سید محمد امیر علی شاہ جعفری جاگیردار پسر سید علی اصغر شاہ کو علاوہ سند کے مبلغ پانچ ہزار نو سو پچانوے (۵۹۹۵) روپیہ معاف کیئے گئے۔ ۱۹۷۷ء ب میں آپ کی شادی اٹلیا کی راجکماری سے ہوئی۔ اور ڈولا علیا باد لایا گیا کئی لاکھ روپیہ اس شادی پر صرف ہوا۔ اس شادی میں مہاراجہ سر ہری سنگھ بہادر والئے جموں وکشمیر بھی شامل تھے۔ آپ نے بلاد یورپ کی سیر بھی کی۔ وہاں سے واپس آ کر آپ نے موتی محل بنیاد رکھی اور ۱۹۸۳ء ب میں اپنے چھوٹے بھائی راجکمار پدم دیو سنگھ کی شادی کی۔ یہ شادی خاندان پٹھانیہ میں موضع سلیالی تحصیل نور پور ضلع کانگڑہ سے ڈولا آ کر محلہ کام

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سر پونچھ میں ہوئی۔ برات اور شادی کے اخراجات میں تقریباً ایک لاکھ روپیہ صرف ہو گیا۔ ۲۰ اسوج ۱۹۸۴ب کو راجہ سکھدیو[1] سنگھ جی جبکہ آپ کو سیر لداخ و اسکردو وغیرہ سے واپس آئے ہوئے ابھی تھوڑا ہی عرصہ گذرا تھا بعارضہ نمونیہ علیل ہوئے ہر چند معالجہ ہوا مگر کچھ افاقہ نہ ہو سکا۔ آخر آپ عین عالم شباب میں بعمر ۲۶ سال لاولد انتقال کر گئے۔ راجہ سکھدیو سنگھ نہایت ہی خوبصورت خندہ رو نازک بدن اور فیاض حکمران تھے۔

پونچھ کے موجودہ فرمانروا سری راجہ جگت دیو سنگھ جی صاحب بہادر

آپ ۱۶ جنوری ۱۹۰۵ء کو بمقام لاہور پیدا ہوئے اس تقریب پر کئی دن تک پونچھ میں جشن رہا۔ ہزار ہا روپیہ مستحقین کو دان ہوا۔ سری راجہ صاحب بہادر نے ان کے لئے ٹیوٹر اور لائق لیڈیاں ملازم رکھیں۔ مگر جب دو سال کے بعد آ کر مہاراجہ سر پرتاپ سنگھ بہادر جی، ایس آئی، ای نے اپنی دلی خواہش سے بمنظوری گورنمنٹ ہند اپنا متبنیٰ بنایا۔ تو آپ کو پونچھ سے جموں لے آئے۔ مہاراجہ بہادر کو آپ کی ذات سے بڑی محبت تھی اور ایک لمحہ بھی آپ کو اپنے سامنے سے علیحدہ کرنا گوارا نہ کرتے تھے۔ آپ کی غور و پرداخت مثل فرزند حقیقی کے ہوتی رہی۔ اور آپ کی تعلیم و تربیت کے لائق ترین اُستاد اور ٹیوٹر ملازم رکھے گئے۔ سری مہارانی صاحبہ آپ سے ازحد پیار کرتی تھیں۔ راجکمار جگت دیو سنگھ جی جو مہاراجہ بہادر کا متبنیٰ ہونے کی وجہ سے مہاراجکمار کہلاتے تھے مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی کا نہایت ہی ادب و احترام کرتے اور آپ کی عقیدت و محبت کے باعث مہاراجہ بہادر کے دل میں بھی آپ کی وجاہت روز بروز زیادہ ہو رہی تھی۔ آپ کی موتراشی اور زنار بندی کے مراسم یکے بعد دیگرے نہایت ہی تزک

[1] راقم مولف کو اس وقت آپ سے بمقام کوہمری نیاز حاصل ہوا۔ جب آپ ولایت سے واپس تشریف لا کر چند روز کشمیر ہاؤس میں ٹھہرے تھے اور ایک وفد جو آپ کو خوش آمدید کہنے اور جلاوطنان پونچھ کے متعلق کچھ عرض کرنے کے لئے آپ کی خدمت میں باریاب ہوا تھا۔ راقم مولف بھی اس ڈپوٹیشن میں شامل تھا۔ یہ اگست ۱۹۴۳ء کا واقعہ ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

واحتشام سے ہوئے۔ ۱۹۷۹ء میں آپ کی شادی تلوک پورہ ضلع کانگڑہ کے بھڈال خاندان میں ہوئی اور ڈولا بمقام ستواری (جموں) لایا گیا۔ مہاراجہ پرتاپ سنگھ جی نے لاکھوں روپے اس مبارک تقریب پر صرف فرمائے۔ تمام برادری اور اہلکاروں اور ممبران خاندان شاہی کے علاوہ خود مہاراجہ بہادر بہ نفس نفیس برات کے ہمراہ تشریف لے گئے۔

۱۹۲۵ء میں بمقام سری نگر مہاراجہ بہادر وفات پا گئے۔ اور ان کی موت کے ساتھ ہی مہاراجکمار جی کے وہ تمام ارادے جو مہاراجہ بہادر کی حقیقی محبت کے باعث رونما ہونے والے تھے یک لخت پامال ہو گئے۔ ۱۹۸۱ء میں سری رانی صاحبہ بھڈال کے بطن سے ٹکہ شیورتن دیو سنگھ جی پیدا ہوئے۔ چونکہ شری راجکمار جگت دیو سنگھ جی اس وقت جموں میں تھے۔ اس لئے جموں اور پونچھ دونوں مقامات میں بڑی خوشی منائی گئی۔ یہ سب کچھ تھا۔ لیکن مہاراجہ بہادر کا سایہ سر سے اُٹھ جانے کے باعث آپ تردداتِ وتفکرات میں مبتلا رہتے تھے۔ یہ تفکرات ابھی کم نہ ہوئے تھے۔ کہ آپ کے برادر کلاں راجہ سکھدیو سنگھ جی والے پونچھ بھی آپ کو داغ مفارقت دے گئے۔ راجہ سکھدیو سنگھ کے ہاں اولاد نرینہ نہ تھی اس لئے حسب قاعدہ پونچھ کی حکومت اور گدی کے آپ ہی حقدار تھے۔ چنانچہ آپ پونچھ تشریف لائے اور رعایائے پونچھ نے اپنے نیک دل جدید حکمران کا نہایت اخلاص اور محبت سے خیر مقدم کیا جابجا شاندار دروازے بنائے۔ جوق در جوق لوگ استقبال کو گئے۔ رات کو شہر میں چراغاں ہوا۔ مسجدوں، مندروں اور متبرک مقامات پر ان کی درازیٔ عمر اور صحت وسلامتی کی دعائیں مانگی گئیں۔ آپ نے آتے ہی تمام کاموں کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور آتے ہی اپنی رعایا کے ہونہار نوجوانوں مثلاً ڈاکٹر رام سنگھ کو ڈاکٹری کی اعلیٰ ڈگری، ملک محمد حیات خان بی اے کو فارسٹ ٹریننگ اور مہتہ دولت رام کو انجینئری کی اعلیٰ تعلیم کے لئے ولایت بھیجا اور بیش قرار ظائف عطا کئے۔ علاوہ ازیں متعدد طلبا کو وظائف کثیر دے کر ملٹری، جنگلات، پولیس، ابریشم، ڈاکٹری، الکٹرک، کسٹم اور مال وغیرہ شعبہ جات کی آموزگی کے لئے بلاد ہندو پنجاب

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

میں روانہ کیا۔ ۴ ہاڑ ۱۹۸۶ء ب کو سری ٹکہ شیورتن دیو سنگھ جی کے مونڈن سنسکار نہایت دھوم دھام سے کر کے رعایا کو خرم وشاد کیا۔ اس مبارک تقریب کی یادگار میں آپ نے اپنی علم دوستی کے عملی ثبوت میں سری جگت دیولا ئبریری وریڈنگ روم کا اجرا وافتتاح فرمایا۔ یہ آپ کی علمی شفقت کا بہترین ثبوت ہے۔ موتی محل کی شاندار عمارت آٹھ نو لاکھ روپیہ کے خرچ سے مکمل ہو چکی تھی۔ تکمیل عمارت کے بعد آپ موتی محل میں تشریف لے آئے۔ آپ کے چھوٹے بھائی سری راجکمار پدم دیو سنگھ جی کی رانی صاحبہ فوت ہو چکی تھیں۔ اس لئے ان کی دوسری شادی ریاست کوٹا (راجپوتانہ) میں قرار پائی۔ برات یہاں سے کوٹا پہنچی۔ برات کے اخراجات پر علاوہ پرچات وزیورات کے تقریباً ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی بیش قرار رقم خرچ ہوئی۔

اسی سال جموں وکشمیر میں رعایا کی سیاسی بیداری سے ایک ہنگامہ پیدا ہو گیا جس کا اثر دو تین سال تک رہا اور گو پونچھ بھی اِن ہنگاموں سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکا لیکن آپ کی رعایا پروری وچشم پوشی کی محمودہ صفات نے نائرہ فساد وآتش عناد کو زیادہ مشتعل نہ ہونے دیا۔ آپ نے معزز مقتدر مُسلم روسا پونچھ کے وظائف مقرر فرمائے۔ اور ۳۴ شکار گاہیں جن کا رقبہ کئی ہزار ایکڑ ہے۔ رعایا کی آبادی کے لئے واگذار فرمائیں۔ انجمن اسلامیہ کی تین سو روپیہ ماہوار امداد کو پانچ سو روپیہ ماہوا تک کرایا۔ اور سکول کے لئے متعدد کمرے بنوا کر دیئے۔ انجمن کو مزید ایک ہزار روپیہ نقد دینے کا وعدہ فرمانے کے علاوہ شہتیر یاں اور ۲۷ درخت امام باڑہ اور مسجد کی تعمیر کے لئے دینے کا حکم صادر فرمایا۔ غرض آپ قریباً ہر مذہب وملت کے سالانہ جلسہ میں تشریف لے جا کر فراخ دلی سے چندہ عنایت فرماتے ہیں۔ آریہ سماج سری گوروسنگھ سبھا، ہندو مہاسبھا وغیرہ تمام ہندو و مُسلم انجمنیں آپ کی مالی امداد کے باعث ترقی کر رہی ہیں۔

سری مہاراجکمار کرن سنگھ بہادر جموں وکشمیر کی تولید پر آپ نے پونچھ میں بھی کئی روز جشن کیا اور مبارک باد کے لئے خود بھی جموں تشریف لے گئے۔ آپ کے زریں عہد میں پونچھ بجلی[1] کی روشنی سے بقعہ نور بن گیا ہے۔ پچھلے سال پرنچھ میں موٹر روڈ تیار کرا کر اِس خط کی رعایا پر

[1] اس محکمہ اور مشینوں پر قریباً ایک لاکھ روپیہ خرچ آیا ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

عظیم الشان احسان فرمایا۔ اب پونچھ میں نہ صرف کالج کھولنے کی سکیم ہی زیر غور ہے بلکہ پانی کانل لگوانے کے کاغذات بھی پیش نظر ہیں۔ اور پونچھ میں سڑکوں کا جال بچھائے جانے کی تجویزیں بھی ہو رہی ہیں۔ اس سڑک پونچھ سے علیا باد جائیگی جو پونچھ کو اوڑی موٹر روڈ سے ملحق کریگی۔ دوسری موٹر سڑک پونچھ سے دہرم سال مہنڈر کو بنائی جانے والی ہے۔ تیسری پونچھ سے راولہ کوٹ و علاقہ باغ کو ملحق کریگی۔ چوتھی پونچھ سے منڈی تک بنائی جائیگی۔ اغلب ہے کہ اِس سڑک کی دوسری شاخ سوہرن بھی جائے۔ تمام علاقہ موٹر کی سڑکوں کے باعث مسافروں کے لئے نہایت آرام کا موجب ہوگا۔

اب تک مندرجہ ذیل وزراء آپ کے عہد حکومت میں وزارت کی خدمات انجام دے چکے ہیں۔ لالہ سکھدیال ساہنی، پنڈت رام رتن ایم، اے۔ خان بہادر میر، سید حسین شاہ اور اِس وقت وزیر فیروز چند صاحب بی۔ اے کشتواڑ کے نامور وزیر خاندان کے با اقبال نوجوان وزیر پونچھ کے عہدہ پر تعینات ہیں۔

سری رانی صاحبہ تلوک پورہ بھی ایک نیک اور رعایا پرور خاتون ہیں۔ آپ نے ایک زمانہ دربار کا عظیم الشان کمرہ تعمیر کرایا ہے۔ اور زنانہ تفریح گاہ کے لیے آپ نے باغ خوبانی میں ایک زنانہ پارک بھی بنوادی ہے۔

سری راجہ جگت دیو سنگھ جی ہرم کے پابند، خوش اخلاق، ملنسار، سلیم الطبع، فقیر دوست حکمران ہیں۔ آپ کا کریکٹر بالکل صاف اور بے داغ ہے۔ آپ کوئی ایسی چیز استعمال نہیں کرتے جو دہرم کے احکام کے منافی اور اخلاق اور طبی اصول کے خلاف ہو۔ دُعا ہے کہ خُداوند کریم آپ کے نیک ارادوں میں آپ کا حامی و مددگار ہو۔ اور آپ حقیقی معنوں میں اپنی قریباً چار لاکھ رعایا کے شفیق باپ ثابت ہوتے ہیں۔ اور رعایا بھی آپ کے عہد میں ہمیشہ ترقی و خوشحالی کی شاہرہ پر گامزن رہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سری راجکمار میجر پدم دیو سنگھ جی

آپ میجر سر راجہ بلدیو سنگھ کے، سی، آئی، ای والے پونچھ (آنجہانی) کے تیسرے صاحبزادے ہیں۔ ماہ بھادوں ۱۹۶۵ب میں جنم اشمٹی کے دن پیدا ہوئے اور گیارہ سال کی عمر میں ۱۹۷۶ب میں میو کالج اجمیر میں تعلیم کے لئے بھیجے گئے۔

ایک سال کے بعد ایک جماعت میں آپ کو زائد ترقی دی گئی۔ اجمیر سے دو سال کے بعد بوجہ خرابی صحت واپس پونچھ آ گئے۔ اور ایک سال تک پونچھ ہی میں رہے۔ بعد ازاں لاہور چفیس کالج میں داخل ہوئے ابھی تعلیم کا سلسلہ جاری ہی تھا کہ ۱۹۲۵ء میں بعہد راجہ سکھدیو سنگھ جی ضلع کانگڑہ کے پٹھانیہ راجپوتوں کے ایک معزز گھرانہ میں آپ کی شادی ہو گئی۔ دوسرے سال یعنی ۱۹۲۶ء میں آپ نے چفیس کالج لاہور سے ڈپلومہ کے علاوہ حساب اور سائنس کے مضامین میں ایک خاص تمغہ حاصل کیا۔

۱۹۸۳ء میں دربار کشمیر کے حکم کے مطابق سٹیلمنٹ ٹریننگ کے لیے بمقام اوڑی (کشمیر) بھیجے گئے۔ جہاں ۹ ماہ کی ٹریننگ کے بعد سٹیلمنٹ کمشنر کی طرف سے آپ نے اعلیٰ سٹیفکیٹ حاصل کیا۔ ۱۹۸۴ب تک آپ پونچھ میں رہے اسی سال آپ کے برادر کالاں راجہ سکھدیو سنگھ جی والئے پونچھ دسہرہ کے روز اسوج کے مہینہ میں انتقال کر گئے۔ اُن کے تمام رسوم آپ ہی نے ادا کیں۔ اُس زمانہ میں رائے بہادر جرنیل جنک سنگھ سی، آئی۔ ای دربار کشمیر کی طرف سے پونچھ میں بطور ایڈوائزر کام کر رہے تھے۔

۱۹۸۵ب میں آپ ہز ہائینس مہاراجہ سر ہری سنگھ بہادر کے حکم سے ملٹری ٹریننگ کے لیے کھندرُو گئے اور وہاں تقریباً ڈیڑھ سال (۱۹۸۷ب) تک رہے۔ چونکہ آپ کی پہلی رانی صاحبہ کا انتقال ہو چکا تھا اِس لئے ۱۹۸۷ب میں جب کہ آپ سرینگر میں ہی تھے آپ کی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سگائی راجپوتانہ کی ریاست کوٹاہ کناری ٹھوکانہ میں ہوگئی۔ سگائی کی جس قدر رسوم تھیں اُن کے تمام اخراجات مہاراجہ سرہری سنگھ بہادر نے جیب خاص سے عطا کیئے۔ دوسرے سال یعنی ۱۹۸۸ء ب میں آپ کی برات نہایت دھوم دھام کے ساتھ کوٹاہ گئی۔ جس کے تمام اخراجات جو ڈیڑھ لاکھ روپیہ تک بیان کیئے جاتے ہیں۔ آپ کے برادر کلاں سری راجہ جگت دیو سنگھ جی والئے پونچھ نے اپنی حکومت کی طرف ادا کیئے۔

برات کی واپسی پر بمقام لاہور سری راجہ صاحب بہادر نے اپنی عالیشان کوٹھی بنام پونچھ ہاؤس میں روسا و شرفائے لاہور کو عظیم الشان دعوت دی جس میں ہندو مُسلمان سکھ اور انگریز کثیر تعداد میں شامل تھے۔

اِسی سال کی ماہ ہاڑ میں آپ کو ہز ہائی نس مہاراجہ بہادر نے اودھمپور قلمرو جموں میں وزیر وزارت (ڈپٹی کمشنر) مقرر فرمایا۔ جہاں آپ دو سال تک تعینات رہے ۱۹۹۰ء ب اور ۱۹۹۱ء ب میں آپ ریونیو ڈیپارٹمنٹ (محکمہ مالیات) کی ہائی ٹریننگ (اعلیٰ تعلیم) کے لیے سرینگر میں رہے اِس کے بعد جموں میں وزیر وزارت مقرر ہوئے۔ اور اب تک وہیں ہیں اور اپنے مفوضہ فرائض کو قابلیت و تدبّر کے ساتھ انجام دے رہے ہیں۔ ۲۲/ اسوج ۱۹۹۰ء ب کو آپ کے ہاں پہلا فرزند نرینہ پیدا ہوا۔

سری راجکمار چتر دیو سنگھ جی

آپ ۵/ کارتک ۱۹۷۳ء ب کو پیدا ہوئے۔ نو سال کی عمر تھی کہ آپ ۱۹۲۵ء میں چیفس کالج لاہور میں داخل ہوئے۔ ۱۹۳۵ء میں ڈپلومہ پاس کیا۔ اور اِس کامیابی کے ساتھ کہ ہندوستان کے تمام چیفس کالجوں کے طالب علموں سے پانچویں نمبر پر اور پنجاب بھر میں سب سے اول رہے۔ حال ہی میں آپ کو اس عظیم الشان کامیابی پر دو تمغے ملنے کی اطلاع موصول ہوئی ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

دوران تعلیم میں عام طور پر ہر کلاس میں اول نمبر رہتے آئے ہیں۔ تیز فہم ذہین، ملنسار، خوش خلق اور ہونہار ہیں۔

چودھری چتر سنگھ سابق گورنر صوبہ جموں حال ممبر[1] اسمبلی گورنمنٹ جموں وکشمیر جو مہارانی صاحبہ چاہڑک (آف مہاراجہ سر پرتاپ سنگھ آنجہانی) کے حقیقی بھائی ہیں کی صاحبزادی سے آپ کی منگنی ہوچکی ہے اور عنقریب شادی ہونے والی ہے۔[2]

آپ کی تعلیم وتربیت اور شادی وغیرہ کا شاہانہ اہتمام آپ کے برادر بزرگ سری راجہ جگت دیوسنگھ جی حکمران پونچھ کی سرپرستی میں ہورہا ہے۔ آپ بھی سری راجہ صاحب کے بےحد ادب واحترام کرتے اور اُن کو اپنا شفیق بھائی اور مہربان باپ تصور فرماتے ہیں۔

آپ کے ٹیوٹر وسکرٹری ۱۹۲۹ء سے ماسٹر جگت رام بی۔ اے ہیں جن کو پونچھ کا بادشاہ ہونے کی وجہ سے پونچھ سے حکمران خاندان اور آپکی ذات سے عقیدت مندی ووفاداری کا خاص تعلق ہے۔ راجکمار صاحب کی تعلیمی ترقیوں میں اُن کی اپنی ذہانت وذکاوت کے علاوہ ماسٹر صاحب کی شبانہ روز کوششوں کو بھی بڑا دخل ہے۔

[1] چودھری چتر سنگھ مارچ ۱۹۳۶ء کے آخری ایام میں وفات پاگئے [2] تاریخ شادی ۸ جیٹھ ۱۹۹۳ء۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

باب دوم

سادات

قرآن اور حدیث کی رُو سے سید کے معنے اور سید ہندوستان میں کب آئے

سید ایک لقب ہے جس کے کئی بزرگ ترین معانی ہیں۔ اور سب معانی میں سردار کا لفظ سب سے زیادہ مشہور و مقبول ہے۔

القریش امرتسر نے جو قریشیان ہند کا ایک مشہور رسالہ ہے۔ ستمبر ۱۹۲۴ء کی اشاعت میں سیادت قریش پر ایک مضمون لکھا ہے جس میں سید کے لقب کے مختلف معانی پر بحث کی گئی ہے اور لسان العرب صحاح ستہ فتاویٰ شامی و طبری اور قرآن و حدیث میں جہاں جہاں یہ لفظ آیا ہے۔ اُس کے معانی و مطالب بیان کئے ہیں۔

بارہویں سپارہ میں سورہ یوسف میں جہاں یہ ذکر ہے کہ زلیخا نے یوسف کے کُرتہ کو پیچھے سے پھاڑ دیا۔ وہاں مذکور ہے ''والفینا سیدہا لدا الباب'' اُس کے خاوند کو دروازہ کے نزدیک پایا۔ یہاں سید کے معانی شوہر کے ہیں دوسری جگہ قرآن مجید میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کی بابت ارشاد ہے۔ ''سیداً و حصوراً'' یہاں سید کے معانی مقام اور بزرگ کے ہیں کیونکہ آپ عفت اور پرہیز گاری میں سب سے مقدم اور بزرگ تھے۔

حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہؓ سے ایک بی بی نے خضاب کے متعلق مسئلہ دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا کان سیدی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلیم یکرہ۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

یہاں سیّد کے معانی شوہر کے ہیں، یعنی میرے شوہر رسول خدا اُس کو اچھا نہیں سمجھتے تھے۔

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلعم کو کسی نے سید القریش کا آپ نے فرمایا السیدھو اللہ یعنی سید اصل میں اللہ تعالیٰ جل جالہ ہے اس نے پھر عرض کہا کہ حضور اقدس چونکہ قریش میں سے افضل و اعظم ہیں۔ اس لیے سیّد ہیں، فرمایا مجھ کو رسول اللہ کہو کیونکہ خُدا نے مجھے یہی خطاب دیا ہے۔ اِس طرح مجھے سیّد نہ کہو جس طرح اپنے رئیسوں کو کہتے ہو۔[1]

ایک اور حدیث ہے کہ ایک شخص نے حضور سرور عالم صلعم سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ سیّد کون ہے۔ آپ نے ارشاد فرمایا سیّد حضرت یوسف بن حضرت یعقوب بن حضرت اسحاق بن حضرت ابراہم علیہ السلام ہیں۔ کیونکہ آپ کریم ابن کریم ابن کریم تھے۔ اُس نے پھر عرض کیا کہ آپ کی اُمت میں سیّد کون ہے۔ آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس کو مال و دولت عطا فرمائے اور وہ سخاوت کرے اور خُدا کا شکر گذار ہو وہ سیّد ہے۔ یہاں سیّد کے معانی سخی اور کریم کے ہیں۔

اسی طرح ارشاد نبویؐ ہے ان ثنیتہ من الضان خیرٌ من سیّد من المعز۔ یعنی دوسال بھیڑ بوڑے بکرے سیّد سے بہتر ہے یہاں سیّد کے معانی بزرگ یا بڑی عمر کے ہیں۔

آنحضرت صلعم نے حضرت امام حسنؓ و امام حسینؓ کو سیّد اشباب اہل الجنتہ الحسن وَ الحسین حضرت عباس و حضرت علی کو سیّد العرب۔ حضرت خدیجہ و حضرت فاطمہؓ کو سیّدۃ النسا اہل الجنتہ ارشاد فرمایا ہے۔

اسی طرح جمعہ کے متعلق ہے سید الایام یوم الجمعہ سیّد الطعام اللحم سیّد القوم خادمھم۔ یہاں سیّد کے معانی فاضل و افضل اور سردار کے ہیں۔

سان العرب میں سیادت و شرافت کو مترادف المعانی الفاظ لکھا ہے یعنی سرداری و

---

[1] اسی رسالہ میں اس حدیث کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ابو منصور نے اس کی تفسیر میں سعید کے معانی رب اور مالک کے بتائے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

بزرگی۔

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ سیّد کا اطلاق عربی زبان میں حسب ذیل معانی پر ہوتا ہے۔ جناب باری عزاسمہ کو سید کہتے ہیں۔ نیز مالک شریف۔ فاضل، کریم، رئیس، مقدم اور شوہر کو آنحضرت صلعم اور اُن کے چچا حضرت ابوطالب اور حضرت عباس بن عبدالمطلب قریش ہی کہلاتے تھے۔ سیّد کا لفظ اِس زمانہ میں بطور قبیلہ یا قوم یا ذات اور گوت استعمال نہ ہوتا تھا۔ بلکہ صرف انہی معانی میں جن کا ذکر سطور سابقہ میں کیا جا چکا ہے۔ حضرت فاطمہ حضور سرور دو عالم کی صاحبزادی اور حضرت حسنین آپ کے نواسے تھے۔ اور یہ سب آپ کے اہل بیت، ذوی القربیٰ اور ذُریت کہلاتے تھے اور اس لحاظ سے کہ آنحضرتؐ سید القریش بلکہ سید الاولین والآخرین تھے۔ اور حسنین جوانان بہشت کے سردار یا سیّد حسنینؓ کی اولاد سادات کے لقب سے ملقب ہوگئی۔ تیرہ سو سال سے نبو فاطمہ سیّد کہا رہے ہیں۔ اور چونکہ ہندوستان اور دیگر اسلامی ممالک میں سیّد اب ایک قوم مقرر کر لی گئی ہے۔ اس لئے جب تک یہ دُنیا قائم ہے یہ اسی لقب سے ممتاز رہیں گے۔

قریش عبد مناف[۱] کے بعد دو قبیلوں پر منقسم ہو گئے تھے۔ ایک بنوامیہ اور دوسرے بنی ہاشم ہمارے رسول کریمؐ کے وجود مبارک نے بنی ہاشم کا پلّہ بھاری کر دیا۔ لیکن خلیفہ ثالث حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ میں جو بنی اُمیہ کی شاخ سے تھے بہت سے مُلکی و مالی عہد سے بنی اُمیہ والوں کے پاس چلے جانے کی وجہ سے اُن کی طاقت اس قدر بڑھ گئی تھی کہ چوتھے خلیفہ حضرت علی کرم اللہ وجہ کے عہد میں امیر معاویہ کی زبردست طاقت سے ہر وقت ہاشمی اور اموی طاقتوں کے باہمی تصادم کا اندیشہ رہتا تھا۔

آخر وہ خونی واقعہ پیش آیا جسے معرکہ کربلا کہتے ہیں۔ اور جس کے بعد بنوامیہ مستقل

---

[۱] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی پانچویں پشت میں تھے۔ اس طرح آنحضرت صلعم بن عبداللہ بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

بادشاہ ہو گئے۔ اور بنو ہاشم جہاں اُن کو کہیں پناہ ملی چلے گئے۔ چنانچہ گرویز، مشہد، بخارا۔ گیلان سبزوار، اندراب، شیزاز وغیرہ مقامات پر جو لوگ گئے وہ وہیں کے ہو گئے۔ اور جب ان ممالک سے باہر نکلے تو گرویز کے رہنے والے گرویزی، مشہد کے مشہدی، بخارا کے بخاری کہلائے۔ پنجاب، سرحد، یوپی، بنگال، دکن وغیرہ ہندوستانی ممالک کے علاوہ سادات کی بہت بڑی تعداد کشمیر اور پونچھ میں بھی آئی۔ کشمیر کے سادات کا حال "تاریخ اقوام کشمیر" میں لکھا جا چکا ہے۔ جو سادات پونچھ اور ملحقات پونچھ میں آباد ہیں۔ ہم اُن کے تھوڑے تھوڑے حالات یہاں درج کرتے ہیں۔

سادات قادریہ گیلانیہ خانقاہیہ

پونچھ میں اِس خاندان کے بانی حضرت سیّد شاہ عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ ہیں جو اِس خاندان کے شجرہ کے مطابق امیر المومنین مظہر العجائب داخرائب شہنشاہ فقر و ثنا اسداللہ الغالب حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی اٹھائیسویں پشت میں تھے۔ آپ نے عالمگیر شاہ عالم بہادر شاہ اول فرخ سیر اور محمد شاہ چار بادشاہوں کا زمانہ دیکھا ہے۔ اپنے عہد کے شیخ المشائخ تھے۔ اور ان کا وطن دہلی تھا جہاں نہ صرف اُمراء و وزرا اور شاہان وقت کی وجہ سے رونق رہتی تھی۔ بلکہ صوفیائے کرام اور علمائے عظام بھی اپنے روحانی تصرف سے مُسلمانوں کے قلوب پر حکومت کر رہے تھے۔ سیّد شاہ عبدالقادرؒ کا زہد و تقویٰ نہ صرف مُسلمانوں پر بلکہ غیر مُسلم قوموں پر بھی اپنا نہ مٹنے والا اثر پیدا کر رہا تھا۔ لیکن طبیعت مبدائے فیض نے کچھ ایسی بنائی تھی کہ آپ کو سیر و سیاحت کا زیادہ شوق تھا۔ مظہر قدرت کے انور رنگ برنگ کے لوگوں مختلف شہروں، جنگلوں، گلزاروں اور کوہستاں میں چل پھر کر دیکھنے کے زیادہ عادی تھے۔ یہی شوق اِن کو کشاں کشاں دامن کشمیر جنت نظیر کے اس کوہستانی علاقہ پونچھ میں لے آیا۔ اُس زمانہ میں محمد شاہ غازی ہندوستان کا بادشاہ تھا۔ اور کشمیر کی نظامت میر خاں صوبہ کشمیر کے قبضہ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

میں تھی خط پونچھ اُن ایام میں قصبہ یا پرگنہ کہلاتا تھا۔ امیر خاں کا عہد حکومت کشمیر میں سات سال چھ ماہ ۱۱۴۱ھ لغایت ۱۱۴۸ھ تک رہا ہے۔ اور حضرت سیّد شاہ عبدالقادرؒ بھی ان ہی ایام میں پونچھ تشریف لائے تھے۔ آپ نے اُسی جگہ قیام کیا جو آج کل محلہ خانقاہ کے نام سے موسوم ہے۔ آپ کے ہمراہ آپ کے والدہ مکرمہ اور اہلیہ محترمہ بھی تھیں۔ آپ کے والدہ مکرمہ جو ضعیف العمر تھیں۔ جب چند روزہ بیماری کے بعد اس سرائے فانی سے عالم بقا کو تشریف لے گئیں تو آپ نے پونچھ ہی کو اپنا وطن و مسکن بنا لیا۔ آپ کے والدہ مکرمہ کے مدفن و مزارِ مبارک کی وجہ سے اِس محلّہ کا نام محلّہ خانقا مشہور ہو گیا۔ آپ نے اپنی والدہ مکرمہ کے مزار کے ساتھ ہی ایک پختہ مسجد شریف تعمیر فرمائی جو اب تک موجود ہے۔ اِس محلّہ کو پُرانی پونچھ بھی کہتے ہیں۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس زمانہ میں آبادی کا رُخ اسی محلّہ کی طرف تھا محمد شاہ غازی نے آپ کو پونچھ ہی میں کچھ جاگیر بھی عطا کی جس میں دوسرے بادشوہوں کے زمانہ میں وقتاً فوقتاً اضافہ ہوتا رہا۔ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ سے تھے۔ اور اسی سلسلہ میں لوگوں سے بعیت لیتے تھے۔ آپ اپنی وفات کے بعد اپنی تعمیر کردہ مسجد شریف کے بالمقابل دفن کئے گئے۔ آپ کی وفات پر اُس وقت جو ماتمی نظمیں لکھی گئیں اُن میں سے چند اشعار درج ذیل ہیں۔

عبدِ قادر کہ مردِ ربانی — بُود اولادِ شاہ جیلانی
صوفی وصادق وفقیر وامیر — سالک و رہنما و ہادی و پیر
برسرش تاج قادری زیبا — زیں جہاں فناہ گشت جُدا

آپ کے فرزند سید شاہ محمد ابراہیم آپ کے جانشین تھے۔ جن کے نام پر جاگیر کا سب سے پہلا ارشاد ۱۱۵۲ھ میں ہوا۔ آپ کے ارادتمندوں کی وسعت پونچھ کے علاوہ اضلاع ریاسی، میر پور اور کشمیر وغیرہ تک پہنچ چکی تھی۔ راجہ رستم خاں جس کے سجع کا یہ مشہور شعر ہے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہست تاج راجگی برفرق نام سرمدی

راجہ رستم خاں شدم از زورِ دین احمدی

اب تک زبان زد خاص و عام ہے آپ کا بڑا احترام کیا کرتا تھا۔

آپ کو تبلیغ اسلام کا بڑا شوق تھا مگر افسوس کہ آپ کی عمر نے زیادہ وفا نہ کی۔ آپ کے فرزند سید شاہ شمس الدین قادری آپ کے جانشین ہوئے۔ اِس زمانہ (۱۱۷۷ھ) مطابق (۱۷۶۴ء) میں بھی راجہ رستم خاں ہی پونچھ کا فرمانروا تھا۔ البتہ کشمیر کی حکومت اب مُغل خاندان کی بجائے افغانوں کے دُرانی خاندان کے قصبہ میں تھی۔ اور کشمیر میں افغان حکومت کی طرف سے نورالدین خاں بمزئی گورنر تھا۔ راجہ رستم خاں نے سید شاہ شمس الدین کی سابقہ جاگیر میں کچھ اور اضافہ بھی کیا۔ احمد شاہ ابدالی کو جس کا پرچم پنجاب و کابل اور کشمیر تک لہرا رہا تھا۔ جب آپ کے تقدس اور زُہد و ورع کی اطلاع پہنچی تو اُس نے نہ صرف آپ کی پونچھ ہی کی جاگیرات کو بحال و برقرار رکھا بلکہ ۱۱۷۹ء میں اپنے گورنر میر نورالدین خاں بہادر بامزئی مصلح الدولہ گورنر کشمیر کی معرفت کشمیر کے پرگنہ بیرو میں ہشت ہزار دام کی جاگیر جس کی آمدنی جنس کی صورت میں اُس وقت یک صد خروار شالی تھی ایک موضع بنام بنگ عطا فرمایا۔

آپ کی وفات کے بعد سید شاہ تاج الدین قادری آپ کے فرزند و جانشین کو علاوہ سابقہ جاگیرات کے ۱۱۸۷ھ و ۱۱۹۷ھ کے ارشادات کے مطابق مزید چند مواضعات جاگیر عطا ہوئیں۔ راجہ خان بہادر خاں خلف راجہ رستم خاں فرماں روائے پونچھ نے ۱۲۰۷ھ و ۱۲۱۶ھ کے ارشادات کے مطابق آپ کی سابقہ جاگیرات کے علاوہ کچھ اور اضافہ بھی کیا۔ راجہ خان بہادر خان کو مسند حکومت پر بیٹھے ابھی کچھ زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ دیواجل نے اس کی تباہی و موت کے سامان پیدا کر دیئے۔ اس زمانہ میں زمان شاہ درانی کابل و کشمیر کا بادشاہ تھا۔ اور اِس کی طرف سے عبداللہ خان الکزئی کشمیر میں حکومت کر رہا تھا ۱۲۱۶ھ میں عبداللہ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

خاں صوبہ کشمیر نے راجہ خان بہادر خان کو کسی بہانہ سے کشمیر بلوایا اور وہاں زہر دلوا کر مروا ڈالا۔ راجہ خان بہادر خان کا یہ سجع تھا ضیائے راجہ رستم ؟ خان بہاد۔ خان بہادر کے وزیر کا نام رُوح اللہ خاں تھا۔ ناظم کشمیر کی مدد سے اُس کا بیٹا امیر خاں پونچھ کا راجہ تسلیم کیا گیا جس نے اپنے سجع میں یہ مصرع کندہ کرایا۔ ؎ امیرم کردہ شرمم نگہدار۔

اِس نے بھی ۱۲۲۱ھ کے ارشاد کے مُطابق راجگان سلف کی طرح آپ کے تمام اعزاز اور آپ کے تمام جاگیرات کو بحال و برقرار رکھا۔ اُسی زمانہ میں آپ چند ماہ کے لئے کوٹلی ضلع میر پور تشریف لے گئے۔ چنانچہ اُن ہی ایام سے آپ کے خاندان کے بعض ممبر کوٹلی میں مقیم ہیں۔ جن کو اہالیان کوٹلی کی طرف ایک مختصر سی معافی بھی ملی ہوئی ہے۔ پیر سید شاہ تاج الدین نہایت اعلیٰ خوش نویس اور بڑے عالم تھے۔ آپ کے کتب خانہ میں آپ کے ہاتھ کی لکھی ہوئی کئی کتابیں تھیں۔ آپ کا حسن اخلاق، حسن عملی اور عمل صالح ایسے تھے کہ جو لوگ بھی آپ کی خدمت میں روحانی فیض حاصل کرنے کے لیے دور دراز سے آتے تھے وہ آپ کی بابرکت صحبت اور آپ کی پاک تعلیم اور اسلام کے زریں اصولوں سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکتے تھے۔

آپ کی وفات پر پونچھ کے علاوہ اکثر مقامات پر آپ کے عقیدتمندوں میں عالمگیر ماتم منایا گیا ہے۔ اور ماتمی نظمیں لکھی گئیں۔ جن میں سے ایک نظم کے چند اشعار درج ذیل ہیں ؎

گلبن گلزار حیدر سیّد آں تاج دیں
فقر و فخری قادری رابو و بہر بایقیں
عالم و دیں دار و حافظ قاری قرآں بود
از فنا دار البقاء روز جمعہ رحلت نمود

آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند سیّد شاہ سراج الدین آپ کے جانشین

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہوئے۔ اِس زمانہ میں نہ پونچھ میں کوئی مُسلمان راجہ تھا نہ کشمیر میں کسی اسلامی حکومت کا وجود تھا۔ بلکہ پونچھ اور کشمیر کی تاریخ مہاراجہ رنجیت سنگھ کی فتح کشمیر ۱۸۱۹ء کے ساتھ اپنا ورق الٹ چکی تھی۔ کشمیر میں سردار ہری سنگھ ٹلوہ سکھ گورنر اور پونچھ میں سکھ حکومت کی طرف سے دھنپت رائے اپنا سکہ بٹھا رہا تھا۔ ۱۸۷۸ب مطابق ۱۸۲۰ء میں دھنپت رائے اور ۱۸۷۹ب میں بھائی حکماں سنگھ نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے حکم سے سیّد شاہ سراج الدین کو جاگیر و معافی کی سندات عطا کیں۔ ۱۸۷۹ب میں خود مہاراجہ نے ایک ارشاد کے ذریعہ اُن معافیات کی تصدیق کی۔ ۱۸۹۰ب میں راجہ راجایان راجہ دھیان سنگھ عرف راجہ کلاں نے کہ تمام سلطنت پنجاب، و ملحقات کا دار مدار اُن کی واحد ذات سے وابستہ تھا۔ دیوان کشن گوپال حاکم پونچھ کے نام آپ کی جاگیر و معافی کی بحالی کا حکم لکھا۔ اِس کے بعد مہاراجہ گلاب سنگھ جی نے بدستور قدیم برائے دوم بحالی جاگیر دہرم ارتھ کی نسبت ارشاد صادر فرمایا۔

۱۹۰۳ب میں دیوان کرم چند کو جو خاندان ڈوگرہ کی طرف سے پونچھ میں بطور مختار کل حکمران تھا۔ بعض لوگوں نے تکلیف دینی شروع کی۔ آپ نے دیوان مذکور کی امداد طلبی پر امن قائم کرنے میں اُسے مدد دی۔

آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند پیر سیّد فقیر شاہ آپ کے جانشین ہوئے۔ اُس زمانہ میں راجہ جواہر سنگھ برادر راجہ موتی سنگھ (خلف راجہ راجایان راجہ دھیان سنگھ) کا پونچھ میں دور دورہ تھا۔ اُن کا صدر مقام کوٹلی تھا۔ ۱۹۰۸ء میں راجہ جواہر سنگھ نے آپ کو معافی جاگیر دھرم ارتھ کی سند عطا کی۔ اِس زمانہ میں چوہدری عالم پونچھ میں ڈوگرہ خاندان کی طرف سے مختار کار تھے۔ ۱۹۱۹ء، ۱۹۲۶ء، ۱۹۲۸، ۱۹۲۹ء میں راجہ موتی سنگھ نے اپنے زمانہ میں اپنے ارشادات کے ذریعہ آپ کی جاگیرات دھرم ارتھ کی معافی کی سندات عطا کیں۔

آپ کی وفات کے بعد جو راجہ موتی سنگھ کے زمانہ میں ہوئی۔ آپ کے فرزند پیر سیّد شہاب الدین جانشین ہوئے۔ راجہ موتی سنگھ نے ۱۹۳۰ب، ۱۹۳۸ب، ۱۹۴۵ب، ۱۹۴۶ب

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

میں آپ کو معافی جاگیرات و ہرم ارتھ کی سندات عطا کیں۔

اِس کے بعد سر راجہ بلدیو سنگھ نے معافی جاگیر د ہرم ارتھ کے کئی ایک ارشادات آپ کو عطا کیے۔ لیکن ۱۹۶۰ء کے بندوبست سے پیشتر بعض عاملان پونچھ نے سر راجہ بلدیو سنگھ کے زمانہ میں بعض ایسی جاگیرات د ہرم ارتھ جبراً چھین لیں۔ جن کے لئے راجہ راجایان راجہ دھیان سنگھ مہاراجہ گلاب سنگھ اور راجہ موتی سنگھ کی صریح اور قطعی برائے دوام بحال واگذار رہنے کے لیے سندات عطا ہو چکی تھیں جن کی واگذاری و بحالی کے لیے پیر سیّد شہاب الدین شاہ نے خود سر راجہ بلدیو سنگھ کے پاس پونچھ ہاؤس لاہور جا کر ۱۹۶۱ب میں درخواست دی لیکن اِس کے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد بھادوں ۱۹۶۲ب میں آپ انتقال فرما گئے۔

آپ کے انتقال کے بعد آپ کے فرزند پر سیّد حسام الدین شاہ آپ کے جانشین قرار پائے۔ اِس زمانہ میں سر راجہ بلدیو سنگھ پونچھ کے حُکمران تھے انہوں نے ۱۷؍ بھادوں ۱۹۶۲ء کو سجادہ نشینی کے ضلعت کے ساتھ جاگیر و ہرم ارتھ بحال و برقرار رہنے کی سند بھی عطا فرمائی۔ مُسلم اکابرین پونچھ کی امداد و معاونت سے آپ نے ایک انجمن بنام انجمن اسلامیہ قائم کی اور اِس کے تحت ایک سکول بھی جاری کیا جو پرائمری سے مڈل اور مڈل سے اب ہائی سکول کے درجہ تک ہے۔ اِس مدرسہ کی گرانٹ حکومت نے پہلے نوے روپیہ ماہوار مقرر کی۔ اب پچاس چالیس روپیہ ماہوار ہے اور کچھ شک نہیں کہ اِس میں آپ کی ہمت و سعی کا بہت بڑا دخل ہے۔

۱۹۷۰ب میں پونچھ میں کچھ ایسے واقعات رونما ہو گئے تھے کہ وہ ہر لحاظ اپنے خوفناک نتائج برروئے کار ہانے کے لیے تیار رہتے تھے۔ اِس زمانہ میں پنڈت جنار دھن جوشی وزیر اور کیپٹن سی۔ ایف میکنزی پونچھ کے سپیشل اسسٹنٹ ریذیڈنٹ تھے۔ آپ نے امن قائم کرنے اور تارک الوطنان پونچھ کو واپس لانے اور معاملات کو بخوش اسلوبی سلجھانے میں حکومت کو ہر قسم کی مدد دی۔ جس پر سر راجہ بلدیو سنگھ آنجہائی نے ۲۵؍ ساون ۱۹۷۰ء کو آپ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کے نام خوشنودیٔ مزاج کا ارشاد لکھا۔ آپ نے کشمیر ایجی ٹیشن کے زمانہ میں فسادات پونچھ کو روکنے، شہر پونچھ میں امن اور ہندو مُسلم اتحاد کو قائم رکھنے میں کوئی وقیقہ فرو گذاشت نہ کیا۔ اِس زمانہ میں آپ انجمن اسلامیہ پونچھ کے پریذیڈنٹ ہونے کے علاوہ ہندو مُسلم سکھ اتحاد کمیٹی کے پریذیڈنٹ بھی تھے۔ اِس گدی کے عقید تمندوں کی تعداد پونچھ، کشمیر، راجوری، ریاسی، کشتواڑ، بانہال، کوٹلی، میرپور، پنجاب تک پھیلی ہوئی ہے۔ حضرت سیّد شاہ عبدالقادرؒ کی بزرگی وفضیلت اور اُن کے اتقاوزہد کا اِن کی ذریات عالی درجات پر یہ روحانی اثر ہوتا رہا ہے کہ اُن کے جانشین اور جانشینوں کے جانشین سب حسن علم وعمل کا ایک زندہ مجسمہ رہے ہیں۔ اِس خاندان میں قدیم سے یہ رواج چلا آتا ہے کہ سجادہ نشین کا سب سے بڑا فرزند، اس کا جانشین ہوتا رہا ہے۔

پونچھ کی تمام مُسلم آبادی میں زمانہ قدیم سے ایک مشہور اور مقدس گدی ہے جو مُسلمانوں ہی کی نزدیک متبرک نہیں بلکہ حکومت اور غیر مُسلم طبقہ بھی اِس کی قدامت و تقدیس کا قائل ہے چنانچہ اِس گدی کے سجادہ نشین کے نام سے پہلے شاہی شاداف وسدات میں ''سلالۂ دودمان مصطفوی نقادہ خاندان مرتضوی ذوی الاحترام سیادت ونجابت مرتیت اسوۃ النخبای الکرام۔ اشرف الشرفاء العظام صلاحیت وتورہ احتشام قدوۃ السادات الکرام سیادت ونجابت مرتبت'' وغیرہ القاب لکھ کر احترام کیا جاتا رہا ہے۔

مُسلمان شاہان کشمیر اور مُسلم راجگان پونچھ کے زمانہ میں اِس مشہور گدی کے ساتھ مواضعات ذیل بطور جاگیر معافی شامل تھے۔

پونچھ میں:۔ خانقاہ، شہر خاص مجکیی، موٹریال، دھڑہ، اجوٹ، قصبہ، جمال موہڑہ، چوہا، باغ، منڈی، گلی پور، پنج ککڑی، کونیاں، درہ، سری سنگ منابنی، بساہاں، سیرال، جگال تھنہ، کوہجرہ، تمرا، جہاز، علاقہ راجوری میں۔ طوطا موہرہ، ساد جی۔

کشمیر:۔ بنگ، پرگنہ بیرو۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

موجودہ زمانہ میں اس گدی کی جاگیر کے ابتدائی مواضعات مندرجہ صدر کے مالیہ کی رقم بیس ہزار سے کم ہوگی۔ مگر کچھ تو پہلے ہی تبدیلی حکومت کی وجہ سے اِس جاگیر و معافیات میں کمی ہوگئی تھی اور کچھ بعہد سر راجہ بلدیو سنگھ اور کچھ متواتر دو سال ۸۵ و ۸۶ ب کی طغیانیوں کی وجہ سے دریا بُرد ہو کر آپ کیلئے "مصیبتیں تنہا نمے آید" کا مصداق ہوگئیں۔

تھوڑا ہی عرصہ گذرا ہے کہ راجہ جگت دیو سنگھ جی نے آپ کی قابل احترام خاندانی سندات اور نقصانات دوامی جاگیر دھرم ارتھ کو مدنظر رکھ کر آپ کے آئندہ گذارہ اور گدی کے اقتدار کو قائم رکھنے کی خاطر دہرم ارتھ سے آپ کیلئے سوا سو روپیہ کا ہوار مشتعل مقرر کیا ہے۔

۱۹۸۲ب میں پیر سیّد حسام الدین شاہ موجودہ سجادہ نشین نے اپنی پہلی اہلیہ کے انتقال پر اپنی دوسری شادی کشمیر کے سب سے بڑے کھکہ ہتمال خاندان نامہ میں کی ہے۔ نامله اوڑی کی مشہور جاگیر ہے۔ جاگیردار قدیمی راجپوت خاندان سے ہے جس کی مفصل حالات تاریخ اقوام کشمیر میں درجہ ہیں۔

حسام بلڈنگ جس کا فوٹو انہی صفحات کے درمیان موجود ہے آپ کی اہلیہ فانی کی جدت طرازی طبعی فیاضی اور سیر چشمی کا نتیجہ ہے۔ یہ عمارت انہوں نے اپنے اکلوتے اور سوتیلے فرزند پیر محمد الدین کے لئے تعمیر کرائی ہے جو اِس بات کی علامت ہے کہ اگر دونوں خاندانوں میں تربیت اعلیٰ پیمانہ پر ہوا اور اخلاق حسنہ بزرگوں سے وارثت میں ملے ہوں تو سوتیلے فرزند کیلئے سوتیلی ماں اور سوتیلی ماں کیلئے سوتیلا فرزند کے لئے سوتیلا فرزند حقیقی ماں اور حقیقی فرزند سے کم نہیں کرتے۔

مسافر پروری اور مہمان نوازی اِس خاندان کا قدیمی شیوہ ہے۔ مگر اِس محترم خاتون نے اس وصف کو اور بھی جلا دیدی ہے اپنی جاگیر رساہاں میں بھی انہوں نے ایک دو منزلہ عمارت کی صورت میں اپنی ایک بہترین یادگار قائم کی ہے۔

پیر محمد الدین جن کی عمر اُس وقت قریباً ۲۲ سال ہے پیر حسام الدین شاہ کے اکلوتے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

فرزند ہیں اور اُن کے جانشین ہیں۔

پیر سید حسام الدین شاہ موجودہ سجادہ نشین نے مسجد بنا کر وہ حضرت سیّد شاہ عبدالقادرؒ کو دو منزلہ تعمیر کرایا ہے اور آپ اپنی گدی اور متبرک مقامات کی عزت و عظمت کو قائم رکھنے کے علاوہ پونچھ میں تعلیم پھیلانے باہمی اتحاد و اعتماد کو مستحکم کرنے میں اپنے وطن اور مُلک کی نمایاں خدمات انجام دے رہے اور اپنے حسن اخلاق اور اپنی خاندانی وجاہت کی بدولت پونچھ کے ہر طبقہ میں اپنے بزرگوں کی طرح عزت کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں۔

راقم مولف کو بھی بارہا آپ سے ملنے کا اتفاق ہوا ہے ایک مذہبی گدی کے سجادنشین اور صوفیائے سادات گیلانیہ کے قائم مقام اور ہزارہا ارادتمندوں کے ''پیر'' اور ایک بڑے معزز جاگیردار ہوکر قومی اور مُلکی معاملات میں جس سرگرمی اور ہمدردی سے آپ حصہ لیتے آرہے ہیں۔ اِس کی مثال موجودہ سجادنشینوں میں یقیناً کم مل سکے گی۔

پیر سیّد حسام الدین شاہ موجودہ سجادنشین کی برادری میں جو اصحاب اس وقت پونچھ میں موجود ہیں۔ اُن کے اسمائے گرامی جس قدر دستیاب ہو سکے ہیں ذیل میں درج ہیں اور یہ سب بانئے خاندان حضرت شاہ عبدالقادر رحمتہ اللہ علیہ کی ذریات سے ہیں۔

پیر سیّد معظم شاہ، پیر سیّد حیدر شاہ، پیر سیّد شمس الدین شاہ، پیر سیّد محمد حنیف شاہ، پیر سیّد مہدی شاہ، پیر سیّد کرم حسین شاہ، پیر سیّد اعظم شاہ، پیر سید سعید شاہ، پیر سید سکندر شاہ، پیر سید نصر الدین شاہ، پیر سید فقیر الدین شاہ، پیر سید مہتاب شاہ، پیر سید جعفر حسین شاہ، پیر سید قمر الدین شاہ، پیر سید فضل حسین شاہ، پیر سید حسن شاہ، پیر سید الطاف شاہ، پیر سیّد محمد شفیع، پیر سیّد عزیز الدین شاہ، پیر سید فیروز الدین شاہ، پیر سیّد زمان شاہ، پیر سیّد محی الدین شاہ، پیر سید شرف شاہ، پیر سید شیر شاہ، پیر سید کلا شاہ، پیر سید تدر الدین شاہ، پیر سیّد یاسین شاہ، پیر سیّد محمد شاہ، پیر سیّد لعب الدین شاہ، پیر سیّد سعد الدین شاہ، پیر سیّد رکن الدین شاہ، پیر سیّد محی شاہ، پیر سیّد عباس شاہ، پیر سیّد محمد حسین شاہ، پیر سیّد نظیر حسین شاہ، پیر سید پیری شاہ، پیر سیّد فیروز

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

شاہ، پیر سیّد یاسین شاہ، پیر سیّد فضل شاہ، پیر سیّد سمندر شاہ، پیر سیّد منیر حسین شاہ، پیر سیّد نصیر حسین شاہ، پیر سیّد اکبر شاہ، پیر سیّد فضل شاہ، پیر سیّد قمر زمان شاہ، پیر سیّد روشن الدین شاہ، پیر سیّد زمن شاہ، پیر سیّد زکرین شاہ، پیر سیّد منین الدین شاہ، پیر سیّد اعظم شاہ، پیر سیّد یوسف شاہ، پیر سیّد عصر شاہ، پیر سیّد برکت شاہ، پیر سیّد قساب شاہ، پیر سیّد سرور شاہ۔

سادات جعفریہ (نقوی النجاری)

حضرت نقی[1] علیہ السلام کی چھٹی پشت میں سیّد جعفر ایک بزرگ گذرے ہیں جن کے تین صاحبزادے تھے۔ سیّد علی، سیّد قاسم، سیّد کریم، سیّد علی کی ۱۹ ویں پشت میں سید مجھلہ ایک صاحب کشف وکرامت بزرگ سب سے پہلے ہندوستان آئے۔ ضلع گورداسپور میں راوی کے کنارے موضع سیّد مجھلہ کپواری کے نام سے مشہور ہے۔ اور وہاں اب تک آپ کے خاندان کے افراد موجود ہیں۔

یہ زمانہ ہمایوں کی وفات افغانوں کی شورش اور اکبر کی تخت نشینی کا تھا اور اکبر اس وقت کلانور میں تھا۔ مفسدوں نے معصوم بادشاہ کو قتل کرنے کی سازش کی۔ حضرت سید مجھلہ کو خبر ہوگئی۔ انہوں نے بادشاہ اور اُس کے اتالیق بیرم خان خانِ خانان کو اطلاع کر دی۔ بادشاہ نے اِس خدمت سے خوش ہو کر آپ کے لنگر خانہ کے لیے بائیس[2] گاؤں عطا کئے۔ جو ۱۷۹۲ء تک اس خاندان کے قبضہ میں رہے[3] زوال حکومت مغلیہ کے ایام میں جب پنجاب خون خرابہ مار وہاڑ اور لوٹ مار کا مرکز بنا ہوا تھا۔ لنگر خانہ کے یہ بائیس گاؤں رفتہ رفتہ اِس خاندان کے ہاتھ سے نکل گئے۔ آخر سیّد ناو علی شاہ خلف سیّد اصالت شاہ جو سیّد علی کے

---

[1] سید قاضی علیہ السلام دسویں امام تھے۔ اس خاندان کا شجرہ نسب آپ کے ساتھ آپکے فرزند حضرت جعفر تواب ؒ کے واسطہ سے ملتا ہے۔ [2] سید محمد امیر علی شاہ لکھتے ہیں۔ ”اس جاگیر اوران دیہات کا ذکر تاریخ بخاری کی جلد سوم صفحہ ۱۴۷ پر درج ہے۔ یہ بڑی ضخیم اور مستند تاریخ ہے۔ اور ہمارے پاس ماجود ہے۔“

[3] اس جاگیر کے سندات کے متعلق سید محمد امیر علی شاہ کا بیان ہے کہ وہ سادات برادری ساکنان موضع سید مجھلہ ضلع گورداسپور کے پاس موجود ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

بھائی سیّد قاسم کی اولاد سے تھے۔ لاہور آ کر راجہ دھیان سنگھ کے ملازموں میں منسلک ہو گئے۔ اور تھوڑے ہی عرصہ میں اپنی دیانت و کارکردگی کی بدولت اِن کے مصاحب خاص بن گئے۔ آپ کے دو فرزند تھے۔ سیّد حیدر شاہ و سیّد سلطان شاہ دونوں بھائی راجہ ہیرا سنگھ فرزند راجہ دھیان سنگھ کی سرکار میں نوکر ہو گئے۔

سیّد ناد علی شاہ اور اُن کے فرزندوں نے ڈوگرہ خاندان کی اِس قدر بیش قیمت خدمات ادا کیں کہ اُن کے صلہ میں راجہ دھیان سنگھ نے اُن کی بیش قرار جاگیر کی واگذاری کا ارشاد[1] تحریر کر دیا۔ لیکن ابھی اس پر مہاراجہ شیر سنگھ کی ''صیح خاص'' نہ ہوئی تھی۔ کہ مہاراجہ شیر سنگھ اور راجہ دھیان سنگھ سرداران سندھانوالیہ کے ہاتھوں ایک ہی دن یکم اسوج ۱۹۰۰ب کو قتل ہو گئے۔ بلکہ راجہ دھیان سنگھ کے ہمراہیوں کے ساتھ سیّد ناد علی شاہ بھی مارے گئے۔

اس خاندان کی طرف سے ایسی ہی جان نثاری کا ایک اور واقعہ اُس وقت ہوا ہے جب راجہ ہیرا سنگھ اور پنڈت جھلا اپنے چند خیر خواہوں سمیت سکھ فوج کے خوف سے لاہور چھوڑ کر جموں آ رہے تھے۔ اور رستے میں سکھ فوج کے ہاتھوں راجہ ہیرا سنگھ اور پنڈت جھلا اور اُن کے ہمراہی قتل ہو گئے تھے۔ انہی میں سیّد ناد علی شاہ کے فرزند کلاں سیّد حیدر شاہ بھی شامل تھے۔ جن کی قبر موضع ملکوال میں جہاں پر لڑائی ہوئی تھی موجود ہے۔ یہ واقعہ ۹/ پوہ ۱۹۰۱ب مطابق ۱۸۴۸ء کا ہے۔ سید حیدر شاہ کے چھوٹے بھائی سیّد سلطان شاہ بھی اسی قافلہ میں شامل تھے۔ لیکن بطور ہراول راجہ صاحب کے ہاتھی سے بہت دور آگے آگے جا رہے تھے اس لئے وہ بچ گئے۔

اس اثنا میں یہ خاندان سیّد مجہلہ سے منتقل ہو کر ریاست جموں کی تحصیل سانبہ کے

---

[1] اس خون آلودہ ارشاد کی موجودگی جس پر راجہ دھیان سنگھ و سیّد ناد علی شاہ کے خون ناحق کے دھبے ہیں۔ سیّد جماعت علی شاہ سابق ہیڈ کانسٹیبل پولیس (خواہرزادہ سیّد مہر شاہ) کے پاس بمقام فتووالی ضلع سیالکوٹ بیان کی جاتی ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

موضع چک جسّو میں آباد ہو چکا تھا۔

راجہ ہیرا سنگھ کے واقعہ قتل کے بعد سیّد سلطان شاہ راجہ جواہر سنگھ اور شاہ صاحب کے سیّد مہر شاہ[1] راجہ موتی سنگھ کے اہلکار بنے۔ جب ۱۹۰۹ء اب میں راجہ موتی سنگھ سریر آرائے حکومت پونچھ ہوئے تو سیّد سلطان شاہ بوجہ ضعیف العمری راجہ جواہر سنگھ کی ملازمت سے مستعفی ہو کر اپنے بیٹے سیّد مہر شاہ کے ہمراہ پونچھ آ گئے۔ راجہ صاحب نے آپ کو اپنا مصاحب خاص مقرر کرنے کے علاوہ توشہ خانہ، فراش خانہ، فیل خانہ، اصطبل شاہی، باغات، ارضیات خود کاشت بیلہ اور کوٹھی اجناس کا افسر اعلیٰ مقرر کیا۔ اور دس گاؤں بطور مستاجری عطا کئے۔ اِن کے علاوہ تحصیل مہنڈر میں موضع چھترال ۱۹۳۴ء اب اور تحصیل حویلی میں مواضعات جنہاڑ و ڈنیگلہ ۱۹۳۸ء اب میں بطور جاگیر آپ کو مرحمت ہوئے۔ اور جب آپ کے فرزند سیّد اصغر علی شاہ کی شادی[2] ہوئی تو زیورات طلائی و پارچات کے علاوہ دس ہزار روپیہ مصارف شادی کے لئے آپ کو عطا ہوا۔

سیّد مہر شاہ ۱۲ / بساکھ ۱۹۵۴ء اب کو انتقال کر گئے۔ سر راجہ بلدیو سنگھ نے آپ کی تجہیز و تکفین کے لئے قیمتی پارچات کے علاوہ ایک ہزار روپیہ نقد عطا کیا اور اُن کی قبر پر اپنے ہاتھوں سے کتبہ کا پتھر نصب فرمایا جو اب تک موجود ہے۔

---

[1] سیّد مہر شاہ کے تین بھائی حسب ذیل تھے (۱) سیّد برکت شاہ لاولد، (۲) سیّد پیر شاہ اُن کے فرزند سیّد علی امجد شاہ اور اُن کے فرزند سیّد جعفر علی شاہ موجود ہیں۔ تیسرے بھائی کا نام سیّد عمر شاہ تھا۔ اُن کے دو فرزند سیّد علی حسین شاہ و سیّد غلام رسول شاہ موضع چک جسّو تحصیل سانبہ ریاست جموں میں رہتے ہیں جہاں اِس خاندان کے پاس کافی اراضیات باغ اور جائداد ہے۔

[2] برات قادیاں ضلع گورداسپور سید سابر علی شاہ رئیس کے ہاں گئی تھی جن کے فرزند سیّد شاہ چراغ اس وقت موجود ہیں۔ اور جن کے ہاں قادیاں میں ایک باغ کے علاوہ ۱۲۸ کنال اراضی اور موضع سندرانولا تحصیل نارووال میں نو ہزار کنال اراضی موجود ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سید مہر شاہ[1] کی وفات کے بعد اُن کے فرزند سید علی اصغر شاہ افسر توفنہ خانہ مقرر کئے گئے۔ اور جب ٹکہ سکھد یو سنگھ پیدا ہوئے تو خلعت وانعام کے علاوہ ۷۶۶۰ روپے کی رقم قرضہ سر راجہ بلدیو سنگھ نے آپ کو معاف کر دی اور جب سید علی اصغر شاہ بعالم شباب ۳۴ سال کی عمر میں ۲۹/اسوج ۱۹۶۷ب کو انتقال کر گئے تو سر راجہ بلدیو سنگھ نے پانچ سو روپیہ تجہیز و تکفین کے لئے عطا کیا۔ پانچ لڑکے اور ایک لڑکی کی یادگار ہے۔ فرزندوں کے نام حسب ذیل ہیں (۱) سیّد محمد امیر علی شاہ جعفری جاگیردار ولادت ۴/کارتک ۱۹۵۱ب آپ کا ایک لڑکا سید اصغر حمید (ولادت ۷/ستمبر ۱۹۳۴ء موجود ہے۔ (۲) سید نذیر علی شاہ مرحوم، (۳) سید وزیر علی شاہ مرحوم (۴) سید غضنفر علی شاہ (۵) سیّد عباس علی شاہ آپ کا ایک فرزند سید نسیم حسین کے نام سے موجود ہے۔

۱۹۷۹ب میں سید محمد امیر علی شاہ کی شادی پر اندرون محلات کی امداد کے علاوہ سر راجہ بلدیو سنگھ نے پانچ سو روپیہ اپنے پاس سے عطا فرمایا۔ گذشتہ عظیم جنگ یورپ میں آپ نے کئی رنگروٹ بھرتی کرائے۔ آپ کے دو حقیقی بھائی نذیر علی شاہ و وزیر علی شاہ چار سال تک جنگ میں شامل رہے۔ راجہ سکھد یو سنگھ جب گدی نشین ہوئے تو انہوں نے آپ کو قحط اور ہیضہ کی خدمات کے صلہ میں ایک سنہری سند اور آپ کا خاندانی وقار قائم رکھنے کے لئے

---

[1] آپ کی دو صاحبزادیاں بھی تھیں، بڑی صاحبزادی کی شادی علی پور سیّداں ضلع سیالکوٹ میں سید امداد علی شاہ کے ساتھ ہوئی۔ سیّد غلام نبی شاہ جو پونچھ میں نائب تحصیلدار تھے۔ انہی کے فرزند تھے۔ اس صاجزادی کی ایک صاجزادی یعنی سیّد مہر شاہ کی ایک نواسی حافظ پیر سیّد جماعت علی شاہ قبلہ۔۔۔۔ علی پر سیداں کے ایک برادر زادے (سید علی حسین شاہ خلف سید نجابت علی شاہ برادر بزرگ قبلہ علی پوری) سے بیاہی ہوئی تھیں۔ سید مہر شاہ کی اس نواسی کی ایک بیٹی شاہ صاحب علی پوری کے چھوٹے صاجزادے سید نور حسین شاہ کی زوجیت میں ہے۔ سید مہر شاہ کی دوسری صاحبزادی سید غلام علی شاہ تحصیلدار پونچھ و رئیس خانپور سیّداں سے بیاہی گئی تھیں۔ اولاد نرینہ ہونکی وجہ سے سید غلام علی شاہ نے اپنے برادر زادہ سید طفیل حسین شاہ کو اپنا بیٹا بنایا ہوا ہے۔ سیّد مہر شاہ کی یہ صاحبزادی ابھی حیات ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

۵۹۹۹ روپے کا قرضہ معاف کر دیا۔

آپ چونکہ مذہباً اثنا عشری ہیں اس لئے ۱۹۷۸ء ب میں آپ نے شیعہ قوم کے حال زار کا موازنہ کرتے ہوئے انجمن جعفریہ کی بنیاد ڈالی جس کے تحت بارہ چودہ اور انجمنیں باہر مفصلات میں کھولی گئیں۔ آج شیعہ قوم کی آبادی پونچھ کے علاقہ میں انیس بیس ہزار کے قریب ہے وہ سب آپ کی خدمات کی معترف ہے۔ علمائے شیعہ لکھنو نے آپ کو ''ظہیر قوم'' کا خطاب دیا اور ایک سند بھیجی جس پر تمام علمائے شیعہ مجتہدین جعفریہ کے دستخط ہیں یہ سند راجہ صاحب پونچھ نے ایک عام اجلاس میں آپ کو اپنے ہاتھ سے عطا کی۔ اِس کے علاوہ مہاراجہ محمود آباد مرحوم ہز ہائی نس نواب محمد حامد علی خان مرحوم والئے رام پور، نواب فتح علی خان قزلباش مرحوم (لاہور) نواب محمد علی خان قزلباش مرحوم (لاہور) اور ہز ہائی نس میر خیر پور[1] اور دیگر شیعہ روسا نے آل انڈیا شیعہ کانفرنس کے اجلاس میں ایک خاص ریزولیوشن آپ کی دینی خدمات اور آپ کے خاندانی وقار کے متعلق پاس کر کے راجہ صاحب پونچھ کی خدمت میں روانہ کیا۔

شورش ۱۹۸۸ء ب کے دوران میں آپ نے جس وفاداری سے خدمات سرکار انجام دیں اُن کا اعتراف سرکار طور پر ایک بھرے جلسہ میں کیا گیا اور اسی صلہ میں سر راجہ جگت دیو سنگھ جی موجودہ فرمانروا نے آپ کو ۲۴۰ روپے کا وظیفہ تاحیات عطا فرمانے کے علاوہ ساٹھ کنال اراضی اور ۴۰۰ روپے کی سالانہ جاگیر دواماً عنایت کی۔ علاوہ ازیں آپ کو ساڑھے چار سو روپیہ سالانہ تنخواہ والاؤنس کی صورت میں ملتا ہے۔ اِس خاندان کے پاس چک جسّو تحصیل سانبہ میں ۴۰ کنال اراضی ہے اور پونچھ کے موضع جھٹیار میں تین چار سو کنال اراضی اسی کے علاوہ ہے۔

سیّد محمد امیر علی شاہ جعفری ایک زبردست اور فصیح و بلیغ مقرر ہیں۔ آپ نے

---

[1] آپ کی وفات (جنوری ۳۶ء) کے بعد آپ کے دلی آپ کے جانشین ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

پرائیویٹ کتب خانہ میں کئی قلمی (غیر مطبوعہ) کتابیں بیان کی جاتی ہیں۔آپ نے سری جگت دیو لائبریری کو صحیح معنوں میں لائبریری بنا دیا ہے۔پونچھ کے علاوہ اِس خاندان کے افراد گورداسپور، سیالکوٹ اور جموں کے اضلاع میں پھیلے ہوئے ہیں اور وہ سب پونچھ کی اس برادری کو عزت و وقعت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔

سادات علاقہ سوہرن

سادات ہمدانیہ حنفیہ۔تین بھائی سید رسول شاہ، میر سید معصوم شاہ اور سید اکبر شاہ پسران سید شاہ جی (مدفن نواح پشاور) جن کا سلسلہ اُن کے بیان کے مطابق شاہ ہمدانؒ سے ملتا ہے۔راجہ رستم خاں کے زمانہ میں کشمیر سے پونچھ آئے۔رسول شاہ نے پوٹھ میں اور معصوم شاہ نے دیگوار متصل پونچھ میں اقامت اختیار کی اِس خاندان کی کچھ برادری تحصیل اوڑی کشمیر کے ایک موضع دھنی سیّداں واقعہ چکار میں بھی موجود ہے۔

رسول شاہ کے تین بیٹے تھے، ہاشم علی شاہ، الف شاہ، شرف شاہ، ہاشم علی شاہ کے چار فرزندوں میں محمد شاہ صاحب حیات ہے باقی تین مدت شاہ، حیدر علی شاہ، سیدن شاہ فوت ہو چکے ہیں۔اِس شاخ میں حسب ذیل اصحاب قابل ذکر ہیں۔(۱) سید سوہنا شاہ سابق سارجنٹ پولیس ولد مدت شاہ، سید سوہنا شاہ کے چھ ۶ فرزندوں میں یٰسین شاہ بالغ اور باقی نا بالغ ہیں۔(۲) سید اکبر شاہ اور (۳) سید گل حسین شاہ پسران سید حیدر علی شاہ، گل حسین شاہ کے تین فرزند نا بالغ موجود ہیں (۴) سید برکت شاہ ولد سیدن شاہ، برکت شاہ کا ایک بھائی حسین شاہ نا بالغ ہے۔محمدؐ شاہ ولد رسول شاہ کے تین فرزندوں میں حسام الدین شاہ بالغ ہے۔

الف شاہ کا صرف ایک بیٹا تھا، امان علی شاہ نام اس کے فرزند اول نور حسن شاہ مرحوم کا پوتا نذیر حسین شاہ اور فرزند دوم فردو علی شاہ اور اُس کا بیٹا برکت حسین شاہ موجود ہیں۔شرف

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

شاہ کی اولاد سے اِس کا پوتا چنن شاہ اور اُس کا بیٹا حسین شاہ زندہ ہیں۔

معصوم شاہ کی اولاد دیگوار میں موجود ہے اکبر شاہ کی اولاد سے جمال شاہ ولد حسن شاہ قابل ذکر ہیں باقی لڑکے زیر تعلیم ہیں۔

سادات ہمدانیہ کی کل تعداد ایک سونفوس تک بیان کی جاتی ہے۔

سادات مشہدی موضع پوٹھ۔ اِن کے ایک بزرگ پیر نور شاہ مشہدی پشاور سے راجہ رزاق خاں (عبدالرزاق) کے زمانہ میں پونچھ آئے، اُن کے تین پوتوں میں صرف فرزند اول سید عالم شاہ صاحب اولاد ہوئے۔ اور پوٹھ میں جو چند گھر مشہدی سادات کے ہیں۔ وہ عالم شاہ ہی کی ذریات سے ہیں۔ اِن کے تین فرزند تھے (۱) روشن علی شاہ اُسکے دو فرزند ہیں سید وتا شاہ جس کا بیٹا باقر علی شاہ موجود ہے۔ (۲) سید مٹھا شاہ جو تحصیل مہنڈر میں قریباً ۳۲ سال تک جمعدار رہا ہے اور اپنی برادری میں ممتاز ہے۔ اِس کے تین فرزند موجود ہیں، باغ حسین شاہ، طفیل حسین شاہ، فضل حسین شاہ۔ روشن علی شاہ کے دوسرے بھائی کا نام فقیر شاہ تھا اُس کی اولاد سے حسب ذیل افراد موجود ہیں۔ خادم حسین شاہ و نبی شاہ فرزنداں عباس علی شاہ مرحوم محمد حسین شاہ خلف احمد شاہ مرحوم۔ روشن علی شاہ کے تیسرے بھائی مدت شاہ کا فرزند سید محمد شاہ ہنوز بقید حیات ہے۔

سادات گیلانیہ قادریہ سوہرن کھوٹ۔ اِس خاندان کے ایک بُزرگ پیر سید ولی شاہ جن کو شاہ محمدؒ فاضل خانیاری کی اولاد سے ساتویں پشت میں شمار کیا جاتا ہے۔ خانیار سرینگر سے سنہ ۱۹۰۷ء میں موضع سوہرن کوٹ آئے اب تک زندہ ہیں۔ اُن کے دو فرزند ہیں، شریف حسین و محمد سید۔ پیر ولی کے بھائی سید احمد شاہ اور اُن کے دونوں کے والد سید نورالدین کی قبریں تحصیل بڈگام کشمیر کے موضع جوگوکھاریاں میں ہیں۔ احمد شاہ مرحوم کے تین فرزند جو گوکھاریاں میں موجود ہیں۔ غلام محمد شاہ، حسن شاہ، محمد یاسین۔

سادات بخاری موضع سمہوٹ۔ اِس خاندان کے ایک بُزرگ سید میر گل احمد شاہ بخاری

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سب سے پہلے بعہد راجہ رستم خان پنجاب سے پونچھ آئے تحصیل حویلی کے ایک موضع بھینچھ میں سکونت اختیار کی۔ اُن کے دو بیٹوں میں میر چراغ شاہ سے اولاد کا سلسلہ چلا ہے جن کا صرف ایک ہی فرزند سید لال شاہ تھا کہتے ہیں۔ کہ جب اُن کا مزار شکستہ ہو جانے کی وجہ سے سات سال کے بعد اُس کی مرمت کی ضرورت ہوئی اور اُن کی لاش باہر نکالی گئی تو وہ بالکل صحیح سالم تھی۔ جنازہ از سر نو پڑھا اور کفن نیا پہنایا گیا۔ اُن کے چار فرزندوں میں میر فضل شاہ و میر ولایت شاہ صاحب اولاد ہوئے ہیں۔ میر فضل شاہ کے تین فرزندوں میں میر گل حسین شاہ (جن کا بیٹا میر حسن شاہ موجود ہے) اور سید غلام حیدر شاہ (جن کا ایک نابالغ فرزند ہے) کا انتقال ہو چکا ہے۔ اور سید رویل شاہ زندہ ہے۔ رویل شاہ کے پانچ فرزند میں اکبر شاہ، لعل حسین شاہ، عطر شاہ، دو ابھی نابالغ ہیں۔

میر فضل شاہ کے بھائی میر ولایت شاہ کی شادی چونکہ سادات ہمدانیہ سوہرن کے ہاں ہو گئی تھی۔ اس لئے وہ بھینچھ سے موضع سمہوٹ علاقہ سوہرن میں آ کر آباد ہو گئے۔ اُن کے دو فرزند موجود ہیں۔ سید چنن شاہ و سید باغ حسین شاہ۔ باغ حسین شاہ کا ایک لڑکا نابالغ ہشت سالہ موجود ہے۔ ہر دو بھائی دینی تعلیم و تدلیس میں مشغول رہتے ہیں۔ سائیں شیر و شاہ جن کی زیارت موضع کھیالہ میں بہت مشہور ہے وہ اُن کے والد میر ولایت شاہ کے پھوپھی زاد بھائی تھے۔ اِس خانقاہ کے ساتھ چودہ پندرہ کنال کا عطیہ اراضی بھی بیان کیا جاتا ہے۔ اس برادری کی ایک شاخ تحصیل کوٹلی (جموں) کے موضع چھنجوڑہ میں بھی ہے۔ سادات بخاری کے کل نفوس کی تعداد ۴۰ تک بتائی جاتی ہے جن میں سید رویل شاہ بن پیر فضل شاہ و اکبر شاہ بن رویل شاہ سکنائے بھینچھ تحصیل حویلی اور پسران ولایت شاہ (چنن شاہ باغ حسین شاہ) سکنائے سمہوٹ قابل ذکر ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سادات قادریہ قادر آبادی

قادر آبادی سادات حضرت شاہ محمد غوث رحمتہ اللہ علیہ و مدفن لاہور کے فرزند میر سید میراں کی اولاد سے ہیں۔ سید میراں کے فرزند کا نام میر سلطان علی شاہ عرف میر سلطان تھا۔ وہ مظفر آباد ہی میں اپنے والد کے پہلو میں آسودہ ہیں۔ آپ کے حالات قلمی کتابوں میں آپ کے ورثاء کے پاس موجود ہیں۔ میر سلطان کے فرزند سوم میر غلام[1] علی شاہ ہی سب سے پہلے پونچھ آئے جہاں اب قادر آباد ہے۔ اِس کا نام پہلے چھنی جنگل تھا۔ آپ نے اس کو آباد کے سلسلہ عالیہ قادریہ کی مناسبت سے قادر آباد اُس کا نام رکھا۔ آپ کے تین فرزندوں میں نور علی شاہ امام علی شاہ[2] صاحب اولاد تھے۔ اِن کی مزارات قادر آباد میں اپنے والد میر غلام علی شاہ کے قبرستان میں موجود ہیں۔

سید نور علی شاہ کے فرزند حضرت سید اسمٰعیل شاہ مہاراجہ گُلاب سنگھ کے زمانہ میں صاحب حیات تھے بلکہ مہاراجہ کو آپ سے عقیدت خاص تھی اور اِس کا اظہار مہاراجہ گُلاب سنگھ کی اُس عطا کردہ جاگیر سے ہوتا ہے جو اب تک نسل در نسل آپ کی اولاد میں چلی آتی ہے۔ آپ ''صاحبان'' کے لقب سے بھی عوام میں ملقب تھے۔ آپ کے تین فرزند تھے۔

---

[1] آپکے دو بھائی اور تھے ایک میر شاہ احمد جن کی اولاد موضع نون بنگلہ ضلع مظفر آباد میں آباد ہیں اور دوسرے میر شاہ عمر جو سب سے بڑے بھائی تھے۔ انکے تین فرزند تھے۔ میر قاسم شاہ جنکی اولاد مواضعات دھیریاں و مراد آباد میں آباد ہیں۔ دوسرے میر علماؤ دین شاہ جن کی اولاد مظفر آباد میں ہے۔ مظفر آباد کے مشہور گیلانی سید پیر حسام الدین شاہ جو کشمیر جموں اور پونچھ کے علاوہ پنجاب میں بھی مشہور ہیں۔ آپ ہی کی ذریات سے ہیں۔ پیر علماؤ الدین شاہ کی بعض ذریات مظفر آباد کے مواضعات لگر دوارہ اور دو بنگ میں بھی آباد ہیں۔ میر شاہ عمر کے میسرے فرزند کا نام میر اتاب الدین شاہ تھا۔ انکی اولاد تحصیل باغ پونچھ کے موضع سیری پیراں میں موجود ہے۔

[2] امام علی شاہ کی اولاد دھوتر ضلع راولپنڈی اور موضع خانپور ضلع ہزارہ میں آباد ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اوّل میر احمد شاہ جن کے فرزند میر محمد شاہ کا بیٹا عبدالواحد شاہ موجود ہے۔ دوسرے میر ایوب شاہ لاولد۔ تیسرے میر یوسف شاہ جن کے تین فرزند حسب ذیل ہیں (۱) پیر علی اکبر شاہ جن کے فرزند کا نام پیر محمد سعید شاہ ہے (۲) پیر محمد اشرف جن کے فرزندان محمد صدیق حسن، محمد لطیف، محمد خلیل الرحمان موجود ہیں۔

(۴) پیر غلام حسین شاہ جو سجادہ نشین اعلیٰ جاگیردار اور زمیندار ہونے کے علاوہ صاحب طریقت بزرگ ہیں۔ مُسلمانوں کے علاوہ ہندوؤں اور سکھوں میں بھی ہر دلعزیز ہیں۔ اور سرکاری حکام بھی آپ کو بہ نظر وقعت دیکھتے ہیں۔

جنگ یورپ کے سلسلہ میں حکومت پونچھ اور ریذیڈنٹ نے آپ کو جو اسناد دیں اُن کا مختصر سا ذکر کیا جاتا ہے۔

ایک سند میجر راجہ سربلد یو سنگھ راجہ آف پونچھ نے ۶/اکتوبر ۱۹۱۶ء کو دی جس میں اعتراف خدمات کے بعد ایک سند اور لنگی کے عطا کئے جانے کا ذکر ہے۔ ایک سد خان بہادر چوہدری محمد الدین وزیر پونچھ کی طرف سے ہے جس میں بہ صلہ خدمات جنگ سپیشل اسسٹنٹ ریذیڈنٹ کی طرف سے دربار میں تلوار عطا کئے جانے کا ذکر ہے۔ یہ سند ۴/ساون ۱۹۷۴ب کی تحریر شدہ ہے۔

ایک سند لا صاحب بہادر سپیشل اسسٹنٹ ریذیڈنٹ پونچھ اور بابو برج لعل وزیر آف پونچھ کی طرف سے ہے جس میں اعتراف حسن خدمات (متعلق جنگ عظیم) اور اظہار خوشنودی کے بعد ایک عدد صافہ ریشمی عطا کئے جانے کا ذکر ہے۔

سادات گردیزیہ جعفریہ

خلیفہ القادر باللہ عباسی کے زمانہ میں حضرت سید علی قسور بن سید ابی عبداللہ بغداد سے گردیز تشریف لائے جو غزنی (افغانستان) کے قریب ایک قصبہ ہے۔ وہیں آپ کا

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

روضہ زیارت گاہ خاص و عام ہے آپ کے پوتے مخدوم شاہ یوسف گردیزی (بعمر ۳۱ سال) گردیز سے ترک وطن کر کے (بعہد سلطان ابراہیم غزنوی) ملتان پہنچے۔ یہاں آپ کے نام پر محلّہ شاہ گردیز آباد ہے جہاں آپ کا عالیشان روضہ بھی واقعہ ہے۔ مزار کی شرقی ڈیوڑہی سلیم شاہ بن شیر شاہ سوری کی بنوائی ہوئی ہے۔ مخدوم شاہ یوسف گردیزی کو ملتان میں شاہ گردیز بھی کہتے ہیں۔ ملتان کے ضلع میں بہت سے دیہات سادات گردیزیہ کی ملکیت ہیں۔ ۱۲ ربیع الاوّل ۵۳۱ھ کو آپ نے وفات پائی۔ اِس خانقاہ کے ساتھ بہت سی جاگیریں تھیں۔ سِکھوں کے عہد میں ضبط ہوگئیں۔

ملتان میں سادات گردیزی بڑے صاحب اقتدار۔ صاحب رسوخ، صاحب دولت اور اہل علم گذرے ہیں۔ اور اب بھی وہاں ایسے بزرگ موجود ہیں جن کو بزرگان سلف کی برکت سے دنیوی و دینی نعمتیں حاصل ہیں۔ شاہ گردیز کی تیسری پشت میں مخدوم یحیٰؒ اور سید محمد دو حقیقی بھائی تھے۔ مخدوم یحیٰؒ کی نرینہ اولاد تو شاہ یوسف ثانی پر ختم ہوگئی (خانقاہ گردیزیہ ملتان کے سجادہ نشین آپ کے نواسہ سید محمد گردیزی کی اولاد سے ہیں) اور دوسرے بھائی سید محمد نے شہاب الدین غوری کے عہد میں دان گلی (پوٹھوہار) میں سکونت اختیار کی۔ شاہ منور عرف شاہ سچیار جن کا مزار بھارا کوہ (راولپنڈی) کے متصل ہے آپ ہی کی ذریات سے تھے آپ کے بارہ فرزند تھے جن میں آپ کے فرزند شہاب الدین کی اولاد کی اولاد کنگوٹہ سیداں ضلع راولپنڈی تحصیل کہوٹہ میں آباد ہے اور مندرجہ ذیل تین بیٹوں سید منصور شاہ، سید عین الملک شاہ اور سید نظام شاہ کی اولاد اکبر کے زمانہ میں پونچھ کے علاقہ باغ و مہنڈر میں آباد ہوگئی۔ سید منصور شاہ کے پوتے سید رتن شاہ و سید سنگری شاہ تھے۔ سید رتن شاہ کی اولاد چناٹ (لہر کوٹ تحصیل مظفر آباد) کر لی۔ بن گران، لون ہوتر نصف سر چڑہان کیاٹ، سرچھ، کوٹیڑی، پدھر، باغ وغیرہ اور سید سنگری شاہ کی اولاد کیاٹ خورد۔ کچھ حصہ باغ، ڈھیری، کچھل، سوہاوا۔ چڑالہ میں آباد ہے۔ نیز چند مکانات گہل مہرہ میں بھی ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سید عین الملک شاہ کا مدفن سیر کتھی متصل باغ میں ہے آپ کے چار پوتوں میں سید خواص شاہ کی اولاد سر اور ٹائیں میں ہے۔ سید فرید شاہ کی ملرٹنٹر لوالہ اور سید شاہ کی سوہاوہ۔ چناٹ اور باغ میں اور سید لعل شاہ کی ہل سرنگ وچمن کوٹ میں آباد ہے۔

تحصیل سدھنتی کے موضع بتیر اں کے علاوہ تحصیل باغ کے مواضعات۔ ڈھنڈی کیاٹ، گہل مُہرا، بھڈیار، ملوٹ، واڑیالی، اور سرچھ وغیرہ مقامات میں سید نظام شاہ کے پوتے سید مالک شاہ کے چھ بیٹوں کی اولاد آباد ہے۔

سادات گردیزیہ۔ گردیز میں اور گردیز سے باہر جہاں کہیں رہے ہیں۔ آسمان ولم و عمل کا ایک درخشاں ستارہ بن کے رہے ہیں۔ پونچھ کا خطہ اور بالخصوص باغ کی تحصیل جہاں سادات گردیزیہ کی آبادی کثرت سے ہے۔ تعلیم وتہذیب سے کوسوں دور ہے۔ نہ یہاں درس گاہیں ہیں نہ علمی سوسائٹی ہے۔ نہ علماء وفضلا کی کوئی مجلس ہے کہ دین ودنیوی وعلوم وفنون کے پیاسے کسی چشمہ فیض سے تشنہ لبی دُور کرسکیں۔ لیکن پھر بھی اِس خاندان نے بڑے بڑے متشرع متقی، زاہد، اہل علم اہل اللہ بزرگ پیدا کیے ہیں۔ ہم یہاں اِس خاندان کی ایک ایسی نامور ہستی کا ذکر کرتے ہیں۔ جس کے گھر کی عورتیں بھی اس بے علم وپُراز جہل خطہ میں نعمت علم بالخصوص مذہبی علوم سے بہرہ ورتھیں۔ ہماری مُراد سید فیض علی شاہ کے صاحبزادہ حضرت خواجہ محمد سید علی شاہ قدس سرہ سے ہے جو ۱۰ ارذی الحجہ ۱۲۵۰ھ کو سوہاوا شریف (تحصیل باغ) میں پیدا ہوئے اور جنہوں نے اپنی ابتدائی معمولی تعلیم اپنی پھوپھی سے شروع کی اور کلام اللہ شریف بھی انہی سے پڑھا۔ پھر علم دین کے شوق میں تن تنہا حویلیاں (ہزارہ) میں گئے۔ اور وہاں تھوڑے ہی عرصہ میں مولانا محمد گل سے فقہ، اصول، تفسیر حدیث کی تکمیل کر کے اپنی ذہانت وقابلیت کا ثبوت دیا۔ علوم دینیہ سے فراغت بلکہ دستار فضیلت حاصل کرنے کے بعد جب آپ وطن میں واپس آئے تو تادم زیست درس تدریس کے شغل ہی میں رہے۔ آپ کے قریب وجوار میں آپ کے صدہا تلانذہ موجود ہیں۔ مسجد کے علاوہ آپ نے طلباء

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اور مسافروں کے لئے ایک سرائے بھی تعمیر کرار کھی ہیں۔ طلباء کو خوراک کے علاوہ کتابیں تک اپنے پاس سے دیا کرتے تھے۔ یہ نادر الوجود شخصیت عمر کی ۷۱ منزلیں طے کر کے ۱۶ رشوال ۱۳۲۱ھ کو اعلیٰ علیین میں چل گئی۔

خان صاحب سردار محمد اکرم خان ریٹائرڈ جج ورئیس اعظم و جاگیر دار چھمیاٹی نے اپنی کتاب آئینہ قریش میں حضرت خواجہ صاحب کی ذات قدسی صفات کا ذکر کیا ہے اور تذکرہ سادات گرویزیہ جعفریہ میں تو اِن کے حالات بالتفصیل درج ہیں۔

مریدین و معتقدین کی تعداد بہت زیادہ ہے ۱۶ رشوال کو آپ کا عرس ہوتا ہے۔ رِیاست کی طرف سے خانقاہ کے نام پر کچھ جاگیر وانعام بھی مقرر ہے آپ کی سرکار دربار میں بری عزت تھی اور مُسلمانوں کے علاوہ دیگر اقوام کے لوگ بھی کا بیحد احترام کرتے تھے۔ آپ کے چھ صاجزادے حسب ذیل ہیں۔ سید محمد مخدوم شاہ مرحوم جو بہت بڑے عالم اور فقر و قناعت کے مجسمہ تھے۔ پیر سید محمد فیروز شاہ، پیر سید محمد یعقوب شاہ، پیر سید محمد ایوب شاہ، مولوی پیر سید، محمد گُل احمد شاہ، پیر سید محمد محبوب علی شاہ۔ یہ پانچوں بزرگ علوم فقہ وحدیث کے متجر عالم ہیں اور اپنے چشمہ ہائے فیض سے سب کو مستفیض کر رہے ہیں۔

پونچھ کے گرویزیہ سادات ہی سے جو سب کے سب علی قسور شاہ گرویزی کی ذریات سے ہیں چند افراد کابل تک پونچے اور وہاں بھی اُن کی دینی عظمت نے اُن کی شہرت بادشاہ تک پہنچادی جس نے اُن کے احترام میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا۔

پونچھ تحصیل باغ اور تحصیل سدھنتی میں سادات گرویزیہ کی خانہ شماری قریباً ساڑھے پچاس سو اور آبادی کم وبیش ۲ ۱/۲ ہزار کے قریب ہے اور سب اہل سُنت والجماعت ہیں۔ گردیزی سید قریباً ساڑھے تین سو سال سے اس مُلک میں آباد ہیں اُنھوں نے پہاڑی نشیب وفراز کو اپنی محنت سے زراعت کے قابل بنایا۔ اسی لئے سادات گردیزیہ پونچھ کا سب سے پہلا کاروبار زراعت یا زمینداری ہے۔ بعض یہ سلسلہ ملازمت علاقہ انگریزی و پونچھ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

میں برسر روز گار ہیں، کچھ تجارت پیشہ بھی ہیں۔ پیر مریدی کا سلسلہ بھی جاری ہے۔ درس تدریس کا شغل بھی ہے۔ رشتہ ناطہ اپنی ہی برادری میں کرتے ہیں۔ مُسلمانوں کی دیگر شریف ومعزز اقوام سے رشتہ لے لیتے ہیں۔ لیکن غیر سید کو رشتہ دیتے نہیں۔ چنانچہ دو تین سال کا عرصہ گذرا کہ ایک بہاکری سیدہ عورت بنام فضل نور کا نکاح کسی طریق سے ایک غیر سید کے ساتھ ہوگیا۔ سادات گردیزیہ نے اِس نکاح کو اپنے خاندانی رواج اور ''شریعت اسلامیہ'' کے مُطابق ناجائز ثابت کرنے کے لئے عدالت میں مقدمہ دائر کر دیا۔ یہ مقدمہ سینئر جج پونچھ کی عدالت میں ۲۸/ ہاڑ ۱۹۸۷ء ب کو دائر ہوا اور ۸/ پوہ ۱۹۸۸ء ب کو وکلاء اور فریقین اور گواہاں کی بحث وتمحیص اور شہادتوں کے بعد تنسیخ نکاح کے فیصلہ پر ختم ہوا۔ اِس مقدمہ میں برائے نام مدعی سید حسن شاہ سکنہ منگ اور مدعا علیہ میر حسن اعوان ساکن ہور نہ میر تھے لیکن دراصل مقدمہ کی پیروی پیر سید حمید اللہ شاہ سوہاوی اور پیر سید شفیع اللہ شاہ سوہاوی نے کی۔ اور انہی کی تک ودو اور دوڑ دھوپ سے سید حسن شاہ مقدمہ میں کامیاب ہوا۔ سادات گردیزیہ کی مختلف شاخوں کا جو تحصیل باغ کے متفرق دیہات میں آباد ہیں۔ یہاں کچھ ذکر کیا جاتا ہے۔

سادات گردیزیہ سوہاوہ شریف

پیر محمد یعقوب شاہ سجادہ نشین۔ صاحب طریقت ہونے کے علاوہ شرعی علوم وفنون میں بھی مہارت تامہ رکھتے ہیں۔ آپ قریباً ۳۲ سال سے سجادگی کے اہم فرائض کو خوش اسلوبی کے ساتھ نبھا رہے ہیں۔ سالانہ عرس کے موقعہ پر خلق خدا کا عظیم اجتماع ہوتا ہے۔ لنگر کے اخراجات کے علاوہ وقتاً فوقتاً غربا اور یتامیٰ وغیرہ کی پرورش بھی ہوتی رہتی ہے۔ چنانچہ مہمانان لنگر خانہ کی شیر خوراک کے لئے یکم ہاڑ ۱۹۶۶ء ب کے ارشاد سرکاری کے مطابق دس راس گاؤ میش اور دس راس مادہ گاؤں کی ترنی بھی سجادنشین سوہاوہ شریف کے نام معاف ہے۔

عالیشان مسجد پر جو حضرت مرحوم کی زندہ جاوید یادگار ہے آپ ہی کے زیر اہتمام

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ٹین کی چھت ڈالی گئی ہے۔ حضرت مرحوم کا مقبرہ نہ صرف آپ نے پختہ تعمیر کرایا بلکہ اِس کے چاروں طرف پختہ چار دیواری بنوائی اور احاطہ کے اندر میوہ دار درخت نصب کرائے۔

باغ خاص ساری تحصیل باغ کا مرکز اور ایک تجارتی مقام ہے لیکن وہاں کوئی مسجد نہ ہونے کی وجہ سے مُسلمانوں کو بڑی تکلیف تھی۔ آپ نے تھوڑے ہی عرصہ میں اپنے اثر و رسوخ سے ایک پختہ مسجد تعمیر کرا کر اس تکلیف کو رفع کر دیا۔ سوہاوہ، چڑالہ اور فتح پورہ وغیرہ مواضعات کے مابین خشک سالی کی وجہ سے مال مویشی کے لئے پانی کی بڑی قلت رہتی تھی۔ آپ کی سعی سے ایک تالاب کھودا گیا جہاں اب بارہ مہینے بارانی پانی جمع رہتا ہے۔

مُسلمانوں کے خانگی تنازعات اور شرعی مورات کے فیصلے بھی آپ کی زندگی کے خاص عنوان ہیں۔

سر راجہ بلدیو سنگھ کے عہد میں بہ ایام بندوبست پیر محمد یعقوب شاہ موجودہ سجادہ نشین کے نام کچھ مختصر جاگیر معہ انعام مقرر ہوگئی۔ انعام کا حکم پنڈت کیلاس جو تحصیلدار باغ کا ۲۴؍ ماگھ ۱۹۶۴ء اب کا لِکھا ہوا ہے۔ جس میں تحریر ہے کہ دوران تحقیقات میں پیر محمد یعقوب شاہ سائل اور پیر مخدوم شاہ مسئول کے باہمی دستخطوں سے اس مضمون کی ایک درخواست موصول ہوئی ہے کہ سجادہ نشین سوہاوہ پیر محمد یعقوب شاہ سائل قرار پاچکا ہے۔ اِس کی سجادگی اور گدی نشینی میں فریق ثانی یا دیگر بھائیوں کو کوئی اعتراض نہیں۔ اِس درخواست کے مطابق انعام پانچ روپیہ عطیہ سرکار پیر محمد یعقوب شاہ جو گدی نشین سوہاوہ مقرر ہو چکا ہے۔ حاصل کرنے کا حق دار ہے اور آئندہ بھی یہی حق اسی کو حاصل رہیگا" اسی طرح پیر عبداللہ شاہ سجادہ نشین بارگاہ خاجہ محمد فاضل شاہؒ نے بھی آپ کو پیر محمد سید علی شاہ مرحوم کا جانشین اور خلیفہ تسلیم کرتے ہوئے آپ کے جمیع خاندان اور معتقدین کو ۵؍ صفر ۱۳۲۲ھ کے سند نامہ کی رُو سے لِکھا "فضائل پناہ سید محمد یعقوب شاہ عالم و متدین و مرد باہمت و مروت است لہذا اشار الیہ را جائے نشین آں مرحوم مقرر کردیم مے بائد کہ جمیع معتقدان آں مرحوم (یعنی آپ کے والد پیر محمد سید علی شاہ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

مرحوم کے مرید) موصی الیہ را قائم مقام آں مرحوم یقین نمودہ حسن سلوک مرعی دارند۔"

آپ کے چار صاحبزادے ہیں مولوی محمد نذیر حسین شاہ، غلام حسین شاہ، خلیل حسین شاہ، عابد حسین شاہ، مولوی نذیر حسین شاہ مدرسہ مظاہر العلوم سہاون پور میں تعلیم ہیں اور عنقریب فارغ التحصیل ہونے والے ہیں۔ آپ ایک خوش بیان مقرر ہیں۔ صاحب سجادہ نشین نے آپ کو اپنا نشین نامزد فرمادیا ہے۔

پیر محمد ایوب شاہ۔ صاحب طریقت اور علم دوست ہیں۔ آپ کے سب سے بڑے فرزند پیر محمد نصیر اللہ شاہ خاندانی فیوضات سے بہرہ ور ہونے کے علاوہ حضرت قبلہ پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے بھی خلیفہ ہیں۔ آپ کے اراوتمند پونچھ کے علاوہ پنجاب اور ہندوستان میں بھی ہیں۔ آپ کے باقی فرزندوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ مولوی محمد کبیر شاہ ملازم محکمہ تعلیم پونچھ محمد مظفر حسین شاہ و محمد صدیق شاہ۔ آپ دونوں دارالعلوم زدہ لکھنو میں زیر تعلیم ہیں۔ پانچویں ثناء اللہ شاہ چھٹے منیر اللہ شاہ یہ دونوں مقامی مدرسہ میں پڑھتے ہیں۔

پیر محمد محبوب علی شاہ۔ حلقہ ارادت آپ کا بڑا وسیع ہے۔ دینی تعلیم کے بڑے حامی ہیں۔ عرصہ سات سال سے آپ نے خاص سوہاوہ میں ایک مدرسہ اسلامیہ محبوبیہ جاری کر رکھا ہے جہاں غریب اور نادار طلباء کو کھانا مفت دیا جاتا ہے۔ انسپکٹر مدارس پونچھ نے ۱۱ر بھادوں ۱۹۹۰ب کے معائنہ میں اس مدرسہ کے متعلق لکھا ہے کہ یہ مدرس علاقہ بھر میں اپنی نوعیت کا واحد مدرسہ ہے اسی مدرسہ کے دو ہونہار طالب علم سید مظفر حسین و سید محمد صدیق اِس وقت لکھنو کے دارالعلوم ندوہ میں وظائف لے کر تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔ آپ کے دو فرزند سید محمد صادق حسین شاہ و سید محمد ممتاز حسین شاہ ابھی خورد سال ہیں اور عربی فارسی کی تعلیم پا رہے ہیں۔

خواجہ پیر محمد فیروز شاہ۔ آپ کی عمر اِس وقت چھپن سال کے قریب ہے آپ نے برضائے خود اپنے برادر خورد پیر محمد یعقوب شاہ کو سجادہ نشین مقرر کر دیا تھا۔ آپ کا اکثر وقت

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

درس تدریس اور فتاویٰ وغیرہ میں صرف ہوتا ہے۔ لنگر کے اخراجات اور دیگر رفاہ عام کاموں میں آپ سرگرمی سے حصہ لیا کرتے ہیں۔ آپ کے حسب ذیل تین فرزند ہیں (۱) سید محمد شفیع اللہ شاہ، جو ایک سیدہ کے تنسیخ نکاح از غیر سید کے معاملہ میں پیر سید حمید اللہ شاہ کے معاون تھے۔ دینیات صرف، نحو، منطق میں عبور تامہ رکھتے ہیں اور سلسلہ چشتیہ میں منسلک ہیں (۲) سید محمد روف اللہ شاہ تعلیم یافتہ نوجوان ہیں اور اپنے خاندانی اوصاف سے متصف ہیں (۳) سید محمد نذیر اللہ شاہ ابھی زیر تعلیم ہیں۔

پیر محمد حمید اللہ شاہ گردیزی۔ آپ حضرت خواجہ پیر سید علی شاہ مغفور کے فرزند حضرت پیر محمد مخدوم شاہ مرحوم کے خلف و جانشین ہیں۔ آپ کے والد مرحوم کا عُرس ہر سال یکم مگھر سے ۳/ مگھر تک آپ ہی کے اہتمام اور آپ ہی کی سجادگی میں ہوتا ہے۔ کاربیگار راجہ موتی سنگھ کے زمانہ ہی سے سادات کو معاف تھی۔ لیکن اُس پر پورا پورا عمل نہیں ہوتا تھا۔ آپ نے ۳۱/ ہاڑ ۱۹۶۶ء کو راجہ بلدیو سنگھ کی بارگاہ میں ایک طویل درخواست سرکاری اشٹامپ پر پیش کی جس پر محکمہ وزیر، محکمہ گورنری، تحصیلدار و نائب تحصیلداروں کے نام کاربیگار کی معافی کے تاکیدی احکام دوبارہ جاری ہوئے۔

آپ اپنے والد پیر محمد مخدوم شاہ کے علاوہ اپنے چچا پیر عطا اللہ شاہ کا عرس بھی اپنی گرہ ہی سے کرتے ہیں۔ آپ کے چار صاحبزادے ہیں۔ منور حسین شاہ، عظمت اللہ شاہ، عبدالطیف شاہ، شمشاد حسین شاہ، پیر حمید اللہ شاہ کے چھوٹے بھائی کا نام ہدایت اللہ شاہ ہے جن کا ایک فرزند ممتاز حسین شاہ موجود ہے۔

ایک سید کے تنسیخ نکاح از غیر سید میں آپ اور سید شفیع اللہ شاہ نے جس دلچسپی اور سرگرمی کا اظہار کیا اُس کا نتیجہ تھا کہ عدالت نے وہ نکاح فسخ کر دیا۔ آپ کے زیر اہتمام بھی ایک لنگر خانہ و مسافر خانہ ہے جہاں مسافروں اور محتاجین کو آرام ملتا ہے۔

سید مبارک شاہ۔ آپ نمبردار ہونیکے علاوہ اپنی برادری میں سرکردہ تھے آپکے چھ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

فرزندوں میں سید ہاشم علی شاہ درجہ اختصاص رکھتے تھے ہاشم علی شاہ معافی دار اور پنچوترہ خوار تھے۔ آپکے حسب ذیل چار فرزند ہیں سید گلفام شاہ، سید شیر علی شاہ، سید امیر شاہ، سید احمد شاہ، اوّل الذکر اپنے بھائیوں میں خصوصیت سے قابل ذکر اور برادری میں معزز وسر کردہ ہیں۔

سید فیض علی شاہ۔ آپ بھی سوہاوہ کے ایک مشہور بُزرگ تھے آپکے دو فرزند تھے۔ خواجہ سید علی شاہؒ اور سید محمود شاہ ثانی الذکر کے دو فرزند ہیں۔ سید میر شاہ اور حافظ سید عبدالمجید شاہ ثانی الذکر علم دینیات سے بھی واقف ہیں۔ آپ کے فرزند سید داؤ وشاہ ایک لکھے پڑھے خوش وضع ،خوش خلق نوجوان ہیں اور گورنمنٹ انگلشیہ کے ہاں ایم ٹی میں ملازم ہیں۔ آپ کے پاس کرنل اور جرنل تک کی خوشنودے مزاج کے چٹھیاں ہیں جن سے آپکی ادائیگی فرائض میں مستعدی کا ثبوت ملتا ہے۔

سادات گردیزیہ موضع سرسیداں

یہاں کے سادات گردیزیہ میں سید نور شاہ اور سید مہر شاہ اور سید عالم شاہ بہت مشہو رتھے۔ آخرالذکر کے دو فرزند تھے۔ سید بہادر علی شاہ وسید حسین شاہ۔ سید بہادر ولی شاہ نے ہی پہلے پہل حکومت ڈوگرہ سے نمبرداری کا عہدہ حاصل کیا۔ آپ تیر اندازی میں صاحب کمال تھے۔ آپ کے فرزند سید اسماعیل شاہ جن کالڑ کا بنام سید میر احمد شاہ زیر تعلیم ہے۔ اپنے علاقہ کے اعلٰے زمیندار اور صاحب حثیت ہیں۔

سید عالم شاہ کے دوسرے فرزند سید حسین شاہ کے دو بیٹے موجود ہیں۔ ایک کا نام سید فیروز شاہ ہے جن کے اکلوتے فرزند کا نام محمد انور شاہ ہے۔ سید حسین شاہ کے دوسرے بیٹے کا نام سید رحمت شاہ ہے دونو بھائی علم دوست ہیں۔

سرسیداں کے سادات گردیزیہ میں سید فتح علی شاہ بھی ایک خدا رسیدہ بزرگ تھے۔ آپ کے ہاں چار فرزند حسب ذیل تھے۔ جماعت علی شاہ، قاسم شاہ، جعفر شاہ، مردان شاہ،

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ان میں جماعت علی شاہ نمبردار تھے۔ ان کے فرزند سلیمان شاہ باپ کی طرح علم دوست اور زراعت پیشہ ہیں۔ اور شکار بھی خوب کھیلتے ہیں۔

سید فتح علی شاہ کے دوسرے فرزند قاسم شاہ حافظ قرآن اور صاحب درع واتقا تھے۔ اُن کے فرزند سید علی شاہ جو اچھی حیثیت کے زمیندار ہیں موجود ہیں۔

سید فتح علی شاہ کے تیسرے فرزند سید جعفر شاہ بھی اپنے بات دادا کے قدم بقدم چلنے والے ہیں۔ آپ کے وہاں دو فرزند موجود ہیں جن کے نام شہاوت شاہ وسرور شاہ ہیں۔

فتح علی شاہ کے چوتھے فرزند سید مردان شاہ حافظ قرآن ہیں۔ اُن کے چار فرزند حسب ذیل ہیں۔ سید مہر شاہ، سید لقمان شاہ، سید گل احمد شاہ، سید سجاول شاہ اُن میں لقمان شاہ اپنے مذہبی علوم میں پورا ماہر ہے۔

اُن کے علاوہ سید امام شاہ اُن کے فرزندان سید فضل شاہ و مالک شاہ اور فضل شاہ کے صاحبزادگان جیون شاہ و دیوان شاہ اور اُن کے فرزندان وعزیزان سمندر شاہ، قبول شاہ، چاول شاہ، ولایت شاہ، نور احمد شاہ، (از ذریات سید فضل شاہ) اور سید کلہ شاہ اور اُن کے فرزندان علی شاہ نظام شاہ اور ولایت شاہ اس موضع میں قابل ذکر ہیں۔

علاوہ ازیں سید کریم شاہ کے خاندان میں اشخاص ذیل قابل ذکر ہیں۔ سید ولایت شاہ، سید امین شاہ، سید یوسف شاہ، سید مجید شاہ، سید ملائم شاہ، سید قادر شاہ، سید محمد اکرم شاہ۔

حافظ سید بلند شاہ بھی اس موضع کے ایک بُزرگ اہل اللہ میں سے تھے آپ کا مدفن خاص سر میں زیارت گاہ خاص وعام ہے آپ کے حسب ذیل چار فرزند تھے (۱) مراد علی شاہ (۲) اقبال شاہ، (۳) رحمت شاہ، (۴) لطیف شاہ (۱) کی اولاد میں ایوب شاہ و یعقوب شاہ ہیں جن میں یعقوب شاہ فوجی پنشنر ہیں۔ (۲) کی اولاد میں محمد رفیق شاہ، حاکم علی شاہ و محمد اکرم شاہ ہیں۔ (۳) کی اولاد میں میر حمزہ شاہ پنشنر حوالدار اور لکھے پڑھے بُزرگ ہیں۔ (۴) کی اولاد میں نور محمد شاہ ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

(لاولد)، مبارک شاہ، کمال شاہ، علم شاہ، فضل شاہ، نیاز علی شاہ، سید مبارک شاہ اپنے لاولد مرحوم بھائی سید نور شاہ کے بعد اب نمبردار ہیں۔ سید کمال شاہ زرعی معاملات میں خوب دلچسپی لے رہے ہیں۔ سرکار انگریزی کے علاقہ میں کچھ عرصہ تک ملازم بھی رہے۔ آپ کے دو فرزند ہیں۔ سید مولوی ستر شاہ منشی رحمت اللہ شاہ۔

سید ابدال شاہ کے چوتھے فرزند سید علم شاہ صاحب حیثیت اور بڑے پایہ کے زمیندار ہیں۔ آپ نے بھی اپنی عمر کا بہت سا حصہ علاقہ انگریزی میں بسر کیا ہے۔ آپ کے حسب ذیل چار فرزند ہیں۔ (۱) مولوی سید رحمت شاہ جو ۱۹۷ءسے پونچھ کے محکمہ تعلیم میں ملازم ہیں اور نارمل پاس ہیں۔ مذہبی علوم میں بھی آپ کو کافی مہارت ہے۔ (۲) سید قطب شاہ سرکار انگریزی کے ہاں ملازم ہیں۔ (۳) بابو سید قبول شاہ میٹرک پاس نوجوان ہیں۔ چوتھے فرزند کا نام سید یوسف شاہ ہے۔

سید ابدال شاہ کے پانچویں فرزند سید فضل شاہ۔ زمینداری کے علاوہ ملازمت بھی کرتے ہیں۔ آپ کے دو فرزند ہیں سید مولوی لطف شاہ و افسر حسین شاہ۔ سید ابدال شاہ کے چھٹے فرزند سید نیاز علی شاہ کے ہاں دو فرزند بنام اسمٰعیل شاہ و سید اکرم شاہ موجود ہیں۔

ہولڑ کے اس خاندان کے بانی سید بھولا شاہ کے فرزند اول سید جنید شاہ کے فرزند سوم سید منور شاہ کی اولاد سے یہاں ایک اور گھرانہ ہے جس میں سید محبت شاہ کے فرزندان سید لقمان شاہ و خادم شاہ بھی اپنی برادری میں اچھا رسوخ رکھتے ہیں۔

ہولڑ میں سید جیم شاہ بھی ایک زبردست شخصیت کے بُزرگ تھے۔ ہولڑ جیسا زرخیز موضع آپ ہی نے اپنی خداداد قابلیت و شجاعت اور خوش تدبیری سے حاصل کیا۔ آپ کے فرزندوں میں سید ناظر علی شاہ ایک صاحب اقبال بُزرگ تھے۔ مہاراجہ گُلاب سنگھ نے اُن سے ملاقات کر کے اُن کو پچاس روپے جاگیر کا پروانہ عطا کیا۔ جو بعد ازاں آپ کے ورثا میں پنجوترہ کے شکل میں تبدیل ہو گی۔ آپ کے چار فرزندوں میں قاسم علی شاہ محمد شاہ انتقال کر چلے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہیں اور جعفر علی شاہ و رنگو شاہ بقید حیات ہیں۔

قاسم علی شاہ کے چار بیٹے ہیں عبداللہ شاہ، مردان شاہ، صدر شاہ، کالو شاہ، عبداللہ شاہ کی وفات کے بعد اب سیوت شاہ نمبردار ہے۔ جعفر علی شاہ کے پانچ بیٹے ہیں۔ امام شاہ، اکبر شاہ، مدد شاہ، ابران شاہ، عطر شاہ، رنگو شاہ کے چار بیٹے ہیں۔ محمد علی، اصغر شاہ، عنایت اللہ شاہ، حسن شاہ، عنایت علی شاہ۔

اسی خاندان میں سید مہتاب علی شاہ و عالم شاہ بھی کافی شہرت کے مالک تھے۔ اوّل الذکر کے تین بیٹے بہادر شاہ، غریب شاہ اور حمید اللہ شاہ اور ثانی الذکر کے جعفر شاہ، عنایت شاہ، معظم شاہ، گل حسین شاہ، رحمت شاہ پانچ بیٹے ہیں۔

اسی خاندان میں فرمان شاہ کا بیٹا سلیمان شاہ اور سید ناظر شاہ کے دو بیٹے لقمان شاہ و عیسیٰ شاہ قابل ذکر ہیں۔

سید خیر محمد شاہ کا خاندان بھی ہولڑ میں خاص وقعت رکھتا ہے اُن کے دو فرزند تھے۔ نور محمد شاہ و جمیل شاہ، نور محمد شاہ کے فرزند جمیل شاہ کے حسب ذیل چار فرزند تھے۔

(۱) سید محبت شاہ اُن کی اولاد میں محبوب شاہ ہے اور وہ نڑیولہ میں ہے، (۲) سید مدد شاہ اُن کے فرزند عالم شاہ و لعل شاہ علاقہ راجوری میں آباد ہیں، (۳) سید مراد علی شاہ اُن کا فرزند قائم شاہ ہے (۴) سید محمد شاہ اُن کی اولاد حسب ذیل ہے۔ امیر شاہ، نیاز علی شاہ، رحمت شاہ، جیون شاہ، یوسف شاہ یہ سب زراعت کے علاوہ ملازمت بھی کرتے ہیں۔

اسی خاندان میں سید معصوم شاہ کے فرزندان محمد شاہ و امیر شاہ اور ولی شاہ کے فرزند عبداللہ شاہ قابل ذکر ہیں۔

موضع کیاٹی کلاں

اس موضع میں آج سے قریباً ساٹھ سال پیشتر سید غلام رسول شاہ خلف سید جعفر شاہ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

گروہ سادات میں ایک معزز بُزرگ تھے۔ ابتداء میں قومی معافی کے سند پیر صاحب سوہاویؒ کی بابرکت شمولیت سے مرحوم ہی نے حکومت پونچھ سے حاصل کی۔ آپ ایک مرتبہ سیر کرتے ہوئے کابل جا نکلے وہیں انتقال بھی کر گئے۔ مزار بھی اُسی جگہ ہے۔ کہا جاتا ہے کہ والئے افغانستان نے اپنے ایک ارشاد کے مطابق آپ کے نام سہ وار خروار بتریزی غلہ" عِندَاللہ و عِندَاللہ سُول مقرر کر دیا تھا۔ اِن کے دو بھائی اور تھے۔ ایک میر حسین شاہ جو سید غلام رسول شاہ کی وفات کے بعد کابل اور کابل سے گردیز گئے۔ اور وہیں لاولد انتقال کر گئے۔ دوسرے فضل شاہ جن کے پوتے سید عنایت اللہ شاہ جو سید فتح شاہ کے فرزند ہیں پٹواری ہیں۔ راجہ موتی سنگھ نے بھی ۱۹۲۷ء میں سید غلام رسول شاہ عرف رسول شاہ کے نام معمولی ساز رجاگیر مقرر کر رکھا تھا۔ جو اُن کے پوتے یعنی سید امام شاہ کے فرزند سید معصوم شاہ لیتے رہے ہیں۔ اب سید معصوم شاہ کا فرزند سید شفیع اللہ شاہ اِس موضع کا اعلیٰ نمبردار ہے۔ اِمام شاہ کا ایک بھائی جعفر شاہ تھا۔ اِس کا فرزند رحمت اللہ شاہ موجود ہے۔ معصوم شاہ کے بھائی فقیر شاہ کے بیٹے کا نام انور شاہ ہے جو پٹوار کا امتحان پاس ہے اور اُس وقت گاؤں کا امام اور نکاح خوان بھی ہے۔

اس گاؤں میں تین نمبردار ہیں سب سے اعلیٰ شفیع اللہ شاہ ہے (۲) نور احمد شاہ ولد کرم شاہ (۳) اسماعیل شاہ ولد بہلول شاہ۔

اس موضع کے سادات گرویزیہ میں کئی اصحاب بعہدہ پٹوار ملازم ہیں۔ مثلاً منشی عنایت اللہ شاہ، منشی محرم شاہ، سید ولی شاہ، سید مہتاب شاہ، منشی محمد صدیق شاہ، منشی امیر شاہ، منشی سید عنایت علی شاہ۔ اس خاندان میں سب سے پہلے پٹواری منشی سید عالم شاہ تھے۔ منشی محمد صدیق شاہ پٹواری آپ ہی کے فرزند ہیں۔

ان کے علاوہ حزب ذیل اصحاب قابل ذکر ہیں۔ سید صدر شاہ ولد سید جعفر علی شاہ، سید مولوی عبدالحمید شاہ جو نہایت خلیق اور نیک مزاج ہیں۔ اور مسلمان لڑکوں کی دینی تعلیم میں مصروف

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

رہتے ہیں۔ حافظہ سید مبارک شاہ ضعیف العمری کے باوجود قرآن کے تعلیم سے بچوں کو مستفیض کر رہے ہیں۔ سید نورالحسن شاہ جعفری گردیزی خلف حوالدار میجر سید مدد علی شاہ مرحوم بھی مسادات گردیزیہ کے ایک روشن خیال نوجوان ہیں جو بہ سلسلہ ملازمت رزمک علاقہ وزیرستان میں مقیم ہیں۔

سید کرم شاہ بھی اِس موضع کے ایک مشہور بُزرگ تھے۔ اُن کے حسب ذیل تین فرزند تھے (۱) سید فضل شاہ (۲) سید پیر شاہ (۳) حاجی سید عالم شاہ۔ اِن کی اولاد حسب ذیل ہے۔ (۱) کی اولاد میراں شاہ، لطیف شاہ، نورحسن شاہ، عبدالحسین شاہ، مصطفیٰ شاہ، (۲) کی اولاد سید اشراف شاہ (۳) کی اولاد جو حج بیت اللہ سے فارغ ہو کر مدینہ طیبہ ہی میں قاصد اجل کو لیب کہہ گئے۔ گلزار شاہ، منشی محرم شاہ پٹواری میر شاہ عبدالحسین شاہ۔

اِس موضع میں سید دیوان شاہ بھی ایک مدبر ہستی تھے۔ آپ کے اولاد میں سید ادریس شاہ، مولوی ابراہیم شاہ، عظمت اللہ شاہ، ودواؤ دشاہ قابل ذکر ہیں۔ خصوصاً سید ادریس شاہ اپنے بھائیوں میں اپنی علمدرستی اور ہمدردیئے خلائق کی وجہ سے درجہ اختصاص رکھتے ہیں۔

موضع کیاٹ کلاں میں سید زبیر شاہ پہلے بُزرگ سادات گردیزیہ تھے جنہوں نے نمبرداری حاصل کی۔ آپ کے تین فرزند حسب ذیل تھے۔ عالم شاہ، سمندر شاہ، فضل شاہ، عالم شاہ کا فرزند نادر شاہ تھا۔ اُن کے فرزندان بلور شاہ و مہر شاہ ہیں۔ اوّل الذکر فوت ہو چکا ہے جس کے چھ فرزندوں میں فیروز شاہ و جنید شاہ قابل ذکر ہیں۔

سمندر شاہ کے دو فرزند ہیں کرم شاہ و بالا شاہ، کرم شاہ اپنی برادری میں ممتاز درجہ رکھتا تھا۔ آپ کے تین فرزندوں میں سید احمد شاہ فیاض طبع اور نمبردار ہے۔ اور اِس کا لڑکا رحمت شاہ لکھا پڑھا ہے۔ نور عالم شاہ فوت ہو چکا ہے۔ اور اِس کا لڑکا محمد حسین زیر تعلیم ہے۔ سید بالا شاہ کا بھی ایک فرزند بنام دیدار شاہ موجود ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سید فضل شاہ کے چھ فرزندوں میں ولی شاہ، محمد یعقوب شاہ، امیر شاہ، گُل بہادر شاہ، نعمت علی شاہ قابل ذکر ہیں۔ سید محمد یعقوب شاہ نہ صرف کیاٹ کی برادری میں بلکہ تمام سادات گردیزیہ میں خاص عزت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ سب بھائی صاحب اولاد ہیں۔

سادات گردیزیہ موضع ڈھنڈی کیاٹ

مہاراجہ گلاب سنگھ کے زمانہ میں سید اکبر شاہ سادات کے ایک مشہور بُزرگ تھے۔ مہاراجہ نے ان کو خلعت بھی دیا تھا۔ آپ کے فرزندوں میں سید جامل شاہ ایک بڑی شخصیت کے مالک تھے۔ نمبرداری سب سے پہلے آپ ہی نے حاصل کی۔ اب آپ کے فرزند میر عالم شاہ نمبردار ہیں۔

علاوہ ازیں دیدار شاہ (فرزند میر عالم شاہ) ملازم محکمہ فارسٹ سید دیوان شاہ، سید امیر شاہ، بہادر علی شاہ اور سید لطیف شاہ والف شاہ (نبیرگاں سید ہست علی شاہ و پسران سید فضل شاہ) سید عطر شاہ نمبردار۔ بلور شاہ وعلی شاہ (پسران سید نور شاہ) قابل ذکر ہیں۔

سید فتح علی شاہ بھی یہاں ایک بُزرگ تھے۔ اُن کے اولاد میں سید عظیم شاہ، منشی ابراہیم شاہ مدرس محکمہ تعلیم۔ علی اکبر شاہ اور محمد اکرم شاہ قابل ذکر ہیں۔

اسی موضع کے ایک گردیزی سید عبدالحمید شاہ ضلع راولپنڈی کے ایک موضع اُپن میں جاکر آباد ہوگئے ہیں۔

موضع ڈھنڈی میں سید مقبول شاہ کے خاندان میں اصحاب ذیل قابل ذکر ہیں۔ سید محمد شاہ، سید رحمان شاہ، سید لقمان شاہ، سید ہدایت شاہ، سید گُل احمد شاہ، سید علی اکبر شاہ، سید عبیداللہ شاہ، کیاٹ خورد میں محمد امین شاہ بھی ایک قابل ذکر ہستی ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سادات گردیزیہ سروپدھر

سید ستار شاہ جو موضع پدھر کے بانی تھے۔ بڑے بارعب اور بارسوخ بُزرگ گذرے ہیں۔ آپ کی ذُریات پدھروسر میں موجود ہے مشہور افراد کے نام حسب ذیل ہیں۔ محمد نور شاہ، قطب شاہ، حاجی شاہ، ولی محمد شاہ، نور محمد شاہ، فیض عالم شاہ، میر عالم شاہ، قاضی بہادر شاہ، عثمان شاہ، عبداللہ شاہ، عنایت شاہ، نور احمد شاہ، گُل احمد شاہ، الف شاہ، امیر شاہ، میر عالم شاہ، نوبت شاہ، نور حسین شاہ، مبارک شاہ، محمد سرور شاہ، غریب شاہ، میر عالم شاہ، میر حسین شاہ، علی اکبر شاہ، قاضی بہادر شاہ۔

سادات گردیزیہ موضع ٹائین

سید مقصود علی شاہ یہاں ایک مشہور بُزرگ تھے۔ اُن کے خاندان کے مشہور افراد حسب ذیل ہیں۔ محمد شاہ، مبارک شاہ، نور عالم شاہ، اکبر شاہ، فیض عالم شاہ، پنشنر اور سید قاضی الف شاہ جو قومی تحریکوں میں دل کھول کر حصہ لیتے ہیں۔

سید ولایت شاہ کا گھرانہ بھی ٹائین میں خاص عزت و وقعت کی نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ آپ کی اولاد میں میر محمد شاہ نمبردار مرحوم یعقوب شاہ ملٹری جمعدار مرحوم الف شاہ، ابراہم علی شاہ، حوالدار، اسماعیل شاہ قابل ذکر ہیں۔

علاوہ ازیں یہاں کی سادات برادری میں اصحاب ذیل بھی ممتاز سمجھے جاتے ہیں۔ نیاز شاہ پنشنر حولدار۔ ابراہیم شاہ پنشنر، بلور شاہ، رحمت شاہ، سداول شاہ، سمندر شاہ، قاضی احمد نور شاہ، محبت شاہ، نور عالم شاہ ولد کرامت شاہ اور پہلوان شاہ۔

سادات گردیزیہ موضع باڈیار

یہاں سید امیر شاہ اپنے زمانہ میں برادری کے سرکردہ اور سردار تھے۔ رقبہ باڈیار

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

وبسارہ آپ ہی کا آباد کردہ ہے۔آپ کے پوتے سید علی شاہ بھی ایک مشہور بُزرگ تھے۔آپ کے اولاد میں فقیر شاہ، مبارک شاہ، والم شاہ پریذیڈنٹ بینک، دیدار شاہ، المنان شاہ، امیر شاہ، نور محمد شاہ بی۔اے کلاس اور سید شاکر شاہ اتفاق واتحاد کی جیتی جاگتی تصویریں ہیں۔اِن میں سید عالم شاہ اسیسر ہیں۔مندرجہ صدر برادران اسلئے خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔کہ انہوں نے تن تنہا محض ملازمت سے سرپرصد ہا روپے صرف کر کے اپنے چھوٹے بھائی نور محمد شاہ کو بی۔اے تک تعلیم دلائی ہے۔یہ فیملی اپنے علاقہ میں دیگر سب سادات سے زیادہ بارسوخ اور معزز ہے۔

باڈیار سنگڑ میں سید مہر شاہ بھی ایک مشہور ہستی ہو گذرے ہیں۔ان کی موجودہ نسل میں سید عالم شاہ، سید فقیر شاہ، سید عطر شاہ، سید زمان شاہ قابل ذکر ہیں۔

سید لعل شاہ بھی یہاں ایک بُزرگ حکومت اور پبلک میں بڑے بارسوخ تھے حکومت کی طرف سے متعدد بار آپ کو دستار عطا ہوئی ہے آپ کی ذُریات میں قاضی سید فقیر شاہ امام دیہہ ہیں۔آپ نے ایک پختہ مسجد بھی تعمیر کرائی ہے۔

سادات گردیزیہ موضع سرچھ

سرچھ کی پختہ عالیشان مسجد اور حضرت خواجہ رستم علی شاہؒ کے روضہ کی پختہ عمارت آپ کے فرزند سید محمد امیر شاہ ہی کی بلند ہستی کا نتیجہ ہے۔سید محمد امیر شاہ چند سال ہوئے وفات پا چکے ہیں۔آپ کا عُرس آپ کے فرزند محمد سعید شاہ کے اہتمام سے ہوتا ہے قبل از بندوبست پیر رستم علی شاہؒ کے نام پچاس روپے کی جاگیر تھی بندوبست میں جاگیر پٹہ کی صورت میں تبدیل ہوگئی۔اور اب وہ پٹہ نمبرداری آپ کے پوتے سید حبیب اللہ شاہ (خلف فضل الٰہی شاہ) کے نام پر ہے۔

مولوی فیض عالم شاہ جو حضرت پیر رستم علی شاہؒ کے خلف ارشد ہیں۔ایک مستند عالم

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہونے کے علاوہ سلوک وتصوف کے رموز سے واقف اور حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی کے خلیفہ ہیں۔ آپ اپنے ولد محترم کے سجادہ نشین اور قاضی دیہہ اور مفتی ہیں۔ حضرت پیر صاحب کا عُرس ہر سال ۶/رجب کو دھوم دھام سے ہوتا ہے۔ جس کے اخراجات میں سجادہ نشین کے علاوہ حضرت مرحوم کی اولاد ذیل بھی حصہ لیتی ہے۔ طفیل حسین شاہ، غلام حسین شاہ، حبیب اللہ شاہ، محمد عزیز شاہ، نبی شاہ، یعقوب شاہ، یاسین شاہ، عبدالرحیم شاہ۔

اس موضع میں سید نیاز شاہ بھی ایک بُزرگ گردیزی سادات سے تھے۔ اُن کے فرزندان سید بیر شاہ وسید کمال شاہ کی اولاد خوب پھلی پھولی ہے۔ سید بیر شاہ کے تین فرزند تھے نادر شاہ، امام علی شاہ، بہادر شاہ، نادر شاہ کے بھی تین فرزندوں کرم شاہ، ولایت شاہ، ابراہیم شاہ کے باپ تھے۔ تینوں بھائی صاحب حیات ہیں۔ امام علی شاہ کے بھی تین فرزند حسب ذیل ہیں۔ (۱) عمران شاہ، (۲) عالم شاہ، (۳) زبیر شاہ۔ عمران شاہ اپنی برادری میں سر کردہ سمجھے جاتے ہیں۔ آپ کے مندرجہ ذیل پانچ فرزند ہیں (۱) نو احمد شاہ (۲) نور محمد شاہ (۳) نور حسین شاہ (۴) محمد امین شاہ (۵) نور عالم شاہ۔

سید بہادر علی شاہ کے جو سید بیر شاہ کے تیسرے فرزند ہے۔ دو صاحبزادے محترم شاہ وسمندر شاہ قابل ذکر ہے۔

سید بیر شاہ کے بھائی سید کمال شاہ کی اولاد میں سے مولوی مظفر شاہ علوم معقول و منقول میں مہارت تامہ رکھتے تھے۔ اُن کی اولاد میں سید گل احمد شاہ ومولوی سید عتیق اللہ شاہ مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کے سند یافتہ اور پونچھ کے ضیغہ نکاح خوانی میں قاضی گرداور ہیں۔

سادات گردیزیہ ہموموہڑہ واقعہ راولی

یہاں کے سادات گردیزیہ کے مورث سید محاسن تھے جن کے دوفرزندوں میں سے سید ولی شاہ کے فرزندان احمد علی شاہ واکبر علی شاہ کی اولاد اس موضع میں آباد ہے۔ سید احمد علی شاہ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

نے بزمانہ راجہ موتی سنگھ ۱۹۲۸ب میں نمبرداری حاصل کی۔ آپ سادات راولی کے سرکردہ بُزرگ تھے۔اب آپ کے فرزند سید احمد شاہ نمبردار ہیں۔ جن کے حسب ذیل فرزندان موجود ہیں۔ دیوان شاہ، ابراہیم شاہ، اسمٰعیل شاہ، دیوان شاہ کے فرزند کا نام محمد یعقوب شاہ اور ابراہیم شاہ کے فرزند کا نام محمد انور شاہ ہے۔ سید اسماعیل شاہ اپنے بھائیوں میں درجہ اختصاص رکھتے ہیں۔ اور ایک بہت بڑی خود پیدا کردہ جائیداد کے مالک ہیں۔

احمد علی شاہ کے دوسرے بھائی اکبر علی شاہ بھی صاحب طریقت بُزرگ تھے۔ آپ کے فرزندان مولوی حسین شاہ، مولوی فقیر شاہ، مولوی امیر شاہ اپنے اپنے رقبہ جات میں امام مساجد اور نکاح خوان ہیں۔ مولوی حسین شاہ کے فرزند مولوی رحمت اللہ شاہ خوش بیان واعظ ہیں۔ مولوی فقیر شاہ کے فرزند کا نام مولوی قلندر شاہ ہے۔ مولوی امیر شاہ کے فرزند مولوی محبوب عالم شاہ زیر تعلیم ہیں۔

طوائف الملوکی کے زمانہ میں سید جلیل شاہ اور اُن کے فرزند سید زمان شاہ بھی سادات راولی میں نامور اور شجاع بُزرگ تھے۔ سید زمان شاہ کے فرزند نے اپنے زمانہ میں نمبرداری حاصل کی۔ اب آپ کے فرزند نعمت اللہ شاہ (جن کے فرزند کا نام گل بہادر شاہ ہے) نمبردار ہے۔

اسی خاندان میں سید متولی شاہ اور اُن کے فرزند فضل شاہ مشہور ہستیاں تھیں نور عالم شاہ و محبوب عالم شاہ انہی کی اولاد میں سے ہیں۔

سادات گردیزیہ گھیل واقعہ راولی

حکیم مولوی سید نور شاہ جو فن طب میں بھی کامل دستگاہ رکھتے تھے۔ یہاں ایک مشہور ہستی تھے۔ آپ کی موجودہ اولاد میں منشی امیر شاہ محکمہ مال میں پٹواری ہیں۔ آپ کے بھائی گل بہادر شاہ اور برادرزادہ مولوی قاضی عبدالرحیم امام دیہہ اور مستند نکاح خوان ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اسی خاندان میں حکیم فضل شاہ بھی شہرہ آفاق بزرگ تھے۔ آپ کی ذریات میں سے منشی فقیر اللہ شاہ اور مولوی قاری غوث علی شاہ قابل ذکر ہیں۔

سادات گردیزیہ ککوٹہ تحصیل حویلی

سید نور شاہ یہاں کے دولت منداصحاب میں تھے۔ سید چنن شاہ جو یہاں کے سرکردہ اور معتمد اشخاص میں سے ہیں۔ آپ ہی کی اولاد سے ہیں اور حکومت اور پبلک میں ذی عزت سمجھے جاتے ہیں۔ ۱۳ر مگھر ۱۹۸۲ب کو راجہ سکھدیو سنگھ نے آپ کو ایک خلعت عطا کیا۔ اور ۸ر چیت سمبت ۱۹۹۰ب کو موجودہ والئے پونچھ راجہ جگت دیو سنگھ جی نے آپ کو ایک دستار عطا کی۔ آپ چند دیہاتی زمیندارہ بنکوں کے پریذیڈنٹ ہیں اور پونچھ میں آپ کا شمار علاقہ کے اعلیٰ زمینداروں میں ہوتا ہے۔

سادات گردیزیہ لون ہوتر

سید حسن شاہ گردیزی کی اولاد میں سے یہاں حسب ذیل قابل ذکر اصحاب ہیں۔ مولوی نواب شاہ امام دیہہ اور مستند نکاح خواں ہیں۔ درس تدریس کا شغل ہے۔ آپ کے برادر خورد مولوی عالم شاہ واقعی ایک روشن خیال عالم اور خوش بیان مقرر تھے۔ مگر افسوس انکی عمر نے وفا نہ کی۔ محمد شاہ، امیر شاہ یہ دونوں اصحاب مولوی نواب شاہ کے حقیقی اور دیوان شاہ آپ کے عمزادہ بھائی ہیں۔

تحصیل باغ کے دیگر مواضعات کے سادات گردیزیہ

موضع واڑیالی۔ مولوی سید الف شاہ جو پونچھ کے محکمہ تعلیم میں ایک تجربہ کار مدرس ہیں۔ موضع چناٹ میں مولوی میر احمد شاہ، مولوی لقمان شاہ، سید رحیم شاہ، سید عنایت شاہ، تھلہ تمروٹہ۔ قاضی نور احمد شاہ، محمد اکرم شاہ، امیر شاہ و میر عالم شاہ، اوّل الذکر دونوں امام دیہہ ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ملوٹ میں سید میر عالم شاہ۔

کنہ موہری واقع باغ۔ سید نواب شاہ ٹائین سے ترک وطن کر کے باغ میں آ گئے اُن کا بیٹا سید احمد شاہ فوجی ملازم تھا۔ سید ولایت شاہ انہی کی ذریات میں ہے۔ اُن کے دو فرزند محمد اکرم شاہ و محمد رفیق شاہ زیر تعلیم ہیں۔

ڈھیری واقع راولی۔ یہاں مولوی سید امیر شاہ جو محکمہ مال میں ملازم ہیں۔ اور علم دوست ہیں۔ قابل ذکر ہیں۔

پدھر ونٹر یولہ۔ سید لعل شاہ یہاں کے ایک مشہور بزرگ تھے۔ اُس وقت اِن کے حسب ذیل پوتے قابل ذکر ہیں۔ اسماعیل شاہ وولی شاہ سکنائے پدھر، علی شاہ، نور احمد شاہ، عالم شاہ، امام شاہ۔

سادات گردیزیہ لہر کوٹ ضلع مظفر آباد

کشمیر کے وزرات پہاڑ کے موضع لہر کوٹ میں بھی سادات گردیزیہ معقول تعداد میں آباد ہیں۔ سید فضل شاہ یہاں کے ایک مشہور بزرگ ۱۹۶۰ء اب میں نمبردار بھی تھے۔ اب یہاں آپ کے فرزند مولوی عنایت اللہ شاہ اور سید عالم شاہ ولد نادر شاہ قابل ذکر ہیں۔

اسی خاندان میں مولوی محمد ابراہیم شاہ ایک فارغ التحصیل اور مستند عالم ہیں۔ آپ کی معاونت ہی سے سوہاوہ شریف میں پیر محبوب علی شاہ نے ایک اسلامیہ مدرسہ جاری کر رکھا ہے۔ سید سلیمان شاہ ولد سید علی شاہ بھی لہر کوٹ کے سادات خاندان کے ایک تعلیم یافتہ اور علم دوست نوجوان ہیں۔

سادات گردیزیہ کنگوٹہ سیداں ضلع راولپنڈی

شاہ منور کی اولاد میں سے اس موضع میں بھی گردیزی سادات آباد ہیں جن میں گُل زمان شاہ، بلاول شاہ اور سجاول شاہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سادات ترمذی موضع کانچری

اس برادری کے بُزرگ سید گُلاب شاہ خالصہ حکومت کے عہد میں سیالکوٹ کے محلّہ میاں پورہ کے تحصیل سدھنتی کے موضع کانچری میں آئے۔ اور یہیں سکونت پذیر ہو گئے۔ آپ عالم باعمل بیان کئے جاتے ہیں۔ آپ کی اولاد کے پاس جو خاندانی شجرہ ہے۔ اُس کے رُو سے بواسطہ امام نقی علیہ اسلام آپ کے بُزرگوں کا سلسلہ امام حسین تک چلا جاتا ہے۔ آپ کے حسب ذیل چار فرزند تھے۔ (۱) امیر علی شاہ، (۲) کرم علی شاہ، (۳) گوہر شاہ، (۴) فضل شاہ کی اولاد میں سید محمد شاہ، سردار شاہ اور مالک شاہ قابل ذکر ہیں۔ اِن میں سید محمد شاہ دینی علوم سے واقف اور امام دیہہ ہے۔ آپ کے فرزندوں میں سید معظم شاہ قابل ذکر ہے۔ سید گُلاب شاہ کے چوتھے فرزند فضل شاہ کا بیٹا سجاول شاہ بھی قابل ذکر ہے۔

سادات کا یہ خاندان جو ترمذی کہلاتا ہے۔ کافی رقبہ اراضی کا مالک ہے اور یہ دگر دیزی سادات سے بالکل الگ قبیلہ ہے اور تحصیل سدھنتی میں رہتا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

باب سوم

قریش

قریش کے وجہ تسمیہ "تواریخ اقوام کشمیر" میں تفصیل سے لکھی جا چکی ہے ہم یہاں یہ بتانا چاہتے ہیں کہ یہ لفظ سب سے پہلے کس نام کے ساتھ آیا۔

خاتم الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ تمام مورخین کے نزدیک عدنان تک متفقہ طور پر درست اور صحیح[1] ہے۔ آنحضرت صلعم عدنانؔ سے اکیسویں پشت میں تھے۔ اور عدنان کا شجرہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تک چالیسویں پشت میں جالتا ہے۔

عدنان سے آٹھویں پشت میں نظر بن کنانہ اور نانویں پشت میں مالک بن نظر ہوئے ہیں۔

مولف[2] رسالہ افادہ سفینہ بلاغت نوشتہ عبدالرحمٰن ثریا کے حوالہ سے لکھتے ہیں کہ حضرت مالک اصابت رائے اور شجاع و جوانمرد تھے۔ اِن کی خوش تدبیری کی وجہ سے اُس زمانہ

---

[1] رسالہ افادہ ۲۸ رفروری ۱۹۱۷ء صفحہ ۸ بحوالہ سفینہ بلاغت جس کی عبادت حسب ذیل ہے "حضرت عدنان آخری وہ بزرگ ہیں جن تک نسب نامہ نبوی بلا اختلاف ہے۔ اِن کے بعد ناموں میں کہیں کہیں رادیوں میں اتفاق نہیں رہا" اِس اختلاف کو سرسید احمد خان بھی تصانیف احمدیہ حصہ اول جلد دوم صفحہ ۲۸۲ و ۲۸۳ پر تسلیم کیا ہے۔

[2] نواب حاجی محمد اسماعیل خان (آگرہ) فیلو الہ آباد یونیورسٹی اس رسالہ کے ایڈیٹر تھے۔ یہ رسالہ چار پانچ سال تک جاری رہ کر ۱۸ء یلہ ۱۹ء میں بند ہو چکا ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کے قبائل عرب جو کئی فرقوں میں منقسم تھے۔ متحد ہو گئے تھے۔ اس لئے اِن کا لقب قریش ہو گیا۔ اور آپ کی نسل قریشی کہلائی۔ مالگ کے ایک فرزند فہر تھے جن کی گیارھویں پشت میں ہمارے رسول کریم صلی اللہ علیہ سلم کا اسم مبارک آتا ہے۔ مدارج النبوت اور مرأت العبد میں لکھا ہے کہ قریش دراصل فہر کا لقب ہے۔ اور وجہ تسمیہ لفظ قریش کی یہ بیان کی جاتی ہے کے قریش[1] کے معانی جمع ہونے کے ہیں۔ چونکہ حضرت فہر کی اولاد کتبہ اللہ شریف کے گرد جمع رہتی تھی۔ اس لئے آپ کا لقب قریش ہو گیا۔ احمد جودت پاشا کی کتاب قصص الانبیا میں بھی یہی لکھا ہے کہ حضرت فہر کی اولاد و اصفاد کو قبیلہ قریش کہتے ہیں۔ بہر حال قریش کا لقب سے پہلے مالک یا اُس کے فرزند فہر کے نام رائج ہوا ہے۔ اِن کی اولاد عبد مناف، ہاشم، عبد المطالب وغیرہ جو ہمارے رسول کریمؐ کے جد امجد تھے۔ سب قریش کہلاتے تھے اور اسی لحاظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی قریش بلکہ سید القریش تھے۔

عباس قریشی حضرت عباس عم رسولؐ اللہ کی اولاد سے ہیں۔ حضرت عباس کی ذُریات میں سب سے پہلے ابوالعباس[2] نے قبیلہ بنوامیہ کے خلیفہ مروان ثانی کو قتل کر کے عباسیہ سلطنت کی بُنیاد ڈالی۔ یہ سنہ ۱۳۲ھ کا واقعہ ہے۔ سوا پانچ سو سال کے بعد خلافت عباسیہ کے آخری تاجدار معتصم باللہ کو ۶۵۶ھ میں ہلاکو خان نے شہید کر دیا۔

عباسیوں اور امویوں کو چپقلش کے دوران میں اور زوال بغداد اور تباہیٔ خلافت عباسیہ کے بعد عباسیوں اور امویوں کے کئی خاندان بغداد اور دیگر عرب ممالک سے تباہ حال ہو کر ایران اور ہندوستان[3] اور دیگر ممالک میں پھیل گئے۔

---

[1] صاحب غیاث الغات نے قریش کے معانی جیسا کہ ''تاریخ اقوام کشمیر میں بھی درج ہے یہ بتائے ہیں۔ قریش ایک بحری جانور کا نام ہے جو عظیم الجثہ ہے اور تمام دریائی جانوروں پر غالب ہے۔ چونکہ یہ قبیلہ عرب کے باقی قبائل پر فوقیت رکھتا تھا۔ اس لئے یہ قریش کے نام سے موسوم ہوا۔ [2] ابوالعباس بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس۔ [3] ہندوستان کے صوبہ یوپی میں ایک قوم اعراقی کے نام سے مشہور ہے۔ اسکی تعداد بھی کئی ہزار ہے۔ اِس قوم کا ایک رسالہ بھی العراقی کے نام سے گورکھپور سے شائع ہوتا ہے لیکن وہ قوم دراصل قبیلہ قریش کی ایک شاخ ہے۔ از تاریخ ککے زئی صفحہ ۹۸۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کھوکھر قطب شاہی

اعوان قوم کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ عون قطب شاہ کی ایک بی بی زنیب نام بھی تھی۔ یہ نومسلمہ ایک کھوکھر راجپوت رئیس جس کو کھوکھروں نے راجہ کا کلک[1] لکھا ہے کی لڑکی تھی۔ اِس کے بطن سے چار لڑکے تھے سب سے بڑا مزمل علی جو کلکان کے نام سے بھی موسوم ہے۔اور کلکان کی وجہ یہ بتائی جاتی ہے کہ چونکہ اِس کی والدہ زینب کلک کی رہنے والی تھی۔اس لئے زمان علی اپنی والدہ کے بطن کے لحاظ سے کلکان کہلاتا تھا۔دوسرے فرزند کا نام دُریتیم عرف جہاں شاہ ہے جس طرح مزمل علی کے نام پر کلکان کھوکھر مشہور ہیں۔اسی طرح جہان شاہ کے نام پر کھوکھروں کا ایک قبیلہ شاہی کھوکھر کہلاتا ہے۔بی بی زینب کے بطن سے قطب شاہ کے تیسرے بیٹے کا نام دمان علی تھا۔وہ اپنی ماں کی کھوکھر گوت کی مناسبت سے زمان علی عرف کھوکھر کے نام سے موسوم تھا۔ان سب بھائیوں کی اولاد قطب شاہی کھوکھر کہلاتی ہے۔

زمان علی عرف کھوکھر پہلے موسیٰ خیل میں آباد ہوا پھر کرانہ ضلع شاہ پور میں ایک رئیس کی حیثیت سے رہنے لگا۔یہ علاقہ دوآبہ چج میں دریائے جہلم و چناب کے درمیان واقعہ ہے۔رئیس کرانہ کو زمان علی نے شکست دے کر اِس کی لڑکی راجکماری بھرتھ سے نکاح کرلیا۔جو اولاد اِس رانی سے ہوئی وہ بھرت کھوکھر کہلائی۔

تاریخ نسب نامہ کھوکھراں حصہ دوم میں حضرت خواجہ شمس الدین سیال شریف کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے صاحب مصنف ملک سراج الدین احمد کھوکھر لفظ کھوکھر کی وجہ تسمیہ میں اشعار ذیل لکھتے ہیں۔

---

[1] کلک نام کا کوئی گاؤں یا قصبہ آج بھی موجود ہے یا نہیں یہ کہاں واقعہ تھا۔اِس کے متعلق خود کھوکھر بھی خاموش ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

قوم آں شمس منور ہست کھوکھر زابتدا

بعدازاں گشت سیال[۱] از سال جد باصفا

لفظ کھوکھر فی الاصل خونخوار بداندر جہاں

ہندیاں کھونکھار گفتندے بہ تخفیص زباں

پس مخفف گشت آں گردید کھوکھر مشتہر

دراصل نامش زماں شاہ است بن قطب دہر

چونکہ آں مرد بہادر بُد ہشر برو پہلواں

زاں سبب عُرفش بُدہ خونخوار مشہور زماں

مندرجہ صدا اشعار میں کھوکھر کی اصل کھونکھار اور کھونکھار کی اصل خونخوار بتائی گئی ہے۔ اِس کے متعلق ایک صاحب فرماتے ہیں۔ کہ خونخوار سے کھونکھار اور کھونکھار سے کھوکھر بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ سیدھی سادھی وجہ یہ کیوں نہ لکھادی جائے کہ زمان علی بہادر اور شجاع تھے۔ اور چونکہ دشمن کا سب مال لوٹ لیتے تھے۔ اِس لئے پنجابیوں نے اِن کا نام کھوہ کھڑ رکھ دیا۔ یعنی چھین لے جانے والا، اور کھوہ کھڑ سے کھوکھر مشہور ہوگیا۔

راقم مولف کے خیال میں کھوکھر کی وجہ تسمیہ جو ملک سراج الدین احمد نے اشعار[۲] بالا میں بیان کی ہے۔ اس لئے ناقابل قبول اور غیر مصدقہ ہے کہ ایک طرف تو یہ بیان کیا جاتا ہے کہ زمان علی کی ماں قوم کھوکھر کے راجپوت رئیس کی دُختر تھی۔ اور وہ ماں ہی کی ذات یا گوت کی نسبت سے کھوکھر کہلایا۔ دوسری طرف یہ لکھا جات ہے کہ زمان علی چونکہ ہشر برد پہلوان تھا۔ اس لئے لوگوں نے اُس کا نام خونخوار رکھ دیا۔ جو پہلے کھونکھار بنا (کیونکہ دیہاتی بے علم لوگ لفظ

---

[۱] صاحب سجادہ سیال شریف کی قوم کھوکھر عرف سیال ہے۔ سیال کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ زمان علی کی چھٹی پشت میں سال نام ایک بزرگ گذرے ہیں۔ اِن کی اولاد ضلع جھنگ میں سیال کے نام سے مشہور ہے۔

[۲] اِن اشعار کی خوبیاں بھی ملاخط سے معلوم ہوسکتی ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

خونخوار کو بالعموم کھونکھار بولتے ہیں) پھر کھوکھر نام سے موسوم ہوا۔ چونکہ تمام مورخین نے زنیب کو جو زمان علی کی والدہ اور راجہ کلک کی بیٹی تھی۔ کھوکھر قوم کی راجکماری ظاہر کیا ہے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم بہت قدیم زمانہ کی ہے اور غالباً راجپوت قوم سے کوئی کھوکھر نام کا شخص گذرا ہوگا۔ اِسی کے نام پر اِس کے والدہ کھوکھر مشہور ہوگئی ہوگی۔ زمان علی کو خونخوار بنا کر کھوکھر کی وجہ تسمیہ جو ظاہر کی گئی ہے۔ وہ مستند نہیں سمجھی جا سکتی۔

زمان علی کے دو بیٹے تھے۔ سجن اور وگھیرا۔ کھوکھر قطب شاہی یا بھرت کھوکھر سب انہی دو بھائیوں کی اولاد ہیں۔ بعض کھوکھر جسیر بھی کہلاتے ہیں۔ وہ جسیر ولد وگھیرا کی پشت سے ہیں۔

پونچھ سے جن کھوکھروں نے اپنے حالات بھیجے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو قطب شاہی کھوکھر بتاتے ہیں۔ اُن کی آبادی پونچھ کے مواضعات ذیل میں ہے نبوت، پلان، رورہ، پنچھ، جھانجل یہ سب مقامات تحصیل حویلی میں واقع ہیں۔ ماہڑہ گلوتہ، گوہلد، یہ مواضعات تحصیل مہنڈر میں ہیں۔ اُنکی رشتہ داریاں قوم اعوان اور شیوخ نومُسلم قوم قریشی پٹھان، کھکھہ وغیرہ سے بھی ہوتی ہیں۔ اِس قوم کا گذارہ زیادہ تر زراعت پر ہے۔

اِن مواضعات میں کھوکھر قطب شاہی قوم کے جو اپنے آپ کو قریشی ہاشمی بھی لکھتے ہیں۔ حسب ذیل اصحاب قابل ذکر بتائے جاتے ہیں۔ قاضی امیر علی اور اُن کے فرزندان قاضی غلام نبی عرائض نویس پونچھ (قاضی علی اکبر کھوکھر ساکن نبوت فقیر خان نمبر دار پلون، داروغہ غل شیر خان پونچھ تحصیل حویلی)۔

راقم مولف کو قوم "کھوکھر ہاشمی قریشی" کے جو حالات قاضی علی اکبر ولد قاضی امیر علی "کھوکھر" نے نبوت تحصیل حویلی سے اور جو حالات معہ شجرہ محمد شیر خان ولد کریم بخش خان "کھوکھر" نے گوہند تحصیل مہنڈر سے بھیجے ہیں۔ اِن میں دونوں صاحبوں نے یہی لکھا ہے کہ ہمارے بزرگ پنڈ دادن خان ضلع جہلم سے یہاں آکر آباد ہوئے ہیں۔ آخر الذکر نے شجرہ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

میں صرف دس نام لکھے ہیں اور اِن میں بھی کئی نام غلط ہیں۔ لیکن کھوکھر قوم کے مورخوں اور بعض دوسرے تذکرہ نویسوں نے قطب شاہ کے گیارہ فرزند لکھے ہیں یہاں تک بھی خیریت تھی کیونکہ شجروں اور نسب ناموں میں اِن کی قدامت کے لحاظ سے عموماً ایسی غلطیاں ہو جاتی ہے لیکن تعجب اس بات پر ہے کہ دونوں تذکرہ صدر صاحبوں نے قطب شاہ کی انیسویں پشت میں دادن خان کا نام لکھا ہے۔ جو شہر پنڈ دادن خان کا بانی تھا۔

یہاں صرف یہ سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر یہ شجرہ قطب شاہ کی اولاد زمان علی کھوکھر کی اولاد کا ہے۔ جو اپنے آپ کو قریشی ہاشمی کہتی ہے۔ تو اِس میں دادن خان کا ذکر کس طرح آ گیا۔ دادن خان کے بُزرگ ہندو راجپوت کھوکھر قوم سے تھے۔ دادن خان نے پنڈ دادن خان اور اُس کے پوتے احمد خان نے احمد آباد بسایا۔ اِس خاندان کے متعلق سر لیپل گریفن اپنی تصنیف رئیسان پنجاب کے صفحہ ۶۰۴ و ۶۰۵ پر لکھتے ہیں۔ "کھوکھر پنڈ دادن خان اور احمد آباد کی اونچی نسل کے راجپوت ہیں۔ بزمانہ جہانگیر دادن خان کھوکھر راجپوت نے ۱۶۲۳ء میں جنجوعوں اور جلب قوم کے راجپوتوں کو شکست دے کر نمکسرے کے موقع پر ایک شہر پنڈ دادن خان کے نام سے آباد کیا۔" اور اگر یہ صحیح ہے کہ گوہلد اور نبوت وغیرہ مقامات کے کھوکھر پنڈ دادن خان کے راجپوت کھوکھروں سے نسل اور خون کا تعلق رکھتے ہیں۔ تو وہ قطب شاہ اور اُس کے فرزند زمان علی عرف کھوکھر جو فی الواقعہ ہاشمی قریشی کھوکھر ہیں کی اولاد نہیں ہو سکتے۔

یہ صحیح ہے کہ قطب شاہی کھوکھر اور راجپوت کھوکھر۔ کھوکھر لفظ کی وجہ سے آپس میں بہت کچھ غلط ملط ہو گئے ہیں۔ لیکن جو شخص قطب شاہی کھوکھر ہونے کا دعوے کرتا ہے اور اپنے شجرہ اور اپنے بُزرگوں کے حالات میں دادن خان مُسلمان کھوکھر راجپوت کا ذکر کرتا ہے وہ تو یقیناً قطب شاہی کھوکھر نہیں ہے۔

دھنیال علوی قریشی

کوہ مری اور راولپنڈی کی تحصیلوں میں ایک قوم دنیال آباد ہے جو اپنا سلسلہ محمدؐ بن

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

الحنفیہ حضرت علیؓ کے ساتھ ملاتی ہے۔ شاہ محمد حنیف سے آٹھویں پشت میں ایک بزرگ دھنی پیر کا نام لیا جاتا ہے۔ اسی کے نام پر اس کی اولاد دھیال کے نام سے مشہور ہے۔ جو ضلع راولپنڈی کے علاوہ ضلع ہزارہ میں بھی آباد ہے اور قریشی علوی کہلاتی ہے۔ تحصیل راولپنڈی میں اِس قوم کے پندرہ اور تحصیل کوہ مری میں تیرہ چوداں گاؤں ہیں جن میں پچاس سے زیادہ نمبردار تین ذیلدار اور اسی قدر انعام خوار ہیں۔ ہندوستانی افواج میں بھی اس قوم کی معقول تعداد ہے۔ عام فوجی ملازموں کے علاوہ چالیس تو کمیشن افسر ہی بیان کئے جاتے ہیں۔

فتح خان کے جو دھنی پیر سے پانچویں پشت میں تھا۔ دو فرزند تھے بجن خاں و جوہد خاں۔ سید خان جس کے نام پر سیدال دھنیال قوم مشہور ہے جوہد خاں کا پوتا تھا۔ اور بجن خاں کی پانچویں پشت میں بیگو خان ایک شخص ہوا ہے۔ چک بیگووال جو ضلع راولپنڈی میں ہے۔ اسی کا آباد کردہ بتایا جاتا ہے۔ اِس کی اولاد بیگو واہل دھنیال کہلاتی ہے۔ اس کی آٹھویں پشت سے براس خاں ایک شخص اپنے دنیال بھائی بندوں کے پاس ملوٹ میں آ کر آباد ہو گیا۔ اس کی اولاد سے ملوٹ میں اب پندرہ سولہ گھر موجود ہیں۔ اس شاخ میں سردار خیر محمد خاں ڈوگرہ حکومت کے اوائل عہد میں ایک نمایاں شخصیت رکھتا تھا۔ ملوٹ کی نمبرداری سب سے پہلے اسی نے حاصل کی۔ اس کے پوتے حشمت خاں نمبردار ولد میر ولی خان کے حسب ذیل تین فرزند ہیں۔ شیر دل خاں نمبردار، گل احمد خاں، رحمت اللہ خاں، گل احمد خاں لکھا پڑھا نوجوان ہے۔ زمینداری کے علاوہ تجارت بھی کرتا ہے۔ اس کے فرزندان محمد ایوب خان و محمد آزاد خاں میں اول الذکر زیر تعلیم ہے۔ اس شاخ میں اور بھی کئی اصحاب ہیں مثلاً فیروز الدین، فقیر اللہ، پہلوان، میر احمد، محمد یوسف اسماعیل وغیرہ۔

اسی شاخ سے ایک گھر تحصیل حویلی کے موضع بانڈی چیپیاں (منشی لال دین خاں) اور ایک گھر موضع کنکوٹ میں (میر محمد خاں) آباد ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

دھنی پیر کی آٹھویں پشت میں سید خاں نام ایک دنیال ضلع راولپنڈی کے موضع پھم تراڑ سے تحصیل باغ کے موضع ملوٹ میں نقل مکانی اختیار کرتا ہے اور اس کی اولاد اس کے نام پر سیدال دنیال مشہور ہو جاتی ہے اس شاخ میں اس وقت پندرہ بیس گھر ملوٹ میں موجود ہیں جن میں سردار ناصرو خاں خود بھی اور اِس کا بیٹا شیر علی خاں بھی نمبردار تھا۔ اب ناصرو خاں کا پوتا اقبال خاں پنجوترہ خوار اور معافی دار ہے۔ اقبال خاں کا چچازاد بھائی مشیر دل خاں بھی قابل ذکر ہے۔ سردار بہادر علی خاں اور اِن کے فرزند متولی خاں بھی اپنی برادری میں وقار خاص رکھتے تھے۔ متولی خان کے دو فرزند منشی غلام حسین خان و بالا خاں موجود ہیں۔

اِن کے علاوہ چند اور نام بھی ہیں جن کا ذکر بوجہ طوالت قلم انداز کیا جاتا ہے۔

اس قوم کے دنیال اور قریشی[1] علوی ہونے کی تصدیق راولپنڈی کے کئی ناموں دنیال انڈین افسروں نے بھی کی ہے جن میں سے صرف دو نام ذیل ہیں درج کئے جاتے ہیں۔ کپتان مانا خان سردار بہادر جاگیردار پراونشل درباری آنریری ای۔ اے۔ سی ممبر ڈسٹرکٹ سولجر بورڈ چیف آف دنیال راولپنڈی کپتان ٹکا خان سردار بہادر و تلوار بہادر اے۔ ڈی۔ سی کمانڈر انچیف انڈیا آرمی سابق اردلی افسر ملک معظم ساکن موضع کرور تحصیل کوہ مری۔ اس قوم کی آبادی پونچھ میں تو غالباً دو سو نفوس سے زیادہ نہیں ہے لیکن ضلع راولپنڈی میں ۵۰۔ ۶۰ ہزار کے قریب بتائی جاتی ہے۔

پونچھ میں بھی یہ قوم زراعت پیشہ ہے۔ اور اپنی ملکیت رکھتی ہے اس کا ناطہ رشتہ کھکھ، تیزیالؔ اور سدھنؔ وغیرہ اقوام سے ہوتا ہے۔

قریشی صدیقی

حضرت ابوبکر صدیق ؓ اکبر خلیفہ اول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اولاد و ذُریات قریشی

[1] دنیال قوم کے متعلق جسکے نام پر تحصیل چکوال کا علاقہ دھنی مشہور جو مصنف راجپوت گوتین لکھتا ہے۔ "یہ قوم راجپوت ہے لیکن غالباً کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ مصنف خود شعبہ میں ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

صدیقی کہلاتی ہے۔ جو عرب کے علاوہ اسلامی ممالک اور ہندوستان کے ہر گوشہ میں پھیلی ہوئی ہے۔ پونچھ کے بعض قریشی صدیقی خاندانوں کی آمد اور آبادی کا پتہ ۱۸۰۶ء سے ماقبل ملتا ہے قاضی محمد عزیز الدین جو جیل پریس میں ہیڈ کاتب ہیں اپنے گرامی نامہ ۹۱/۱۱ ھ ب میں اطلاع دیتے ہیں کہ اُن کے بُزرگ دہلی سے راجوری اور راجوری سے پونچھ اس زمانہ میں آئے۔ جب پونچھ کا ناز رُستم نگر اور پونچھ کے حکمران کا نام راجہ رستم خان تھا۔

پونچھ میں اس خاندان کے افراد راجپور منڈی، چنڈک، سمیوٹ، سورنکوٹ اور درابہ میں آباد ہیں۔ اور چند گھر پونچھ میں بھی ہیں۔ علاوہ ازیں تحصیل راجوری کے مواضعات تھنہ منڈی، بھنگائی، لاہ، ساج، شاہدرہ اور راجوری وغیرہ میں بھی اس خاندان کے کئی گھر آباد ہیں۔

راجپور منڈی کی شاخ سے قاضی حبیب اللہ، قاضی احمد اللہ، قاضی رفیع اللہ، قاضی ثنا اللہ، قاضی حمید اللہ، قاضی عطا اللہ، قاضی عبداللہ، قاضی فضل دین، قاضی عزیز دین، قاضی سراج دین، قاضی محمد اکرم، قاضی شاہ محمد، قاضی غلام محمد، قاضی حسن محمد، قاضی شیر محمد، قاضی نجیب اللہ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

چنڈک والی شاخ سے قاضی بدر الدین آڈیٹر محکمہ کسٹم قاضی صدر الدین سارجنٹ پولیس دھرم سال۔ بابو محمد دین لفٹننٹ سیکنڈ بیٹری ستواری جموں قاضی نجیب اللہ۔ قاضی نظام الدین، قاضی محمد الدین، قاضی حبیب اللہ، قاضی فقیر اللہ، قاضی فیض محمد، قاضی قمر الدین، قاضی شمس الدین، قاضی نذیر الدین کا نام قابل ذکر اصحاب میں لیا جاتا ہے۔

سموٹ والی شاخ سے قاضی محمد عزیز الدین ہیڈ کاتب پریس جیل پونچھ اِن کے فرزند ماسٹر محمد حسام الدین و ماسٹر محمد فخر الدین، محمد ضیا الدین سٹوڈنٹ ہائی سکول، محمد ریاض الدین اور آپ کے برادر زادگان قاضی عبدالخالق۔ قاضی عبدالحمید، منشی لال دین مرحوم (ناظر محکمہ مال) منشی احمد دین واصلباقی نویس صدر تحصیل حویلی۔ قاضی قمر الدین و ظہیر الدین و عبیر الدین پسران منشی شرف الدین مرحوم کا نام خاص طور پر لیا جاتا ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سورنکوٹ والی شاخ میں قاضی جلال الدین مرحوم اچھی حیثیت رکھتے تھے۔

درابہ کی شاخ میں قاضی عطا محمد، قاضی غلام نبی معلم دینیات۔ مولوی عبدالسلام، مولوی فاضل عربی مدرس ہائی سکول پونچھ، قاضی محمد دین معلم دینیات ممتاز پوزیشن کے مالک ہیں۔

خاص پونچھ کی شاخ میں قاضی پیر بخش سابق ملازم محکمہ ری سپشن حال پنشنر معہ پسران قاضی عزیز الدین وغیرہ اور قاضی بدرالدین، قاضی احمد الدین، قاضی محمد الدین وغیرہ اصحاب اپنی برادری میں درجہ اختصاص رکھتے ہیں۔

راجوری کی شاخ میں اصحاب ذیل کا نام لیا جاتا ہے۔ قاضی غلام محی الدین مرحوم، قاضی غلام حسین رئیس مرحوم، قاضی فیض اللہ، قاضی سعید اللہ، قاضی فقیر اللہ، قاضی بشیر اللہ، قاضی امان اللہ، قاضی امین اللہ سکنائے خاص راجوری قاضی عبدالرحمان، قاضی عبداللطیف پسران قاضی غلام مصطفٰے مرحوم سکنہ تھنہ منڈی، قاضی ثنا اللہ، قاضی عطا اللہ پسران قاضی رستم دین مرحوم سکنہ بھنگائی، قاضی حیات بخش وغیرہ اصحاب سکنائے لاہ ساج۔

یہ خاندان زراعت پیشہ اور عام طور پر خواندہ ہے۔ قومی عصبیت بھی اس میں کافی ہے۔ رشتے ناطے اُن کے آپس ہی میں ہوتے ہیں۔

قریشی ہاشمی

یہ خاندان جس کا جسی و نسبی تعلق حضرت بہارالحق ملتانی کے ساتھ بیان کیا جاتا ہے۔ پونچھ کے مواضعات اُچھاہد، گاہی، فاگلہ، دیگوار تیڑواہ وغیرہ دیہات تک پھیلا ہوا ہے۔

اُن کے بُزرگ ملتان سے وٹلی ضلع جہلم میں آئے۔ وہاں سے پیر شمس الدین نے علاقہ پونچھ میں سکونت اختیار کر کے موضع اچھاہد کی پہاڑی کے دامن میں اپنا مکان بنایا۔ پیر علی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

شاہ نمبردار انہی کی اولاد سے ہیں اور ایک وسیع رقبہ اراضی کے مالک ہیں۔ اُن کے بڑے بھائی کا نام پیر رکن الدین عرف پیر وڈا ہے۔ اعلیٰ نسل کی گھوڑیاں رکھنے کے بڑے شوقین تھے۔ مزار آپ کا اچھاہد میں ہے۔ آپ کے برادر زادہ پیر منور شاہ درباری ہیں اور حکام اور پبلک میں وقعت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں۔ حال ہی میں آپ نے تبلیغی سلسلہ میں مواضعات منکوٹ، دبڑاج، بھاڑکس (میدان) اور گوہلد کے قریبا میں تین سوخاکروبوں کو مُسلمان کیا ہے۔

پیر مہتاب شاہ مرحوم سکنہ گاہی اسی خاندان کے ایک معزز فرد معافی دار اور حکام رس اور بہت سی اراضیات کے مالک تھے۔ پیر حسین شاہ اور پیر غلام غوث شاہ آپ ہی کے فرزند ہیں۔ مریدوں کا سلسلہ کشمیر تک پھیلا ہوا ہے۔

فاگلہ علاقہ سورن میں پیر اعظم شاہ مرحوم کا نام جو نمبردار بھی تھے۔ بڑی عزت سے لیا جاتا ہے۔ اُن کی اولاد میں پیر فضل شاہ جو بڑے صاحب مروت بزرگ ہیں اور پیر محمد شاہ، پیر اللہ نور شاہ، پیر محمد عظیم شاہ اور پیر محمد حسن شاہ ممتاز اصحاب ہیں۔ اِن کی اراضیات بھی کافی ہیں اور فاگلہ کی نمبرداری بھی انہی کے پاس ہے۔

دیگواز تیڑواہ تحصیل حویلی میں پیر چن شاہ، پیر محمد شاہ اور پیر فضل شاہ قابل ذکر ہیں جن کی اراضیات بھی کثیر تعداد میں ہیں۔ اور جن کے ارادت مندوں کی بھی بہت معقول تعداد ہے۔

اس خاندان کے تمام ممبروں کو نسلاً بعد نسلاً اچھی اچھی نسل کے گھوڑے رکھنے کا شوق ہے۔

خاندان قاضی فقیر محمد پنشنر سپرانٹڈنٹ پولیس

آپ کے دادا قاضی شیر علی پنجاب کے نامور علماء میں شہرت خاص رکھتے تھے۔ درس تدریس اُن کا شغل خاص تھا لیکن طبیعت چونکہ "سیلانی" پلائی تھی۔ اس لئے پونچھ کے رستے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

عازم کشمیر ہو گئے۔ جب حدود پونچھ میں پہنچے تو دیکھا کہ سارے کا سارا علاقہ مُسلمان ہونے کے باوجود جہالت و گمراہی میں مبتلا ہے۔ مُسلمانوں ہی کے گھروں میں اسلام کی یہ دردناک کیفیت دیکھ کر دل پر ایک چوٹ سی لگی۔ کچھ علاقہ کے لوگوں نے خواہش ظاہر کی۔ کچھ خدمت اسلام کے جذبہ نے آگے قدم اُٹھانے سے روک دیا۔ چنانچہ آپ مقام تاہی تتہ پانی میں اقامت گزین ہو گئے۔ یہ اُس زمانہ کا ذکر ہے جب کہ پونچھ میں بے آئینی (آپ راجی حکومت) کا دور دورہ تھا۔ اور اکثر قومیں لوٹ مار پر گذارہ کیا کرتی تھیں۔

قاضی شیر علی نے لوگوں کو تعلیم اسلام سے واقف کرنے کے لیے درس تدریس کا کام شروع کر دیا۔ اپنے اخلاق اور علم و فضل کی وجہ سے بہت تھوڑے دنوں میں وہ دور و نزدیک مشہور ہو گئے۔ آپ نے اپنے طرز عمل سے صدہا لوگوں کی جو برائے نام مُسلمان تھے۔ کایا پلٹ کر دی چونکہ آپ نے آئندہ کے لئے مستقل طور پر زمین پونچھ ہی کو وطن بنالیا تھا۔ اِس لئے ایک فاروقی قریشی قبیلہ کے ہاں آپ کی شادی ہوگئی۔ آپ خود بھی قبیلہ قریش سے اور حضرت عباس کی ذُریات سے تھے اور کاغذات سرکاری میں بھی آپ کو قریشی عباس تعلیم کیا گیا ہے۔

آپ اپنے علاقہ میں قضاء کے منصب پر بھی فائز المرام رہے اور یہیں سے قاضی کا لقب آپ کے اور آپ کی اولاد کے ساتھ منسوب ہو گیا۔ آپ کے بعد آپ کے اکلوتے فرزند قاضی غلام محی الدین عرف قاضی گاماں نے نہ صرف اپنے نامور باپ کی شہرت کو قائم رکھا۔ بلکہ اپنے صوفی منشی اور عالم باعمل ہونے کی وجہ سے اِس شہرت میں اور بھی اضافہ کیا۔ اور اپنی زرعی اراضی کو بہت وسعت دی۔ اِس زمانہ میں ڈوگرہ حکومت پونچھ پر قابض ہو چکی تھی۔ راجہ موتی سنگھ فرماندار تھے اور میاں نظام الدین اُن کے وزیر تھے۔ میاں نظام الدین نے آپ کی تعلیمی و تدریسی خدمات سے خوش ہو کر اپنی ذاتی جاگیر سے بھی ایک رقبہ آپ کو عطا کیا۔

اسی زمانہ میں پنجاب (ضلع شاہ پور) سے ایک بُزرگ شیخ غلام حسن نام اُس علاقہ میں آئے۔ اور آپ ہی کے ہاں انہوں نے قیام کیا۔ وہ بڑے عالم تھے لیکن طبع رندانہ رکھتے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

تھے۔ باوجود طبائع کے اختلافات کے دنوں میں یہاں تک تعلق بڑھا۔ کہ شیخ موصوف دور دراز مسافت طے کر کے ہر سال تتہ پانی آتے اور کئی کئی دن یہاں قیام رکھتے۔ راجہ موتی سنگھ فقیر دوست حکمران تھے۔ اُن کو جب شیخ کے برگزیدہ و خدارسیدہ ہونے کا علم ہوا تو وہ خود اُن کی زیارت کے لئے تتہ پانی آئے اور بارہا آتے رہے۔ بلکہ سیہڑہ وٹاٹ میں اُن کو کچھ جاگیر بھی دی اور شہر خاص (پونچھ) میں رہنے کے لئے ایک مکان عطا کیا۔

یہ قاضی غلام محی الدین ہی کے بابرکت علمی وصوفیانہ صحبتوں کی کوشش تھی کہ شیخ ہر سال یہاں دوڑے چلے آتے تھے ؎

کیوں وہ صیاد کسی صید پہ توسن ڈالے
خودبخود صید چلے آتے ہیں گردن ڈالے

ماگھ ۱۹۷۲ بکرمی میں قاضی صاحب انتقال فرما گئے۔ قاضی فقیر محمد آپ ہی کے اکلوتے فرزند ہیں۔ آپ نے خاندانی دستور کے مطابق اپنے والد ہی سے تعلیم حاصل کی لیکن ملازمت کا شوق چونکہ غالب تھا۔ اِس لئے ولد کی اجازت اور شیخ غلام حسن کی دُعا حاصل کر کے محکمہ پولیس میں بھرتی ہو گئے۔ اور اپنی خداداد قابلیت سے تمام ابتدائی مراحل طے کر کے آخر پولیس پونچھ کی آخری منزل یعنی سپرانڈیڈنٹ پولیس کے عہدہ جلیلہ پر پہنچ گئے کچھ عرصہ سے ریٹائر ہیں۔ اور حکومت پونچھ سے ایک سو روپیہ ماہوار پنشن لے رہے ہیں۔

آپ کے تین فرزند میں قاضی سید احمد درد جن کو اپنی علم دوستی وشاعری کی وجہ سے پونچھ کے سب لکھے پڑھے جانتے ہیں۔ عزیز احمد اور نیاز احمد اُن سے چھوٹے ہیں۔

پونچھ کے وہ معزز اصحاب جن کا آپ کے خاندان سے تعلق ہے۔ حسب ذیل ہیں۔ قاضی عنایت اللہ (خلف قاضی دین ککوٹہ والئے) جو پولیس میں محرر سارجنٹ ہیں اور قاضی فقیر محمد کے ماموں زاد بھائی ہیں۔ مولوی شمس الدین جو مولوی محمد حسین فاضل کے برادر زادے اور قاضی فقیر محمد کے داماد ہیں۔ پونچھ میں فرقہ اہل حدیث کے بانی آپ ہی سمجھے جاتے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہیں۔ آپ قاضی گرہ اور بھی ہیں۔ مفتی ضیاء الدین ضیاء جن کی سیاسی و علمی شہرت پونچھ و کشمیر کے علاوہ پنجاب اور ہندوستان تک مشہور ہے۔ آپ کے قریبی رشتہ دار ہیں۔

علاوہ ازیں رکٹر ہمروتہ اور بساڑی وغیرہ مقامات میں بھی آپ کے تعلقہ دار موجود ہیں۔

اس قریش خاندان میں مندرجہ ذیل اصحاب قابل ذکر ہیں۔

ہمروتہ میں مولوی ستر عالم، قاضی سید حسین، رکٹر میں قاضی میر محمد، بساڑی میں قاضی بدرالدین، تاہی میں میاں علم دین۔

یہ قبیلہ قریش باوجود اپنے علمی مشاغل کے خالص زراعت پیشہ ہے اور کافی اراضیات کا مالک ہے۔

قریشی فاروقی خاندان کلالی وپلاں چوہدریاں

اس خاندان کے ایک سرکردہ ممبر منشی محمد الدین میل اور سیر اوڑی پونچھ نے جو کاغذات ارسال کئے ہیں۔ اُن کی رو سے معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے ایک بُزرگ پیر ستار شاہ فاروقی، راجہ شیر باز خان خلف راجہ عظمت خان آف سدھردن کے زمانہ میں ریاست کپورتھلہ سے پونچھ آئے۔

اس خاندان کے تمام افراد زراعت پیشہ ہیں جو ملازمت میں ہیں۔ وہ بھی اراضی دار ہیں۔ لکھے پڑھوں کی تعداد بہت کم ہے۔ اِس خاندان کی موجودہ نسل پیر ستار شاہ کی چوتھی پشت میں بیان کی جاتی ہے۔

اس خاندان کے اس وقت موضع کلالی وپلاں چوہدریاں میں جو تحصیل حویلی میں واقع ہیں۔ صرف پچاس ساٹھ نضر ہیں جن میں منشی محمد الدین پوسٹل میل اور سیئر، میاں غلام حیدر پوسٹ مین، میاں غلام حسین پوسٹ مین، میاں مہتاب الدین پوسٹ مین، میاں شاہ ولی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

پوسٹ مین، میاں محمد شیر پوسٹ مین، غلام حیدر، غلام قطب الدین، قادر بخش، عبدالطیف، سجادل خان، غلام دین، فتح شیر، غلام حیدر ثانی، غلام حسین ثانی قابل ذکر ہیں۔

اِس خاندان کے چند ممبروں نے مسٹر ٹرنچ مہتمم بندوبست پونچھ کے زمانہ میں معافی شاخ شماری کی جو درخواست پیش کی تھی اُس پر مہتمم بندوبست نے ۲۴ر نومبر ۱۹۰۳ء کو حسب ذیل حکم صادر کیا تھا "تجویز اسٹنٹ مہتمم بندوبست وسپرانڈیڈنٹ بندوبست سے ہمارا اتفاق ہے۔ سائلاں قوم قریشی سے ہیں اِس لئے ترنی سے مطابق قواعد معاف ہیں کیونکہ قریشی بلحاظ قوم معاف ہیں کاغذات میں عمل درآمد کرایا جائے۔ نیز سائلاں کو مطلع کیا جائے۔ شجرہ نسب میں بھی عمل کرایا جائے اور وصول شدہ رقم واپس دلائی جائے۔"

منشی محمد الدین نے راقم الحروف کو راجہ شیر باز خان کے ایک پروانہ بنام "پیر تار شاہ کی نقل بھیجی ہے جس کے چند الفاظ ذیل میں نقل کئے جاتے ہیں۔

کارپردازان پرگنہ کہوٹہ ومقدمان کلالی بدانند۔

چوں دریں وقت پیر تار شاہ صاحب قریشی ساکن کلالی از ہر قدر کہ گاونیشان و مادہ گاواں در دیہہ مے باشند رقوم شاخ شماری وزر چوپانی وغیرہ حبوب معاف وعطا نمودہ شدکہ از قدیم الایام دعاگو معافی داراند۔۔۔۔۔ بلکہ صاحب موصوف بمنشائے خود بہ کدام جائے ڈھوک خواہند رفت ڈھوکہانہ نگرفتہ اند۔۔۔۔۔ دیگر آنکہ مبلغ سے ۶ روپے نقدی زرمالیہ خریف خانگی مجراد ہند، ودو من غلہ مکی از بہاولی دیہہ در وجہ پیر صاحب رسانیدہ باشد کہ نیاز خُدا دادہ است۔

۲۰ر مگھر ۱۸۹۴ء ب نشان مہر راجہ شیر باز خان

خاندان قاضیان کھلانہ یا کسّر خاندان

کسّر قوم کا اصل وطن تحصیل چکوال ضلع جہلم ہے جہاں اِس کی آبادہ سترہ[1] ہزار کے

[1] ۱۸۸۰ء میں اِس قوم کی آبادی ۱۰۸۹۳ تھی۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

قریب ہے یہ تمام آبادی دیہات ہی میں پھیلی ہوئی ہے دولھہ اس کا مرکز ہے۔ اِس قوم میں ۶ ذیلدار اور قریباً ایک سو نمبردار ہیں۔ دولھہ کے ذیلدار، رسالدار سردار سلطان سکندر خاں ہیں جو نہ صرف اپنی قوم کے بلکہ اپنے علاقہ کے بہت بڑے زمیندار ہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اِن کی صرف معاملہ سرکار کی رقم ہی تین ہزار سالانہ سے زیادہ ہے۔ آپ پانچ سو روپیہ سالانہ کے انعام خوار بھی ہیں۔

اپنے علاقہ میں اِس قوم کا قومی خطاب سردار ہے۔ بندوبست میں کسّر قوم مغل کسّر کے نام سے درج ہے یہ قوم خالص زراعت پیشہ ہے۔

کسّر قوم کی وجہ تسمیہ کے متعلق بہت کچھ دریافت کیا گیا۔ کوئی قابل اطمینان جواب نہیں ملا۔ اِس تحصیل میں بالکسر، فرید کسر اور سرکال کسر وغیرہ کئی دیہات پائے جاتے ہیں اِن ناموں سے تو صرف اتنا معلوم ہوسکتا ہے کہ فریدؔ اور سرکالؔ وغیرہ کی قوم کسّر تھی۔ اُنہوں نے دیہات آباد کیے اور انہی کے نام پر وہ دیہات مشہور ہو گئے۔ تاریخ بندوبست جہلم میں بھی کسّر قوم کا ذکر ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ عالمگیر کی وفات کے بعد جب شہزادہ محمد معظم اور محمد اعظم میں لڑائی ہوئی اور گکھڑ قوم کے سردار سید و خاں نے محمد معظم کے خلاف محمد اعظم کو مدد دی اور محمد اعظم اِس جنگ میں مارا گیا۔ تو محمد معظم نے بادشاہ ہو کر اور اپنا نام بہادر شاہ رکھ کر رسید و خان کو یہ سزا دی۔ کہ اِس کے مقبوضات اس سے چھین کر مائر اور کسّر قوم کے سرداروں کو دیدیئے جہاں اِن اقوام نے رفتہ رفتہ اپنے مقبوضات کے کل حقوق وراثت اپنے تصرف میں کر لئے۔ تاریخ جہلم کی اِن سطور سے کسّر قوم کا صرف عروج معلوم ہوسکتا ہے۔ کسّر کی وجہ تسمیہ کا کچھ پتہ نہیں چل سکتا۔ سلطان سکندر خاں رئیس دولہہ کے ایما سے اُن کے مختار عام ایم عباد علی خاں نے جو مزید کیفیت ارسال کی ہے۔ اِس کا خلاصہ یہ ہے کہ "کسّر چنگیز خان تاتاری کی نسل سے ہیں۔ اِس کے حملہ ہند کے دوران میں اِس کی قوم کے بہت سے لوگ دریائے سندھ کے کنارے آباد ہو گئے اور وہ اسی زمانہ سے چلے آتے ہیں۔ بلکہ تیمور اور بابر اور

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ان کے جانشینوں کے زمانہ میں بھی اِس قوم کے بے شمار لوگ پنجاب اور ہندوستان میں آباد ہو گئے۔" کسّر کی وجہ تسمیہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ " کاغذات سرکار میں ہماری قوم کسّر مغل درج ہے۔ مگر کسّر کی وجہ تسمیہ بتانے سے ہم قاصر ہیں"۔

غالب قیاس یہ ہے کہ اِس قوم کے مورث اعلیٰ کا نام کسّر یا اسی نام سے ملتا جلتا کوئی اور نام ہوگا۔ اِس کی اولاد اِس کے نام پر کسّر مشہور ہوگئی۔ اور چونکہ یہ لوگ عرصہ دراز سے آباد چلے آتے ہیں۔ اس لئے کسّر نام سے مشہور ہونے کے باوجود اِس نام کی اصلیت کو محفوظ نہ رکھ سکے۔

پونچھ میں بھی کسّر قوم کے کچھ افراد ہیں جو تحصیل چکوال سے علاقہ کھلانہ ضلع مظفر آباد میں آئے وہاں سے پونچھ میں اقامت اختیار کی۔ کھلانہ کیوجہ سے یہ لوگ قاضیان کھلانہ کہلاتے ہیں۔ اِن کا مورث اعلیٰ جس نے سب سے پہلے اپنے علاقہ کی سکونت پنجاب سے ترک کی۔ حافظ محمد[۱] قائم تھا وہ قرآن شریف کے حافظ تھے اور درس تدریس کا شغل رکھتے تھے۔

ضلع مظفر آباد کی تحصیل اوڑی کے موضع کھلانہ میں آپ نے ڈیرے ڈالدیئے۔ راجگان ہتمال نے آپ کے علم و فضل سے آگاہ ہوکر موضع کھلانہ کی آمدنی آپ کیلئے وقف کر دی۔ آپ کے ۲ فرزند تھے حافظ عبدالوالی و حافظ عبدالجلیل۔ حافظ عبدالوالی بھی اپنے والد کی طرح بُزرگ عالم تھے۔ دونوں کے مزار موضع کھلانہ میں موجود ہیں۔ حافظ عبدالجلیل بھی صاحب زہدورع تھے۔ آپکی اولاد مواضعات چکوٹھی چناری ضلع مظفر آباد اور مجومان و پٹن ضلع ہزارہ میں آباد ہے۔ اور آپ کا مزار گڑھی میں ہے جو جہلم ویلی روڈ کا ایک مشہور قصبہ اور پڑاؤ ہے۔ آپ کی ذُریات میں سے قاضی شمس الدین کے بیٹے مولوی فیض رسول ہندوستان میں ایک عرصہ تک حصول علم میں مصروف ہے اور علامہ دہر سو کر اسی یا نوے سال کی عمر کے بعد ۱۹۹۰ ب میں بمقام پٹن وفات پا گئے۔

[۱] آپ انجمن اسلامیہ جموں کی طرف سے تحصیل اوڑی کے قاضی گرد اور بھی رہ چکے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

حافظ عبدالوالی کے فرزند قاضی محمد صلاح مہاراجہ گُلاب سنگھ کے ہمعصر تھے اور بدستخطی وزیر بینون ضلع مظفر آباد کے ایک حصہ کے قاضی القضاۃ تھے۔ بڑے صاحب رسوخ اور صاحب علم بُزرگ تھے۔ آپ کے آٹھ فرزندوں میں حافظ بودلا اولاد نرینہ کے بغیر ہی انتقال کر گئے۔ قاضی محمد کبیر کی اولاد کھلانہ میں موجود ہے جن میں قاضی شمس الدین اور مولوی محمد شریف موجودہ وقت میں قابل ذکر ہیں۔ حافظ بُزرگ واقعی اسم بامسمیٰ بُزرگ تھے۔ اِن کی اولاد علاقہ پونچھ میں موجود ہے۔ جس کا ذکر آگے آئیگا۔ حافظ محمد عزیز ان کی اولاد چکار ضلع مظفر آباد میں ہے۔ حافظ محمد جمیل کی اولاد موضع سنیا متصل چناری میں رہتی ہے۔ اور اس جگہ کی نمبر داری بھی اسی قوم کے پاس ہے۔ حافظ محمد علیم و حافظ مولوی انکی اولاد پونچھ میں ہے۔ اِس کا ذکر بھی آئندہ سطور میں ملے گا۔ حافظ عبداللہ کی اولاد بھی پونچھ میں آباد تھی۔ لیکن اِن کی اولاد میں آخری شخص نے لاولد رہ کر سلسلہ ختم کر دیا۔

موضع کھلانہ جیسا کہ بیشتر ازیں لکھا جا چکا ہے۔ راجگان ہتمال نے حافظ قائم کو بطور گذارہ دے رکھا تھا جس پر اُن کی اولاد قابض چلی آتی تھی۔ لیکن ڈوگرہ راج کے آنے سے جب اُن راجگان کی جاگیریں تقسیم ہوئیں تو راجہ مظفر خان بنیادی کے بیٹے راجہ نواب خاں اور اُن کے کثیر متعلقین کے کھلانہ میں مقیم ہو جانے کی وجہ سے جب خاندان قاضیاں کو دقتوں کا سامنا کرنا پڑا تو اِس نے راجہ نواب خان کے اصرار کے باوجود کھلانہ کی سکونت پر نقل مکانی کا ترجیح دی۔

علاقہ پونچھ کی تحصیل باغ کے ایک نامور ملدیاں سردار بنام ناظر علی خان عرف سردار نظر دخان جو موضع رتنوئی کے رئیس اور جاگیردار تھے۔ حافظ بُزرگ کے ممتاز شاگردوں اور مریدوں میں تھے۔ اور اِسی تعلق کی بنا پر جب مہاراجہ رنبیر سنگھ کے عہد میں حافظ بُزرگ کی اولاد نے کھلانہ سے ہجرت کی تو سیدھی رتنوئی میں آکر مقیم ہوگئی۔

حافظ بُزرگ کے دو فرزند تھے قاضی نیاز محمد تو کھلانہ ہی میں فوت ہو چکے تھے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

دوسرے فرزند قاضی فیض علی اپنے دو بھتیجوں یعنی قاضی نیاز محمد کے فرزندان قاضی محمد عالم وقاضی محمد فاضل کے ہمراہ سردار بہادر علی خان عرف بہادر خان بن سردار نظر د خان کے پاس چلے آئے۔قاضی محمد عالم کے پانچ فرزند تھے۔چار لاولد انتقال کر گئے۔اول الذکر قاضی سید نجیب موجود ہیں جن کا ایک فرزند محمد شریف ہے۔اور وہ بھی صاحب اولاد ہے قاضی محمد فاضل کے چار فرزند تھے۔ایک لاولد گذر گیا، نور محمد اور عبدالاللہ بھی وفات پا چکے ہیں۔نور احمد کا ایک فرزند محمد یوسف اور عبداللہ کے دو فرزند عالم دین و اکبر دین موجود ہیں حمال الدین عرف جیون سب بھائیوں میں زندہ ہے۔اِن کے تین فرزندوں میں قاضی محمد دارث اور اُن کا (لاولد) فرزند محمد ہاشم انتقال کر چکے ہیں۔قاضی محمد حسین دوسرے فرزند تھے۔وہ بھی اولا د نرینہ سے محروم تھے۔ قاضی امام الدین اب تک بقید حیات ہیں۔اور اُن کے سات فرزند ہیں۔جن میں مولوی محمد فیض رسول مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور کے سند یافتہ اور پنجاب یونیورسٹی کے مولوی فاضل ہیں۔اور فی الحال محکمہ تعلیم پونچھ میں ایک معقول مشاہرہ پر ملازم ہیں۔اور پبلک میں اپنے علم اور اپنی دیانت کی وجہ سے بہت بارسوخ ہیں۔آپ کے ہاں مندرجہ ذیل پانچ فرند ہیں۔ضیاء الدین، عبدالطیف، محمد بشیر، عبدالرشید، محمد سعید، اِن میں تین اوّل الذکر زیر تعلیم ہیں اور باقی خوردسال ہیں۔

اِس خاندان کی ایک اور شاخ قاضی محمد صابر سے چلتی ہے وہ کھلانہ سے ہجرت کر کے تحصیل باغ کے موضع چھتروڑہ میں چلے آئے۔اُن کے ہاں تین فرزند تھے قاضی فیض طلب، قاضی فیض اللہ، قاضی شمس الدین۔

قاضی فیض طلب کے چھ فرزند ہیں ۔ اِن میں محمد نور مرحوم حسب ذیل پانچ فرزندوں کے باپ تھے۔نظام دین، فیروز دین، عالم دین، اکبر دین، غلام محی الدین۔ نظام الدین تحصیل باغ کے موضع کوٹری نجم خاں میں آباد ہو گیا ہے۔محمد عظیم کے ہاں بھی ---ایک فرزند ہے۔

قاضی فیض اللہ مرحوم کے پانچ فرزندوں میں دو لاولد انتقال کر چکے ہیں۔تین

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

حسب ذیل موجود ہیں۔ غلام رسول، غلام حسین اور فیض رسول۔ غلام رسول اور غلام حسین کے ہاں ایک ایک فرزند ہیں۔

حافظ مولوی بن قاضی محمد صلاح کی اولاد میں سے قاضی شرف الدین کے دو فرزند تھے۔ جن میں گُل حسن لاولد وفات پا چکا ہے اور نور الحسن موضع کوٹری نجم خاں تحصیل باگ میں اقامت اختیار کر چکا ہے۔ اِس کے چھ فرزند ہیں برکت اللہ، رحمت اللہ، محمد قاسم، اکبر دین، میر عالم، عبدالعزیز، اِن میں رحمت اللہ مر چکا ہے۔ برکت اللہ کے ہاں ایک فرزند ہے۔ محمد قاسم پرائمری پاس ہونہار نوجوان ہے۔

اس خاندان میں پشت ہا پشت تک حافظ قرآن اور قاضی ہوتے چلے آئے ہیں۔ بلکہ عہدہ قضا کی وجہ سے یہ خاندان ہی خاندان قاضیاں کے نام سے موسوم ہے۔ اِس خاندان کے جملہ افراد علاقہ پونچھ بلکہ ریاست کشمیر کے قدیمی باشندے حق اسامی دار اور زراعت پیشہ ہیں۔ چونکہ اِس خاندان میں تعلیم کا عام رواج ہے۔ اِسلئے زمیندارہ کاروبار کرنے کے علاوہ اِس کے اکثر افراد ملازمت پیشہ بھی ہیں۔

اِس خاندان کی رشتہ داریاں مندرجہ ذیل اقوام کے خاندانوں سے جاری ہیں۔ قریشی خاندان سکنہ قدیم ایمن آباد (پنجاب) حال ساکن موضع چھتر وڑہ کوٹری نجم خان، کھوٹ خاندان، کھوکھر خاندان جس کے مورث اعلیٰ محمد صوفی خان قریشی خاندان ایمن آبادی کے ہمراہ چھتر وڑہ میں آئے۔ اور جن کی برادری کشمیر کے علاوہ بنیاد دودھنہ اور پونچھ کے علاقہ ہلال کھو کھراں میں موجود ہے۔ اس کھوکھر خاندان سے نظام دین، فیروز دین، محمد عالم، عبدالعزیز اور مولانا غلام رسول سیوری (نبیرہ اخون زادہ صاحب چیروٹی باغ) موجود ہیں۔ علاوہ ازیں کٹھرا اور تاتڑ خاندان (چکار کشمیر) سے بھی اِن کی رشتہ داری ہے۔ بلکہ قریشی تعلقات اور کثرت رشتہ داری کی وجہ سے یہ خاندان بھی خاندان قاضیاں کی برادری سمجھا جاتا ہے۔ اِس خاندان میں بڑے بڑے دیوبندی عالم فاضل موجود ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

قریشی دُولاّل

یہ قوم راولپنڈی کی تحصیل گوجر خان کے قریباً میں مواضعات میں آباد ہے۔ سب لوگ زراعت کار اور ملازمت پیشہ ہیں۔ فوج میں بھی اِن کا کافی تعداد ہے۔ خصوصاً تین آدمیوں نے تو بہت شہرت حاصل کی۔ اِن میں وہ تو اپنی فوجی خدمات کے صلہ میں آنریری مجسٹریٹ بنائے گئے۔ ایک نے کپتان ہو کر پنشن حاصل کی اور پھر رِیاست جے پور میں جنرل کمانڈرنگ افسر مقرر ہو گیا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ غازی محمد بن قاسم کے زمانہ میں اِس قوم کے بُزرگ ہندوستان میں آئے۔ اور سندھ، بلوچستان سے ہوتے ہوئے مختلف مقامات میں پھیل گئے۔ تحصیل گوجر خان کے علاوہ اِس قوم کے چند گھر پشاور میں بھی بیان کئے جاتے ہیں۔

قریش قوم صدہا قبائل میں منقسم ہے اور ہر قبلیہ اپنے کسی نہ کسی بُزرگ کے نام یا اپنے کسی بُزرگ کے ذاتی اوصاف پر نامزد ہے۔ قریش میں ابوالاسود دُولی بھی ایک مشہور قبلیہ ہے جو دیل بن کر بکر کی اولاد سے ہے اور اسی نسبت سے دُولی دوئیلی۔ دوملی وغیرہ کئی ناموں سے موسوم ہے۔ یہ ابوالاسود بصرہ کے رہنے والے تھے۔ ۸۵ برس کی عمر میں ۶۹ھ میں انتقال کر گئے۔

اسی طرح قریشی قبائل میں کوئی بُزرگ دُولاّل یا اسی کے ساتھ ملتے جلتے کسی اور نام سے گذرے ہیں۔ اِن کی اولاد اِن کے نام پر دُولاّل مشہور ہے۔ چنانچہ ایک تازہ تحریر سے معلوم ہوا ہے کہ طائف میں اب بھی ایک قبیلہ ''قریش دُولاّل'' کے نام سے موجود ہے۔

چوہدری نور محمد خان جن کا وطن قدیم گوجر خان ہے۔ اسی قوم کے ایک سرکردہ ممبر ہیں۔ وہ آج سے چالیس پنتالیس سال پیشتر پونچھ کے محکمہ مال میں آ کر ملازم ہوئے آج کل پونچھ کی تحصیل مہنڈر کے تحصیلدار ہیں۔ آپ نے پونچھ ہی میں حقیت پیدا کر لی ہے۔ رہائشی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

مکان بنوالیا ہے اور کافی زرعی اراضی کے مالک ہیں۔ قریباً نصف صدی سے آپ پونچھ میں آباد ہیں۔ آپ نے اپنی شادی بھی یہیں کی۔ اپنے فرزند کی شادی بھی پونچھ ہی میں کی ہے۔ اس لئے اب آپ خالص پونچھی ہیں۔ اور مستقل طور پر یہیں آباد ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

باب چہارم

افغان اقوام

آفریدی مُلک دین خیل

افغان قوم کا منبع ملک افغانستان ہے اور قوم افاغنہ کی شاخ آفریدی کا سرچشمہ تیراہ ہے۔ کشمیر اور پونچھ میں افغان قوم کی آمد زوال حکومت مغلیہ کے بعد شروع ہوتی ہے اور قریباً ۶۰۔۶۵ سال کی حکمرانی کے بعد ۱۸۱۹ء کے اوائل میں کارخانہ قضاؤ قدر حکومت کشمیر کا چاج سکھ قوم کے سپرد کر دیتا ہے۔

کشمیر اور پونچھ اور اِن کے مفاصلات میں جو افغان یا پٹھان اقوام نظر آ رہی ہیں۔ اِن کا تعلق حکومت افاغنہ کے ساتھ ہی تھا۔ یوں تو ہندوستان کی ہر قوم صد ہا شاخوں پر منقسم ہے لیکن افغانوں میں اِس قدر قبائل اور خاندان اور خیل ہیں کہ اِن کا شمار آسانی سے نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح آفریدی قبیلہ میں بھی کئی شاخیں ہیں۔ انہی میں ایک شاخ مُلک دین خیل ہے ۔جس کو اپنے قبیلہ کی تمام شاخوں پر فوقیت حاصل رہی ہے۔

آفریدی مُلک دین خیل کی جو شاخ پونچھ ہنڈی کہٹانہ میں آباد ہے اِس کے مورث اعلیٰ سردار محبت خان تیراہی کے فرزند سردار ہمت خان تھے۔ جن کے متعلق کہا جاتا ہے کہ سردار عبداللہ خان ناظم کشمیر کے ہمراہ کشمیر آئے اور پھر دیوان کرم چند حاکم پونچھ کے زمانہ میں انہی کی خواہش کے مطابق پونچھ چلے گئے جہاں علاقہ منڈی کے مواضعات چھحلہ، ڈہانگری، ساتھڑہ،

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

باندی کمان خان وغیرہ اُن کو جاگیر میں ملے۔ اِس کے پانچ فرزند تھے جن میں سے تین جو فوج پونچھ میں ملازم تھے لاولد فوت ہو گئے۔ باقی دو فرزندوں مدت خان وشاہنواز خان سے اولاد کا سلسلہ چلا جو اب تک باقی ہے۔ مدت خان کے فرزند اختر خان کی اولاد تو پونچھ ہی میں آباد ہے۔ مگر اِس کے دوسرے دو فرزندوں سعادت خان و پسند خان کی اولاد پھر کشمیر چلی گئی۔ سعادت خان کے ایک فرزند کا نام محمد حسین خان تھا وہ کشمیر کی تحصیل ہندواڑہ میں جا کر آباد ہو گیا۔ اِس کے تین فرزند ہیں ماسٹر نواب خاں، یاسین خان، گل محمد خاں، آخر الذکر دونوں کشمیر میں زمینداری کا کام کرتے ہیں۔ نواب خان نے لاہور آ کر اپنی مالی مشکلات کے دور کرنے کے لئے سودا سلف بیچنے کو ذریعہ معاش بنایا۔

اس ہونہار نوجوان کا وجود کشمیر اور پونچھ کے اُن نوجوانوں کے لئے جو پنجاب آ کر صرف محنت مزدوری کے ذریعہ پیٹ بھر کر اور کچھ کما کر اور ذلیل زندگی بسر کر کے واپس چلے جاتے ہیں۔ جن پر پنجاب کی آب وہوا پنجاب کی بیداری۔ پنجاب کے تمدن اور پنجاب کی تعلیمی اور صنعتی ترقیوں کا کوئی اثر نہیں ہوتا۔ قابل تقلید ہے۔ ماسٹر نواب خان بچپن میں لاہور آ گئے۔ مزدوری بھی کی، دوکانداری کو بھی بُرا نہ سمجھا۔ تعلیم بھی حاصل کی اور ایک چھوٹے سے پرائیوٹ مدرسہ کی بنیاد ڈال کر اب اس میں خود تعلیم دے رہے ہیں۔ لیکن اصل ترقی کا راز چونکہ وہ تجارتی کاروبار ہی کو سمجھ رہے ہیں۔ اِس لئے سلسلہ درس وتدریس کے ساتھ آپ نے انگریزی ودیسی صابن بنانے کا کام سیکھا۔ اور اب اِس میں خوب کامیاب ہو رہے ہیں۔ لاہور کے اخبارات نے اِس نوجوان کی زندگی کو کشمیر اور پونچھ کے لوگوں کے لئے بطور نمونہ پیش کیا ہے۔

شاہنواز خان کے چھ فرزند تھے بڑے کا نام محمد اکبر خان تھا۔ اُس کے دو بیٹے ہیں دونوں موجود ہیں۔ بڑے کا نام محمد زمان خاں ہے جو نمبردار بھی ہے۔ چھوٹے کا نام محمد اسحاق خان ہے۔ شاہنواز خان کے دوسرے بیٹے محمد امین خان کے پانچ فرزند حسب ذیل ہیں۔ شاہ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

زمان خان جو نمبردار ہے۔ عبدالحمید جو پولیس میں ملازم ہے۔ عبدالقیوم، غلام حیدر خان اور احسن اللہ خان ہنڈی کٹیانہ میں زراعتی کاروبار کرتے ہیں۔ شاہنواز خان کے تیسرے بیٹے کا نام یٰسین خان ہے اور اس کے فرزند کا نام فیض محمد خان ہے۔ چوتھے اور پانچویں فرزند یوسف علی خان و محمد ایوب خان بھی موجود ہیں۔ صرف ایک فرزند یعقوب خان لا ولد انتقال کر چکا ہے۔

راجہ غلام محی الدین خان سدھرون کی جاگیر کے موضع ریجی میں ایک اور ملک دین خیل خاندان آباد ہے جس کا مورث اعلیٰ سردار مدگل خان، سردار عبداللہ خان، ناظم کشمیر کے ہمراہ کشمیر آیا۔ اِس کے دو فرزند تھے عظمت خاں و دوست محمد خان۔ جب باپ کی وفات کے بعد یہ پونچھ آئے تو راجہ سرانداز خان نے اپنی جاگیر کے ایک موضع پر ریجی میں اِن کو اراضی بھی عطا کی اور نمبرداری بھی دی۔ آپ کے چھ فرزند تھے تین لا ولد فوت ہو گئے۔ مدت خان و مستان خان کی اولاد ریجی میں آباد ہے۔ فرزند دوم نواب خان کی اولاد ناڑ واہ متصل بارہمولہ کشمیر میں آباد ہے۔ مستان خان نے سو برس کی عمر میں ۱۹۸۸ء میں وفات پائی۔ اس کو شاہان سلف کے کئی واقعات یاد تھے۔ وہ اپنے علاقہ میں کشمیر اور پونچھ کی زندہ تاریخ تھے۔ اُن کے چار بیٹوں میں ان کا بڑا لڑکا ولی محمد خان نصف ونڈ ریجی کا نمبردار ہے۔ عظمت خان کے بھائی دوست محمد خان کی اولاد سے اِس وقت حسب ذیل اشخاص زندہ ہیں۔ اسماعیل خان، عرسائیل خان، شیراز خان، زردول خان، داؤد خان، عباس خان وغیرہ۔ شراز خان جو دوست محمد خان کے پوتے مجید خان کا فرزند ہے۔ علاقہ کوٹلی میں محکمہ پولیس میں ملازم ہے۔ اِس خاندان کے باقی تمام افراد زمیندار پیشہ ہیں۔

ککے زئی

ککے زئی مسلمانان ہند کی ایک مشہور و معزز قوم ہے جو پنجاب و سرحد کے علاوہ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہندوستان کے ہر حصہ میں کم وبیش موجود ہے۔ سرڈنزل اسٹیبن نے جو ۱۸۸۹ء کی مردم شماری پنجاب کے کمشنر تھے۔ اور ۱۹۰۷ء یا ۱۹۰۸ء میں پنجاب کے لفٹننٹ گورنر بھی رہ چکے ہیں۔ ککے زیئی قوم کے متعلق نہایت ناشائستہ الفاظ لکھے اور کئی غلط تہمات لگائے۔

سرڈنزل اسٹیبن کے اُن لفظ نے اس لئے کہ وہ سرکار کی طرف سے کمشنر مردوم شماری تھے اور رپورٹ مردم شماری سرکاری اخراجات سے سرکار مطبع میں چھپی تھی۔ سرکاری درجہ حاصل کرلیا اور بعد کے مصنفین نے اس تحریر کو الہام اور وحی سمجھ کر سنداً پیش کرنا شروع کر دیا۔ چنانچہ لفٹنٹ کرنل جے، ایم وکلی نے اپنی کتاب "ہینڈ بک فاروی انڈیا آرمی پنجاب مسلمانز" میں اور ۱۸۹۱ء کی مردم شماری میں مسٹر میکلگین اور ۱۹۰۱ء کی مردم شماری میں مسٹر روز نے ککے زیئی قوم کی تحقیق کے متعلق سر ابٹسن ہی کو اپنا رہنما سمجھا۔ اور آنکھیں بند کر کے جو کچھ اِس نے لکھا اِس کی تائید کی۔

اِس قسم کی انتہامات نے ککے زیئی قوم کے ساتھ تازیانہ کا کام کیا۔ وہ خواب غفلت سے پیدا ہوئی۔ اِس نے اپنے مختلف ماہوار رسائل جاری کئے اپنی کمیٹیاں اور انجمنیں مختلف مقامات پر قائم کیں۔ اُن کے ایک قابل اہل قلم مولانا ابوالمحمود، ملک ہدایت اللہ سوہدروی نے ایک جامع اور مکمل تاریخ اپنی قوم کی لکھی۔ اِس میں چودہ دلائل سے اُن کے تمام غلط اور مہمل الزامات کو مسترد کیا۔ اِس قوم کی انجمنوں اور اُن کے معزز افراد نے گورنمنٹ تک اپنی صحت قومیت اور سرڈنزل کے الزامات کی تردید کے لئے شور مچایا۔ جو آخر کار موثر ثابت ہوا۔ اور گورنمنٹ نے صاحب سپر انڈیڈیٹ مردم شماری کی معرفت (سرکلر لیٹر ۱۳۴۴ مورخہ ۲۷/ فروری ۱۹۱۱ء کے ذریعہ) سرڈنزل اسٹیبن کی غلط تحقیقات اور اِس کے غلط اتہامات سے پنجاب وافغانستان کی اس مشہور قوم کو نجات بخشی۔

رسلہ افغان ککے زیئی اور تاریخ ککے زیئی المعروف ہدایت افغانی میں مغل بادشاہوں کے بعض فرامین اور پروانے اصل عبارت (فارسی) میں درج ہیں جن سے معلوم ہوتا

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہے کہ یہ قوم آج سے تین سو سال قبل بھی ککے زیئی کے نام سے مشہور چلی آتی ہے اور سکھ حکومت کے آخری ایام میں اسی قوم کے دو نامور شخص کشمیر میں گورنر بھی رہ چکے ہیں.

مورخوں نے ککے زیئوں کو افغان تسلیم کیا۔ اور اُن کی اصل سرحد کا علاقہ باجوڑ تسلیم کیا ہے، چنانچہ مصنف "فرنیٹر اینڈ اوورسیز ایکسپی ڈیشن فرام انڈیا" نے جن افغنہ مقیم وادیٔ باجوڑ کا ذکر کیا ہے۔ ان میں ککے زیئی قوم کا ذکر ہی نہیں کیا بلکہ اِس کا شجرہ بھی قیس عبدالرشید سے لیکر ککے زیئی بانی قوم ککے زیئی تک لکھ ہے۔

تاریخ افاغنہ کا مصنف (مولوی شہاب الدین ثاقب) بھی سلا ئیوں مہمند زئیوں، توسوزئیوں، اسماعیل کے ساتھ ککازئیوں کو ترکانی یا ترکانڑی عرف ترکلانی کی ذیارت تسلیم کرتا ہے۔ نواب محمد حیات خان مولف حیات افغانی نے بھی ککازئیوں اور دوڑ قبیلہ کا ذکر کرتے ہوئے اُن کی تعداد ایک جگہ بارہ ہزار بتائی ہے۔ مولانا عبدالمجید عربک پروفیسر مشن کالج پشاور نے بھی جن کی تصانیف متعلقہ قوم افاغنہ ممتاز درجہ رکھتی ہیں۔ ککے زیئی کو مومند یا مہمند کا بیٹا ۔اور سالا زیئی کا بھائی لکھا ہے اور ککے زایئی کے فرزندان کے نام حسب ذیل بتائے گئے ہیں۔

خلوزایئی، دولت خیل، ہندوخیل، یوسف خیل اور محمود خیل۔

جس طرح ترکانی، ترکلانی اور ترکانڑی تینون نام دراصل ایک ہی قوم سے ہیں اسی طرح افغانستان کے ککے زیئی اور ہندوستان کے ککے زیئی دراصل ایک ہی قوم سے ہیں، جو ککے زیئی ۔ ککازیئی اور ککہ زیئی کہلاتے ہیں۔

افغانوں کی آمد ہندوستان میں سبکتگین اور محمود غزنوی کے زمانہ (۳۶۵ھ تا ۴۲۱ھ) میں ہوئی ہے۔ اور چونکہ غزنوی خاندان کے آخری دو بادشاہوں نے لاہور ہی کو دارالحکومت بنا لیا تھا۔ اس لئے اس زمانہ میں بھی پنجاب میں افغان کافی تعداد میں آباد ہو چکے تھے، لیکن معلوم ہوتا ہے کہ افغانوں کی بہت بڑی تعداد سلطان بہلول لودھی کے زمانہ (۸۵۵ھ) میں

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہندوستان آئی۔ اپنے ایک فرمان میں اِس بادشاہ نے افغانوں کی ہر قوم اور ہر قوم کے ہر قبیلہ کو ہندوستان آنے کی دعوت دی۔ اور لکھا کہ تُم سب میرے بھی اور خویش ہو، اپنے وطن میں کیوں فکر و فاقہ کی زندگی بسر کرتے ہو۔ یہاں آؤ اور تنگدستی سے نجات حاصل کرو۔

اِس فرمان کے مطابق ہزار ہا افغان افغانستان سے نکل کر پنجاب اور ہندوستان کے دیگر اطراف میں پہنچے۔ اور انہوں نے افغان بادشاہوں کے عہد میں بڑے بڑے مرتبے حاصل کئے اِن میں اور افغان قبائل کی طرح ککے زیئی قوم کے افراد بھی تھے۔

مغلوں کے زمانہ میں ککے زیئی افغانوں کے نام کئی جگہ ملتے ہیں۔ تاریخ ککے زیئی ترکانی میں اکبری عہد کے ایک ککے زیئی جرنیل یا کرنیل کا اصل فارسی مکتوب شائع ہوا ہے۔ یہ مکتوب یکم صفر ۹۸۹ھ کا ہے۔ پھر قندہار کے ایک ککے زیئی گورنر کا محرم ۱۱۳۳ھ کا لِکھا ہوا خط اسی تاریخ میں درج ہے۔ شاہجہان واورنگ زیب کے زمانہ میں پسرور کے ایک ککے زیئی کا پتہ چلتا ہے جس کا نام عبدلہادی خان تھا۔ اور جس کو امین الملک کا خطاب حاصل تھا۔ چنانچہ اُس نے اپنے وطن موضع داؤد میں جو چاہ تعمیر کرایا اِس کے الفاظ ذیل "بانی ایں چاہ امین الملک عبدالہادی خان ککے زیئی ۱۰۷۶ھ اب تک موجود ہیں۔ سِکھوں کے زمانہ میں دوآبہ جالندھر کے شیخ گلام محی الدین اور اِن کے فرزند نواب امام الدین خان کشمیر کے گورنر رہ چکے ہیں۔ نواب غلام محبوب سبحانی جو راقم مصنف کے ابتدائی دور اخبار نویسی کے ایام میں خاص معاون تھے۔ اور لاہور کے نامور روسا میں تھے۔ نواب امام الدین خان گورنر کشمیر ہی کے فرزند تھے۔

ککے زیئی قوم اب بھی دادیئے باجوڑ۔ پشاور اور ضلع پشاور میں موجود ہے اور پنجاب کے بھی اکثر اضلاع میں پھیلی ہوئی ہے۔ اور اسی طرح اس کی کچھ افراد ریاست کشمیر میں بھی ہیں۔

اس قوم کے افراد خانؔ ملکؔ، شیخؔ اور خواجہ کہلاتے ہیں۔ پنجاب میں اس قوم نے بڑے بڑے نامور فرزند کئے ہیں۔ صیغہ قانون، ڈاکٹری سول اور فوجی ملازمت، اخبار نویسی اور

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

شاعری غرض ہر شعبہ میں یہ قوم پنجاب کی اقوام میں ممتاز درجہ رکھتی ہے۔

ریاست جموں و کشمیر میں جس میں پونچھ بھی شامل ہے ۱۹۱۱ء کی مردم شماری کے مطابق ککے زیئی افراد کی تعداد ۴۷۱ تھی ۔ سنہ ۱۹۲۱ء و ۱۹۳۱ء کی مردم شماری میں جس طرح اور اقوام کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے۔ اسی طرح اس قوم کی تعداد بھی چھ سات سو تک پہنچ چکی ہوگی۔

جموں و کشمیر کے مقامات ذیل میں اِس قوم کے افراد پائے جاتے ہیں۔ کس گھمان، سماہنی، بھمبر، چاہی، کلسیان، چلایار، ڈڈیال، کوٹلی منگرالاں، موہڑا ملکان، کوٹلی نوشہرہ، ریاسی، راجوری یہ تمام مقامات ضلع میر پور قلمرو جموں میں ہیں۔ علاوہ ازیں خاص جموں اور سرینگر اور بارہمولہ میں بھی چند گھر ککے زیئوں کے ہیں۔

یہ قوم پونچھ میں جدید زراعت پیشہ اقوام بندی کی رُو سے زراعت پیشہ قرار دی جا چکی ہے۔ اِس کے اکثر افراد معزز عہدوں پر ہیں۔ اس کے رشتے ناطے اپنی برادری میں بھی ہوتے ہیں۔ اور دوسری افغان اقوام سے بھی پونچھ میں جو ککے زیئی آباد ہیں۔ اِن کی تعداد ایک سو کے قریب ہے۔ اِن کا سلسلہ میر پور اور کوٹلی کے ککے زیئی خاندانوں سے ملتا ہے۔

ککے زیئی برادری پونچھ

خاندان سردار فتح محمد خان ریٹائرڈ تحصیلدار

سنہ ۱۹۲۵ب میں ککے زیئی قوم کے ایک معزز فرد ملک اللہ دتا خان ولد ملک امیر خان میر پور سے پونچھ آئے۔ پونچھ میں اِس وقت جس قدر ککے زیئی قوم کے افراد آباد ہیں۔ وہ سب انہی کے لواحقین سے ہیں۔ آپ کے ذریات کا سلسلہ پونچھ ہی میں ہے لیکن آپ کی وفات سنہ ۱۹۴۲ب میں بمقام میر پور ہی ہوئی۔

آپ کے تین صاحبزادے ہیں۔ سردار عطا محمد خان، سردار سید محمد خان، سردار فتح محمد

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

خان، سردار عطا محمد خان پولیس پونچھ میں سب انسپکٹر تھے۔ وہ بعمر ۶۶ سال ۱۱/۱ اسوج ۱۹۹۰ب کو رحلت فرما گئے۔ آپ کے چار فرزندوں میں ملک عبدالعزیز خان جو سب سے بڑے ہیں۔ پٹواری ہیں اور اُن سے چھوٹے مُلک عبدالحمید خان پولیس میں ملازم ہیں۔ دو قدرت اللہ خان وغلام جیلانی خان ابھی خوردسال ہیں۔ سردار سید محمد خان محکمہ جوڈیشل پوچھ میں جنرل محافظ دفتر تھے۔ ۲۴ سال کی ملازمت کے بعد ۱۹۸۳ب میں پنشن پر آگئے۔ آپ کے سات صاحبزادے ہیں سب سے بڑے ملک غلام حسین خان گورمنٹ انگریزی میں اور اُن سے چھوٹے مُلک محمد حسین خان پونچھ میں بعہدہ فارسٹر ہیں۔ تیسرے صاحبزادے ملک محمد یعقوب خان ڈنٹل سرجن ہیں۔ اور بقیہ محمد شفیع خان، محمد شریف خان، محمد رشید خان، محمد رفیق خان ابھی خوردسال ہیں۔ سردار فتح محمد خان ۱۹۸۸ب میں عہدہ تحصیلداری سے پنشن پر ریٹائر ہوئے۔ مردم شماری ۱۹۳۱ء میں آپ اس محکمہ کے سپرانڈنڈنٹ تھے۔ بہ حیثیت افسر اعلیٰ اس محکمہ کی حسن خدمات کے صلہ میں ہزہائی نس گورنمنٹ جموں وکشمیر نے آپ کے ایک سپیشل سرٹیفکیٹ عطا کیا۔ آپ آجکل عدالت ہائے پونچھ کے ممتاز وکلاء میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ اپنی برادری کے سرکردہ رکن اور شہر (پونچھ) کے نامور رئیس ہیں۔

آپ کے پانچ صاحبزادے ہیں۔ سب سے بڑے ملک محمد خورشید سرکار انگلشیہ کی فوج میں ملازم ہیں۔ اِن سے چھوٹے صاحبزادے ملک محمد حیات خان بی۔ اے (پنجاب) بی ایس سی (ویلز انگلستان) ہیں جو حکومت کی طرف سے انگلستان میں جنگلات کی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آجکل پونچھ کے محکمہ جنگلات میں چیف فارسٹ افسر ہیں۔ آپ کے باقی تین صاحبزادے محمد اقبال خان محمد اسلم خان، محمد اختر خان ابھی خوردسال ہیں۔ سردار محمد حیات خان کی شادی چوہدری امام الدین زیلدار ورئیس ایمن آباد (پنجاب) کی صاحبزادی سے ہوئی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کوہستان پونچھ اور وادیئے پنجاب کی ککے زیئی قوم کے جذبہ قومیت وطنیت پر دور دراز کا فاصلہ بھی غالب نہیں آسکتا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

پونچھ کی ککے زیئی برادری میں اصحاب ذیل خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ ملک جمال الدین خاں انسپکٹر محکمہ کسٹم، ملک محمد اکبر خان الیکٹریشن (محکمہ بجلی) ملک عبدالعزیز خان ملازم رسالہ، ملک غلام محمد خان ملازم محکمہ جنگلات، ملک دین محمد خان ملازم محکمہ کسٹم، ملک خلیل احمد خان ملازم محکمہ بجلی، ملک محمد اقبال خان ملازم پولیس کشمیر، ملک فتح شیر خان محرر جوڈیشل پونچھ۔

ککے زیئی برادری کوٹلی منگرالال

قلمرو جموں کے ضلع میرپور میں ککے زیئی برادری کثرت سے آباد ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ خاندان عزنی کی نواح سے اس زمانہ میں کوٹلی میں آیا ہے جب مہاراجہ گلاب سنگھ جموں وکشمیر کے فرمانروا اقرار پا چکے تھے۔ اِس واقعہ کو ۱۸۴۶ء کے مطابق آج ۹۱ سال ہو گئے ہیں۔ وزیر نیاز علی خان اور اُن کے والد وزیر جماعت خان جیسا کہ لفظ وزیر سے ظاہر ہے۔ سکھوں کے زمانہ میں ممتاز عہدوں پر تھے۔ مہاراجہ گلاب سنگھ کی شاہانہ نوازشوں نے وزیر نیاز علی خان کو کوٹلی آنے پر مجبور کیا۔ یہاں اُنہوں نے نمبرداری اور معافی وغیرہ حاصل کی اور کوٹلی کو بارونق بنا کر ایک اچھا خاصہ قصبہ بنا دیا۔ اپنی ثروت، وخاندانی شرافت کے لحاظ سے یہ خاندان اس علاقہ میں بہت ممتاز رہا ہے۔ وزیر فرمان علی خان جو وزیر نیاز علی خان کے فرزند تھے مہاراجہ رنجیت سنگھ آنجہانی کے خاص مصاحبوں میں تھے۔ مہاراجہ ان کو پیار سے اور اُن کی مستعدی اور پھرتی کی وجہ سے شتابہ کہا کرتے تھے۔ کوٹلی میں اس قوم کی اپنی ملکیت اور نمبرداری اب تک چلی آتی ہے۔ اس وقت کوٹلی بناہ کے نمبردار ملک شان علی خان ہیں۔ جو صاحب عزت ورسوخ ہیں، اِن کے بڑے بھائی منشی بہادر علی خان تیس برس تک صیغہ جوڈیشل پونچھ میں ملازم رہے۔ اور وہیں پوہ ۱۹۸۷ب میں انتقال کر گئے۔ ڈڈیال تحصیل میرپور کی ککے زیئی برادری اسی خاندان کی ایک شاخ ہے۔

ملک فتح محمد خان بی، اے، بی، ٹی جو سٹیٹ ہائی سکول پونچھ کے ہیڈ ماسٹر اور پونچھ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کے چیف ایجوکیشنل افسر ہیں۔ اِس خاندان کے سب سے پہلے گریجویٹ ہیں بلکہ تحصیل کوٹلی کی وسیع مُسلم آبادی میں آپ ہی سب سے پہلے مسلمان ہیں۔ جنہوں نے اعلیٰ تعلیم حاصل کی ہے۔ آپ کے دادا ملک فتح جنگ خان مہاراجہ رنبیر سنگھ کے زمانہ میں فوج میں جمعدار تھے اور گلگت کی لڑائی میں شامل تھے اور اسی لڑائی میں حق نمک ادا کرتے اور دادِ وفاداری دیتے ہوئے مارے گئے تھے۔

ملک شان علی خان نمبردار کوٹلی کے فرزند ملک مقبول حسین جو، ایف، اے تک تعلیم یافتہ ہیں۔ صاحب ریونیو منسٹر گورنمنٹ جموں و کشمیر کے دفتر میں ملازم ہیں۔ ملک شان علی خان، ملک فتح محمد خان بی، اے، بی، ٹی کے پھوپھی زاد بھائی ہیں۔ یہ خاندان ابتدا ہی سے امن پسندی اور وفاداری میں مشہور رہا ہے۔ اس خاندان کے چند مشہور اصحاب حسب ذیل ہیں۔ ملک محمد حسین خان جو کئی سال تک پولیس کشمیر میں بنڈ پورہ اور علاقہ لار اور دفتر صدر میں بھی ذمہ دار عہدوں پر رہے ہیں اور آجکل محکمہ انکم ٹیکس کشمیر میں اسسٹنٹ انسپکٹری کے عہدہ پر ہیں۔ ملک غلام محمد خان، ملک شان علی خان نمبردار کوٹلی، ملک فیض عالم خان نمبردار ڈڈیال، ملک غلام حسین خان نمبردار موضع کلسیاں تحصیل بھمبر۔

بھمبر برادری کے افراد میں ملک فتح محمد خان بھدرواہ میں ڈویژنل فارسٹ افسر ہیں۔ اُن کے برادران ملک غلام محمد و ملک کرم داد بارہمولہ میں رہتے ہیں اور اُن کا وطن اب بھمبر کی بجائے بارہمولہ ہے۔

یوسف زئی

یوسف زئی افغانوں کی ایک مشہور قوم ہے۔ جو سواد و بجور اور صوبہ سرحدی کے اکثر مقامات میں آباد ہے۔ شہنشاہ اکبر کے زمانہ میں اِن کی شورش اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ بادشاہ کو سفر کشمیر اختیار کرنے سے پیشتر ۹۹۷ھ میں محمد قاسم خان امیر البحر کابلی کو کشمیر سے طلب کر کے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سواد و باجور میں بھیجنا پڑا۔ جہاں بہت سی جانیں گنوانے کے بعد بادشاہی افواج نے کامیابی کا منہ دیکھا۔

افغان اور اُن کی مختلف اقوام مغل بادشاہوں کے زمانہ سے بھی پیشتر سے ہندوستان میں آباد ہیں۔ ان ہی میں یوسف زیئی قوم بھی ہے۔ جو پنجاب و ہندوستان کے مختلف اقطاع کے علاوہ پونچھ میں بھی آباد ہے۔

یوسف زیئی خاندان جو پونچھ میں آباد ہے اُس کا ایک بُزرگ محمد رمضان خان اپنے اہل وعیال سمیت سکھوں کے زمانہ میں پنجاب آیا۔ اِس خاندان کی روایتوں کے مطابق مہاراجہ رنجیت سنگھ نے محمد رمضان خان کو میر پور (جموں) میں ایک معزز عہدہ عطا کیا۔ تعمیر مکانات کے لیے کچھ اراضی بھی دی۔ اور یہ خاندان جو افغانستان سے نکل کر لاہور آیا تھا۔ میر پور میں مقیم ہو گیا۔

محمد رمضان خان کا ایک فرزند محمد خان نام تھا۔ اِس کے پانچ بیٹے حسب ذیل تھے۔ امام بخش خان، کریم بخش خان، شمس خان، الٰہی بخش خان، جیون خان۔ اوّل الذکر دونوں بھائی مہاراجہ جموں وکشمیر کی افواج میں جرنیلی اور صوبے داری تک پہنچے۔

راجہ موتی سنگھ جب پونچھ کے حُکمران ہوئے تو باہمی خانہ جنگیوں اور مُلکی شورشوں اور ڈوگرہ افواج اور مقامی رئیسوں کی لڑائیوں کی وجہ سے مُلک کا بہت سا حصہ اُجاڑ اور غیر آباد ہو گیا تھا۔ راجہ موتی سنگھ نے پونچھ کو از سرِ نو آباد کرنے اور مُلکی انتظام کو بہتر طریق پر چلانے کے لئے جہاں اور کئی لوگ باہر سے بلوائے وہاں اس خاندان کے بھی کئی افراد بہ سلسلہ ملازمت یا بہ سلسلہ تجارت پونچھ میں آباد کرائے گئے۔ اِن میں کچھ راجہ صاحب کے ایماء سے آئے تھے۔ اور کچھ خود بخود چلے آئے تھے۔

امام بخش خان کے بھی پانچ فرزند ہیں۔ مولوی رستم علی خان، راجولی خان، شاہولی خان، منشی نواب علی خان، کرم علی خان۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

مولوی رستم علی خان کے حسب ذیل دو فرزند ہیں محمد دین خان واحمد دین خان۔ اِن میں منشی محمد دین کا ایک ہی بیٹا عبدالعزیز خان ہے اور منشی احمد دین خان کے حسب ذیل چار فرزند ہیں۔ حکیم عبدالمالک خان طبیب حاذق، عبدالخالق خان، عبدالرزاق خان، محمد حاذق خان، امام بخش خان کے چوتھے فرزند منشی نواب علی خان پولیس پونچھ میں ملازم تھے۔ اب پنشن پر ہیں اور انجمن احمدیہ پونچھ کے سکریٹری ہیں۔ آپ کے حسب ذیل دو فرزند ہیں بابو الکریم خان جو آجکل گپس (گلگت) میں سب پوسٹ ماسٹر ہیں۔ دوسرے محمد شفیع خان۔

امام بخش خان کی تمام اولاد احمدی ہے۔ اُس کے باقی چار بھائیوں کی اولاد اہل حدیث ہے۔ اِس خاندان کے رشتے ناطے افغان، قریشی اور شیخ اقوام سے ہوتے رہے ہیں۔ حسب ذیل اصحاب یوسف زیئی خاندان میں قابل ذکر بتائے جاتے ہیں۔ مولوی کرم دین خان، صاحب دین خان، فیروز دین خان، گلابدین خان، نور محمد خان، لعل دین خان، میاں خوشی محمد خان ولد راجولی خان، فیروز خان ولد شیر محمد خان، منشی نواب علی خان، منشی احمد دین خان، بابو عبدالکریم خان، مسٹر عبدالرزاق خان وغیرہ۔

اس خاندان کے اکثر افراد ملازمت اور تجارت میں مصروف ہیں۔ اِن میں کئی اصحاب علم وصاحب اخلاق مثلاً امام بخش خان ومولوی رستم علی خان وغیرہ گذرے ہیں۔ مولوی رستم علی خان کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ جس مکان میں وہ فوت ہوئے تھے اُن کی فوتید گی کے بعد اِس مکان میں چاروں طرف خوشبو پھیل گئی تھی۔ آپ کا مزار آپ کی وصیت کے مُطابق موضع کنزیاں کی بلند اور برفانی پہاڑی کی چوٹی پر خام بنا ہوا موجود ہے۔ یہ موضع دریائے پونچھ کے پار شہر پونچھ کے قریب تر واقعہ ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

باب پنجم

راجپوت اقوام

بھٹی راجپوت

بھٹی راجپوتوں کا ذکر کئی تاریخوں میں درج ہے۔ ہندو مورخین اور بعد کے دوسرے مصنفین نے اِن کو سری کرشن جی کی اولاد لکھا ہے چنانچہ تاریخ راجپوتان پنجاب میں بھٹی قوم کا مکمل شجرہ درج ہے جو سری کرشن جی سے بھی اوپر ۱۹ پشت سے شروع ہوتا ہے۔ اور پھر سری کرشن جی سے لے کر راجہ مر پرکاش سابق والئے سرمورناہن تک جو بھٹی راجپوتوں کی سرموریہ شاخ کہلاتے ہیں درج ہے۔

متذکرہ صدر شجرہ کے مطابق سری کرشن جی کی گیارہوں پشت میں مہاراجہ سالباہن اول کا نام آتا ہے۔ اِس کے سب سے بڑے بیٹے کے سات بیٹوں میں بھٹی سب سے بڑا تھا۔ اِس کی گیارہویں پشت میں راؤ جیسل ہوا ہے۔ جس نے جیسلمیر کے نام سے ایک ریاست قائم کی۔ اِس کے چار فرزند تھے اُن میں ایک کا نام ہیم تھا۔ مصنف تاریخ راجپوتان پنجاب لکھتے ہیں۔ ہیم کی اولاد جاٹ ہوگئی اور مہاراجہ پٹیالہ اسی ہیم کی اولاد سے ہیں۔

بھٹیانہ کا علاقہ جو سرسہ اور حصار میں پھیلا ہوا ہے اسی بھٹی کے نام سے موسوم ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اِس کی اولاد رفتہ رفتہ سارے پنجاب میں پھیل گئی۔ اور چونکہ جموں و کشمیر کے علاقے جن میں پونچھ بھی شامل ہے۔ پنجاب ہی سے ملحق ہیں۔ اس لئے یہاں بھی بھٹی راجپوتوں نے سکونت اختیار کرلی۔ بلکہ کئی انگریز مصنفین کے حوالوں سے معلوم ہوتا ہے کہ بھٹی راجپوتوں نے اپنے عروج کے زمانہ میں کشمیر میں حکومت بھی کی ہے۔

پونچھ میں جو بھٹی راجپوت آباد ہیں وہ زیادہ تر راولپنڈی و جہلم اور کشمیر و جموں کے نواحات سے آئے ہیں۔

بھٹی راجپوت چند بنسی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ جب ہندوستان میں مُسلمان بادشاہوں کا دور دورہ ہوا۔ اور اکثر اقوام نے اسلام کی طرف رجوع کیا۔ تو اُن میں بھٹی راجپوتوں کی کثیر تعداد بھی مُسلمان ہوگئی۔ گو یہ صحیح طور پر معلوم نہیں ہوسکتا کہ کس زمانہ میں اور کس بادشاہ کے عہد میں کس مبلغ اسلام کے ہاتھ پر سب سے پہلے کس بھٹی خاندان نے اسلام قبول کیا۔

علاقہ پونچھ میں بھٹی راجپوتوں کی آبادی تین ہزار تک بتائی جاتی ہے اُن کے ناطے رشتے راجپوت مُسلمان اقوام اور دیگر زمیندار مُسلمانوں کے ہاں ہوتے رہتے ہیں۔ یہ سب لوگ زراعت پیشہ ہیں۔ اِن میں کئی ایک نمبردار و سفید پوش بھی ہیں۔

پونچھ کے بھٹی راجپوتوں میں چوہدری گلزار خان جو تحصیل حویلی میں دفتر قانونگو ہیں اور بڑی سلجھی ہوئی طبیعت رکھتے ہیں۔ اپنی برادری میں اور مُسلمانوں کی واحد اسلامیہ انجمن کا قابل اور ہمدرد رُکن ہونے کی وجہ سے عام مسلمانوں میں بھی ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔ سلوتری اور سمہوٹ کے مواضعات میں آپ کو حقوق ملکیت بھی حاصل ہیں۔ اِن کے علاوہ سردار وزیر محمد خان آف کلانی اور سردار کالا خان آف کھنیتر بھی اپنی برادری میں ذی عزت سمجھے جاتے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

بینس

یہ قوم جس کے افراد کی تعداد تحصیل سدھنتی اور تحصیل مہنڈر کے مواضعات میں تین ہزار تک بتائی جاتی ہے۔ عرصہ تک تحصیل سدھنتی میں بدھن قوم کے ساتھ رشتہ داری کی وجہ سے بدھن ہی مشہور رہی۔ بینس قوم کے ذی فہم افراد نے چند سال سے صحت قوم کی طرف حکام کو توجہ دلائی۔ چنانچہ انیاری کے سالم گاؤں کے علاوہ مواضعات سہر، بساڑی، برہوٹ اور کہالہ میں صحت قوم کی وجہ سے اِس قوم کے بعض اشخاص جو بدھن قوم میں شامل سمجھے جاتے تھے۔ اب مواضعات مذکورہ کی جمع بندیوں میں بینس لکھے جاتے ہیں۔[1]

بینس کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔ یہ قوم راجپوت ہے یا کسی اور طبقہ سے اس کا تعلق ہے۔ راجپوت ہے تو کس کی اولاد سے ہے۔ اِس کے متعلق اِس قوم کا اپنا بیان یہ ہے کہ ہمارے بُزرگ پشت ہا پشت سے یہی کہتے آئے ہیں۔ کہ ہم راجہ مل خان کے بیٹے بیر خان کے ایک فرزند باسی خان کی اولاد سے ہیں۔ یہی روایت ہمارے شجرہ خوان بھی ہم سے بیان کرتے ہیں۔ مکھیالہ (جہلم) جہاں جنجوعہ قوم کا کسی زمانہ میں بڑا اقتدار رہا ہے۔ ہمارا قدیم وطن ہے اور ہمارا پہلا بُزرگ جو مکھیالہ سے پونچھ میں آیا۔ باسی خان بیان کیا جاتا ہے۔

بینس قوم کے اس بیان پر اب ہمیں تاریخی نکتہ نگاہ سے ایک مچھلتی ہوئی نظر ڈالنا ہے۔ اس وقت ہمارے سامنے تاریخ سیالکوٹ مطبوعہ ۱۸۶۷ء ہے جو اُس زمانہ کے کمشنر بندوبست مسٹر ایڈورڈ اکسٹس پرنسپ کے حکم سے منشی امین چند اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر بندوبست نے ضلع سیالکوٹ کے بندوبست کے متعلق شائع کی ہے۔ اس تاریخ کے صفحہ ۱۵ پر جاٹ اقوام میں ایک قوم بنام وینس کا ذکر ہے۔ اِس کے متعلق لِکھا ہے۔ "یہ بھی جنجوعہ راجپوتوں میں سے مثل قوم

---

[1] جو لوگ اس قوم میں سے ابھی تک جمع بندیوں مین صحت قوم نہیں کرا سکے۔ وہ سرکاری کاغذات میں بدھن ہی لکھے جا رہے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

گھمن کے ہیں۔ مسمی وینّس مورث اُن کا ہمراہ فیروز شاہ بطور نوکری اس ملک میں آیا ملک ویران تھا۔ اِس کی اولاد یہاں ہی رہی مفصلہ ذیل دیہات میں وینّس قوم کی آبادی ہے کورڑ، چک خانا، ہردو بینّس، دہندل۔"

گھمن جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے جودہ پسر راجہ مل کے پوتے یعنی سنپال کے بائیس بیٹوں میں سے ایک تھا۔ اس کی اولاد اسی کے نام سے اب تک گھمن مشہور ہے۔

تاریخ سیالکوٹ کے حوالہ سے جو سطور لکھی گئی ہیں اِن میں وینس قوم دراصل یہی بینس قوم ہے جن اصحاب کو لفظوں کے تغیر و تبدل اور ہیر پھیر اور بہ مرور ایام ان کے بدلنے اور بگڑنے کا علم ہے۔ اِن کو معلوم ہوگا کہ واؤ اور بے آپس میں عموماً بدل جاتے ہیں۔ مثلاً کشمیر کے ایک مشہور قصبہ کا نام بارہمولہ ہے۔ کشمیری زمیندار اور کشمیر کے عام لوگ اس کو ورہ مُولا کہتے ہیں۔ باؤنا پست قدر کو کہتے ہیں۔ لیکن باؤنا واؤنا کے نام سے بھی مشہور ہے۔ بیاہ کو اکثر لوگ وواہ بھی کہتے ہیں۔ راجہ مل کے ایک بیٹے کا نام ویر خان ہے۔ اِس کو بعض مورخوں نے بیر خان اور بعض نے ویر خان لکھا ہے۔ ویر یا بیر کے معانی سُورما اور بہادر کے ہیں۔ دریائے بیاس کو بعض ویاس بھی کہتے ہیں۔ اسی طرح کئی اور الفاظ ہیں جن کا ابتدائی لفظ بے واؤ سے بدل جاتا ہے۔ اسلئے ہم وینس کو بینس اور بینس کو وینس تسلیم کرنے میں حق بجانب ہیں۔ اور اس کی صحت کا ایک یہ ثبوت بھی ہے کہ مصنف تاریخ سیالکوٹ نے بھی آج سے ستر سال پیشتر وینس یا بینس کو جنجوعہ راجپوت تسلیم کیا ہے۔ اور پونچھ کے بینس قوم کا بھی یہ دعویٰ ہے کہ وہ راجہ مل خان کی اولاد سے ہے، اور جنجوعہ راجپوت ہے۔ مصنف تاریخ سیالکوٹ نے جن مواضعات میں وینس یا بینس قوم آباد ہے۔ اِن میں ایک موضع کا نام ہردو بینس لِکھا ہے۔ اِس سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ وینس یا بینس درحقیقت ایک ہی قوم کا نام ہے۔ مصنف تاریخ سیالکوٹ نے اِس قوم کے مورث اعلیٰ کا نام وینس لکھا ہے۔ جو گڑھ کھیالہ سے فیروز شاہ بادشاہ کے ساتھ سیالکوٹ آیا۔ اور پونچھ کی بینس قوم اپنے مورث اعلیٰ کا نام باسی خاں یا بنسیو خان بتاتی ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

جس کے متعلق اس قوم کا بیان ہے کہ وہ خود مکھیالہ سے پونچھ آیا ہے۔ ہمارے خیال میں پونچھ کی بینس قوم اپنے مورث اعلیٰ کا نام باسی خان غلط بتاتی ہے اور چونکہ پونچھ میں نہ بندوبست کی کوئی تاریخ موجود ہے۔ نہ پونچھ کی عام تاریخ ہی کا کہیں وجود ہے۔ اور نہ بے علمی و جہالت کی وجہ سے عوام میں علوم بالخصوص علم تاریخ کا شوق ہی ہے۔ اس لیے بینس قوم کے بُزرگوں یا شجرہ خانوں نے بینس کو باسی خان تصور کرلیا ہوگا۔ حالانکہ جو قوم بینس کہلاتی ہے مگر وہ کسی مورث اعلیٰ کے نام سے موسوم ہے تو اِس مورث اعلیٰ کا نام باسی خاں نہیں بلکہ بینس خان یا بینسو[1] خان ہی ہوسکتا ہے۔ بینسو سے۔۔۔۔۔۔ بینس ہوجانا بالکل معمولی بات ہے۔

مصنف تاریخ سیالکوٹ نے وینس قوم کو جنجوعہ راجپوت تو تسلیم کرلیا ہے۔ لیکن اِس کا حال جاٹ اقوام میں لکھا ہے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ قدیم ہی سے زراعت کاری اس قوم کا مرغوب مشغلہ ہے۔

منشی امین چند مصنف تاریخ سیالکوٹ لکھتے ہیں وینس جو وینس یا بینس قوم کا بانی ہے۔ فیروز شاہ کے ساتھ سیالکوٹ آیا اور پونچھ کے بینس قوم کا خیال ہے کہ اِن کا مورث اعلیٰ جس کا نام پر وہ بینس مشہور ہے۔ گڈھ مکھیالہ سے پونچھ آیا اِس کے متعلق ہماری قطعی رائے یہ ہے کہ بینس یا وینس خود پونچھ نہیں آیا۔ بلکہ اُس کی اولاد سے اُس وقت کوئی شخص پونچھ کی حدود میں آیا۔ جب اُس کے نام پر اُس کی اولاد کا نام پنجاب میں بینس مشہور ہو چکا تھا۔ اِس کی دلیل یہ ہے کہ پنجاب کے ضلع سیالکوٹ میں جو بینس جاٹ ہیں، اور جنجوعہ راجپوت کہلاتے ہیں وہ پونچھ کی بینس قوم سے بہت پہلے سے آباد ہیں۔ اگر بینس خود پونچھ چلا گیا تھا تو اُس کی اولاد بھی جیسا کہ پونچھ کی بینس قوم کا دعویٰ ہے پونچھ ہی میں آباد ہوگئی پھر ضلع سیالکوٹ کے کئی ایک دیہات میں جو بینس قوم موجود ہے وہ کہاں سے آ گئی۔ اور موضع ہر دو بینس جو آباد کیا وہ کس نے کیا؟ یہ بھی کہیں سے ثابت نہیں ہوتا کہ پونچھ سے بینس قوم کا کوئی شخص سیالکوٹ آیا

---

[1] اس قوم نے بعد کے خطوط میں اس نام کو تسلیم کرلیا ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہو اور اُس نے ہر دو بینس کو آباد کیا ہو اور اپنی نسل کو اُس نے پنجاب کے کئی دیہات میں پھیلا دیا ہو۔

اِس سے ثابت ہوتا ہے کہ بینس جو بینس قوم کا مورث اعلیٰ ہے۔ کبھی پونچھ نہیں گیا البتہ اِس کی موت کے بعد اِس کی اولاد میں سے کوئی بینس پونچھ چلایا گیا۔ اور چونکہ بینس اس وقت ایک قوم کا نام مشہور تھا۔ اسلئے وہ بھی بینس ہی کہلاتا۔ اور اُس کی اولاد بھی بینس کے نام ہی سے مشور ہو گئی۔

مصنف تاریخ سیالکوٹ کی اس تحریر سے البتہ ہمیں اختلاف ہے کہ وینس یا بینس فیروز شاہ کے ساتھ اُس کا نوکر ہو کر سیالکوٹ آیا'' سلطان فیروز شاہ جس کے نام پر ضیائے برنی نے تاریخ فیروز شاہی لکھی ہے۔ پچاس سال کی عمر میں دہلی کے تخت پر بیٹھا اور ۷۵۲ھ سے ۷۹۹ھ (۴۰ سال) تک ہندوستان کا بادشاہ رہا۔ اور بعمر ۹۰ سال ۷۹۹ھ میں انتقال کر گیا۔ وہ اپنے چہل سالہ عہد حکومت میں کبھی سیالکوٹ نہیں آیا۔ نہ دیپال پور اور لاہور تک کبھی آیا ہے۔ جو اُس زمانہ میں ہندوستان کے مشہور صوبے تھے۔ البتہ کانگڑہ، سرمور اور کلانور (گورداسپور) تک اُس کا آنا تاریخوں سے ثابت ہوتا ہے۔

اس لئے بینس کا فیروز شاہ کے ہمراہ سیالکوٹ آنا تو غلط ہے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ فیروز شاہ کے زمانہ میں شاہی فوج میں ملازم ہو کر سیالکوٹ آ گیا ہو۔ اور غالباً ایسا ہی ہوا ہوگا۔ بینس قوم کے داخلہ پونچھ کے زمانہ صحیح تعین بہت دشوار ہے۔ تاہم یہ تو صاف ظاہر ہے کہ اِس قوم کا مورث اعلیٰ بینس زمانہ فیروز شاہی میں جس کو آج ۱۳۵۴ھ میں پونچ سو سے ساڑھے پانچ سو سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ موجود تھا۔ پونچھ میں جو بینس آیا ہے وہ اُس کی دوسری چوتھی پشت سے کوئی شخص ہوگا۔

راجہ مل کے پانچ فرزند بیان کئے جاتے ہیں۔ ویر، جودہ، کہلا، نزلوتی اور کھکھہ۔ ویر خان جس کو بعض مورخین نے بیر خان بھی لکھا ہے۔ کھیوڑہ (متصل پنڈ دادن خان) اور اُس

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کے نواحات پر قابض تھا۔ تاریخ رئیسان پنجاب میں ویر کے بیٹوں میں صرف احمد خان کا نام ہی درج ہے۔ جس کی اولاد دملوٹ بادشاہ پور اور دلوال میں پھیلی ہوئی ہے۔ لیکن اِس کی طرز تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ ویر خان کے ایک سے زیادہ فرزند تھے۔ اِن کے نام غالباً اس وجہ سے درج نہیں ہو سکے کہ اُنہوں نے یا تو ملکی سیاسیات میں حصہ نہیں لیا۔ یا وہ احمد خان کی نسبت کم اقتدار رکھتے تھے یا قسمت آزمائی کے لئے ترک وطن کر گئے۔ جیسا کہ بینس جس کو پونچھ کی بینس قوم راجہ ویر خان کا فرزند بتاتی ہے۔ اور مصنف تاریخ سیالکوٹ جس کر اِس قوم کا بانی قرار دیتا ہے اور جو اپنا وطن چھوڑ کر ضلع سیالکوٹ چلا آیا تھا۔ جہاں اس کے نام پر اب تک اُس کی نسل موجود ہے۔

پونچھ کی بینس قوم ایک ہی مورث اعلیٰ کی اولاد سے ہے۔ اِس قوم کی تعداد علاقہ پونچھ میں تین ہزار کے قریب بتائی جاتی ہے۔ اور تحصیل مہنڈر کی نسبت تحصیل سدھنتی میں زیادہ آباد ہے اور خصوصاً تحصیل ہذا کے مواضعات انیاری، بریوٹ، بساڑی، چوکیاں، سہر، نورسہ، نیریاں، کہالہ، گھلا گجن، پھگواٹی، قلعاں اور اکٹر میں بینس قوم کی کثرت ہے۔ ایک گھر اِس قوم کا موضع بھنگو میں بھی ہے۔

بینس قوم بھی پونچھ کی دیگر اقوام کی طرح تعلیمی بیداری میں اب نمایاں حصہ لے رہی ہے۔ انگریزی خوان اِس قوم میں بہت کم ہیں۔ اُردو لکھے پڑھے کئی افراد موجود ہے۔

زراعت اور ملازمت اس کا خاص پیشہ ہے۔ تحصیل سدھنتی میں اِس قوم کے تین نمبر دار بھی موجود ہیں۔ اِن کے رشتے ناطے آوان اور جنجوعہ اقوام سے ہوتے رہتے ہیں۔

اِس قوم میں جو مشہور آدمی ہیں اُن کے نام حسب ذیل بتائے گئے ہیں۔ سردار الٰہی بخش خان نمبر دار انیاری، سردار بہادر علی خان نمبر دار پنچوترہ خور انیاری، سردار مصدر علی خان حوالدار نن کمیشن افسر انیاری، منشی جمال دین خان پوسٹ مین، پلندری سکنہ انیاری، میاں جمن دین خان واعظ و نکاح خوان انیاری رسمت (رستم) علی خان معتبر انیاری، منشی محمد دین، اول

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

مدرس مدرسہ بھنگو سکنہ انیاری جمان خان سکنہ سہر، مختار خان معبر سکنہ سہر، فیروز خان معتبر سکنہ سہر، مھصا خان معتبر سکنہ کہالا، الٰہی بخش خان معتبر سکنہ بساڑی، بہادر خان معتبر سکنہ کہلا۔ شرف خان معتبر ساکنہ بساڑی، حیات خان معتبر سکنہ چوکیاں، سردار ستار محمد خان نمبردار سکنہ بساڑی، منشی شادمان خان سکنہ بساڑی، جمعدار لگا خان سکنہ بساڑی، منشی فتح محمد خان اول مدرس مدرسہ چنوچھی سکنہ نورسہ، فتح دین معتبر سکنہ بھنگو، گھرو خان معتبر سکنہ نیریاں۔

جنجوعہ

(جنجوعہ قوم کی ابتداء:۔ پنجاب میں ان کا اصل مرکز کہاں کہاں ہے؟)

راجپوتوں کا اصل وطن راجپوتانہ ہے جیسا کہ راجپوتانہ کے نام ہی سے ظاہر ہے۔ تاریخ روسائے پنجاب میں پنجاب میں راجپوتوں کے داخلہ کے تین زمانے بتائے گئے ہیں۔

ایک وہ زمانہ جس کا تاریخی حال تحریری موجود نہیں ہے۔ لیکن یہ زمانہ حضرت عیسیٰ سے ۲ ۱/۲ ہزار سال پیشتر کا تصور کیا جاتا ہے۔ کٹوچ (کانگڑہ) چمبہ اور کوہستان جالندھر کے راجپوت جن کے بُزرگ صدیوں باری اور چناب کے دوآبوں پر حُکمران رہے ہیں۔ انہی کی نسل سے بتائے جاتے ہیں۔ دوسرا زمانہ اِن کی پہلی آمد سے ایک ہزار سال بعد قیاس کیا جاتا ہے۔ جب اجمید آبانی ہستناپور (دہلی) کا فرزند اپنے جادو راجپوتوں کو جہلم کے شمال میں لے گیا۔ اور وہ خاندان قائم کیا جو راولپنڈی سے مُلتان تک حکمرانی کرتا رہا۔ تیسرا زمانہ راجپوتوں کی آمد کا پنجاب میں دسویں سے پندرھویں صدی عیسوی تک کا بیان کیا جاتا ہے جب مختلف نسلوں کے راجپوت پنجاب میں آتے رہے۔

جنجوعے اپنا نکاس پانڈو کی اولاد سے بتاتے ہیں۔ اور وہ جنجوعہ خاندان کا سب سے بڑا بزرگ راجہ مل کو تسلیم کرتے ہیں۔ سر لیپل گریفن نے جنجوعوں کے بیان کے مطابق راجہ مل کو راٹھور لکھا ہے۔ طامس صاحب نے بھی اپنی رپورٹ جہلم میں جنجوعوں کو جودھپور کے راٹھور

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

راجپوت بتایا ہے۔ لیکن ٹھاکر کاہن سنگھ بلاوریہ جو راجپوت اقوام کے مشہور مورخ ہیں۔ اُن کے چندر بنسی یادو شاخ سے تو تسلیم کرتے ہیں۔ مگر راٹھور نہیں مانتے۔

کہا جاتا ہے کہ راجہ مَلّ ۹۸۰ء کے قریب جودھپور یا قنوج سے نقل مکان کر کے نواح جہلم میں آیا۔ اور اُس نے ایک موضع راجگڈھ کے نام سے آباد کیا۔ جو اُسی کے نام پر اب ملوٹ کہلاتا ہے۔ اسی راجہ کے زمانہ میں محمود غزنوی نے ہندستان پر حملہ کیا۔ راجہ مَلّ نے جہاں تک اِس کی طاقت تھی مقابلہ کیا۔ لیکن شکست کھانے اور اسیر ہونے کے بعد اپنی جان بچانے اور اپنے ملک کی بادشاہی دوبارہ حاصل کرنے کے لئے مُسلمان ہو گیا۔

جنجوعوں کا بیان ہے کہ جنجوعہ لفظ جنجو یعنی زنار سے نکلا ہے۔ جو راجہ مَلّ اور دیگر ہندو پہنتے تھے۔ اور اب تک بھی ہندوؤں کے لئے زنار کا پہننا لازمی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب راجہ مَلّ نے جنجو کو توڑا تو اُس کی اولاد جنجوعہ کہلانے لگی۔ لیکن اِس میں بعض مصنفوں کا اختلاف ہے۔ مصنف ''راجپوت گوتین'' لکھتا ہے کہ اِس کے ایک بیٹے کا نام جوہد تھا۔ اور جوہد یا جادو کوہستان نمک کا پرانا نام ہے۔ یہی نام جوہد بگڑ کر جنجوعا ہو گیا۔ اور جوہد ہی کی اولاد جنجوعہ کہلاتی ہے۔ ایک انگریز مصنف مسٹر برانڈرتھ[1] کا بیان ہے کہ راجہ مَلّ کے بیٹے اور جوہد کے بھائی ویر کی اولاد جنجوعہ کہلاتی ہے۔

جنجو توڑنے پر جنجوعا یا جنجوآ نام پڑنے کا قصہ غلط معلوم ہوتا ہے۔ یہ نام تو اِس صورت میں موزوں اور مناسب معلوم ہوتا ہے جب کسی نے جنجو کا استعمال شروع کیا ہو۔ جنجو توڑنے پر تو اس قوم کا نام جنجو توڑ مشہور ہونا چاہیئے تھا۔ اس لئے راجہ جوہد یا راجہ ویر کی اولاد ہونے کی وجہ سے اس قوم کا جنجوآ کہلانا زیادہ قرین قیاس ہے۔ اور اِن میں راجہ جوہد کی اولاد کا نام جنجوآ ہونا زیادہ قوی سمجھا جاتا ہے۔ جنجوعوں کے قول کے مطابق راجہ مَلّ جب مُسلمان ہوا ہے اِس وقت اُس کے فرزند کے حسب ذیل موجود تھے اور سب جوان تھے۔ جوہد، ویر، کالا، ترلونی کھکھا۔

[1] از ''راجپوت گوتین'' صفحہ ۲۴۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

راجہ مل خان کے بعد راجہ ویر خان کھیوڑہ اور پنڈ وادن خان کا حکمران بنا۔ اس کے بیٹے راجہ احمد خان کی اولاد دلموٹ، بادشاہ، پور اور ڈلوال[1] کے خاندان ہیں۔ راجہ جوہد یا جوہد خان کے حصّہ میں وہ مُلک آیا جہاں مکشالا آباد تھا۔ اِس گاؤں میں برہمن آباد تھے۔ راجا جوہد خان نے اِس کا نام مکھیالہ[2] رکھ دیا۔ اور ایک قلعہ اور دو تالاب تیار کرائے جو اب بھی وہاں موجود ہیں۔

کالا یا کھلا کی اولاد ضلع راولپنڈی وغیرہ میں آباد ہے۔ ترلونی کی اولاد ضلع ہزارہ، ضلع راولپنڈی، واٹک وغیرہ میں موجود ہے۔

کھکھہ[3] کی اولاد ضلع مظفر آباد اور پونچھ کی تحصیل باغ میں بیان کی جاتی ہے۔

راجہ جوہد کے چار فرزند تھے (۱) رہپال، یا رہنس پال یا رائے پال ضلع جہلم میں باغا نوالہ۔ کوٹ عمر، پنڈی، چکری، پیر چک، نتھیال، فرید پور، شیر پور، سید پور وغیرہ مواضعات کے جنجوعہ خاندان اسی کی اولاد سے ہیں۔ رہپال، راجہ جوہد کا فرزند کلاں تھا اور ملوٹ پر حکمران تھا۔ (۲) ساہنپال یا ہنس پال جو چوہا سیدن شاہ، کوٹلی سیدن، کٹورا، سلوری، کلس، مخدوم سیتن، ولی، وہالی، وریالہ کھاولہ وغیرہ جنجوعہ خاندانوں کا مورث اعلیٰ تھا (۳) جسپال مصنف تاریخ روساء پنجاب اس کے متعلق لکھتے ہیں "جسپال کی اولاد کم ہے اور کلوال میں آباد ہے۔" (۴) جے پال اس کی اولاد ڈنڈوت[4] اور ورند میں اب تک موجود ہے۔

رہپال یا رائے پال کے فرزند نارو کے تین بیٹے تھے اجیک دیو، ہست خان، تاتار

---

[1] صوبیدار راجہ محمد افضل خان آنریری مجسٹریٹ تحصیل پنڈ دادن خان دلوال ہی کے معزز رئیس ہیں۔ [2] سلطان ریاست علی خان آنریری مجسٹریٹ تحصیل پنڈ دادن خان مکھیالہ ہی کے ہیں۔ اور جنجوعہ خاندان کے سرکردہ رکن ہیں۔ [3] کھکھہ خاندان کا کچھ ذکر تاریخ اقوام کشمیر میں درج ہو چکا ہے جو حالات زاید معلوم ہوئے ہیں وہ پونچھ کے کھکھہ خاندان کے سلسلہ میں لکھے جائینگے۔ [4] راجہ مقرب خان و راجہ نوازش علی خان ڈنڈوت (پنڈ دادن خان تحصیل) کے سرکردہ رئیس ہیں۔ [4] راجہ مقرب خان و راجہ نوازش علی خان ڈنڈوت (پنڈ دادن خان تحصیل) کے سرکردہ رئیس ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

خان، بہت تھوڑے عرصہ میں جنجوعہ خاندان کئی شاخوں پر منقسم ہو گیا اور ہر شاخ اپنے کسی نہ کسی بُزرگ کے نام سے موسوم ہوتی رہی۔ لیکن جتنی جلدی اِس قوم کی تعداد بڑھی اور جس قدر زیادہ اس کی شاخیں پھیلیں اِس قدر اِن میں نفاق بڑھتا گیا۔ اور اِن کے طاقت کمزور ہوتی گئی۔ تیمور کے حملہ ہند ۱۳۹۸ء میں جنجوعوں نے اِس کا ساتھ دیا اور بابر کے حملہ کے وقت (۱۵۲۶ء میں) وہ بابر کے ساتھ تھے۔ ۱۷۶۵ء میں زوال مغلیہ کے بعد شاہان کابل نے اِن کو اور بھی کمزور کر دیا۔ گکھڑ اور آوان اِن کے ہر مخالف کے ساتھ تھے۔ اور جنجوعوں کی تباہی میں سب سے پیش پیش تھے۔ سکھوں نے اپنے زمانہ حکومت میں اِن کی بربادی کی تکمیل کر کے اِن کی طاقت وحکومت کو بالکل مٹا دیا۔

اجیک دیو کی چھٹی پشت میں ایک مُسلمان نام حبیب خان آتا ہے اُس کے پانچ فرزند تھے۔ جن میں تیسرے فرزند ملک درویش خان نے دارا پور آباد کیا۔ اِن کی نانویں پشت میں رائے خیر مہدی[1] خان دارا پور کے جاگیر دار تھے۔

قوم جنجوعہ کا خاندانی لقب راجہ رائے اور ملک ہے جو اِس کی خاندانی عظمت کا مظہر ہے۔

پونچھ میں جنجوعہ قوم کہاں کہاں آباد ہے؟

پونچھ کے مندرجہ ذیل مقامات میں جنجوعہ قوم آباد ہے لسانہ، پٹھانا تیر، اڑی کلہوتہ، کوٹان، ملکوتہ، نڑول، بنولہ، سلواہ، بھیرہ، کالابن، میدان، گورسہائی، ناڑ علاقہ سورن وغیرہ۔

پونچھ میں جو مشہور جنجوعہ افراد ہیں اِن کی تفصیل منشی امیر علی خان سکنہ پٹھانا تیر نے

[1] سر لیپل گریفن نے رئیسان پنجاب میں رائے خیر مہدی خان نام لکھا ہے۔ مگر دارا پور کا جنجوعہ خاندان اِن کا نام ملک شیر مہدی خان بتاتا ہے۔ خان بہادر ملک زمان مہدی خان اِن کے فرزند اور آنریبل نواب میجر طلب مہدی خان او، بی، ای ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر خاندان جنجوعہ دارا پور کے سر کردہ رُکن اور لیڈر رہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

حسب ذیل لکھی ہے۔

پٹھانا تیر تحصیل مہنڈر۔ اس موضع کی مثل حقیت ۱۹۶۱ء سے اب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ پٹھانا تیر بہت قدیم زمانہ سے آباد ہے اور جنجوعہ قوم بھی جس کی یہاں نمبرداری بھی ہے۔ عرصہ دراز سے یہاں موجود ہے۔ پٹھانا تیر کے جنجوعہ خاندان کا سلسلہ غلام محی الدین[1] خان سے شروع ہوتا ہے۔ اِس کی آٹھویں پشت میں سکندر خان ایک نامور شخص گزرا ہے۔ اُس کے چار فرزند ہیں (۱) ولی محمد خان مرحوم نمبردار (۲) ہاشم علی خان (۳) منشی امیر علی خان (۴) راجولی خان، آخرالذکر کا صرف ایک لڑکا صفدر علی خان ہے، باقی تینوں کثیر الاولاد ہیں۔ چنانچہ ولی محمد خاں مرحوم کے مندرجہ ذیل چار لڑکے ہیں۔ اللہ دتہ خان جو نمبردار بھی ہے۔ نور محمد خان، سید محمد خان، محمد حسین خان، ہاشم علی خان کی اولاد حسب ذیل ہے۔ عطا محمد خان، میر باز خان، بہادر علی خان، فیروز خان، خان بہادر خان، علی بہادر خان، منشی امیر علی خان کے فرزندوں کے نام بہ تفصیل ذیل ہیں۔ صلاح محمد خان، غلام محمد خان، محمد فیروز خان، اللہ دتا خان، محمد حسین خان، محمد افضل خان، محمد فضل خان۔

پٹھانا تیر کے جنجوعہ خاندان میں منشی امیر علی خان سرکردہ اور اچھے لکھے پڑھے ہیں۔ عدالت سشن کے اسیسر رہیں۔ اور سرکاری درباروں میں مدعو کئے جاتے ہیں۔ اِن کا برادرزادہ سردار عطا محمد خان بھی اپنی برادری میں کافی شہرت رکھتا ہے۔

موضع لسانہ۔ بوٹا خان، مہر بخش خان، احمد بخش خان، رسمت علی خان، پیر بخش خان۔

موضع اڑی۔ خدا بخش خان، لعل محمد خان، عطا محمد خان، شیر محمد خان۔

موضع کوٹان۔ سردار کالا خان، سردار غلام حسین خان، سردار الٰہی بخش خان، سردار خدا بخش خان۔

---

[1] غلام محی الدین خان کا سلسلہ دارا پور و کھیالہ کے جنجوعہ خاندان سے ملایا جاتا ہے۔ جس کے رئیس اس وقت راجہ ریاست علی خان اور راجہ طالب مہدی خان ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

موضع نڑول۔ جمعہ خان، روڑا خان۔

موضع بنولہ۔ غلام حسین خان، بہادر علی خان۔

موضع سلواہ۔ امیر علی خان، بہادر علی خان۔

موضع بھیرہ۔ دتا خان، ونواب خان۔

موضع میدان۔ فجو خان، باغ حسین خان۔

موضع گورسہائی وناڑ خاص۔ فقیر اللہ خان، فتح محمد خان۔

گوتھل علاقہ سورن۔ یہاں جنجوعہ خاندان کے پندرہ گھر ہیں اِن سب کے سر کردہ سردار روشن علی خان نمبردار ہیں۔ اِن کے رشتے ناطے منہاس تھکیال اور ٹھکر وغیرہ راجپوت اقوام سے ہیں۔ گوتھل میں سردار روشن علی خان کے علاوہ سردار بہادر علی خان بھی نمبردار ہیں۔

دہورک و پوٹھ تحصیل مہنڈر۔ اِن مواضعات صرف پانچ گھر ایسے ہیں جو اپنے آپ کو جنجوعہ قوم سے ظاہر کرتے ہیں۔ یہ خاندان اپنے بُزرگ کا نام جو سب سے پہلے پونچھ میں آیا اصلا خان بتاتا ہے۔ اصلا خان کی اولاد سے علیا خان ووارث خان موضع پٹھانا تیر سے دہندک اور جنگی خان کی اولاد سے نور علی خان تحصیل راجوری کے موضع کوٹلی کالا بن سے پوٹھ میں آکر آباد ہو گئے۔ دہودک اور پوٹھ میں اس خاندان کے مندرجہ ذیل اشخاص قابل ذکر ہیں۔ لگا خان ولد ہاشم خان بن نور علی خان یہ وہی نور علی خان ہے جس نے کوٹلی کالا بن سے پوتھ میں نقل مکانی کرلی تھی۔ محمد دین ولد فضلا بن ارولی خان بن نور علی خان۔ شمس الدین ولد الہ دین جو علیا خان کی اولاد سے ہے۔ یہ تینوں خواندہ ہیں اور زمیندار کاروبار کرتے ہیں۔ لعل دین خان جو وارث خان کی اولاد سے ہے یہ بھی اپنی دیگر برادری کے اصحاب کی طرح زراعت میں کام کرتا ہے۔

تحصیل راجوری۔ قلمرو جموں کے موضع کوٹلی کالا بن میں بھی جنجوعہ قوم آباد ہے جن میں میاں علم دین خان، عطا محمد خان، امیر خان، وشاہ ولی خان، سردار عبداللہ خان نمبردار خلف منشی شہباز خان مرحوم جو مہاراجہ رنبیر سنگھ کے زمانہ میں ایک فوجی سردار تھے، خواندہ اور مشہور آدمی ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

جنجوعہ قوم علاقہ پونچھ میں زراعت پیشہ اقوام میں شامل ہے۔ عام طور پر اِس کا پیشہ زمینداری ہے چند افراد سرکاری ملازمت میں بھی ہیں۔

جرال

راجپوت اقوام کئی شاخوں اور گوتوں اور ذاتوں پر منقسم ہیں لیکن اِس قوم کے مورخوں نے اِس کو قدیم ہی سے دو حصوں میں منقسم کیا ہے۔ ایک سورج بنسی کہلاتے ہیں جو ہندوؤں کے قول کے مطابق برہما کے پوتے بیسوان سے چلا ہے۔ بیسوان کا نام سورج بھی تھا۔ اس لئے اِس کی اولاد سورج بنش کہلائی۔ سری رام چندر جی اسی بنش سے تھے۔ دوسرا حصہ چندر بنش کہلاتا ہے۔ اِس کا سلسلہ برہما کے دوسرے پوتے یعنی بیسوان کے بھائی چندر مان سے جس کو سوم بھی کہتے ہیں ملتا ہے۔ کورو اور پانڈو اسی کی نسل سے تھے۔

راجپوت اقوام کی شاخ جرال چندر بنسی خاندان اور پانڈو کی اولاد سے ہے۔ اس شاخ کے تفصیلی حالات تاریخ راجگان راجور میں درج ہیں۔ اِس لئے جہاں مختصر سے تذکرہ پر ہی اکتفا کی جاتی ہے۔

جرال قوم جو صدیوں تک راجوری میں آزاد حکمران کی حیثیت سے رہی ہے۔ راجہ جیسر راؤ کی اولاد سے ہے جو راجہ نکہہ [1] والئے کلانور خلف راجہ پرتھچھت والئے ہند کی آٹھویں پشت تھا۔

جرال قوم میں سب سے پہلے جس نے اسلام قبول کیا اُس کا نام راجہ صاحب سینہ تھا۔ جو راجہ جیسر راؤ کی پانچویں پشت میں تھا۔ وہ ۵۷۶ھ مطابق ۱۱۷۹ء میں اپنے فرزند نیل

---

[1] راجہ پرتھچھت ارجن کا پوتا تھا۔ اِس کے دو فرزند تھے، بڑا پرتھچھت، چھوٹا نکہہ، راجہ پرتھچھت نے بھائی کو کلانور کا علاقہ دے کر علحیدہ راجہ بنا دیا تھا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سینہ اور دیگر متعلقین کے ہمراہ بزمانہ سلطان شہاب الدین غوری مُسلمان ہو گیا۔ سلطان شہاب الدین نے راجہ کا نام شیر افگن خان اور نیل سینہ کا نام نورالدین خان رکھا۔

سنہ ۱۱۹۴ء میں راجوری پر ایک پال خاندان جو راجپوت قوم کی ایک شاخ ہے۔ حُکمران تھا، اس کے سردار کا نام امنا پال تھا۔ انہی ایام میں راجہ نورالدین خان بیرونی بادشاہوں کے آئے دن کے حملوں سے بچنے کے لئے راجوری کی طرف چلا آیا۔ یہاں قسمت نے پھر یاوری کی۔ راجہ امنا پال کو اس نے کسی حکمت عملی سے گرفتار کر کے حکومت خود سنبھال لی۔ جو اس کی اولاد کے پاس پونے سات سو سال تک رہی اور جس کا خاتمہ مہاراجہ گُلاب سنگھ کے زمانہ میں ہوا۔ جبکہ راجوری کا حُکمران راجہ رحیم اللہ خان تھا۔ راجوری کے اِس قدیم خاندان جرال کی ایک شاخ رہلو ضلع کانگڑہ میں ہے۔ ایک وزیر آباد ضلع گوجرانوالہ میں کچھ آدمی راجوری میں بھی ہیں اور پونچھ میں تقریباً ڈیڑھ سو افراد موجود ہے۔

یہ خاندان راجپوت ہے مگر مرزا کہلاتا ہے۔ مرزا کا خطاب اِس خاندان کو کس نے دیا۔ کیوں دیا اور کب دیا۔ اِس کی مختصر سی کیفیت ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

سنہ ۹۹۵ھ میں جب محمد قاسم میر بحر کی زیر سر کردگی اکبر افواج نے راجوری کے رستے کشمیر پر حملہ کیا۔ تو راجہ مست ولی خان والئے راجور نے جو بادشاہی افواج کے مقابلے میں اپنی حقیقت سے خواب آشنا تھا۔ محمد قاسم میر بحر کے تمام احکام کو منظور کر کے نہ صرف اِس کے حملہ کشمیر کی رہنمائی کی بلکہ رسد بھی بہم پہنچائی اور اپنے بیٹے کو بھی کچھ فوج دے کر اِس کے ہمراہ روانہ کیا۔

محمد قاسم نے فتح کشمیر کے بعد راجہ مست ولی خان کی امداد و خدمات سے بادشاہ کو آگاہ کیا۔ وہاں سے کشمیر میں پچاس ہزار کی جاگیر کے دیہات ملے سنہ ۹۹۷ھ میں جب بادشاہ خود کشمیر آیا اور راجہ مست ولی خان نذرانہ اور تحائف لے کر اپنی سرحد پر حاضر ہوا تو بادشاہ نے خوشنودیئے مزاج کا اظہار کیا اور فرمایا کہ راجہ ہندوؤں کا خطاب ہے۔ آپ مُسلمان ہیں آپ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کے لئے نوابی کا خطاب مناسب ہے اور آپ کے ممبران خاندان کے لئے میاں کی بجائے مرزا کا خطاب موزون ہے۔ جو مغل شاہزادوں کا شاہی خطاب ہے۔ راجہ مست ولی خان نے جواب میں شکر گذارانہ جذبات کے ساتھ عرض کیا کہ اس مُلک میں نوابی کو کوئی نہیں جانتا۔ راجگی اعلیٰ خطاب سمجھا جاتا ہے اِس لئے ہم چشموں میں راجگی کا لقب ہی موزوں رہے گا۔ البتہ اگر میرے خاندان کے ممبروں کو لقب مرزا عطا ہو جائے تو میرے امتیاز و اعزاز کا موجب ہوگا۔ آئندہ جیسا ارشاد عالی ہو بادشاہ نے راجہ کی اس عرضداشت کو قبول کیا۔ چنانچہ اُس زمانہ سے اِس خاندان میں مرزا کا لقب جاری ہے۔ البتہ مسند نشین کو راجہ کہتے ہیں۔[1]

خاندان مرزا اجرال سوہرنکوٹ۔ راجوری کے جرال خاندان کی جو شاخ علاقہ پونچھ میں آباد ہے اِس کا سلسلہ نسب مرزا غریب اللہ خان برادر راجہ رحیم اللہ خاں والئے راجور سے ملتا ہے۔ مرزا غریب اللہ خان کے پانچ فرزند تھے۔ سب سے بڑا مرزا منور خان تھا جو سکھ حکومت کے آخری ایام میں اپنے چچازاد بھائی مرزا فقیر اللہ خان خلف راجہ رحیم اللہ خان اور اِس کے منہ لگے مشیر مختار علی کے سازش سے بمقام سرینگر قتل کیا گیا۔ ناظم کشمیر اُس وقت نواب شیخ امام الدین خان تھے۔ انہوں نے بڑے تزک و احتشام کے ساتھ مرحوم کی نعش راجواری میں بھجوائی چنانچہ مرزا منور خان راجوری ہی میں دفن ہیں۔ اُن کے تین فرزند تھے مرزا عطا محمد خان لاولد، مرزا فتح محمد خان جن کی اولاد راجوری میں موجود ہے۔ اور مرزا ولی محمد خان جو منجھلے تھے۔ بعہد راجہ موتی سنگھ موضع سوہرن کوٹ علاقہ سوہرن میں آکر آباد ہوئے اُن کے چار فرزند حسب ذیل تھے۔ (۱) مرزا غلام محمد خان جن کے دو فرزند ہیں مرزا مجیب اللہ خان ریٹائرڈ واصلباقی نویس، مرزا عزیز اللہ خان جو سرکل کمیٹی پونچھ کے سکریٹری اور بنک سوہرنکوٹ کے پریذیڈنٹ اور عدالت سشن کے اسیسر ہیں۔ مرزا عزیز اللہ خان کا ایک فرزند مرزا عبدالحمید خاں موجود ہے (۲) مرزا اصلاح محمد خان ان کے چار فرزندے حزب ذیل ہیں۔ (۱) مرزا قدرت خان

[1] از تاریخ راجگان راجور مطبوعہ ۱۹۰۷ء مصنفہ مرزا ظفر اللہ خان مرحوم۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ریٹائرڈ سارجنٹ پولیس ان کے بیٹے کا نام مرزا نصیب اللہ خان ہے۔(۲) مرزا فرمان علی خان اُن کے فرزند کا نام مرزا عنایت اللہ خان ہے۔(۳) مرزا اسداللہ خان اسیسر عدالت سشن (۴) مرزا خلیل اللہ خان، مرزا غلام محمد خان کے تیسرے فرزند کا نام مرزا صفدر علی خان ہے۔ اُن کے مندرجہ ذیل تین فرزند ہیں (ا) مرزا عطا اللہ خان ملازم پولیس جن کے لڑکے کا نام محمد لطیف خان ہے۔(۲) مرزا نواب اللہ خان (۳) مرزا فیروز الدین خان۔

مرزا غلام محمد خان کے چوتھے فرزند کا نام مرزا نادر علی خان ہے اُن کے دو فرزند ہیں (ا) مرزا کرامت اللہ خان (۲) مرزا رحمت اللہ خان۔ اوّل الذکر کا ایک فرزند بنام محمد لطیف خان موجود ہے۔

خاندان مرزا جرال شاخ سوکھیال وہڑہ۔ اس شاخ کے بانی مرزا علی محمد خان خلف مرزا بہرام خان ہیں جو بزمانہ مہاراجہ گُلاب سنگھ زمانہ صغرسنی ہی میں باہی خانہ جنگیوں کے باعث قلعہ نکر واقعہ بھڑوٹ علاقہ راجوری سے ہجرت کر کے پونچھ چلے آئے۔ اُن کے چھ بھائی اور بھی تھے۔ اُن کی اولاد بدا کنہ واقع بھڑوٹ میں موجود ہے جن میں مرزا شہادت علی خان وغیرہ چند افراد موجود ہیں۔

مرزا علی محمد خان نے موضع سکھیال وہڑہ واقعہ تحصیل سدہنتی کے ایک بنجر رقبہ موسومہ لہڑی کو آباد کیا یہاں یکے بعد دیگرے اپنی دو شادیاں کیں۔ ایک قوم سدھن میں جس سے دو فرزند پیدا ہوئے۔ مرزا بہاول خان، و مرزا جنگی خان آخر الذکر اوائل عمر ہی میں انتقال کر گیا۔ دوسری شادی قوم ڈُولی میں کی۔ اس سے تین فرزند پیدا ہوئے مرزا قاسم عالم خان، مرزا احمد علی خان، مرزا منصر علی خان۔

مرزا بہاول خان نے جو مرزا علی محمد خان کے فرزند کلاں تھے ۱۹۳۴ء کے قحط میں غربا کی قابل قدر امداد کی۔ اُن کی شادی بھی سدہن خاندان ہی میں ہوئی جس سے مندرجہ ذیل پانچ فرزند ہوئے۔ مرزا اشرف علی خان، مرزا الٰہی بخش خان، مرزا عید ولی خان، مرزا روڈ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اخان، مرزا پیندا خان۔

مرزا اشرف علی خان کے دو فرزند تھے۔ مرزا فقیر اللہ خان و مرزا حیدر خان دونوں برطانوی افواج میں ملازم تھے۔ اب دونوں وفات پا چکے ہیں۔ مرزا اشرف علی خان کا ایک بنیرہ مرزا لعل حسین خان اسلامیہ ہائی سکول پونچھ میں زیر تعلیم ہے۔

مرزا الٰہی بخش و مرزا روڈ خان کے پسران پولیس پونچھ میں ملازم ہیں۔ مرزا پیندا خان ۱۹۸۰ء میں لاولد انتقال کر گئے۔

مرزا عید ولی خان جو مرزا بہاول خان کے تیسرے فرزند ہیں صاحب حیات ہیں حصول تعلیم کے بعد وہ پونچھ کے فوج میں ملازم ہوئے اور صوبیداری کے عہدے تک پہنچے۔ اور اُس وقت بوجہ ضعیف العمری گوشہ نشین ہیں۔ مرزا وہاب الدین خان آپ کے اکلوتے فرزند ہیں۔ جن کے آپ نے عمدہ طریق پر تعلیم دلوائی اور جو اس وقت تحصیل سدہنتی میں جنگلات پونچھ کی رینج افسری کے فرائض ادا کر رہے ہیں۔

مرزا علی محمد خان کے اُن فرزندان کی اولاد بھی جو دُولی قوم کی شادی سے تھی اب تک موجود ہے۔ اُن کے فرزند اول مرزا قاسم علی خان حسب ذیل چار فرزندوں کے باپ تھے۔ مرزا اکبر علی خان، مرزا بہادر علی خان، مرزا دیوان علی خان، مرزا فیض طلب خان، اُن میں مرزا اکبر علی خان کے تین فرزند جموں و کشمیر گورنمنٹ کی فوج میں ملازم تھے جن میں سے مرزا شیر خان اِس وقت پنشن پر ہے۔

مرزا اکبر علی خان کی اولاد مواضعات بھڑ وٹ و سراڑی میں آباد ہے۔ مرزا قاسم علی خان کا ایک پوتا مرزا رحم اللہ خان پولیس پونچھ میں کانسٹیبل ہے۔

مرزا احمد علی خان، مرزا علی محمد خان کا دوسرا فرزند تھا جو دُولی قوم کی عورت کے بطن سے تھا۔ اِس سے دو فرزند ہیں مرزا فتح محمد خان و مرزا فیروز خان۔

مرزا منصر علی خان تیسرا فرزند تھا، اس کے دو لڑکے ہیں۔ مرزا فتح عالم خان جو فوت ہو

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

چکا ہے اور مرزا افضل خان جو موجود ہے۔

اس شاخ کے کل ممبروں کی تعداد زن و مرد سمیت پچاس کے قریب ہے۔ اُن میں سب سے زیادہ مشہور اور نامور مرزا عید ولی خان اور اُن کے فرزند مرزا وہاب الدین خان ہیں۔

مرزا جرال منڈ ہول علاقہ مہنڈر:۔ اس شاخ کا بزرگ مرزا شہادت علی خان تھا جو پونی علاقہ جموں سے بعہد راجہ موتی سنگھ پونچھ میں آیا۔ اِن کے ایک فرزند مرزا اصفدر علی خان نے تحصیلداری کا درجہ حاصل کیا۔ اُن کے فرزند کا نام مرزا حیدر علی خان تھا۔ وہ عالم شباب ہی میں انتقال کر گئے۔ مرزا فیروز دین خان اُن کے بیٹے نے باپ دادا کی جگہ حاصل کی یعنی وہ بھی تحصیلدار رہے۔ مرزا لعل دین خان پٹواری مرزا فیروز خان ہی کے فرزند ہیں۔

مرزا شہادت علی خان کے دوسرے فرزند کا نام مرزا فقیر اللہ خان تھا۔ وہ پولیس میں محرر سارجنٹ کے عہد پر تھے۔ اُن کا فرزند کلاں مرزا فرمان علی بھی سارجنٹ پولیس رہا ہے۔ اب کئی سال سے انتقال کر چکا ہے۔ فرزند دوم مرزا سیف علی خان پولیس میں مدد محرر تھا۔ اب خانہ نشین ہے۔

مرزا شہادت علی خان کے تیسرے فرزند مرزا غلام حسین خان کا فرزند مرزا گلاب دین پولیس پونچھ میں کانسٹبل ہے۔ اس شاخ میں تعلیم کی بڑی کمی ہے۔

سرنکوٹ، سکھیال وہڑہ اور منڈ ہول کے علاوہ جرال قوم کی آبادی تحصیل مہنڈر کے موضع پوٹھہ اور تحصیل سدہنتی کے مواضعات کھائی گالہ، ٹراٹ، ہماں ناڑی، دھمن اور تحصیل باغ کے موجع سری کتھی اور خاص شہر پونچھ میں بھی ہے۔

پونچھ اور اُس کے مواضعات میں اِس قوم کے کُل نفوس کی تعداد ڈیڑھ دو سو سے زیادہ نہیں ہے۔ اِن لوگوں کی وجہ معاش ملازمت اور زمینداری ہے۔ اِن کے ناطے رشتے اپنی برادری کے علاوہ بعض سادات خاندان سے بھی ہیں اور چِب اور ڈولی اور سدھن اقوام سے بھی اُن کی رشتہ داریاں ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

چِب راجپوت

چِب جموں و کشمیر اور پونچھ کی ایک مشہور مسلمان راجپوت قوم ہے۔ اس کا کچھ ابتدائی ذکر تھکیال وڈومال راجپوتوں کے سلسلہ میں ہو چکا ہے۔ اور تفصیلی ذکر انشاء اللہ "تاریخ اقوام قلمر و جموں" میں ہوگا۔ اِس قوم کے چھ سات گھر دھیر کوٹ تحصیل باغ اور دو تین گھر دیگوار ملد یالاں تحصیل حویلی میں ہیں۔ دیگوار ملد یالاں میں جو شاخ ہے اس کے مورث اعلیٰ پیر بخش خان تھے جو راجہ سلطان خان آف بھمبر کے برادرزادہ تھے۔

راجہ میر باز خان سانگو حکمران پونچھ نے جب چِب خاندان کی ایک معزز خاتون کو اپنے نکاح میں داخل کر لیا تو پیر بخش خان چِب نے جو اس کا قریبی رشتہ دار تھا۔ قید کر لیا کہ وہ میر باز خان کو اس کی سزا دے کر ہی دم لے گا۔

راجہ شیر باز خان آف سدھرون پونچھ کو اپنی وارثت سمجھتا تھا اور راجہ میر باز خان سانگو پونچھ پر اپنا حق جتاتا تھا۔ اور اِن دونوں کا مقدمہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے ہاں لاہور میں پیش تھا۔ پیر بخش خان راجہ میر باز خان کے قیام لاہور کو غنیمت سمجھ کر بھمبر سے سیدھا لاہور آیا اور اُس نے موقعہ پا کر میر باز خان کو قتل کر دیا۔ مہاراجہ کو خبر ہوئی کہ اُن کے حکم سے پیر بخش خان کے ہاتھ پاؤں کاٹ کر اس کو تپتی ہوئی ریت میں ڈالا گیا۔ اور وہ آخر اسی عذاب میں مر گیا۔

پیر بخش خان کے دو بیٹے تھے بڑا رستم علی خان چھوٹا محمد علی خان۔ رستم علی خان کے بیٹے باغ علی خان کے پانچ فرزند تھے جن میں تین لاولد رہے البتہ غلام محی الدین خان و محمد خان موجود ہیں۔ راجہ شیر باز خان آف سدھرون نے دیگوار ملد یالاں میں اس کو جاگیر دے کر اس کی پرورش کی۔ راجہ سر انداز خان کے زمانہ میں محمد علی خان پہلے مصاحبت پر اور پھر وزارت پر ممتاز ہوئے۔ اُن کی وفات کے بعد اُن کے دونوں بیٹے احمد علی خان و نواب خان بھی راجہ سر انداز خان کے منظور نظر رہے۔ احمد علی خان کو وزارت عطا ہوئی۔ اور نواب خان مشیر اعلےٰ و مختار

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

بنا۔ بلکہ دربار جموں میں راجہ صاحب سدھرون کی طرف سے سفارت کا کام بھی کرتا رہا۔ اُن دونوں بھائیوں کی دیانت و امانت سدھرون میں مشہور ہے۔ راجہ سرانداز خان کی وفات کے بعد جب راجہ افراسیاب خان کا زمانہ آیا تو نواب خان جو مختار و مشیر اعلٰے تھے۔ حکومت سدھرون کے حقوق کی جدوجہد کے لئے شملہ تک پہنچے۔ اُن کی فراست لیاقت اور ذہانت کے شاہد ابھی تک اس زمانہ کے کاغذات راجگان سدھرون کے پاس موجود ہیں۔ آپ بلا اولا دنرینہ فوت ہو گئے۔

احمد علی خان کے تین فرزند تھے (۱) غلام حسن خان جن کے فرزند منشی محمد یعقوب خان و محمد حسین خان موجود ہیں۔ (۲) غلام مرتضٰی خان جن کے پانچ فرزند حسب ذیل حیات ہیں۔ محمد اکبر خان، محمد اعظم خان، قمر زمان خان، محمد زمان خان، شاہ زمان خان۔ احمد علی خان کے تیسرے فرزند غلام مصطفٰے خان لاولد انتقال کر گئے۔

اس خاندان کا پیشہ کاشت کاری اور زمینداری ہے کاغذات بندوبست میں یہ قوم چب درج ہے اِن میں منشی محمد یعقوب خان جو محالدار کسٹم ہے ایک مشہور آدمی ہے۔

چندیل راجپوت

اس خاندان کا سلسلہ قلمرو جموں میں راجہ گمیر چند سے شروع ہوتا ہے جو راجہ چیدی بانی، چندیری کی ۳۸ویں پشت میں تھا۔ یہ راجہ چندر بنسی خاندان سے تھا۔ اُس نے چندر بنسی اور بقول بعض چندیل[۱] ہونے کی وجہ سے مان[۲] تلائی علاقہ کا نام چنداہن رکھا۔ چنداہن سے چناہن بنا۔ اور چناہن بگڑتے بگڑتے اب چنہینی ہو گیا ہے۔ راجپوتوں کے خاندان

---

[۱] یہ خاندان چندیل اسلیئے کہلاتا ہے کہ راجہ گمیر چندیری راجگان کی اولاد سے تھا۔

[۲] مان تلائی بہت قدیم نام اور بہت قدیم مقام ہے۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مان مہاندیو کا مخفف ہی جس کے نام کا یہاں مندر ہے۔ تلائی چھوٹے تالاب کو کہتے ہیں۔ اسطرح یہ مقام مان تلائی کہلاتا ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

انوالیہ، مدوال۔ بیگو اور دوالیہ وغیرہ سب چندیل خاندان ہی کی شاخیں ہیں۔ اور جو اپنے کسی نہ کسی بزرگ کے نام سے موسوم ہیں۔

جاگیر چنہینی [۳] کے موجودہ فرمانروا راجہ رام چندیل راجپوتوں کے سب سے بڑے رئیس ہیں جو سر راجہ رام سنگھ آنجہانی برادر مہاراجہ سر پرتاب سنگھ آنجہانی کے نواسے ہیں۔

چندیل راجپوتوں میں کئی افراد مسلمان ہو چکے ہیں۔ اِن میں سے میاں کشناں میاں گساؤن، میاں نہالا اور میاں گتھو مسلمان ہو کر پونچھ آ گئے۔ میاں دکھن و میاں روڈ اجمعدادار تاج دین، مہتاب دین، فقر دین، نذر دین، قمر الدین اور باغ دین انہی کی اولاد سے ہیں۔ اور فوجی ملازم اور زراعت پیشہ ہیں۔ اِن کے رشتے منہاس راجپوتوں کے ساتھ بھی ہوتے ہیں۔ اِن کی تعداد پونچھ میں صرف چند گھروں تک محدود ہے۔

[۳] چنہینی ادھم پور کے ضلع ہے۔ دس ہزار کی آبادی اس جاگیر میں ہے۔ ۱۴ میل لمبی اور ۱۳ میل چوڑی ہے۔ بانہال کے رستہ میں کشمیر جاتے ہوئے کد کا پڑوسی جاگیر میں واقع ہے۔ ۲۵، ۳۰ ہزار کی جاگیر ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

چاہان راجپوت

چوہان کی وجہ تسمیہ

بقول کرنل ٹاڈ مصنف ٹاڈ راجستھان سولنگی، پرمار، پریہار اور چوہان جس کا اصل نام چاہامہ یا چاہمان ہے اور جو بہ مُرورِ ایام چوہان کے نام سے مشہور ہو گیا ہے۔ اگنی کل راجپوتوں کی نسل سے ہیں۔

اگنی کل خاندان کی وجہ تسمیہ میں یہ دلچسپ روایت بیان کی جاتی ہے کہ برہمن جب کوہ آبود (راجپوتانہ) پر عبادت میں مشغول ہوتے تو مقامی باشندے اُن کو بہت تنگ کرتے، ستاتے اور اُن کی عبادت گاہوں کو خراب اور ناپاک کر دیتے۔ برہمنوں نے ایک اگنی کنڈ تیار کر کے مہادیو سے دُعا کی کہ وہ اِن کو اِن راکشوں کے ظلم سے نجات دلائے۔ چنانچہ قربانی کی اِس آگ سے یکے بعد دیگرے چار شخص نمودار ہوئے[1]۔ تین کا نام تو سولنگی، پرمار اور پریہار ہے اور اُن کی اولادیں بھی انہی کے نام سے موسوم ہیں۔ چوتھا شخص جب نمودار ہوا تو اُس کے چار بازو تھے۔ اسی وجہ سے اُس کو چوہامہ یا چاہمان کہنے لگے۔ یہی چاہمان بعد میں چوہان کے نام سے مشہور ہو گیا۔ راجپوتوں کا چوہان طبقہ اسی چوہان کی اولاد سے ہے اِن چاروں نے برہمنوں کو مقامی باشندوں کی وست درازیوں سے نجات دلائی۔

دہلی واجمیر کا مشہور آخری راجپوت حکمران راجہ پرتھی راج عرف رائے پتھورا چوہان ہی تھا۔ اسلامی حکومت کے زمانہ میں جس طرح ہندوؤں کے دیگر اقوام نے اسلام قبول کر لیا۔

[1] غسل آتشین سے یہ چاروں شخص پاک ہوئے ہونگے۔ آگ سے انسان کا پیدا ہونا تو خلاف عقل ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اس طرح چوہان طبقہ میں سے بھی کئی لوگ مُسلمان ہو گئے۔

چوہان سکنہ اڑائی وسہڑی چوہانان۔ قریباً چار سو سال کا ذکر ہے ایک شخص چوہدری ملوک خان نام پنجاب سے پونچھ کے اِس علاقہ میں آیا جس کا وسیع رقبہ انسانوں سے نہیں بلکہ گنجان درختوں سے آباد تھا۔ اس نے بڑی محنت سے درخت کاٹ کر اور کٹوا کر اس رقبہ کو انسانوں کے رہنے کے قابل بنایا۔ اس رقبہ کا نام ابتداء میں سہڑی تھا۔ ملوک خان چونکہ چوہان قوم سے تھا اور اسی نے سہڑی کو آبادی کے قابل بنایا تھا۔ اس لئے اِس کا نام سہڑی چوہانان رکھا گیا۔

چوہدری ملوک خان کی اولاد اس وقت سہڑی چوہانان اور اڑائی میں آباد ہے یہ دونوں مواضعات پونچھ کی تحصیل حویلی میں واقعہ ہیں۔ اِن کی آبادی جو چوہانوں کے علاوہ دیگر اقوام پر بھی مشتمل ہے نوسو نفوس کے قریب ہے جن میں صرف سردار ذکر خان ہی کے نسل سے پندرہ گھر یک جدی آباد ہیں۔ سردار ذکری خان، چوہدری ملوک خان مورث اعلیٰ سے آٹھویں پشت میں تھا۔ سردار ذکری خان کے تین فرزند تھے۔ سردار میر باز خان، سردار فضل خان، سردار لعل دین خان اِن کی اولادوں میں سردار غلام محی الدین خان ولد سردار محمد علی خان اور سردار غلام محی الدین خان ولد سردار حیدر خان اور سردار غلام حسین خان نمبردار ولد سردار فضل خان ذی عزت اور سرکردہ ہستیاں ہیں۔

یہ خاندان پونچھ کے کاغذات مال میں بھی راجپوت چوہان کے نام سے درج ہے اور صدہا سال سے اپنے محبوب و مرغوب پیشہ زمینداری و کاشتکاری میں مصروف ہے۔ چند ایک اِن میں سرکاری ملازم بھی ہیں۔

راجو چوہان کی اولاد۔ قریباً پچاس سال ہوئے راجو چوہان ولد فتح محمد جس کی عمر اس وقت قریباً سو سال بیان کی جاتی ہے۔ بانڈی چوہانان ضلع مظفر آباد کشمیر سے آکر پونچھ کے موضع کرماڑہ میں آباد ہوا۔

کہا جاتا ہے کہ اسکی برادری ضلع مظفر آباد میں اب بھی موجود ہے اور اپنے آبائی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

قدیمی پیشہ زراعت میں مصروف ہے۔ راجو نے کرماڑہ میں کچھ اراضی حاصل کر لی جس کی کاشت ہی اس کی اور اس کے فرزندوں کا ذریعہ معاش ہے۔ لیکن راجو نے بکریاں پالنے اور اُن کے فروخت کرنے میں بھی جب کچھ نفع کی صورت دیکھی تو اس نے بکروالوں کا کام بھی شروع کر دیا۔ اور چونکہ اس علاقہ میں ایک پردیسی کی حیثیت سے آیا تھا۔ اِس لئے جہاں اِس کو اپنے فرزندوں کے رِشتے ملے، اس نے وہیں کر لئے۔ چنانچہ اِس خاندان کا رشتہ ناطہ چیچی، لورن، گیگی سود اور بارو[1] وغیرہ اقوام کے ساتھ جو گجر کہاتی ہیں ہوتا ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ مقدم راجو نے زراعت کے کاروبار کی طرح بکروالی کاروبار میں بھی بڑا نام پیدا کیا اور خوب عزت حاصل کی۔ مقدم راجہ کے فرزند چوہدری الہ دین نے راقم موئف کو چند سرکاری کاغذات کی نقول دکھائی ہیں جن میں ایک پٹہ دیوان محکم چند آنجہانی گورنر پونچھ کی طرف سے راجو ولد فتاح مقدم بکروالان سکنہ کرماڑہ کے نام ہے۔ اور ۱۲ر بساکھ ۱۹۶۰ سنہ ب کا لِکھا ہوا ہے۔ اس میں سر دفتر دیوانی کے نام تحریر ہے کے راجو بکروال کو مقدم بکر والاں مقرر کیا گیا ہے۔ اس کے عوض ہر سال وہ دوشاخ بزغالہ نذر کیا کرے گا۔ زرچوپانی اس کو پہلے بھی معاف ہے۔ اور آئندہ بھی جب تک وہ مقرر ہے۔ زرچوپانی سے معاف رہیگا۔ اُس وقت کے مدارالمہام بابو ہری پرشاد اپنے حکم ۲۹ر بساکھ ۱۹۶۱ سنہ ب نمبری ۲۰۰ کے ذریعہ اس حکم کی تصدیق کرتے ہیں اور لکھتے ہیں۔ ''نذرانہ میں بزغالہ کلاں لئے جائیں اور زرچوپانی کی رعایت صرف اُن بکریوں کے لئے ہے جو اِس کی اپنی ملکیت ہیں۔ اصل دفتر دیوانی میں رہے اور احکام مطابق اس کے سپرانڈیڈنٹ ترنی محکمہ جنگلات کے نام جاری ہوں۔''

مقدم راجو کے چھ فرزند حسب ذیل ہیں غلام محمد، کالو، میرار، الہ دین، نور محمد، اِن میں

---

[1] بارو خاندان نسب کے لحاظ سے کھوکھر راجپوت ہے۔ بارونامی انکا مورث اعلیٰ چوہڑ کانہ علاقہ بار (حال ضلع شیخوپورہ) میں مویشی چرایا کرتا تھا۔ علاقہ بار کے قدیم باشندے انکے مال مویشی چرالیجاتے تھے۔ یہ لوگ تنگ آ کر ضلع گجرات میں چلے گئے۔ اِن کے مورث اعلیٰ بارو کے نام پر گجرات کے ضلع میں بارو کے نام سے ایک موضع بھی آباد ہے یہیں سے یہ لوگ پونچھ گئے۔ پونچھ کے بارو قوم میں علیا میر نمبردار بکروال اچھا زمیندار ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

آخرالذکر دونوں خواندہ ہیں۔

رُوپلال

راجہ سالباہن ہندوؤں کا ایک مشہور راجہ گذرا ہے۔ تاریخ راجپوتان پنجاب کی جلد اول میں (صفحہ ۴۷۴ پر) اس کے پندرہ بیٹے درج ہیں چھٹے بیٹے کا نام رُوپ یا رُوپادیو تھا۔

پونچھ کی رُوپلال قوم جو اکبر کے حملہ کشمیر سے بہت پہلے پونچھ میں آباد بیان کی جاتی ہے۔ اسی راجہ کے نام پر رُوپلال[1] مشہور چلی آتی ہے۔ راجہ روپادیو کی بارھویں یا چودھویں پشت میں مل نام کا ایک راجہ گذارا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس قوم میں وہی سب سے پہلے مُسلمان ہوا۔ اور اس کا نام رائے جلال الدین رکھا گیا۔

''حالات خاندان رُوپلال'' سے واضح ہوتا ہے کہ اِس خاندان کا مورث اعلیٰ رائے جلال الدین خان پندرہوں صدی عیسوی کی ابتداء میں اپنے وطن موضع مکھیالہ تحصیل پنڈ دادن خان ضلع جہلم سے نکل کر پونچھ میں آیا۔ اور علاقہ سدھرون کے مقام دہڑہ خاص آباد ہوا۔

اکبر کے عہد میں ایک اور معزز قوم علاقہ سدھرون میں آباد ہو چکی تھی۔ اس قوم کے افراد عماماً چوہدری کہلاتے تھے۔ جب جہانگیر کشمیر آیا اور چوہدریان سدھرون نے رسد رسانی او رحسن خدمات سے اِس کو خوش کیا تو شہنشاہ نے اِن کی خدمات سے خوش اور ان کی خاندانی عظمت سے آگاہ ہو کر یہ علاقہ انہی کو بخش دیا۔ اسی زمانہ میں رُوپلال قوم کے رائے شیر خان

---

[1] راقم مصنف نے تاریخ راجپوتان پنجاب کے مصنف ٹھاکر کاہن سنگھ بلاوریہ کو جموں میں رُوپلال قوم اور راجہ رُوپ دیو کے متعلق ایک خط لِکھا تھا۔ اِس کے جواب میں وہ جموں سے ۱۰/ ماگھ ۱۹۹۱ ب کے گرامی نامہ میں لکھتے ہیں ''رُوپلال قوم خالباً روپ کی اولادہی ہے۔ لیکن اس کے پونچھ جانے کا حال مجھے معلوم نہیں ہے۔'' ٹھاکر کاہن سنگھ ۱۰ مارچ ۱۸۳۶ء کو انتقال کر گئے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

خلف کلیم خان نے جو اپنے مورث اعلیٰ جلال الدین کی دسویں پشت میں تھا۔ دہڑہ اور اس کے گرد ونواح کو بہت رونق دی۔ دہڑہ خاص پر اِس کی اولاد اب تک قابض ہے۔

دہڑہ خاص میں رُوپلال قوم کے علاوہ جس قدر اور اقوام آباد ہیں۔ وہ سب رُوپلال قوم کے بعد ہی آباد ہوئی ہیں۔ رُوپلال قوم میں اِس وقت امیر علی خان نام ایک بُزرگ ہیں جو منشی باغ علی خان محرر تحصیل حویلی کے تایا ہیں۔ وہ پونچھ میں غالباً سب سے زیادہ معمر ہیں۔ اِن کی عمر ڈیڑھ سو سال کے قریب بتائی جاتی ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ ہمارا خاندان اکبر بادشاہ کے حملۂ کشمیر سے بہت پہلے سے پونچھ میں آباد ہے۔ اکبر کا حملہ کشمیر پر ۱۵۸۶ء میں ہوا ہے۔ اگر خاندان رُوپلال کی آمد اکبری حملہ سے نصف صدی پیشتر بھی تصور کر لی جائے تو سمجھ لینا چاہئے کہ اس زمانہ میں کشمیر پر بڈشاہی خاندان کی حکومت تھی۔

راجگان سدھرون کو مغلوں کے زیر اثر تھے۔ لیکن اپنے اندرونی معاملات میں بالکل آزاد و خود مختار تھے۔ چوہدری محمد عباس خان قادری مختار عام راجہ غلام[1] محی الدین خان اعلیٰ خان اعلیٰ جاگیردار سدھرون نے راجہ صاحب کی اجازت سے ایک تحریر راقم موئف کو ارسال کی ہے جس میں لِکھا ہے کہ "منشی باغ علی خان رُوپلال کے آباؤ اجداد میں سے سردار ٹل خان، سردار ذوالفقار خان اور سردار متولی خان وغیرہ چند اصحاب یکے بعد دیگرے اپنے اپنے وقت میں راجگان سدھرون کے جو اپنے وقتوں میں بالکل خود مختار تھے۔ وزیر اعلیٰ اہلکار رہ چکے ہیں اور وہ راجگان سدھرون کی طرف سے جاگیردار بھی تھے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اِس خاندان نے مہاجرانہ زندگی میں بھی نامور فرزند پیدا کئے ہیں۔ اس خاندان میں راجہ شیر خان (چھوئی ومیانی بستی) جاگیردار تھے اور بودیا خان موضع سڑیاں کے نمبردار رہ چکے ہیں۔

[1] دوران تصنیف کتاب ہذا میں آپ انتقال فرما گئے ہیں۔ اب آپ کے فرزند راجہ عنایت اللہ خان آپ کے جانشین ہیں

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

رُوپلال قوم کا ذریعہ معاش زیادہ تر زراعت اور ملازمت ہے اور جو ملازم نہیں ہیں اُن کا گذارہ زراعت و کاشتکاری پر ہی ہے۔ مواضعات میانی بستی وچھوئی تحصیل حویلی کی جمع بندیوں میں رُوپلال قوم کی کئی خود کاشت اسامیوں کے نام درج ہیں۔ کاغذات بندوبست میں بھی یہ قوم رُوپلال کے نام ہی سے درج ہے اور زراعت پیشہ ہے۔

پنڈت خور و تحصیل و ضلع میر پور (جموں) مکھیالہ ضلع جہلم، دوبیرنی تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی کے علاوہ پونچھ کے مندرجہ ذیل مواضعات میں اِس قوم کے افراد پائے جاتے ہیں۔ تحصیل حویلی کے مواضعات میانی بستی وچھوئی، دیگوار ملدیالاں، چھاترہ، تحصیل سدہنتی کے مواضعات منگ و دھنگڑون۔

رُوپلال قوم میں مندرجہ ذیل اصحاب نامور گزر چکے ہیں۔

سرداران معظم خان، قندھاری خان، افضل خان، جمیل خان، جمیل خان کے دو فرزند تھے۔ سردار حسن خان، و سردار عزت خان، سرداران گُل خان، ذوالفقار خان، متولی خان، سیدا خان، کالا خان جو راجگان سدھرون کے زمانہ میں اُن کے وزرا و نامور اہلکار رتھے۔ سردار حسن خان کی اولاد سے ہیں۔ یہ شاخ میانی بستی تحصیل حویلی میں رہتی ہے۔

عزت خان کی اولاد سے بھادو خان، سیدا خان، سردار کلیم خان، شیر خان، جاگیردار، منگو خان، بودیا خان، نمبردار و داروغہ بڑے ذی عزت شخص تھے۔ یہ شاخ علاقہ سدھرون کے موضع چھوئی میں رہتی ہے۔ منشی فیض محمد خان محالدار کسٹم جن کا تھوڑا ہی عرصہ انتقال ہوا ہے۔ اس خاندان سے تھے۔

اس وقت اس قوم کے سرکردہ اشخاص حسب ذیل ہیں۔

میانی بستی۔ بابو باغ علی خان (ولد سیدا خان) سارجنٹ پولیس پونچھ۔ اکبر شیر خان ولد سیدا خان، زمیندار، فقیر محمد خان و شیر ولی خان پسران میر ولی خان پیشہ زراعت، غلام حسین خان ولد

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

حشمت خان پیشہ زراعت۔

چھوئی۔ امیر علی خان و نواب علی خان پسران بودیا خان، منشی باغ علی خان (ولد نواب علی خان) محرر تحصیل حویلی، غلام قادر خان ولد امیر علی خان پیشہ زراعت۔ محمد حسین خان ولد میر محمد خان پیشہ زراعت شمس الدین خان، میر حسین خان، اکبر علی خان، بابو فیض اللہ خان برادران منشی باغ علی خان ولد نواب علی خان پیشہ زراعت۔

دیگوار ملدیالاں۔ لعل خان ولد خدا بخش خان پیشہ زراعت۔

چھاترہ۔ فیروز دین خان ولد علی خان پیشہ زراعت۔

منگ دھنگروٹ ون۔ صوبیدار سردار عبدالغنی خان پلٹن ۷، ۵ راجپوت رجمنٹ ولد امیر بخش خان پیشہ زراعت۔

پنڈ خورد ضلع میرپور جموں۔ چوہدری سید علی خان نمبردار۔

مکھیالہ ضلع جہلم۔ کرنل بوستان خان ولد پیر بخش خان جاگیردار۔

سلہریہ راجپوت

موئف تاریخ راجپوتان پنجاب نے سلہریہ راجپوتوں کو چندربنسی پٹھانیہ راجپوتوں کی شاخ بتا کر لکھا ہے کہ اِن کا سلسلہ راجہ جسپال کے ایک فرزند راجہ سیسو سے ملتا ہے جو تیرہویں وچودھویں صدی بکرمی کے درمیان گذار ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سلہریہ خاندان چندربنسی تو ضرور ہے مگر وہ پٹھانیہ راجپوتوں کی شاخ نہیں ہے بلکہ سلہریہ راجپوتوں کا نام تو سکریٹری راجپوت اتہاس کمیٹی کی تحریر مندرجہ تاریخ اقوام کشمیر صفحہ ۳۰۹ کے مطابق راجہ جے پال والئے پنجاب کے زمانہ (۳۹۴ھ سے) بھی بہت پہلے چلا آتا ہے جو خود بھی سلہریہ خاندان سے تھا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

محمود غزنوی کے حملہ ہند (۳۹۶ھ) میں پنجاب کا راجہ جے پال کا فرزند انند پال تھا۔ اس زمانہ کو آج ساڑھے نوسو سال کا عرصہ گذر چکا ہے اور راجہ سیسو کے زمانہ کو چھ سات سوسال کا عرصہ گذرتا ہے۔

بہر حال سلہریہ راجپوتوں کی ایک معقول تعداد اضلاع گورداسپور کانگڑہ اور ریاست جموں میں موجود ہے۔ اِن میں ہندو بھی ہیں اور مُسلمان بھی اور اِن میں کئی ایک دیہاتوں کے مالک اور ذیلدار اور نمبر دار ہیں۔

پونچھ کے سلہریہ قبائل۔ انہی کی ایک شاخ کشمیر سے ہو کر پونچھ میں آباد ہو چکی ہے۔ آج سے قریباً دو ڈیڑھ سو سال قبل یار محمد خان سلہریہ جو سردار رستم خان کی چوتھی پشت سے تھا اپنے خوردسال فرزند خیر محمد خان کو ہمراہ لے کر تحصیل اوڑی ضلع مظفر آباد کے ایک موضع جبلا سے پونچھ کی تحصیل باغ کے موضع جگ لڑی میں آباد ہوا، اور اِسی سے جگ لڑی میں سلہریہ خانان کی بُنیاد پڑی۔

خیر محمد خان کے تین فرزند تھے۔ سلطان محمد خان، جمعہ خان، ملکا خان اِن میں سلطان محمد خان کے بھی تین ہی فرزند تھے۔ لیکن دو تو لاولد گئے۔ اور ستار محمد خان سے اولاد کا سلسلہ چلا۔ چنانچہ اِس کے حسب ذیل تین فرزند ہیں۔ شیر دل خان، غلام محی الدین خان، عبدالشکور خان۔ شیر دل خان خواندہ ہے اور راولپنڈی و ایبٹ آباد میں اپنا کاروبار کرتا ہے۔

جمعہ خان کے دو فرزند تھے محمد علی خان و محمد بخش خان، اول الذکر کے دو فرزند ہیں۔ فیروز خان و گل شیر خان اور دونوں ہی خواندہ ہیں۔ محمد بخش خان کے پانچ فرزند ہیں (۱) محمد دین خان مرحوم اِس کا فرزند سلیمان خان موجود ہے۔ (۲) پہلوان خان، (۳) علی اکبر خان، (۴) میر گل خان، (۵) علی حسین خان، اِن میں علی اکبر خان جو خواندہ ہے خصوصیت سے قابل ذکر ہے۔

پونچھ میں اس خاندان کی آبادی کم وبیش حسب ذیل مقامات میں پائی جاتی ہے۔ تحصیل باغ کے مواضعات کھرل گیالاں و جگ لڑی۔ آخر الذکر موضع میں صرف چار گھر

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہیں۔ تحصیل مہنڈر کا موضع بٹل۔

اس خاندان کا ناطہ رشتہ کھکھہ، تیزیال، ڈھونڈ وغیرہ معزز اقوام کے ساتھ ہوتا ہے۔

یہ زمیندار پیشہ ہیں اور بہت بڑا رقبہ اِن کی ملکیت میں ہے۔

کھوکھر راجپوت

ہندوستان میں دو قسم کے کھوکھر ہیں۔ ایک کھوکھر قطب شاہی جن کی اصل عربستان سے ہے دوسرے کھوکھر راجپوت جن کا اصل وطن قدیم ہی سے ہندوستان ہے۔ قطب شاہی یا قریشی کھوکھروں کی وجہ تسمیہ تو یہ ہے کہ قطب شاہ نے ہندوستان آ کر ایک شادی کسی ہندو راجپوت راجہ کی لڑکی سے کی تھی جس کی ذات کھوکھر تھی۔ اس بی بی سے جو تین لڑکے پیدا ہوئے اُن کی اولاد کھوکھر کہلائی۔ اِس کا مفصل ذکر اعوانوں کے حالاف میں درج ہے۔

راجپوت کھوکھروں کا ذکر بالتفصیل کہیں سے معلوم نہیں ہوتا۔ البتہ اس قدر پتہ چلتا ہے کہ اِن کی آبادی زیادہ تر ضلع جہلم اور اُس کے نواحات میں تھی۔ جہلم پنڈ دادن خان احمد آباد اور پوٹھوہار کے علاقہ میں اِن کا بڑا عروج رہا ہے۔ اِن کے بُزرگ پہلے ہندو تھے بعد میں مُسلمان ہو گئے۔ جہانگیر کے زمانہ میں دادن خان کھوکھر ایک نامی رئیس ہوا ہے جس نے سنہ ۱۶۱۳ء میں کوہستان نمک کے دامن میں اپنے نام پر ایک شہر پنڈ دادن خان آباد کیا۔ اس تحصیل میں چک شفیع، سلطان کوٹ، کوٹ صاحب خان اور احمد آباد سب انہی کھوکھروں کے آباد کردہ ہیں۔ جنجوعوں اور گجروں اور جلب قوم کے راجپوتوں سے دیر تک اُن کی لڑائیاں ہوتی رہی ہیں۔ کھوکھر صاحب حکومت تھے پنڈ دادن خان اور احمد آباد اُن کی راجدھانیاں تھیں۔

سکھوں کے زمانہ میں اِن کا عروج ڈھلنا شروع ہوا۔ پہلے اِن کو سردار چڑت سنگھ نے کمزور کیا پھر اُس کے پوتے مہاراجہ رنجیت سنگھ نے پنڈ دادن خان سے نکال کر اُن کے رئیس راجہ سرافراز خان کو صرف چند دیہات دے کر والئے ریاست سے ایک جاگیردار بنا دیا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کھوکھر راجپوتوں کی آبادی جو ضلع جہلم کے علاوہ دوسرے اضلاع میں نظر آ رہی ہے یا جموں اور پونچھ اور کشمیر کے اقطاع میں کہیں کہیں دیکھی جاتی ہے۔ اِن کا اصلی مرکز ضلع جہلم ہی ہے۔

سر لیپل گرلفین اپنی تاریخ رئیسان پنجاب کے صفحہ ۲۰۴ پر ان کے متعلق لکھتے ہیں۔ "کھوکھر راجگان پنڈ دادن خان و احمد آباد کے اونچے راجپوتوں کی نسل سے ہیں۔ ۱۶۲۳ سے پیشتر اِن کا صحیح حال معلوم نہیں ہوسکتا۔" اِن کے رشتے ناطے گکھڑوں اور جنجوعوں سے ہوتے ہیں۔

مسٹر عبدالحمید خان بی، ایس، سی، آئی، ایف، ایس۔ آپ کے والد منشی سید احمد خان بہ ایام بندوبست پونچھ آئے جنہوں نے محکمہ مال میں طویل ملازمت کے بعد پونچھ ہی میں مستقل سکونت اختیار کر لی۔ مسٹر عبدالحمید خان پونچھ ہی میں ۱۹۰۶ء میں پیدا ہوئے۔ انٹرنس تک آپ نے پونچھ کے ہائی سکول میں تعلیم پائی۔ ۱۹۲۷ء میں لاہور مشن کالج سے بی، ایس، سی کا امتحان پاس کیا اور تمام پنجاب میں اول رہے۔ اس دوران میں آپ کو حکومت پونچھ دو سال تک پچیس روپے ماہوار تعلیمی وظیفہ اس شرط پر دیتی رہی کہ بی، ایس، سی پاس کرنے کے بعد پونچھ کے سرکاری ہائی سکول میں بطور سائنس ماسٹر کام کرنا ہوگا۔ مگر جب آپ امتحان پاس کرنے کے بعد پونچھ آئے۔ تو آپ کو حکومت حسب وعدہ سائنس ماسٹری کی اسامی نہ دے سکی۔ انہی دنوں اسلامیہ کالج لاہور میں ڈیمانسٹریٹر کی جگہ خالی تھی۔ آپ وہاں سو روپیہ ماہوار پر ملازم ہو گئے۔ جہاں آپ نے ایک سال تک کام کر کے حکومت پونچھ کو اِس کے وظیفہ کی چھ سو روپیہ کی رقم واپس کر دی۔

لاہور ہی میں آپ کو محکمہ زراعت میں ایک اچھا موقعہ مل گیا جہاں آپ اگریکلچرل اسسٹنٹ کی اسامی پر تعینات رہے۔ ۱۹۲۹ء میں آپ نے بمقام دہلی امپریل فارسٹ سروس کے مقابلہ کا امتحان دیا۔ اس امتحان میں ہندوستان کے تمام صوبوں سے بہت سے امیدوار

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

شامل تھے لیکن ضرورت صرف تین اسامیوں کے لئے تھی۔ آخران اعلیٰ ترین آسامیوں کے لئے جو تین خوش نصیب امیدوار کامیاب ہو کر منتخب ہوئے۔ اِن میں دو مدراسی تھے اور ایک پونچھ کا عبدالحمید خان تھا۔ جس نے پونچھ جیسے چھوٹے سے علاقہ کا نام آل انڈیا مقابلہ میں آکر تمام ہندوستان میں مشہور کر دیا۔

صاحب سکریٹری آف سٹیٹ یعنی وزیر ہند کی منظوری سے گورنمنٹ ہند نے آپ کو امپریئل فارسٹ سروس کالج ڈیرہ ڈون میں سرکاری وظیفہ پر ٹرینگ کے لئے بھیجا۔ ۱۹۳۱ء میں آپ ٹریننگ سے فارغ ہو کر صوبہ مدراس میں (اس وقت آسام کے سوا اور کسی صوبہ میں کوئی جگہ خالی نہ تھی اور آپ نے آسام کی نسبت مدراس کو ترجیح دی) اسسٹنٹ کنزرویٹر کی آسامی پر تعینات ہو گئے۔ اِس وقت آپ پونے چھ سو روپے ماہوار لے رہے ہیں۔ سالان ترقی پچاس روپے ماہوار ہے اور ۱۳۵۰ روپے کا گریڈ ہے۔ اور جب آپ سلیکشن گریڈ میں آجائیں گے تو تنخواہ ۱۷۵۰ تک ہو جائیگی۔ اور سو روپے سالانہ ترقی پاتے ہوئے ۲۷۵۰ روپے تک پہنچ جائیں گے۔

چونکہ آپ امپریئل سروس میں ہیں اس لئے ہندوستان میں گورنمنٹ ہند جہاں بھی چاہے آپ کو تبدیل کر سکتی ہے۔

آپ کی عمر اس وقت ۲۹ سال ہے۔ چونکہ والدین اور آپ کے برادر خورد پونچھ ہی میں رہتے ہیں۔ اسلئے آپ کی آمد و رفت پونچھ میں برابر جاری ہے۔

منہاس راجپوت

(منہاس کی وجہ تسمیہ۔ یہ قوم کہاں کہاں آباد ہے؟)

یہ خاندان جموال راجپوتوں کی ایک شاخ ہے یہ شاخ جموال شاخ سے کب علیحدہ ہوئی۔ کس طرح علیحدہ ہوئی۔ مناس ایک ہی شخص کی اولاد ہیں یا مختلف زمانوں میں مختلف

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

شخصوں کی ذریات ہیں۔ اِن امور پر تاریخ راجپوتان پنجاب میں مفصل بحث درج ہے ہم یہاں اس کا خلاصہ درج کرتے ہیں۔

منہاس قوم کا سلسلہ راجہ جوگ راج یا جوگ راؤ یا جوگ رائے تک پہنچتا ہے۔ جو کُرسی نامہ کے مطابق راجہ جامبولوچن بانی جموں کی ۶۲ ویں اور مصنف [۱] گلاب نامہ کی تحریر کے مطابق ۵۸ ویں پشت میں تھا راجہ لوگ راج کے دو بیٹے تھے۔ بڑا جوولی عہد تھا ملن ہنس یا من پرکاش تھا۔ یہ باپ کی زندگی ہی میں صاحب اولاد ہو کر انتقال کر گیا۔ اِس لئے حکومت اِس کے چھوٹے بھائی سورج ہنس کو ملی۔ جموں و کشمیر کے موجودہ فرمانروا مہاراجہ سر ہری سنگھ بہادر اِسی سورج ہنس کی ۳۵ ویں اور پونچھ کے حُکمران سری راجہ جگت دیو سنگھ جی ۳۶ ویں پشت میں ہیں۔

راجہ جوگ راج نے ملن ہنس کو جاگیر میں جو چند گاؤں دے رکھے تھے اُس کی اولاد نے اُس میں قلبہ رانی شروع کر دی۔ چونکہ خاندان جموال میں ہل چلانا منع ہے۔ اس لئے ملن ہنس کی اولاد کا نام منہاس ہو گیا جس میں ملن ہنس اور منع کے دونوں لفظ شامل ہیں۔

خاندان جموال کے حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ منہاس قوم کی اصل گو ملن ہنس ہی سے نکلی ہے۔ لیکن یہ قوم مختلف وقتوں میں زراعت اور کھیتی باڑی کا کام اختیار کرنے سے منہاس کہلاتی رہی ہے۔ یعنی راجگان جموال کی جس اولاد نے ہل چلایا وہی منہاس کے نام سے نامزد ہو گئی۔ ملن ہنس کا زمانہ ۴۰۰ء ب کا بتایا جاتا ہے اس حساب سے منہاس قوم کے وجود کو آج ۱۹۹۲ء اب میں سولہ سو سال کے قریب گذر چکے ہیں۔ ملن ہنس کی اولاد جموں کے علاوہ چیراڑ، بھت، پرگوال، وغیرہ مقامات میں آباد ہے۔

---

[۱] نام دیوان کرپارام جو مہاراجہ سر رنبیر سنگھ بہادر آنجہانی کے وزیر اعظم تھے اور نہایت عالم وفاضل اور گلزار کشمیر وگلاب نامہ کے منصف تھے دیوان امرناتھ سی آئی ای آنجہانی جو مہاراجہ سر پرتاپ سنگھ آنجہانی کے چیف منسٹر تھے، انہی کے فرزند تھے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

منہاس کا دوسرا خاندان جسروٹیہ جموالون سے علیحدہ ہوکر موضع مالتی تحصیل سوہلی میں آباد ہے۔

تیسرا خاندان راجہ سنگرام دیو لکھن پور سے علیحدہ ہوا۔ وہ کانگڑہ اور گورداسپور کے اضلاع میں آباد ہے۔

چوتھا خاندان راجہ چک دیو کے دوسرے فرزند رام دیو سے ۱۲۳۸ء ب کے قریب علیحدہ ہوا۔ رام دیو کے دو بیٹے تھے سنگھا دیو و جگو، اِن دونوں کی اولاد سیالکوٹ، گورداسپور، جالندھر اور ہوشیار پور کے اضلاع میں آباد ہے۔ اور بہ لقب مہتہ مشہور ہے۔ بابو دیوی سنگھ جو پونچھ میں بعہد سر راجہ بلدیو سنگھ وزیر بھی رہ چکے ہیں ہوشیار پور کے منہاس خاندان ہی سے تھے۔ رام دیو کے بڑے بھائی کا نام برج دیو تھا۔ جو ۱۲۳۸ب میں رائے پتھورا کے ہاتھ سے قتل ہو گیا تھا۔ موجودہ فرمانروائے جموں و کشمیر مہاراجہ سر ہری سنگھ بہادر اس برج دیو کی ۲۳ویں پشت میں ہیں۔

پانچواں خاندان راجہ برج دیو کے دوسرے بیٹے رملل دیو سے علیحدہ ہوتا ہے جو موضع سمیل پور میں آباد ہے۔

راجہ نرسنگ دیو خلف اول راجہ برج دیو کے تین فرزند تھے۔ راجہ رجن دیو تو راج کا مالک بنا۔ اِس کے دوسرے دو بھائی سید و ذنکھر دیو چھٹے منہاس خاندان کے بانی ہوئے۔ اِن کی اولاد مواضعات سمّ، توپ، جنڈیالہ سوہانجنہ میں آباد ہے۔ اِس خاندان کی بنا ۱۳۵۰ء ب بیان کی جاتی ہے۔

منہاس راجپوتوں کا ساتواں خاندان حکمان دیو کلیان دیو سے شروع ہوتا ہے جو راجہ مالدیو (وفات ۱۴۵۶ء ب) کا چھوٹا بھائی اور راجہ ارجن دیو کا پوتا تھا۔ اِس کی اولاد پلاوڑہ، چندر کوٹ، عاقل پور، کاستی گڑھ وغیرہ میں آباد ہے۔ جموں کا مشہور راجہ عجائب دیو جو عجب دیو کے نام سے بھی مشہور ہے۔ اسی راجہ مالدیو کا پوتا تھا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

پنجاب کے مختلف اضلاع اور کشمیر اور جموں اور پونچھ میں جس قدر منہاس خاندان ہیں وہ سب انہی ساتوں خاندانوں سے نکلے ہیں۔ منہاس راجپوتوں میں مُسلمانوں کی بھی معقول تعداد ہے اور پنجاب میں انہوں نے دوسری قوام کی طرح زندگی کے ہر شعبہ میں بہت کچھ ترقی کرلی ہے۔ چنانچہ مولوی حاجی محبوب عالم مرحوم بانی کارخانہ پسیہ اخبار لاہور اور مولوی محمد عبداللہ منہاس سابق ایڈیٹر مُسلم راجپوت امرت سر۔ مولانا حفظ الرحمان حفظ العلوم لاہور والئے اور کئی اور اصحاب منہاس شاخ ہی سے تعلق رکھتے ہیں۔ محترمہ فاطمہ بیگم صاحب سپر انڈیڈنٹ زنانہ مدارس بمبئی۔ محترمہ زینت خاتون صاحبہ بی، اے (آپ کی چھوٹی بہن) ایڈیٹر اخبار خاتون بمبئی۔ مولانا محبوب عالم مرحوم کی صاحبزادیاں ہیں اور منشی عبدالکریم آپکے برادر خورد ہیں۔

پونچھ کے مُسلمان منہاس۔ پونچھ کے مُسلمان منہاس راجپوتوں کے ہاں اب تک دستور قدیم کے مطابق پردہتوں کا رواج ہے۔ چنانچہ برہمنوں کی ایک شاخ جو کھجورے برہمن کہلاتی ہے۔ مناس قوم کی پروہت ہے اور منہاس مُسلمان اِن پروہتوں کو مناتے اور اپنے قدیم رسم و رواج کے مطابق ان کی سیوا کرتے رہتے ہیں۔ علاقہ پونچھ میں سورن کا موضع سموٹ منہاس قوم کا مرکز ہے۔ سموٹ میں ایک چوکی پتھر کی جس پر ٹیکہ کی رسم ادا کی جاتی تھی، اب تک موجود ہے۔

راجپوتوں کے چند ایک خاندان علاقہ پونچھ میں گو زمانہ قدیم سے بھی آباد چلے آتے ہیں۔ لیکن جموال خاندان اور اُن کے بعض شاخوں کی آمد کا پتہ سکھ حکومت اور ڈوگرہ حکومت ہی کے عہد میں ملتا ہے۔ اوانہی میں منہاس خاندان بھی شامل ہے۔

علاقہ سورن کے مندرجہ ذیل ۶ گاؤں میں منہاس قوم آباد ہے۔ سموٹ، پوٹھ، سوہرن کوٹ، پمروٹ، ڈوگریاں علاوہ ازیں پونچھ کے حسب ذیل مقامات میں بھی اِس قوم کے افراد پائے جاتے ہیں۔ گلھونہ، اڑی، دھار، گلہون، پٹھانا تیر، دھرم سال، پونچھ شہر خاص،

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

بلنوئی، چنڈک، پولس چھاڑ، مالدرہ، بنّی، باغ اور تحصیل سدھنتی میں بھی مختلف مواضعات میں اِس قوم کے افراد ملتے ہیں۔

اِن میں بعض خاندان ایسے ہیں جو اسلام قبول کرنے کے بعد شیخ کہلائے اور اکثر ایسے ہیں جو مُسلمان ہونے کے بعد بھی منہاس کے لقب ہی سے ملقب رہے۔

دیگر مقامات کی طرح پونچھ میں بھی یہ قوم زراعت پیشہ ہے اِس کے بعض افراد فوج اور پولیس میں ملازم ہیں۔ بعض محکمہ مال او محکمہ کسٹم میں سرکاری خدمات ادا کر رہے ہیں۔ اِس قوم کا ناطہ رشتہ بالموم اپنی ہی قوم میں ہوتا ہے۔ اِس قوم میں دوسری اقوام کے ساتھ خونی رشتہ کا تعلق بہت کم پایا جاتا ہے۔

راقم موئف کے اِس استفسار کے جواب میں کہ پونچھ میں منہاس جموں کے کس مقام سے آئے ہیں۔ لعل دین خان منہاس ساکن پولس تحصیل حویلی لکھتے ہیں۔ "ہم نے اپنے بزرگوں سے سُنا ہے کہ منہاس قوم جموں کے متصلہ مقامات پھلاوڑہ یا عقل پور کے مقامات سے آئی تھی"۔ اِن مقامات کا صحیح نام پلاوڑہ و عاقل پور ہے۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ پونچھ میں منہاسوں کی اکثریت راجہ مالدیو کے بھائی کلیان دیو کی اولاد سے ہے۔

گلہوتہ میں ویز محمد خان منہاس کا خاندان بہت مشہور ہے۔ منشی بہار علی خان، محرر سارجنٹ پولیس سورن بھی مُسلمان منہاسوں میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔

فیروز خان نمبر دار سورنکوٹ، فقیر اللہ خان نمبر دار پمروٹ، کالا خان نمبر دار پمروٹ، جلال الدین خان نمبر دار گنڈی، کریم خان و اسماعیل خان نمبر دار ڈوگریاں منہاس برادری کے ممتاز افراد ہیں۔

موضع پولیس میں صوبہ خان، قاضی نواب خان، غلام الدین خان، لعل دین خان اس وقت اس قوم کے سرکردہ ممبر ہیں۔ اب سب کے جداعلیٰ میاں مانجی صاحب ساکن جندرولہ تھے۔ یہ موضع تحصیل حویلی میں واقعہ ہے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ مانجی صاحب اپنے وقت میں

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

صاحب اقتدار رئیس تھے۔ قاضی نواب خان وصوبہ خان اِن کی تیسری پشت میں ہیں۔ قاضی نواب خان دو گاؤں میں امامت بھی رکھتے ہیں۔ لعل دین خان مانجی صاحب کی چوتھی پشت میں ہے۔

موضع چفاڑ میں حوالدار میجر پنشنر عطا محمد خان کے علاوہ میاں سائیں خان شیر و خان ملازم پلٹن پونچھ اور فجو خان بھی منہاس برادری میں ہیں۔

بنی، مالدرہ، چھتر تحصیل باغ میں دور باز خان، عمراج خان اور شیر علی خان اپنی قوم کے معتمد تصور کیے جاتے ہیں چوکیاں نیریاں تحصیل سدہنتی میں سردار برخوردار خان صاحب رسوخ وصاحب جائیداد ہیں۔ اِن کے والد مرحوم ڈپٹی انسپکٹر پولیس تھے۔ علاوہ ازیں منہاس برادری میں اصحاب ذیل خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ غلام علی خان، مصاحب علی خان، سید علی خان ملازمان پولیس، لعل دین خان، ابراہیم خان ملازمان فوج جموں و کشمیر، منشی غلام محمد خان اول مدرس مدرسہ تاہی، محمد بخش خان، وغلام حیدر خان پسران سردار فتح شیر خان جمعدار کسٹم پونچھ۔

پونچھ میں منہاس رجپوتوں کی آبادی ایک ہزار نفوس سے زیادہ بتائی جاتی ہے۔ اس قوم میں بارہ تیرہ نمبردار موجود ہیں۔ پرائمری پاس تو کئی طلباء ہیں، مڈل پاس بھی ہیں۔ اور اب انٹرنس میں بھی چند ایک پڑھ رہے ہیں۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ منہاس راجپوتوں میں تعلیمی بیداری پیدا ہو رہی ہے۔ چند منہاس خاندانوں کا خاص طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔

خاندان سائیں غلام مرتضٰی منہاس۔ اس خاندان کے حالات مرسولہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اِن کے ایک بُزرگ جو مغل بادشاہوں کے زمانہ عروج میں مُسلمان ہوتے تھے۔ دہلی، سیالکوٹ، جموں، راجوری وغیرہ مقامات سے ہوتے ہوئے قلمرو جموں کے موضع گلنی (تحصیل کوٹلی) میں آئے۔ کوٹلی، پونچھ اور بعض اور مقامات میں اِن کی اولاد پھیلی ہوئی ہے۔ اِن کے فرزند میاں خواجیال کے تین بیٹے تھے۔ میاں دولت، میاں پیروز، میاں جانو، پیروز و جانو کی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اولاد موضع چھاوڑا تحصیل سدہنتی (پونچھ) میں آباد ہے۔ میاں دلوت کے فرزند کا نام ملک سجن خان ہے۔ یہیں سے ملک کا لفظ اس خاندان کے ساتھ شروع ہوتا ہے۔ اِس خاندان کا بیان ہے کہ خاندان گکھڑ کے کسی رئیس نے بطور خوشنودیئے مزاج میاں سجن خان کو مُلک کا خطاب عطا کیا تھا۔ اسی سجن خان کی اولاد تحصیل کوٹلی کے مواضعات ککنی وکلہارا اور تحصیل خاص پونچھ کے مواضعات مدار پور اور تحصیل مہنڈر کے موضع تاہی اور تحصیل سدہنتی کے موضع دواراندی اور کئی اور مواضعات میں پھیلی ہوئی ہے۔

یہ خاندان اپنے شجرے کے رُو سے منہاس[1] راجپوتوں سے ملتا ہے اور سائیں غلام مرتضیٰ جو مدار پور و دواراندی کے نمبردار اور سجادہ نشین بھی ہیں۔ اپنے نومُسلم بُزرگ کی پندرھویں پشت میں ہیں۔ ملک سجن خان کی دسویں پشت میں بعہد مہاراجہ رنجیت سنگھ ملک حیدر خان اس خاندان میں ایک نامور شخص ہوا ہے جو مہاراجہ کی فوج میں ملازم تھے۔ اِن کے متعلق اس خاندان میں یہ روایت مشہور چلی آتی ہے۔ کہ وہ کسی باطنی اشارہ سے فوجی ملازمت ترک کر کے سلطان مست سجادہ نشین گدی پیر محمد سچیارؒ کے پاس ضلع گجرات پنجاب کے مقام نوشہرہ میں جو کڑیا نوالہ سے متصل ہے آ گئے۔ پیر محمد سچیار نوشاہی قادری سلسلہ کے بہت بڑے بُزرگ گذرے ہیں۔ اِس زمانہ میں مُلک حیدر خان جو سلطان مست سے بیعت حاصل کر کے اب سائیں حیدر شاہ ہو گئے تھے۔ تحصیل کوٹلی کے موضع کلوہار میں رہا کرتے تھے۔ اب مرشد کے حکم سے وہ تحصیل سدہنتی کے موضع دواراندی واقعہ پھگوائی میں چلے آئے۔ یہاں بہ صلہ خدمات ٹانڈہ رقبہ پھگوائی میں آپ کو کاردار پونچھ نے ایک سند ۲۸ / اسوج ۱۸۹۶ اب کے رُو سے کچھ رقبہ عطا کیا جس کی تعداد سائیں غلام مرتضیٰ کی تحریر کے بموجب ۴۰ کنال ۱۲ مرلہ ہے۔

---

[1] ۱۹۶۱ اب کی ایک کھتونی اراضی معافی بیلہ چیز نمبر کھیوٹ ۶۲ کی ایک نقل راجہ بلدیو سنگھ کے زمانہ کی راقم نے بھی دیکھی ہے۔ جسمیں سائیں روڈا ولد سائیں چنگی قوم منہاس درج ہے۔ اور لکھا ہے یہ اراضی بنام سائیں روڈا منہاس ساکن دواراندی تادوام واگذار ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

آپ کے فرزند سائیں صندل شام کے ساتھ راجہ موتی سنگھ اور اُن کے بعد راجہ بلدیو سنگھ نے بھی مراعات خسروانہ کا سلسلہ جاری رکھا۔ چنانچہ موضع دوار اندی (تحصیل سدھنتی) کا ایک طویل رقبہ اور موضع مدار پور تحصیل حویلی کی معافی جو بالمقطع سوسو روپیہ کی ہے۔ انہی کے زمانہ کے عطایات ہیں۔ بلکہ دوار اندی میں دو بیگہ زمین کا عشیہ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ سے ہے۔ جیسا کہ سند کی تاریخ ۱۰/ چیت ۱۸۹۶ء ب سے ظاہر ہوتا ہے جبکہ مہاراجہ رنجیت سنگھ ابھی زندہ تھے۔

مدار پور کی گدّی دراصل خاندان مدار پیر صاحب قادری سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ معافی راجہ رستم خان کے زمانہ سے بدستور چلی آتی ہے۔ اِن کے جانشین اس معافی کو بحال و برقرار رکھتے آئے ہیں۔ یہ مزار جو سائیں قمر علی شاہ کا بیان کیا جاتا ہے۔ ملک سجن ہی کی اولاد کی ایک شاخ کے قبضہ میں تھا۔ ۱۹۵۸ء ب اور ۱۹۶۲ء ب میں بزمانہ راجہ بلدیو سنگھ یہ معافی سائیں[1] روڈا ولد سائیں چنگی کے نام پر تھی جو ملک سجن کی بارھویں پشت میں تھا۔ راجہ سکھ یو سنگھ کے زمانہ میں راجہ صاحب کے ارشاد ۹/ پھاگن ۱۹۸۱ء ب کے مطابق یہ معافی سائیں نواب علی شاہ کی بجائے سائیں غلام مرتضٰی کے نام پر منظور ہوئی۔ اِس سالم گاؤں کی رقم معافی سوا سو روپیہ ہے جس میں چھتیس روپے بالمقطع نذرانہ دینا پڑتا ہے۔

سائیں صندل شاہ کے چار صاحبزادے ہیں (۱) غلام مرتضٰی جو سجادہ نشین بھی ہیں اور نمبردار بھی (۲) سائیں غلام محی الدین (۳) سائیں حیدر علی (۴) سائیں عزیز الدین۔

ملک سجن خان، میاں پیروز، میاں جانو کی اولاد و ذُریات کثرت سے ہے۔ اس برادری کے چند گھر موضع چک لالہ تحصیل راولپنڈی میں بھی بیان کئے جاتے ہیں۔ اِن لوگوں کے رشتے ناطے آپس ہی میں ہوتے ہیں۔ اِن کا عام پیشہ زمینداری ہے کچھ ملازمت میں بھی ہیں۔ اِن میں درسی تدریس کا بھی کچھ نہ کچھ چرچا ہے۔

[1] آپ کے دو فرزند ہیں۔ (۱) سائیں نور حسین (۲) سائیں غلام حسین۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

منشی غلام محمد خان منہاس سکنہ تاہی۔ اسی خاندان میں جس کے مورث اعلیٰ پونچھ میں سائیں حیدر شاہ گذرے ہیں۔ غریب خاں نام ایک بزرگ بھی تھے۔ غریب خان کے ایک فرزند کا نام فتح شیر خان تھا۔ اِس کے چار فرزند ہیں محمد خان، منشی حیدر خاں، غلام محمد خان اور سید محمد خاں۔ اول الذکر کے دو فرزند فیروز دین خان و فیض محمد خاں ہیں۔ فیروز دین خان خواندہ ہے اور فیض محمد خان زیر تعلیم ہے منشی حیدر خان کے بھی دو فرزند ہیں۔ منشی علی محمد خان جو محکمہ مال میں پٹواری ہے اور یعقوب خان جو ابھی خورد سال ہے۔ منشی غلام محمد خان جن کی عمر اس وقت ۳۳ ہیں ۱۹۴۷ء سے محکمہ تعلیم میں ملازم ہے۔ اور اچھے منشی ہے۔ تاہی کے سکول میں مدرس ہیں۔ اور لوگ آپ کے اخلاق سے بہت خوش ہیں۔ آپ کے فرزند کا نام عطا حسین خان ہے۔ اور وہ چھٹی جماعت میں زیر تعلیم ہے۔ منشی سید محمد خان ۱۹۶۹ء سے محکمہ کسٹم میں ملازم ہیں۔ آپ کے دو فرزند ہیں محمد شفیع خان جو زیر تعلیم ہے اور منظور احمد خان جو ابھی خورد سال ہے۔

اس خاندان میں جو قابل ذکر افراد ہیں۔ اِن کے نام حسب ذیل بتائے گئے ہیں۔

(ا) علاقہ پونچھ۔ مُلک فیروز حسن خان نمبر دار تیتری نوٹ۔ ملک بگا خان نمبر دار، تیتری نوٹ ڈنڈ چوہا ناڑ، ملک فرمان علی خان ماسٹر تیتری نوٹ۔ ملک بقا محمد خان سکنہ تیتری نوٹ فوجی کلرک علاقہ انگریزی، ملک رسمت درستم علی خان سربراہ نمبر دار تیتری نوٹ ونڈ چوہا ناڑ، ملک فقیر خان نمبر دار موضع بنپت۔ ملک جمن علی خان نمبر دار بنپت۔ سائیں نور حسین موضع دوار اندی، سائیں غلام محی الدین دواندی برادر حقیقی سائیں غلام مرتضیٰ سجادہ نشین، ملک فدا محمد خان، نمبردار موضع کنکوٹ تحصیل حویلی، ملک فیروز خان نمبر دار موضع کینی تحصیل مہنڈر، ملک ولی محمد خان داروغہ سکنہ تیتری نوٹ۔ حوالدار جیبا خان سکنہ خاص پونچھ۔ ماسٹر پنیدا خان موضع گلپور تحصیل حویلی۔۔۔۔ ملک بہادر خان جمعدار سکنہ سلوتری تحصیل حویلی۔ ملک سید محمد خان محالدار سکنہ تاہی، میاں نواب خان سکنہ پولس گکوتھ حویلی۔ کالا خان و صوبہ خان ساکنان پولس ۔ملک فیض طلب خان و ملک شان محمد خان ساکنان چھاوڑ، ملک غلام حسین سکنہ گنڈی علاقہ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سُرن، ملک عطا محمد خان نمبر دار موضع تاہی، ملک شاہ ولی خان سکنہ سہر کگوتھ، ملک اللہ دتا خان سکنہ دوار اندی، ملک حیدر علی خان چوہاناڑ واقعہ تیتری نوٹ۔ ملک فتح محمد خان سکنہ سہر کگوٹہ، پیر محمد خان سکنہ بلنوی تحصیل مہنڈر۔

(۲) تحصیل کوٹلی جموں۔ ملک پینیدار خان نمبر دار سکنہ کلہار۔ ملک پھولا خان نمبر دار سکنہ ککنی، ملک فیروز خان نمبر دار ککنی، ملک اللہ دتا خان نمبر دار موضع ٹینڈا، ملک علی اکبر خان نمبر دار ڈھیری، ملک حیدر علی خان نمبر دار شکیالی۔ ملک پیندا خان نمبر دار پُل۔ ملک خان محمد خان نمبر دار چھچوڑا، ملک متر خان نمبر دار فکورائی، ملک حیدر علی خان نمبر دار و مشہور سفید پوش موضع نگورائی۔ ملک بہادر علی خان سفید پوش ٹینڈا ملک پہلوان خان پٹواری سکنہ ڈھیری، ملک بہادر علی خان سفید پوش کنہ ڈھیری، ملک قاسم خان سکنہ اشکیالی، ملک فقیر خان نمبر دار موضع پلگ۔

خاندان سردار غلام حسین خان منہاس۔ آپ سموٹ کے نمبر دار ہیں اور بہت بڑی حیثیت کے مالک ہیں ۱۹۳۳ء میں کشمیر و جموں کی شورش کا اثر حُدود پونچھ میں بھی جا پہنچا تھا۔ آپ نے شورش و فساد کو مٹانے میں نمایاں حصہ لیا۔ حکومت نے خوشنودیئے مزاج کی سندات دے کر آپ کی خدمات کا اعتراف کیا۔ آپ کے چار فرزند حسب ذیل ہیں۔ محمد اشرف خان محمد سرور خان طالب علم ہائی سکول۔ نذیر احمد خان، محمد حفیظ خان۔

خاندان سردار شہادا خان منہاس۔ اس خاندان کا بُزرگ میاں چٹا بیان کیا جاتا ہے جس نے اپنی شاخ میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا تھا۔ سردار شہادا خان جو موضع اڑی تحصیل مہنڈر کے سرکردہ صاحب رسوخ او متمول راجپوت منہاس ہیں۔ میاں چٹا کی چھٹی پشت میں ہیں۔ اس خاندان کی آمد پونچھ میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ حکومت کشمیر ۱۸۱۹ء سے شروع ہوتی ہے۔ میاں چٹا کے بیٹے کا نام میاں مٹھا تھا۔ میاں مٹھا کے دو فرزند تھے گل محمد خان و بلند خان، گل محمد خان کی اولاد مواضعات سرنکوٹ، سمہوٹ، پمروٹ، ڈوگرے میں آباد ہے۔ بلند خان موضع دُھندک تحصیل مہنڈر میں جا کر آباد ہو گیا۔ پھر ان دونوں کی اولاد در اولاد مختلف دیہات میں پھیلی، سردار شہادا خان کے والد گاموں خان چار بھائی تھے۔ سیف علی خان

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ولی بخش لاولد رہے۔ حسن علی خان کا فرزند بیرو خان اور اُس کا باغ علی خان موجود ہے سردار شہادا خان کے تین فرزند ہیں منشی فیروز الدین خان جو تحصیل مہنڈر میں پٹواری ہے۔ کالا خاں کاروبار زراعت میں مصروف ہے سب سے چھوٹا محمد خان پونچھ کے اسلامیہ ہائی سکول کی جماعت دہم میں تعلیم پا رہا ہے۔

مہناس خاندان کلالی۔ جموں کی تحصیل سانبہ کے ایک موضع شینخو پور دڑہ میں منہاس راجپوتوں کے ایک خاندان کا سرکردہ میاں مکند سنگھ تھا۔ اِس کے پوتے میاں جریا نے بزمانہ مہاراجہ گلاب سنگھ اسلام قبول کیا۔ اور جب راجہ موتی سنگھ فرمانزائے پونچھ ہو کر پونچھ آئے تو میاں جریا بھی پلاوڑہ سے پونچھ چلا آیا۔ اِس کے تین فرزند ہیں اور اس وقت تینوں زندہ ہیں۔ نام حسب ذیل ہیں۔ میاں نواب، میاں غلام الدین، میاں لعل محمد، سب صاحب اولاد ہیں، میاں غلام دین کے فرزندوں کے نام عبدالکریم عبدالرحیم ہیں۔

میاں جریا راجہ موتی سنگھ کی ملازمت کے بعد راجہ سربلد یو سنگھ کی ملازمت میں رہا۔ اور ایک قطعہ زمین اور کچھ انعام لیکر ملازمت سے ریٹائر ہو گیا (مرسلہ سید سیف اللہ شاہ شیرازی رس رسہ کلالی پونچھ)۔

ملک منہاس

اس قوم کے لوگ تحصیل کوٹلی (جموں) اور پونچھ کی تحصیل مہنڈر کے مواضعات ڈیسی، پٹھانا تیر، اڑی، گنڈی علاقہ سوہرن، پھگواڑی، کلکنی، دھنمال، نگالی، گوٹی، لیڑی، چوئی ناڑ، چکڑالی، چارکوٹ وغیرہ میں کثیر تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں۔

اس قوم کے افراد کا بیان ہے کہ وہ راجپوت منہاس ہیں۔ اُن کا ایک بزرگ زمانہ قدیم میں مسلمان ہو گیا تھا۔ اسی کی اولاد جو ملک منہاس کے نام سے موسوم ہے۔ مندرجہ صدر مواضعات میں آباد ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

"تاریخ اقوام کشمیر" میں ملکؔ قوم اور ملکؔ لفظ کی بحث پر کئی صفحات لکھے جا چکے ہیں۔ اور اُن میں یہ دلائل قاطع ثابت کیا جا چکا ہے۔ کہ ملک ایک معزز خطاب ہے۔ کسی خاص قوم کا نام نہیں جس شخص کو خواہ وہ راجپوت تھا یا افغان ہند تھا یا مُسلمان۔ جب ملک کا خطاب ملا تو اس کی اولاد بھی ملک ہی کہلانے لگی۔ چنانچہ ہندوؤں میں بھی ملک موجود ہیں۔ اور مُسلمانوں میں بھی بندوبست کے کاغذات میں یہ قوم ملک ہی کے نام سے درج ہے۔

یہ قوم خالص زراعت پیشہ ہے۔ کوٹلی کے مواضعات دھنماں و پھگواڑی میں اِس کی نمبرداری بھی ملکؔ قوم کے نام سے چلی آتی ہے۔ اِن کے رشتے ناطے اپنی برادری ہی میں ہوتے ہیں۔ اِس قوم کی تعلیمی حالت بہت ناقص اور ردّی ہے۔ قریباً سب لوگ ناخواندہ محض ہیں۔ ایک شخص الٰہی بخش پرائمری پاس ہے۔ سید محمد ملک پلٹن سرکار انگلشیہ سے پنشن پا رہا ہے۔

اس قوم میں افراد ذیل قابل ذکر بتائے جاتے ہیں۔ بہاولؔ، فضلؔ، بیروؔلی فرزندان قادر بخش، فیروز، سیدا، باغ علی، وہاب دین، غلام محمد و نواب و راجولی عرف راجو چوکیدار۔ راجولی عرف راجو چوکیدار کے متعلق ایک واقف کار نے مندرجہ ذیل چند سطور ارسال کی ہیں۔ جو دلچسپ سمجھ کر درج کی جاتی ہیں۔ "یہ شخص چوکیدار دیہہ ہونے کے باوجود سورت مزمل کا عامل، جڑی بوٹی کا ماہر، صوم و صلوٰت کا پابند، شب بیدار اور تہجد گزار ہے۔ بیمار بچوں کو گھٹی دیتا ہے اللہ شفا بخشتا ہے۔ درد شقیقہ، تپ چوتھا اور باری کے نجار کو چھومنتر سے کافور کرتا ہے۔ انتظامی قابلیت کا یہ عالم ہے کہ مہتمم بندوبست تک کے کیمپ کا تن تنہا انتظام کرتا ہے۔" اللہ دتا اور محمد شیر اس کے دو فرزند ہیں، اس کا ایک بھتیجہ نواب علی ولد علی بخش تجات کا کام کرتا ہے۔

ڈبسی میں ملک منہاسوں سے ۳۰۔۳۲ گھر ہیں اور یہ سب لکھو خان کی اولاد سے ہیں۔ لکھو خان، جیا خان، کمال خان تین بھائی تھے۔ جو اس خاندان کے سب سے پہلے نومسلم کی دسویں پشت میں بیان کئے جاتے ہیں۔ سب بھائیوں کی اولاد مختلف دیہات میں آباد مگر تعلیم کی نعمت سے محروم ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

منیال راجپوت

سنہ عیسوی (۱۱۹۴ء) کے مطابق قریباً ساڑھے سات سو اور سنہ ہجری (۵۹۱ھ) کے مطابق پونے آٹھ سو سال کا عرصہ گذرا ہے۔ کہ راجوری کے تخت پر ایک ہندو راجپوت راجہ امنا پال نام امن دامان سے حکومت کر رہا تھا۔ اِس کی قوم اِس کے نام کے دوسرے لفظ کا جُزو تھی۔ یعنی اُس کی قوم پال تھی جو راجپوت اقوام کی ایک شاخ ہے۔ امنا پال کا خاندان چند پشتوں سے راجوری کا حکمران تھا۔ اور یہ اِس خاندان کا آخری راجہ تھا۔

اس زمانہ میں راجہ جیسر راؤ بانی قوم جرال کی اولاد سے راجہ نورالدین خان خلف راجہ شیر افگن خان نومُسلم عرف راجہ صاحب سینہ افغان حملہ آوروں کی متواتر یورشوں کے خوف سے اپنا مال وملک چھوڑ کر اپنے اہل وعیال اور ایک مختصر سی جماعت کوئے کر کوہستان راجور میں آیا۔

راجہ امنا پال نے شاہانہ طریق پر اس کی خاطر تواضع کی۔ راجہ نورالدین خان نے اِس کے ملک اور اہل مُلک سے واقفیت اور راجہ سے دوستانہ میل ملاقات پیدا کر کے راجور کے تخت کے لئے قسمت آزمائی شروع کی۔ اور آخر ایک دن موقع پا کر رات کو جبکہ راجہ اِس کے حملہ سے بے خبر اور لاعلم تھا۔ بلکہ اس کو نورالدین خان سے اِس بات کی توقع ہی نہ تھی۔ اِس نے راجہ پر حملہ کیا اور اس کو گرفتار کر کے خود راجور کا راجہ بن گیا۔ امنا پال کے خاندان کے ممبر اور اُس کے ہمراہی کچھ بھاگ گئے، کچھ تباہ ہو گئے، کچھ تلوار کے گھاٹ اتر گئے اور کچھ مطیع ہو گئے۔ یہ واقعہ جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے سنہ ۱۱۹۴ء مطابق ۵۹۱ھ کا[1] ہے۔

علاقہ بودھل تحصیل راجوری کا سردار ٹھکر نامدار خان جو آج سے قریباً سوا سو سال پیشتر زندہ تھا۔ اور جس کا ذکر تاریخوں میں مہاراجہ رنجیت سنگھ کی جنگ کشمیر کے سلسلہ میں آتا

[1] تاریخ راجگان راجور صفحہ ۵۰، ۵۱ مطبوعہ ۱۸۱۹ء۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہے۔ امنا پال ہی کی اولاد میں تھا۔

راجہ امنا پال کے عزیز اور رشتہ دار اِس افراتفری کے زمانہ میں علاقہ راجوری کے مختلف مقامات مٹھی دھڑہ، بودھل اور تحصیل کوٹلی کے موضع مجھوال اور پونچھ کے علاقہ تھکیالہ وغیرہ تک جان چھپاتے پھرے۔

منیال قوم کی تحریر کے مطابق علاقہ راجوری کے ایک بُزرگ حضرت دودھ حقانی کی بدولت جہاں اور کئی لوگوں نے اسلام قبول کیا وہاں امنا پال کی ساتویں پشت کا ایک شخص بھی مُسلمان ہوگیا۔ اور نام اُس کا دین محمد رکھا گیا۔ اسی دین محمد کا بیٹا فتح محمد اُس زمانہ میں جب علاقہ تھکیالہ پڑاوہ میں تھکیاں راجپوتوں کا بڑا زور اور اقتدار تھا۔ مرہڑہ میں آکر مقیم ہوگیا چونکہ وہ اپنے آپ کو امنا پال کی اولاد سے بتاتا تھا۔ اس لئے عوام میں وہ فتح محمد منیال کے نام سے مشہور رہا اور اسی نام سے اس کی اولاد بھی مشہور ہوگئی۔

موہڑہ میں اس برادری کے صرف چھ ہی گھر ہیں۔ اور اپنے علاقہ وہ ملک کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ معلوم نہیں ہوسکا کہ ملک کا لفظ اِن کے نام کا جزو کیوں ہوا اور کب ہوا؟ شاید یہ لفظ منیال سے نکلا ہو۔ آگرہ (ہندوستان) کے نزدیک ہزاروں اور لاکھوں کی تعداد میں ملکانے راجپوت آباد ہیں۔ اِن میں ہندو بھی ہیں مُسلمان بھی۔ اِن ملکانوں کی اصلیت بھی دراصل ملک ہی بتائی جاتی ہے۔ اسی طرح الفاظ ایک دوسرے سے نکلتے اور مختلف شکلیں اختیار کرتے رہتے ہیں۔ لفظوں کی سرگذشت بھی ایک عجیب دلچسپ مضمون ہے۔ ممکن ہے کسی نے احترام کے طور پر ان کے کسی بُزرگ کو ملک کہہ دیا ہو۔ اور پھر سلسلہ چل پڑا ہو۔ جیسا کہ چند سال ہوئے کشمیر میں ایک صاحب کوکواپریٹو سوسائٹیز میں ایک معزز عہدہ پر ملازم تھے۔ آغا صاحب کہلاتے تھے۔ حالانکہ ''آغائی'' سے اُن کو کوئی تعلق نہ تھا۔ اب انہی کے نام پر اُن کی اولاد بھی آغا صاحب کہلاتی ہے یہ قوم بندوبست میں بھی ملک کے نام ہی سے درج ہے اور

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سب زراعت پیشہ ہے۔اُن کی زمینیں زرخیز بیان کی جاتی ہیں۔تھکیال، گکھڑ، منہاس اور کلوترہ خاندانوں سے جوسب کے سب راجپوت ہیں اِن کی رشتہ داریاں ہیں۔

موہڑہ کے منیالوں میں کرماں خان، دیوان خان، عباس خان، مٹھوخان، فرمانا خان، کلا خان کا نام بھی لیا جاتا ہے۔

اسی برادری میں سائیں، بہادر علی سلسلہ نقشبندیہ کا ایک صوفی درویش خاص طور پر مشہور ہے۔نوشاہی فقیروں کی طرح وہ گیسو دراز ہے۔اُس کے تعویز اپنے علاقے میں خوب چلتے ہیں۔تھکیالہ کی سرکردہ اقوام تھکیالوں اور ڈومالوں میں بھی وہ ایک بزرگ ہستی سمجھا جاتا ہے۔سائیں بہادرعلی کی اراضیات علاقہ سورن کے موضع گونتھل میں بھی ہیں۔سائیں بہادرعلی کے تین فرزند ہیں۔ایک موضع گونتھل کی ارضیات پر رہتا ہے۔نام اُسکا سید محمد ہے۔ایک ریلوے سٹیشن فرید کوٹ پر ریلوے ملازم ہے۔نام اُسکا شاہ محمد ہے۔ایک کا نام دوست محمد ہے۔وہ ریلوے جنرل اسٹور لاہور میں ملازم ہے۔

سائیں بہادرعلی کے دو چچازاد بھائی فقیر محمد وسخی محمد بھی ریلوے کارخانہ لاہور میں ملازم ہیں۔

☆☆☆☆

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

گکھڑ قوم اور اِس کی شاخیں

گکھڑ قوم کے تاریخی حالات

گکھڑوں کا کچھ حال ''تاریخ اقوام کشمیر'' میں کشمیر کی مسلمان راجپوت اقوام کے سلسلہ میں لکھا جا چکا ہے۔ کتاب کی تصنیف کے بعد سر لیبل گریفن کی مشہور کتاب پنجاب چیفس نظر سے گزری جس میں گکھڑوں کا اپنی قوم کے متعلق اپنا بیان درج ہے۔ گکھڑ کہتے ہیں ''ہم سلطان گوہر کی اولاد میں سے ہیں۔ جو اصفہان واقعہ ایران میں تھا۔ اُس کے ایک بیٹے کی نسل سات پشت تک تبت پر حکمران رہی۔ سلطان کعب نے جو گوہر سے نانوین پشت میں تھا۔ منوور خانؔ بادشاہ سے کشمیر کو لے لیا اور اپنے بیٹے فرخ کی شادی اُس کی لڑکی سے کردی۔ تیرہ پشت تک گکھڑ کشمیر پر قابض رہے۔ آخری[1] فرمانروا سلطان رستم گکھڑا کے زمانہ میں کشمیریوں نے سرکش ہو کر رستم کو قتل کر دیا۔ اور اُس کا بیٹا سلطان قابل خان سبکتگین کے پاس غزنی بھاگ گیا۔''

گکھڑوں کے اِس خود ساختہ بیان کے بعد سر لیپن گریفنؔ خود ہی اس کی تردید کرتے ہیں اور لکھتے ہیں ''گکھڑوں کی ابتدا کا حال جیسا انہوں نے بیان کیا۔ لِکھدیا گیا۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وہ بالکل جھوت ہے۔'' سر لیپن گریفن یہ بھی لکھتے ہیں ''وہ اِس بات

---

[1] گکھڑوں کے بیان کے مطابق کشمیر پر مندرجہ ذیل گکھڑ بادشاہوں نے یکے بعد دیگرے حکومت کی ہے۔ فرخؔ امیر، میر داد، خیر الدینؔ، گوہر گنجؔ، نور الدینؔ، مرادؔ، بختیارؔ، عالمؔ، سمندؔ، محرابؔ، رستمؔ، رستم کا زمانہ ۹۸ءؔ کا بتایا جاتا ہے۔ لیکن یہ نام صحیح ہیں اور نہ گکھڑوں نے کبھی مستقل طور پر اور اس قدر طویل زمانہ تک کشمیر میں حکومت کی ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کا ثبوت کہ گکھڑ تبت اور کشمیر پر قابض رہے بہت مشکل ہے البتہ یہ بات صحیح ہے۔ کہ انہوں نے کشمیر پر بہت اوائل زمانے میں تاخت کی تھی۔ اور اُن کے نشانات بھی اِس ملک کے شمال مغرب میں پائے جاتے ہیں۔ البتہ اِس بات کا کوئی ثبوت نہیں کہ گکھڑوں نے وہاں ضم کر کبھی حکومت کی ہے۔؟ لیکن حقیقت یہ ہے کہ گکھڑوں کی تاخت کشمیر بھی تصریح طلب ہے۔ سلطان سکندر بت شکن بادشاہ کے دونوں فرزند سلطان علی شاہ اور شہزادہ شاہی خان جو بعد میں سلطان زین العابدین عرف بڈشاہ کے نام سے کشمیر کا ایک مشہور بادشاہ گزرا ہے۔ آپس میں لڑتے رہتے تھے۔ شاہی خان نے پنجاب آ کر جسرت گکھڑ سے مدد مانگی۔ چنانچہ ایک خونریز لڑائی کے بعد شاہی خان اپنے بھائی علی خان کو گرفتار کر کے کشمیر کا بادشاہ ہو گیا اس موقعہ پر جسرت[1] اپنی قوم کے ہمرہ سب سے پہلی مرتبہ کشمیر میں داخل ہوا۔

گکھڑوں نے کشمیر کے گکھڑوں کے جو نام بتائے ہیں۔ اُن میں بعض نام خالص اسلامی ہیں، مثلاً خیر الدین۔ نور الدین۔ یہ سب نام سبکتگین کے زمانے کے اور اُس سے پیشتر کے ہیں۔ حالانکہ تاریخ فرشتہ اور طبقات اکبری وغیرہ تمام تاریخیں لکھتی ہیں کہ گکھڑ سلطان سبکتگین کے فرزند سلطان محمود غزنوی کے زمانہ میں بھی بُت پرست تھے۔ بلکہ جب محمود نے راجہ جیپال پر حملہ کیا ہے تو گکھڑ اُس کے مددگاروں میں تھے۔ یہ ۱۰۰۸ء کا ذکر ہے۔ گکھڑ غزنوی خاندان کے خاتمے کے بعد سلطان شہاب الدین غوری کے زمانے میں مُسلمان ہوئے ہیں۔ اور اِس کا مفصل ذکر تاریخ فرشتہ اور تاریخ اقوام کشمیر میں موجود ہے۔

گکھڑوں نے منور خان کو بادشاہ کشمیر بتایا ہے۔ اور گکھڑ بادشاہ سلطان کعب کے فرزند فرک امیر کی شادی منور خان کی لڑکی سے بتائی ہے۔ مورخین ماسبق کی تحقیقات اور راقم مئولف کی تاریخی چھان بین سے جس طرح کشمیر میں کوئی گکھڑ بادشاہ نہ ہوا اور نہ کسی سلطان کعب گکھڑ نے کشمیر کو فتح کیا ہے اسی طرح کشمیر میں کوئی بادشاہ منور خان کے نام سے نہیں ہوا

[1] شیخا اور جسرت دو بھائی تھے۔ شیخا کو تو تیمور نے قتل کر دیا تھا۔ اور جسرت کا نام ۱۴۸۵ء تک فرشتہ اور طبقات اکبری اور دوسری تاریخوں میں زندہ نظر آتا ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہے۔اور نہ اسکی کسی لڑکی سے کسی فرخ امیر کی شادی ہوئی ہے۔ بلکہ گکھڑ جس زمانے میں سلطان کعب اور اس کے فرزند فرخ میر کا خیالی وجود بتاتے ہیں اُس زمانے میں کشمیر میں راجگان ہنود کی حکومت تھی۔اور اس کے بہت عرصہ کے بعد ۱۳۲۵ء میں کشمیر میں اسلام کا نام نظر آتا ہے۔

گکھڑ فی الواقعہ ایک بہادر، شجاع، جوانمرد، مدبر اور زمانہ شخص قوم رہی ہے انہی خوبیوں کی وجہ سے وہ اپنی ہم عصر اقوام آوان، گوجر، جنجوعہ وغیرہ پر ہمیشہ کامیاب رہی اور رچند کہ گکھڑ رئیسوں میں رقابت اور چشمک بلکہ باقاعدہ جنگ رہتی تھی۔ لیکن بیرونی دشمن کے مقابلہ میں یہ قوم ہمیشہ کسی مدبر اور شجاع رئیس کو اپنا سرکردہ بنالیا کرتی تھی۔اور تدبیر واتفاق ان کی باعزت بقا کا باعث تھا۔گکھڑوں میں سلطان گکھڑ خان کے علاوہ جس کے نام پر یہ قوم مشہور ہے۔سلطان جسرت، شیخا گکھڑ، تاتار خان، سلطان آدم خان، سلطان سارنگ خان بڑے نامور رئیس اور آزاد حکمران گزرے ہیں۔گکھڑوں کا آخری آزاد رئیس سلطان مقرب خان تھا۔جس کی حکومت گجرات اور بھمبر سے لیکر اٹک تک پھیلی ہوئی تھی۔۱۷۶۵ء میں احمد شاہ ابدالی کے لاہور سے جانے کے بعد سردار گوجر سنگھ بھنگی نے جو لاہور کا احدالحاکم تھا۔مقرب خان کو ایک خون ریز جنگ میں شکست دی۔اُس کے بعد رفتہ رفتہ گکھڑوں کے حکمران خاندان کی یہ حالت ہوگئی کہ ۱۸۲۶ء میں وہ ایک معمولی زمیندار خاندان تصور کیا جاتا تھا۔پنجاب کے اضلاع جہلم۔راولپنڈی، ہزارہ میں بھی گکھڑ نامور خاندان موجود ہیں۔سر لیپل گریفن لکھتے ہیں۔ بہت سے مصایب اور بہت سے انقلابات دیکھنے کے باوجود گکھڑ اب بھی ویسے ہی بہادر اور معزز ہیں۔جیسے اپنی حکمرانی کے وقت تھے۔

گکھڑ قوم کی اب بہت سی شاخیں ہیں اور پھر ہر ایک شاخ اپنا سلسلہ شاخ در شاخ رکھتی ہے۔سوگیال شاخ گکھڑوں کے پوتے سیوگی کے نام سے موسوم ہے۔اسی شاخ سے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

شاہوری خان کے نام پر ستوآل۔ لوہر خان سے لوری سارنگ خان سے سارنگیال۔ فیروز خان سے فیروزال اور سن سے سنال قوم نکلی ہے۔ بوجا خان گکھڑ جو رہتاس کا خودمختار رئیس تھا بگیال شاخ کا بانی ہوا ہے۔ یہ شاخ رہتاس اور دومیلی کے علاقہ میں آباد ہے۔

مقرب خان کی شکست کے بعد اِس خاندان کے اکثر افراد اپنے مستقر اور اپنی قیام گاہوں سے منتشر ہوکر جہلم اور راولپنڈی کے متصلہ پہاڑوں میں چلے گئے۔ چنانچہ پونچھ کے اکثر گکھڑ انہی اضلاع کو اپنا قدیم وطن بتاتے ہیں۔ پونچھ کا کوئی گکھڑ صحیح طور پر یہ نہیں بتا سکتا کہ اِس کے بزرگ کِس زمانے اور کِن حالات میں پونچھ میں داخل ہوئے تھے۔ البتہ قیاساً یہ کہا جا سکتا ہے کہ زوال مغلیہ یعنی وفات عالم گیر کے بعد اور احمد شاہ ابدالی کے حملوں کے دوران میں اور اس کے بعد جب سکھوں نے پنجاب میں طاقت حاصل کر لی اور دیگر اقوام کی طرح سکھوں نے گکھڑوں کا زور بھی کم کر دیا تو گکھڑ حکمرانی اور نبرد آزمائی کو خیر باد کہہ کر جہاں جس کے سینگ سمائے چلے گئے۔

اُسی زمانے میں گکھڑ پونچھ اور نواح پونچھ میں داخل ہوئے۔ پونچھ کے گکھڑوں میں ہتیال، بگیال، سارنگیال، اور ادمال اور فیروزال مشہور خاندان ہیں۔ گکھڑ قوم اور اسکی شاخیں عہد قدیم میں سُلطان ملک اور راجہ کے القاب سے مشہور رہی ہیں اور اب بھی صاحب ثروت گکھڑ راجہ اور سردار اور ملک کہلاتے ہیں۔

سلطان گکھڑ خان کے حالات جس کے نام پر یہ قوم مشہور چلی آتی ہے۔ ہم یہاں زرا تفصیل سے لکھتے ہیں۔

گکھڑ قوم کی ابتدا اور اس کے قبول اسلام کے متعلق ''تاریخ اقوام کشمیر'' میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ گکھڑ خان سلطان قابل خان کا دوسرا بیٹا تھا۔ محمود غزنوی کے زمانے میں اس نے اپنی قوم کو جو بہت کثرت سے تھی۔ دریا جہلم کے کنارے آباد کرنے کی اجازت حاصل کی۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کہتے ہیں کہ جہاں یہ قوم پہلے پہل آباد ہوئی اُس کا نام اب رام کوٹ ہے۔ گکھڑ نے تھوڑے ہی دنوں میں ایک وسیع علاقہ کو جس کا نام پوٹھاہار ہے اور جو جہلم واٹک کے مابین ہے۔ فتح کرلیا۔ اس کا بیٹا باج خان گکھڑ خان کی وفات کے وقت نابالغ تھا اِس لئے باج خان کی نابالغی کے ایام میں گکھڑ کی عورت چند سال تک اپنے وسیع علاقہ پر حکمران رہی اور حسن لیاقت کے ساتھ داد حکومت دیتی رہی۔ سیوگی جو سوگیال قوم کا بانی ہوا ہے۔ اسی باج خان کا بیٹا تھا۔

اب گکھڑ قوم کی چند مشہور شاخوں کا علیحدہ علیحدہ ردیف وار ذکر کیا جاتا ہے۔

اومال گکھڑ۔ گکھڑوں کی اس مشہور اور نامور شاخ کے اُس وقت میرے سامنے پانچ قلمی شجرے ہیں۔ جو پونچھ کے مختلف ادمال گکھڑوں نے ارسال کئے ہیں۔ اور لطف یہ ہے کہ ہر شجرہ دوسرے شجرہ سے ناموں کے اختلاف یا پشتوں کی کمی بیشی میں مختلف حیثیت رکھتا ہے۔ اس کے دو مطبوعہ شجرے بھی موجود ہیں جن میں ادمال شاخ کا ذکر ہے۔

راقم الحروف پونچھ کے ادمال خاندانوں یا ادمال گکھڑوں کے مشہور افراد کا ذکر کرنے سے پیشتر اِن شجروں پر ایک چھپھلتی ہوئی نظر ڈالنا مناسب سمجھتا ہے۔ ایک شجرہ امیں منشی طالع محمد خان پوسٹل جمعدار پلندری سے صاحب خان تک نو پشت شمار کی گئی ہے۔ لیکن ایک عجیب و غریب تاریخ جس کا نام ہفت گنج ہے۔ طالع محمد خان سے صاحب خان تک دس پشتیں شمار کی گئی ہیں۔ اور پھر درمیان میں بعض نام دوسرے شجروں سے مختلف ہیں سلطان قابل خان سے لیکر سلطان آدم خان تک تاریخ رئیسان پنجاب نے ۱۳ پشتیں بتائی ہیں۔ ہفت گنج والے نے ۱۶ پشتیں شمار کی ہیں اور قلمی شجروں میں دو نے ۱۶ اور ایک نے ۱۵ اور ایک نے ۱۰ پشتوں ہی میں قابل خان سے آدم خان کو ملا دیا ہے۔ پھر ان میں اسماء کے جو فرق ہیں وہ اور بھی دلچسپ ہیں۔ ملک گل محمد خان کے دادے کو تاریخ رئیسان پنجاب نے ملک لکن خان ہفت گنج نے بکن خان قلمی شجروں میں ایک نے لیکن خان اور ایک نے نلکن خان کسی نے لہر خان لکھا ہے۔ اور پھر کسی شجرہ میں ملک مکن خان کو گل محمد خان کے پڑدادے کا باپ کسی میں دادا اور کسی میں پڑدادا

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

لکھا گیا ہے۔ لکن، یکن، لکھن، یہ لفظ جو آپس میں مشابہت رکھتے ہیں ظاہر کرتے ہیں کہ اِسی وزن پر انہی حروف میں یا ایسا ہی کوئی نام اِس بزرگ کا ہوگا۔

راقم مؤلف نے ملک لکن خان کے نام کو زیادہ قابل اعتبار سمجھا ہے جو سر لیپل گریفن کی کتاب میں درج ہے اور جس میں فی الواقعہ بعض اقوام کے متعلق حتی الامکان بڑی تحقیق سے کام لیا گیا ہے۔

ایک شجرہ میں سلطان آدم خان کے چھ بیٹے، ایک میں صرف ایک بیٹا، دو میں ۱۲ بیٹے۔ تاریخ رئیسان پنجاب میں صرف دو فرزند لکھے گئے ہیں

تاریخ رئیسان پنجاب نے جو نسبتاً ایک مستند کتاب ہے، صرف انہی شاخوں کا ذکر کیا ہے، جو پنجاب میں آباد ہیں یا جو بڑی شاخ سے تعلق رکھتی ہے۔ یا جنہوں نے مُلک کی سیاست میں نمایاں حصہ لیا ہے۔ اور مقامی اقوام سے لڑائیاں کی ہیں۔ اس لئے یہ بات قرین قیاس ہے کہ آدم خاں کے ان دو بیٹوں کے علاوہ جو پنجاب کے ملکی اقتدار میں لیتے رہے ہیں۔ چند اور بیٹے بھی تھے۔ جو خود یا جن کی نسل اپنے اصلی مرکز سے پنجاب یا ملحقہ کوہستانی علاقہ کے مختلف مقامات میں جن میں پونچھ بھی شامل ہے پھیل گئی۔ اور جو انقلاب روزگار یا دیگر وجوہات کے باعث ملک کی سیاست میں دخل نہیں دے سکے وہ ٦ تھے یا ۱۲ تھے اسکے متعلق کوئی صحیح رائے بلکہ قیاس قائم کرنا مشکل نظر آتا ہے۔

بہرحال جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے سلطان آدم خان کے ایک بیٹے لکھن خان کا ایک فرزند منگ[1] خان پھرالہ ضلع راولپنڈی سے علاقہ پونچھ کی تحصیل سدھنتی کے موضع گُل کوٹ میں آیا اور وہاں اُس نے اپنے نام پر ایک موضع منگ آباد کیا۔ وہ موضع تو صدہا سال گذرنے کے باوجود اب تک موجود ہے۔ لیکن منگ خان کا بیٹا امیر علی خان[2] باپ کی وفات کے بعد

[1] ان کا مزار موضع گلکوٹ میں موجود ہے۔ [2] ان کا مزار رہاڑہ میں موجود ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اسی تحصیل کے موضع رہاڑہ میں آ کر سکونت پذیر ہو گیا۔

اِس کے تین بیٹے تھے۔ بھوتار خان[۱]۔ آدہار خان، یوسف خان، باپ کے بعد ان تینوں بھائیوں نے رہاڑہ سے نقل مکانی اختیار کر کے سلسلہ وار (۱) بھاگیانہ داخلہ پاچھیوٹ (۲) چھپڑا بن علاقہ ہورنہ میرہ (۳) چوکی کالا بن میں سکونت اختیار کر لی۔

راجہ بھوتار خان کے پانچ فرزند تھے، جنیدا خان، پچھیح خان، مصری خان، رتن خان، لشکری خان۔ اِن پانچوں کی اولاد مواضعات نکر، ہمو موہڑہ، چیرونی، بھاگیانہ، بھنا کھ، پنہالی اور باغ میں آباد ہے۔

راجہ آدہار خان کے فرزند راجہ سنگر خان کی اولاد مواضعات ذیل میں آباد ہے۔ بھنا کھہ، پوٹھ، باغ، پنیالی وغیرہ، راجہ یوسف خان کے دو فرزند تھے، شیرو خان و بھاگ خان، ان کی اولاد مواضعات بھنا کھہ، نکر اور ویاز کے علاوہ تحصیل کوٹلی ضلع میر پور اور نلہ تحصیل کہوٹہ علاقہ انگریزی میں آباد ہے۔

بیان کیا جاتا ہے کہ راجہ امیر علی خان کے تینوں فرزند اور اُن کی اولادیں آٹھ دس پشت تک ان مواضعات میں ایک فاتح اور حکمران کی حیثیت سے رہی ہیں۔ جب ڈوگرہ حکومت کا دور آیا تو اِن میں سے کئی ادمالوں نے جو رئیس اور با اقتدار تھے۔ پٹے، جاگیریں، خطابات اور نمبرداریاں حاصل کر کے مواضعات ذیل میں اپنی مستقل سکونت اختیار کر لی۔ بھنا کہہ۔ نکر، ہمو موہڑہ، راولی، چیروٹی بھاگیانہ، پنیالی و باغ۔

اومال گکھڑوں میں کئی مشہور اہل اللہ ہو گزرے ہیں۔ جن کے مزار مواضعات رہاڑہ، گل کوٹ، بھاگیانہ، دریک، بھنا کھہہ نکر، ہمو موہڑہ، چوکی بھاگیانہ میں زیارت گاہ خاص و عام ہیں۔

[۱] ان کو بعض نے پوہتار خان بھی لکھا ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اس قوم نے یورپ کی جنگ عظیم میں نہایت دلیرانہ حصہ لیا ہے۔ عام سپاہیوں کے علاوہ کئی کمیشن افسر اور کئی حوالدار اور نائک وغیرہ اِس وقت پنشن لے رہے ہیں۔

باوجود تجارت و ملازمت کے اُس قوم کا بہت بڑا انحصار زراعتی کاروبار پر ہے۔ تعلیم میں بھی یہ قوم خاصی ترقّی کر رہی ہے۔ اِس وقت کئی لڑکے انٹرنس پاس ہیں، کئی ایف۔اے تک پڑھے ہوئے ہیں۔ چند ایک بی۔اے کلاس میں پڑھ رہے ہیں۔

اومالوں بلکہ گکھڑ قوم کی تمام شاخوں کا یہ امتیاز خاص نظر انداز کرنے کے قابل نہیں ہے۔ کہ وہ اگر کسی غیر قوم کو رشتہ دیتی بھی ہے۔ تو سادات کے سِوا کسی قوم کو نہیں دیتی۔ البتہ دیگر معزز اقوام سے رشتہ لے لینا معیوب نہیں سمجھتی۔ لیکن اصل بات جو قابل تعریف ہے۔ وہ یہ ہے کہ شادی کے موقعہ پر رم کی رسم جس نے پونچھ کو بدنام کر رکھا ہے اِس قوم میں متعلق نہیں ہے۔ رم وہ رسم ہے جِس میں لڑکی والا لڑکے والے سے پیشتر ہی کوئی رقم مقرر کر لیتا ہے۔ بلکہ نکاح سے پہلے لے بھی لیتا ہے۔ شادی غمی کی نامشروع رسومات کی روک تھام کے ساتھ اِس قوم میں اسلامی تعلیم اور اخلاق حسنہ کی ترویج کی کوشش بھی جاری ہے۔

اومال شاخ میں جو افراد قابل ذکر ہیں۔ اِن میں چند ایک کے نام معہ اُن کے مواضعات سکونتی کے ذیل میں درج ہیں۔

ہموموڑہ:۔ جمعدار طالع محمد خان میل اور سینئر پلندری اور اُن کے صاحبزادہ بابو محمد افضل خان جو انٹرنس پاس کرنے کے بعد محکمہ تعلیم میں ملازم رہے۔ اب وہاں سے محکمہ مال میں منتقل ہو کر حلقہ بنگوئن میں تحصیل باغ میں پٹواری ہیں۔ جمعدار صاحب کے دو اور فرزند حسب زیل ہیں، جواہر خان متعلم جماعت ہفتم۔ علی اکبر خان رائمری میں پڑھ رہے ہیں۔

راولی:۔ سرداران سیدل خان و یوسف خان نمبرداران، مرداران، جنگی شیر خان و دوست محمد خان وصوبہ خان، سفید پوش معافی داران۔ سردار شیر احمد خان ملازم فرم ٹی ایم کمپنی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہزارہ، سردار گل شیر خان فوجی پنشنر، منشی محمد عالم خان و محمد سعید خان، احمد دین خان، دیہاتی چھٹی رسانان علاقہ باغ۔ محمد ایوب خان دوکاندار۔

بھنا کھہ۔ جمعدار منشی مہبت خان میل اور سینئر لائن باغ، منشی محمد امیر خان عرائض نویس باغ، سردار سلطان خان نمبردار۔ سردار ولایت خان نمبردار ولد سردار دوست محمد خان جاگیردار۔ سردار محمد زمان خان نمبردار، منشی محمد امیر خان برانچ پوسٹ ماسٹر تراڑ کھل۔

بھنا کھنہ کے اومال گکھڑوں میں سردار حاجی نور خان بڑے عابد اور خدا پرست گزرے ہیں۔ منشی حشمت علی خان محالدار کسٹم جو اپنی کارکردگی اور فرائض منصبی کو بہ خوش اسلوبی ادا کرنے کی وجہ سے کئی مرتبہ قائم مقام انسپکٹر کسٹم بھی رہ چکے ہیں آپ ہی کے فرزند ہیں منشی حشمت[1] علی خان نے اپنے فرزند مسٹر محمد اکبر خان کو (پونچھ ہائی سکول) میں انٹرنس تک تعلیم دلائی۔ محمد اکبر خان بھی ایسے ذہین اور ہونہار نکلے کہ امتحان میٹرک میں پوزیشن لیکر حکومت پونچھ سے خاصا ماہوار کا وظیفہ حاصل کیا۔ اب وہ سری پرتاپ کالج سرینگر میں تعلیم پا رہے ہیں۔ تعلیمی قابلیت کے علاوہ ورزش اور کھیلوں میں آپ کا نام بہت مشہور ہے۔ اور کئی دفعہ انعام بھی حاصل کیا ہے۔

بھاگیانہ:۔ سردار شیر زممان خان پنشنر جمعدار پلٹن۔

کھتیاڑہ:۔ سردار سید محمد خان محالدار کسٹم ہجیرہ، مسٹر سلطان محمد خان انسپکٹر زمیندارہ بینک۔

نکر:۔ سردار بلور خان کھوٹ اور سفید پوش، سردار محمد حسین خان محادار کسٹم چوکی چمبہ گلی، سردار موران دکاندار، سردار حسین خان سکول ماسٹر، سردار شیر احمد خان فوجی پنشنر۔ سردار مختار خان نمبردار، سردار محمد نور خان دکاندار، بابو محمد یوسف خان انٹرنس پاس، سردار غلام

[1] منشی حشمت علی خان اپنے حسن اخلاق کی وجہ سے اپنے علاقے میں نہایت ہردل عزیز ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

حسین خان کھیوٹ دار۔ سردار محمد امیر خان ملازم محکمہ کسٹم، مسٹر خان محمد خان ٹیچر مڈل سکول باغ، کرمداد خان سکنہ کنہ موہری باغ، اولاد راجہ شیر و خان بن راجہ یوسف خان۔

موٹا رین تحصیل سدہنتی:۔ یہاں اومال گکھڑوں کے صرف دو گھر ہیں، جن میں بہاول خان مرحوم کی اولاد خاص طور پر قابل ذکر ہے، آپ کے چار فرزند ہیں، محصوخان، محبت خان، رسمت خان، منشی فیروزالدین خان، آخر الذکر پندرہ سولہ سال سے پٹواری ہیں۔آپ کے بھائی محصوخان کا ایک لڑکا امام الدین خان نام امریکہ میں اپنا تجارتی کاروبار کرتا ہے۔اور وہیں عیال و اطفال سمیت رہتا ہے۔وہیں اُس نے شادی بھی کر لی ہے۔سردار طالع محمد خان جمعدار اور سینئر میل سروس، منشی فیروزالدین خان پٹواری کے قریبی رشتہ دار ہیں۔ اِس شاخ کے کچھ لوگ پلاں تحصیل حویلی میں بھی آباد ہیں، رشتہ ناطہ عموماً اپنی برادری ہی میں کرتے ہیں، اگر کسی اور مشہور قوم سے رشتہ کرنا مطلوب ہو تو لے لیتے ہیں ،دیتے نہیں ہیں۔

موٹارین کی یہ اومال شاخ بھی کاغذات مال میں گکھڑ درج ہے۔ یہ سب لوگ زراعت پیشہ ہیں، اور چند ایک اُن میں سے ملازمت بھی کرتے ہیں۔

قوم گکھڑ کا بگیال خاندان۔ بگیال خاندان کا بانی بوجا خان گزرا ہے۔جس کے حالات تاریخ رئیسان پنجاب میں گکھڑ قوم کے سلسلہ میں تفصیل سے درج ہیں ہم یہاں خلاصتہً درج کرتے ہیں۔

سلطان شہاب الدین محمد غوری نے اپنے جنرل قطب الدین خان ایبک کو جو بعد میں سلطان قطب الدین خان ایبک کے نام ہندوستان کا سب سے پہلا مستقل مُسلمان بادشاہ ہوا ہے۔ گکھڑ قوم کی تنبیہہ کے لئے مامور کیا۔ جو لاہور کی فصیل تک غارت گری کر جایا کرتے تھے۔ قطب الدین خان نے گکھڑوں کو صرف شکست ہی نہیں دی بلکہ ہزار ہا

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

گکھڑوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔ ملک ننگ خان گکھڑ نے سلطان گکھڑ خان کی چھٹی پشت میں تھا۔ اس قتل عام کا اُس وقت بدلہ لیا۔ جب شہاب الدین گوری ہندوستان سے واپس جانے کے لئے دریا اٹک [1] کے کنارے خیمہ زن تھا۔ گرمی کا موسم تھا۔ رات [2] کو بادشاہ کے خیمہ کی قناتیں اٹھا دی گئی تھیں۔ گکھڑوں کی ایک عظیم جماعت ملک ننگ خان کی سرکردگی میں شبخوں مارنے کے لئے آئی۔ اور پہرہ داروں کو قتل کرتی ہوئی بادشاہ کی خواب گاہ تک جا پہنچی۔ شور وغُل کی وجہ سے اگرچہ قاتلوں کی کثیر تعداد گرفتار ہوکر کیفر کردار کو پہنچی، جن میں ملک ننگ خان بھی تھا، لیکن بادشاہ جس کو تلوار کے ۲۲ زخم لگ چکے تھے۔ جانبر نہ ہوسکا۔ ننگ خان کے بعد گوہر خان اپنے باپ کا جانشین ہوا۔ لیکن ننگ خان کا ایک پوتا بنام بوجا خان جو گوہر خان کا بھتیجا تھا۔ اپنے چچا سے علیحدہ ہوکر علاقہ رہتاس کا خودسر رئیس ہوگیا۔ گکھڑ قوم کی بگیال شاخ کا یہی بوجا خان بانی ہے، بگیال قوم اب تک رہتاس اور دومیلی کے درمیان آباد ہے۔ بوجا خان کی خودسری کا واقعہ غالباً ۱۲۴۷ء یا اس کے چند سال بعد کا ہے۔ بگیال شاخ کے جو بزرگ دومیلی ضلع جہلم سے علاقہ پونچھ میں آئے ہیں سردار کمآں خان کے نام سے مشہور ہیں۔

سردار کماں خان کے متعلق پونچھ میں یہ دلچسپ روایت مشہور ہے کہ ایک دفعہ دشمن کی فوج خاص پونچھ میں آگئی۔ راجہ عبدالرزاق خان یا راجہ رُستم خان کا زمانہ تھا۔ ان کے حکم سے سردار کمان خان کی فوج نے تلوار وتفنگ کی بجائے دشمن کو جوتیاں مار کر ہی فرار ہونے پر مجبور کردیا۔ چنانچہ پونچھ میں وہ مقام جہاں یہ جنگ ہوئی تھی۔ اب تک ''ترپڑ موہڑہ'' مشہور

[1] جہلم کی خاص تحصیل میں بگیال گکھڑوں کا اب بھی بہت زور ہے۔ اس تحصیل کے مندرجہ ذیل مواضعات میں اس قوم کی نمبرداریاں موجود ہیں۔ موضع گکھڑ، پنڈ ڈای، منگھوٹی ملو، بدلوٹ، خان پور، دوٹیلی، روپٹہ، پھیٹ۔

[2] یہ خونی رات ۱۴ مارچ ۱۲۰۶ء کی رات تھی۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہے پہاڑی زبان میں ترڑپڑ جوتی کو کہتے ہیں اور موہڑہ قطعہ زمین کو۔ راجہ رستم خان نے برسر حکومت ہو کر سردار کمان خان کو کئی دیہات جاگیر میں دیئے، اور ان میں کئی گاؤں اور مقام بگیال اور کمان خان کے نام سے منسوب ہیں۔ مثلاً محلّہ کمان خان، باہنڈی، کمان خان، بگیال درہ وغیرہ

ترڑموہڑہ کے مقام پر اب حکومت پونچھ نے عدالت ہائے جوڈیشل بنا رکھی ہیں اور اس جگہ کا نام احاطہ منڈی ہے۔

سردار کماں خان کی زریات میں سے سردار شمس خان کی اولاد و احفاد حسب زیل ہے۔ خاص پونچھ میں (۱) سردار فتح بہادر خان، جو رسالہ پونچھ میں گزیٹیڈ افسر کی حیثیت سے خدمات سرکار سر انجام دے رہے ہیں (۲) سردار سید احمد خان (۳) خان بہادر خان (۴) غلام حسین خان (۵) دیوان علی خان۔

موضع کوسلیاں میں:۔ فتح دین خان۔ فیض محمد خان۔ بانکا خان۔ خان محمد خان، صفدر علی خان۔ فیروز خان۔

سہر ککوٹہ میں: علی اکبر خان۔ فقیر خان۔ غلام محمد خان،۔ فقیر حسین خان علاوہ ازین سردار نادر علی خان تحصیلدار، سردار ناصر خان تھانیدار و سردار حیات الدین خان ڈپٹی انسپکٹر پولیس بھی سردار شمس خان ہی کے ذریات سے ہیں۔ سردار کمان خان کی ذریات سے سردار ہاشم خان کے نام لیوا حسب ذیل اصحاب ہیں (۱) سردار فقیر اللہ خان جو راجہ جگت دیو سنگھ جی کے ایڈیکانگ یعنی مصاحب ہیں، کاغذات مال میں درہ بگیال وڈھوکڑسی کے دونوں گاؤں کی جاگیر سردار فقیر اللہ خان کے نام درج ہے۔ خاندانی سندات بھی انہی کے پاس محفوظ ہیں آپکے والد کا نام سردار عبداللہ خان تھا۔ پونچھ میں یہ خاندان اپنے اقتدار اور اپنی قدامت کی وجہ سے خاصی شہرت رکھتا ہے۔ اِس خاندان کی رشتہ داریاں آپس میں ہی ہوتی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہیں۔ یہ خاندان ملازمت اور زراعت پیشہ ہے۔

سدھال گکھڑ۔ اِس قوم کے شجرے کے قابل زکر نام ملک تاتار خان سے شروع ہوتے ہیں جو سلطان گکھڑ خان بن سلطان قابل خان کی بارھویں پشت میں تھا۔ تاتار خان کے دادا کا نام گل محمد خان تھا۔ اور وہ امیر تیمور کے حملہ ہند کے وقت زندہ تھا۔ اِس کی وفات ۱۴۰۳ء میں ہوئی ہے۔

سدھال قوم کے شجرہ میں سلطان آدم خان کے سات فرزند دکھائے گئے ہیں، حالانکہ[1] تاریخ میں صرف مندرجہ زیل تین فرزندوں[2] ہی کا ذکر ہے۔ اول لشکری خان فرزند کلاں جو اپنے چچازاد بھائی علاول خان خلف سلطان سارنگ خان کا قاتل تھا۔ دوم سلطان علی محمد خان جس کی ذریات ضلع راولپنڈی میں موجود ہے۔ تیسرے فرزند کا نام شیخ گنجا ہے۔

اکبر کے زمانے میں اِس خاندان میں خانہ جنگی اور ملکی بدنظمی شروع ہو گئی تھی۔ چنانچہ بادشاہ نے اپنے حکم سے اِس خاندان کے مقبوضات کی جو تقسیم کی وہ اس طرح تھی۔ سلطان جلال الدین خلف سلطان علی محمد خان کو دانگلی اور ۴۴۵ دیہات ملے مبارک خان خلف کمال[3] خان ابن سلطان سارنگ خان کے حصہ میں پھروالہ اور ۳۳۳ دیہات آئے۔ شیخ گنجا کو جو آدم خان کا سب سے چھوٹا بیٹا تھا۔ اکبرآباد اور اس کے اس کے ملحقہ ۲۴۲ دیہات ملے۔ اور سید خان کو جو سلطان سارنگ خان کا تیسرا بیٹا تھا راولپنڈی اور اس کا کچھ علاقہ ملا۔

سدھار قوم کے شجرہ کے سات ناموں میں صرف لشکری خان ایک نام درست اور صحیح ہے۔ دوسرا نام مہمد خان درج ہے۔ غالبًا یہ صحیح نام محرر خان ہوگا۔ محرر خان لشکری خان کا

---

[1] تاریخ رئیسان پنجاب مولفہ سرلیپل گریفن صاحب۔ [2] گکھڑ قوم کے بعض شجروں میں آدم خان کے بارہ فرزندوں کا ذکر ہے۔ [3] کمال خان نے اپنے تایا سلطان آدم خان کو پھانسی دلوائی تھی۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

بھائی نہیں۔ بلکہ بیٹھا تھا۔ اسی مہمد خان یا محرر خان کا ایک بیٹا سیدا خان لکھ کر یہ بتایا گیا ہے کہ اسی کے نام پر سدھار قوم مشہور ہے اور یہی سید خان سب سے پہلے پونچھ میں آیا۔

تاریخ رئیساں پنجاب میں محرر خان کی اولاد کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ لیکن سرسری قیاس کرنے سے معلوم ہوسکتا ہے۔ کہ چونکہ اس کے باپ لشکری خان نے سلطان سارنگ خان کے بیٹے یعنی چاچا زاد بھائی علاول خان کو مار ڈالا تھا اور خاندانی تنازعات بھی ایک دوسرے کی جان لینے کے درپے رہتے تھے۔ اس لئے کوئی تعجب نہیں۔ اگر محرر خان یا اس کی اولاد غالب فریق کے خوف سے پونچھ کے پہاڑوں میں پناہ گزین ہوگئی ہو۔

لیکن جب ہمیں اس قوم کے شجرہ اور اس کی غلطیوں کو نظر انداز کر کے کچھ تاریخی ثبوت مل سکتا ہے تو قیاساً کوئی سلسلہ قائم کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ چنانچہ کتاب ہذا کی تصنیف کے دوران میں تاریخ جہلم راقم مولف کی نظر سے گذری ہے۔ جس میں سیدو خان ایک بااقتدار گکھڑ رئیس کا ذکر ہے۔ اس تاریخ کے صفحہ ۲۴۵ پر اس کے متعلق لکھا ہے۔

"عالمگیر کے زمانہ میں گکھڑوں کے ایک سرکردہ رئیس سیدو خان نے قلعہ سید پور کو جو اس کے دارالحکومت چوہا کے نزدیک تھا آباد کیا۔ عالمگیر کے بعد جب اس کے فرزندوں میں تخت وتاج کے لئے لڑائی ہوئی۔ تو سیدو خان نے محمد معظم کے مقابلہ میں جو بعد میں بہادر شاہ اول کے نام سے ہندوستان کا بادشاہ بنا۔ اس کے بھائی محمد اعظم کو مدد دی۔ محمد معظم نے بادشاہ ہوکر سیدو خان کو یہ سزا دی۔ کہ اس کے ملک دھنی کا بہت سا حصہ مائیر اور کسر اقوام کے سرداروں کو بانٹ دیا۔"

اب ہمیں گکھڑوں کے خاندان میں تین سید خان یا سیدا خان یا سیدو خان ملتے ہیں۔ جو تھوڑے سے فرق کے ساتھ ایک ہی نام کا مفہوم ظاہر کرتے ہیں۔

سب سے پہلا سید خان سلطان سارنگ خان کا بیٹا ہے۔ جو کبر کے زمانہ میں ہوا

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہے۔اور جس کا ذیر مصنف تاریخ رئیسان پنجاب نے کیا ہے۔ دوسرا سیدا خان محرر خان یا مہمد خان کا بیٹا بتایا گیا ہے جس کا نام سید ھال قوم نے اپنے شجرہ میں لکھا ہے اور جو غالباً جہانگیر ابن اکبر کے زمانہ میں ہوا ہے۔تیسرے کا نام سیدو خان ہے۔ جو عالمگیر کے زمانہ میں ہوا ہے۔اور جس کا ذکر گکھڑوں کے سلسلہ میں مصنف تاریخ جہلم نے کیا ہے۔

ان تینوں میں سے سدھا قوم کس سیّد خان یا سیّدا خان یا سیّدو خان کے نام سے موسوم ہے۔اس کا فیصلہ چنداں دشوار نہیں ہے۔ جو سید خان اکبر کے زمانہ میں موجود تھا۔وہ راولپنڈی اور اس کے ملحقات پر قابض تھا۔اس کو پونچھ جانے کی کیا ضرورت تھی۔ اور اگر سدہال قوم اس کے اولاد سے ہوتی تو راولپنڈی اور ملحقات میں بھی یہ قوم ضرور پائی جاتی۔

جس سیدا خان خلف محرر خان یا مہمد خان کا ذکر قوم سدھال نے اپنے شجرہ میں کیا ہے۔اس کا تاریخی ثبوت ملنا ذرا دشوار ہے۔

جو سیدو خان عالمگیر کے زمانہ میں ہوا ہے۔اس کو چونکہ بہادشاہ اول خلف عالمگیر نے اپنی مخالفت کی وجہ سے بالکل بے دست و پا کر دیا تھا۔اور اس کو ذلیل کرنے کے لئے دوسری اقوام کے سرداروں کو اس کا ملک دے دیا تھا۔اس لئے یہ بالکل ممکن ہے۔ کہ وہ شرم وندامت کی وجہ سے ترک وطن کر کے پونچھ کی حدود میں سر چھپانے کے لئے چلا آیا ہو۔راقم الحروف کے نزدیک یہی سیدو خان سدھال گکھڑوں کا مورث اعلیٰ ہے۔

سدھال قوم نے اپنے شجرے میں سیدو خان کے چار فرزند لکھے ہیں۔جن کے نام یہ ہیں۔بکھو خان، سکھو خان، حیدر خان، جیون خان، ان میں ہر ایک کے نام پر سدھال قوم کی کوئی نہ کوئی شاخ موجود ہے۔جیسے بکھو خان سے بکھوال، سکھوں خان سے سکھوال، حیدر خان سے حیدریال۔

یہ قوم موضع چھاڑ تحصیل حویلی میں آباد ہے۔قریباً ۸۰ گھر ہیں۔جن کے نفوس زن

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ومرد ۴۰۰ اور ۵۰۰ سے کم ہیں۔ اس قوم کے مالیہ کی رقم ۸۰۰ روپیہ تک بتائی جاتی ہے۔ تعلیم کا رواج اس قوم میں بہت کم ہے۔ کاروبار زمینداری ہے۔ یورپ کی عالمگیر جنگ میں اس قوم کے کئی آدمی برطانوی افواج پلٹن ۱۰۴ میں ملازم رہے اور اب بھی چند ایک موجود ہیں۔ بعض لوگوں نے زراعت کے ساتھ اور کاروبار بھی اختیار کر رکھے ہیں۔

اس قوم میں ۲ نمبردار بھی ہیں اور دونوں چفاڑ ہی میں موجود ہیں۔ ایک کا نام احمد علی خان ولد شاہولی خان۔ دوسرے کا نام غلام محمد خان ولد جمن علی خان ہے۔ اس قوم میں ان ۲ نمبرداروں کے علاوہ سید محمد خان، میاں شیر محمد خان، ناظر علی خان ولد شاہولی خان، الہ دین خان، سیدا خان ولد ناظر خان، فیروز خان، فقیر محمد خان، جمعہ خان، فقیر خان، فجو خان، علی شیر خان، فیروز خان ولد سیدا خان، غلام محمد خان ولد کمون، فتح محمد خان، فجو خان ولد گدا خان، فقیر خان ولد حُمبان خان، فقیر محمد خان ولد گاموں قابل ذکر نام ہیں۔

سکندرال گکھڑ۔ گکھڑوں کا اصلی وطن جیسا کہ لکھا جا چکا ہے۔ ضلع راولپنڈی ہے۔ سلطان پور سے جو اسی ضلع میں واقعہ ہے۔ اس کی چار بڑی بڑی نسلیں مختلف ناموں سے مختلف مقامات پر پھیل گئیں ان کے نام یہ ہیں۔ سکندرال بگیالؔ، فیروز الؔ، اومالؔ، گکھڑوں کی باقی تمام شاخیں ان ہی شاخوں سے نکلی ہیں۔ بگیالؔ شاخ رہتاس یا دومیلی، پدری، سنگھوئی اور ملوٹ وغیرہ کئی دیہات میں پھیل گئی۔ ان کی ایک شاخ جو تولا خان سے نکلی ہے۔ تلیالؔ کہلاتی ہے۔ راجگان رہتاس بگیال ہی تھے بلکہ سلطان مقرب خان کے بعد جو گجرات سے اٹک تک کا حکمران تھا۔ رہتاس کا بگیال راجہ گکھڑوں کا سب سے بڑا سردار تھا۔

فیروز ال جہلم[1] اور نوگران کی طرف چلے گئے۔ اومالؔ شاخ سلطان آدم خان سے

[1] تحصیل جہلم کے مواضعات دیہہ لیال و پنڈ رجوال میں تلیال گکھڑوں کی نمبرداریاں موجود ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

چلی۔ وہ بھی جہلم اور راولپنڈی کے اضلاع میں پھیل گئی۔

سکندرال شاخ جس کو بعض سکندریال بھی کہتے ہیں۔ لہڑی اور بگڑالہ کی طرف چل گئی۔ سرداران لہڑی سب اسی شاخ سے تھے۔ یہیں سے یہ شاخ انقلاب زمانہ کے باعث بعض دوسرے مقامات میں جا کر آباد ہو گئی۔ تحصیل جہلم کے مواضعات لہڑی، بڑل، گورسیان اور گنڈا ایک میں سکندرال گکھڑ قدیم سے نمبردار چلے آتے ہیں۔ پونچھ کے موضع سہڑی چوہان میں اس شاخ کے ایک بزرگ حافظ خلیل خان نام خان پور ضلع ہزارہ سے آئے۔ کچھ عرصہ کے بعد وہ یا ان کی اولاد سے کوئی بزرگ وہاں سے موضع اڑائی میں منتقل ہو گئے۔

پونچھ میں چوہدری غلام حسین چوہان نمبردار سکنہ اڑائی کے بزرگوں اور حافظ خلیل خان سکندرال گکھڑ کی آمد کا ایک ہی زمانہ بتایا جاتا ہے۔ حافظ خلیل خان کی اولاد تین پشت تک قرآن شریف کی حافظ رہی ہے۔ مثلاً خود حافظ خلیل خان، ان کا بیٹا حافظ سلطان حسین خان، ان کا بیٹا حافظ سلطان گل محمد خان۔

حافظ سلطان گل محمد خان کے تین حسب ذیل فرزند صاحب اولاد تھے۔ (۱) میاں غلام رسول خان، (۲) میاں قدرت اللہ خان (۳) میاں عبداللہ خان، میاں احمد اللہ خان و میاں عبدالکریم خان و میاں عبدالرحیم خان، میاں غلام رسول ہی کے پوتے اور ان کے فرزند سلطان خان کی اولاد سے ہیں۔ ان میں اس وقت صرف میاں عبدالکریم خان موجود ہیں۔ میاں علم دین[1] خان فرزند میاں احمد اللہ خان امامت کا کام بھی کرتا ہے اور رجسٹر نکاح خوانی بھی اس کے پاس رہتا ہے۔

حافظ سلطان محمد کے دوسرے فرزند میاں قدرت اللہ کا ایک ہی بیٹا محمد علی خان ہے۔ جس کا فرزند میاں نور عالم خان موجود ہے۔

[1] کتاب ہذا کی تصنیف کے دوران ماہ دسمبر ۱۹۳۵ء میاں علم الدین کا انتقال ہو گیا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

حافظ سلطان محمد کے تیسرے فرزند عبداللہ خان کے تین فرزند تھے۔(۱) مہندا خان جس کی حسب ذیل اولاد ہے۔میاں لعل دین و میاں رحیم بخش،میاں فقیر خان اس کے فرزند کا نام عطا محمد خان ہے۔(۳) میاں قادر بخش خان۔اس کے بیٹے کا نام میاں جلال دین خان ہے۔

شاخ شماری ان کو معاف ہے۔ان کے رشتے ناطے اپنی برادری ہی میں ہوتے ہیں۔ان کی لڑکیاں سادات کے ہاں بھی بیاہی جاتی ہیں۔بندوبست پونچھ کے کاغذات میں یہ لوگ گکھڑ قوم کے نام ہی سے درج ہیں۔اڑائی میں ان کے صرف ۴ چار گھر ہیں اور ان کے نفوس کی تعداد دس بارہ سے زیادہ نہیں ہے۔ان کا عام کاروبار زراعت اور زمینداری ہے۔ چند ایک امام دیہہ اور مدرس بھی ہیں۔

سلطان گکھڑ خان کی دسویں پشت میں ملک گل محمد خان ایک مشہور گکھڑ رئیس گذرا ہے۔اس کے چار فرزندوں میں ایک ملک سکندر خان تھا۔اس کی اولاد اس کے نام سے سکندرال گکھڑ کہلاتی ہے۔اور پونچھ کے سکندرال گکھڑ بھی اسی کی اولاد و احفاد سے ہیں۔

سکندرال گکھڑوں کی ایک ساخ کوٹلی ضلع میر پور میں موجود ہے۔اس شاخ میں جو موضع ڈھنگروٹ میں آباد ہے۔بگا خان نمبردار ایک بارسوخ آدمی گذرا ہے۔اس کے ۲ بیٹے موجود ہیں۔حسن محمد خان نمبردار ہے۔اور گل محمد خان کوٹلی میں محرر مال ہے۔اس شاخ کے وہاں تین گھر آباد ہیں۔اسی شاخ میں سے سیفو خان ایک شخص راجو خان سکھال گکھڑ کے پاس بلنوئی چلا آیا۔اس نے اس کے ساتھ اپنی لڑکی کی شادی بھی کردی۔اور مکان اور آبی و خشکی اراضی کا ایک وسیع رقبہ بھی دیا۔سیفو خان کے تین فرزند موجود ہیں۔بشیر خان،علی اکبر خان،میر محمد خان۔شیر خان کے ۲ فرزند محمد خان و نپوں خان ہیں۔میر محمد خان تحصیل مہنڈر میں چپڑاسی ہے۔اس کا ایک ہمشیرہ زادہ جلال خان تحصیل کوٹلی کے موضع ڈھنگروٹ میں رہتا ہے۔سکندرال گکھڑوں کی ایک اور شاخ ان کی قدیم راجدھانی لہڑی سے آکر تحصیل حویلی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

میں آباد ہے۔ اس شاخ کے بانی اور سرکردہ رسالدار فیروز خان ریٹائرڈ سنگر کمپنی کی ملازمت کے سلسلہ میں پونچھ آئے۔ اور ایسے آئے کہ تحصیل حویلی میں مستقل سکونت اختیار کر کے یہیں کے ہو گئے۔

سکھال گکھڑ۔ جیسا کہ قبل ازیں ذکر کیا گیا ہے۔ گکھڑوں کی قوم جو پنجاب اور ہندوستان کے اکثر اقطاع میں پھیلی ہوئی ہے۔ آج سے قریباً ساڑھے نوسو سال پیشتر پنجاب کے علاقہ پوٹھوہار پر جو جہلم اور اٹک کے درمیان ہے قابض تھی۔ اس کا پہلا حکمران جس نے اس علاقہ میں اپنی قوم کو آباد کیا۔ سلطان گکھڑ خان تھا۔ جس کو گکھڑ شاہ بھی کہتے ہیں۔ اس قوم نے شہاب الدین محمد غوری کے زمانہ میں اسلام قبول کیا ہے۔

گکھڑ خان کی چوتھی پشت میں ملک رجر خان جس نے ڈنگلی آباد کیا ہے اور جو برسوں تک اس قوم کا صدر مقام رہا ہے۔ بڑا طاقتور حکمران گذرا ہے۔ تاریخ رئیسان پنجاب کے باب گکھڑاں میں اس کا نام رجر خان ہی ہے۔ لیکن گکھڑ قوم کی شاخ سکھال کے شجرہ نسب میں اس کا نام رجر خان کی بجائے راجن خان درج ہے ۱۱۶۰ء میں اس کے انتقال کے بعد اس کا بڑا بیٹا ملک سپہر خان اس کا جانشین تسلیم کیا گیا۔ اس کے دوسرے فرزند کا نام اسحاق خان بتایا جاتا ہے۔ خانپور ضلع ہزارہ کے گکھڑ جو اس وقت پنجاب میں نامور اور سربراوردہ ہیں اور جن میں راجہ جہانداد خان سی آئی ای مرحوم چیف آف[1] گکھڑ کے نام سے موسوم رہے ہیں۔ ملک سپہر خان کی اولاد سے ہیں۔

دوسرے فرزند اسحاق خان کی اولاد مواضعات کٹھاڑ وانبہ ضلع سیر پور قلمرو جموں میں آباد ہے۔ یہیں سے ایک شاخ جس کا بانی تاسہ خان سکھال تھا۔ پونچھ میں آئی ہے۔ اسحاق خان کی اولاد اس کے نام پر سکال یا سکھال کہلائی۔

[1] اس وقت خان پور میں لفٹننٹ راجہ حیدر زمان خان چیف آف گکھڑ ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کٹھاڑ میں اب بھی سکھال گکھڑ مرفع الحال ہیں۔ راقم الحروف کے پاس ایک کاغذ ۲۸ ماگھ ۱۹۶۴ب کا آیا ہے جس پر کٹھاڑ کے حسب ذیل سکھال گکھڑوں کی مہریں ثبت ہیں۔ نجیب علی خان ولد سردار الف خان نمبردار۔ کرم داد خان ولد سردار سلطان علی خان جاگیردار نمبردار۔ فضل داد خان ولد برہم خان جاگیردار سیدا خان ولد اکبر خان جاگیردار۔ امیر علی خان جاگیردار۔ یہ نام ظاہر کرتے ہیں کہ کٹھاڑ میں سکھال گکھڑ کسی اور قوم سے کم حیثیت نہیں رکھتے۔ مگر اِن متذکرہ صدر جاگیرداروں اور نمبرداروں کی مہروں کے ثبت ہونے اور دستخط نہ ہونے سے یہ بھی واضح ہوتا ہے۔ کہ ان میں تعلیم کی نہایت افسوس ناک کمی ہے۔ بیان کردہ کاغذات کی تحریر کو چونکہ چوتھائی صدی سے زیادہ مدت گذر چکی ہے۔ اس لئے ممکن ہے۔ اس قوم نے حصول علم میں اب کچھ حرکت پیدا کرلی ہو۔ البتہ کٹھاڑ کے سکھال گکھڑوں میں فوجی سپرٹ کافی ہے۔ راجہ رنگ خان مرحوم مہاراجہ بہادر کی پلٹن میں کرنیلی سے پنشن پر آئے اور راجہ الف خان ان کے فرزند جن سے راقم کو بھی ملاقات ہے۔ مہاراجہ بہادر کی فوج میں کرنیل تھے۔ آج کل پنشن پر ہیں۔ ان کے علاوہ اس قوم کے اور بھی کئی افراد افواج میں ملازم ہیں۔

گکھڑوں کے جس قدر خاندان ہیں۔ مثلاً بگیال، ادمال، سارگنیال، سوگیال، سکندرال، فیروزال، سکھال وغیرہ۔ ان سب کا مورث اعلیٰ گکھڑ خان ہی ہے۔

پونچھ کے دو مواضعات میں سکھال گکھڑ آباد ہیں۔ ایک موضع بلنوئی جو تحصیل مہنڈر میں ہے۔ دوسرے موضع سلوتری جو تحصیل حویلی میں ہے۔ دونوں تحصیلوں میں قریباً ۸۰ گھر اس قوم کے پائے جاتے ہیں۔

سب سے پہلے تاسہ خان خلف اکبر خان سکھال موضع کٹھاڑ سے بلنوئی میں آیا۔ اس کے تین فرزند تھے۔ محمد یار کان، ستار خان، بلو خان، ان تینوں بھائیوں کی اولاد نے تعداد

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

میں خوب ترقی کی ہے۔ بلنوئی میں قریباً چالیس گھر سکھال گکھڑوں کے ہیں۔ اور وہ سب انہی تینوں کی اولاد سے ہیں۔ لیکن یہ تمام آبادی تعلیم نہ حاصل کرنے کی وجہ سے جہالت کے گڑھے میں پڑی ہوئی ہے۔ یہ لوگ زمینداری کرتے ہیں۔ مال مویشی پالتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ قدرت نے ہم کو اسی کام کے لئے پیدا کیا ہے۔ نہ ان کو علم کا چنداں شوق ہے۔ اور نہ علم کی دولت سے مالا مال ہونے کی ان کے پاس کوئی سبیل ہے۔ ایک پہاڑی کی چوٹی پر یہ لوگ آباد ہیں۔ جہاں نہ کسی قسم کا کوئی کاروبار ہے نہ ترقی کرنے کا کوئی راستہ ہے۔ اور نہ آبی اراضی ہے۔ مگر اس غریبی وافلاس میں بھی قومی غیرت سے دل کا خزانہ معمور ہے۔

ایام بندوبست میں دیہاتیوں اور زمینداروں پر شجرہ کشوں اور منصرموں کی قلمی حکومت تھی ان کو کاغذات بندوبست میں ان کی چیخ وپکار کے باوجود سکھال گکھڑ کی بجائے صرف سکھال لکھ دیا گیا۔ ۱۹۶۰ء ب میں اس قوم کے ایک فرد جعفر خان سکنہ بلنوئی نے صحت قوم کے لئے کمر ہمت باندھی۔ اور آخر وہ خانپور گکھڑاں ضلع ہزارہ سے اپنی قوم کے گکھڑ ہونے کی تصدیق کرا کر لایا۔ جس پر سر راجہ بلدیو سنگھ آنجہانی والئے پونچھ کے حکم سے کاغذات مال میں سکھال قوم کو سکھال گکھڑ لکھا گیا۔

جعفر خان، تاسہ خان سکھال کی ساتویں[1] پشت میں ہے۔ اور فتح علی خان کا بیٹا ہے۔ اس کے چار اور بھائی حسب ذیل ہیں۔ منشی فیروز خان، کالا خان، بہادر خان، شاہ ولی خان، منشی فیروز خان محکمہ کسٹم پونچھ میں محالدار ہے۔ جعفر خان اور منشی فیروز خان کی مدد سے گاؤں میں ایک سکول بھی جاری ہے۔

موضع بلنوئی کے سکھال گکھڑوں میں مندرجہ ذیل اصحاب قابل ذکر بتائے گئے ہیں۔ خانولی خان وشیر محمد خان ہر دو برادران، شیر خان، فیروز دین خان، شیر دل خان، سید علی

[1] جعفر خان ولد فتح علی خان ولد محمد بخش خان ولد پیرا خان ولد غلام محمد خان ولد بلو خان ولد تاسہ خان۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

خان، جبر علی خان، لعل خان پسران فضل خان۔

رنگ خان، شیر باز خان، سخی زیب خان پسران جھلا خان (ان میں شیر باز خان فارسٹ گارڈ ہے) فضل خان باڈی والا۔ جو سر راجہ بلدیو سنگھ کا ''بندوقیا'' بھی رہا ہے۔ حبیب اللہ خان ولد دیوان علی خان، چوہڑ خان، فقیر خان ولد کالو خان، فیروز خان وفیر خان ولد بہادر خان، شیر دل خان ولد سرمست خان، خان ولی وفیروز پسران ناصر وخان، کالا ولد روشن خان وفتاح ولد نجو خان، فیر خان ولد ہاشہ خان، وفتح خان، جہانداد خان ولد فتح خان کوئٹہ میں موٹر ڈرائیور ہے۔ غلام حسن خان، عنایت خان ورنگ خان پسران ڈوڈا خان، خان بہادر ملازم پلٹن انگریزی، فیروز دین وفتح شیر وکالا ولد ناصر علی خان وشیر محمد خان ولد جفا خان نیاز علی خان، شیر احمد خان ولد فتح خان، سبز علی خان وکالا پسران خنک خان، محمد شیر خان وملک شیر پسران فتح شیر خان، مہندی خان ولد جنگ خان، کاکا خان، محمد شیر خان ولد پہلوان خان۔

موضع سلوتری تحصیل حویلی کے سکھال گکھڑوں میں حسب ذیل افراد قابل ذکر بیان کئے گئے ہیں۔ دوست محمد خان، صفدر خان، گلاب خان، فقیر خان، رسمت خان، غلام قادر خان، جھلا خان، کالا خان فقیرا خان، شیر خان، عنایت اللہ خان، علی اکبر خان۔

اس قوم کا بیان ہے کہ اس کے رشتے ناطے سکھال گکھڑوں یا گکھڑوں کی دوسری شاخوں ہی میں ہوتے ہیں۔ بعض دوسری اقوام سے لڑکیاں لے لیتے ہیں۔ لیکن اپنی لڑکیاں ان کو نہیں دیتے۔

فیروزال گکھڑ۔ یہ شاخ گکھڑوں کی مشہور چار شاخوں میں ہے۔ جو دوسری تین شاخوں کیساتھ سلطان پور سے دیگر مقامات میں پھیل گئی تھی۔ تحصیل جہلم کے موضع دان پور میں فیروزال گکھڑوں ہی کی نمبرداری ہے۔

پونچھ کے چھ سات گاؤں میں جن کے نام کلر موہڑہ، کلوتہ، پمروٹ، ڈھوریاں ناڑ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

فیروزالاں وغیرہ ہیں یہ قوم آباد ہے۔

پونچھ کے فیروزال گکھڑوں کا بیان ہے کہ وہ قریباً پانچ سو سال سے وہاں آباد ہیں۔ سب زراعت پیشہ ہیں اور ان میں مندرجہ ذیل اصحاب مشہور اور نمبردار ہیں۔ سردار عبداللہ خان نمبردار ناڑ فیروزالاں سردار گوہر خان نمبردار ڈہوریاں، سردار حیدرؔ خان نمبردار سکنہ چمپاڑی، سردار شیر محمد خان نمبردار کلر موہڑہ، سردار ناصر علی خان نمبردار سکنہ مختاڑی، سید محمد خان نمبردار سنگھوٹ، بہاری خان، نمبردار سنگھوٹ، فقیر اللہ خان نمبردار سنگھوٹ، سردار عطا محمد خان خلف سردار گوہر خان نمبردار ڈہوریاں، سردار پینڈا خان نمبردار اولاد سردار صلاح محمد خان سردار نادر علی خان نمبردار ولد سردار امیر علی خان۔

پونچھ کے فیروزال گکھڑوں نے اپنا جو شجرہ بھیجا ہے۔ وہ سلطان گل محمد خان سے جو تاریخوں میں ملک گل محمد خان کے نام سے درج ہے شروع ہوتا ہے۔ گکھڑوں کا یہ نامور سردار امیر تیمور کے حملہ ہند کے ایام میں زندہ تھا۔ ۱۴۰۳ء میں جس کو آج ۱۹۳۵ء کے مطابق پانچ سو بتیس سال کا عرصہ گذرا ہے۔ یہ انتقال کر گیا۔

ملک گل محمد خان کے بیٹے کسی شجرہ نویس نے تین بتائے ہیں۔ کسی نے ۶ لکھے ہیں۔ اور پھر ناموں میں اختلاف ہے۔ مثلاً فیروزال قوم نے اپنے شجرہ میں گل محمد خان کے حسب ذیل تین بیٹے لکھے ہیں۔ سارنگ خان، فیروز خان، بگا خان، تحصیل باغ کی گکھڑ قوم کی طرف سے ایک شجرہ آیا ہے۔ اس میں گل محمد خان کے فرزند تو تین ہی لکھے گئے ہیں۔ لیکن نام حسب ذیل بتائے گئے ہیں۔ سکندر خان، فرخ خان، بگا خان، جو قلمی شجرہ خانپور والوں کے پاس موجود ہے اور جس کی ایک نقل راقم کے پاس بھی ہے۔ اس میں گل محمد خان کے مندرجہ ذیل ۶ فرزند درج ہیں۔ پیر خان یا بیر خان، سکندر خان، بگا خان، فیروز خان، ہاتھی خان، عیسیٰ خان۔ حالانکہ ہاتھی خان ملک پیر خان کا پوتا اور پیلو خان (برادر تاتار خان) کا بیٹا

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہے۔

نسب نامہ میں عموماً قاعدہ یہ ہوتا ہے کہ اگر بادشاہوں اور والیان ملک اور بڑے آدمیوں کا ذکر ہو تو شاخ کلاں کے لے لیا جاتا ہے۔ اور باقی شاخوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے۔ اس لئے ملک پیر خان کا ذکر جس کی اولاد سے ہاتھی خان، آدم خان اور سارنگ خان تھے۔ قریباً سب تاریخوں اور معتبر شجروں میں موجود ہے۔ گل محمد خان کے باقی بیٹوں کا کسی تواریخ میں ذکر نہیں ہے۔ راقم کے خیال میں گکھڑوں کے اور شجروں کی نسبت خانپور والوں شجرہ زیادہ قابل اعتماد ہے۔ گو غلطیوں سے وہ بھی خالی نہیں ہے۔ بگا خان کا نام قریباً سب شجروں میں درج ہے۔ ایک شجرہ میں فرخ خان نام درج ہے۔ فیروز خان غالباً صحیح نام ہوگا۔ اس لحاظ سے سکندر خان و فیروز خان و بگا خان اور ملک پیر خان یہ چار نام صحیح سمجھنے چاہیں۔ سکندر خان سے سکندر رال اور فیروز خان سے فیروزال شاخ نکلی۔ فیروزال کو پروزال بھی کہتے ہیں۔ جیسے فیروز پور کو پروز پور اور فیروز والہ کو پروز والہ۔

تاریخ جہلم (مطبوعہ ۱۸۸۰ء کے صفحہ ۲۵۴ پر لکھا ہے کہ گکھڑا اپنے آپ کو گیانی نسل سے ظاہر کرتے ہیں۔ لیکن قابل اعتبار یہ امر ہے کہ ابتدا میں وہ ہندو تھے۔ اور اس کا ثبوت یہ دیا گیا ہے کہ دختر کشی ان میں جاری تھی قبل از اسلام ایک ایک عورت کے کئی کئی خاوند ہوتے تھے۔ بیوہ کی شادی نہیں کرتے تھے سلطان محمود غزنوی کے مقابلہ میں وہ راجہ لاہور کے ساتھ ہو کر میدان پشاور میں لڑے۔ اب تک ان کی رسوم شادی و غمی ہندوؤں سے ملتی ہیں۔ برہمن[1] اب تک کئی گکھڑ سرداروں کے ہاں رسومات ادا کرتے ہیں جو راجہ ان میں گدی نشین ہوتا ہے۔ وہ سندل یا زعفران کا قشقہ یعنی ٹیکہ ہندو راجاؤں کی طرح اپنی پیشانی پر لگاتا ہے۔

[1] اب مسلمان گکھڑوں کے ہاں برہمنوں کا دخل نہیں ہیں اور غالباً غفرانی ٹیکہ بھی نہیں لگایا جاتا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ان کے ہندو یا کم سے کم بت پرست اور غیر مسلم ہونے کا ایک بدیہی ثبوت یہ ہے کہ جب ۱۰۰۰ء مطابق ۳۹۳ھ میں راجہ جے پال والئے لاہور کے فرزند راجہ ننگ پال یا نند پال نے محمود غزنوی کے ساتھ لڑائی کی۔ تو تیس ہزار گکھڑوں نے جو سب کے سب بت پرست تھے۔ راجہ کی حمایت میں تین چار ہزار مسلمانوں کو قتل کر دیا تھا۔ لیکن یہی گکھڑ پونے دوسو سال کے بعد سلطان شہاب دین غوری کے عہد میں اسلام قبول کر کے مسلمانوں کے جان نثار بن گئے۔

علاقہ مہنڈر میں فیروزال گکھڑوں کے گھر ایک سو سے زائد بیان کئے جاتے ہیں۔ کسی زمانہ میں اس علاقہ میں ان کا بڑا اقتدار رہا ہے۔ بندوبست نے ان کو قومی معافی دار بھی قرار دیا ہے۔ یہ قوم گو خاندانی اور تاریخی حیثیت رکھتی ہے۔ مگر افسوس ہے بہ حیثیت مجموعی بے علمی و جہالت میں گھری ہوئی ہے۔

فیروزال قوم ضلع جہلم کے مواضعات ذیل میں آباد ہے۔ برسال، سکھو، نوکراں، سنگا، جہلم، دان پور، علاوہ ازیں چند گھر سانبہ اور جسروٹہ (جموں) میں بھی بیان کئے جاتے ہیں۔

مکیال گکھڑ۔ سلطان گکھڑ خان کی پانچویں پشت میں ملک سپہر خان گکھڑ اپنے نامور اسلاف کا ایک با اقبال خلف تھا۔ اس کے بیٹے کا نام تاریخ رئیسان پنجاب میں ملک ننگ خان درج ہے۔ لیکن اقوام گکھڑ کے قلمی نسب[1] نامہ میں جو خانپور ضلع ہزارہ کے گکھڑوں کے پاس ہے ننگ خان کا نام سنگ خان لکھا ہوا ہے اور گکھڑوں کے بعض اور شجروں میں بھی جو راقم کے پاس اس دوران میں آئے ہیں۔ منگ خان نام ہی درج ہے۔

---

[1] اس نسب نامہ پر لکھا ہے۔ ''از تواریخ قدیمہ مرزبان کمیٹی از دفتر رائزادہ رتن چند گلیانہ والا کہ قدیم قانونگوئے قوم گکھڑوں بود۔ اس نسب نامہ کی ایک نقل راقم کے پاس بھی ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اس سے معلوم ہوتا ہے۔ صحیح نام منگ خان ہی ہوگا۔ یہ وہی منگ خان ہے جس نے سلطان محمد غوری کو جبکہ وہ ۱۲۰۶ء میں ہندوستان سے غزنی کو واپس جا رہا تھا۔ گکھڑوں کی ایک جمعیت کے ساتھ دریائے اٹک کے کنارے قتل کرا دیا تھا۔

میگال قوم پونچھ میں تو نہیں ہے۔ لیکن جہلم کے ضلع میں بکثرت موجود ہے۔ اسی کے اولاد سے ہے۔ شہنشاہ جہانگیر نے اپنی توزک میں اس کا ذکر کیا ہے اور سفر کابل (۱۶۰۵ء) کے دوران میں لکھا ہے۔ "یکم محرم ۲ سنہ جلوس کو منزل رہتاس میں ہوئی۔ ۶ محرم کو ہتھ سمیا پر مقام ہوا۔ جو ہاتھی گکھڑ کا آباد کیا ہوا ہے رہتاس سے اتھیہ تک کا علاقہ مکیالوں کا ہے۔ جو گکھڑوں کے خویش اور یک جدی ہیں۔"

جہلم کی تحصیل میں اس وقت بھی مندرجہ ذیل دیہات میں مکیال گکھڑ نمبردار ہیں۔ خانپور۔ بودلہ، رام دیال، اورانہ، سلطان، رسیلہ کلاں، کربک، بڑا گورہ سلحال۔

گکھڑوں کی ہتیال شاخ۔ سلطان گکھڑ خان خلف سلطان قابل خان کی ۱۱ ویں پشت میں تین نامور فرزند پیدا ہوئے۔ (۱) ملک تارتار خان (۲) جستر خان (۳) پیلو خان۔ سلطان آدم خان جو گکھڑوں کا ایک مشہور رئیس گذرا ہے اور اس کا بھائی سلطان سارنگ خان یہ دونوں ملک تارتار خان کے بیٹے تھے۔ جستر خان[۱] لاولد تھا۔ پیلو خان کے بیٹے کا نام ہاتی خان تھا ہاتی خان بابر کے زمانہ میں گکھڑوں کا رئیس تھا بابر سے اس نے لڑائی کی ہے اور خود بابر نے اپنی توزک میں اس جنگ کا ذکر کیا ہے۔ سلطان سارنگ خان نے جو اس کا چچازاد بھائی تھا۔ اس کو زہر دے کر مروا ڈالا۔ اور خود ۱۵۲۵ء میں بابر کی اطاعت کر کے اپنی قوم کا رئیس بن گیا۔

گکھڑوں کی ہتیال قوم اسی ہاتی خان کے نام سے مشہور ہے۔

[۱] تواریخی کتب میں اس کی اولاد کا ذکر نہیں ہے۔ نہ کوئی گکھڑ جستر خان تک اپنا شجرہ نسب لے گیا ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

گکھڑوں کی سوگیال شاخ۔ سیوگی سلطان گکھڑ خان کا پوتا تھا۔ تحصیل گوجر خان کے سوگیال گکھڑوں کا یہی مورث تھا۔ دیہہ ذنگلی جو اس شاخ کا صدر مقام رہا ہے۔ سیوگی کے برادر زادے اُجر خان (وفات ۱۱۶۰ء) کا آباد کردہ ہے۔ جہلم کے ضلع میں سوگیال گکھڑوں کی کئی دیہات میں اب تک نمبرداریاں موجود ہیں۔ مثلاً بیلی، بوڈہار ورڑیالہ جنگو وغیرہ جو تحصیل جہلم میں واقعہ ہیں۔

گکھڑوں کی سارنگیال شاخ۔ سلطان سارنگ خان سلطان آدم خان کا بھائی اور ملک تاتار خان کا بیٹا تھا۔ سارنگ خان نے ۱۵۲۵ء میں ہاتی خان کو زہر سے مروا کر اپنی ریاست قائم کرلی۔ اور اپنے بھائی آدم خان کے ساتھ بابر کے اطاعت گذاروں میں شامل ہوکر مغلیہ حملوں سے بے خوف ہوگیا بلکہ آدم خان گکھڑوں کی ایک جمعیت لے کر اظہار اطاعت کے لئے خود دلی گیا جس پر بابر نے گکھڑوں کی تالیف قلوب کے لئے آدم خان کو پوٹھوہار کا وسیع علاقہ عطا کردیا۔

ہمایوں اور شیر شاہ کی لڑائیوں میں سارنگ خان ہمایوں کا ساتھ دیتا رہا اسی جرم وفاداری کی پاداش میں شیر شاہ کے بیٹے سلیم شاہ نے سلطان سارنگ خان پر حملہ کردیا اور اس کو شکست دے کر اس کے امان مانگنے کے باوجود انتقام نہ چھوڑا اور اس کو اس کے ۱۶ نامور رشتہ داروں سمیت قتل کرادیا۔ گکھڑوں کی شاخ سارنگیال اسی سارنگ خان سے نکلی ہے۔

کھکھہ راجپوت

کھکھہ ہتمال اور تیزیال خاندانوں کی روایات کے مطابق ان کا مورث اعلیٰ ایک ہی شخص راجہ مل خان گذرا ہے جس کا ذکر کچھ تاریخ اقوام کشمیر میں بھی درج ہے۔ اور اس سے زیادہ اسی کتاب میں جنجوعہ قوم کے حالات میں لکھا جاچکا ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کھکھہ قوم کے افراد کا بیان ہے کہ سب سے پہلے راجہ سری پت راٹھور جو راجہ مل کا دادا تھا۔ قنوج سے پنجاب آیا۔ سر لیپل گریفن جنجوعہ قوم کی روایتوں کے مطابق لکھتے ہیں۔ کہ خود راجہ مل جو راٹھور تھا۔ اور پانڈو کی اولاد سے تھا جودھپور یا قنوج سے ۹۸۰ھ ء میں آیا۔ مصنف ''راجپوت گوتین'' بھی قنوج یا جودھپور سے راجہ مل ہی کا پنجاب میں آنا بیان کرتا ہے۔ راقم الحروف کے خیال میں راجہ مل غزنویوں کے زوال اور غوریوں کے عروج کے زمانہ میں گذرا ہے۔ غزنویوں کا زوال بہرام شاہ کی وفات ۵۴۷ھ سے شروع ہو کر خسرو شاہ ۵۵۵ھ اور خسرو ملک ۵۹۰ھ تک رہتا ہے۔ غوریوں کا عروج ۵۹۰ھ سے شروع ہو کر شہاب الدین غوری کے واقعہ قتل ۶۰۲ھ تک ہے۔ یہ سارا زمانہ ساٹھ سال کے قریب ہوتا ہے۔

اس زمانہ کا تعین اس لئے کیا گیا ہے کہ غزنوی خاندان کے آخری تین بادشاہوں کی طاقت غوری خاندان کے اقبال و عروج کی وجہ سے جہاں افغانستان اور غزنی میں نابود ہو چکی تھی وہاں پنجاب میں بھی چھوٹی چھوٹی خود مختار حکومتیں از سر نو قائم ہو رہی تھیں۔

اسی زمانہ میں راجہ مل راٹھور قنوج یا متھرا کے ہم قوم راجہ سے کسی کشیدگی کے باعث اپنی ایک مختصر سی جماعت لے کر جہلم کے شمالی پہاڑوں میں آ کر مقیم ہو گیا اور بقول سر لیپل گریفن اس خیال نے اسے زیادہ تقویت دی کہ ایک بار پانڈواں نے بھی ان ہی پہاڑوں میں پناہ لی تھی۔ غزنویوں کے زوال کی وجہ سے طوالف الملوکا زمانہ تھا۔ راجہ مل نے رفتہ رفتہ وہاں طاقت پیدا کر لی۔ یہاں تک کہ جب شہاب الدین محمد غوری نے غزنوی خاندان کے آخری بادشاہ خسرو ملک کو جس کا دار الحکومت اس وقت لاہور تھا تباہ کرنا چاہا تو سب سے پہلے جہلم کے نواح میں راجہ مل سے اس کی مٹ بھیڑ ہوئی۔ لیکن کہاں شہاب الدین غوری اور کہاں راجہ مل۔ آخر وہ شکست کھا کر اسیر ہو گیا۔

جنجوعوں اور کھکھہ اور ہتمال اور تیزیال خاندان میں راجہ مل کے مسلمان ہونے کے متعلق جو روایتیں مشہور ہیں۔ ان میں ایک تو یہ ہے کہ راجہ مل کسی مسلمان بزرگ کی کرامت

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

دیکھ کر مسلمان ہوگیا۔ ایک یہ ہے کہ جس مسلمان[1] درویش نے اُس کے باپ دھروپت کو کہا تھا۔ کہ تمہارے ہاں بیٹا تو ضرور پیدا ہوگا۔ لیکن وہ مسلمان ہوجائیگا۔ ان الفاظ کی روحانی کشش نے اس کو مسلمان کردیا۔ آخری روایت جس کو راقم مولف نے بھی ان ہی اقوام کے قول کے مطابق تاریخ اقوام کشمیر کے صفحہ ۲۰۴ پر نقل کیا ہے یہ ہے کہ راجہ مل ایک مرتبہ ایک مکتب کے پاس گذرا تو دیکھا۔ کہ اُستاد اپنے شاگردوں کو ذیل کے اشعار پڑھا رہا ہے۔

بتے چوں برآرو مہمات کس　　　کہ نتو انداز خود براند مگس

نہ تیر دے دستش نہ اُفتد زپا　　　اگر بفگند برنہ خیزد زجا

راجہ نے مکتب کے ملا سے جب ان اشعار کے معنی و مطالب سنے۔ تو اس پر بڑا اثر ہوا۔ اور وہ بت پرست سے توحید پرست بن کر مسلمان ہوگیا۔

ان روایتوں کے علاوہ سرلیپل گریفن نے راجہ مل کے قبول اسلام کے متعلق یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ راجہ مل نے اپنی جان بچانے اور اپنی کھوئی ہوئی سلطنت دوبارہ حاصل کرنے کے لئے اسلام قبول کرلیا تھا۔

لیکن جس قدر اقوام راجہ مل کی ذریات سے ہیں۔ اور جس قدر خاندان اپنا تعلق راجہ مل سے ظاہر کرتے ہیں۔ ان میں سے کوئی بھی اس خیال کے ساتھ جو سر لیبل گریفن نے ظاہر کیا ہے۔ اتفاق نہیں کرتا۔ ان کا بیان ہے کہ راجہ مل کے قبول اسلام کے ساتھ مندرجہ صدر تینوں روایتوں میں سے کسی ایک کا تعلق ہے۔

تاریخ راجپوتان پنجاب، راجپوت گوتین اور تاریخ رئیسان پنجاب کے مصنفوں اور اقوام جنجوعہ و کھکھہ وغیرہ کے شجروں نے راجہ مل خان کے پانچ بیٹے بتائے ہیں۔ راجہ ترنولی

---

[1] راجہ دھروپت فرزند نرینہ پیدا نہ ہونیکی وجہ سے دلگیر رہتا تھا۔ اس کی استدعا پر ایک مسلمان درویش نے اس کو فرزند پیدا ہونے کی بشارت دی تھی۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

خان، راجہ بیر خان، راجہ جوہد خان، راجہ کالا خان، راجہ کھکھہ خان۔

اپنے بزرگ راجہ کھکھہ خان کے متعلق کھکھہ قوم کے ایک بزرگ ارقام فرماتے ہیں۔ ''وہ ایک معمولی سی فوج لے کر کشمیر کے پہاڑوں میں چلے آئے۔ اس زمانہ میں جگہ جگہ حکومتیں تھیں۔ دو چار گاؤں کا مالک بھی راجہ کہلاتا تھا اور اپنے حریف سے لڑنے کے لئے تیار رہتا تھا۔ جب کھکھہ خان ضلع مظفر آباد کے مقام چھتر کلاس پر جو جہلم ویلی روڈ کے قدیم پڑاؤ دلائی کے متصل ہے پہنچا۔ تو وہاں کے حاکم سے اس کی لڑائی ہوئی۔ مگر حاکم چھتر کلاس نے شکست کھا کر اطاعت قبول کی۔ یہاں سے فارغ ہو کر راجہ کھکھہ خان نے علاقہ سہوتر ڈنہ کچیلی کو فتح کیا۔ پھر کوٹ دہریا لدا وغیرہ کو قبضہ میں لا کر متصلہ علاقہ پر اپنا سکہ بٹھایا۔ اور اپنا دارالحکومت ناگنی ڈھیری کو جو پڑاؤ دلائی کے متصل ہے۔ قرار دیا۔

اس کے فرزندان راجہ سنگی خان اور راجہ منگی خان تو یہیں رہے۔ مگر خود راجہ کھکھہ خان اپنے چھوٹے فرزند علی خان کو ہمراہ لے کر تبت کی طرف چلا گیا۔ اور وہیں فوت ہو گیا۔ اس کے فرزند علیا خان کو بھی واپس آنا نصیب نہ ہوا۔ وہ بھی وہیں پیوند خاک ہو گیا۔ اس کی اولاد[1] اب تک وہاں موجود ہے۔''

راجہ کھکھہ خان کے ایک فرزند راجہ سنگی خان کی اولاد سے ہتمال[2] قوم پیدا ہوئی ایک

[1] تبت کے علاقہ میں بدھ مذہب کی کثرت ہے۔ تبت خورد میں البتہ مسلمان ہیں۔ معلوم نہیں علیا خان کی اولاد اگر وہاں ہے تو وہ کس نام سے مشہور ہے۔ خود پونچھ میں ایک فرقہ اپنے آپ کو علیا خان کی اولاد بتاتا ہے۔

[2] راجہ سنگی خان کے بیٹے کا نام ہاتم خان تھا۔ ہتمال راجے اور جاگیر دار جو کشمیر کی تحصیل اوڑی کے متفرق دیہات میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اسی ہاتم خان کی اولاد سے ہیں اور اسی کے نام پر ہتمال مشہور ہیں۔ ہاتم خان اور کھکھہ خان کو کسی نے بھائی بھائی بتایا ہے۔ ایسا ہی ذکر راقم نے بھی تاریخ اقوام کشمیر میں کیا ہے۔ بہر حال وہ بھائی تھے یا چچا بھتیجا تھے یا ان کا باہم کوئی رشتہ تھا یہ صحیح ہے کہ وہ ایک ہی خاندان سے تھے۔ سر والٹر لارنس مصنف ویلی آف کشمیر نے بھی ان دونوں کو ایک ہی قوم سے ظاہر کیا ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

فرزند تبت کے علاقہ ہی میں رہ گیا۔ منجھلے فرزند راجہ منگی خان کی اولاد بہت کثرت سے پھیلی۔ ضلع راولپنڈی، پونچھ اور کشمیر کی تحصیل اوڑی و مظفر آباد جو قوم کھکھہ کے نام سے مشہور ہے۔ سب منگی خان بن راجہ کھکھہ خان کی ذریات سے بتائی جاتی ہے۔

راجہ منگی خان کے بیٹے کا نام علی شیر خان اور پوتے کا نام پنجہ خان تھا۔ پنجہ خان کے دو فرزند تھے۔ راجہ تیج خان و راجہ پیروز خان۔ آخر الذکر یعنی راجہ پیروز خان کے بھی ۲ بیٹے تھے۔ راجہ گوند خان و راجہ ڈھوڈا خان عرف تیز خان جو کھکھہ قوم تحصیل مظفر آباد و تحصیل اوڑی ملک کشمیر میں آباد ہے جس میں کئی جاگیردار بھی ہیں اور جن کا ذکر تاریخ اقوام کشمیر کے صفحات ۴۰۰ تا ۴۰۶ میں درج ہے یہ تمام قوم اور اس کے تمام افراد راجہ گوند خان کی اولاد سے ہیں۔

ڈھوڈا خان عرف تیز خان کی اولاد علاقہ پونچھ کے مواضعات ذیل میں آباد ہے۔ کوٹلی، دھیر کوٹ، نڑول، بھاگسر، کھیال، ناول، ارجہ، چوڑ، پیل، ملوٹ ڈھک، بھدر، رنگولی، سیلوکوٹ۔

راجہ تیج خان برادر راجہ پیروز خان کی اولاد مندرجہ ذیل تین مواضعات چھپڑیاں، گھڑی کیرا اور تاہل میں ہے۔ علاوہ ازیں بھڑاٹ رکھوڑ بن منگ گوہرہ ہجیرہ اور ٹاٹ میں بھی قریباً پچاس گھر کھکھہ قوم کے آباد ہیں۔

۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے مطابق کھکھہ خاندان کی کل آبادی ریاست کشمیر میں جس میں پونچھ بھی شامل ہے۔ ۱۲۶۰۸ نفوس کی ہے۔ ان میں مرد ۶۴۰۹ اور عورتیں ۶۱۹۹ ہیں۔ کہتے ہیں کھکھہ خاندانوں کو ہر مستقل کاشت کار سے بطور مالکانہ فی روپیہ ۴ ملتا ہے۔ غیر اقوام کے جو لوگ ان کے دیہاتوں میں آباد ہیں۔ نمبردار دیہہ بوقت شادی سے ان پانچ روپیہ گھوڑے کی رسم کے طور پر لیتا ہے۔

اس قوم کے رشتے ناطے اپنی قوم کے علاوہ سدھن اور ڈھونڈ اقوام کے خاندانوں سے ہوتے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

گلگت کی لڑائی میں کھکھہ قوم کے نوجوان بھی مہاراجہ بہادر کی افواج کے ساتھ دوش بدوش اپنی وفاداریوں کا ثبوت دیتے رہے ہیں۔ یورپ کی جنگ عظیم میں بھی اس قوم نے سرکار انگریزی کو بڑی مدد دی ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس وقت بھی سوا چھ سو نفری کے قریب کھکھہ لوگ فوجوں میں ملازم ہیں۔ ہملٹن صاحب مہتمم بندوبست پونچھ نے اپنی رپورٹ میں تیز یالوں کے ساتھ کھکھہ قوم کا ذکر کیا ہے۔ چنانچہ اس کا ترجمہ ذیل میں درج ہے۔

''تیزیال ۱۶ گاؤں میں آباد ہیں۔ لیکن وہ اپنی امن پسندانہ صفات اور اپنے حقوق اور اپنی اُس عظمت کا جو دوسری اقوام پر ان کو حاصل ہے کوئی فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ اس قوم کی اصل کھکھہ راجپوتوں سے ملتی ہے۔ ان میں شجاعانہ اور مدافعانہ طاقت وقوت موجود ہے۔ اور اپنے رعب داب اور اپنے مضبوط کیریکٹر کی وجہ سے دوسری قوموں پر ان کو امتیاز خاص حاصل ہے۔''

یہ قوم دراصل کشمیر کے پہاڑی علاقہ کی رہنے والی ہے۔ تحصیل اوڑی اور مظفر آباد سے ہوتی ہوئی پونچھ کی تحصیل باغ تک پھیلی ہوئی تھی جب راجہ موتی سنگھ کو پونچھ کا علیحدہ فرمانروا بنایا گیا۔ تو تقسیم حدود کے لئے دھار رہنہ قائم کیا گیا۔ اس تقسم کے مطابق جو لوگ حدود کشمیر میں رہ گئے ان کا مالیہ تحصیل مظفر آباد والے وصول کرتے رہے۔ اور جو دیہات پونچھ کی تحصیل باغ میں آگئے ان کا مالیہ تحصیل باغ والوں نے وصول کرنا شروع کر دیا۔

کھکھہ قوم نے بعض ایسے دیہات بھی ہیں۔ جن کا حق ملکیت پونچھ میں بھی ہے اور کشمیر میں بھی۔ مثلاً کوٹلی، رنگولی، راجپوتھی۔ ان دیہات کے کچھ رقبہ جات پونچھ میں ہیں اور کچھ کشمیر میں۔ اور ان کے مالکان اراضیات دونوں جگہ مالیہ ادا کرتے ہیں۔

اب کھکھہ قوم کے چند مشاہیر کا ذکر کیا جاتا ہے جو مختلف دیہات میں آباد ہیں۔

کوٹلی۔ یہاں سردار محمد یعقوب خان نمبردار رہس ایک مشہور ہستی ہیں۔ دربار پونچھ کی طرف

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سے آپ کو خطاب سرداری بھی حاصل ہے۔ آپ عدالت سشن کے اسیسر، سنٹرل کواپریٹو بینک تحصیل باغ کے ڈائریکٹر، انجمن اصلاح المسلمین اقوام کھکھہ راجپوت کے پریذیڈنٹ اور نامور ٹھیکہ دار ہیں۔ صاحب جائنداد، ذی وقار اور صاحب رسوخ ہیں۔ سنہ ۱۹۸۳ب اور ۸۹ب و سنہ ۹۰ب کے ایام قحط میں آپ نے اپنی برادری کے لوگوں کو جو نقد امداد دی۔ حکومت پونچھ نے اپنے سرٹیفکٹوں کے ذریعہ اس کا اعتراف کیا۔ ایام شورش سنہ ۸۸ب میں آپ نے بحائی امن کے لئے جو کوشش کی۔ افسران محکمہ مال اور صاحب سپرنٹنڈنٹ پولیس پونچھ نے اس کے اعتراف میں سندات عطا کیں۔ پونچھ کے علاوہ تحصیل مظفر آباد میں بھی آپ کی معقول جائنداد ہے۔ بلکہ پونچھ کے علاوہ وہاں بھی نمبرداری ہے۔ آپ کے دادا سردار سرفراز خان جاگیردار و نمبردار تھے۔ جاگیر تو بندوبست کے قوانین کے مطابق جاتی رہی۔ لیکن نمبرداری موجود ہے۔ آپ کے تین فرزند حسب ذیل ہیں۔ "سردار" محمد لطیف خان۔ "سردار محمد یوسف خان۔ "سردار محمد یاسین خان۔ تینوں ہائی سکول میں زیر تعلیم ہیں۔ ان کے علاوہ اصحاب ذیل اس موضع میں ممتاز اور قابل تذکرہ ہیں۔ سردار شاہنواز خان نمبردار جو سردار محمد یعقوب خان کے تایا ہیں۔ سوات خان ودوسہ خان نمبرداران، جواہر خان فضل خان ولد شاہ ولی خان، زبردست خان ولد بہادر خان، پینڈا خان، نجابت علی خان، مہدی خان، شمس خان، کمال خان، سردار پہلوان خان، نصرا خان ولد بھاگ خان، منشی گل احمد خان، منشی منیر اللہ خان، منشی کالا خان اور منشی فضل خان جو اپنی قومی انجمن کے سکریٹری ہیں۔

اصحاب ذیل اس موضع میں پنشنر ہیں، جماعت خان، حیات محمد خان، شیر احمد خان، گل احمد خان۔

نٹرول۔ محمد یوسف خان نمبردار، نواب علی خان، نیلہ خان، حبیب خان ٹھیکہ دار، گل احمد خان جو سفید پوش ہے۔

بھاگسر۔ عبدل خان وسکندر خان نمبرداران، علی اکبر خان، سفید پوش وصاحب حیثیت،

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سلطان محمد خان۔

مکھیالہ نادل۔ سردار جواہر خان ڈپٹی انسپکٹر پولیس پنشنر و جاگیردار رہس و نمبردار۔ آپ کو حکومت کی طرف سے سرداری کا خطاب بھی حاصل ہے۔ ''سردار'' رحمت اللہ خان نمبردار و جاگیردار۔ ''سردار'' محمد شریف خان سارجنٹ پولیس ''سردار'' شیر افضل خان پریذیڈنٹ واسیسر، سلطان محمد خان جاگیردار۔

پیل۔ ''سردار'' محمد زمان خان نمبردار و جاگیردار پریذیڈنٹ کمیٹی۔ ''سردار'' غلام نبی خان جاگیردار نمبردار سکندر خان سفید پوش وذی عزت ہے۔

ڈہک بہدر۔ سیدل خان نمبردار۔ فیروز خان انڈین افسر۔ عطا اللہ خان، محمد یوسف خان، محمد اکبر خان، شیر احمد خان پنشنر، محمد افضل خان ملازم پولیس۔

بہدر۔ محمد علی خان، عمر خان، منگی خان نمبردار، رنگی خان انڈین افسر، سمندر خان گل احمد خان گورنمنٹ پنشنر۔

چوڑ۔ پنیدا خان نمبردار، میر احمد خان، بشیر احمد خان، میر عالم خان سکول ماسٹر ''سردار'' پہلوان خان۔

ارجہ۔ بگا خان نمبردار انعام خور، صوبیدار میجر ملوک خان بہادر، موجو خان بہادر۔

رنگلہ۔ شیر احمد خان، بگا خان، شیر احمد خان ثانی نمبردار۔

سیکوٹ۔ جواہر خان نمبردار۔

رنگولی۔ خان شمس خان اکبر و اکبر خان نمبردار، شمس خان کا باپ شہباز خان جاگیردار و نمبردار تھا۔ اس کی فوتیدگی کے بعد جاگیر بند ہوگئی۔ دوست محمد خان و رحمت اللہ خان سفید پوش صاحب عزت۔ علی اکبر خان و شیر احمد خان پنشنر۔

چھپڑیاں۔ فتح نور خان نمبردار۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

گھوڑی کیر۔ علی بہادر و یعقوب خان نمبردار۔

تاہل۔ صبدل خان نمبردار۔

کھکھہ برادری سکنہ جگلڑی تحصیل باغ

اولاد بیر خان۔ آج سے قریباً تین چار سو سال پیشتر علاقہ چکار (کشمیر) کے موضع کچیلی سے جنگ خان نام ایک شخص تحصیل باغ میں آکر وارد ہوا۔ موضع جگ لڑی اسی کے نام پر آباد ہے۔ جگ جنگ کا بگڑا ہوا لفظ ہے۔ اور لڑی مکان کو کہتے ہیں۔ چھ نمبردار اسی ایک خاندان کے ہیں۔ ان کے ناطے رشتے بالعموم سدھن۔ تیزیال اور ڈھونڈ وغیرہ اقوام سے ہوتے ہیں۔ جنگ خان کی تمام اولاد زراعت پیشہ ہے۔ جنگ عظیم یورپ میں بھی اس قوم نے نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ جنگ خان کی دسویں پشت میں بیرو خان ڈوگرہ حکومت کے تلسط کے وقت ایک نامور حیثیت رکھتا تھا۔ دیہہ ہذا کی نمبرداری بھی سب سے پہلے اسی نے کی۔ اس موضع میں جس قدر کھکھہ برادری ہے۔ وہ اس کے مندرجہ ذیل چار فرزندوں کی اولاد سے ہے۔ روشن علی خان، شیر علی خان، نذر علی خان، محمد علی خان۔

روشن علی خان کی اولاد حسب ذیل ہے۔ ہاشم علی خان اس کا فرزند محمد زمان خان، جمعدار خان مرحوم اس کے دو فرزند فیروز خان و شیر محمد خان۔

شیر علی خان کی اولاد۔ اس کے تین فرزند بالا خان، عطا محمد خان، دوست محمد خان، بالا خان کے تین فرزند حیات خان، پہلوان خان، محمد یوسف خان، عطا محمد خان ان میں حیات خان کے جو نمبردار ہے دو فرزند ہیں۔ میر احمد خان، جواہر خان، عطا محمد خان کا جو اپنی برادری میں سرکردہ اور سفید پوش ہے۔ ایک فرزند منشی گوہر علی خان ہے جو ایبٹ آباد میں اپنا کاروبار کرتا ہے۔[1] دوست محمد خان کے تین فرزند منشی گل محمد خان، افراسیاب خان و عبدالروف خان ہیں۔

[1] منشی علی گوہر خان ایک اچھا اہل قلم ہے ان کا بھائی سلیمان خان سوڈا فیکٹری کا مالک ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

نذر علی خان کا ایک فرزند گلاب خان ہے۔ جس کے دو فرزند شیر احمد خان و محمد یعقوب خان موجود ہیں۔ بیر خان کے چوتھے فرزند محمد خان کے ۲ بیٹے محمد باز خان و عالم شیر خان ہیں۔ اول الذکر کے بھی دو فرزند ہیں۔ محمد اشرف خان و گل شیر خان اور ثانی الذکر کے حسب ذیل پانچ فرزند ہیں۔ علی اکبر خان، مولوی عبدالرحمان خان، غلام حسین خان، نور حسین خان، اکبر حسین خان۔

اولاد کریم اللہ خان عرف کرملہ۔ اس کے تین بیٹوں میں سے کالا خان کی اولاد میں حسب ذیل افراد قابل ذکر ہیں۔ فتح نور خان، محمد نور خان، محمد الدین خان ولد میر باز خان خلف سیسا خان بن کالا خان وشہاب الدین خان بن شاہ محمد خان بن سیسا خان، نواب خان ٹھیکہ دار و عبداللہ خان بن سوہنا خان بن کالا خان۔

اولاد ہنسو خان بن بلو خان۔ بلو خان کا باپ لطیف اللہ خان ''آپ راجی'' کے زمانہ میں اپنی برادری کا سرگروہ تھا۔ ہنسو خان کے جو اس کا پوتا ہے۔ دو فرزند ہیں۔ فقیر خان و فیروز خان، اول الذکر کے چار فرزند غلام حیدر خان، علی اصغر خان اشرف خان، و ہوشناک خان موجود ہیں۔ فیروز خان کے بیٹے کا نام محمد اکبر خان ہے۔

اولاد معظم خان۔ یہ شخص ڈوگرہ حکومت سے قبل گذرا ہے۔ اپنے علاقہ میں کافی مشہور تھا۔ اس کا بیٹا پنو خان اور پوتا ستارا خان اور ستارا خان کا بیٹا میر ولی خان بھی قابل ذکر گذرے ہیں۔ میر ولی خان کے حسب ذیل چار فرزند تھے۔ میرا خان، بھولا خان، فقیر خان، شاہ ولی خان، میرا خان کی اولاد اس کے تین فرزندوں نواب علی خان، محمد بخش خان، میر محمد خان پر مشتمل ہے۔ نواب علی خان کا فرزند فتح محمد خان لکھا پڑھا ہے اور ٹھیکہ داری کا کام کرتا ہے۔ محمد بخش خان کے فرزند کا نام پہلوان خان ہے۔

بھولا خان کے پانچ فرزند تھے۔ متولی خان، اکبر خان، دوست محمد خان، رنگی خان،

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

نواب خان، پہلے تینوں فوت ہو چکے ہیں۔ ان کے فرزندان علی الترتیب محمد فیاض خان، شیر دل خان، محمد اصحاق خان زیر تعلیم ہیں۔ رنگی خان اپنے بھائیوں میں خصوصیت سے قابل ذکر ہیں۔ اس کے دو ہونہار فرزند محمد صغیر و عبدالحمید زیر تعلیم ہیں۔

میرا خان کا تیسرا بھائی فقیر خان فوت ہو چکا ہے۔ مگر اس کا فرزند کڑکو خان اور اس کا پوتا شیر زمان خان حیات ہیں۔ ان کا چوتھا بھائی شاہولی خان زندہ ہے۔ اس کا فرزند احمد علی خان اور پوتا فیض عالم جو لکھا پڑھا ہے۔ قابل ذکر ہے۔

اولاد مسترو خان کھکھہ ۔ آپ کے دو فرزند تھے۔ بھولا خان و بہادر و خان بھولا خان نے نمبر داری حاصل کی۔ اب اس کا بیٹا گل مہدی خان نمبر دار ہے۔ اس کے ۲ بیٹے ہیں۔ علی حسین خان و احمد خان، دونوں خواندہ ہیں۔ احمد خان برہما میں اپنا کاروبار کرتا ہے۔ گل مہدی خان کے بھائی کا نام گل حسن خان ہے۔ بہادر خان کے پانچ فرزند ہیں۔ فقیر خان، نواب علی خان، نکا خان، ناظر علی خان، دوست محمد خان، فقیر خان اپنے بھائیوں میں مشہور اور اس کے فرزند سلیمان خان و متقی محمد زمان خان اور اس کا بھتیجہ شیر احمد خان خلف نواب علی خان قابل ذکر ہیں۔

اولاد ہنسو خان ۔ ہنسو خان، شیر محمد خان کے پوتے عالی خان کی ذریات سے تھا۔ ہنسو خان عالی خان کا پوتا یعنی اس کے فرزند میر ولی خان کا بیٹا تھا۔ عالی خان ہی نے اسی خاندان میں بعہد حکومت ڈوگرہ نمبر داری حاصل کی تھی۔ ہنسو خان کے تین فرزند ہیں۔ فضل خان جو نمبر دار ہے۔ گلاب خان اور بھولا خان آخر الذکر دونوں فوت ہو چکے ہیں۔ ان میں گلاب خان کے ۲ فرزند علی شیر خان و شیر زمان خان اور بھولا خان کا فرزند نور احمد خان موجود ہے۔ فضل خان کا چچا محمد علی خان اور اس کا فرزند دوست محمد خان بھی اس برادری میں قابل ذکر ہیں۔

اولاد غیرت خان ۔ اس کے تین فرزندوں میں دولہہ خان کا ذکر کسی اور جگہ آچکا ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

دوسرے بیٹے گل بیگ خان کی چوتھی پشت میں محمد فضل خان (بن ناصرو خان کے ۲ فرزند محمد فیروز خان وعبدالحلیم موجود ہیں۔ تیسرے فرزند۔ سال بیگ خان کے پوتے کالا خان کے حسب ذیل دو فرزند تھے۔ اول بوڑا خان جس کے بیٹے ڈھوڈا خان کے تین فرزندوں گوہر علی خان، زمان علی خان، اکبر علی خان سے علی الترتیب حسب ذیل فرزند موجود ہیں۔ ہوشناک خان، علی شیر خان، محمد افضل خان، کالا خان کے دوسرے بیٹے کا نام شیر ولی خان تھا۔ اس کے بیٹے زمان خان کے فرزندوں کا نام محمد کریم خان و منشی فیروز الدین خان ہے۔

اولا پنوں خان کھکھہ ۔اس کے دو فرزند تھے۔اول ستارا خان جس کی اولاد سے میر عالم خان خلف فضل دین خان بن جوولی خان (صحیح نام زورولی خان ہوگا) بن ستارا خان اور مغل خان سفید پوش ومعافی دار بن زوروولی خان اور مغل خان کے دو فرزند اسمٰعیل خان ومیرا حمد خان قابل ذکر ہیں۔ پنوں خان کے دوسرے فرزند کا نام کالا خان تھا۔ اس کے پوتے محمد علی خان بن نوروولی خان کے حسب ذیل پانچ فرزند موجود ہیں۔ محمد گلاب خان، قاسم خان، گل احمد خان، نور احمد خان، سلیمان خان۔

اولا دجلو خان کھکھہ ۔اس کے ۲ فرزند تھے۔ایک ہنسو خان، جس کے ۲ بیٹے ہیں۔ دلیل خان ودلاور خان، دلاور خان سفید پوش وسرکردہ ہے۔ اور اس کے پانچ بیٹوں میں علی حیدر خان، علی اکبر خان اور یعقوب خان قابل ذکر ہیں۔ جلو خان کے دوسرے فرزند کا نام شیر باز خان تھا۔ اس کا فرزند محمد بخش خان موجود ہے۔ اسی خاندان میں نصر علی خان اور اس کے فرزند فیروز خان۔ فضل دین خان اور پہلوان خان قابل ذکر ہیں۔

اولاد مقصود خان۔ یہ شخص بہت قدیم زمانہ میں گذرا ہے۔ اس کے ۲ فرزند تھے۔ ضیاء الدین عرف جابو خان وشکر دین خان۔ جابو خان کے دو پوتے تھے۔ ایک عبداللہ خان اس کی اولاد سے گلا خان حیات محمد خان وعقل جنگ خان جو چھو خان کے فرزند ہیں۔ اور شیر داد

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

خان، میر داد خان وشیر دل خان جو چھو خان کے بھائی بگو خان کے فرزند ہیں۔ عبداللہ خان کے دوسرے بھائی فقیر خان کی ذریات حسب ذیل ہے۔ علی بہادر خان، اقبال خان، میر احمد خان، گل احمد خان، بگا خان، علی اکبر خان۔

جابو خان کے بھائی شکر دین خان کے فرزند غیرت خان کے ۲ بیٹے تھے۔ عارف خان ونور محمد خان، اول الذکر کی اولاد حسب ذیل موجود ہے۔ محمد فضل خان، حاجی عبداللہ خان، محمد ایوب خان، محمد یعقوب خان یہ چاروں بھائی سردار منگی خان نمبردار کے فرزند ہیں۔ جو عارف خان کی پانچویں پشت میں تھا۔ محمد افضل خان نمبردار ہیں۔ اور محمد ایوب خان محکمہ ڈاک میں ملازم ہے۔

عارف خان کے بھائی نور محمد خان کی شاخ سے میرا احمد خان، حیات اللہ خان جواہر خان اور محمد زمان خان قابل ذکر ہیں۔

اولاد فضل خان کھکھہ۔ اس کا فرزند کلاں گلاب خان نمبردار ہے۔ جس کے دو فرزند شیر ولی خان وعبدالحسین خان ہیں۔ دوسرے فرزند کا نام کڑکو خان ہے۔ جس کے تین فرزند منشی سلیمان خان، طوطا خان وسجادل خان ہیں۔

اولاد شیر باز خان۔ اس کے ۲ فرزند تھے۔ ایک نصر دین خان، اس کے دو فرزند ہیں۔ جمشید خان وگل حسین خان، دوسرا امنا خان جس کے بیٹے کا نام محمد شریف خان ہے۔

خاندان کھکھہ کوٹیڑی الغلو خان۔ آمبو خان "آپ راجی" کے زمانہ میں موضع برقا سیر اتحصیل باغ سے آکر کوٹیڑی تغلو میں آباد ہوئے۔ ان کے حسب ذیل چار فرزند تھے۔ فیض بخش خان، کرم بخش خان، بلور خان، محمد بخش خان، آخر الذکر دونوں لاولدر ہے۔ فیص بخش خان کی اولاد سے میر زمان خان (ولد فیروز خان) موجود ہے۔ کرم بخش خان کے ہاں تین فرزند ہوئے۔ شیر احمد خان، عطا محمد خان، کریم حیدر خان، ان میں شیر احمد خان

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کی اولاد حسب ذیل ہے۔ مستری میر احمد خان جو جوصوبہ سرحد لنڈی کوتل میں ملازم ہے۔ میر محمد خان، گل حسین خان، غلام حسین خان، محمد حسین خان۔

عطا محمد خان کے دو فرزند کالو خان وعبدالعزیز خان موجود ہیں۔ برقا میرا میں نصرو خان کے دو فرزند ہیں۔ ایک مولوی محمد فضل خان جو کئی زبانیں جانتے ہیں۔ اور بمبئی میں ملازم ہیں۔ دوسرا احمد سید خان جو ڈاکخانہ پلندری میں ملازم ہے۔ یہ سب لوگ زراعت پیشہ ہیں۔ بعض ان میں ملازم بھی ہیں۔ جگڑی کی کھکھہ برادری سے اس برادری کا بہت قریبی تعلق ہے اور سب آپس میں رشتہ دار ہیں۔

تیزیال راجپوت

کھکھہ قوم کے سلسلہ میں تیزیالوں کا ذکر ہو چکا ہے۔ تیزیالوں اور کھکھوں کے بیان کے مطابق کھکھہ خان کی ساتویں پشت میں ۲ بھائی تھے۔ راجہ گوند خان وراجہ ڈہوڈا خان عرف تیز خان، تیز خان کی اولاد جس کا کثیر حصہ علاقہ پونچھ کی تحصیل باغ میں آباد ہے۔ تیزیال کہلاتی ہے۔ بہ الفاظ دیگر کھکھہ اور تیزیال ایک ہی خاندان اور ایک ہی نسل اور ایک ہی خون سے تعلق رکھتے ہیں۔ [1]

اس قوم کا ذکر خانصاحب سردار محمد اکرم خان ریٹائرڈ جج پونچھ نے اپنی کتاب آئینہ قریش کے صفحہ ۳۲ پر کیا ہے۔ اس میں لکھتے ہیں ''قوم تیزیال صرف تحصیل باغ کے علاقہ ارجہ میں آباد ہے۔ یہ قوم راجپوت ہے۔ اس کا سلسلہ نسب قوم کھکھہ سے ملتا ہے۔''

ہملٹن صاحب مہتمم بندوبست پونچھ نے بھی اپنی رپورٹ میں تیزیال اور کھکھہ قوم کا ایک یکجا ذکر کر کے ان کو راجپوت تسلیم کیا ہے۔ اور اس قوم کی شجاعت مردانگی اور اس کے

[1] اور اسی بنا پر بعض تیزیالوں کے کام کھکھہ برادری میں ہی تحریر ہو گئے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

مضبوط کیریکٹر اور اس کی امن پسندی کا اعتراف ذیل کے الفاظ میں کرتے ہیں۔ "تیزیال ۱۶ گاؤں میں آباد ہیں۔ لیکن وہ اپنی امن پسندانہ صفات اور اپنے حقوق اور اپنی اُس عظمت کا جو دوسری اقوام پر ان کو حاصل ہے۔ کوئی فائدہ نہیں اُٹھاتے۔ اس قوم کی اصل کھکھہ راجپوتوں سے ملتی ہے۔ ان میں شجاعانہ اور مدافعانہ طاقت وقوت موجود ہے اور اپنے رعب داب اور اپنے مضبوط کیریکٹر کی وجہ سے دوسری قوموں سے ان کو امتیاز خاص حاصل ہے۔"

سر والٹر لارنس اور راج ترنگنی کے مترجم مسٹر سٹین صاحب نے کھکھہ قوم کو جس سے تیزیال قوم نکلی ہے۔ کشمیر و پونچھ کا قدیم حکمران قبیلہ کھش تسلیم کیا ہے۔ بہر حال کھکھہ اور تیزیال اپنے شجروں کے مطابق بھی "راجپوت" ہیں۔ اور اگر وہ بقول لارنس صاحب وسٹین صاحب قبیلہ کھش سے بھی تعلق رکھتے ہیں۔ تو بھی وہ راجپوت ہیں۔

تیزیال قوم میں متعدد نمبردار۔ جاگیردار۔ معافی دار اور فوجی کمیشن افسر ہیں۔ چند مشہور افراد کے نام حسب ذیل ہیں۔

صوبیدار محمد خان او۔ بی۔ ای۔ آپ ۱۹۱۵ء میں برٹش گورنمنٹ کی افواج میں بھرتی ہوئے۔ حوالداری اور جمعداری کی منازل طے کرتے ہوئے ستمبر ۱۹۲۹ء میں آپ نے صوبیداری کا اعزاز حاصل کیا۔ جون ۱۹۳۲ء میں لفٹنی کے امتحان سے بھی فارغ ہوگئے۔ نیز آرڈر آف برٹش ایمپائر یعنی او۔ بی۔ ای کا تمغہ بھی آپ حاصل کر چکے ہیں۔ ۱۹۳۵ء میں آپ ہز مجسٹی ملک معظم شہنشاہ ہندوستان و بادشاہ انگلستان کے اردلی انڈین افسر مقرر ہونے والے تھے۔

وطن دھیر کوٹ ہے۔ بڑے خلیق، لکھے پڑھے، بارسوخ اور وجیہہ نوجوان ہیں۔ تعلیمی معاملات سے آپ کو خاص دلچسپی ہے۔ دھیر کوٹ کے مڈل سکول کا وجود آپ کی مخلصانہ کوششوں کا مرہون منت ہے۔ آپ کے ایک بھائی سردار سلیمان خان کو حکومت پونچھ کی جانب سے سرداری کا خطاب حاصل ہے۔ آپ کے تیسرے بھائی میر زمان خان دھیر کوٹ میں چومدری بازار ہیں۔ ان کے علاوہ دھیر کوٹ میں "سردار" جواہر خان نمبردار وٹھیکہ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

دار اور سید الہہ خان، نادر خان سفید پوش اور جمعدار محمد خان ثانی اور کئی اور اصحاب اپنی برادری میں اچھی پوزیشن رکھتے ہیں۔

تیزیال قوم بھی اپنے ہم جدی کھکھہ بھائیوں کی طرح زراعت پیشہ ہے۔ تعلیم کی طرف اس قوم کی توجہ بہت کم ہے۔ حالانکہ زمانہ بہ بانگ دہل پکار پکار کر کہہ رہا ہے۔

زمانہ نام ہے میرا تو میں تم کو بتا دونگا
کہ جو تعلیم سے بھاگیں گے نام انکا مٹا دونگا

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

باب ششم

شیوخ قبائل

لفظ ''شیخ'' کے متعلق'' تاریخ اقوام کشمیر'' کے باب دوم کی فصل ہفتم میں بحث کی جاچکی ہے۔ یہ اس قدر مقدس اور محترم لفظ ہے کہ جس نام کے ساتھ شامل ہو جاتا ہے۔اس کی عزت وقعت وہ چند ہو جاتی ہے۔اس چھوٹے سے لفظ میں ہر وہ قوم اور ہر وہ ذات اور ہر وہ ہستی سما جاتی ہے۔جو یا تو اپنے اعمال وافعال کی وجہ سے بزرگ ترین ہو جس نے اپنا قدیم مذہب ترک کر کے اسلام قبول کر لیا ہو۔

پونچھ میں بھی یہ لفظ دیگر ممالک کی طرف صرف ان ہی اقوام وافراد کے لئے مخصوص ہے۔جو خود یا جن کے بزرگ کبھی غیر مسلم تھے اور بعد میں وہ مسلمان ہو گئے۔اس قوم کے لوگ عیسائی ہوں یا یہودی، ہندو ہوں یا سکھ یا ان کے کسی فرقے اور ان کی کسی گوت سے ان کا تعلق ہو۔وہ سب شیخ ہی کہلائیں گے۔

پونچھ میں بھی کئی خاندان ایسے ہیں۔جن کے اجداد نو مسلم ہو کر شیخ کہلائے۔ان میں کمصتری بھی ہیں۔منہاس بھی ہیں۔چوہان بھی ہیں۔برہمن بھی ہیں۔ان کے علاوہ اور بھی کئی اقوام ہیں۔ایسے خاندان بھی ہیں جو قریشی کہلاتے ہیں۔اور بزرگوں کے احترام کی وجہ سے شیخ مشہور رہیں۔

تحصیل حویلی میں پولس ایک موضع ہے۔وہاں پندرہ بیس گھر شیخ باوری کے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ان میں آٹھ دس گھروں کا اصل مذہب ابتداء میں رہتن برہمن تھا۔ اور باقی گھروں کا بیان ہے کہ انکے بزرگ منہاس راجپوت تھے۔

موضع کگڑی کہلر میں دس مکان ایسے نومسلم رہن برہمنوں کے ہیں۔ جن کے کسی بزرگ نے زمانہ قدیم میں اسلام قبول کرلیا تھا۔

موضع بٹول میں پانچ اور موضع کلالی میں تین گھر اس برادی کے ہیں جو اپنے آپ کو منہاس راجپوت ظاہر کرتے ہیں۔ اور شیخ کہلاتے ہیں۔

دھرم سال مہنڈر کے موضع سلواہ میں بھی کئی گھر شیخ برادری کے ہیں جو اپنے آپ کو منہاس راجپوت بتاتے ہیں۔

ان میں شیخ محمد دین خان، شیخ شکر دین خان، شیخ فیروز خان اور شیخ خان بہادر خان مشہور اشخاص ہیں۔

تحصیل مہنڈر کے مواضعات کھنڈہار، چھجلہ، ڈھرانہ، منکوٹ وغیرہ میں ایک خاندان ہے جو قریباً ڈیڑھ سو نفوس پر مشتمل ہے۔ وہ اپنے آپ کو منہاس جوگی ظاہر کرتا ہے۔ اس خاندان کے کسی بزرگ نے جوگیانہ طریقہ اختیار کرلیا۔ اس کے نام پر اس کی اولاد منہاس جوگی کے نام سے موسوم ہوگئی۔ اس خاندان میں اس وقت اصحاب ذیل سرکردہ بیان کئے جاتے ہیں۔ (۱) منشی فضل دین مدرس مدرسہ کھنڈہار (۲) میاں صوبہ خان سکنہ موضع ڈھرانہ جو اپنے علاقہ میں بہت بڑا شکاری مشہور ہے (۳) کالو خان سکنہ موضع چھجلہ، شیر باز سکنہ موضع منکوٹ، نصیب علی سکنہ موضع ڈھارانہ، منشی فضل الدین ا کے علاوہ ۴، ۵ بھی خواندہ ہیں۔ علاوہ ازیں علم دین۔ محمد دین برادران منشی فضل دین، سائیں اور نور حسن وغیرہ کئی اصحاب قابل ذکر بتائے گئے ہیں۔

ان کے علاوہ پونچھ کے اور کئی دیہات میں شیخ برادریاں موجود ہیں۔ اب چند ایک

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

شیوخ خاندان کا کچھ ذکر کیا جاتا ہے۔

مولانا چراغ حسن حسرت ایڈیٹر روزنامہ احسان لاہور اور خان بہادر شیخ محمد عبداللہ بی اے ایل ایل بی ایڈووکیٹ ہائی کورٹ الہ آباد۔ ایم ایل اے وغیرہ چند اصحاب کے حالات ابھی موصول نہیں ہوئے حالات مل گئے تو آخر کتاب میں بطور ضمیمہ درج ہونگے۔

شیخ نبی بخش نظامی۔ آپ کے والد شیخ پیر بخش کا اصل وطن رائے پور میانوالہ ہے۔ جو تحصیل جموں میں واقعہ ہے۔ اور جہاں آپ کی ایک جدی برادری برہمن اب تک موجود ہے۔ شیخ پیر بخش کے چچا کا نام منشی شیخ محمد صالح تھا وہ کشمیر میں ایک معزز عہدہ پر ملازم رہ چکے تھے۔ اس خاندان کا تعلق میاں نظام الدین مرحوم وزیر اعظم پونچھ کے خاندان سے بھی ہے۔ شیخ محمد صالح کی ہمشیرہ میاں نظام الدین اور میاں نظام الدین کی ہمشیرہ شیخ محمد صالح سے بیاہی ہوئی تھیں اور اسی رشتہ کے باعث آپ کے خاندان نے بعہد وزارت میاں نظام الدین پونچھ میں نقل مکانی اختیار کی۔

شیخ محمد صالح عرصہ دراز تک پونچھ میں رہے۔ تحصیل مہنڈر کا موضع بھیرہ ان ہی کی اجارہ داری میں تھا۔ آپ کے فرزند امام شاہ رشتہ میں شیخ نبی بخش کے چچا ہیں۔ اور افواج ہند میں عہدہ صوبیداری سے پنشن پر ریٹائر ہوئے ہیں۔

شیخ پیر بخش ابتداء میں ملٹری پونچھ میں ملازم ہوئے۔ لیکن بعد میں ملازمت پر تجارت کا ترجیح دی اور اپنے کاروبار میں اپنے وقت کے کامیاب تاجر ثابت ہوئے۔ ۱۳ پوہ ۱۹۷۶ء کو پونچھ میں انتقال کر گئے۔ ان کے فرزند شیخ نبی بخش جو پونچھ کے نوجوان اہل قلم ہیں۔ دس سال تک برٹش میکنیکل ٹرانسپورٹ میں ملازم رہے۔ پھر پونچھ کے سنٹرل کواپریٹو بینک لمیٹیڈ کے منیجر کی حیثیت سے کچھ عرصہ پونچھ میں کام کرتے رہے۔ لیکن آخر بندگی بے چارگی سے دل اُکتا گیا۔ اب ۱۹۳۵ء کے وسط سے پونچھ کے واحد اسلامی اخبار

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

''المجاہد'' کے ڈائرکٹر آف پالیسی یعنی نگران پالیسی اور ۱۹۳۶ء سے چیف ایڈیٹر ہیں۔

پونچھ میں انجمن اسلامیہ مسلمانوں کی واحد اسلامی انجمن ہے۔ شورش پونچھ کے نازک ایام میں جب حکومت پونچھ اور مسلمانان پونچھ کے تعلقات کی کشیدگی امن پسند رعایا کے لئے سوہان روح بنی ہوئی تھی کوئی شخص انجمن کے عہدہ سکریٹری شپ کو اعزاز وفخر سمجھنے کے باوجود اس کا بار عظیم اُٹھانے کے لئے تیار نہ تھا۔ آخر کثرت رائے کے ذریعہ آپ اس انجمن کے سکریٹری قرار پائے۔ اور جس خوبی اور تدبر سے آپ نے اس عہدہ کے فرائض انجام دیئے اس کے اعتراف اور آپ کی قومی خدمات کا غلغلہ پونچھ اور مفصلات کے درودیوار سے بلند ہو رہا ہے۔

آپ کا ایک صاحبزادہ بنام خالد محمود ہے۔ جس کی عمر ابھی صرف ایک ہی سال کی ہے۔

میاں عمر الٰہی اکھنوریہ۔ ابتداء میں گلیر یہ راجپوت تھے۔ تحصیل اکھنور ضلع جموں ان کا قدیم وطن ہے۔ ان کے فرزند میاں فضل دین راجہ موتی سنگھ کے زمانہ میں پونچھ آئے اور سرکاری توشہ خانہ اور خزانہ ریاست میں کسی اچھی اسامی کے انچارج رہے۔ ان کے تین بیٹے تھے۔ میاں شہاب الدین، میاں لعل دین۔ یہاں چراغ دین۔ ان میں صرف میاں لعل دین زندہ ہیں اور ان کے فرزند کا نام محمد رشید ہے۔ میاں شہاب الدین کا ایک لڑکا عبدالرشید موجود ہے۔ میاں فضل دین شیخ محمد صالح کے داماد تھے۔ جو شیخ نبی بخش نظامی کے دادا تھے۔ اس لحاظ سے اس خاندان کا تعلق شیخ نبی بخش کے خاندان کے ساتھ بھی ہے۔

شیخ برادری موضع تحصیل مہنڈر۔ شیخ عطا محمد خان نمبردار جو موضع گنڈی کی شیخ برادری کے معزز فرد ہیں کے بزرگ ایک معزز کشمیری پنڈت خاندان سے تعلق رکھتے تھے۔ پونچھ میں یہ خاندان چار پشت سے آباد ہے۔ غلام محمد خان، شیر محمد خان، شیخ میر محمد خان، شیخ رستم

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

خان، شیخ راجو خان، شیخ باغ علی خان، شیخ کالو خان یہ سب ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور شیخ عطا محمد خان کے تایا یا چچازاد بھائی ہیں۔ یہ خاندان زراعت پیشہ ہے۔

شیخ فیروز دین بانڈی چیچیاں۔ ان کے دادا کشمیری پنڈت تھے۔ مسلمان ہو کر ''اعظم شیخ'' کہلائے اور کشمیر سے پونچھ آ گئے۔ ان کے اکلوتے لڑکے کا نام صمد شیخ تھا۔ صمد شیخ کا بھی ایک ہی لڑکا بنام شیخ فیروز دین ہے جو زندہ اور موجود ہے۔ ان کے دو لڑکے غلام حسین و منیر حسین ہیں۔ اور دونوں دکانداری کرتے ہیں۔

پونچھ کے گورکھا شیخ خاندان۔ راجہ موتی سنگھ اور راجہ سربلند یو سنگھ کے زمانہ میں گورکھا لوگوں کی ایک بڑی تعداد پونچھ کی فوج میں ملازم تھی۔ یہ لوگ پونچھ کے مشہور چشمہ ڈنگس کے عقب میں رہتے تھے وہ مقام عرصہ تک گورکھا چھاونی کے نام سے مشہور رہا ہے۔ ان کی اولاد سے اس وقت ایک صاحب بدھو نامی پلٹن پونچھ میں حوالدار ہیں۔ ایک گورکھا نے اسلام قبول کر لیا تھا۔ اس کا ہندوانہ نام موتی گورکھا اور اسلامی نام عبداللہ تھا۔ شیخ شمس الدین سکول ماسٹر پونچھ ان ہی کے صاحبزادے ہیں۔ آپ کے بھی ۲ فرزند ہیں جن کے نام منیر حسین و محمد صادق ہیں۔ پونچھ کے ایک اور گورکھا خاندان سے رام داس نام ایک لڑکا جہلم جا کر مسلمان ہو گیا تھا۔ اس کا نام اب شیخ عبداللہ ہے۔ اور وہ سرکار انگریزی کی فوج میں بعہدہ نائک ملازم ہے۔

شیخ عبدالعزیز جموال۔ جموال راجپوت جموں و کشمیر و پونچھ کا حکمران خاندان ہے اس کے مفصل حالات ''تاریخ اقوام قلمرو جموں'' میں تحریر ہوں گے۔ قریباً نصف صدی کا عرصہ گذرا ہے کہ اودھم پور ریاست جموں کا ایک جموال گواشو نام مسلمان ہو گیا۔ اس کے دو لڑکے تھے عمر بخش و جیون۔ دونوں پونچھ آ گئے اور یہاں آ کر ٹھیکہ داری کا کام کرتے رہے۔ جیون لاولد فوت ہو گیا۔ عمر بخش کا صرف ایک ہی لڑکا ہے۔ جس کا نام شیخ عبدالعزیز ہے۔ پونچھ میں اس کا اپنا مکان اور اپنی اراضی ہے اور دکانداری کا کام کرتا ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

باب ہفتم

مُغل اور چوغطے

یورپ، ہندوستان او دیگر ممالک کے مورخین نے مغول خان بادشاہ مغولستان کو مغل اقوام کا جدا اعظم اور بانی لکھا ہے۔ چنگیز خان جس کے نام سے ہندوستان، یورپ، افریقہ، ایران اور چین و جاپان اب تک لرز جاتے ہیں۔ مغول خان کی بیسویں پشت میں تھا۔

چنگیز خان بعمر ۷۳ سال ۲۵ سال کی حکمرانی کے بعد ماہ رمضان ------ میں حسب ذیل چار فرزند چھوڑ کر انتقال کر گیا۔ (۱) جوجی خان (۲) ادکتائے قاآن جو ولی عہد تھا اور باپ کے بعد قاآن یعنی شہنشاہ کہلایا (۳) چغتائی خان (۴) تولی خان۔ چنگیز خان نے اپنی زندگی ہی ادکتائی خان کو قاآن یعنی شہنشاہ نامزد کر دیا تھا۔ اور باقی تین فرزندوں کو بڑے بڑے وسیع ملک دے کر بادشاہ بنا دیا تھا۔ ازانجملہ بقول صاحب اویماق مغل[1] "دیار الغیور، کاشغر، بدخشاں، بلخ وبعضے از بلاد خوازرم نیز چغتائی خان عنایت فرمود و اولادُ تا مدت مدید برآں دیار حکمرانی نمود۔[2]"

چوغطہ یا چغتائی قوم اسی چغتائی خان کی اولاد اور اولا در اولاد کا نام ہے۔ چغتائی کو

---

[1] اویماق مغل میرزا محمد عبدالقادر خان عرف مرزا محمد آغا خان کی تصنیف ہے۔ جو ۱۹۰۲ء کی مطبوعہ ہے۔

[2] صفحہ ۱۲۷ اویماق مغل۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

چغتائی بھی مورخین نے لکھا ہے۔ چنانچہ صاحب اویماق مغل لکھتے ہیں۔ ''چغتائی راجہ جیم عربی وجیم فارسی ہر دو مے نویسند[1]''

چغتائی خان کی افواج میں جو اس کی وسیع سلطنت میں پھیلی ہوئی تھیں۔ ہر قبیلہ اور ہر قوم کے مغل شامل تھے۔ لیکن جس طرح اس کے بھائی جوجی خان کی افواج کے تمام مغلوں کو الوس جوجی کہتے تھے۔ اسی طرح چغتائی خان کے تابعین خواہ وہ مغلوں کے کسی ایک قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ چغتائی کہلاتے تھے۔ جیسا کہ صاحب اویماق مغل نے بھی صفحہ ۲۷ پر لکھا ہے۔ ''دور لشکر اد مغولاں ہر قوم بود۔ جمیع مغلاں را کہ در ملک وفوج چغتائی بودہ انداز قوم چغتائی پندارند لیکن دراصل چغتائی وہی ہے جو چغتائی خان کی اولاد سے ہیں۔

چغتائی خان کے خاندان میں نامور شاہزادے تو بہت گذرے ہیں۔ لیکن جن خوش نصیبوں کے یکے بعد دیگرے اپنے آبائی ملکوں کی بادشاہی ملی ہے۔ وہ صرف پندرہ ہی تھے۔ پندرھویں بادشاہوں کا نام سلطان عبدالکریم خان تھا۔ وہ چغتائی خان بن چنگیز خان کی پندرہویں اور مغول خان کی اٹھارہویں پشت میں تھا۔ عبدالکریم خان کے قبضے میں صرف دیار الیغور، کاشغر اور ختن وغیرہ چند ممالک تھے جو اس کے بعد تھوڑے عرصہ تک اس کی کمزور اولاد کے قبضے میں رہے۔ اور آخر یہ سلطنت مغلوں کے برلاس خاندان میں منتقل ہوگئی اور ان کے کئی ممالک اوزبکوں کے ہاتھ آ گئے۔ اوزبک قوم اور اوزبک خان کی اولاد سے تھی۔ اور اوزبک خان۔ چنگیز خان کے فرزند جوجی خان کی پانچویں پشت میں تھا۔

تیمور اور بابر کے حملوں کے وقت بہت سے چغتائی امرا اُن کی افواج میں شامل تھے۔ بابر کی ماں قتلق نگار خانم جو شاہزادہ یونس خان چغتائی کی دختر تھی۔ اسی قبیلہ سے تھی اور بابر کی بھن گلبدن بیگم کے خاوند کا نام امیر الامرا خضر خواجہ خان چغتائی تھا۔ جو عہد اکبری میں کچھ عرصہ لاہور کا گورنر بھی رہا ہے۔ امیر الامرا خضر خواجہ خان چغتائی خان کے فرزند موا تو خان

[1] صفحہ ۲۷ اویماق مغل۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

چغتائی کی چھٹی نسل میں تھا۔ مطلب ان سطور سے یہ ہے کہ مغلوں کے یہ دونوں نامور قبیلے یعنی تیموری اور چغتائی جہاں ایک ہی نسل اور ایک ہی خون سے تھے۔ وہاں رشتہ داری کے لحاظ سے بھی قرابت قریبہ رکھتے تھے۔

صاحب اویماق مغل لکھتے ہیں۔ ''امرائے بسیار دریں قوم شریف دودمان نجیب گذشتہ اند وقومیت بہ شرافت حسب نسب مشہور ومعروف۔''

ہندوستان گو کچھ اوپر آٹھ سو سال تک مسلمانوں کے زیر فرمان رہا۔ لیکن ۱۵۲۶ء سے لے کر ۱۷۰۷ تک مغلوں نے جس نمونہ پر یہاں حکومت کی ہے۔ اس کے جاہ جلال کی داستانیں اب تک تاریخوں کے صفحات اور صفحات سے گذر کر زبانوں پر جاری ہیں۔ ہندوستان اور پنجاب میں جو چوغطے ہیں۔ وہ سب تیمور اور بابر کے زمانہ میں اس ملک میں آئے تھے۔ کشمیر و پونچھ میں جس قدر مغل و چوغطہ اقوام ہیں ان کا کچھ حصہ مغلوں سے پہلے آیا ہے۔ اور زیادہ تعداد مغلوں کے زمانہ میں آئی ہے۔

کشمیر میں تو مغلوں کی بہت بڑی تعداد ہے اور وہ کئی قبائل مثلاً میر وغیرہ گوتوں میں منقسم ہوگئے ہیں۔ لیکن پونچھ میں بھی ان کی تعداد کچھ کم نہیں ہے۔ ان میں بعض قبائل تو ایسے ہیں۔ جو ابھی تک میرزا مغل یا چوغطہ کے نام سے موسوم ہیں لیکن ایسے قبائل بھی ہیں جو اپنے کسی بزرگ کے نام سے مشہور ہو کر اب ایک علیحدہ گوت یا ذات تصور کئے جاتے ہیں۔ جیسے دلی، ملدیال، جنہال وغیرہ۔ ہم اس باب میں صرف ان مغلوں کا ذکر کرتے ہیں جو اپنے مشہور عرف عام میرزا مغل یا چوغطہ کے نام سے ہی سمجھے جاتے ہیں۔ دوسرے مغل قبائل کا حال کسی آئندہ باب میں دیگر مشہور متفرق اقوام کے ساتھ درج ہوگا۔

پونچھ میں وہ قبائل جن کا مغل یا چوغطہ ہونا اپنے کسی بزرگ کے عرف عام کی کوتاہ دامنی کی وجہ سے ان میں سما نہیں سکا۔ خاص پونچھ کے علاوہ تحصیل مہنڈر کے مقامات

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

پٹھاناتیر، گوہلد، گنڈی، اڑائی وغیرہ اور تحصیل کوٹلی (جموں) کے علاقہ راج محل میں پائے جاتے ہیں۔ جن میں سے چندایک کا ذکر ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر حاجی نواب علی خان چوغطہ صوبہ سرحد۔ آپ کا اصل وطن اسلام آباد نزد پونچھ ہے۔ سکھوں کی یورش کشمیر کے ایام میں آپ کے جدامجد ''کموں خان چوغطہ'' کو مقابلہ کرنے کے جرم میں جب سکھوں نے زندہ گاڑ دیا۔ تو خاندان کے بچے کچے لوگ گنڈی علاقہ سورن میں چلے آئے۔ جہاں قاسم ملک ان کا ایک رشتہ دار رہتا تھا۔ آپ کے والد کا نام عمر بخش چوغطہ تھا۔ وہ بالائی گنڈی میں اور آپ کے چچا صوبہ خان وسطہ گنڈی میں اور زیریں حصہ میں آپ کے نانا گلاب خان کھکھ رہتے تھے۔

اب پونچھ میں آپ کا قریبی رشتہ دار تو کوئی نہیں۔ آپ کے مکانات وغیرہ پر اور اقوام کے لوگ قابض ہیں۔ البتہ دور کے رشتہ داروں میں غلام محمد فوجو ملک اور سردار نجیب اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔

بعہد راجہ موتی سنگھ ۱۹۳۴ء میں پونچھ میں جو قحط پڑا وہ پانچ چھ سال تک رہا۔ یہ زمانہ ۸۰-۱۸۷۹ء کا تھا۔ بہت لوگ وطن سے بے وطن ہو گئے۔ آپ کے والد کا سب غلہ اور اثاثہ میاں امرتا ٹھیکہ دار ''ترنی اور سود'' کے بہانے لیا گیا۔ میاں امرتا کے بیٹے میاں رام سنگھ ومیاں چنکو اب بھی موجود ہیں۔ جب عمر بخش چوغطہ نے وطن کو خیر باد کہی۔ جاڑے کا موسم تھا۔ سخت برفباری ہو رہی تھی۔ قریباً ۲ ماہ کی صعوبتوں کے بعد یہ لٹا ہوا قافلہ راولپنڈی پہنچا۔ عمر بخش کو سردی کی وجہ سے نمونیہ ہو گیا۔ اور وہ اسپتال میں انتقال کر گئے۔

آپ کی عمر اس وقت ٦ سات سال کی تھی۔ والد کی موت سے قطعی بے خبر اور موت کے ہیبت ناک نام سے بالکل لاعلم تھے۔ یہ معصوم عمر اور پردیس کا عالم۔ ایک باپ تھا اُس کا بھی کوئی پتہ نہیں۔ آخر آپ کوہ مری کے رستے واپس پونچھ آئے۔ رستے میں کہیں جنگل کے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

درندوں کا خوف۔ کہیں دریائے بتیاڑ کا سیلاب۔ اس پر تنہائی اور بچپن کا عالم۔ ان سب مرحلوں کو طے کرانے میں قدرت مدد دیتی رہی۔ آخر ایک شام کو آپ پونچھ پہنچ گئے اور رات آپ نے میاں نظام الدین کی مسجد میں بسر کی۔

اب یہاں یہ انتظار تھا کہ اپنے علاقہ کا کوئی واقف کار مل جائے۔ تو اس کے ساتھ اپنے گھر چلے جائیں۔ رستہ بہت دشوار تھا۔ پہاڑوں کی اترائی چڑھائی کے علاوہ رستے میں بار بار اور ندی نالے آتے تھے اسی راہ میں دریائے کترو بڑا تیز و تند تھا۔ جب آپ کے والد پونچھ سے راولپنڈی روانہ ہوئے تھے۔ اسی دریا میں ایک واقعہ آپ کو پیش آیا تھا۔ جو آپ ہی کے الفاظ میں بیان کیا جاتا ہے۔ ''والد صاحب نے مجھے کندھے پر اُٹھایا ہوا تھا۔ جب وہ دریا کے درمیان پہنچے تو پانی کی اچھل کود اس کی تیزی و تندی اور اس کا جوش و خروش دیکھ کر مجھے ایسا چکر آیا کہ میں ان کے کندھوں سے دریا میں گر پڑا۔ لیکن محافظ حقیقی کو چونکہ میری جان کی سلامتی منظور تھی۔ اس لئے فوراً ہی پانی کی ایک زبردست لہر نے جو اس وقت کنارے کی طرف اُٹھ رہی تھی مجھے زور سے ساحل پر پھینک دیا۔ پل کے پار ریاست کے سپاہی تھے۔ انہوں نے مجھے ہاتھوں ہاتھ اُٹھا لیا۔''

غرض ایسی ہی تکالیف سفر کے بعد آپ گھر پہنچے۔ والدہ نے سینے سے لگایا اور جب ان کو اپنے خاوند کی مفقود الخبری اور پھر ان کی موت کا یقین ہو گیا تو وہ کلیجہ پکڑ کر رہ گئیں۔ مگر سوائے صبر کے کیا ہو سکتا تھا۔

قحط سالی اور اس کے ساتھ ہی اس زمانہ میں بیگار کا بڑا زور تھا آپ کے چچازاد بھائی کو میاں امرتا کی پالکی اُٹھا کر پیر پنجال اور بہرام گلہ کے رستے سرینگر جانا پڑا۔ واپسی پر سردی سے سکڑ کر وہ پیر پنجال پر انتقال کر گیا۔ اس قسم کے مصائب سے تنگ آ کر آپ کے نانا گلاب خان کھکھہ آپ کو اور آپ کی والدہ وغیرہ کو پنجاب لے آئے۔ جہاں تحصیل بٹالہ کے موضع

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

چک فیض اللہ میں ان کی تعلق داری تھی۔

تھنہ۔ بھروٹ اور راجوری کے رستے یہ قافلہ نوشہرہ پہنچا۔ اس زمانہ میں نوشہرہ کی جو حالت قحط کی وجہ سے تھی۔ اس کا کچھ اندازہ الفاظ ذیل سے ہو سکے گا۔ ''قحط کی وجہ سے لوگ یا تو مر چکے تھے یا ہجرت کر گئے تھے۔ ہر جگہ کتے، بھیڑ، بکری اور کہیں کہیں انسانوں کی لاشیں بھی نظر آتی تھیں۔'' آپ اپنے حالات میں لکھتے ہیں ''جب ہم کھاریاں سے ہو کر گجرات پہنچے تو ہمارا خرچ ختم ہو چکا تھا۔ اور تن کے کپڑے بیچنے پر نوبت آ چکی تھی۔''

آپ کی بڑی ہمشیرہ جوان تھی۔ آپ کے نانا نے گجرات کے ایک صالح عرضی نویس کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا۔ نکاح سے فارغ ہو کر آپ کے نانا اس قافلہ کو فیض اللہ چک میں لے گئے۔ وہاں آپ کچھ عرصہ تک مال مویشی چراتے رہے۔ پھر اپنے بھنوئی کے پاس گجرات آ گئے۔ اس نے آپ کو ایک درزی کی دکان پر کام سیکھنے کے لئے بٹھا دیا۔ لیکن آپ کا اس کام میں دل نہ لگا۔ اور آپ پرائیویٹ طور پر گھر میں کریما اور نام حق وغیرہ کتابیں پڑھتے رہے۔ درزیوں کی دکان پر ایک دن مشن سکول کا ہیڈ ماسٹر آیا۔ اس نے آپ کا تعلیمی شوق دیکھ کر فیس معاف کر دی اور سکول میں داخل کر لیا۔ ۱۸۹۲ء میں مڈل اور ۱۸۹۵ء میں آپ نے انٹرنس کا امتحان پاس کیا اس زمانہ میں انٹرنس پاس بلکہ مڈل پاس طلبا بھی میڈیکل کالج لاہور میں داخل ہو جایا کرتے تھے۔ یہ زمانہ رائے بہادر ڈاکٹر بیلی رام، خان بہادر، ڈاکٹر رحیم خان اور براؤن صاحب پرنسپل کا تھا۔ آپ کالج میں داخل ہو گئے اور ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کرنے لگے۔ ایام طالب علمی ہی میں ۲۳ اپریل ۱۸۹۷ء کو ڈاکٹر شیخ محمد سلیمان (میانمیر) کی دختر سے آپ کی شادی ہو گئی۔ ۱۹۰۰ء میں آپ نے ڈاکٹری کا آخری امتحان پاس کر لیا۔ پہلے پشاور اور پھر شب قدر میں آپ کی ڈیوٹی لگائی گئی۔ آپ کی ساری ملازمت صوبہ سرحد ہی میں گزری ہے۔ کوہاٹ، وانوں، نوشہرہ، رستم، جمرود، مردان، سب جگہ آپ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

نے کام کیا اور ہر جگہ ہر دلعزیز حاصل کی۔ ایک مرتبہ آپ کو سرحدی مقامات کے تصفیہ کے لئے افسران بالا کے ہمراہ کابل کی سرحد پر جانا پڑا۔ وہاں آپ نے امیر کابل کے چند افسران کا آپریشن اس کامیابی اور صفائی کے ساتھ کیا کہ امیر حبیب اللہ خان کے ماموں سردار گل محمد خان نے آپ کو ایک رقم بطور انعام بھیجی۔ لیکن آپ کے افسر کرنل نارمن نے شکریہ کے ساتھ واپس کردی۔ وانو میں آپ ایک مرتبہ ۶ ماہ کے لئے سول سرجن بھی مقرر ہو گئے تھے۔ یہیں آپ کے ۱۷ سالہ بھانجہ بسم اللہ کا انتقال ہو گیا۔ جس کی انگریزی تحریر ایسی اچھی ہوتی تھی کہ صوبہ سرحد کے چیف کمشنر نے وانو میں اس کی تحریر دیکھ کر اس کو ۸۰ روپے بطور انعام عطا کئے تھے۔

جب یوروپ کی جنگ عظیم ۱۹۱۴ء میں شروع ہوئی تو آپ کا خیبر رائفل میں تبدیل کردیا گیا۔ جہاں آپ نے جمرود کے سول ملٹری اسپتالوں میں ایسا اچھا کام کیا کہ جنگ کے اختتام پر آپ کو حسن خدمات کے صلہ میں تمغہ ملا۔

دسمبر ۱۹۳۱ء میں طویل ملازمت کے بعد جبکہ آپ سینئر گریڈ فسٹ کلاس ڈاکٹر تھے۔ ریٹائر ہو گئے اس وقت آپ مردان میں تھے جہاں آپ نے اپنا ذاتی مکان نواب منزل کے نام سے تعمیر کرالیا تھا۔ مردان میں اب پرائیویٹ طور پر پریکٹس کرتے ہیں۔

آپ بچپن ہی میں پونچھ سے نکل آئے تھے۔ لیکن جب وطن کا تقاضا آپ کو پونچھ کی یاد کبھی فراموش نہ ہونے دیتا تھا اور آپ کی ہمشیرہ کلاں کا تو جس نے آپ کی پرورش کی تھی۔ یہ عالم تھا کہ جب کبھی وطن کا کوئی آدمی دیکھتی یا وطن کا کوئی ان کے سامنے نام لیتا یا وطن کا کوئی میوہ ہی انکی نظر سے گذرتا۔ تو جذبہ اشتیاق وطن سے ان کی آنکھوں سے آنسو نکل آتے۔

غرض آپ پچاس سال کے بعد اپنے وطن گئے اور دو تین مرتبہ گئے وہاں اپنے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

مکانات دیکھے دور ونزدیک کے رشتہ داروں سے ملاقاتیں کیں۔ پرانے کاغذات برآمد کرائے۔ چونکہ آپ کی اراضیات جن پر اور لوگوں نے قبضہ کرر کھا تھا۔ قانونی چارہ جوئی کے بغیر واپس ملنی محال تھیں۔ اس لئے حکومت پونچھ کے ساتھ بہت سی خط کتابت کرنے کے بعد آپ پونچھ کے باشندے تصور کئے گئے۔ اور قریباً چالیس کنال راضی حاصل کی۔ راجہ سکھدیو سنگھ سے آپ مردان میں اور موجودہ والئے پونچھ راجہ جگت دیو سنگھ جی سے آپ لاہور میں مل چکے ہیں۔

آپ کے سب بزرگ بڑے قدآور جوان اور غیور تھے۔ آپ کے چچا صوبہ خان کو ریاست کے ایک حاکم نے ایک مرتبہ صوبہ کہہ کر پکارا۔ تو اس سے صرف س بات پر جھگڑا ہوگیا کہ اس نے اس کو ''صوبہ خان چوغطہ'' کیوں نہیں کہا۔ آپ کے پڑدادا بڑے شہ زور تھے۔ جب وہ بازو کھڑا کر دیتے۔ تو کوئی آدمی مل کر اس کو نیچا نہیں کر سکتے تھے۔ ان کے والد عمر بخش چوغطہ ایک مرتبہ سید حلیم غازی سے گوتھلّ کے مقام پر سودا سلف خرید کرنے کے لئے گئے۔ جنگل میں شام ہوگئی۔ ریچھ نے حملہ کر دیا۔ آپ اس سے دیر تک لڑتے رہے اور گو زخمی ہوگئے لیکن آخر یاس کو بھگا دیا۔ آپ کا نانا گلاب خان بڑا خوبصورت جوان تھا سیر و سیاحت کا بڑا شوقین اور نہایت سخت مزاج تھا۔ آپ کی اولاد حسب ذیل ہے۔

ا۔ مسٹر اصغر علی ہیڈ کلرک دفتر ملٹری اسٹنٹ لاہور (پیدائش ۹ ستمبر ۱۸۹۸ء)

۲۔ ڈاکٹر عبدالصمد اسسٹنٹ سرجن (پیدائش ۱۹۰۱ء وفات ۱۹۳۳ء مرحوم صوابی سول اسپتال کے انچارج تھے افسر کی ذراسی بات سننے سے دماغ کو سخت صدمہ پہنچا اور تین دن کے اندر ہی فوت ہوگئے۔ نہایت غیور، نیک اور دیندار تھے۔

۳۔ مسٹر سلطان محمد نعیم ۔ ۱۹۳۳ء میں آپ نے ایڈنبرا سکاٹ لینڈ سے بی ایس سی انجینئرنگ کی ڈگری حاصل کی۔ اس وقت ملٹری انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ میں بمقام نوشہرہ تعینات ہیں

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

(پیدائش ۱۹۰۸ء)۔

۴۔ڈاکٹر مرجان علی ایم بی بی ایس جنہوں نے اس سال اکتوبر ۱۹۳۵ء میں ڈاکٹری کا فائنل امتحان پاس کیا ہے۔

۵۔مسٹر انور علی۔ایف۔اے تک تعلیم پا کر اپنے والد کے کاروبار میں ممد معاون ہیں۔

۶۔مسٹر اکبر علی۔عمر ۲۲ سال۔بی ایس سی پاس ہیں۔امسال ایل ایل بی کے امتحان میں تمام پنجاب اور صوبہ سرحد میں اول رہے ہیں۔

۷۔عبدالجلیل انٹرنس میں پڑھ رہا ہے۔

علاوہ ازیں پانچ آپ کی صاحبزادیاں ہیں۔عقائد کے لحاظ سے آپ بہت پرانے احمدی ہیں۔۸۰۔۱۸۷۹ء میں پونچھ کے ایک موضع کا جو غریب و یتیم لڑکا افلاس اور تنگدستی کے عالم میں وطن سے باہر قسمت آزمائی کے لئے نکلا تھا اور جس کے اعزہ و اقارب کو بیگار میں پکڑ کر کالے کوسوں لے جانا اور ان سے پالکیاں اٹھوانا حکام کے لئے ایک معمولی بات تھی۔آج وہ یتیم لڑکا اپنی محنت و قابلیت اور ہمت و استقلال کی بدولت ڈاکٹر نواب علی کہلا رہا اور مال کی فراوانی و فارغ البالی اور اولاد کی سعادت مندی و اقبال مندی کی بدولت اس وقت قابل رشک زندگی بسر کر رہا ہے۔

پٹھاناتیر کے چوغطے خاندان۔سبدل خان وسہاول بعہد راجہ رستم خان سب سے پہلے پٹھاناتیر میں آئے۔ان کی اولاد میں سردار محمد اسماعیل خان اور ان کا پوتا فقیر بخش خان بڑے نامور گذرے ہیں۔سردار فقیر بخش خان نمبردار بھی تھے۔لیکن جب قانونی بندوبست شروع ہوا۔تو فقیر بخش خان اپنی کبرسنی اور ضعیفی کی وجہ سے اپنے حقوق کی نگہداشت نہ کر سکے۔ان کے فرزند خورد سال تھے۔اس لئے پٹھاناتیر کی نمبرداری قوم جنجوعہ میں منتقل ہو گئی۔اور سردار فقیر بخش خان اور اس کی اولاد کو بہ تخفیف نمبرداری ترنی و بیگار سے معاف کر دیا

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

گیا۔ سردار فقیر بخش خان ۱۹۷۰ء میں انتقال کر گئے۔

سردار صلاح محمد خان جوان کے بڑے فرزند ہیں۔ آسودہ حال ہیں۔ اور اپنے آبائی کاروبار زراعت وکاشت کاری میں مشغول ہیں۔

سردار صلاح محمد خان کے حسب ذیل تین فرزند ہیں۔ خان محمد خان، محمد افضل خان، قدرت اللہ تینوں خواندہ ہیں اور قدرت اللہ خان ابھی زیر تعلیم ہے۔ دوران تصنیف کتاب میں افسوس ہے۔ محمد افضل خان بعمر ۱۸ سال ۲۳/ ماگھ ۱۹۹۱ء کو انتقال کر گیا۔

صلاح محمد خان کے برادر خورد سردار دوست محمد خان عالمگیر جنگ یوروپ ۱۹۱۴ء، ۱۹۱۸ء کے دوران میں فوج میں بھرتی ہو کر بانس بریلی اور دہلی وغیرہ مقامات کی چھاؤنیوں میں رہے۔ اور کوٹ دفعداری تک پہنچے تھے۔ کہ بعض وجوہات سے ۱۹۲۴ء میں ترک ملازمت کر کے واپس آ گئے۔ ۱۹۲۵ء سے وہ فرم ایم موسیٰ اینڈ سنز لاہور میں معقول تنخواہ پر ملازم ہیں۔ ان کے حسب ذیل چار فرزند ہیں۔ محمد اکبر خان، محمد اعظم خان، محمد اصغر خان، بشیر احمد خان۔

سردار فقیر بخش خان کے دو اور فرزند ہیں۔ سید محمد خان لاولد ہیں۔ سردار منگا خان امام دیہہ ہیں۔ ان کا فرزند امیر محمد خان ہے۔ اس کے حسب ذیل دو فرزند ہیں۔ محمد زمان خان، محمد حسین خان۔

علاوہ ازیں اس موضع کے مندرجہ ذیل چوغطہ صاحبان بھی اپنی قوم میں ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔ شاہ ولی خان، عطا محمد خان، صلاح محمد خان ہر سہ برادران پسران شیر محمد خان، صلاح محمد خان دوران جنگ میں بصرہ و بغداد میں بھی رہا ہے۔ اب پنشن پر ہے۔ فتح محمد خان جو زراعتی کاروبار کرتا ہے۔ راجولی خان جو پونچھ کے سکھدیو اسپتال میں ملازم ہے۔ بگا خان ملازم اسپتال راولپنڈی۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

متفرق دیہات کے چوغطہ مشاہیر۔ **موضع اڑی**۔ غلام محمد خان ولد فتح محمد خان، لعل محمد خان، نواب علی خان ولد حیاب بخش خان، فیروز خان، امیر علی خان ولد قاسم خان۔

موضع بھیرہ۔ دتہ خان ولد راجولی خان، دیوان خان ولد حقیقت خان، شیر محمد خان ولد فتح عالم خان۔

موضع کلر موہڑہ۔ شیر محمد خان سابق سب انسپکٹر محکمہ ٹیلی گراف بصرہ بغداد۔

موضع بنولہ۔ پیر بخش۔

گورساہی۔ فقیر خان، روڈا خان ولد گنجا خان، غلام محمد خان ولد غریب خان۔

موضع گریالہ (علاقہ راج محل تحصیل کوٹلی ضلع میرپور) عطا محمد خان وگلاب خان۔ گلاب خان جانکی داس اینڈ کمپنی نیلہ گنبد لاہور میں ملازم ہے۔

موضع گریالہ کے سوا متذکرہ صدر سب مواضعات پونچھ کی تحصیل مہنڈر میں ہیں۔ چوغطہ قوم زراعت پیشہ ہے۔ صرف تحصیل مہنڈر ہی میں اس کی آبادی اندازاً پانچ سو نفوس تک ہے۔ اس کی رشتہ داریاں اپنی قوم کے علاوہ سادات، پٹھان اور منہاس اقوام سے ہیں۔ اس خاندان کے کچھ افراد موضع گریالہ تحصیل کوٹلی ریاست جموں میں بھی آباد ہیں۔

خاندان میرزا مغل گوہلد۔ دھرم سال (تحصیل مہنڈر کے متصل موضع گوہلد واقع ہے یہاں ایک خاندان میرزا سلطان علی خان کی ذریات سے ہے۔ جو مہاراجہ گلاب سنگھ کے زمانہ میں زندہ تھے۔ ان کے پرانے کاغذات سے معلوم ہوتا ہے کہ میرزا سلطان علی اور ان سے اوپر چند پشتیں جاگیردار رہی ہیں۔ لیکن ڈوگرہ حکومت کے ابتدائی ایام میں یہ موضع دیوانان جموں کو دے دیا گیا۔ دیوانوں کے اہلکار اور میرزا سلطان علی میں دیر تک جھگڑے ہوتے رہے اور آخر ان ہی جھگڑوں میں مرزا سلطان علی قتل ہوگئے۔

اس کے بعد نمبرداری اس موضع کی ناصر خان تھکیال کو مل گئی۔ میرزا سلطان علی کے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

لڑکے میرزا امیر علی نمبرداری واپس لینے کی جدوجہد ہی کے دوران میں ۱۹۳۰ء میں انتقال کر گئے۔ ان کے فرزند میرزا فقیر نے باپ کے بعد مقدمہ کی پیروی کی۔ اور وہ بیس سال کے بعد ۱۹۵۰ء اب میں تاحیات صرف سولہ روپے پنجوترہ کا حق حاصل کر سکے۔

میرزا فقیر کے چار بیٹے ہیں۔ سب سے بڑا مرزا دیوان علی جس کو معمولی ترنی معاف ہے۔ (۲) میرزا حیدر جو دیہاتی چھٹی رساں ہے۔ (۳) میرزا فرمان علی جو زراعتی کاروبار کرتا ہے۔ (۴) مرزا علی اکبر جو دھرمسال میں سکول ہیڈ ماسٹر ہیں۔ ان کا فرزند مرزا حبیب اللہ انٹرنس پاس ہے اور پونچھ کے محکمہ پولیس میں ملازم ہے۔

اس خاندان کے چند اور ممبران حسب ذیل ہیں۔

۱۔ مرزا دیوان بیگ۔ اچھے آسودہ حال زمیندار ہیں۔

۲۔ مرزا عبداللہ۔ زمینداری اور زراعت کا کام کرتے ہیں۔

۳۔ مرزا حیدر بیگ۔ زمینداری اور زراعت کا کام کرتے ہیں۔

۴۔ مرزا جعفر بیگ المعروف مرزا جعفر علی، دھرم سال میں پوسٹ مین ہے۔

۵۔ مرزا فیروز بیگ۔ خرید و فروخت (بیوپار) کرتا ہے۔

۶۔ مرزا فتح محمد کاروبار زمینداری میں مشغول رہتا ہے۔

اس خاندان کے کل گھروں کی تعداد چودہ پندرہ تک ہے۔ اور وہ سب گوہلد ہی میں ہیں۔ مرزا سکندر بیگ (ولد مرزا سلطان علی) کی اولاد و احفاد کے پاس مزروعہ و غیر مزروعہ اراضی بارہ سو کنال تک بیان کی جاتی ہے۔ کاغذات بندوبست میں بھی خاندان مُغل ہی کے نام سے درج ہے۔

مرزا علی اکبر مدرس دھرم سال مہنڈر نے جمع بندی چار سالہ موضع گوہلد میں سے جمع بندی ۱۴۸ اور نمبر کھتونی ۳۱۰ کی نقل پٹواری دیہہ سے لکھوا کر ارسال کی ہے۔ اس میں اسامی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

دیوان ولد احمد علی ساکنہ گوہلد کو مغل ہی لکھا گیا ہے۔ نیز آپ نے جو اصل پٹہ جات جاگیر وغیرہ راقم مولف کے اطمینان کے لئے ارسال کئے تھے۔ ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان خاندان زمانہ قدیم میں ایک باوقعت خاندان تھا۔

پونچھ خاص کے مغل خاندان۔ (۱) مرزا فضل بیگ راجہ دھیان سنگھ کے عہد میں بہ سلسلہ ملازمت جموں آئے۔ ان کے انتقال کے بعد ان کے فرزندان مرزا حیدر بیگ و مرزا عطر بیگ نے پونچھ میں نقل مکانی اختیار کر لی۔ مرزا حیدر بیگ پہلے جمعدار فیل باناں مقرر ہوئے۔ پھر راجہ موتی سنگھ کے پرائیویٹ وزیر ہو گئے۔ اور پونچھ ہی میں وفات پا گئے۔ ان کی اولاد آج کل جموں میں اقامت گزین ہے ان کے دوسرے بھائی مرزا عطر بیگ کی اولاد سے مرزا حاتم بیگ و مرزا محمد بیگ پونچھ میں موجود ہیں۔ شیخ نثار علی سب انسپکٹر پولیس مرزا عطر بیگ کے داماد ہیں۔

(۲) ۱۹۱۵ء میں غلام خان نامی ایک شخص پشاور سے آکر یہاں آباد ہوا۔ غلام خان کے لڑکے کا نام کریم خان تھا۔ وہ راجہ موتی سنگھ کے عہد میں بندوقچیوں میں ملازم تھا۔ اس کی وفات کے بعد ان کے فرزند شیر محمد خان پولیس اور پلٹن وغیرہ میں مدت تک ملازم رہے۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد زراعت کو ملازمت پر ترجیح دی اور زمینداری کا کاروبار شروع کر دیا۔ آج آپ پونچھ میں بڑے پایہ کے زمیندار ہیں اور بہت متمول اور مشہور آدمی ہیں۔ انکے دو فرزند ہیں۔ ایک کا نام محمود خان ہے۔ دوسرے کا منظور خان ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

باب ہشتم

پونچھ کی متفرق اقوام

اس باب میں ان متفرق مگر مشہور اقوام کا ذکر ہے۔ جو اپنے عرف عام کی وجہ سے یعنی عوام میں جن ناموں سے مشہور ہیں۔ نہ سید معلوم ہوسکتی ہیں نہ قریش نہ مغل نہ افغان مثلاً ولی پونچھ کی ایک مشہور اور معزز قوم ہے۔ وہ مغل ہے۔ لیکن ولی نام سے وہ مغل معلوم نہیں ہوسکتی۔ ڈھونڈ پونچھ کی ایک باوقعت قوم ہے وہ عباسی قریشیوں سے تعلق رکھتی ہے۔ لیکن صرف ڈھونڈ کا لفظ ان کو قریشی ظاہر نہیں کرسکتا۔ اسی طرح اعوان بھی ایک برگزیدہ قوم ہے۔ اور پنجاب میں بھی اس کی کثرت ہے۔ لیکن صرف لفظ اعوان اس قوم کو عوام میں قریشی ظاہر نہیں کرسکتا۔ اسی طرح چند ایک اور اقوام ہیں جن کی گوتیں اور ذاتیں ان کے تفصیلی حالات سے معلوم ہوسکتی ہیں اور جن کی اصلیت اور جن کی حقیقی تاریخ پر انکے کسی مشہور بزرگ کے نام نے اپنے مقبول عام شہرت کی بدولت پردہ ڈال رکھا ہے۔

اس باب میں دس قوموں کا ردیف دار تذکرہ لکھا جاتا ہے۔ اور حالات چونکہ ہر قوم کے بہت تفصیل سے لکھے گئے ہیں۔ اس لئے ہر قوم کے نام پر ایک ایک فصل قائم کر کے اس باب کی دس فصلیں مقرر کی گئی ہیں اور ردیف کا سلسلہ اس لئے قائم کیا گیا ہے۔ کہ کسی قوم کو اپنے حالات کے مقدم و موخر درج ہونے کی شکایت نہ رہے[1]۔ قومیں جن کا تذکرہ اس باب

[1] افسوس ہے بعض اقوام کے حالات اس قدر تاخیر سے ملے کہ ردیف دار سلسلہ بھی قائم نہ رہ سکا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

میں ہے مندرجہ ذیل ہیں۔ اعوان۔ تھکیاؔل گجر، جنہاؔل، دلیؔ۔ ڈوماؔل۔ ڈہوند۔ سدھن۔ ملدیال۔ نارسہ ہوتیل۔ ان اقوام سے ابھی سدہن ونارمہ اقوام کے حالات نہیں مل سکے۔ اگر وہ قت پر آگئے تو ردیف کے حساب سے درج ہو جائیں گے۔ ورنہ ضمیمہ میں درج ہونگے۔

دھنیاؔل وغیرہ چند ایک ایسی اقوام بھی تھیں جن کا تعلق اسی باب کے ساتھ تھا۔ لیکن وہ کاتب کی غلطی کی وجہ سے سابقہ سطور میں درج ہو چکی ہیں۔ لیکن اتنا غنیمت ہے کہ وہ وہیں درج ہوئی ہیں۔ جہاں ان کا محل اور موقعہ تھا۔ ردیف کے حساب سے چونکہ سب سے پہلے اعواؔن قوم کا نام آتا ہے۔ اس لئے پہلے اس کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جن اعوان اقوام کے حالات بعد میں آئے ہیں وہ بعد میں درج کئے گئے ہیں۔

فصل اوّل

اعوان

اس قوم کے حسب نسب کے حالات میں مصر اور ہندوستان وغیرہ ممالک میں اب تک انگریزی، اُردو، عربی، فارسی میں کئی کتابیں لکھی جا چکی ہیں۔ اور ہر ایک میں کچھ نہ کچھ اختلاف پایا جاتا ہے۔ مثلاً سر لیپل گریفن اپنی کتاب پنجاب چیفس میں اعوان خاندانوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں ”کبھی اعوانوں کی ابتداء ہندوؤں میں سے ظاہر کی گئی ہے۔ کبھی یہ خیال کیا گیا ہے کہ وہ ابتداء میں افغان تھے اور بعض ان کو نجتر کے یونانی تصور کرتے ہیں[1]“۔ اسی طرح اور انگریز مصنفین نے اس قوم کو کبھی افغان وترک لکھا ہے۔ کہیں یونانی اور ہندو جاٹ ظاہر کیا[2] ہے۔ اور جنہوں نے ان کو قبائل قریش عرب تسلیم کیا ہے۔ ان میں بھی

[1] و [2] رئیسان پنجاب ترجمہ پنجاب چیفس صفحہ ۵۸۴ و ۵۸۵۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کوئی ان کو عباسی قبیلہ، کوئی محمد حنفی، کوئی عمری گروہ سے ظاہر کرتا ہے۔[۳]

جو مصنف ان کو قریش عرب کہتے ہیں۔ ان میں کوئی ان کے وردو ہند کا زمانہ سلطان محمود غزنوی کا عہد بتاتا ہے۔ کوئی اس کی تردید کرتا ہے۔ غرض مختلف النوع مصنفین نے نسب الاعوان کا مسئلہ ایسا پیچیدہ اور گومگو بنا دیا ہے۔ کہ بظاہر ان اختلافات نے ان کے نسب کو بے ثبوت قرار دے دیا ہے۔[۴]

راقم مولف کے خیال میں تاریخ باب الاعوان جو مالانا محمد نور الدین سلیمانی نقشبندی کی تصنیف ہے۔ اعوانوں کے حالات میں نسبتاً بہتر کتاب ہے۔ قابل مصنف نے کئی انگریزی وفارسی وعربی کتابوں کے مطالعہ کے بعد اعوانوں کے حسب ونسب کی تحقیق میں یہ کتاب لکھی ہے۔ راقم الحروف کے زیر مطالعہ اس کتاب کے علاوہ حسب ذیل کتب وتحریریں بھی ہیں۔

۱۔ زادالاعوان اُردو۔ ۲۔ باب الاعوان اُردو۔ ۳۔ نسب الاعوان اُردو۔ ۴۔ نسب نامہ کھوکھرال حصہ اول ودوم۔ ۵۔ کتاب رئیسان پنجاب ترجمہ پنجاب چیفیس ۶۔ اخبار تہذیب نسواں لاہور (۲۳ ستمبر ۱۹۳۳ء) اخبار حمایت اسلام لاہور (۱۹ اپریل ۱۹۳۴ء)۔

اعوانوں اور ان کی اکثر شاخوں اور اعوان مصنفوں کو اس بات پر قطعی اتفاق ہے کہ وہ حضرت علیؓ کے فرزند عباس علمدار کی اولاد سے ہیں جو معرکہ کربلا میں شہید ہو گئے تھے۔ ان کے فرزند عبداللہ یا عبیداللہ[۵] کی نانویں پشت میں عون بن قاسم لعیلی سے اعوان قوم کا شجرہ ملتا ہے۔ اور چونکہ اعوانوں کا نسب حضرت عباس علمدار تک جاتا ہے۔ اس لئے یہ عباسی بھی ہیں اور حضرت عباس علمدار چونکہ حضرت علی کے فرزند تھے۔ اس لئے یہ علوی بھی ہیں۔ علوی

---

[۳] از باب الاعوان صفحہ ۲۰۶۔

[۴] سنگولہ (پونچھ) پکھلی ہزارہ اور کشمیر میں بعض اعوان اپنا سلسلہ محمد بن تفیہ تک لے جاتے ہیں۔

[۵] وفات ۱۲۰ھ بعہد خلیفہ ہشام بن عبدالملک اموی مدفن مدینہ۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اس کو کہتے ہیں جو باپ کی طرف سے علی مرتضیٰ تک جائے۔اور جس کا مادری سلسلہ حضرت فاطمہ الزہراؓ بنت رسول کریمؐ کے سوا حضرت علیؓ کی کسی اور زوجہ تک پہنچتا ہو۔جیسا کہ حضرت فاطمہؓ کے فرزند حسنؓ و حسینؓ اور محسنؓ تھے۔جس گروہ اور قبیلہ کا نام سادات ہے وہ حسنؓ اور حسینؓ کی اولاد سے ہیں۔اور جو گروہ علوی کہلاتا ہے۔وہ حضرت علی کی دوسری بیویوں کے بطن سے ہے۔حضرت عباس علمدار اور ان کے باقی تین بھائیوں جعفر، عبداللہ، عثمان کی والدہ امام البتین نبت حرام وحیدیہ تھیں۔اس لئے ان کی اولاد سادات کی بجائے علوی کہلاتی ہے۔اور اسی طرح حضرت علی کے دوسرے فرزندوں محمد بن حنیفہ وغیرہ کی اولاد جن کی مائین قریش کے دوسرے قبیلوں سے تھیں علوی قریشی مشہور ہے۔

مصنف باب الاعوان صفحہ ۱۲۶ پر میزان قطبی و میزان ہاشمی کے حوالہ سے لکھتا ہے۔

قاسم لعیلی کا اصل نام لعیلی تھا۔لقب قاسم، وطن بغداد، مذہب شیعہ۔ولادت کا سال ۳۸۵ھ اور وفات کا سال ۴۷۳ھ تھا۔۸۸ سال کی عمر میں فوت ہوئے پھر صفحہ ۱۲۷ و ۱۲۸ پر لکھا ہے۔

ان کے فرزند کا نام عون تھا۔اور لقب قطب شاہ ان کی پیدائش ۴۱۹ھ میں بغداد میں ہوئی۔اپنے آباؤ اجداد کی طرح یہ بھی شیعہ تھے۔حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی خالہ بی بی عائشہ ان کے گھر تھیں اس قرابت قریبہ کی وجہ سے حضرت شیخ کے ہاں اکثر جایا کرتے تھے۔مذہب شیعہ ان ہی کی تبلیغ و تحریک سے ترک کر کے ان کے ہاتھ پر بعیت کی۔اور صاحب الشریعت والطریقت اور منصب خلافت سے مشرف ہو کر ہندوستان آئے۔ہزار ہا لوگ آپ کے موعظہ حسنہ اور اخلاق فاضلہ سے مسلمان ہو گئے۔ان فیوض و برکات کی وجہ سے قطب شاہ کے نام سے موسوم ہوئے۔چونکہ اصل نام عون تھا۔اس لئے ان کی اولاد عون قطب شاہی یا اعوان قطب شاہی کہلائی۔عمر کے آخری حصہ میں بغداد واپس گئے۔اور وہیں ۵۵۶ھ میں بعمر ۱۳۳ سال وفات پا گئے۔اور بغداد کے مقبرہ قریش میں دفن ہوئے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

عون عرف قطب شاہ کی پیدائش کا سال اعوان مصنفین ۴۱۹ھ بتاتے ہیں اور اعوان قوم کا یہ بھی خیال ہے کہ حضرت عون محمود غزنوی کے زمانہ میں آئے یہ خیال تہذیب[1] نسواں کے مضمون ''قوم آوان'' کے راقم بنام ''مورخ'' نے ظاہر کیا ہے۔ بلکہ وہ لکھتا ہے کہ اصل نام قطب شاہ تھا ہرات کے بادشاہ تھے۔ اور ملک (فارسی بمعنی بادشاہ) کہلاتے تھے۔ حضرت علی کی اولاد سے تھے۔ محمود غزنوی کے ہمراہ جہاد کے خیال سے اپنی فوج لے کر ہندوستان آئے۔ محمود نے ان کی حمایت دینی سے خوش ہو کر ان کو اعوان (مددگار) کا لقب عطا کیا۔ اسی نام سے ان کی تمام قوم مشہور ہوگئی۔ صاحب میزان قطبی بھی ہمرائے محمود غزنوی کی روایت کے موید ہیں۔ مگر صاحب میزان ہاشمی وصاحب تاریخ باب الاعوان کو ان روایات سے اختلاف ہے۔ اور حقیقت میں جیسا کہ اعوان مصنفین کا خیال ہے۔ اگر حضرت عون کی پیدائش کا سال ۴۱۹ھ تسلیم کرلیا جائے تو ان کا سلطان محمود غزنوی کے ہمراہ ہندوستان آنا تاریخی نکتہ نگاہ سے قطعاً غلط ثابت ہوتا ہے۔ سلطان محمود ۳۵۸ھ میں پیدا ہوا۔ ۴۲۱ھ میں بعمر ۶۳ سال انتقال کرگیا۔ اس حساب سے محمود کی وفات ۴۲۱ھ کے وقت حضرت عون بمشکل صرف تین سال کی عمر کے تھے۔ مضمون ''قوم آوان'' کے راقم بنام مورخ نے حضرت عوان کا اصل نام قطب شاہ بتایا ہے۔ اور ان کو ہرات کا بادشاہ لکھا ہے۔ اور اعوان ان کا خطاب ظاہر کیا ہے۔ معلوم نہیں ان کے ان معلومات کا ماخذ کیا ہے۔ لیکن تاریخ باب الاعوان میں صفحہ ۱۳۱ پر میزان ہاشمی۔ میزان قطبی۔ خلاصۃ الانساب وغیرہ عربی وفارسی مطبوعات کے حوالہ سے درج ہے۔ کہ عون بن لعیلی کی اولاد اعوان کہلاتی ہے۔ بلکہ میزان ہاشمی کی اصل عبادت بھی درج کی ہے۔ جو حسب ذیل ہے۔ ''اسم مبارک عون است وایشان از اولاد عباس بن علی اند وزوجہ ایشاں بی بی عائشہ خواہر حقیقی حضرت فاطمہ والدہ ماجدہ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ است۔ عون چند سال در ہندوستان اقامت فرمود۔ مردم را بیعت نمود۔

[1] اخبار تہذیب نسواں لاہور ۲۳ ستمبر ۱۹۳۲ء۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

دوراں دیار ہند ملقب بہ قطب شاہ شد۔ اولاد اُو در ہند موجود است" ایک اور جگہ "مردم رابیعت سے نموذ" کے بعد لکھا ہے۔ ازیں جہت اورا بہ اتباع محبوب سبحانی بہ قطب ملقب کردہ ے خوانند ولفظ شاہ ہندیاں ے افزودوند۔

مندرجہ صدر حوالہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اصل نام عونؔ ہی تھا۔ قطبؔ لقب تھا۔ اہل ہند نے قطب کا قطب شاہ بنا دیا۔ آپ ہندوستان میں جہاد و جنگ کی غرض سے نہیں بلکہ تبلیغ کے لئے آئے تھے۔ اور کسی ملک کی ملوکیت سے آپ کا کوئی تعلق نہ تھا۔ البتہ میزان ہاشمی کے ان الفاظ سے کہ "چند سال در ہندوستان اقامت فرموذ" سے راقم مولف کو قدرے اختلاف ہے۔ اور اس کی وجوہ حسب ذیل ہیں۔ اعوانوں کے حالات و نسب میں جو کتابیں ہیں ان سب میں بالاتفاق یہ لکھا ہوا ہے کہ ان کی چار بیبیاں تھیں۔ ایک عائشہ جو سادات بغداد سے تھیں۔ اور بغداد ہی میں ان سے وہ صاحبزادے محمد و عبداللہ پیدا ہوئے تھے۔ تین نکاح آپ نے ہندوستان میں کئے۔ جن سے گیارہ لڑکے اور تین لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ آپ کی پہلی بیوی کا انتقال بغداد ہی میں ۴۷۵ھ یا ۴۷۶ھ میں ہو چکا تھا۔ اس وقت آپ کی عمر ۵۶ سال کی تھی آپ جب ہندوستان تشریف لائے تو آتے ہی نکاح کا انتظام تو نہیں کیا ہوگا۔ تبلیغ و اشاعت اسلام میں ضرور چند سال صرف کئے ہونگے۔ اور پھر تین نکاح پے در پے بھی نہیں ہوئے ہونگے۔ ان میں بھی ضرور پانچ پانچ دس دس سال بلکہ زیادہ مدت کا وقفہ ہوگا۔ نکاحوں کے بعد ۱۴ اولادیں بھی ہوئیں۔ ان کے لئے بھی کچھ عرصہ درکار ہے۔ اس لحاظ سے آپ کا قیام ہندوستان میں چند سال نہیں۔ بلکہ کئی سال تک رہا ہوگا۔ اور اس کا ایک ثبوت یہ ہے کہ حالانکہ آپ اپنی عمر کے آخری ایام میں بغداد واپس چلے گئے تھے لیکن آپ کی جو اولاد ہندوستانی بیویوں کے بطن سے تھی۔ طویل عرصہ کی اقامت کی وجہ سے اس کے تعلقات یہاں اس قدر محکم و مضبوط ہو گئے تھے کہ اس نے ہندوستان ہی کو اپنا وطن بنا لیا تھا۔ بی بی عائشہ کے بطن سے دو فرزند تھے۔ بڑے کا نام عبداللہ تھا۔ اسی کو گوہر علی و گورڑا و گوہر شاہ بھی کہتے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

گورڑا کی وجہ تسمیہ یہ بتائی جاتی ہے کہ وہ بہت گورے تھے۔ راولپنڈی کے متصل گولڑہ جو ایک ریلوے سٹیشن ہے ان ہی کے نام پر ہے۔ اصل نام گورڑا تھا۔ بہ مرورایام گولڑہ ہو گیا۔ یہاں گورڑا اعوانوں کی کثرت ہے۔ عبداللہ اپنے باپ عون اور اپنے چھوٹے بھائی محمد کے ہمراہ ہرات سے ہوتے ہوئے پنجاب آئے۔ یہیں انہوں نے چند سال کے بعد ایک رئیس کی دختر سے شادی کر لی۔

عوؔن کے دوسرے فرزند کا نام جو بی بی عائشہ کے بطن سے تھی محمد تھا۔ ان ہی کا نام محمد کندلان ہے۔ کندلان نام کی وجہ ایک یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ وہ طویل القامت تھے اور شیخ جیلانی ؒ کے دروازہ پر دربانی کیا کرتے تھے۔ ان کی دربانی سے ترکوں کو خصوصیت سے تکلیف ہوتی تھی۔ انہوں نے ان کا نام کندلان رکھ دیا۔ کندلان کے معنی ترکوں کی زبان میں وہ خیمہ کلاں ہے جو اُمرا کے دروازہ کے سامنے نصب کیا جاتا ہے۔ ہندوستان میں جب اپنے بڑے بھائی عبداللہ اور اپنے باپ عون کے ہمراہ آئے تو اسی نام سے موسوم رہے۔ ان کی اولاد اعوان کندلانی کہلاتی ہے۔ ہندوستان کی آب و ہوا میں جس طرح اعوان آوان ہو گیا۔ اسی طرح کندلان کنڈان بن گیا۔ سلسلہ کوہستان نمک پنجاب میں یہ قوم بہت آباد ہے۔ بلکہ ایک موضع بھی چک کنڈان کے نام سے موجود ہے۔

عون عرف قطب شاہ کی دوسری بی بی کسی ہندو راجہ کی جو کھوکھر قوم سے تھا لڑکی تھی۔ اس کا ہندوانہ نام تو کسی نے نہیں لکھا۔ البتہ اسلامی نام زینب سب مورخوں نے تسلیم کیا ہے۔ اس بی بی سے آپ کے تین فرزند تھے۔ مزمل علی عرف کلگان۔ دریتیم عرف جہان شاہ۔ زمان عرف کھوکھر۔ چونکہ ان تینوں بھائیوں کی ماں کھوکھر قوم سے تھی۔ اس لئے ان سب بھائیوں کی اولاد کھوکھر قطب شاہی کہلاتی ہے۔ کلگان کی وجہ تسمیہ ہیں۔ مورخوں نے لکھا ہے کہ چونکہ اہل فارس کے ساتھ مزمل علی اکثر جہاد کیا کرتے تھے۔ انہوں نے ان کا نام کلگان بالفتح بامعنی نامبارک رکھ دیا۔ یہ بھی کہتے ہیں کہ پنجاب میں کلک کوئی موضع یا علاقہ تھا۔ ان کی والدہ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

چونکہ رئیس کلک کی بیٹی تھی۔ اسلئے یہ کلکان کہلائے۔ باب الاعوان کے صفحہ ۱۶۹ پر یہ بھی مرقوم ہے۔ کہ کلگان۔ کلکان۔ کلغان۔ گلغان اور گلغن ایک ہی شخص کا نام ہے۔

دریتیم عرف جہاں شاہ مزمل علی سے چھوٹا تھا اور کہا جاتا ہے کہ سلطان غیاث الدین شاہ بلین کے زمانہ میں وہ زندہ تھا۔ صاحب تاریخ باب الاعوان تاریخ میزان مصنفہ شیر صاحب اُوچی کے حوالہ سے لکھتے ہیں ''دریتیم المعروف جہاں شاہ ابن عون قطب شاہ از اولاد عباس ابن علی است۔ جہاں شاہ راسہ پسر بودند۔ محمود علی کلاں بود اور مجہول بدھو گوئند، ومحمد محسن علی اوسط بود و محمد نور علی از ہمہ کہتر۔ اکثر علاقہ سلسلہ نمک وغیرہ از ایشاں آباد است۔''

زمان علی جو عون قطب شاہ کا پانچواں فرزند ہے پہلے موسیٰ خیل میں جا کر آباد ہو گیا۔ پھر مقام کرانہ یا کڑانہ جو شاہ پور میں واقعہ ہے چلا گیا۔ وہاں کے ہندو رئیس کو شکست دی۔ اور اس کی دختر راجکماری بھرتھہ کو مسلمان کر کے اس سے نکاح کر لیا۔ بھرت کھوکھر جو زمان علی کی اولاد سے ہیں۔ اسی رانی کے نام سے موسوم ہیں۔

عون قطب شاہ کی تیسری بی بی کا اسلامی نام خدیجہ تھا۔ وہ چوہان خاندان کے کسی ہندو رئیس کی بیٹی تھی۔ اس سے حسب ذیل فرزند تھے۔ نجف علی عرف محمد یحییٰ۔ تذکرہ باب الاعوان میں نسب نامہ ہاشمی علوی اعوان کے حوالہ سے درج ہے کہ اس کی اولاد ہندوستان میں نہیں ہے۔ بلکہ وہ روس میں آباد ہے خدیجہ کا دوسرا فرزند فتح علی عرف کلدان تھا۔ اعوان کلدانی یا کلتاری اسی کی طرف منسوب ہیں۔ باب الاعوان میں کلدان کے معنی بازو پھاڑنا بتائے گئے ہیں۔ جو شجاعت وجوانمردی کی علامت ہے۔ ان کی اولاد کا کثیر حصہ ہندوستان سے باہر بتایا جاتا ہے۔ خدیجہ کے تیسرے فرزند کا نام محمد علی عرف چوہان تھا۔ اعوان چوہان اسی کی طرف منسوب ہیں۔ جس طرح اوانی کھوکھروں اور راجپوتی کھوکھروں میں بہت کچھ اختلاط ہو گیا ہے۔ اسی طرح اعوان چوہانوں اور راجپوت چوہانوں میں بظاہر تمیز کرنا بہت

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

مشکل ہے۔ اعوان چوہان پنجاب کے علاوہ سندھ میں بھی پائے جاتے ہیں۔

عون قطب شاہ کی چوتھی بی بی کا اسلامی نام ام کلثوم تھا۔ مورخوں نے لکھا ہے کہ وہ راجپوت نسل سے تھی۔ اور راجہ طلح کی بیٹی تھی۔ طلح سے مراد غالباً تلہ ہوگی جو کوہستان نمک ہی کے پاس واقعہ ہے۔ اور تلہ گنگ کے نام سے مشہور ہے۔ اکبر کے زمانہ میں اس کا نام اعوان محل تھا۔ اعوان اب بھی وہاں موجود ہیں اور زمانہ قدیم میں بھی وہاں موجود تھے۔ اس لئے کوئی تعجب نہیں اگر طلح کا صحیح تلفظ تلہ ہی ہو۔ اور ام کلثوم (اسلامی نام) اسی راجہ تلہ گنگ کی بیٹی ہو۔ اس بی بی کے بطن سے تین فرزند پیدا ہوئے۔ نادر علی، بہادر علی کرم علی، ان تینوں بھائیوں کی اولاد پنجاب اور ہندوستان میں شاذونادر ہی بیان کی جاتی ہے۔

پنجاب اور سرحد کے اضلاع ہوشیار پور جالندھر، ملتان، لاہور، گجرات، گوجرانوالہ، شاہ پور، جہلم، راولپنڈی، میانوالی، نبوں اور ڈیرہ اسماعیل خان وغیرہ میں اعوانوں کی کثرت ہے۔ اور سب جگہ اقوام زراعت پیشہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ان میں ضلع میانوالی کے اعوان قبائل بڑے ممتاز اور بارسوخ ہیں خصوصاً نواب صاحب کالاباغ ملک محمد امیر خان جو اعوانوں کے صدقال خاندان کے سرگروہ ہیں۔ مقتدر ہیں۔ ان کا خاندان جو بہت پرانا ہے۔ کسی زمانہ میں ہندوستان بھر کے اعوانوں کا رئیس مانا جاتا تھا۔ اس وقت بھی وہ ہزارہا ایکڑ اراضیات کے مالک اور لاکھوں روپے سالانہ کی آمدنی رکھتے ہیں۔ ان کے علاوہ ضلع میانوالی میں اعوانوں کے مندرجہ ذیل خاندان معزز ترین سمجھے جاتے ہیں۔ عظمتال، لدھیال، شلیال، حیدرال، سگھال، تگوال، اچھرال، میانہ، یہ سب خاندان قطب شاہی اعوان کہلاتے ہیں۔ ان کی مجموعی تعداد تیس ہزار کے قریب ہے۔ ان کا کثیر حصہ کوہستان نمک کی مشرقی طرف علاقہ آوانکاری اور اس کے متصلہ شمالی مغربی علاقہ کے دیہات میں آباد ہے۔

پونچھ کے گوشہ جنوب ومغرب میں جو اعوان ہیں وہ عبداللہ گورڑا اور مزمل علی کلگان

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

پسران عون قطب شاہ کی اولاد سے ہیں۔اس قوم کے لوگ پونچھ اوراس کی تحصیلات حویلی، مہنڈر، سدہنتی اور باغ میں کس زمانہ میں آئے۔اس کا کچھ صحیح پتہ نہیں مل سکا۔

اعوانان پونچھ میں کئی برگزیدہ اصحاب گذر چکے ہیں۔ چند ایک کے نام درج کیے جاتے ہیں۔

۱۔صوبیدار موسم خان مرحوم جن کے دو فرزند محمد سرفراز خان نمبردار تالا واڑی اور امیر محمد خان اس وقت موجود ہیں۔

۲۔سائیں فتح دین مرحوم سکنہ نیریاں (دبان) تحصیل سدہنتی۔

۳۔سائیں خیر اللہ مرحوم سکنہ نالیاں تحصیل سدہنتی۔ان دونوں بزرگوں کے مزارات مرجود ہیں۔اور خلق اللہ وہاں آتی رہتی ہے۔

۴۔مولانا نجم الدین مرحوم ساکنہ انہاری تحصیل سدہنتی۔جن کے فرزند مولوی قمر الدین اپنے محترم والد کی طرح اعوانوں کے لے باعث فخر ہیں۔

۵۔حضرت سادو مرحوم۔تحصیل باغ کی ایک بزرگ ہستی تھے۔اعوانوں کا فرقہ سادو دال ان ہی کے نام پر اور ان ہی کی اولاد سے ہے۔

۶۔قاضی حشمت علی مرحوم سکنہ سہر تحصیل سدہنتی۔جو اشرافت وعلمیت کا ایک مجسمہ تھے۔

علاوہ ازیں اس وقت بھی پونچھ میں اعوانوں کے کئی اصحاب اپنی شرافت ونجابت اور سرکاری ملازمت کی وجہ سے خاص پوزیشن رکھتے ہیں۔چند ایک کے نام ذیل میں درج ہیں۔

۱۔رسالدار موہتاں خان کمپنی ۱۷ے ٹی چھاؤنی جہلم۔۲۔سائیں علم دین سکنہ کھمباہ وسائیں گلاب خان سکنہ سہر تحصیل سدہتی۔دونوں اصحاب دربار موہڑہ شریف کے خلفاء ہیں۔۳۔ وتا خان نمبردار۔۴۔ شہادت خان۔ سربراہ نمبردار نالیاں۔۵۔محمد سرافراز خان نمبردار

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

تالاداڑی ۶ ۷۔ مولوی فیروز دین سکنہ رام تپن تحصیل سدہنتی ۔۸۔ میاں بہاء الدین ۔ان کا کچھ تذکرہ نسب الاعوان میں درج ہے۔ قومی خدمات میں بالعموم منہمک رہتے ہیں۔ شریعت کے پابند ہیں۔ خادم الفقراء ہیں۔ لکھنا نہیں جانتے۔ پڑھ سکتے ہیں۔ ان کے تین فرزند ہیں ۔محمد حسین حزب اللہ ضاف ہند میں بامقام لاہور پڑھتے ہیں۔ سخی محمد زمیندارہ کام کرتے ہیں۔ تیسرے کا نام محمد اسماعیل تھا۔ وہ بھی لاہور میں زیر تعلیم تھا۔ لیکن گذشتہ سال بیمار ہو کر گھر آیا اور فوت ہو گیا۔ ۹۔ منشی اللہ دتا خان سکنہ بساڑی ۔۱۰۔ منشی نیک محمد خان سکنہ چوکیاں ۔۱۱۔ منشی علی اصغر[ا] ساکنہ موضع دھمنی سکول ماسٹر ہیں۔ ۱۲۔ منشی غلام حسین کلرک دفتر منصف صاحب پونچھ ۔۱۳۔ مردان علی خان ریٹائرڈ حوالدار سکنہ نالیاں تحصیل سدہنتی ۔۱۴۔ سائیں سیف علی خلیفہ دربار چورہ شریف سکنہ چوکیاں ۔۱۵۔ مولوی علی بہادر ساکنہ بارل ۔۱۶۔ منشی دین محمد پٹواری سکنہ چوکیاں ۔۱۷۔ مولوی محمد اسماعیل سکنہ بارل صوفی منشی امادیہہ میں۔ ۱۸۔ عطا محمد خان پنشنر سکریٹری انجمن اعوان چوکیاں۔ ۱۹۔ ملک حسام الدین خان اعوان سکول ماسٹر۔ آپ کا نسب ۲۶ واسطوں سے مزمل علی کلگان بن عون قطب شاہ تک پہنچتا ہے۔ آپ کے والد کا نام علی مردان خان تھا۔ جو ۲۱ کاتک ۱۹۷۵ب کو پنجشنبہ کے دن فوت ہو گئے۔ کلکانی اعوانوں میں اپنی قوم کے آپ روشن خیال اور زمانہ شناس بزرگ ہیں۔ نسب الاعوان کے نام سے اعوانان پونچھ کے حالات میں جو کتاب ہے وہ آپ ہی کی تصنیف سے ہے۔ آپ نے اپنی سوئی ہوئی قوم کو از سر نو جگایا بلکہ زندہ کیا ہے۔ آپ پرائمری سکول بسلڑی کے ہیڈ ماسٹر ہیں۔ گذشتہ سال آپ کی کوشش سے چوکیاں تحصیل سدہنتی میں ایک انجمن بنام انجمن اعوان قائم ہوئی ہے۔ جس کی اس وقت پانچ شاخیں مختلف دیہات میں قائم ہو چکی ہیں۔ آپ اس انجمن کے پریذیڈنٹ ہیں۔ انجمن اسلامیہ پونچھ نے انجمن اعوان کا

[ا] آپ کے خاندانی کالات اولاد حاجی اللہ یار خان کے سلسلہ میں اگلے صفحے پر درج ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

الحاق منظور کرلیا ہے۔آپ حضرت صاحب دربار موہڑہ شریف کے خادم ہیں۔آپ کے دو بھائی بھی ہیں۔ستار محمد خان ونواب خان نام۔آپ کی عمر۵ بیساکھ ۱۹۵۰ء ب کی پیدائش کے مطابق اس وقت بیالیس سال کی ہے۔۲۰۔ **قاضی محمد خلیل ہیڈ ماسٹر** ۔آپ کے جدامجد قاضی مولانا صاحب دولمیال ضلع جہلم سے اس علاقہ میں آئے۔ان کی چوتھی پشت میں بعہد بادشاہ فرخ سیر و محمد شاہ، قاضی عبدالشکور بڑے پایہ کے بزرگ گذرے ہیں۔ان کی غیر مطبوعہ تصنیفات اور اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی کتب اب تک اس خاندان میں موجود ہیں۔ ان کے فرزند قاضی رحمت اللہ بھی اپنے باپ کی طرح اہل علم و فضل بزرگ تھے۔وہ محمد شاہ بادشاہ کے زمانہ میں رنگلہ میں موجود تھے۔قاضی رحمت اللہ کی چھٹی پشت میں قاضی محمد اسماعیل ہیں۔جن کے کتب خانہ میں ان کے آباؤ اجداد کی کتابیں محفوظ ہیں۔مارچ ۱۹۳۵ء مطابق یکم ماگھ ۱۹۹۱ء ب میں آپ انتقال فرما گئے۔آپ اپنے علاقہ کے مشہور قاضی اور شاہی انعام یافتہ تھے۔

دینیات کا علم آپ نے ہندوستان میں حاصل کیا۔خواجہ محمد اکرم شاہ چشتی سجادہ نشین کی خدمت میں کچھ عرصہ رہ کر علم تصوف سے بھی فیض یاب ہوئے۔علم کی اشاعت میں ہمیشہ کوشاں رہے۔اپنے گاؤں رنگلہ میں بڑی جدوجہد کے بعد ۱۹۶۶ء ب میں ایک پرائمری مدرسہ جاری کرایا۔جو آج تک قائم ہے سرکل کمیٹی پنچایت جس کو سو روپیہ تک دیوانی مقدمات کی سماعت اور فوجی مقدمات فوجداری کے اختیارات تھے سکریٹری تھے۔اپنے فرائض منصبی کو آپ نے اس خوبی سے انجام دیا کہ آنریبل ریذیڈنٹ بہادر نے ایک سنہری سند اور چاندی کی ایک گھڑی عنایت فرمائی۔جس پر Presedent Qazi Mohd Ismail for valuable service poonch کے الفاظ کندہ تھے۔

سرکار پونچھ نے بھی احسن خدمات کے عوض سند عطا کی اور فوجی خدمات کے صلہ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

میں سرکار نے آپ کو ۱۰ کنال ۷ امرلہ زمین نوتوڑ کی اجازت عطا فرمائی۔

غرض آپ اپنے علاقہ کے مشہور قاضی اور شاہی انعام یافتہ بزرگ تھے۔ آپ کے تین فرزند ہیں۔ قاضی محمد خلیل، مولوی عبدالمجید، منشی محمد اسحاق، تینوں محکمہ تعلیم میں ملازم ہیں۔ جن میں قاضی محمد خلیل جو ۶ ہاڑ ۱۹۶۶ء اب کی پیدائش کے مطابق اس وقت ۲۷ سال کے نوجوان ہیں۔ اینگوورنیکلر مڈل سکول دھیر کوٹ کے ہیڈ ماسٹر ہیں۔ ماسٹر محمد عالم و ماسٹر محمد حیات مدرس چوہڑ کا بھی اسی اہل علم خاندان سے تعلق ہے۔ اس خاندان میں نوے فیصدی لکھے پڑھے موجود ہیں۔

پونچھ میں اعوان قوم کی آبادی پندرہ ہزار بلکہ اگر بدھن قوم کو بھی شامل کرلیا جائے۔ تو آبادی ۱۹ سے ۲۰ ہزار تک ہوگی۔ اپنی قوم کے علاوہ سدھن وغیرہ اقوام سے ان کے رشتے ناطے ہوتے ہیں۔ قوم بینس کے ساتھ بھی اس کی رشتہ داری دیر تک رہی ہے۔ یہ قوم زراعت پیشہ ہے۔ اس میں تحصیل باغ سمیت دس بارہ نمبردار بھی ہیں۔

پونچھ میں کم علمی بلکہ لاعلمی عام تھی۔ ہر تحصیل اور تحصیل کے ہر موضع میں جہالت وظلمت کا دور دورہ رہا ہے۔ اور اب بھی ہے۔ اس لئے اس علاقہ میں مسلمانوں کی تمام اقوام کی طرح اعوانوں میں بھی تعلیمی و تمدنی و قدنی احساس کا فقدان پایا جاتا ہے۔ البتہ چند سال سے ماسٹر حسام الدین، قاضی محمد خلیل اور دیگر دردمند اعوان اصحاب کی ناصحانہ کوششوں نے اس قوم کو نیک و بد سوچنے اور سمجھنے کی کچھ تمیز عطا کردی ہے۔

ایک بات اس قوم میں بہ نسبت دیگر اقوام کے قابل تعریف پائی گئی ہے۔ یعنی ہر چند کہ یہ قوم پنجاب اور کوہستان نمک میں ایک طاقتور قوم شمار ہوتی رہی ہے۔ اور اب میانوالی اور بھکر اور عیسیٰ خیل میں اس کے نامور خاندان نیم آزادانہ حکومت کررہے ہیں۔ لیکن اس قوم نے صرف "پدرم سلطان بود" ہی کو اپنا وظیفہ نہیں بنایا۔ بلکہ زمینداری پیشہ ہوتے ہوئے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

دستکاری اور صنعت وحرفت کے کاموں میں بڑی دلچسپی لی ہے۔ چنانچہ اس قوم میں اس وقت جہاں کئی معزز اہل قلم ہیں۔ صاحب رسوخ ہیں۔ صاحب دولت ہیں۔ اعلیٰ زمیندار ہیں۔ وہاں کئی آرہ کش، ترکھان، پٹوباف، درزی اور معمار اور مستری بھی پائے جاتے ہیں۔ جو قوم اپنے اسلاف پر فخر تو کرتی ہے۔ لیکن ان کے ارشادات واقوال پر عمل نہیں کرتی۔ اور جو قوم ملک کی سب سے بڑی صنعت وحرفت اور تجارت و دستکاری سے غافل ہے۔ اور وہ اپنی جہالت ونافہمی کی وجہ سے ان کو برا سمجھتی ہے۔ خوب یاد رکھو وہ قوم آج نہیں تو کل اور کل نہیں تو پرسوں ڈوب کر بلکہ نابود ہو کر رہے گی۔

اولاد حاجی الٰہ یار خان۔ علاقہ دھمنی تحصیل سدھنتی میں جو اعوان آباد ہیں۔ ان کے بزرگ حاجی الٰہ یار خان تھے جو عون شاہ کے فرزند مزمل علی کلگان کی اولاد سے تھے۔ ان کا پنجاب میں اعوان کاری تھا۔ وہ اپنی بی بی سمیت حج کو گئے اور سات سال مکہ اور مدینہ میں رہے۔ وہاں دو فرزند پیدا ہوئے تھے وہ وہیں انتقال کر گئے۔ واپسی پر جب وطن آئے تو ایک اور لڑکا پیدا ہوا۔ جس کا نام محمد شفیع رکھا گیا۔

چونکہ سات سال تک وطن سے باہر رہنے کی وجہ سے طبیعت سیلانی ہو چکی تھی۔ اس لئے ایک جگہ قیام نہ کر سکے۔ آخری وطن سے ہجرت کی۔ اور حاجن صاحبہ کے ہمراہ مظفر آباد کے علاوہ میں آگئے۔ جہاں ان کو کالو خان نام ایک کھکھہ بزرگ سکنہ لواسی نے اپنے ہاں جگہ دی۔

حاجی الٰہ یار خان اور ان کی بیوی صاحبہ نے لواسی ہی میں انتقال کیا۔ اس وقت ان کا فرزند محمد شفیع خان جوان ہو چکا تھا۔ کالو خان کو بھی اس سے یک گونہ محبت ہو چکی تھی۔ اس نے اس کی دل بستگی کے لئے اپنی لڑکی کی اس سے شادی کر دی۔ جس سے دولڑ کے سلطان محمد عظیم خان و محمد عظیم خان پیدا ہوئے اور ان دونوں بھائیوں کی شادیاں بھی اس موضع ہی میں

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہو گئیں۔

محمد عظیم خان کا صرف ایک فرزند محمد زمان خان تھا۔ جو صوفی صاحب کے نام سے زیادہ مشہور تھا۔ سلطان محمد خان کے چھ فرزند حسب ذیل تھے۔ دین محمد خان فتح محمد خان۔ فقیر محمد خان، نیاز محمد خان، گل محمد خان، فیض طلب خان۔

دونوں بھائی یعنی سلطان محمد خان اور محمد عظیم خان اپنے اہل وعیال سمیت لواسی سے ترک وطن کر کے پونچھ کی تحصیل باغ کے علاوہ میں چلے آئے۔ اور مقامات ذیل میں انہوں نے سکونت اختیار کی۔

دین محمد خان تو بھوٹھہ بھائیاں کے موضع میں آباد ہو گیا۔ اس کا ایک ہی فرزند وزیر خان تھا۔ اور اس کی لاولدی نے دین محمد خان کی اولاد کا خاتمہ کر دیا۔

فتح محمد خان، گل محمد خان اور محمد زمان خان تحصیل سدھنتی کے علاقہ پرل کے مواضعات چھپڑ واقعہ دھمنی تراآڑ، کھائیگالہ اور پڑکوٹ میں آباد ہو گئے۔ فتح محمد خان کے تین فرزند تھے۔ محمد موسیٰ خان، بیر محمد خان، فضل دین خان، محمد سوسیٰ خان کے چار فرزند ہیں اور چاروں حیات اور صاحب اولاد ہیں۔ ان کے نام یہ ہیں۔ بہادر علی خان، دلاور خان، شہاب الدین خان، فیروز الدین خان۔

سلطان محمد خان کے باقی فرزندوں میں نیاز محمد خان موضع ڈھل میں آباد ہو گیا۔ کالا خان جو کشمیر پولیس میں ملازم ہے اسی کی اولاد سے ہے۔ سلطان محمد خان کا چھٹا فرزند فیض طلب خان مہاراجہ جموں و کشمیر کی فوج میں ملازم تھا۔ لیکن وہ ملازم ہو کر پھر وطن میں واپس نہیں آیا۔ اور نہ اس کی برادری والوں کو اس کے جینے مرنے کا کوئی علم ہے۔

محمد موسیٰ خان کے فرزندوں میں بہادر علی خان لائق اور مدبر اور برادری میں سر کردہ ہیں۔ ان کے تین بیٹے ہیں۔ علی اکبر خان، علی اصغر خان، محمد رفیق خان۔ ان میں ماسٹر علی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اصغر خان جو میٹریکیولیشن تک تعلیم یافتہ ہیں۔ اے وی مڈل سکول راولاکوٹ میں ٹیچر ہیں۔ دلاور خان کے سات فرزندوں میں گل شیر خان ایم ٹی کمپنی بنگلور میں درجہ اول کا موٹر ڈرائیور ہے۔

محمد شفیع خان کے فرزند محمد عظیم خان کی اولاد سے ماسٹر الف دین خان فن خیاطی میں ماہر سمجھا جاتا ہے۔

حاجی الہہ یار خان کی اولاد و ذریات کے پاس کافی اراضیات بطور حق اسامی موجود ہیں۔ پیشہ ان کا زراعت ہے۔ چند ایک خیاطی کا کام کرتے ہیں۔ چند ایک برطانوی افواج میں ملازم ہے۔

اس برادری میں سلطان محمد خان کے فرزند فتح محمد خان کی اولاد کو کار بیگار معاف ہے۔ چنانچہ حاکم اعلیٰ صاحب پونچھ کے محکمہ کی جو سند اس بارہ میں ان لوگوں کے پاس ہے اس کی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔

از محکمہ حاکم اعلیٰ صاحب پونچھ

درخواست فیروزالدین وغیرہ پسران موسیٰ خان قوم آوان سکنہ دھمنی تحصیل سدہنتی۔

۳۸۱ ۷ بمراد معافی کار بیگار

مہر محکمہ حاکم اعلیٰ صاحب
دستخط نصیرالدین گورنر پونچھ

فیروزالدین اعوان سکنہ دھمنی

تم کو بشمول برادران بہادر علی و دلاور شہاب الدین کار بیگار بمنشاے حکم جناب وزیر صاحب بہادر پونچھ مورخہ ۱۳ مگھر ۱۹۶۳ب نمبری ۵۲۴ معاف کی گئی ہے۔ لہذا پروانہ ہذا

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

تم کو بطور سند کے دیا جاتا ہے۔ تحصیلدار صاحب کو علیحدہ لکھا گیا ہے۔ تحریر ۴ امگھر ۱۹۶۳ب۔

بندوبست پونچھ یہ برادری اعوان کے نام سے کاغذات مال میں درج ہو چکی ہے۔

اور پونچھ کی موجودہ اقوام بندی کے مطابق یہ برادری زراعت پیشہ اقوام میں شمار ہوتی ہے۔

اس برادری کے افراد کی تعداد قریباً ایک سو تک ہے۔ جو سب حاجی الہ یار خان کی اولاد سے ہیں۔

☆☆☆☆

فصل دوم

تھکیال راجپوت

علاقہ تھکیالہ پڑاوہ کے حالات

اس کی سیاسی پوزیشن آبادی اور آمدنی۔ اس کے مشہور مقامات اور متفرق حالات

پڑاوہ تھکیالہ کا علاقہ جس کا سالانہ لگان کا ہچرائی اور کسٹم وغیرہ کی آمدنی کے علاوہ ۲۱۲۷۶ روپیہ ہے۔ مہاراجہ بہادر جموں وکشمیر کی طرف سے دس ہزار روپیہ سالانہ مستاجری کے عوض

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

راجہ صاحب پونچھ کے ماتحت ہے۔ ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے مطابق اس علاقہ کی آبادی ۲۳۹۴۴ نفوس پر مشتمل ہے۔ جن میں ۲۳۳۶۴ امرد اور ۱۱۵۸۰ عورتیں ہیں۔ اس علاقہ میں حسب ذیل ۲۴ دیہات ہیں۔ ڈبسی۔ لنجوٹ۔ بالاکوٹ۔ سندوٹ۔ بسونی۔ دھروتی۔ موہڑا۔ بنالہ۔ میرا۔ جندروٹ۔ یکنال۔ کھنڈہار۔ مجھان۔ پلانی، نچینی۔ سوبھ۔ دھرانی۔ رملوتہ، سلسوتہ۔ بہروتی۔ وتوٹ۔ ترکنڈی۔ متھرانی۔ منڈھیتر۔ گیارہ مواضعات میں دوبیمال قوم اور ۹ میں تھکیال قوم اور ایک گاؤں میں بگیال قوم آباد ہے۔ جو بگ خان تھکیال کی اولاد سے ہے۔ دوبیمال۔ تھکیال اور بگیال اقوام کے علاوہ ان دیہات میں گوجر ملک اور جولاہا وغیرہ اقوام بھی بہ حیثیت مزارعہ آباد ہیں۔ باقی تین دیہات میں ہندو قوم بگھیال کی اکثریت ہے۔ بلکہ نمبرداری بھی اسی قوم کے پاس ہے۔

پولیس سٹیشن دھروتی سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر علاقہ زیریں موضوع موہڑہ واقعہ ہے۔ یہاں سائیں کملا صاحب کا مقبرہ ہے۔ یہ مقبرہ پہلے بمقام دہڑہ واقعہ میرا میں تھا۔ جو کھنڈیل پہاڑی کے متصل ہے۔ آج چوتھائی صدی (۲۵ سال) پیشتر کا ذکر ہے۔ ان کی صاحبزادی جو نہایت عابدہ زاہدہ تھی اور جس نے تمام عمر شادی نہیں کی عدالت کا حکم لے کر سائیں صاحب کے غیبی اشارہ کے مطابق اس کی نعش موہڑہ میں لے آئی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ۲۵ سال کے بعد بھی نعش ہر قسم کی آلائش سے پاک تھی۔ بلکہ ۲۵ سال کے بعد ان کا جنازہ دوبارہ پڑھا گیا۔

امانت کی طرح رکھا زمین نے روز محشر تک ۔۔۔ نہ اک تار کفن ٹوٹا نہ اک موئے بدن بگڑا

ان کی صاحبزادی کی قبر بھی ان کے پہلو ہی میں ہے۔ اس مزار کے سجادہ نشین مہتمم اس وقت صاحبزادہ محمد سعید نوشاہی اور میاں قاسم ودتاؤ کالا ہیں۔ آخر الذکر ہر سہ اصحاب سائیں کملا کی اولاد سے ہیں۔ سائیں کملا صاحب کی ایک بالکی مائی طوطی کے نام سے تھی۔ وہ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

۱۹۸۸ءب کے ایام شورش میں انتقال کر گئی۔ اس کا مقبرہ پختہ بنوایا گیا ہے۔ جو موضع بنڈلی تحصیل کوٹلی ضلع میرپور میں متصل موٹر روڈ واقعہ ہے۔

موضع ٹنگل جوگیاں، داخلی کھنڈہار میں سائیں فتو صاحب سائیں کملا صاحب کے ہمعصر گذرے ہیں۔ وہ موضع نتیکہ پنجگرائیں راجوری کے علاقہ سے آئے اور کھنڈار کے سرسبز وشاداب خطہ نے ان کو واپس نہ جانے دیا۔ دونوں بزرگوں میں اکثر ملاقات ہوتی رہتی تھی۔ سائیں فتو صاحب گھڈ گوجران تحصیل کوٹلی میں دفن ہیں۔ اور خوش اعتقاد لوگ ان کے مزار پر اکثر آتے رہتے ہیں۔ اس مزار کی سجادگی پر سائیں کالو صاحب کی اولاد قابض ہے۔ جس میں سے سائیں سید محمد قابل ذکر ہستی ہیں۔

کھنڈآر اور کریلہ کی پہاڑی جس کا نام کھنڈیل ہے۔ چیڑ کے سرسبز درختوں سے لدی ہوئی ہے۔ اس پہاڑی کا سلسلہ پونچھ کے قدرتی اسپتال تتہ پانی سے شروع ہوتا ہے۔ اور سردار فتح محمد خان ممبر اسمبلی جموں وکشمیر ساکنہ کریلہ کے گھر کے پاس ختم ہو جاتا ہے۔ یہ پہاڑی قریباً سات میل لمبی ہے۔ اس کی چوٹیاں مغیاروں کی طرح دور دور سے نظر آتی ہیں پیرنسور، خالی پیر اور ماتا رنجیٹی کے استھان اسی پہاڑی پر ہیں۔ جن کا ہندو لوگ بڑا ادب کرتے ہیں۔ خالی پیر کی نشست گاہ کے پاس ایک تالاب بھی ہے۔ اس مقام پر دو قسم کی گھاس ہوتی ہے۔ ایک مال مویشی کے لئے۔ دوسری گھاس کا نام ببڑ ہے۔ اسکی رسیاں بنائی جاتی ہیں جو چارپائیاں بننے کے کام آتی ہیں۔ اس پہاڑی میں ہرن جن کوران کہتے ہیں بکریوں کے ریوڑ کی طرح پھرتے رہتے ہیں۔ چونکہ یہ جگہ بہت سرد ہے۔ اس لئے موسم گرما میں ڈھوکوں کا کام بھی اس سے لیا جاتا ہے۔ کھوئی رٹہ موٹر روڈ اس پہاڑی سے صرف دس میل کے فاصلہ پر ہے۔

موضع کھنڈار و کریلہ میں جا بجا زمین کی رنگت سیاہی مائل ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

علاقہ میں پھٹکڑی، گندھک، سرمہ، لوہا، تانبا کی کان موجود ہے۔ بلکہ کسی زمانہ میں کھنڈاری لوہا مشہور تھا۔ لیکن جب سستا لوہا باہر سے آنے لگا تو اس لوہے کا رواج جس پر زیادہ محنت ولاگت آتی تھی۔ جاتا رہا۔

اس علاقہ کے باشندے مضبوط، تندرست اور توانا ہیں۔ جس طرح یہاں غربت وافلاس کی کثرت ہے۔ اسی شدت سے حسن خداداد بھی یہاں بکثرت ہے۔ مفلسی اور سادگی میں یہاں گل حسن کی وہ بہار ہے۔ اور اس قدر بسیار ہے کہ دامان نگاہ اس کو سمیٹنے سے عاجز ہے۔

علاقہ تھکیالہ وپڑاوہ میں تھکیالوں اور دومالوں کے علاوہ جن کی باہمی رشتہ داریوں نے ان دونوں قوموں کو متحد کر رکھا ہے۔ مسلمانوں کی چند اور اقوام بھی آباد ہیں۔ لیکن ان کی حیثیت بالعموم مزارعہ سے زیادہ نہیں۔ برہمن وغیرہ ہندو اقوام بھی موجود ہیں۔ جو زمیندارہ اور ساہوکارہ دونوں کام کرتی ہیں۔

تھکیال

''تھکیال راجپوتوں کے حالات'' سے جو علاقہ تھکیالہ پڑاوہ سے دستیاب ہوئے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم کے بزرگوں کا خاندانی تعلق راجگان اجودھیا سے تھا۔ اسی خاندان میں ایک راجہ تھکیال کے نام سے گزرا ہے۔ راجپوتوں کی یہ شاخ جو سورج بنسی سلسلہ سے تعلق رکھتی تھی۔ اسی راجہ کے نام پر تھکیال کہلائی۔ اور آج بھی جبکہ اس زمانہ کو ہزارہا سال گذر چکے ہیں یہ قوم تھکیال ہی کے نام سے موسوم ہے۔

راجہ تھکیال کی اولاد سے کئی پشتوں کے بعد ایک راجکمار جوتھر سنگھ تھکیال کے نام سے مشہور تھا۔ انقلاب زمانہ اور گردش فلکی کی وجہ سے ترک وطن پر مجبور ہو جاتا ہے۔ وہ ایک

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

مہاجر کی حیثیت سے وطن کے درودیوار پر حسرت سے نظر ڈال کر ایک طویل مسافت اور بے پایاں تکالیف کے بعد دہلی پنجاب اور کوہستان جموں سے ہوتا ہوا اس سرزمین میں داخل ہوتا ہے۔ جو آج بھمبر کے نام سے صوبہ جموں کے ضلع میرپور کی ایک مشہور تحصیل ہے۔

جس زمانہ کا ہم ذکر کرتے ہیں۔ اس زمانہ میں ہندوستان کی وسیع مملکت مسلمان بادشاہوں کے زیر نگین تھی۔ یا کم سے کم ہندوستان کے بہت بڑے حصہ پر ان کا اقتدار قائم تھا۔ اس زمانہ میں بھمبر اپنی ہمسایہ ریاستوں راجوری وغیرہ کی طرح ایک خودمختار ریاست تھی۔ اور اس وقت یہاں تھکیال قوم کے ہندو راجپوت راجے صاحب تاج وتخت تھے اور تھکیالوں کا آخری راجہ سری پت اپنے وسیع علاقہ میں عدل وانصاف اور دبدبہ وشوکت کے ساتھ داد حکمرانی دے رہا تھا۔

اسی زمانہ میں راجگان کانگڑہ کا ایک راجکمار کانگڑہ کے دشوار گذار پہاڑوں کو طے کرتا ہوا جموں کی سنگلاخ زمین میں داخل ہوا۔ مصنف تاریخ چبال لکھتا ہے۔ ''وہ ملک گیری کی خاطر اس علاقہ میں داخل ہوا جس کو اب بھمبر کہتے ہیں۔'' لیکن مصنف مذکور اس کی جمعیت صرف اس کے بیٹے اور چند نوکر بتاتا ہے۔

تاریخ راجپوتان پنجاب کے مصنف نے بھی جلد اول کے صفحہ ۴۹۴ پر لکھا ہے۔ کہ وہ ملک گیری کی نیت سے اپنے وطن سے نکلا۔ اور کچھ عرصہ کے بعد نواح جہلم میں اس نے کئی دیہات پر قبضہ کرلیا۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ ملک گیری کے لئے نہیں بلکہ انقلاب روزگار کے ہاتھوں تنگ آکر سر چھپانے کے لئے کوئی جائے پناہ تلاش کررہا تھا۔ جیسا کہ آئندہ کی چند سطور سے واضح ہوگا۔

تاریخ چبال کا مصنف اس راجکمار کا نام نراین چند بتاتا ہے۔ اور اس کے بیٹوں کی تفصیل حسب ذیل لکھتا ہے۔ (۱) چپ چند (۲) دھروچند (۳) امبوچند (۴) اجے چند۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

مصنف تاریخ راجپوتان پنجاب اس راجکمار کا نام پرتاپ چند اور اس کے فرزندوں کا نام چپ چند و کھڑک چند لکھتا ہے۔ اور پرتاپ چند کے باپ کے نام راجہ میگھ چند بتا تا ہے۔ یا بہ الفاظ دیگر وہ نراین چند کو میگھ چند کی نسل میں شمار ہی نہیں کرتا۔

مغلورہ بھمبر سے چار میل مشرق کی طرف سے ایک قدیم موضع ہے۔ مصنف تاریخ چبال لکھتا ہے۔ کہ ''نراین چند نے وہاں مسافروں کی طرح ڈیرا جمایا۔ اور اپنے ایک نوکر کو ایک قیمتی زیور اس غرض سے دیا کہ وہ اس کو بیچ کر کچھ تو خورد نوش کا سامان لائے۔ اور بقیہ نقد روپے ہمراہ لیتا آئے۔ زیور چونکہ بہت قیمتی تھا اس لئے کسی دوکاندار کو اس کے خریدنے کی ہمت نہ پڑی اور سب نے یہی کہا کہ راجاؤں کا زیور راجاؤں ہی کے لائق ہوتا ہے۔ آخر اس واقعہ کی خبر راجہ سری پت تک بھی پہنچی۔ اُس نے زیور بیچنے والے آدمی کو بلوایا۔ زیور کی قیمت نقد ادا کر دی۔ اور اس خیال سے کہ زیور فروخت کرنے والا ضرور کوئی امیر اور خاندانی آدمی ہوگا۔ نراین چند کو اپنے ہاں مدعو کر کے سرکاری مہمان بنالیا۔''

تاریخ چبال کے مصنف نے جو کچھ لکھا ہے۔ اسی قسم کے خیالات تھکیالہ پڑاوہ اور دیگر مقامات کے تھکیالوں میں پائے جاتے ہیں۔ لیکن اس قدر سوچنے کی کسی نے تکلیف گوارا نہیں کی کہ جب یہ بھی تسلیم کیا جاتا ہے کہ راجہ اپنے وطن سے ملک گیری کے ارادہ سے نکلا اور اس نے نواح جہلم میں کچھ فتوحات بھی حاصل کر لیں۔ تو آخر اس کی فوج دفعتاً کہاں غائب ہوگئی۔ کہ بھمبر کی سرزمین میں داخل ہوتے ہی وہ عام مسافروں کی طرح روپیہ پیسہ سے تہی دست ہو کر زیور بیچنے پر مجبور ہو گیا۔ بھمبر سے چار میل کے فاصلہ پر غیر ملک کا ایک راجہ جو فتوحات کا سیلاب بہاتا چلا آتا ہے۔ مقیم ہوتا ہے۔ اور بھمبر کا راجہ اپنے ایک ہمعصر فاتح راجہ کی آمد سے قطعاً بے خبر رہتا ہے۔ کیا یہ ممکن ہے؟

ہمارا مطلب یہ ہے کہ راجہ پرتاپ چند ملک گیری کے ارادہ سے نہیں بلکہ سیاسی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

انقلاب کی بدولت اپنے وطن سے باہر نکلا تھا۔ چنانچہ اس کا ثبوت ''تاریخ مسلم راجپوتان پنجاب[1] و ہند'' کے مسودہ سے بھی ملتا ہے۔ جس میں لکھا ہے کہ ''چبوں کا مورث اعلیٰ چب چند[2] اپنے بھائی اودے چند سے لڑکر اور ترک وطن کر کے بھمبر ریاست جموں میں آ کر آباد ہو گیا۔''

نیز مشرقی اخلاق اس بات کو بھی تسلیم کرنے سے قاصر ہے کہ ایک مقامی راجہ ایک غریب الوطن راجہ کا زیور خرید کر اس کو اپنا مہمان بنائے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ جب راجہ سری پت نے زیور بیچنے والے سے زیور اور راجہ پرتاپ چند کے قیام مسافرانہ کی کیفیت سنی ہو۔ تو زیور واپس کر کے اس کو اپنا مہمان بنالیا ہو۔

غرض جب راجہ سری پت کو پرتاپ چند کی خاندانی وجاہت و شرافت کا یقین ہو گیا اور اس کے بڑے فرزند چب چند میں اُس نے نجابت و شجاعت اور اقبال مندی کے آثار بھی دیکھے تو کچھ عرصہ کے بعد چب چند کیساتھ اس نے اپنی اکلوتی بیٹی کی (راجہ سری پت اولاد نرینہ سے محروم تھا) شادی کر دی۔ راجہ سری پت کی موجودگی ہی میں چب چند نے اپنے طرز عمل اور اپنے حسن تدبر سے بہت کچھ ہر دلعزیزی حاصل کر لی تھی۔ سری پت کی وفات کے بعد جب کوئی نرینہ جانشین نہ رہا۔ تو راجہ کے ورثاء نے ملک کی حکومت پر قبضہ جمانے کے لئے ہاتھ پاؤں مارے۔ مگر چب چند کی ہر دلعزیزی کے سامنے تھکیالوں کی کوئی پیش نہ گئی۔ آخر چب چند جو راجہ سری پت کی راجدھانی میں اپنے باپ کے ہمراہ پہلے ایک مسافر اور پھر ایک مہمان کی حیثیت سے آیا تھا۔ تمام علاقہ کا راجہ تسلیم کر لیا گیا۔ چب راجپوت اسی چب

---

[1] یہ تاریخ سلسلہ وار اخبار مسلم راجپوت امرت سر میں شائع ہو رہی ہے۔ اس کے مصنف محمد افضل خان صاحب سید مسلم راجپوت ہیں۔ مندرجہ بالا سطور ۲۳ ر اکتوبر ۱۹۳۴ء کے مسلم راجپوت میں درج ہے۔

[2] چیون کا مورث اعلیٰ بے شک چب چند ہی ہے۔ لیکن یہ اپنے باپ کے ہمراہ اپنے بھائیوں سمیت بھمبر آیا تھا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

چند کی اولاد سے ہیں۔

خدا کے دین کا موسیٰ سے پوچھیے احوال　　کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری مل جائے

تھکیالوں کے ہاتھ سے ان کا ملک جس پر وہ صدیوں سے حکمران تھے۔ اس طرح ایک غیر قوم میں چلا جائے اور وہ خاموش بیٹھے رہیں۔ یہ ناممکن سی بات تھی۔ اس لئے کو تھکیال بظاہر ہر دب گئے تھے لیکن راجہ چپ چند سے ان کی مخالفت وعداوت بدستور قائم تھی۔ اور اس کے علمی اظہار میں کہیں کہیں شورش و بدامنی بھی ہو جایا کرتی تھی۔

راجہ چپ چند کے لئے جب تک تھکیالوں کا قلع قمع نہ ہو جائے۔ آرام سے حکومت کرنا نامحال تھا۔ اس نے ان کے سرکردہ لیڈروں کو ٹھکانے لگانے کے لئے شاہی پیمانہ پر ایک دعوت کا انتظام کیا۔ وہ بے خبر دوڑے چلے آئے۔ جب سب لوگ جمع ہو گئے۔ تو راجہ نے ان کے قتل عام کا حکم دے دیا۔ اور ایک قول کے مطابق زہر آلود کھانا کھلا کر سب کا خاتمہ کر دیا۔

سردار کی موت یا شکست کے بعد فوج کے پاؤں کہاں قائم رہ سکتے ہیں۔ چنانچہ اپنے سرکردہ رہنماؤں کے واقعہ قتل کے بعد بہت سے تھکیالوں نے معافیاں مانگ کر اپنی جان بچائی۔ اور کئی تھکیال جان اور آبرو بچا کر اس علاقہ میں چلے گئے۔ جس کو اب تھکیالہ کہتے ہیں۔ اور جو انہی کے نام پر مشہور اور آباد ہے۔ چپ چند کی اولاد سے چھ راجے تو ہندو ہی رہے۔ ساتویں راجہ کا نام راجہ دھرم چند تھا۔ اس زمانہ میں ہندوستان پر لودھی افغانوں کا پرچم لہرا رہا تھا۔ اور ابراہیم لودی بادشاہ تھا۔ اسی بادشاہ کو بابر نے ۹۳۱ھ میں جس کو آج قریباً سوا چار سال کا عرصہ ہوتا ہے۔ شکست دے کر ہندوستان میں مغلوں کی حکومت قائم کر دی تھی۔

اس راجہ کے زمانہ تک تھکیالوں کی کچھ نہ کچھ اہمیت قائم تھی۔ چنانچہ دھرم چند نے ان سے رابطہ اتحاد بڑھانے کے لئے اپنی ایک شادی تھکیال راجپوتوں کے ہاں بھی کی تھی اور یہ رانی، رانی تھکیال کے نام سے موسوم تھی۔ بھمبر کے جنوب میں تین میل کے فاصلہ پر رانی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کے نام سے جو کنواں مشہور ہے۔ وہ اسی تھکیال رانی ہی کا بنوایا ہوا ہے۔

فتوحات بابر شاہی سے کچھ عرصہ قبل راجہ دھرم چند جبکہ وہ ابراہیم لودہی کی دعوت پر اس کے معالج کی حیثیت سے دہلی میں مقیم تھا۔ اسلام[1] قبول کر چکا تھا۔ اور اس کا نام دھرم چند کی بجائے شاداب خان تھا۔ جو غلط العام ہو کر شادی خان کے نام سے مشہور رہا۔

راجہ شاداب خان دہلی سے واپس آ رہا تھا۔ کہ بھمبر کے نزدیک ہی اس کے ایک دشمن ہیبت قندہاری سے جو اس کے تعاقب کر رہا تھا۔ اس کا مقابلہ ہو گیا۔ اور دونوں باہمی لڑائی میں چور ہو کر مر گئے۔ ہیبت قندہاری کی قبر پیر قندہاری کے نام سے فتح پور میں ہے اور شاداب خان عرف شادی خان کی قبر بادشادی شہید کے نام سے آدھی ڈھک پر ہے۔ اور دونوں قبریں مرجع خلائق ہیں۔ رانی تھکیال نے اسلام قبول نہیں کیا۔ لیکن اس علاقہ کے ہندو اور مسلمان اس واقعہ کو بالکل صحیح تصور کرتے ہیں کہ رانی نے راجہ کی قبر کے پاس جا کر التجا کی کہ اگر میں پتی برتا ہوں تو اپنے پاس مجھے بھی جگہ دیجئے۔ چنانچہ قبر اسی وقت پھٹ گئی اور رانی اس میں سما گئی۔

یوں دفن میرے ساتھ دل بیقرار ہو　　　چھوٹا سا اک مزار کے اندر مزار ہو

تھکیال اور چب راجاؤں کے محلات و مکانات اسی پہاڑی (آدھی ڈھک) پر تھے۔ رعایا جھنگر نام کے ایک قصبہ میں رہتی تھی جو مزار بادشادی شہید سے شمال کی جانب

---

[1] اس کے قبول اسلام پر مصنف تاریخ چبال نے بادشاہ دہلی (ابراہیم لودی) پر بہت لے دے کی ہے۔ مصنف تاریخ راجپوتان پنجاب لکھتے ہیں کہ چب راجگان اکبر کے زمانہ میں اور اس کے بعد مسلمان ہوئے۔ صرف علاقہ نوشہرہ دیوا وٹالہ میں چند گھر ہندو چبوں کے موجود ہیں۔ تھکیالوں میں بھی راجہ دھرم چند کے قبول اسلام پر حیرت انگیز داستانیں مشہور ہیں اور مصنف تاریخ چبال نے بھی ان محیّر العقول داستانوں کو دہرایا ہے۔ "تاریخ اقوام قلمرو جموں" میں جب ہم چب اقوام کا ذکر کریں گے تو ان دلچسپ داستانوں کی تنقید ذوق تاریخ رکھنے والوں کو بہت لطف دیگی۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

دواڑھائی میل کے فاصلہ پر تھا لیکن اب جہاں صرف چند کھنڈر ہی اس کی موجودگی کا پتہ دے رہے ہیں۔

علاقہ بھمبر کے مہاجر و جلاوطن تھکیالوں میں جو چب چند کے خوف سے راجوری سے ہوتے ہوئے تھکیالہ کے علاقہ میں چلے گئے تھے۔ راجہ رستم دیو تھکیال جوان سب کا سرکردہ تھا۔ ایک نامور ہستی گذرا ہے۔ ''تھکیال راجپوتوں کے حالات'' سے واضح ہوتا ہے۔ کہ یہ جماعت تیرہویں صدی عیسوی میں بھمبر سے نکلتی ہے اور اس کے ساتھ ہی جب تاریخ ہمیں یہ بتاتی ہے کہ چب چند کی ساتوں پشت میں دھرم چند بزمانہ سلطان ابراہیم لودہی ۹۳۱ھ مسلمان ہوتا ہے۔ تو بھمبر سے تھکیالوں کی جلاوطنی اور تھکیالہ میں ان کے قیام کا زمانہ جس کو آج ۱۳۵۴ھ یا ۱۹۳۶ء میں ساڑھے چھ سو سال کا عرصہ گذرتا ہے۔ درست معلوم ہوتا ہے۔

راجہ رسم دیو کے متعلق تھکیال راجپوتوں میں فوق العادت کہانیاں مشہور ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے ایک راشک (دیو) کو جو بڑا موذی تھا اور ایک بڑھیا کے چھ فرزندوں کو ہلاک کرنے کے بعد اب ساتویں کی ہلاکت کے درپے تھا۔ ایک لڑائی میں واصل بہ جہنم کیا۔ چنانچہ جس مقام پر راجہ اور راشک میں لڑائی کا امکان بتایا جاتا ہے۔ وہ جگہ راشک پنڈی کے نام سے اب تک موجود ہے۔

دھروتی میں ''ٹھاکر کھلی'' کے نام سے ایک جگہ مشہور ہے۔ کہا جاتا ہے کہ راجہ رسم دیو نے اپنے مکانات یہیں تعمیر کئے تھے۔ چنانچہ ان مکانات کے کھنڈر ابھی تک یہ بتا رہے ہیں۔

ابھی اس راہ سے کوئی گیا ہے　　کہے دیتی ہے شوخی نقش پا کی

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ رسم دیو پیر پنجال سے گزر کر سیاحت کشمیر میں قسمت آزمائی کا

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ارادہ بھی رکھتا تھا۔ لیکن درہ پر اسے ایک ولی کامل نے واپس جانے اور علاقہ تھکیالہ کی حکومت کا مژدہ سنایا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ تمہارے مقدر میں حکومت کے ساتھ اسلام کی دولت بھی لکھی ہے۔ راجہ رسم دیو فقیر کے ارشاد پر واپس آ گیا۔ کچھ عرصہ تک مقامی قوم جیٹرہ سے چھیڑ چھاڑ ہوتی رہی۔ چونکہ خود جمعیت کثیر رکھتا تھا اور وہ جمعیت درحقیقت ایک بے قاعدہ فوج تھی۔ اس لئے جلد تر ملحقہ علاقہ مہنڈر پر قابض ہو گیا۔ اور ولی کامل کی ایک پیشگوئی پوری ہونے کے بعد دوسری پیشگوئی اس نے خود ہی اسلام قبول کر کے اور مسلمان ہو کر پوری کر دی۔ اسلامی نام اس نے خود ہی رسم دیو سے رسم خان یا رسمی خان رکھا۔ راجہ رسمی خان کی قبر اب تک دھروتی میں موجود ہے اور جس طرح بھمبر کی چب قوم اپنے بزرگ بادہ شادی شہید کی قبر پر جاتی اور وہاں کئی رسومات ادا کرتی ہے۔ اسی طرح تھکیاں قوم کے افراد اپنے بزرگ راجہ رسمی خان کی قبر پر چڑھاوا چڑھاتے اور بچوں کی موتراشی کے مراسم ادا کرتے ہیں۔

راجہ رسمی خان کے چار بیٹے تھے جن میں سے سینگی خان کی اولاد حسب ذیل مقامات پر آباد ہے ا۔ ضلع مظفر آباد کشمیر ۲۔ موضع تھوب تحصیل باغ علاقہ پونچھ ۳۔ بھاراکھوہ ضلع راولپنڈی ۴۔ موضع ڈھنڈ سہتیاں تحصیل کوہ مری ضلع راولپنڈی ۵۔ موضع بانڈی دوتارہ تحصیل ایبٹ آباد ضلع ہزارہ ۶۔ گلیانہ تحصیل گوجر خان۔

راجہ رسمی خان کے ایک اور بیٹے کھنگی خان کی اولاد تھکیالہ کے علاوہ مہنڈر میں بھی ہے۔ سینگی خان اور کھنگی خان دونوں کی اولاد واحفاد تھکیاں کہلاتی ہے۔

دوسرے دو فرزندوں کی اولاد بھی تھکیال ہی ہے۔ لیکن ان میں کچھ نہ کچھ بزرگوں کا نام بھی شامل ہے۔ مثلاً بگ خان کی اولاد بگیال تھکیال کہلاتی ہے۔ راجہ رسمی خان کے سب سے چھوٹے لڑکے کا نام کالو خان تھا۔ اس کی اولاد بھی علاقہ مہنڈر کے بعض دیہات میں آباد ہے۔

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

تھکیال راجپوت انگریزی اضلاع اور علاقہ پونچھ کے علاوہ صوبہ جموں کے علاقہ چبال (موضع سرہوٹہ تحصیل کوٹلی) اور تحصیل رام پور راجوری میں بھی پائے جاتے ہیں۔ علاقہ تھکیالہ میں ۱۲ ایسے دیہات ہیں جن میں تھکیال راجپوت آباد ہیں۔ ان کی آبادی ان مواضعات میں چار ہزار نفوس پر مشتمل ہے اور یہ سب مالکان راضی ہیں۔ دوسری اقوام بطور مزارعہ آباد ہیں۔ علاقہ مہنڈر اور سوہرن میں اس قوم کے پانچ دیہات آباد ہیں۔ اور نمبردار بھی سب اسی قوم کے ہیں۔

یہ قوم خالص زراعت پیشہ ہے۔ چند افراد ملازم بھی ہیں۔ کئی ایک پنجاب وغیرہ ممالک میں جا کر محنت مزدوری پر بھی گذر اوقات کرتے ہیں۔ چند سرکردگان قوم کی سعی سے تجارت کا کچھ شوق بھی اس قوم میں پیدا ہو رہا ہے۔

چونکہ اس علاقہ میں مدارس کی تعداد کچھ زیادہ نہیں ہے۔ اس لئے تعلیمی حالت اس قوم کی کمزور ہے۔ گنتی کے چند ایک آدمی میٹرک تک تعلیم یافتہ ہیں۔ اس قوم کے رشتے ناطے راجہ چپ چند کی اولاد سے سالہا سال سے ہو رہے ہیں۔ اور رشتہ داریوں اور شادیوں اور لڑکوں اور لڑکیوں کا داد دستد فیما بین تا حال جاری ہے۔

ہندو تھکیالوں کی آبادی بہت کم ہے۔ چند تھکیال معززین کے خطوط سے معلوم ہوا ہے کہ ضلع ہزارہ اور صوبہ جموں کی تحصیل راجوری میں ہندو تھکیال کہیں کہیں موجود ہیں۔

تمام علاقہ پونچھ میں اس قوم کی آبادی دس بارہ ہزار کے قریب بتائی جاتی ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

مشاہیر قوم تھکیال راجپوت

(تحصیل مہنڈر کے دیہات میں)

تھکیالہ دھروتی۔(۱) اس موضع میں سردار دیوان خان نہایت ذی عزت ہستی تھی حکومت نے ان کو جاگیر اور انعامات دے کر نوازا۔ سردار محمد شیر خان ان ہی کے فرزند ہیں۔ جو علاقہ ہذا میں صاحب اقتدار۔ بارسوخ اور مشہور مہمان نواز ہیں۔ عرصہ تک سرکل کمیٹی کے صدر رہے۔ حکومت برطانیہ سے بصلہ حسن خدمات سنہری کرچ حاصل کی۔ سشن میں اسیسری کا اعزاز بھی انہیں حاصل ہے۔

(۲) مولوی نور محمد خان صرف عالم ہی نہیں بلکہ عالم باعمل بیان کئے جاتے ہیں۔

(۳) سردار شاہ ولی خان (۴) سردار نور محمد خان نمبرداران (۵) سیٹھ شیر محمد خان تاجر (۶) امیر محمد خان پنشنر۔ ایسے ہی باثر اصحاب کے دم سے اس علاقہ میں تھکیال راجپوتوں کا نام روشن ہے۔

موہڑہ۔(۱) سردار اللہ دتا خان نمبردار بھی ہیں اور تجارت میں بھی ان کی سرگرمیاں عوام کے لئے خضر راہ ثابت ہو رہی ہیں۔ پنچایت کمیٹی کے سکریٹری بھی رہ چکے ہیں۔(۲) منشی سیف علی خان مستعد نوجوان ہیں۔ محکمہ ریلوے لاہور میں معقول تنخواہ پر ملازم ہیں۔ قومی کاموں اور اخبارات سے خاصی دلچسپی رکھتے ہیں۔ ان کے والد کا نام سردار بھادوں خان تھا۔ اپنے حلقہ میں ذی عزت اور ہر دلعزیز تھے۔

(۳) نائک دوست محمد خان ولد فضل خان بمقام راولپنڈی افواج انگلشیہ میں ملازم ہیں اور نہایت ملنسار ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

(۴) سیر دار امیر خان۔ صاحب جائداد اور خیر خواہ خلق اللہ ہیں۔ منشی حسین علی خان جو نوجوان تعلیم یافتہ ہے ان ہی کا فرزند ہے۔

موضع بنہالہ۔(۱) سردار شاہ ولی خان (۲) سیف علی خان نمبرداران۔

موضع میرہ۔اس گاؤں میں سردار محمد اکبر خان ولد سردار احمد علی خان نامور بزرگ تھکیال قوم کے ہوئے ہیں۔ان کے کارنامے تھکیال ہسٹری میں آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں۔حکومت سے انہوں نے اپنے وقت میں جاگیر اور انعام حاصل کیا۔ان کے پوتے سردار محمد حسین خان اور ان کے برادرزادے اللہ دتا خان اس موضع میں نمبردار ہیں۔

جندروٹ۔(۱) سردار فقیر بخش خان نہایت شریف اور خدا دوست ہستی تھے اُن کی اولاد سے اُس وقت سردار علی اکبر خان بعہدہ نمبرداری موجود ہے، جو لکھا پڑھا بھی ہے۔آپ شورش ۸۸ب میں محبوس زندان ہو کر باعزت بری ہوئے۔قومی احساس رکھتے ہیں۔

(۲) مولوی محمد خان جن کی علمی دوستی اِس علاقے میں مشہور ہے۔عالم باعمل ہیں اور اپنے قیمتی وقت کو قومی کاموں میں صرف کرتے ہیں۔

ڈبسی۔(۱) اس موضع میں سردار غلام حسین خان بڑے زندہ دِل اور شاہانہ طمطراق کے مالک تھے۔اپنی سواری کے لئے اعلیٰ اور قیمتی گھوڑے رکھتے تھے۔باز اور دوسرے شکاری جانوروں کا بھی شوق تھا۔نمبردار بھی تھے۔جاگیردار بھی تھے۔معزز چب راجپوت خاندانوں سے اِس کی رشتہ داریاں تھیں، اُن کی اولاد سے سردار فرمان علی خان نوجوان تعلیم یافتہ نمبردار موجود ہے

(۲) سردار غلام محمد خان باوقار ہستی تھے۔سردار مختار خان انہی کی ذریات سے ہیں، جو پیر مرد۔ خلیق اور ملنسار ہیں۔

(۳) سردار عطا محمد خان بھی ایک باوقار ہستی ہیں۔اُن کا فرزند دوئم پولیس میں ملازم ہے۔

منجوٹ۔(۱) سردار ناظر خان (۲) سردار احمد علی خان (۳) سردار فقیر اللہ خان (۴) سردار

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

شیر احمد خان، اپنے اپنے زمانہ میں صاحب اثر بزرگ تھے۔ اِن کی اولاد واحفاد بھی باعزت زندگی بسر کررہی ہے۔ اِن میں قابل ذکر حسب ذیل ہیں، سردار موہتا خان وعنایت علی خان تاجران۔ سردار منصور خان۔ منشی محمد یعقوب خان، ومنشی غلام اعظم خان جوقلمرو جموں میں پٹواری ہیں۔ غلام حیدر خان، فتح شیر خان، عطا اللہ خان نمبردار ہیں۔ محمد حسین خان۔ لعل محمد خان۔ لعل محمد خان دوم۔ سخی محمد خان۔ فتح علی خان، محمد شیر خان۔ بہادر علی خان افواج انگلشیہ میں ملازم ہیں۔

بالاکوٹ:۔ اس موضع میں حسب ذیل قابل ذکر اصحاب ہیں۔ سردار ہاشم خان۔ سردار شیر محمد خان، خان محمد خان، منشی محمد شیر خان، شیر احمد خان نمبرداران، مسٹر اللہ دتا خان تاجر، مولوی فیروز خان، صلاح محمد خان پنشنر افواج انگلشیہ۔

سندوٹ:۔ سردار دیوان علی خان۔ سردار کالا خان نمبرداران دیہہ منشی فتح عالم خان، ولی شیر خان۔ محمد شیر خان۔

بسونی: سردار صلاح محمد خان وعطا محمد خان نمبردارانِ دیہہ۔ عطا اللہ خان جومستعد نوجوان اورقومی رضا کار ہے۔

کوٹان:۔ سردار صلاح محمد خان نمبردار۔

گلھوتہ:۔ سردار عطا محمد خان اعلیٰ زمیندار ونمبردار اور اُن کے بھائی مولوی اللہ دتا خان جو صوفی منش ہونے کے باوجود تجارتی کاروبار میں منہمک ہیں۔ یہ دونوں بھائی سردار جولی خان مرحوم نمبردار کے خلف الرشید ہیں۔

گوہلد:۔ (ا) سردار ناصر خان آف گوہلد ساری تحصیل مہنڈر میں اپنی قابلیت اور فیاضی کی وجہ سے مشہور تھے۔ اُن کا دستر خوان اس علاقہ میں شاہی باورچی خانہ کی طرح وسیع رہتا تھا۔ بڑے مہمان نواز تھے۔ دور دراز کے اعلیٰ گھرانوں سے رشتہ داری کا داد دستد جاری

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

تھا۔ حکومت سے جاگیر اور انعامات حاصل کئے۔ میاں نظام الدین وزیر اعظم پونچھ جن کو مورخین "نظام الدین اعظم" لکھا کرتے ہیں۔ جب کبھی ان کے ہاں آیا کرتے تھے تو ان کے احسن انتظام کی تعریف کیا کرتے تھے۔ (۱) مرحوم کی اولاد سے سردار نور محمد خان بعہدہ نمبرداری موجود ہیں۔ ڈسٹرکٹ سولجرس بورڈ اور اتحادی بورڈ کے ممبر ہیں۔ اپنی برادری میں عزت و وقعت کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں۔

(۲) سردار ناصر خان کی شاخ دوم سے بابو محمد ممتاز خان مستعد نوجوان ایف اے تک تعلیم یافتہ ہیں۔ جامعہ مسجد کی تعمیر کے لئے آپ نے مہنڈر میں ایک وسیع قطعہ اراضی مفت دیا ہے۔ جس کے لئے ہر طرف سے آپ پر احسنت و مرحبا کے پھول نچھاور ہو رہے ہیں۔ آپ راجہ فقیر اللہ خان بگیال (گکھڑ) اعلیٰ جاگیردار و رئیس والے ڈی سی سری راجہ صاحب بہادر پونچھ کے داماد ہیں۔

(۴) سردار نور محمد خان کے بھائی (۵) سردار فتح محمد خان تاجر (۶) منشی قدرت اللہ خان ملازم پولیس (۷) سردار فتح عالم خان داماد سردار ناصر خان آف گوہلد۔ تاجر ہیں۔ قوم کا ملک کا درردان کے دل میں ہے۔ اور عام میں قدر کی نگاہوں سے دیکھے جاتے ہیں۔ نمبردار بھی ہیں۔ (۸) سردار منصور خان (۹) سردار فیروز خان (۱۰) منشی غلام حیدر خان نمبرداران۔

دہار گلھون۔ اس موضع میں (۱) سردار زبرست خان اسم بامسمیٰ تھے۔ سردار علی اکبر خانان کا نبیرہ نمبردار تھا سال گذشتہ میں انتقال کر چکا ہے۔ اسی دیہہ میں (۲) فتح شیر خان بڑے ذی رتبہ اور خلیق بزرگ تھے۔ حکومت اور پبلک میں ممتاز تھے۔ (۳) محمد اکبر خان۔ جو موده نمبرداری انہی کا پوتا ہے۔ (۴) منشی محمد شیر خان اس موضع میں ایک ملنسار نوجوان ہے۔ جس کے والد دیوان بخش عرصہ تک سرکاری ملازمت میں رہے ہیں۔

اڑی۔ سردار بہاول خان سرکردہ اور بااثر آدمی ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

پوٹھ سوہرن (۱) سردار پینداخان جوکویلری میں پونچھ میں ملازم تھے۔ (۲) ان کا بھتیجا میر علی خان جان باز شکاری ہے۔

گلوتہ۔ سردار عطا محمد خان نمبردار گلوتہ کے فرزندان سردار سید محمد خان سربراہ نمبردار ماسٹر محمد شیر خان مدرس اور سردار محمد اکبر خان اپنی برادری میں ممتاز ہیں۔ سردار محمد حسن خان فرزند مولوی اللہ دتہ خان، جعفر خان ولد شاہ ولی خان، عباسو خان ولد سلطان خان، سخی ولایت خان ولد بوڑو خان، سخی ولایت خان ولد پیر بخش خان اور بیرو خان بھی اس موضع میں قابل ذکر ہستیاں ہیں۔

(تحصیل باغ کے دیہات میں)

تھب۔ اس گاؤں میں تھکیال راجپوت ہی آباد ہیں۔ منشی راجو لی خان۔ منشی محمد زماں خان نمبردار، جان محمد خان، مولوی فقیر الدین خان، مولوی غلام ربانی خان، منشی حبیب اللہ خان پٹواری۔ اس گاؤں کے تھکیال راجپوتوں میں علمدوست سمجھدار اور نا قابل ذکر ہستیاں ہیں۔ منشی محمد زماں خان نمبردار کے والد سردار غلام محمد خان ایک برگزیدہ ہستی تھے۔ سیٹھ شیر دل خان ایک بڑا امتمول شخص ہے۔ اس کا پسر احمد خان بھی ملنسار ہے۔ اکبر خان سابق ملازم پولیس کمشنر تجارتی کاروبار کرتا ہے۔ منشی راجو لی خان جوستر سال کے بزرگ ہیں اور جن کا ذکر اوپر آچکا ہے۔ حضرت میاں فقیر اللہ صاحب مرحوم کے مرید ہیں۔ حقہ اور نسوار کے آپ صرف مخالف ہی نہیں۔ بلکہ اس کی روک تھام کے لئے تبلیغ بھی کرتے رہتے ہیں۔

(پنجاب وسرحد کے دیہات میں)

ڈھنڈ ستیاں۔ (ضلع راولپنڈی) بابو الٰہی بخش خان، سردار مولا بخش خان، بابو نبی بخش خان تعلیم یافتہ اور بارسوخ ہیں اور محکمہ ریلوے میں ملازم ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

گلیانہ گوجر خان۔(ضلع راولپنڈی) سردار سیف علی خان پنشنر فقیر دوست صوفی منش ہیں۔ان کالڑکا فوج برطانیہ میں ملازم رہا ہے۔

بانڈی دوتارہ ایبٹ آباد۔(ضلع ہزارہ) سردار شیر علی خان اعلیٰ زمیندار ہیں۔

(ملک چین میں تھکیال راجپوت)

تھکیال راجپوتوں کے کئی افراد اپنے وطن (پونچھ وکشمیر کے دیہات) سے ہجرت کر کے غیر ممالک میں مقیم ہیں۔ان میں کئی ایک جیسا کہ اوپر لکھا جاچکا ہے۔پنجاب وسرحد میں مقیم ہیں اور چند ایک ہندوستان کے وسیع براعظم کو طے کر کے چین کے ملک میں جا پہنچے ہیں۔چنانچہ علاقہ چکار سے بابو محمد یعقوب خان و بابو محمد عظیم خان اس وقت چین میں موجود ہیں۔اور تعلیم حاصل کرنے کے باوجود وہیں زمینداری کا کاروبار کرتے ہیں۔اور مستقل طور پر وہیں سکونت رکھتے ہیں۔

علاوہ ازیں جو تھکیال راجپوت مظفرآباد کے علاقہ چکار وغیرہ میں آباد ہیں ان کے حالات اگر مل گئے۔تو وہ ضمیمہ میں درج کئے جائیں گے۔ان میں سے چند ایک مثلاً سردار منگی خان ٹھیکہ دار اور مسٹر بالا خان فارسٹر کے فوٹو آ گئے ہیں۔لیکن تفصیلی حالات کا انتظار ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

فصل سوم

جنہال مغل برلاس

برلاس قوم کا نسب ایرومجی برلاس تک پہنچتا ہے۔ جو بوزنجر خان کی ساتویں اور مغول خان بانی اقوام مغول کی اکیسویں پشت میں تھا۔ امیر تیمور گورگان اقوام برلاس واقوام قاچار (شاہان ایران) سب ایرومجی برلاس کے باپ امیر قاچولی بہادر کی اولاد سے ہیں۔ قاچولی بہادر کے ایک خواب کا ذکر اکثر توریخوں میں درج ہے۔ "اویماق مغل" میں صفحہ ۳۰ پر اس خواب کی تعبیر قاچولی بہادر کے باپ تومنہ خان نے جو بتائی ہے آئندہ کے اوقعات نے اس کو بالکل صحیح ثابت کیا۔

تومنہ خان نے بیٹے کا خواب سن کر تعبیر یہ کی۔ کہ اے فرزند قاچولی بہادر تمہارے بڑے بھائی قبل خان کی نسل سے بادشاہ پیدا ہونگے۔ "ودر پشت چہارم بادشاہ ہے بزرگ پیدا شود کہ اکثر ربع سکوں رابہ قبضہ درآود ومدتے دراولادش بادشاہی برقرار ماند۔" اور اسی طرح تمہاری نسل سے آٹھویں پشت میں وہ عظیم الشان شہنشاہ پیدا ہوگا۔ کہ تمام عالم ازنور عدالت وعظمت دے منور گرددو بعد از اولا داُدرا اکثر جہان شمع حکومت افرازند۔"

اس تعبیر کے مطابق قبل خان کی چوتھی پشت میں چنگیز خان پیدا ہوا۔ اور قاچولی بہادر کی آٹھویں نسل میں امیر تیمور گورگان نے جنم لیا۔ ان دونوں شہنشاہوں کے خطبے اور سکے کئی ملکوں اور ولایتوں میں جاری ہوئے۔ بادشاہ نے اپنے فرزند قاچولی بہادر کے خواب کی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

تعبیر کرنے کے بعد دونوں بھائیوں کو اتفاق واتحاد سے رہنے کی قسم دلائی۔ قبل خان کو بادشاہ اور قاچولی بہادر کو سپہ سالار افواج بنانے کا عہد لکھا۔ دونوں بھائیوں نے بخط الیغوری اس پر دستخط کئے۔ اور وہ عہد نامہ خزانچی کے سپرد کیا گیا۔ چنانچہ قاچولی کے بعد ایرومجی برلاس سپہ سالار قبل خان کے بعد برتان بہادر بادشاہ بنا۔ اور کئی نسلوں تک اسی طرح یہ سلسلہ چلتا رہا۔

زبان مغلئی میں برلاس شجاع اور جوان مرد کو کہتے ہیں۔ اور ایرومجی چونکہ غیر معمولی بہادر تھا۔ اور کئی لڑکیوں کے علاوہ ۲۶ فرزندوں کا باپ تھا۔ اس لئے برلاس کہلایا ورنہ کاچولی بہادر تک سب بوزنجری ہی کہلاتے تھے۔ صاحب ''اویماق مغل'' بھی (صفحہ ۳۰ پر) اس کے متعلق لکھتے ہیں۔ ''چوں اولاد ایرومجی بسیار بود ہمہ را برلاس مے گفتند و برلاس قومے جداگانہ از بوزنجری قیادت پیدا شد''۔

طبقہ برلاس میں بڑے بڑے امیر الامرا اور نامی شہزادے پیدا ہوئے ہیں۔ جو چنگیز خان، ہلاکو خان اور امیر تیمور کے محافظوں کے ساتھ ان کی حمایت وار دل میں لڑتے رہے ہیں۔ بلکہ برلاس خاندان میں امیر قراچار بن امیر سوغنچن بن ایرومجی برلاس تو ایسا طاقتور شہزادہ تھا کہ چنگیز خان نے ہندوستان کو روانہ ہونے سے پیشتر اپنے فرزند چغتائی خان والئے ماوراالنہر کو اس کے سپرد کیا تھا۔ اور چغتائی خان نے اپنی بیٹی کی شادی امیر قراچار سے کردی تھی۔ چانچہ صاحب اویماق مغل صفحہ ۳۱ پر لکھتے ہیں۔ ''چنگیز خان امیر قرارچار را بکمال اعزاز امیر الامرائے لشکر چغتائی کردہ فرستاد و چغتائی را فرد ورتا قراچار را بجائے اُو دانستہ باشد واہیچ گاہ از امروے تجاوز نکند وامیر قاچار در ماوراالنہر آمد، وچغتائی خان دختر کوخود دار بعقد وے درآوردہ بنیاد یگانگت را استحکام داد''۔

مغولستان کے علاوہ خوازرم، عراق وعجم، ایران، یلدرم، کابل اور دیگر مما لک میں برلاس شہزادگان نے ہمیشہ چنگیز خان، تیمور اور ان کی اولاد کا ساتھ دیا ہے۔ ان کی تفصیل

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اویماق مغل میں درج ہے۔ چنگیز خان اور امیر تیمور کے زمانہ میں ان کی افواج کے ساتھ برلاس ہندوستان میں بھی آئے ہیں۔ اور وہ یہیں کے ہو گئے ہیں۔ لیکن مغل شاہان ہند کے عہد میں جن شجاعان برلاس کے نام معلوم ہو سکے ہیں۔ ان میں سے چند نام حسب ذیل ہیں۔

سلطان جنید برلاس۔ جو بابر بادشاہ کے ساتھ ہندوستان آیا۔ ابراہیم لودھی اور رانا سانگا سہسو دیہ کے حملوں میں بابر کے ہمراہ تھا۔ بابر نے اس کو جونپور کا قطعہ جاگیر میں دیا۔ امیر دولت خواجہ برلاس، شاہ منصور برلاس، شاہ حسین برلاس، یہ ہر سہ اُمرا بھی بابری حملوں میں اس کے دست راست تھے۔

امیر دولت خواجہ برلاس ہمایوں کے زمانہ میں سلطنت بہادر گجراتی کے محاصرہ میں بھی شامل تھا۔ محمد قلی خان برلاس امرائے اکبری میں ممتاز ہستی تھا۔ سکندر خان اوزبک کے بعد اکبر نے اس کو اوودھ کی جاگیر عطا کی۔ فریدوں خان برلاس اس کے فرزند نے جہانگیر کے عہد میں درجہ اختصاص حاصل کیا۔ مہر علی برلاس اس کا بیٹا تھا۔ فریدوں خان کے انتقال کے بعد جہانگیر نے اس کو اس باپ کا اعزاز عطا کیا۔ صاحب اویماق مغل لکھتے ہیں۔ کہ ہندوستان میں ''امرائے عین قوم بسیار گذشتہ اند'' چنانچہ ان لوگوں کی ذریات ہندوستان کے ہر حصہ میں کم وبیش موجود ہے۔ مُرادآباد میں برلاس ایک نامی مورخ ہے۔ تحصیل کہوٹہ میں ڈاکٹر مرزا شیر علی بیگ برلاس ایک مشہور شخص ہیں۔ جن کا دل ذوق تاریخ سے مالا مال ہے۔ تحصیل کہوٹہ اور راولپنڈی کے دیگر حصوں اور پونچھ میں بھی برلاس طبقہ کی ایک معقول تعداد آباد ہے۔ جو مختلف عرفوں اور مختلف ناموں سے اپنے اپنے مقامات پر مشہور ہے۔

ہم مغل جنہال خاندان کا یہاں ذکر کرتے ہیں جو ضلع راولپنڈی اور پونچھ کے اکثر مقامات میں پھیلا ہوا ہے اور مقتدر حیثیت رکھتا ہے۔ اور جس کا شجرہ دیروجی برلاس اور مغول

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

خان تک پہنچتا ہے۔ اس خاندان کا شجرہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ تیمور سے اوپر بہت سے نام غلط لکھے گئے ہیں۔ مثلاً تیمور کے باپ کا نام امری طراغائی ہے۔ شجرہ میں امیر ترغانی درج ہے۔ ایرومجی برلاس کے بڑے بیٹے کا نام جس کی نسل سے تیمور تھا سوغنچن لوہان ہے۔ لیکن شجرہ میں سوچیں خان درج ہے۔ امیر ایلنگر نویاں کا نام لوجان خان درج ہے۔ قاچولی بہادر کا نام قاچوس بہادر لکھا ہے۔ دومین خان کا نام دومتے خان، بوتا خان کا نام بوقان خان، اسی طرح اور کئی نام غلط ہیں لیکن اصل ناموں سے کچھ نہ کچھ ملتے جلتے ہیں۔ اور یہ تغیر بھی صرف مرور ایام اور انقلاب زمانہ اور صورت اللسان اور اختلاف اللسان کی وجہ سے ہے۔

امیر تیمور (وفات ۱۴۰۴ء) گورگان برلاس بوزنجری کے چار فرزندوں میں اس کا تیسرا فرزند امیر زادہ عمر شیخ گورگان تھا۔ عمر شیخ کے چھ فرزند تھے۔ تیمور کے دوسرے فرزند مرزا بالقیرا کے بیٹے غیاث الدین منصور مرزا اور منصور مرزا کے فرزند سلطان حسین مرزا تک تحصیل کہوٹہ و پونچھ کے جنہال خاندان اپنا شجرہ ملاتے ہیں۔ حسین مرزا کے تیرہ فرزند اور اس کے بھائی سلطان اویس کے ۶ فرزند تھے۔ اور پھر یہ سب کثیر الاولاد تھے۔ ان دونوں بھائیوں کے فرزندوں اور بابر بادشاہ کا نسلی تعلق امیر تیمور کی چھٹی پشت سے جا ملتا ہے۔ حسین مرزا امیر تیمور کے فرزند عمر شیخ اور بابر امیر تیمور کے فرزند جلال الدین میراں شاہ کی اولاد سے تھا۔

جیسا کہ صاحب اویماق مغل کے حوالہ سے ذکر کیا جا چکا ہے۔ حملہ ہند کے وقت امرائے بابری میں اکثر برلاس شہزادے بھی تھے۔ انہی میں مغل جنہال خاندان نے اپنے ایک بزرگ کا نام مرزا بھکر خان لکھا ہے۔ جو سلطان حسین مرزا کی پانچویں پشت میں اور مرزا طواہر خان کے تین بیٹوں میں سب سے بڑا تھا۔ مرزا بھکر خان کے فرزند کا نام مرزا جہان خان یا جیون خان تھا۔ یہ خاندان جو اب تک برلاس مغل ہونے کی وجہ سے مرزا کہلاتا تھا۔ جہان خان کے نام پر جنہال مشہور ہو گیا۔ اور اس نام نے اس قدر شہرت حاصل کی کہ اس

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

خاندان کی میرزائیت اس کے ساتھ ماند پڑ گئی۔ چنانچہ اب تک یہ خاندان جنہال کے عرف عام ہی سے مشہور ہے اور دراصل مغل ہے۔

متذکرہ صدر حالات پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس خاندان کے بزرگ بابر کے ہمراہ ۱۵۳۶ء میں ہندوستان آئے تھے۔ اور چونکہ بابر نے ہندوستان میں طرح اقامت اختیار کر لی تھی۔ اس لئے اس کے ہمراہ ہی بھی جو اس کے یکجدی اور رشتہ دار ہی تھے۔ ہندوستان ہی کو اپنا وطن بنانے پر مجبور ہو گئے۔

مرزا جہان خان بانئے خاندان جنہال کی چوتھی پشت میں دو بھائی گذرے ہیں۔ مرزا بھگا خان و مرزا کنّے خان، مرزا کنے خان کی اولاد اب تک اپنے وطن قدیم تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی میں آباد ہے۔ چونکہ مرزا کنے خان کی اولاد و احفاد کے حالات بھی جو جنہالان پونچھ کے ہم جدی ہیں۔ پونچھ کے جنہالوں کی طرح اب تک تاریکی ہی میں ہیں۔ اس لئے ہم ان کے حالات اور ان کے مشاہیر کا کچھ ذکر ریاستی اور برطانوی علاقہ کے جنہالوں کی آگاہی کے لئے درج کرتے ہیں۔ اس کے بعد جنہالان پونچھ کے حالات میں درج کریں گے۔

(تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی کے مغل جنہال برلاس)

اس تحصیل میں مغل جنہال قوم کی آبادی ڈیڑھ ہزار نفوس قریب ہے۔ غدر ۱۸۵۷ء کی برطانوی خدمات کے صلہ میں اس قوم کو کئی گاؤں کی معافیاں ملیں اور پندرہ میں نمبرداری اور ذیلداری بھی اسی قوم کی ملکیت ہے۔ ان مواضعات میں انعام خوار اور جاگیردار بھی مغل جنہال ہی ہیں۔ رقبہ اراضی پر بھی ان کا موروثی قبضہ ہے۔ باقی اقوام ان کی مزارع ہیں۔ اور ان کو مالکانہ دیتی ہیں۔ علاوہ ازیں ایک وسیع جنگل اور کئی رکھ کھہ اسی قوم کی ملکیت میں ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

جن کی کاہ چرائی اور قیمت درختاں کی وصولی اسی قوم کا حق ہے۔

اس تحصیل میں اس قوم کے نمبردار ۱۹ ہیں۔ جاگیردار تین۔ انعام خوار تین معافی دار دو۔ ذیلدار ایک اور پندرہ گاؤں جن میں اس قوم کی اپنی ملکیت ہے۔ حسب ذیل ہیں۔ (۱) جیوڑا (۲) بلٹریا (۳) دیوان گڑھ (۴) گوڑہ (۵) کڑوٹ (۶) لس (۷) کنانند (۸) کھلول (۹) سیری (۱۰) جھٹل (۱۱) برہم پورہ (۱۲) پلاہ (۱۳) سائل سویڑی (۱۴) چنور (۱۵) بیور۔

بلٹریا میں جسکم وڑ ہونڈ۔ دیوان گڑھ میں سدہن۔ کڑوٹ و گوڑہ میں گھروال برہم پورہ میں برہمن۔ چنور میں ستی۔ جیوڑا میں سدھن اور وادھوال اقوام جنہالوں کے مزارع کی حیثیت سے آباد ہیں۔

اس علاقہ کے مغل جنہال کئی پشتوں سے برسر اقتدار چلے آتے ہیں۔ کسی زمانہ میں ان کے روسا بلکہ عوام بھی شکار کے بڑے شوقین تھے۔ اور کئی کئی ماہ شکار ہی میں مصروف رہتے تھے۔ شکاری جانوروں میں شاہین اور باز سے ان کو بڑی رغبت تھی۔ گھوڑ دوڑ تو ان کا قریباً روزانہ اور بالکل معمولی مشغلہ تھا۔ ان کی فارغ البالی آج بھی ان کے ریاستی ہم جد جنہالوں اور کئی دوسری مسلمان اقوام کے لئے قابل شک ہے لیکن افسوس ہے کہ اس قوم نے پدرم سلطان بود کا راگ الاپتیں ہوئے برطانوی عہد میں نہ تعلیم کی طرف توجہ کی اور نہ سول اور فوجی ملازمتوں کو اپنی شان کے مطابق تصور کیا۔ جب "یاران تیز گام نے محمل کو جالیا۔" تو "محو نالہ جرس کارواں" کی بھی آنکھیں کھلیں۔ چنانچہ اب ہمسایہ قوم کی تقلید میں ان کو بھی تعلیم ملازمت کا شوق ہو رہا ہے۔

اس قوم کے عالیشان مکانات اس کی عمارت کی بین دلیل ہیں۔ ان کی تعمیر کردہ مسجدیں اور سرائیں ان کی شان و شوکت کی مظہر ہیں۔ اس قوم کے رشتے ناطے اپنی قوم کے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

علاوہ اقوام ستھی۔ گھروالؔ اور گکھڑ سے ہوتے ہیں۔

اس قوم کے چند مشہور خاندانوں کے نام حسب ذیل ہیں۔

خاندان بیور۔ موضع بیور کا مغل جنہال خاندان اپنے طبقہ میں ہمیشہ ممتاز رہا ہے۔ غدر ۱۸۵۷ء کی خدمات کے صلہ میں اسی خاندان کو بیور۔ کنانداور لسّ کے مواضعات معافی میں ملے تھے۔ جن کی سالانہ آمدنی اڑھائی ہزار روپے سے زائد ہے۔ بیور کے خاندان سے جو مالیہ سرکار کو دیا جاتا ہے۔ وہ بھی سالانہ ۶۵۰ روپیہ کے قریب ہے۔

بیور خاندان کے افراد ذیل خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

راجہ فرزند علی خان ذیلدار۔ آپ کو اعلیٰ کارکردگی کے صلہ میں گورنمنٹ نے ضلع منٹگمری میں پانچ مربعہ زمین عطا کر رکھی ہے جس کی سالانہ آمدنی قریباً پانچ ہزار روپیہ ہے۔ آپ نہایت مہمان نواز، ہردلعزیز اور بارسوخ رئیس ہیں۔ آپ کا اکلوتا فرزند مسٹر محمد افضل خان اس وقت دسویں جماعت میں تعلیم پا رہا ہے۔

راجہ نتھو خان۔ آپ انعام خوار اور نمبردار ہیں۔ صاحب حیثیت اور بااقتدار بزرگ ہیں۔ آپ کا فرزند مبارک علی خان چھٹی جماعت میں پڑھ رہا ہے۔

راجہ پیر محمد انعام خوار۔ آپ براہ راست نائب تحصیلدار نامزد کئے گئے تین چار سال تک ملازمت کی اسی اثنا میں ان کے بھائی سردار مدا خان رئیس اعظم فوت ہوگئے۔ ان کا فرزند راجہ خوشحال خان نابالغ تھا۔ اس لئے اپنے پرائیویٹ انتظامات اور مقامی سرکاری فرائض کی ادائیگی کے لئے آپ نے ملازمت چھوڑ دی۔ آپ کے برادرزادہ کو ذیلدار اور آپ کو انعام خوار بنایا گیا۔ ماہ جون ۱۹۲۹ء میں آپ دو فرزند شاہ سوار خان و غلام مصطفیٰ خان اپنی یادگار چھوڑ کر بعارضہ بخار رحلت فرما گئے۔ راجہ شاہ سوار خان جو محکمہ مال میں ملازم تھے۔ والد کی ضعیف العمری کے باعث ترک ملازمت کر کے سربراہ انعام خوار مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۳ء

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

میں فوت ہو گئے ان کا فرزند جمشید خان جماعت نہم میں زیر تعلیم ہے۔ راجہ غلام مصطفٰے خان رسالہ میں دفعدار تھے۔ دوران ملازمت ہی میں ان کا انتقال ہو گیا۔

راجہ شیر جنگ خان مرحوم۔ بیور کے خاندان میں نامور نوجوان تھے۔ بڑے علمدوست اور بارسوخ، معافی دار بھی تھے۔ عرصہ تک پولیس میں سب انسپکٹر رہے اور باوجود اس محکمہ میں ایک افسر کی حیثیت رکھنے کے اسلامی شعائر کے بڑے پابند تھے۔

جمعدار بوڑا خان۔ آپ انگیریزی فوج میں جمعداری کے رینک سے پنشن پر آئے۔ آپ کا فرزند راجہ محمد سرور خان فوج میں حوالداری تک پہنچا تھا کہ دست اجل نے گریبان حیات چاک کر دیا۔ اب راجہ محمد سرور خان کا لڑکا فوج میں ملازم ہے۔

راجہ لال خان۔ (جھنڈل) آپ اس قوم کے ایک سرکردہ رکن۔ ٹھیکیدار اور دلیر نوجوان ہیں۔ آپ کے صاحبزادے راجہ غلام مرتضٰی خان اسلامیہ کالج لاہور کی ایف اے کلاس میں تعلیم پا رہے ہیں۔ اور یہ اس علاقہ کے پہلے نوجوان ہیں۔ جنہوں نے کالج کے اندر قدم رکھا ہے۔ محمد افسر خان حولدار پنشنر نمبردار ہیں اور کافی اراضی کے مالک، فتح خان نمبردار ہیں اور صاحب حیثیت۔

راجہ امیر علی خان۔ (کھلول) نمبردار ہیں اور صاحب استطاعت بزرگ، نہایت سادہ مزاج اور شریف۔ سائل لوہری میں آپ معافی دار بھی ہیں۔

راجہ نتھو خان۔ حوالدار جو آج کل پنشن پر ہیں۔

راجہ علی اکبر خان۔ پلاہ اور برہم پورہ کے نمبردار ہیں اور صاحب حیثیت!

(ذکر اقوام مغل جنہال برلاس واقعہ خطہ پونچھ کشمیر)

مغل جنہاالان تحصیل کہوٹہ کے سلسلہ حالات میں مرزا بھگا خان و مرزا کئے خان کا

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ذکر کیا جا چکا ہے۔علاقہ کہوٹہ کے جنہال جیسا کہ سابقہ سطور سے معلوم ہو چکا ہوگا۔مرزا کنے خان کی اولاد سے ہیں۔مرزا بھگا خان کی ذریات میں چوتھی پشت مرزا حسین خان کا نام بتاتی ہے۔اسکے حالات میں مغل جنہالان پونچھ کا بیان ہے۔کہ یہ شخص باہمی خانہ جنگی کے باعث اپنا وطن سیری تحصیل کہوٹہ ترک کر کے دریائے جہلم کے پار پہاڑی علاقہ میں آیا اور تحصیل سدہنتی واقعہ پونچھ کے موضع نیریاں (رقبہ دوبن) میں آ کر قیام پذیر ہوا۔اس موضع میں مسلمانوں کا ایک ذی حیثیت خاندان رائے زادگان کہلاتا ہے۔اس خاندان میں مرزا حسین خان نے شادی کر لی۔اس شادی سے ایک بیٹا ہموخان پیدا ہوا۔جو اپنے ننہال کے لقب ''رائے'' کی وجہ سے ہمورائے کہلایا۔اس کے بعد اس اسکے بیٹے نور خان نے ایک ویران جنگل کی کانٹ چھانٹ کر کے ایک موضع نورسہ کے نام سے آباد کیا۔نورسہ میں اب تک نورسہ کی بیٹھک جو دیوان خانہ کہلاتی ہے۔موجود بتائی جاتی ہے۔

نور خان کی اولاد اس وقت پونچھ کی تحصیلات سدہنتی۔مہنڈر کے علاوہ صوبہ جموں کی تحصیل کوٹلی میں بھی پائی جاتی ہے۔مواضعات جن میں مغل جنہال آباد ہیں حسب ذیل ہیں۔

تحصیل سدہنتی ۔سہر۔جھنڈا بگلہ۔کولالہ۔کلر۔کھرانڈ۔نورسہ۔گلہ جنہال چوکیاں۔پکھونا ڑ۔**خواص**۔گام کوٹلی۔چنبہ گلی۔پلنگی۔پوٹھی چھپریاں۔

تحصیل مہنڈر ۔تاہی تتہ پانی۔منڈ ہول۔

تحصیل کوٹلی ۔(جموں) پورل، بنڈ ہور، بگاہ، نیگئی، نوئی۔

ان میں حسب ذیل مواضعات میں مغل جنہال قوم کی نمبرداری بھی موجود ہے۔نورسہ میں دو نمبردار۔گام کوٹلی میں ایک۔خواص میں ایک۔تاہی تتہ پانی میں چھ۔منڈ ہول میں ایک۔بنڈ ہور میں ایک۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

نورخان کی چھٹی پشت میں مرزا دہامک خان گذرا ہے۔اس کے چار فرزند تھے۔ (۱) فتو خان (۲) سوجا خان (۳) مصری خان (۴) کیدو خان۔آخر الذکر لاولد تھا۔پونچھ اور اس کی مختلف تحصیلوں میں جس قدر مغل جنہال قوم آباد ہے۔وہ سب ان ہی تین بھائیوں کی اولاد ہے۔

اس قوم کی رشتہ داری اور ناطہ بیاہ کا تعلق اقوام ستی (تحصیل کہوٹہ راولپنڈی) اور سدہن (سدہنتی پونچھ) اور راولپنڈی کے ضلع میں اپنی ہم جد قوم مغل جنہال سے چلا آتا ہے۔اپنی ہمعصر اقوام کی طرح یہ قوم بھی زراعت پیشہ ہے۔لیکن حکومت پونچھ کے مختلف محکمہ جات اور برطانوی پولیس وفوج میں بھی اس کے کئی نوجوان ملازم ہیں۔

ماسٹر خان محمد خان مغل جنہال سے قول اس قوم میں تعلیم کا بہت کم شوق تھا۔آپ کی وجہ سے مغل جنہالوں میں بھی دیگر مسلمانوں کی طرح اب کافی بیداری پیدا ہو رہی ہے۔اس لحاظ سے آپ اپنی قوم کے سرسید تسلیم کئے جاسکتے ہیں۔یہ آپ ہی کی کوشش کا نتیجہ ہے کہ اب اس قوم کے کئی فرزند مال، کسٹم، پولیس اور تعلیم کے محکموں میں پونچھ میں ملازم ہیں۔آپ نے کئی ایک ہونہار بچوں کو اپنے خرچ پر تعلیم دی۔آپ اس وقت پلندری کی انجمن تعلیم القرآن کے وائس پریذیڈنٹ ہیں اور مسلمانوں کو اسلامی تعلیم کی طرف توجہ دلا رہے ہیں۔

(پونچھ کی مغل جنہال قوم کے بعض مشاہیر)

خاندان مرزا قیاس خان مرحوم۔مرزا فتو خان کی پانچویں پشت میں قیاس خان ایک نامی بزرگ گذرے ہیں۔ان کا اثر اپنے علاقہ میں بہت وسیع تھا۔آپ کے دو فرزند تھے۔سردار بہرام دین خان وسردار سمو خان۔ان دونوں بھائیوں نے اپنے والد کی شاندار روایات کو برابر قائم رکھا۔گلہ جنہال (چوکیاں) اور رتتہ پانی میں جو مغل جنہال آباد

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہیں۔ انہی دونوں بھائیوں کی ذریات سے ہیں۔

سردار بہرام دین خان کے فرزند کلاں قادر بخش خان بھی اپنے کی مانند مہمان نواز اور صاحب مروت واحسان تھے اوران کی شجاعت وجانمردی اور تیراندازی نے ان کو دور دور تک مشہور کر رکھا تھا۔ قادر بخش خان کے پانچ فرزند حسب ذیل تھے۔ مست خان۔ بارو خان۔ نواب خان۔ بہادر علی خان۔ شادمان خان۔ ان پانچوں بھائیوں کی اولاد نے اپنے خاندان کا نام خوب روشن کیا ہے۔ ہم چند ایک کا ذکر کرتے ہیں۔ ماسٹر خان محمد خان غالباً پونچھ کی سرزمین میں پہلے شخص ہیں جنہوں نے پونچھ سے باہر جا کر تحصیل کہوٹہ کے ایک مدرسہ میں باقاعدہ تعلیم حاصل کی۔ جب پونچھ میں محکمہ تعلیم کا اجرا ہوا۔ تو آپ وہاں ملازم ہو گئے۔ چنانچہ چوتھائی صدی سے آپ اب تک تعلیمی خدمات انجام دے رہے ہیں۔

یہ آپ ہی کے تعلیمی احساس کا اثر ہے کہ آپ کے خاندان میں شاید ہی کوئی بدنصیب ان پڑھ رہا ہو۔ آپ کے تین فرزند ہیں۔ مسٹر فقیر محمد خان، نور محمد خان، گلزار محمد خان، آخر الذکر دونوں لڑکے علی الترتیب آٹھویں اور چھٹی جماعت میں تعلیم پا رہے ہیں۔ مسٹر فقیر محمد خان اس قوم میں پہلا فرد ہے جس نے نہ صرف انٹرنس پاس کیا۔ بلکہ کالج میں داخل ہو کر بھی اپنی قابلیت کا سکہ بٹھایا۔ آپ نے پرائمری میں وظیفہ حاصل کیا۔ مڈل میں اپنے سکول میں اول رہے۔ جب پونچھ جا کر ہائی سکول میں داخل ہوئے اور انٹرنس کا سالانہ امتحان دیا تو وہاں بھی اول رہے۔ خطہ پونچھ کے نامور فرزند اور مادر وطن کے مایہ ناز سپوت خان بہادر سردار عطا محمد خان نائب کمانڈنگ افسر برہما ملٹری پولیس نے آپ کو وظیفہ عطا کیا۔ حکومت نے بھی آپ کی حوصلہ افزائی کی۔ چنانچہ آپ پشاور کے اسلامیہ کالج میں داخل ہو گئے۔ جہاں ۱۹۳۲ء میں آپ ایف۔ ایس۔ سی کے میڈیکل گروپ میں اعلیٰ نمبروں پر پاس ہوئے۔ آپ کی ذکاوت وذہانت دیکھ کر حکومت پونچھ نے آپ کو بی۔ ایس۔ سی کے لئے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

وظیفہ دیا۔اور اسی تعلیم کے دوران میں میڈیکل لائن کے لئے پچاس روپے ماہور کا وظیفہ عطا کیا۔اب آپ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور کی ایم۔بی۔ایس کلاس کے چوتھے سال میں تعلیم حاصل کرر ہے ہیں۔آپ صرف تعلیم ہی میں دلچسپی نہیں لیتے۔ بلکہ بہت اچھے کھلاڑی بھی رہے ہیں۔۱۹۳۳ء میں فرنیٹر سائنٹفک سوسائٹی (اسلامیہ کالج پشاور) کے سکریٹری تھے۔لاہور میں آکر بھی اس قسم کے مشاغل میں شریک رہے۔چنانچہ لاہور میں مسلمان طلبا کی ایک سرگرم انجمن جوانٹر کالجیٹ مسلم برادرہڈ" کے نام سے قائم ہے ۱۹۳۴ء میں آپ اس کے سکریٹری تھے۔آپ کو اہالیان پونچھ کی تعلیمی پستی کا بڑا احساس ہے۔علاوہ ازیں روالپنڈی یا پونچھ میں جہاں بھی مغل جنہال قوم کے فرزند موجود ہیں۔آپ نے ان کو خاص طور پر تعلیم کا شوق دلا کر سکولوں میں داخل کرایا ہے۔اسی شاخ میں ماسٹر خان محمد خان کے برادرزادگان منشی دوست محمد خان (ملازم محکمہ تعلیم) اور لال خان و بلور خان ملازمان فوج پسران فتح محمد خان و شکر محمد خان خلف منصبدار خان۔

موضع گلہ جنہالان۔اس قوم میں صرف جنہال ہی آباد ہیں۔ یہاں جنہالوں کے مورث سردار قادر بخش خان ایک نامی بزرگ تھے۔ان کا دیوان اب تک موجود ہے۔یہاں کے جنہال "آپ راجی" زمانہ میں تیر کمان اور توڑے دار بندوقوں اور تلواروں کے دھنی تھے۔

سردار بہرام دین خان کے دوسرے بھائی سردار سموں خان کے ۲ بیٹے تھے۔ایک پیر بخش خان ایک جنگ خان۔جن میں جنگ خان بندوق اور تلوار کے طبعی جوہر رکھنے اور اپنی بسالت و دلیری کی وجہ سے واقعی اسم با مسمیٰ تھا۔اس کا فرزند قاسم علی خان اپنے تمول اپنی فیاضی اور اپنی صلح کل پالیسی کی وجہ سے اس اس علاقہ کا ایک بارسوخ رئیس تھا۔اس کے چار فرزند تھے۔مہدی خان، سید محمد خان، حیدر علی خان نبو خان، سید محمد خان جو فرزند دوم تھا۔ اپنے دادا جنگ خان کی طرح نامور نکلتا۔لیکن اس کو موت نے مہلت نہ دی۔وہ برطانوی پلٹن

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

میں ٦ سال تک ملازم رہا۔ اور ۱۹۱۸ء میں عین لڑائی کے وقت بدوران جنگ وزیرستان جاں بحق ہو گیا۔ اس کی پنشن آج تک اس کے وارثوں کو مل رہی ہے۔

سردار منشی عبداللہ خان ریٹائرڈ محکمہ مال یہاں کے ایک صاحب ثروت۔ علم دوست اور اعلیٰ زمیندار ہستی ہیں۔ آپ نے پنشن لینے کے بعد قرآن کریم کا درس کھول رکھا ہے۔ جہاں صبح شام لڑکے اور لڑکیاں درس حاصل کیا کرتے ہیں۔ آپ کے حسب ذیل تین فرزند ہیں۔ منشی الف دین خان، منشی وزیر محمد خان پٹواری، مسٹر سخی محمد خان زیر تعلیم انٹرنس۔

منشی محمد شیر خان پٹواری اپنے اخلاق کی وجہ سے احباب کا حلقہ وسیع رکھتے ہیں۔ آپ کا بھائی شاہ محمد خان انگریزی فوج میں ملازم ہے۔ اور ہاکی اور دوڑ میں کئی انعامات حاصل کر چکا ہے۔

کوارٹر ماسٹر حوالدار نور محمد خان حال ہی میں ۲/۹ جاٹ رجمنٹ سے ریٹائر ہو کر آئے ہیں۔ آپ کے بردار بزرگ حوالدار میجر ستار محمد خان مرحوم جنگ عظیم میں بھی شامل تھے۔

مسٹر منگو خان نائک۔ مسٹر جمال خان جن کو فوجی خدمات کے سلسلہ میں پنشن کے علاوہ ایک مربع اراضی میں برٹش گورنمنٹ نے دی ہے۔ علاوہ ازیں اس موضع میں شیرو خان، وتار خان، عطا محمد خان، پینڈا خان، شیر خان، خان محمد خان، مولوی برہان علی خان۔ باقا خان۔ گاماں خان۔ فتا خان وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

موضع نورسہ۔ یہاں سردار فقیر خان نمبردار ہیں جن کے والد کو زمانہ قدیم کے رواج کے مطابق رسم دستار بندی کے ذریعہ علاقہ دھمنؔ۔ کیمر اور مجھاڑ کی قوم سدھن اور دوسری قوم نے اپنا سردار تسلیم کیا۔ اس لحاظ سے آپ یقینی نمبردار ہیں۔ آپ کے فرزند مسٹر فیض محمد خان ایک خواندہ اور ہونہار نوجوان ہیں۔ علی بہادر خان کے فرزندوں میں سے منشی فتح خان، منشی دوست

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

محمد خان سکول ماسٹر ہیں۔ اور آپ کا پوتا امیر حسین انٹرنس پاس ہے۔ آپ بھی اپنے علاقہ میں کافی اراضی کے مالک ہیں۔ سردار کالو خان نمبردار "مولوی" مدان خان۔ اکرو خان و بلور خان بھی قابل ذکر ہیں۔

موضع سہر۔ راجولی خان۔ سردار دین محمد خان۔ گل محمد خان۔ دین محمد خان آف اوڑھ۔ غلام محمد خان۔ شبیہ خان مرحوم۔ سردار پینداخان ہیڈ کانسٹیبل پولیس ریٹائرڈ حسینی خان مرحوم ملازم۔ فیروز خان آف رہتان۔

موضع کھڑ انڈ۔ نائک مصری خان۔ دلیل خان۔ برہان خان۔ شیر خان۔

موضع کولالہ وجھنڈ ابگلہ۔ جمعدار فیروز خان جو سال ہی میں ریٹائر ہوئے ہیں۔ غلام خان، مدو خان، بہادر علی خان، محمد شیر خان، برہانو خان آف کلر۔ غلام محمد خان ملازم فوج، جن کا ایک لڑکا فوج میں ملازم ہے۔ اور ایک ہائی سکول پلندری میں زیر تعلیم ہے۔ سردار علی خان ورنیکلر مڈل پاس ہیں۔ مگر قابلیت بہت اچھی ہے۔ محمد شیر خان جو ایام شباب میں ایک نامی پہلوان تھا۔

موضع چنبہ گلی۔ سردار فتا خان کے صاحبزادوں میں سردار سیدا خان فوج میں حوالدار میجر تھے۔ بیماری کی وجہ سے پنشن پر آگئے۔

موضع گام کوٹلی۔ سردار خان محمد خان حوالدار فوج ریٹائرڈ۔

موضع خواص۔ فیروزہ خان آپ کا ایک فرزند فوج ہی میں ملازم ہے۔

موضع پکھونا ڑ۔ خان ولی خان۔

تحصیل مہنڈر کے مغل جنہال۔ موضع تتہ پانی۔ سردار پینداخان یہاں کے مشہور نمبردار اور بہت بڑے رقبہ آبی و خشکی کے مالک ہیں۔ فقیر خان محالدار محکمہ کسٹم۔ سردار اکا خان وغلام محمد خان نمبرداران۔ حوالدار ستار محمد خان فوجی ملازم۔ خان ولی خان۔ فیروز خان۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سلطان بخش خان۔ سید احمد خان و برادرش ملازمان پولیس پونچھ۔

موضع منڈول۔ سردار علی اکبر خان نمبردار۔

تحصیل مہنڈر کے اور مواضعات میں بھی جنہال قوم آباد ہے۔ اور کافی اراضی کی مالک ہے۔ اور فارغ البال ہے۔ لیکن افسوس ہے۔ بہ حیثیت مجموعی علم کی نعمت سے یہ سب لوگ محروم ہیں۔

تحصیل کوٹلی علاقہ جموں کے مغل جنہال۔ اس تحصیل کے مواضعات بنڈھور۔ گہلا۔ رپورل بگاہ۔ ایروٹہ۔ بگٹی۔ لہڑی میں یہ قوم آباد ہے۔ اور اسکی تعداد تین ہزار سے زائد ہے۔ ضلع راولپنڈی کی جنہال قوم کی طرح کاغذات بندوبست میں یہاں بھی یہ مالکان اراضی کی حیثیت سے درج ہیں۔ ان کے مزارعہ ان کو مالکانہ ادا کرتے ہیں۔ ان کی زمینیں نہری ہیں۔ پیداوار بھی کافی ہے اور زمینیں بھی بکثرت ہیں لیکن تعلیمی حالت یہاں بھی صفر کے برابر ہے۔ چند لوگ جموں و کشمیر کی فوج میں ملازم ہیں۔ ان کے چند اصحاب کا مختصر سا ذکر کیا جاتا ہے۔

موضع بنڈھور۔ سردار فیروز خان نمبردار اور ان کے برادران اکروکاں ونواش علی خان، سردار عنایت خان و پینداخان مرحوم۔ پینداخان مرحوم نے پونچھ کے علاقہ منڈھول میں بھی نمبرداری حاصل کرلی تھی۔ سردار علی اکبر خان وہاں کا موجودہ نمبرداران ہی کی اولاد سے ہے۔ بنڈھور میں بھی وہی نمبردار تھے۔ لیکن ان کے دوسرے فرزند اس کے اہل ثابت نہ ہوسکے۔

موضع بگاہ۔ سردار خدایار خان یہاں ایک نامی گرامی بزرگ تھے۔ آپ کے متعلق مشہور ہے کہ آپ نے اپنی زندگی میں یک صد شیر مارے تھے۔ اس بہادری کی بدولت آپ کو مہاراجہ نے شیر مار کا خطاب دیا تھا جو کاغذات میں موجود ہے۔ اسی بہادری کی بدولت ان کو نمبرداری بھی ملی تھی۔ لیکن آپ کی اولاد آپ کی روایات کو برقرار نہ رکھ سکی۔ اور نمبرداری جاتی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

رہی۔ البتہ ان کی اولا سے سردار ستار محمد خان من کشتی میں ایک بے مثل پہلوان ہے۔ اس نے جموں۔ پونچھ۔ کشمیر اور پنجاب کے کئی پہلوانوں کو پچھاڑا ہے۔ اس کا برا اور خورد سردار گلاب خان انگریزی فوج میں جمعداری کے رینک میں رہا ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

فصل چہارم

ڈُلی

پونچھ میں مسلمانوں کی ایک معزز قوم ڈُلی کے نام سے آباد ہے۔ اس کی تعداد پونچھ کی مختلف تحصیلوں میں ۸ سے دس ہزار کے قریب بتائی جاتی ہے۔ اس قوم کے افراد بالعموم

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

شائستہ اور غیور ہیں۔ ان کے قومی سرداروں کے مکانات قلعہ اور کوٹ کی صورت میں ہوا کرتے تھے۔ اور بالعموم بلند مقامات پر واقعہ تھے اور اس زمانہ میں بھی اس قوم کے بعض سرداروں کے مکانات اسی قسم کے بیان کئے جاتے ہیں۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قوم زمانہ سابق میں ضرور برسراقتدار رہی ہے اور اب بھی اس میں کئی ذی عزت اور مقتدر ہستیاں موجود ہیں۔

تاریخ ہذا کی تصنیف کے دوران میں ایک دوست نے مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی مرحوم کی تصنیف ''صد پارہ دل'' کا حوالہ دے کر لکھا۔ کہ اس میں بصرہ کے ایک نامور بزرگ ابوالاسود دُلی کا ذکر ہے۔ اور یہ قوم جو دولی ہی کے نام سے موسوم ہے۔ اُسی بزرگ کی ذریات سے ہے اور اس لحاظ سے یہ قوم قریش ہے۔ مغل نہیں ہے۔ راقم مولف نے وہ کتاب منگوائی۔ ابوالاسود دولی کے حالات پڑھے۔ جن کا خلاصہ چند الفاظ میں یہاں درج کیا جاتا ہے۔

(خلاصہ تحریر صد پارہ دل)

''ابوالاسود دولی عربی صرف ونحو کے موجد تھے۔ ابوالاسود کنیت ہے۔ اصل نام ظالم بن عمر بن سفیان ہے۔ سلسلہ نسب ۱۱ ویں پشت میں کنانہ بن خزیمہ سے جا ملتا ہے۔ جو حضرت سرور کائناتؐ کے اجداد میں ہیں۔ ابوالاسود ذیل بن بکر بن عبد مناۃ بن کنانہ کی نسل سے ہیں۔ اسی نسبت سے ان کا قبیلہ دُلی کہلاتا ہے۔ قریشیوں کے یک جدی تھے۔ وطن اصلی بصرہ تھا۔ تابعین صحابہ میں تھے۔ حضرت عمرؓ حضرت عثمانؓ، حضرت علیؓ تینوں نے ان کو بعض ملکوں کا والی اور حاکم مقرر کیا۔ حضرت علی کے طرف داروں میں تھے۔ فقیہ تھے، محدث تھے، شہسوار تھے، امیر اور دولت مند تھے اور بخیل تھے۔ بعمر ۸۵ سال ۶۹ھ میں انتقال کر گئے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ابوالاسود کے حالات پڑھ کر اگر ہم یہ تسلیم کرلیں کہ پونچھ کے دولی ابوالاسود دولی کی اولاد سے ہیں۔ حالانکہ صاحب صد پارہ دل نے ابوالاسود کی اولاد کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ اور نہ ان کے یا ان کے خاندان سے کسی متنفس کے وارد ہند ہونے ہی کا ذکر کیا ہے۔ اور جن کے انتقال کو آج قریباً تیرہ صدیاں گذر چکی ہیں۔ تو ہمیں اس بات پر بھی غور کرنا ہوگا کہ کیا آج سے تیرہ سو سال قبل دہلی یا کشمیر یا پونچھ بلکہ ہندوستان ہی میں اسلام موجود تھا۔ اور اگر نہیں تھا اور یقیناً نہیں تھا تو ابوالاسود دولی کی اولاد پونچھ میں کہاں سے آ گئی۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ دُلی لفظ کی وجہ تسمیہ کیا ہے۔ اور اس کا مغلوں کے کس قبیلہ سے تعلق ہے۔ اس کی وضاحت کے لئے ہمیں ''اویماق مغل'' کی ورق گردانی کی ضرورت ہے۔ جو مغل قبائل اور مغلوں کے حسب نسب کے متعلق ایک معتبر و مستند کتاب ہے۔ اس کتاب میں مغلوں کی اصل حضرت نوح علیہ السلام کے تیسرے فرزند یافث سے بتائی گئی ہے جس کی اولاد بلاد چین۔ خطا۔ ختن۔ ترکستان وغیرہ میں پھیلی۔ یافث کے فرزند کلاں اور ولی عہد کا نام ترک تھا۔ اور بقول صاحب ''اویماق مغل'' جمیع اتراک از نسل او۔ اند و ہمیں وجوہ مغلاں را نیز ترک گونید۔ و مغلوں و تا تار از قوم ترک بر آمدند''

تُرک کی چوتھی پشت میں ۲ لڑکے پیدا ہوئے۔ ایک کا نام مغل خان تھا۔ دوسرے کا تا تار خان ''تا تار خان بملک ترکستان نامزد شدہ پشت در پشت حکمرانی نمود'' ملک چین میں بھی اس کی اولاد حکمران رہی ہے۔

مغول خان کے متعلق صاحب اویماق مغل لکھتے ہیں۔ ''مغول خان بر تحت پدر کہ بحصہ اور رسیدہ بود نشست و جمیع اولاد ویرا مغول گفتند و ملک ہائے کہ بہ وے تعلق داشتند ویرا مغولستان نامیدند و اولاد او بکثرت شد یمہ را مغول نامیدند و بعد از مرور زمان داؤ خدف نمودہ مغل گفتند و خاندان ہائے بسیار در مغلاں پیدا شدہ۔''

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

مغل اقوام کے اس قدر قبائل اور ان قبائل کی اس قدر شاخیں ہیں کہ مصنف ''اویماق مغل'' اپنی ضخیم کتاب میں صرف سوا سو کے قریب مقتدر قبائل کا ذکر کر سکا ہے۔ اور آخر میں لکھتا ہے ''ناظرین گماں نہ برند کہ در مغولاں ہمہ فرقہ ہاستند کہ دریں کتاب نوشتہ بلکہ دریں قوم قومہان بسیار اند و خاندان ہائے بیشمار۔ عاجز بہ عجز خود معترف است کہ بسیار عرائیس احوال اقوام باشند کہ دست من بہ نقاب آنہا نرسید۔''

ان ہی قبیلوں میں ایک قبیلہ دولدائے بھی ہے جس کے متعلق صاحب ''اویماق مغل'' صفحہ ۹۳ پر لکھتے ہیں۔ ''امرائے ایں قوم در زمانہ سلاطین مغول بسیار بودہ ان امرا کی تفصیلات میں حسب ذیل مقتدار شہزادوں اور سرداروں کا ذکر بھی ہے۔

سلطان ابوسعید بہادر خان بوزنجری ایران و خراسان کے بادشاہ تھے۔ ان کے دربار میں امیر بہرام شاہ اور ان کے فرزند امیر محمد دولدائے کا بڑا مرتبہ تھا۔ سلطان حسین میرزا بالقیرا کے اعظم اُمرا میں امیر ابراہیم دولدائے کا نام لکھا ہے۔ امیر سلطان محمد کاشغری اور ان کا فرزند حافظ محمد بیگ۔ عمر شیخ میرزا ابن سلطان ابوسعید گورگان اور جانی بیگ دولدائے اور اس کا بھائی سلطان ملک سلطان ابوسعید گورگان کے دوسرے فرزند سلطان احمد میرزا کے امرائے نامدار میں تھے۔ امیر حافظ دولدائے اور حافظ محمد اور طاہر دولدائے بابر کے مصاحبوں میں تھے۔ جو اوزبکوں کی جنگ میں برابر کی طرف سے لڑ رہے تھے۔ اور اسی لڑائی میں قتل ہو گئے تھے۔ بابر کے زمانہ میں ایک اور دولدائے امیر سلطان محمود کا ذکر ہے۔ جس کے متعلق لکھا ہے۔ ''منجملہ امرائے بابر بادشاہ بود''۔

جب بابر نے ابراہیم لودہی پر ۹۳۲ھ میں حملہ کیا ہے تو یہ سلطان محمود دوسرے مغل سرداروں کے ہمراہ شہزادہ ہمایوں کے ماتحت داد شجاعت دے رہا تھا۔ تاریخ فرشتہ کے صفحہ ۲۰۴ پر اس جنگ کی تفصیلات کا ذکر ہے۔ اور وہاں اس کا عرف دولدائے کی بجائے دولدی درج

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہے۔اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ایام میں دولدائے نے دولدی کی شکل اختیار کر لی تھی۔اور ان میں کچھ شک نہیں کہ ہندوستان میں ہزار ہا ایسے قبائل ہیں جن کی ابتدائی نام کچھ اور تھے لیکن عوام نے ان کو ثقیل اور گراں سمجھ کر بگاڑ دیا۔ یا ان کو مختصر کر کے ایسا آسان بنا لیا۔ کہ زبانیں ان کو قبول کرنے کے لئے تیار رہتی تھیں۔ ہمارے سامنے مغل قوم ہی کے چند ایسے الفاظ موجود ہیں جن کو ہم بطور نظیر پیش کر سکتے ہیں۔ مثلاً اصل لفظ امیر زادہ تھا۔ وہ زبانوں پر آسانی سے نہ چڑھ سکتا تھا امیر زادہ سے میرزا اور میرزا سے مرزا بنا دیا گیا ہے۔ اسی طرح ایک مغل قبیلہ کا نام دوغلات ہے۔ میرزا حیدر کاشغری جو ہمایوں کا خالہ زاد بھائی تھا اور کشمیر میں کئی سال تک بہ لباس وزارت بادشاہی کرتا رہا ہے۔ اسی قبیلہ سے تھا۔ دوغلات سے دوغلت بنا اور اب دوغلت سے دغلت ہے۔ جو بہ نسبت دوغلات کے زبانوں پر آسانی سے چڑھ سکتا ہے۔ مغل لفظ کی اصل بھی مغول ہے۔ بادشاہ کا نام مغول خان تھا مغل خان نہ تھا۔ ابتداء میں اسی کے نام پر قوم کا نام بھی مغول ہی مشہور رہا۔ لیکن یہ لفظ چونکہ زبان پر ذرا تکلیف سے آتا تھا۔ اس لئے مغول کو مغل بنا دیا گیا۔ اسی طرح عوام نے جب دولدائے کے نام میں دقعت محسوس کی تو اس کی دولدی بنا دیا۔

علم الصوت اور علم للسان بلکہ علم تبدیل الحروف نے دولدائے کو صرف دولدی ہی نہیں بنایا۔ بلکہ قریباً پون صدی کے بعد جب بزمانہ اکبر کشمیر میں دولدی قوم کے کسی نامور سردار کا نام تاریخ میں دیکھتے ہیں۔ تو وہاں ہمیں وہ دولدی نہیں بلکہ دُلی کے نام سے نظر آتا ہے۔ کشمیر میں ناموں کے بگڑنے اور تبدیل ہونے کا ہندوستان کے تمام ملکوں سے زیادہ رواج ہے۔ اور اس کی تفصیل ''تاریخ اقوام کشمیر'' کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتی ہے۔

اسی زمانہ میں ایک اور دلدی سردار سلطان اسماعیل گزرا ہے۔ جو دہلی یا آگرہ میں تھا۔ اس کے متعلق لکھا ہے ''از کبار امرائے جلال الدین محمد اکبر بادشاہ گورگان شہنشاہ ہند بود۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

در اکثر محاربات مردنگھیا از وظاہر شدند"۔

ان الفاظ سے یہ نتیجہ بھی نکل سکتا ہے کہ اس قوم کے جو لوگ ہندوستان میں تھے۔ وہ اس وقت تک دولدی ہی کہلاتے تھے۔ اور جو کشمیر میں منتقل ہو گئے تھے۔ وہ دولدی سے دُلی بن چکے تھے۔ کشمیر یا نواح کشمیر میں یہ قبیلہ کس طرح چلا گیا۔ اس کی کچھ کیفیت سطور ذیل سے معلوم ہو سکیں گی۔

بابر اپنی پانچ سالہ حکومت (۹۳۲ھ تا ۹۳۷ھ) کے دوران میں افغان حریفوں اور راجپوت راجاؤں ہی سے لڑتا رہا ہے۔ اس کی قوم اور اس کی فوج کے لوگ جن دولدی قبیلہ کے افراد بھی تھے۔ بدامنی اور افراتفری کے ایام میں کہیں مستقل سکونت اختیار نہ کر سکے۔ بابر کے بعد ہمایوں تخت پر بیٹھا۔ تو اسکو پہلے بھائیوں نے تنگ کیا۔ پھر گردش فلک نے ہمایوں کو مفتوح اور شیر خان سوری کو شیر شاہ بنا کر طرفتہ العین میں فاتح بنا دیا۔ مغل اور افغان آپس میں جانی دشمن تھے اور چونکہ افغان مغلوں کو شکست دے کر ہندوستان پر قابض ہو چکے تھے۔ اس لئے افغانوں کو جہاں کہیں کوئی مغل ملتا۔ وہ حتیٰ الامکان اسے زندہ نہ چھوڑتے تھے۔ بہت لوگوں نے قومیت تبدیل کر کے اور مختلف بھیس بدل کر اپنی جان بچائی۔ اس فوری اور غیر متوقع انقلاب نے مغلوں کو ایسا پریشان کیا کہ جہاں جس کے سینگ سمائے چلا گیا۔

ہمایوں ۱۵ سولہ سال کے بعد ایران سے واپس آکر اور شیر شاہ سوری کی اولاد کو شکست دے کر ہندوستان کا شہنشاہ تو بن گیا۔ لیکن بعض مغل قبائل ان ایام میں ہندوستان کے مختلف ممالک میں سکونت پذیر ہو چکے تھے اور دولی قبائل کشمیر اور پونچھ کو ایک محفوظ پناہ گاہ تصور کر کے وہاں رہائش اختیار کر چکے تھے اس لئے ہمایوں کے شہنشاہ ہو جانے کے باوجود کئی مغل قبائل جن میں دولی قبیلہ بھی تھا۔ جہاں تھے وہیں رہ گئے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

پٹنہ عظیم آباد میں دولی گھاٹ[1] ایک محلہ کا ایک نام ہے۔ جو اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ زمانہ بے اطمینانی میں دولی قوم کا کوئی قبیلہ وہاں بھی جا پہنچا تھا۔

کشمیر کے آخری چک بادشاہ یعقوب شاہ کے زمانہ ۹۹۴ھ میں شمس دولی ایک نامور رئیس اور فوجی نبرو آزما گذرا ہے۔ اس کا ذکر کشمیر کی مختلف تاریخوں اور تاریخ فرشتہ وغیرہ میں موجود ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ شمس دولی کے بزرگ ہمایوں کی بے اطمینانی کے ایام میں افغانوں کے خوف سے کشمیر کے دور دراز ملک میں چلے گئے۔ اور چونکہ ہمایوں کی جلاوطنی اور قیام ایران کے ایام میں سلطان نازک شاہ کے نام پر میرزا حیدر کاشغری جو بابر کا خالہ زاد تھا۔ کشمیر میں داد حکومت دے رہا تھا۔ اس لئے اس قوم کو اپنے ہم قوم کو حکمران کی بدولت کشمیر میں ہر قسم کا آرام مل رہا تھا۔ جو ان کے قیام کشمیر کا بہت بڑا باعث تھا۔

جب یعقوب شاہ کے باپ یوسف شاہ فرمانروائے کشمیر نے اکبر کا جاہ وجلال دیکھ کر اس کی اطاعت قبول کر لی اور خود اس کے پاس جانے کے لئے تیار ہو گیا تو اس وقت بابا خلیل۔ بابا مہدی اور شمس[2] دولی تین با اقتدار سرداروں نے متفق ہو کر یوسف شاہ سے کہا۔ کہ اگر تم نے ملک اکبر کے حوالے کر دیا یا اس کے پاس جانے کا ارادہ کیا تو ہم تم کو قتل کر کے

---

[1] راقم نے پٹنہ میں اپنے کرم فرما سید ارتضیٰ حسین سکنہ محلہ دولی گھاٹ کو دولی گھاٹ کی وجہ تسمیہ دریافت کرنے کی تکلیف دی تھی۔ وہ اپنے ۱۴ دسمبر ۱۹۳۹ء کے گرامی نامہ میں لکھتے ہیں۔ "غدر ۱۸۵۷ء کے قبل اس محلہ کو مخلص خان کہتے تھے۔ نہ معلوم مخلص خان سے دولی گھاٹ کیونکر ہو گیا۔ یہاں کوئی دولی قوم نہیں ہے۔ بلکہ مخلص خان کی اصلیت سے بھی عوام ناواقف ہیں" راقم کے خیال میں دولی قوم یہاں ضرور موجود ہوگی جو ممکن ہے اقلیت کی وجہ سے کسی اور قوم میں مخلوط ہو گئی ہو۔ یا گردش روزگار نے اس کو ہجرت پر مجبور کر دیا ہو۔ مخلص خان کی شخصیت بھی عدم پتہ ہے اور دولی قوم کا اب پٹنہ میں نام نظر نہیں آتا۔ لیکن دولی گھاٹ جو دولیوں کی موجودگی پر دلالت کرتا ہے موجود ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ مخلص خان بھی دولی ہی ہو۔

[2] تاریخ فرشتہ جلد دوم صفحہ ۴۸۶۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

تمہارے بیٹے یعقوب کو تخت پر بٹھا دیں گے۔ ان ایام میں اکبر کے ایلچی کشمیر آئے ہوئے تھے۔ لیکن یوسف شاہ نے ان تینوں سرداروں کے خوف سے کوئی بہانہ بنا کر ایلچیوں کو رخصت کر دیا۔ اس کے بعد کشمیر کی خانہ جنگیوں میں ایک طرف علی ڈار اور وزیر اعظم کشمیر اور علم شیر ماگرے اور شمس چک اور میر حسن چاڈورہ کا نام آتا ہے۔ اور ان کے مقابلہ میں دوسری طرف کشمیر کی تاریخیں ہمیں یعقوب شاہ۔ سید حسین خان اور شمس[1] دولی کا نام بتاتی ہیں۔

متذکرہ صدر اوقات سے ثابت ہوتا ہے کہ دولی قبیلہ کے لوگ کشمیر میں شہرت وعزت کی زندگی بسر کرتے رہے۔ اب بھی دولیوں کے کچھ گھر کشمیر کی تحصیل اوڑی اور تحصیل کرناہ وغیرہ کے علاقہ میں پائے جاتے ہیں۔

مغلوں کا یہ قبیلہ جو دولدائے سے دلدی اور دلدی سے دلی بنا۔ خراساں میں رہا۔ تو بھی حکومت وسیاست میں برسر اقتدار رہا۔ ایران پہنچا۔ تو بھی وزیر وندیم شاہی کہلایا۔ سلطان حسین میرزا کے دربار میں پہنچا۔ تو تیموری فوجوں کا دست وبازو رہا۔ مغل سلاطین ہند کے جداعظم عمر شیخ مرزا نے اس قوم کو ہمیشہ اپنا دست راست پایا۔

بابر نے جو لڑائیاں سمرقند میں اوزبکوں سے کی ہیں۔ ان میں ہم کئی دلدائیوں کے نام تاریخ کے صفحات پر خون سے لکھے ہوئے دیکھ رہے ہیں۔ اور پھر جب وہ ہندوستان آیا ہے۔ تو ہم یہاں بھی اس قوم کے افراد کو تلوار کا دھنی دیکھتے ہیں۔ اور جب اکبر کے زمانہ میں اس کے کسی نامور فرد کا کشمیر کی تاریخوں میں ذکر پڑھا تو اس کے سیاسی رعب کے آگے کشمیر کے بادشاہ تک کو خوفزدہ پایا۔

اس کے بعد جب انقلاب زمانہ کی بدولت یہ قوم پونچھ کے سنگلاخ خط میں نظر آئی تو وہاں بھی اس کی سیاست وحکمرانی اپنے پورے جاہ وجلال کے ساتھ موجود تھی۔ چنانچہ

[1] مکمل تاریخ کشمیر جلد دوم صفحہ ۱۵۶۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

پونچھ کے زمانہ بے اعتدالی (یعنی آپ راجی عہد) میں دولی قوم کے کئی افراد چھوٹے چھوٹے سردار رہ چکے ہیں۔ جن کی یادگاریں اب تک ان کی پرشوکت زندگی کا دھندلا سا نشان دے رہی ہیں۔

ڈُلی قوم نے ڈوگرہ حکومت کی خدمات پونچھ ہی میں ادا نہیں کیں۔ بلکہ مہاراجہ رنبیر سنگھ کے زمانہ میں اس قوم کے اکثر نشانچی اور توپچی اور فوجی جوان گلگت کی لڑائی میں شامل رہے ہیں۔ اور ان میں کئی ایک ایسے تھے جو جنگ کے میدان ہی میں ے

آں نہ من باشم کہ روز جنگ بینی پشت من ایں منم کاندر میان خاک وخون بینی سرے

کہتے ہوئے گولیوں کا نشانہ ہو گئے تھے۔ گلگت کے درودیوار آج بھی ان کے خون سے رنگین نظر آتے ہیں۔

ڈوگرہ حکومت کے زمانہ میں جہاں پونچھ کے اور ''آپ راجی'' سردار اپنی آزادی کھو بیٹھے۔ وہاں ڈُلی قوم نے بھی اطاعت اختیار کر لی۔ لیکن اُس محکومی کی حالت میں بھی ان کی سیاسی اور فوجی پوزیشن برسر اقتدار نظر آ رہی ہے۔ راجہ موتی سنگھ اور ان کے فرزند راجہ سربلدیو سنگھ کے زمانہ میں چند ڈُلی سردار حکمرانان پونچھ کے باڈی گارڈ تھے۔ ۱۹۱۴ء کی جنگ یورپ میں اس قوم نے قرضہ جنگ میں مدد دینے کے علاوہ رنگروٹوں کی بھرتی میں بھی نمایاں حصہ لیا۔ ۱۹۸۸ءب کی شورش پونچھ میں جہاں جہاں دلی سردار تھے۔ اور جہاں جہاں ان کا اثر ورسوخ تھا انہوں نے حکومت کو کافی مدد دی۔

اس بات کا صحیح پتہ لگانا کہ پونچھ میں جو ڈُلی قوم آباد ہے وہ کشمیر سے گئی ہے۔ یا پنجاب سے ایک حل طلب مسئلہ ہے۔ لیکن یہ قوم پونچھ میں خواہ پنجاب سے گئی ہے یا کشمیر سے۔ بہرحال وہ ایک مغل قوم ہے۔ اور پونچھ کے قانونی بندوبست میں بھی مغل قوم ہی درج

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہے۔اور کاشتکاری اس کا سب سے زیادہ مرغوب پیشہ ہے۔

بہت قدیم زمانہ میں دولی قوم میں مرزا بالا نامی ایک شجاع رئیس گذرا ہے۔علاقہ کوٹلی کے متصل موضع گوی بالا کوٹ کے نام سے ایک خام قلعہ اس کا تعمیر کردہ بتایا جاتا ہے۔ اور کہتے ہیں کہ اب تک اس قلعہ کے کھنڈر وہاں موجود ہیں۔مرزا بالا نے سیہڑہ اور بلنوئی میں بھی ایک ایک قلعہ تعمیر کرایا۔ان کی زیادہ تر رہائش سیہڑہ میں تھی۔

تحسین کھنڈر کے مواضعات سیہڑہ۔منڈ ہول۔بٹل۔درہ شیر خان۔کنبہ۔بلنوئی۔ وپڑاج۔گاہنی۔منکوٹ۔چھجلہ۔میدان۔بھاٹہ کس۔ڈھرانہ اور علاقہ سوہرن اور تحصیل باغ کے چند مواضعات اور تحصیل کوٹلی قمرو جموں کے مواضعات جھنجوڑہ وخندیوٹ میں بھی یہ قوم آباد ہے۔

تحصیل حویلی کے مواضعات ذیل مینڈلہ۔سلوتری۔تیتری۔چنڈک پلیرہ بائیلہ۔ساؤجیان اور تحصیل سدھنتی کے موضع سراڑی میں بھی یہ قوم موجود ہے۔

ان چوبیس مواضعات میں جہاں یہ قوم آباد ہے۔قریباً سب نمبردار دولی قوم سے ہیں۔اس قوم میں کئی جاگیردار۔انعام خوار۔معافی دار اور سفید پوش بھی ہیں۔ڈوگرہ حکومت سے قبل ان مواضعات پر دولی قوم ایک قسم کی حکمران قوم رہی ہے۔

دولی قوم کے چند مشہور خاندان

چنڈک کا نامور دُلی خاندان۔ سکھوں کے زمانہ میں ہر قوم یا علاقہ اپنا سردار آپ تجویز کرتا تھا اور اسوقت سردار اکبر علی خان اپنی قوم کے سردار تھے۔سردار سرمست خان اس کا فرزند کلاں بے علم ہونے کے باوجود علم دوست اور علما فضلا کا قدر دان تھا۔اس نے درہ دولیاں سے لے کر موضع چنڈک تک جو پونچھ کا بہترین زرخیز رقبہ ہے۔راجہ موتی سنگھ آنجہانی سے ایک ہزار روپیہ نذرانہ دے کر حاصل کیا تھا۔چنانچہ جوار شاد اس موضع کے مالکانہ حقوق

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کے متعلق سرمست خان کو ملا۔ اس کی نقل ذیل میں درج ہے۔

ازپیشگاہ سری سرکار والامدار والئے پونچھ

بنام دفتریان دفتر دیوانی — صحیح سرکار دلامدار

راجہ متوتی سنگھ صاحب

چوں موضع کلائی تحصیل حویلی از ابتدائے بطور وراثت سپرد کسے نہ بود۔ دنہ برائے تحقیقات کدام وارث موضع مذکور و تحقیق گردید۔ تا حال بطور مسلسل بطریق اجارہ در تصرف چند مردمان ماندہ۔ الحال ۱۹۳۸ موضع مذکور بطور ملکیت بہ اخذ مبلغ ایک ہزار روپیہ ڈبل نذرانہ سپرد عزت آثار سرمست خان دولی فرمودہ شد۔ مطابق ارشاد ہذا جملہ حقوق مالکانہ راند کورہ مستحق خواہد شد ولہذا ابنام ایشاں ارشاد نافذ است کہ بشرح دیگر وارثان تمام حقوق مالکانہ بحق مذکورہ واگذار و مجرائی وارند۔ حسب المسطور تعمیل آرند۔ مورخہ ۱۸ جیٹھ ۱۹۳۷ء۔

اس ارشاد کے رو سے سرمست خان کے قبضہ میں ہزار ہا بیگہ زمین آ گئی۔ اور اُس نے اپنی اقامت بھی درہ دولیاں کی بجائے چنڈک میں اختیار کر لی۔

راجہ موتی سنگھ آپ کی بڑی عزت کرتے تھے۔ ''عزت آثار'' کا لقب عطا کیا۔ پھر جاگیر بھی عطا کی۔ سرکاری کوٹھی میں جس قدر غلہ کی ضرورت ہوتی وہ سب سردار مست خان کی کوٹھی سے منگوایا جاتا۔

۱۵/ پھاگن ۱۹۴۳ب کے ارشاد کے مطابق جس پر راجہ موتی سنگھ کی صحیح خاص اور میاں نظام الدین مرحوم وزیر کے دستخط تھے۔ آپ کو سرکار پونچھ نے آپ کی وفادارانہ خدمات کے صلہ میں ''سردار'' کا خطاب عطا کیا۔

سردار فتاح خان چنڈک آپ کا بڑا بیٹا تھا۔ جنہوں نے علم پروری۔ سخاوت اور رسوخ وہردلعزیزی میں باپ سے بھی زیادہ عزت وشہرت حاصل کی۔ سر راجہ بلدیو سنگھ کے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

دربار میں ان کی بڑی وقعت تھی۔ انہوں نے اپنی اراضیات میں اور بھی بہت سا اضافہ کیا اور باوجود اس تمول اور اعلیٰ زمینداری کے مسلمانوں کو تجارت کی طرف مائل کرنے کے لئے خود تجارتی کاروبار شروع کیا اور اس میں بڑی کامیابی حاصل کی۔

علاقہ کے علاوہ آپ نے شہر پونچھ میں بھی بہت سی جائداد پیدا کی اور سر راجہ بلدیو سنگھ نے بھی آپ کو شہر خاص میں کچھ اراضی عطا کی۔ سردار فتاح خان نے ۱۹۰۳ء کے بندوبست پونچھ میں جو مدد سرکار کو دی اس کا اعتراف آر ایچ لفٹنٹ ٹرنچ صاحب مہتمم بندوبست نے اپنی ۲۹ اپریل ۱۹۰۳ء کی چھٹی میں کیا ہے۔ اس چھٹی میں اس نقد انعام کا بھی ذکر ہے۔ جو آپ کو ریاست کی وفادارانہ خدمات کے عوض دیا گیا تھا۔

سردار فتاح خان چار پانچ مواضعات کا نمبردار تھا۔ اور شہر خاص کے علاوہ ٹبل۔ درہ دولیاں۔ ڈھنگلہ۔ کلاٹی۔ کرونی۔ سواہن اور لوان کے مواضعات میں وہ ہزار ہا بیگہ زرعی اراضی کا مالک تھا۔

کہا جاتا ہے کہ اس کے پرائیویٹ ملازموں کی تعداد ستر ۷۰ امئی سے کم نہ تھی۔ ۲۰۰ بھینس۔ ایک سو خچر اور گھوڑا اور کاشت کے لئے ۲۰۰ بیل اور ہزار ہا بکریاں اس کی ملکیت میں تھیں۔ شہر خاص میں کئی ہندو گماشتے اس کے کاروبار کو انجام دیا کرتے تھے۔ غرض وہ اپنے وقت کا رئیس الروسا اور ملک التجار تھا۔

سردار فقیر الدین خان اس کے بیٹے نے اپنا آبائی طرز عمل تبدیل کر کے ملازموں میں تخفیف کر دی۔ مال مویشی ضرورت کے مطابق رکھ لیا۔ اور باقی فروخت کر دیا۔ سردار بلدیو سنگھ نے ان کی خاندانی اور ذاتی خدمات کے لحاظ سے ان کو بھی سرداری و کرسی نشینی کا اعزاز عطا کیا۔ آپ کے فرزندوں میں ۲ لڑکے اچھے ہونہار اور تعلیم یافتہ ہیں سردار محمد ایوب خان ایف اے تک پڑھا ہوا ہے۔ اور سردار یار محمد خان بی اے میں پڑھتا ہے۔ اور ولایت کی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

تیاری کر رہا ہے۔ اور جو اُمیدیں قوم کو اس کے ساتھ وابستہ ہیں اگر وہ پوری ہوگئیں تو وہ ضرور کسی دن قوم اور ملک کے لئے مفید ثابت ہوگا۔

سردار خداداد خان، کرم داد خان، عطاءاللہ خان، غلام اکبر خان ان کے چچیرے بھائی ہیں اور محمد شیر خان، کریم داد خان برادر زادے ہیں۔ اور سب مرفع الحال ہیں۔ ان کی ارضیات تحصیل حویلی کے علاوہ تحصیل مہنڈر میں بھی ہیں۔ چنڈک پونچھ سے چھ میل مشرقی جانب واقع ہے۔ کرم داد خان کو مطالعہ کتب تواریخ وحدیث کا بہت شوق ہے۔ مسٹر محمد اشرف بھی اسی شاخ کا ایک میٹرک پاس نوجوان ہے۔

خاندان سردار شیر خان ڈولی۔ ''درہ شیر خان'' ان ہی کے نام پر آباد ہے۔ آپ سردار فتاح خان کے چچیرے بھائی تھے۔ نہایت عقلمند اور کنبہ پرور تھے۔ راج دربار میں بھی ان کی عزت تھی۔ نہایت وجیہہ اور شجاع اور سیر وشکار کے بڑے شوقین تھے۔ ان کے پانچ بیٹوں میں ۲ بڑے سردار الٰہی بخش خان اور علی اکبر خان نمبردار ہیں۔ حیدر علی خان فوت ہو چکا ہے۔ علی بہادر خان زراعتی کاروبار میں مصروف ہے۔ سب سے چھوٹے کا نام غلام سرور خان ہے جو بہت اچھے اہل قلم اور شعر وسخن سے خاصی دلچسپی رکھتے ہیں۔ خادم تخلص ہے۔ علم تاریخ سے خاص ذوق ہے۔ آپ نے اپنے نامور چچا سردار فتاح خان چنڈک کی تقلید میں تجارت کی طرف توجہ کی جس کی طرف سے مسلمان ہمیشہ غافل رہے ہیں۔ آپ وسیع اراضیات کے مالک ہونے کے علاوہ ایک بہت بڑے تاجر بھی ہیں۔ بیس سال سے آپ تجارت کا کام کر رہے ہیں۔ اس زمانہ میں مسلمانوں کی صرف چند ایک گنتی کی دوکانیں تھیں۔ آج آپ کی تجارت تحریک کی بدولت علاقہ مہنڈر میں قریباً ۸۰ مسلمان دکاندار ہیں۔ جن کی جمیع امداد کا ذریعہ آپ ہی کی دوکان ہے۔

خود اہل علم ہیں اور اہل علم کی ہمیشہ قدر افزائی کرتے ہیں۔ اور اپنی قوم کو تعلیم

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

تجارت اور تنظیم اور اقتدار کے لحاظ سے بام عروج پر دیکھنا آپ کے انتہائی آرزو ہے۔ سردار علی اکبر خان کا فرزند آغا محمد خان کشمیر کے ایس پی کالج میں تعلیم پا رہا ہے۔ علی بہادر خان کا فرزند محمد عالم خان میٹرک پاس ہے۔

علاوہ ازیں درہ شیر خان میں حسب ذیل اصحاب اس برادری میں مشہور ہیں۔ منشی خان محمد خان سارجنٹ پولیس۔ منشی فقیر خان محرر پولیس، صحبت علی خان، اکا خان، میاں فیروز الدین، احمدی نواب علی خان بیوپاری، فضل خان، کرم دادا خان، اشرف خان، اللہ دتہ خان ولد حشمت خان۔

خاندان سرداران سیہڑہ و بلنوئی۔ سکھوں کے بعد جب پونچھ میں حکومت ڈوگرہ نے اپنا تسلط جمایا۔ اس وقت بخشی شیر سنگھ ڈوگروں کا نمائندہ تھا اور جس کو چاہتا تھا باغی بنا کر پھانسی پر لٹکوا دیتا تھا۔ اسی سلسلہ میں اس نے دولی قوم کے سردار خداداد خان و ناصر خان بھی بے گناہ مروا دیئے۔ امن و امان قائم ہونے کے بعد جب حکومت ڈوگرہ کو یہ علم ہوا کہ دولی قوم کے دوران سردار بے گناہ تلوار کے گھاٹ اُتارے گئے ہیں تو اس نے تلافی وفات کے طور پر سردار فتاح خان کو خاندانی سردار ہونے کے لحاظ سے جاگیر عطا کی۔ سردار بہرام الدین خان آف سیہڑہ اسی سردار کا چھوٹا بیٹا تھا۔ ہر جگہ عزت و احترام کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ اس کے چار فرزند اس وقت اس کا نام روشن کر رہے ہیں۔ بڑا سردار فیض احمد خان جو جاگیردار و نمبردار و انعام خوار بھی ہے۔ سردار فیض احمد خان کو مسلمانان پونچھ نے انجمن اسلامیہ پونچھ کا پریذیڈنٹ بھی مقرر کر دیا ہے۔ اور دوسرا سردار صاحب خان جو ڈپٹی انسپکٹر پولیس ہے تیسرا سردار فیض اکبر خان سارجنٹ پولیس ہے۔ سردار فیض اکبر خان نہایت خوش باش اور خوش مزاج ہیں۔ چوتھے کا نام عزیز احمد خان ہے۔ وہ گھر میں ہے۔ اور نوعمر ہے۔

سردار ناصر خان کے ۲ فرزند تھے۔ سردار شیر دل خان و سردار بہادر خان شیر دل کی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

شوقین مزاجی اور امیر الطبعی کا سارے علاقہ میں چرچا ہے۔ ان کے بڑے بیٹے کا نام منشی علی اکبر خان ہے۔ جو پولیس میں محرر سارجنٹ اور اپنے گاؤں کے نمبردار ہیں۔ آپ نوجوان اور ایک قابل منشی ہیں اور قوم اور ملک کی ترقی کے دل سے خواہشمند ہیں۔

تاریخ اقوام پونچھ کی تکمیل وترتیب کے سلسلہ میں آپ نے ''درمے وقلمے'' جو امداد فرمائی ہے۔ اس کے لئے راقم مولف ہمیشہ آپ کا شکر گذار رہیگا۔ اس تاریخ کی تدوین میں وعدے تو کئی اصحاب نے کئے۔ لیکن عمل کے لحاظ سے آپ ہی سب پر فوقیت لے گئے۔

رگوں میں ڈوڑنے پھرنے کے ہم نہیں قائل
جو آنکھ ہی سے نہ ٹپکا تو وہ لہو کیا ہے؟

آپ کا بڑا لڑکا نور احمد خان بی اے لا کالج لاہور میں پڑھ رہا ہے۔ خیال ہے کہ قوم کا یہ ہونہار فرزند فارغ التحصیل ہونے کے بعد اپنے علمی وعملی کارناموں سے اپنے ملک اور قوم کے لئے فخر کا باعث ہوگا۔

مسٹر نور محمد خان دولی قوم کے بلکہ اپنی تحصیل مہنڈر کے تمام مسلمانوں میں پہلے گریجوایٹ ہیں۔ سردار شیر دل خان کے دوسرے فرزندوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ سخی ولایت خان، محمد یعقوب خان (جو ماہر شکاری ہے) اور زمان علی خان۔

منشی نادر علی خان آفس قانونگوئے پونچھ بھی اسی خاندان سے ہیں۔ عالم ہیں اور اصلاح رسومات قبیحہ کے حامی ہیں۔ ان کے والد سردار حیدر خان بھی نیک بزرگ تھے۔ انکے علاوہ سیہڑہ میں اصحاب ذیل ہی قابل تذکرہ ہیں۔ منشی سید محمد خان امیدوار پٹوار۔ شیر احمد خان، عطا محمد خان، علی اکبر خان، جعفر خان۔

سردار شیر دل خان کے دوسرے بھائی سردار بہادر خان کے دو فرزند تھے۔ غلام حیدر خان وغلام محمد خان دونوں فوت ہو چکے ہیں۔ ان کے فرزند حسب ذیل موجود ہیں۔ ذاکر

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

خان نمبردار و کرم داد خان فرزندان غلام حیدر خان، غلام محمد خان کا ہی فرزند نادر خان نام ہے۔ جمعہ خان بھی اسی شاخ میں قابل ذکر ہستی ہے۔ جو غربا کے ساتھ ہمدردی سے پیش آتا ہے۔ علاوہ ازیں کاکا خان ولد ولی محمد خان، بگا خان، محمد فضل خان، فتاح خان، فیروز خان، بازکا خان، غلام محمد خان، فرمان علی خان، بلند خان، محمد خان پسران منان خان، شیر احمد خان فوجی پسر رحم علی خان، فتاح خان، بیر محمد خان، فقیر خان، فیروز خان مشہور خان بھی قابل ذکر ہیں۔

اس شاخ میں جو بلنوئی میں رہتی ہے۔ منان خان بڑا مہمان نواز اور خلیق انسان تھا۔ اس کے فرزندوں میں غلام محمد خان فوجی ریٹائرڈ ہے اور مہربان علی خان جمعدار ریلوے۔

پلیر او ساؤجیاں کے دُولی قبائل۔ ان مواضعات کے دُولی خاندانوں کا مورث اعلیٰ سردار لال خان ایک نامی رئیس گذرا ہے۔ اس کا اصل وطن منکوٹ تحصیل مہنڈر تھا۔ علاقہ منڈی میں اس کی ڈھوک تھی۔ جہاں وہ ایام گرما بسر کیا کرتا تھا۔ اس کی آمدورفت کی وجہ سے موضع اعظم آباد کے متصل مغل بیلہ کے نام سے ایک رقبہ اب تک مشہور چلا آتا ہے۔

اعظم آباد سے چار پانچ میل کے فاصلہ پر ساوجیاں کے نام سے ایک گاؤں ہے۔ وہاں اس نے شادی کرلی۔ وہیں مکانات قلعہ نما بنوالئے۔ اور اپنے مکان تک جو راستہ بنوایا۔ اس کا نام اب بھی پوڑیاں لال خان ہے۔ اُس کیساتھ ہی ایک رقبہ سے جو پڑی لال خان کے نام سے مشہور ہے۔ یہ اس زمانہ کا ذکر ہے جب پونچھ کے باہر گھر گھر حکومت تھی۔ اور جسے آپ راجی کا زمانہ کہتے ہیں۔ اسی زمانہ میں لال خان نے منڈی کے علاقہ تک اپنا قبضہ واقتدار وسیع کرلیا۔ اس کی اولاد میں اس کے پوتے عبدالخان وعالم خان جو اس کے فرزند کمال خان کے بیٹے تھے۔ بہت مشہور گذرے ہیں ان دونوں بھائیوں کو اس زمانے کے حکمران راجہ اسلام خان کشتواڑی نے ان کی خدمات کے عوض ساؤ کا خطاب دیا تھا۔ کہتے ہیں کہ ان کی مستورات آج تک ''سوانیاں''[1] اسی نسبت سے کہلائی جاتی ہے۔

[1] ''سوانیاں'' عام طور پر پنجاب میں بھی عورتوں ہی کو کہا جاتا ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

راجہ ستم خان کے زمانہ تک اس علاقہ میں لال خان کی اولاد حکومت کرتی رہی ہے۔ اسی راجہ کے عہد میں اس علاقہ کا کاروار ایک شخص نامدار خان عرف مداری خان مقرر ہو جاتا ہے۔

جب کار پردازان قضا قدر باشندگان پونچھ کی باگ ڈور ڈوگرہ خاندان کے ہاتھ میں دے سکتے ہیں۔ تو دولی کے اکثر افراد اپنی خاندانی روایات کے مطابق فوجی خدمات سرانجام دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ چنانچہ پلیر اوساوجیاں کے دولی افراد جومہاراجہ رنبیر سنگھ کی فوج میں ملازم رہے۔ حسب ذیل معلوم ہوئے ہیں۔ جمعدار دیوان علی خان۔ صفدر علی خان، احمد علی خان، جنگ باز خان، مستور علی خان، سر بلند خان نشانچی، احمد علی خان ثانی، محمد علی خان، دوست محمد خان، سید علی خان، دیدار بخش خان، عطا محمد خان، مظفر خان، سیف علی خان، متولی خان، غلام علی خان، راجولی خان، صوبہ خان وغیرہ یہ لوگ لداخ کی لڑائیوں میں شامل تھے اور وزیر زور آور کے ہمراہ تھے اور جب وہ میدان جنگ میں مارا گیا تو اس کے ساتھ کئی دولی بھی کام آ گئے تھے۔ ان میں دیوان علی خان جمعدار اور سیف علی خان چین چلے گئے تھے۔ دیوان علی خان یارقند میں فوت ہو گیا تھا۔ راجہ موتی سنگھ کے زمانہ میں کئی دولی صحاب نے اپنی خدمات کے عوض نمبرداریاں حاصل کیں۔

کمال خان کی اولاد سے موضع پلیر امیں اچھی خاصی آبادی ہے۔ اسی خاندان سے ایک بزرگ سردار سید محمد خان تھے۔ جنہوں نے اس زمانہ میں جبکہ دولی قوم کو علم کے نام سے ضد اور نفرت تھی۔ اپنے فرزند بابو شیر محمد خان کو ہائی سکول پونچھ میں تعلیم دلوائی۔ جہاں سے اُس نے انٹرنس کا امتحان پاس کیا۔ بابو شیر محمد خان آج کل اسی تعلیم کی بدولت پونچھ کے محکمہ پولیس میں ڈپٹی انسپکٹر ہیں اور باعزت زندگی بسر کرنے کے علاوہ قوم کی مشکلات کو آسان کرنے میں بھی ہمدردی ودلچسپی سے کام لیتے رہے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ساوجیاں میں اصحاب ذیل اس خاندان میں ممتاز سمجھے جاتے ہیں۔ ولی محمد خان نمبردار۔ غلام مرتضٰی خان نمبردار، بابو شیر محمد خان ڈپٹی انسپکٹر پولیس ماسٹر محمد جلال الدین خان، دین محمد خان ٹھیکیدار، محمد اعظم خان ٹھیکیدار، نواب خان، عطا محمد خان، شیر دین خان ملازم پولیس محمد اکبر خان، محمد حیات خان، شاہولی خان، متولی خان، سرافراز خان، علی محمد خان ولد متولی خان، حسام الدین خان شاہ محمد خان۔

پلیرا میں دولی قوم کے اصحاب ذیل قابل ذکر بتائے گئے ہیں۔ محمد اکبر خان نمبردار میر باز خان نمبردار، نواب خان سوداگر، سرور کالا خان مشہور تاجر منشی منصو خان، ناظر خان، جنگ باز خان ٹھیکہ دار، محمد علی خان ولد صحبت علی خان، منشی میر باز خان ولد زبردست خان، منشی محمد علی خان، ناظر خان ولد لعل خان مرحوم، اکبر علی خان، شیر علی خان، فضل خان، گلاب خان، عطا محمد خان گارڈ، شیر احمد خان، نواب خان عرف یالو خان اگر خان ولد شیر دست خان، ہوشناک خان ولد گلزار خان، بہار خان، میر باز خان ولد اکبر علی خان۔

موضع ساوجیاں سے دلی قوم کے کچھ لوگ فیروز پور علاقہ گلمرگ کشمیر میں جا کر آباد ہو گئے۔ ان میں حسب ذیل اصحاب کا نام برادری کے مشہور آدمیوں میں بتایا جاتا ہے۔ دیوان علی خان، دوست محمد خان، دوست محمد خان ثانی ٹھیکہ دار، سید محمد خان، عطا محمد خان۔ شیر محمد خان ہیڈ کانسٹیبل پولیس پشاور، بابو محمد خان، نائیک پلٹن جموں، ولی محمد خان پنشنر سپاہی پلٹن۔

سلوتری و درہ دولیاں۔ ڈوگرہ حکومت میں سلوتری کا موضع وزیر سندر سنگھ کی جاگیر میں آکر اس قوم کے ہاتھ سے نکل گیا۔ یہاں فیروز خان موروثی سربراہ نمبردار ہے اس کا چھوٹا بھائی محمد خان اچھا زمیندار اور مہمان نواز ہے۔

درہ دولیاں کا نام ہی بتاتا ہے۔ کہ وہ دولی قوم کے نام سے موسوم ہے۔ پونچھ سے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

یہ مقام چار میل کے فاصلہ پر ہے۔ اس درہ کے سرداران دلی کے سہ منزلہ پختہ مکانات اب کھنڈروں کی صورت میں نظر آرہے ہیں۔ یہاں کے مشہور دولی حسب ذیل ہیں۔ منشی غلام حسن خان کمپونڈر وٹرنری اسسٹنٹ سرجن شیر محمد خان، شیر علی خان، سخی محمد خان کانسٹیبل پولیس، بہرام الدین خان حوالدار پولیس، حشمت خان مجاہد خان ولی خان کانسٹیبل، فیروز خان کانسٹیبل، محمد اکبر خان کانسٹیبل، مولوی محمد خان صوفی کانسٹیبل، غلام حسن خان، حیدر خان فیلبان، حیات اللہ خان، صلاح محمد خان، دوست محمد خان، عبداللہ خان، شیر دل خان، شیر باز خان، بگا خان، فتح محمد خان، خان محمد خان حوالدار پلٹن۔ علی حیدر خان، باغ حسین خان، غریب علی خان مولوی شیر باز خان، فیروز علی خان اور کالا خان، یہ سب یہاں کے زمیندار ہیں اور خوشحال ہیں۔

ڈھرانہ بھاٹہ کس ومیدان۔ کہتے ہیں کہ ڈھرانہ کا دولی خاندان راجہ کے لقب سے مشہور تھا۔ ان کا قدیم وضع کا قلعہ ایک اونچی چٹان پر اب بھی موجود ہے۔ اس خاندان سے سید محمد خان اب تک ٹمٹماتا ہوا چراغ نظر آرہا ہے۔ سلطان علی خان دولی ڈھرانہ کا نمبردار ہے۔ اور پینڈا خان بھاٹہ کس کا۔ متولی خان جو موضع گوہلد میں رہتے ہیں۔ اسی خاندان کو شاخ سے ہیں وہ اپنی تجارت اور زمینداری کی وجہ سے کافی اراضیات کے مالک ہیں۔ منشی غلام حیدر خان جو سکول دھرم سال تحصیل مہنڈر میں اول مدرس ہیں ان ہی کے فرزند ہیں۔ محمد خان متعلم منشی صاحب کا برادر زادہ اور غلام حسن خان بیوپاری کا فرزند ہے۔ دھرم سال میں ایک معافی جو ''بھائیوں'' کو ملی ہوئی ہے۔ اور کئی گھماؤں پر مشتمل ہے۔ راجہ ڈھرانہ ہی کی عطا کردہ ہے۔ ڈوگرہ راج میں بھائیوں نے اس معافی کی موجودہ حکومت پونچھ سے تجدید کرالی ہے۔

سردار رسمت خان (صحیح نام رستم خان) نے پچھلے سال چند قومی سرداروں کے کہنے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

پر اپنا ایک قیمتی رقبہ جامع مسجد کے لئے مفت دیدیا ہے۔ جس کی قیمت سینکڑوں روپیہ تک تھی۔

خاندان سرداران منڈلہ۔ منڈلہ کے دُولی بڑے جنگجو مشہور ہیں۔ راجہ موتی سنگھ کے زمانہ میں سردار دوست محمد خان اس قوم میں ایک نامور علمدست اور حکیم گذرا ہے۔ دولیان منڈلہ کا بیان ہے کہ راجہ موتی سنگھ کے وزیر اعظم میاں نظام الدین نے سردار دوست محمد خان سے اس کی ہمشیرہ کا رشتہ طلب کیا تھا اور ہر چند کہ ان کے اقبال کے سامنے دوست محمد خان کی کوئی حقیقت نہ تھی۔ انہوں نے جواب میں کہلا بھیجا۔ کہ ہمارے خاندان میں غیر کف میں رشتہ دینے کا دستور نہیں ہے۔ ان کا ایک جوان بیٹا محمد اکبر خان بحالت لاولدی انتقال کر گیا۔ اب باقر علی خان نام ایک فرزند موجود ہے۔

سردار سید احمد خان منڈلہ اور سیہڑہ میں نمبردار اور آخر الذکر میں جاگیردار بھی ہیں۔ خلیق اور ملنسار اور علم نواز ہیں۔ علاوہ ازیں اس موضع میں مندرجہ ذیل اصحاب بھی اس قوم نے قابل ذکر ہیں۔ محمد خان، فتح عالم خان، خان بہادر خان اول، خان بہادر خان ثانی، علی اکبر خان، نواب علی خان، ابراہیم خان، اسماعیل خان، محبوب خان، غلام حیدر خان، شیر خان۔

منڈل کے دولیوں میں ایک نوجوان سید احمد خان نام ہے۔ جو یو۔ پی۔ اودہ کے ضلع بھڑائچ میں گورنمنٹ فارسٹ در یلوے کنٹریکٹر ہے۔ اپنی قوم کا یہ واحد باہمت نوجوان ہے۔ جس نے اپنے وطن سے دور دراز علاقہ میں جا کر غیر معمولی شہرت وعزت حاصل کی ہے۔ اپنی قوم کو دوسری ترقی یافتہ قوموں کے دوش بدوش دیکھنے کا خواہشمند ہے۔ اس کے بڑے بھائی کا نام خان بہادر خان ہے۔ وہ بھی اپنی برادری کا برگزیدہ ممبر ہے۔ سید احمد خان پانچ سال فوج میں بھی رہے ہیں۔ بنوں جبل پور، ناگ پور، کامٹی اور بوشہر ایران تک ہو آئے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہیں۔فوج کی ملازمت ہی میں تجارت کا شوق پیدا ہوا۔ اور اس میں خوب نام پیدا کیا۔ عمر ۳۵۔۳۶ سال کے قریب ہے۔

خاندان سردار کالا خان دولی آف منکوٹ۔سردار کالا خان بڑے ذی عزت اور با اقبال دُولی تھے۔سُنا ہے۔پانچ پانچ سو روپیہ قیمت کی گھوڑیاں ان کے اصطبل میں رہا کرتی تھیں۔سردار لعل خان بھی یہاں اسی پایہ کے ایک دولی بزرگ تھے۔سردار کالا خان کا فرزند کلاں منشی دولو خان بڑا خوش نویس محاسب اور منتظم تھا۔راجہ بلدیو سنگھ نے اس کی خدمت کے عوض اس کو چار سو کنال اراضی عطا کی تھی۔اس کا بھائی سردار فضل داد خان موجود ہے۔ان کا فرزند خورد محمد شیر خان ایک پسر ولی داد خان چھوڑ کر انتقال کر چکا ہے۔فرزند کلاں سردار محمد افضل خان تعلیم یافتہ، علم دوست اور سولجر بورڈ کا سکریٹری ہے۔سردار غلام سرور خان خادم رئیس سیہڑہ کا شاگرد ہونے کی وجہ سے تجارت میں بھی خاص دلچسپی لیتا ہے۔شکار کھیلنے کا بھی بہت شوق ہے اور اپنے برادر زادہ دلی داد خان نمبردار کا سربراہ ہے۔

منکوٹ کی دولی برادری میں اصحاب ذیل بھی قابل تذکرہ ہیں۔سردار فضل داد خان سابق محرر بندوقیاں۔عطا محمد خان۔فقیر خان، علی اکبر خان، حیدر خان، منشی بہادر خان، بالا خان، غلام حسین خان، سائیں محمد خان۔

موضع سراڑی تحصیل سید ہتی کا دولی قبیلہ۔یہ سارا گاؤں دولی قوم سے آباد ہے۔ یہ شاخ منکوٹ تحصیل مہنڈر سے یہاں آئی ہے۔اس قوم کی خانہ شماری سوا ۲۰۰ گھر کے قریب بتائی جاتی ہے۔یہاں سدھن اور ملدیاں اور گوجر اقوام کے بھی چند ایک گھر ہیں۔اس گاؤں کے نمبردار چھ ہیں۔اور وہ سب کے سب دولی خاندان سے ہیں۔اور وہی اپنی برادری کے سرکردہ ہیں۔ان میں سردار بہاول بخش خان نہایت فہمیدہ بزرگ ہیں۔ان کے فرزندان چھبو خان و نوازش علی خان موجود ہیں۔باقی نام حسب ذیل ہیں۔غلام محمد خان، سلطان

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

محمد خان، سبز علی خان، غلام حیدر خان، امیر علی خان، مولوی محمد دین خان آپ نے مدرستہ العلوم دیو بند میں تعلیم پائی ہے اور اچھے عالم اور علم تاریخ کے خاص شوقین ہیں۔

خاندان سردار اقبال خان ولی آف بٹل۔ سردار اقبال خان نے راجہ موتی سنگھ اور ان کے فرزند سر راجہ بلد یو سنگھ دونوں کا عہد دیکھا ہے۔ اپنے زمانہ میں وہ علاقہ مہنڈر کے کار دار تھے۔ اس خاندان میں محمد قاسم خان تخلص ناکاؔم اپنی شاعرانہ شہرت کی وجہ سے خاص عزت رکھتا ہے۔ محمد قاسم خان کے والد سائیں بقا محمد خان نہایت عابد وزاہد تھے۔ مفتوح الغیب کا ترجمہ انہوں نے پنجابی نظم میں کیا ہے۔ جو اب تک اس خاندان میں قلمی موجود ہے۔ سردار شیر احمد خان بھی سردار اقبال خان کے ہمعصر تھے۔ ان کی اولا سے بگا خان جو نمبر دار بھی ہے۔ اور پولیس پشاور میں ہیڈ کانسٹیبل ہے اور محمد یعقوب خان سارجنٹ پولیس پونچھ اور فیروز خان موجود ہیں۔ سید محمد خان (برادر سائین بقا محمد خان) کے فرزند کا نام جلال خان ہے۔ جو موجود ہے۔

ان کے علاوہ ٹبل میں اصحاب ذیل بھی قابل تذکرہ ہیں۔ شاہ ولی خان پنشنر فوج، سردار سید اللہ خان اور ان کے ہر سہ فرزندان سردار محمد اشرف خان نمبر دار، محمد اکبر خان پنشنر فوج اور علی اکبر خان، حوالدار پنشنر خان بہادر خان۔ آپ کو شورش ۱۹۸۸ سنہ اب کی خدمات کے صلہ میں راجہ جگت دیو سنگھ جی نے ایک سو روپیہ نقد انعام دیا ہے۔ اللہ داد خان، کالا خان ریٹائرڈ، فضل داد خان ملازم فوجی اکبر علی خان نمبر دار، سائیں زمان علی خان، شاکر علی خان، فجو خان، علی اکبر خان ولد شیر باز خان، کرم داد خان، دوست محمد خان، نیک محمد خان سربراہ نمبر دار علی اکبر خان ولد بہادر خان، فیض طلب خان، ۲۰۰ خان اور فقیر خان۔

علاقہ کشمیر کے ڈُلی۔ جیسا کہ لکھا جا چکا ہے۔ کشمیر میں چک بادشاہوں کے آخری ایام میں یعنی اکبر کی فتح کشمیر سے پیشتر خاص سرینگر میں ڈُلی قوم کا وجود پایا جاتا تھا۔ اور ان میں

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

شمس ڈُولی ایک ایسا نامور شخص گذرا ہے۔ جس سے بادشاہ کشمیر بھی خوف کھاتا تھا۔ اب سرینگر اور کشمیر ویلی میں بظاہر تو کوئی دولی خاندان نظر نہیں آتا۔ ممکن ہے وہ دیگر اقوام کے ساتھ رشتہ داریاں کر کے اپنی اقلیت کی وجہ سے ان ہی میں غلط ملط ہو گیا ہو۔ البتہ کشمیر کی تحصیل اوڑی اور تحصیل کرناہ میں ڈُولی قوم کے چند گھر موجود ہیں۔ چنانچہ تحصیل اوڑی کے موضع کھلانہ میں اس قوم کے پندرہ گھر آباد ہیں۔ تحصیل کرناہ کے مواضعات باٹہ و بہادر کوٹ میں بھی دولیوں کی مختصر سی آبادی کا پتہ ملتا ہے۔ باٹہ میں چار گھر ہیں۔ جن میں سمندر خان، فقیر محمد خان، ناصر علی خان اور موضع بہادر کوٹ کے دس گھروں میں منشی وزیر محمد خان، منشی عزیز محمد خان اور سردار ولی محمد خان نمبردار گبراہ اپنی برادریوں کے ممتاز افراد ہیں۔

ڈُولی قوم کے متفرق مشاہیر

تیتری نوٹ۔ سردار شیر محمد خان مرحوم۔ جن کے تین قابل فرزندوں میں ایک سارجنٹ پولیس تھا۔ ایک پٹواری اور وہ دونوں لاولد انتقال کر چکے ہیں۔ اب مرحوم کا فرزند فتاح خان فوجی پنشنر نمبردار ہے۔ فقیر محمد خان، کالا خان، فیض طلب خان۔

موضع منڈہول۔ مرزا مغل اس گاؤں کے بانی ہوئے ہیں۔ لیکن دولی قوم سے یہاں اب جتنے مغل ہیں۔ تعلیم سے بے بہرہ اور کھیتی باڑی کا کام کرتے ہیں۔ اس موضع میں کئی نمبرداریاں ہیں۔ ایک سردار بھگوان سنگھ جاگیردار وانعام خوار بھی ہیں۔ دوسرے دیوان گیان چند پوری گھڑتلی، تیسرے وچوتھے فتح بہادر خان ورحیم اللہ خان ڈُولی، شیر محمد خان ولد فیروز خان، فقیر محمد خان، شیر خان، ہاشم علی خان بازوار، ستار محمد خان، اس موضع کے دولی شاہین پرندوں کے بڑے شوقین ہیں۔

موضع کنہ۔ بہت مدت تک سرداران سیہڑہ کے قبضہ میں رہا۔ اب یہاں غلام حسن خان

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

دولی نمبر دار ہے۔ بیر محمد خان و محمد ولی خان، سائیں شان خان وحیدر خان، رحمت خان، نور خان والہہ دتہ، بگا خان جمعدار پی۔ڈبلیو۔ڈی۔

موضع دبٹراج۔ سردار مصاحب خان نمبر دار، امبر خان، روڑا خان، کا کا خان۔

موضع ساغرہ۔ سردار غلام حسن خان موضع ساغرہ کے علاوہ گاہنسی کے بھی نمبر دار ہیں۔ اس شاخ میں منشی محمد فیروز الدین خان حکمت وعلوم عربیہ سے اچھی واقفیت رکھتے ہیں۔ باغ حسن خان، شہادت خان، صحبت علی خان، فضلداد خان، فیض طلب خان دیوان بخش خان، علی اکبر خان، حشمت خان پنشنر کانسٹیبل کرمداد خان پنشنر، امیر علی خان سنیاسی یہاں کے مشہور دولیوں میں ہیں۔

موضع چھچلہ۔ غلام حیدر خان نمبر دار، پینڈا خان۔

موضع بائیلہ منڈی۔ چنڈک کے ایک سردار موجدین خان عرصہ ہوا۔ یہاں موسم گرما بسر کرنے کے لئے آئے۔ لیکن یہاں کی خوشگوار آب وہوا اور سبزہ زاروں اور قدرتی آبشاروں کے مناظر نے پھر جیتے جی انہیں چنڈک واپس نہ جانے دیا۔ ان ہی زریات سے ہاشم علی خان یہاں ان کی چھٹی پشت میں ہے۔ اس کے فرزندان سید محمد خان، امیر خان، عطا محمد خان، وزیر محمد خان اور اس کا برادرزادہ، یوسف خان خلف نواب خان موجود ہیں۔ سب زراعتی کاروبار کرتے ہیں۔

اعظم آباد علاقہ منڈی۔ یہاں دولی قوم کے اصحاب ذیل قابل ذکر ہیں۔ شیر محمد خان، مسطور علی خان نمبر دار، شاہ ولی خان، محمد علی خان، فقیر محمد خان، شیر محمد خان، امیر علی خان، ولی محمد خان، فقیر محمد خان ثانی۔

بیدار بلنائی علاقہ منڈی۔ فقیر محمد خان، وزیر محمد خان، فتح محمد خان، سردار محمد خان، ناظر علی خان، عبدالعزیز خان اول، شاہ محمد خان، عبداللہ خان، ابراہیم خان، جلال الدین خان،

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سید محمد خان، عمر بخش خان عبدالعزیز خان ثانی، اکبر علی خان، جمال الدین خان۔

موضع خندیوٹ تحصیل کوٹلی۔ یہ لوگ اپنے آپ کو دولی قوم کے ایک مقتدر رئیس مرزا اسفندیار کی اولاد سے بتاتے ہیں۔ سردار ناصر خان اور سردار موہتا خان یہاں کے نمبردار ہیں۔ ممتاز خان بھی یہاں کے دولیوں میں سربرآوردہ ہے۔ دوسرے مقامات کی طرح یہاں کے دولی بھی علم سے عموماً بے بہرہ ہیں۔

موضع جھنجوڑہ۔ تحصیل کوٹلی، یہاں بدر خان، سردار دیوان علی خان، سردار ناصر خان و دلی محمد خان قابل ذکر ہیں۔

فصل پنجم

ڈومال

تھکیال راجپوتوں کے سلسلہ میں راجہ دھرم چند عرف راجہ شاداب خان کا ذکر ہو چکا ہے۔ جو راجہ چب چند بانئے قوم چب والئے بھمبر کی ساتویں پشت میں تھا۔ ڈومال عرف دومیال قوم کی روایات کے مطابق جب راجہ دھرم چند کے دہلی میں مسلمان ہو جانے اور ایک بادشاہی امیر کے ہاں شادی کر لینے کی خبر بھمبر پہنچی۔ تو اس کی قوم اور برادری اور دیگر معززین نے اس کے دوسرے بھائی[1] کو اپنا راجہ بنایا۔ اس کے بھائی نے جس کا نام ڈومیال قوم راجہ

[1] ڈومالوں کی قدیم روایات کے مطابق راجہ دھرم چند عرف راجہ شاداب خاں کے چند اور بھائی بھی تھے اور ان میں شاداب خان سے چھوٹا راجہ پرب چند عرف دوم خان تھا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

پرب چند بتاتی ہے۔ اس خیال سے کہ راجہ دھرم چند اب ہندو نہیں رہا۔ اس کو رانی کو اپنے عقد میں لانا چاہا۔ لیکن رانی نے اپنے خاوند کے مسلمان ہو جانے کے بعد بھی کسی اور کے حبالہ نکاح میں آنا منظور نہ کیا۔ بلکہ ایک سارنگی نواز کو جو راجہ دھرم چند کا منظور نظر تھا۔ ایک دردناک خط دے کر اپنے خاوند کے پاس دہلی روانہ کیا۔ اور راجہ کے دہلی جانے کے بعد بھمبر میں جو سیاسی انقلاب پیدا ہوا۔ اور راجہ کے بھائی نے راجہ بھمبر بن کر بھائی کی بیوی سے جو سلوک کرنا چاہا۔ اس کی تمام کیفیت اس کو لکھ دی۔ اور اسے بھمبر واپس آنے کی دعوت دی۔

ڈومال راجپوتوں کی ہسٹری بتاتی ہے۔ کہ ہر چند راجہ دھرم چند عرف راجہ شاداب خان نے دہلی میں شادی میں کر لی تھی اور اس سے اولاد بھی موجود تھی۔ تاہم خط دیکھتے ہی حب الوطنی کی لہر بجلی کی طرح اس کے دل میں سرایت کر گئی۔ اور وہ شکار کے بہانے دہلی سے باہر نکلا۔ اور باد رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر ہوا ہو گیا۔ جیسا کہ تھکیال راجپوتوں کے حالات میں مختصر طور پر بتایا گیا ہے۔ ہیبت قندھاری نے ایک جمعیت کے ساتھ اس کا تعاقب کیا۔ اور بھمبر کے قریب جب دونوں آمنے سامنے ہوئے۔ تو ایک دوسرے کے زخموں سے دونوں ہی ہلاک ہو گئے۔

راجہ شاداب خان کے انتقال کے بعد راجہ پرب چند عرف راجہ دوئم خان اپنے بھائی کے خدشہ سے بالکل آزاد ہو گیا۔ اس نے پھر ایک دفعہ شاداب خان کی بیوہ رانی کو اپنے محل میں لانا چاہا۔ بہت سے وکیل بھی درمیان ڈالے۔ نشیب و فراز بھی سمجھائے۔ لیکن اس ثابت قدم عورت پر کسی قسم کا کوئی جادو نہ چل سکا۔

راجہ دھرم چند عرف شاداب خاں کے فرزند بھی موجود تھے۔ ان کی موجودگی اور رانی کا انکار یہ دونوں باتیں۔ راجہ پرب چند کو خار کی طرح کھٹک رہی تھیں۔ حکمران خاندان اور دیگر امراء وزراء نے جب دیکھا کہ راجہ اپنی حکومت کے استقلال کے لئے اپنے معصوم

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

بھتیجوں کو سدراہ سمجھ رہا ہے۔ اوران کے متعلق اس کی نیت ٹھیک نہیں ہے۔ تو سب لوگ اس کیخلاف ہو گئے۔

اسی دوران میں کسی پیر مرد خضر صورت مسلمان بزرگ نے اس پر اسلام کی خوبیاں ظاہر کیں۔ اور وہ اپنے چند خیر خواہوں کے ساتھ مسلمان ہو گیا۔ چونکہ وہ شاداب خان کا چھوٹا بھائی تھا۔ اوراس سے دوسرے درجہ پر تھا۔ اس لئے وہ ڈویمال راجپوتوں کے قول کے مطابق راجہ دوئم کہلایا۔ اور مسلمان ہونے کے بعد اس نے اپنا اسلامی نام دوئم خان رکھا۔ یہ واقعہ آج ۱۹۳۶ء سے قریباً سوا چار سو سال پیشتر کا بیان کیا جاتا ہے۔

راجہ دوئم خان بھمبر بلکہ بھمبر کی حکومت سے بیزار و مایوس ہو کر عیال واطفال اور اپنے چند جان نثاروں کے ہمراہ راجوری کی حدود میں داخل ہوئے اُس زمانہ میں راجوری پر راجہ بہادر خان عرف بہادر سینہ کی حکومت تھی۔ یہ راجہ ۹۱۸ھ سے ۹۷۰ھ تک راجوری کا حکمران رہا ہے۔ راجہ راجوری نے راجہ دوئم خان کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ اس کے متعلق ڈویمال قوم کی ہسٹری خاموش ہے۔ البتہ ڈویمالوں میں یہ مشہور ہے کہ راجوری کی مملکت میں دریڈہ اور جیہڑہ نام سے جو دو قومیں تھیں۔ وہ اپنی غارت گریوں اور سرکشیوں کی وجہ سے راجہ راجوری اور رعایائے راجوری کے لئے وبال جان تھیں۔ راجہ دوئم خان نے رفتہ رفتہ پہلے ان کے جابرانہ اقتدار کو خاک میں ملایا۔ اور پھر دریڈوں کا قتل عام کر کے ان کی لاشوں کو گہرے پانی میں پھینکوا دیا۔ وہ ڈاب یعنی پانی کی وہ گہری جگہ اب تک دریڈوں والی ڈاب کے نام سے مشہور ہے یہ نالہ جہاں یہ ڈاب ہے۔ تحصیل راجواری کے موضع وہری[1] وہرہ میں واقعہ ہے۔

راجہ دوئم خان نے جس مقام پر اپنے محلات تعمیر کیے۔ اس کا نام راجدھانی رکھا۔ چنانچہ تحصیل راجوری میں اب تک اس نام کے دو گاؤں موجود ہیں۔ ایک راجدھانی میں

---

[1] آبادی ۳۲۲ نفوس۔ سوائے ۱۸ ہندوؤں کے باقی سب مسلمان۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

۱۰۷۶ نفوس کی آبادی ہے۔ اور وہ سب مسلمان ہیں۔ دوسرے موضع راجدھانی میں ۵۶۰ نفوس آباد ہیں۔ اور وہ بھی سب مسلمان ہیں۔ چونکہ ریاست جموں وکشمیر کی فہرست دیہہ وار مرتبہ ۱۹۲۱ء میں دہری وہرہ جس کے متصل دریڈوں والی ڈاب واقعہ ہے۔ ۱۰۷۶ نفوس والی راجدھانی کے قریب میں درج ہے۔ اس لئے خیال ہے۔ کہ وہی موضع راجہ دوئم خان کی راجدھانی تھا۔

راجوری کے علاقہ رام گڑھ اور تھکیالہ پونچھ کے علاقہ پڑاوہ کے درمیان ایک پہاڑی حائل ہے۔ جس کو کوہ پیر سید فاضل شاہ[1] کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ ان علاقوں کے اندر ڈومیال قوم ہی آباد ہے جس کا بانی راجہ دوئم خان ہوا ہے۔ اس قطعہ زمین کے عین بالمقابل بھمبر والی گلی واقعہ ہے اور اس سلسلہ میں یہ بتایا جاتا ہے۔ کہ راجہ دوئم خان یہیں تک آیا تھا۔ اور چونکہ وہ بھمبر سے آیا تھا۔ اس لئے اس جگہ کا نام بھمبر والی گلی مشہور ہو گیا۔

شجرہ نسب جس قوم یا جس خاندان کا لکھا جاتا ہے۔ اس میں عموماً شاخ کلاں کا ہی ذکر کیا جاتا ہے۔ یا جس شاخ کے جس شخص کا شجرہ مطلوب ہو۔ وہ اپنی شاخ کو اپنی کسی بڑے بزرگ سے ملا دیتا ہے۔ اسی طرح تاریخ راجپوتان پنجاب اور تاریخ چبال میں عموماً بڑی شاخوں ہی کا ذکر ہے۔ تاریخ چبال چونکہ چب قوم کے اس طبقہ ہی کے متعلق ہے۔ جو تحصیل بھمبر یا اس کے ملحقات میں آباد ہے۔ اسلئے اس نے راجہ دھرم چند عرف راجہ شاداب خان کے سوا جو فرزند کلاں تھا۔ اس کے کسی اور بھائی کا یا ان کی اولاد کا ذکر تک نہیں کیا۔

جس طرح سینہ بسینہ روایات سے بعض اور اقوام نے اپنے شجرے محفوظ رکھے ہیں۔ اسی طرح ڈومیال قوم کو بھی اپنے شجرہ پر کامل اعتماد و اتفاق ہے۔ البتہ راجہ پرب چند کا

---

[1] ستاہلی چیڑ واقعہ تھکیالہ پڑاوہ کیساتھ جو اونچی پہاڑی علاقہ کے عین اوپر واقعہ ہے۔ وہی پیر سید فاضل کہلاتی ہے۔ یہ جگہ نہایت سرد مقام ہے۔ کہتے ہیں کہ پیر سید فاضل کوئی بزرگ تھے۔ کچھ عرصہ تک ان کی یہاں نشت گاہ رہی ہے۔ لیکن خوش اعتقاد لوگ اب تک یہاں چڑھاوا چڑھاتے رہتے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

نام پہلے راجہ دوئم اور پھر قبول اسلام کے بعد دوئم خان ہونا ذرا تصریح طلب ہے۔

دومال قوم جو راجہ دوئم خان یا دوم خان کی اولاد سے ہے۔ دوم یا دوئم نام کی وجہ سے تسمیہ یہ بتاتی ہے کہ پرب چند چونکہ اپنے باپ کا دوسرا بیٹا تھا۔ جب وہ اپنے بڑے بھائی کے مسلمان ہونے کے بعد مسند نشین ہوا۔ تو راجہ دوم کہلایا اور مسلمان ہونے کے بعد دوم سے دوم خان ہو جانا چنداں تعجب انگریز نہیں ہے۔ بقول مولانا سید سلیمان[1] ندوی تاریخ سے اس قسم کے بزرگوں کی شخصیت کا ثبوت بہم پہنچانا گو بظاہر دشوار ہے۔ لیکن شہرت عام کی قطعی تکذیب اس سے بھی مشکل ہے۔

اس لئے راجہ پرب چند کا نام راجہ دوم ہو یا دوم خان۔ بہر حال وہ چب چند کی اولاد سے تھا۔ اور دومال کی اصل بنیاد کا تعلق ضرور دوم یا دوئم یا دومین کے لفظ سے ہے۔ جموں اور پونچھ میں مسلمان اور ہندو راجپوتوں کی بیشتر ذاتیں ایسی ہیں۔ جو اپنے کسی نہ کسی بزرگ کے نام سے موسوم ہیں۔ مثلاً بہتر دیو سے بندرال، بہتر دیو کے فرزند مکند یو کی اولاد موضع رانگ میں رہنے سے زنگال کہلاتی ہے۔ راجگان منڈی جو چندر بنسی ہیں منڈی میں رہنے کی وجہ

---

[1] علامہ مولانا سید سلیمان ندوی دارالمصنفین اعظم گڑھ کے صدر اعلیٰ ہندوستان کے مشہور علمی و ادبی رسالہ معارف کے چیف ایڈیٹر، مولانا شبلی مرحوم کے شاگرد رشید اور عہد حاضرہ کے مورخ اعظم ہیں۔ وہ اکتوبر ۱۹۳۳ء میں نادر شاہ شہید بادشاہ افغانستان کی دعوت پر ڈاکٹر سر محمد اقبال اور نواب مسعود جنگ سید راس مسعود بہادر کے ہمراہ افغانستان گئے تھے۔ واپسی پر آپ نے سفر افغانستان کے عنوان سے اپنے سفر کے حالات و تجربات میں جو طویل سلسلہ مضامین لکھا۔ اس میں مارچ ۱۹۳۴ء کے معارف میں بالا حصار میں "دو اصحابیوں کے مزار" کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ افغانوں میں ان کے نام حضرت تیم اور حضرت جمبیر مشہور ہیں۔ اسی سلسلہ میں آپ لکھتے ہیں کہ تاریخ سے ان صحابیوں کے یہاں آنے کا ثبوت وار دشوار ہے۔ لیکن شہرت عام جو صدہا سال سے چلی آتی ہے۔ اس کی تکذیب بھی مشکل ہے۔ اسی بنا پر نادر شاہ افغانستان نے ان دونوں بزرگوں کی قبروں کی مرمت کرائی ہے۔ اور آخر میں آپ فرماتے ہیں کہ اسی عقیدت عام کی بنا پر میں دعائے پڑھ کر یہاں سے واپس آیا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سے منڈیال، کلوواے راجگان کلوال، راجہ شیل برما (۲۲۰ب) کی اولاد چمپہ (موجودہ نام چمبہ) میں رہنے سے چمیاں۔ راجہ بیر چند کی اولاد بنی میں رہنے سے بنیال کہلائی۔ غرض اسی طرح تھنیال۔ سندرال، اودکال، ٹھنڈال مجوال وغیرہ کئی راجپوت ذاتیں جموں اور کانگڑہ کے ملحقات میں موجود ہیں۔ خود پونچھ ایسی ذاتوں اور گوتوں سے بھرا ہوا ہے۔ جن کے بعد الف لام آتا ہے۔ جیسے بگہیال۔ تھکیال۔ سدہال۔ روپلال وغیرہ۔

اس لئے ایک ایسے نام دوم یا اس کے نام پر دومال قوم کی تکذیب جس کا ذکر سوا چار سو سال سے سینہ بہ سینہ چلا آتا ہے۔ فی الواقعہ امر محال ہے بلکہ تسلیم کرنا پڑتا ہے۔ کہ دومال قوم اپنے بزرگ دوم یا دوئم یا دومیں کے نام ہی سے عرف عام کے طور پر مشہور[1] ہے۔ پھر دومال قوم کی تاریخ اس بات کا بھی ثبوت دیتی ہے کہ جس طرح راجہ شاداب خان کی قبر آدھی ڈھکی پر بھمبر کے مقام پر موجود ہے۔ اور وہاں چب قوم اس کا کمال احترام کرتی ہے۔ اسی طرح راجہ شاداب خان کے بھائی راجہ دوم خان کا مزار موضع ناڑونی داخلی راجدھانی میں جوراجوری کی تحصیل میں واقعہ ہے۔ اب تک موجود ہے۔ اور چار صدیوں سے اس مزار پر دوئمال قوم سالانہ فاتحہ خوانی کرتی ہے۔ بلکہ سالہا سال تک دوئماں قوم کی رسم موتراشی بھی اسی مزار پر ادا ہوتی رہی ہے۔

---

[1] مغل خاندان میں بھی اس قسم کے نام پائے جاتے ہیں۔ چنانچہ تاریخ اویماق مغل میں دومیں خان ابن بوتا خان بوزنجری کا نام موجود ہے۔ دومیں خان کے متعلق اویماق مغل میں (صفحہ ۳۶۸ پر) درج ہے۔ "دومیں خان ابن بوتا خان بوزنجری والئے تخت مغولستان بعد از پدر بر سریر سلطنت جائے گرفت"۔ دومیں خان کی چوتھی پشت میں تومنہ خان ابن بالسنیقر خان مغولستان کا بادشاہ گذرا ہے۔ اس کے دو فرزند تھے۔ سب سے بڑے کا نام اس کی اولیت کے لحاظ سے قبل خان تھا اور دوسرے کا قاچولی بہادر۔ قبل خان کی چوتھی پشت میں چنگیز خان اور قاچولی برادر کی آٹھویں پشت میں امیر تیمور ہوا ہے۔ اسلئے اگر قبل خان نام ہوسکتا ہے۔ تو دوم خان نام بھی غیر ممکنات میں سے نہیں ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

راجہ دوئم خان کے حسب ذیل تین فرزند تھے۔ سردار گاماں خان عرف گمان خان، سردار بیرولی خان، سردار مولا داد خان، ان میں سے ۱،۲، کی اولاد راجوری ریاست جموں کے مواضعات[1] ذیل میں آیا ہے۔ راجدھانی پنجگرائیں، کگوڑہ، رگ کلالی، نیلی، بنی کوٹ، حیات پورہ، سرولہ، وہری وہڑہ، منگل ناڑ، وبڑوٹ، پتراڑہ، گلھوتی (جو سردار گمان خان کے نام پر آباد ہے)۔

گلھوتہ والی شاخ موضع منگل ناڑ تحصیل رامپور راجوری سے آئی ہے۔ اس شاخ کے بزرگان ذیل سردار بھولا خان، سردار ہاشم علی خان، سردار ناظر خان، سردار نیک محمد خان، سردار شیر خان گلھوتہ آباد ہوئے۔ جن کی اولاد موجود ہے۔

فرزند سیوم سردار مولا داد خان ملحقہ علاقہ پڑاوہ کے موضع مجھان میں آباد ہوا جس کی پانچویں پشت میں سردار سورج خان کے پانچ فرزندوں نے اپنے خاندان کو بہت وسعت دی۔ سورج خان کے فرزندوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ سردار روپال خان، گکھڑ خان، ماکو خان، پوہر وخان، گوہر خان۔

۱۔ سردار روپال خان کی اولاد مواضعات مجھان۔ کھنڈہار۔ پلائی۔ دتوٹ میں آباد ہے۔

۲۔ گکھڑ خان کی اولاد نصف موضع دہڑوتی اور نصف موضع سلسوتہ میں ہے۔

۳۔ ماکو خان کی اولاد آدھی دہڑائی اور آدھی رلوتہ میں ہے۔

۴۔ پوہر وخان کی اولاد مواضعات ذیل میں آیا ہے۔ بھروتی، پنجنی، سوہالہ تارکنڈی۔

علاقہ پڑاوہ جہاں دوئمال قوم آباد ہے۔ اسی پوہرد خان کے نام پر آباد ہے۔ موضع بھروتی بھی اسی کا آباد کردہ ہے۔ پوہرد خان کو عوام بھورو خان بھی کہتے تھے۔

---

[1] ان تیرہ دیہات میں دوئماں قوم کو بھی بمثل افراد راجگان چبال وغیرہ حقوق ملکیت حاصل ہیں۔ بلکہ چبوں اور دوئیالوں کے حقوق میں کوئی تفاوت نہیں ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

دوئیمال قوم کے اکثر افراد وقتاً فوقتاً علاقہ پڑاوہ سے نکل کر تحصیل مہنڈر تحصیل سدہنتی اور قلمرو جموں کی تحصیل کوٹلی کے مواضعات میں آباد ہوتے رہے۔ ان مواضعات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

تحصیل مہنڈر (پونچھ) گاہوتہ۔ نکہ منجھاڑی۔ بھاٹہ دھوڑیاں۔ دہار گلہوں۔ گوہلد۔ اڑلی۔ بھیرہ۔

تحصی ل سدہنتی (پونچھ)۔ بارل۔ دھمن۔ پکھوناڑ۔

تحصیل کوٹلی (جموں)۔ کڑتی۔ کھڈ گجراں۔ برموچ۔ چوکی۔ ٹائیں۔ بنڈلی۔ بہادر زجوٹ۔ جگال یار۔ لڑوکا۔ لام۔ پکھرنی۔

ان مواضعات میں جو دوئیماں زمانہ قدیم سے آباد ہیں۔ انہی کی اولاد نمبرداری وغیرہ کی اعزاز یافتہ ہے۔ جو لوگ ان کے بعد گئے وہ عام زمینداروں کی طرح گذر اوقات کر رہے ہیں۔

اس قوم کا اصل نام دوئیمال ہے۔ لیکن لفظوں اور ناموں کی سرگزشتوں میں مرورِ ایام کی بدولت جو انقلاب آیا کرتا ہے۔ اس سے یہ قوم بھی نہیں بچ سکی اب یہ قوم ڈومال کہلاتی ہے۔ جیسے باغ داد سے بغداد۔ لہاور سے لاہور۔ پرسرور سے پُسرور۔ پُرشور سے پشاور۔ اور پراوہ سے پڑاوہ بن گیا۔ اور کشمیر کی ایک ڈار قوم سے دار قبیلہ علیحدہ نکل آیا۔ اسی طرح دوئیمال نے ڈومال کی شکل تبدیل کر لی۔ اب یہی غلط العام فصیح ہو رہا ہے۔

کاغذات بندوبست میں دوئیماں راجپوتان علاقہ پڑاوہ کو مالک اراضی اور رعایائے ریاست جموں لکھا گیا ہے۔ لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ تھکیالہ پڑاوہ کے مستاجری میں آ جانے کی وجہ سے ابھی تک اس علاقہ کے لوگ ان حقوق زرعی سے عملاً محروم ہیں۔ جوان کے ہم جدیوں کو علاقہ رام گڑھ راجوری اور علاقہ چبال میں ملے ہوئے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

دوئیمال راجپوتوں میں پھر کئی گروہ بندیاں ہیں۔ اور ہر گروہ کسی نہ کسی بزرگ کے نام سے موسوم ہے۔ مثلاً سردار بھوج خان دوئیمال کی اولاد بھونجال دوئیمال۔ سردار پوبرو خان کی اولاد بھرواٰل، سردار مرزا خان کی اولاد مرزیاٰں، سردار گل خان کی اولاد گلنہال اور اسی طرح اس قوم کا ایک طبقہ اپنے کسی بزرگ کے نام پر سسوال دوئیمال کہلاتا ہے۔

دوئیمال راجپوتوں کی باہمی رشتہ داریوں کے علاوہ راجپوتان ذیل تھکیاٰں۔ منہاس۔ منگراٰل منیاٰل۔ چبّ۔ فیروزاٰل۔ کلوترہ۔ جراٰل۔ ٹھکرٗ۔ کھکھریل سے بھی شادی غمی اور سلسلہ مناکحت کے تعلقات قائم ہیں۔

مشاہیر قوم دومال راجپوت

دھرائی علاقہ پڑاوہ۔ سائیں بہادر علی خان یہاں ایک جید عالم گذرے ہیں۔ جنہوں نے اپنے ذاتی شوق سے سینکڑوں روپے خرچ کر کے ایک کتب خانہ بھی قائم کیا تھا۔ جو اب تک موجود ہے۔ طریقہ قادریہ نوشاہیہ کے خلیفہ مجاز تھے۔ اور ہزار ہا ارادتمندوں کے پیر تھے۔ حکومت نے بھی ہمیشہ ان کی قدر کی ہے۔ ۲۸ ماگھ ۱۹۸۳ء کو چہار شنبہ کے دن نماز ظہر کا سجدہ ادا کرتے ہوئے داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ ہر سال ۶ شعبان کو آپ کا عرس ہوتا ہے۔

۶ فرزند آپ سے یادگار ہیں۔ فرزند اکبر مولوی سردار شیر علی خان ہیں۔ جو نمبردار ہونے کے علاوہ تمام علاقہ تھکیالہ پڑاوہ کے قاضی گرواور نکاح خوانان ہیں۔ قومی اصلاحات کے حامی ہیں۔ اسلامی مجالس میں ان کے موعظ حسنہ نہایت موثر ہوتے ہیں۔ منشی امیر محمد خان آپ کے برادر خورد پونچھ کے محکمہ تعلیم میں ملازم ہیں۔ جن کی زندگی کا بہترین حصہ علاقہ ہذا کے بچوں کی علمی ترقی برصرف ہو رہا ہے۔ باقی بھائیوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ اسماعیل خان، غلام حسین خان، شاہ محمد خان، علی اکبر خان، سائیں بہادر علی خان، راجہ پوہر و خان بانئے پڑاوہ کئے بھائی گگھڑ خان کی اولاد سے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اسی موضع میں سردار رسمت خان وسردار سرست خان نمبردار ہیں۔ سردار سرمست خان کا بیٹا منشی محمد حسین خان ایک فہمیدہ نوجوان ہے۔

دھراٹی ہی میں سردار قاسم خان ایک فرزانہ دومال تھا جو مہاراجہ بہادر جموں وکشمیر کی فوج میں ملازم تھا۔ اس نے پنشن پر آکر اپنی زمینداری کو بہت وسعت دی۔ منشی علی اکبر خان۔ جو علاقہ رام گڑھ راجواری میں پٹواری آپ ہی کا فرزند ہے۔

حوالدار میجر بابو پینڈا خان حاضر ملازمت اور حوالدار بیر محمد خان ریٹائرڈ وبھی اس موضع میں قابل ذکر ہیں۔

کریلہ داخلی مجھان۔ اس موضع میں سردار اللہ دتا خان[1] ایک مشہور ومعروف بزرگ گزرے ہیں۔ راجہ موتی سنگھ فرمانروائے پونچھ نے ایک موقعہ پر آپ کے حسن انتظام سے خوش ہوکر ۲۴ کاتک ۱۹۴۶ء کے ایک ارشاد کے ذریعہ آپ کی عزت افزائی کی۔ سر راجہ بلدیو سنگھ والئے پونچھ کے زمانہ میں آپ کی اس سے بھی زیادہ قدر افزائی ہوئی۔ سب سے پہلے بابو دیوی سنگھ مدار المہام نے ۲۳ ہاڑ ۱۹۵۸ب کو ایک سرٹیفکیٹ حکومت کی خیر خواہی ووفاداری کا عطا کیا۔ پھر خود راجہ بلدیو سنگھ آنجہانی نے ۱۵ اہاڑ ۱۹۶۶ءب کے مطابق خیر خواہی وخیر اندیشی سرکار کے صلہ میں سردار کا خطاب مرحمت فرمایا۔ علاقہ پڑاوہ تھکیالہ کے تنازعہ پر سردار اللہ دتا خان نے حکومت پونچھ کو جو مدد دی۔ اس کے صلہ میں سر راجہ بلدیو سنگھ نے خوش ہوکر اپنے ارشاد ۳۰ جیٹھ ۱۹۶۸ب کے مطابق ۲۲۵ روپیہ سالانہ کی آپ کو جاگیر عطا کی۔ اور ہمیشہ آپ کو اپنا دست راست تصور کیا۔ سردار صاحب جب کبھی پونچھ آیا کرتے۔ تو شاہی مہمان تصور

---

[1] آپ کے والد کا نام سردار رستم خان تھا۔ جو مہاراجہ رنبیر سنگھ کے زمانہ میں علاقہ جموں میں ایک معزز عہدہ پر تعینات تھے۔ راجہ موتی سنگھ کی دعوت پر آپ اپنے وطن (ریاست پونچھ) میں آگئے۔ سردار رستم خان، سردار منور خان بن سردار مرزا خان کی اولاد سے تھے۔ جو ایک لحاظ سے دومالان کریلہ کا بادا آدم گذرا ہے۔ کیونکہ سب اسی کی ذریات سے نہیں۔ سردار مرزا خان کے خاندان کو مرزیال دومال کہتے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کئے جاتے تھے۔

اپنی قوم اور اپنے علاقہ کی جہالت و بے علمی کا انہیں بہت احساس تھا اسی احساس ملیہ کی بدولت آپ نے ایک مکان سکول کے لئے وقف کر دیا۔ ٹیکس کسٹم جو اس علاقہ کے لوگوں پر ایک ناگوار بوجھ تھا کی تخفیف کے لئے حکومت سے ہمیشہ مطالبہ کرتے رہے۔ عالم حکومت سے بھی اچھے واقف تھے اور ہمیشہ علاج و معالجہ عنداللہ کرتے رہے۔ سلسلہ قادریہ نوشاہیہ میں منسلک تھے۔ آپ ۲۸ / اسوج ۱۹۷۷ء کو وفات پا گئے۔ خدا بخشے بہت سی خوبیاں تھیں مرنے والے میں۔ آپ کے چار صاحبزادے بفضلہٖ بقید حیات موجود ہیں۔ فرزند اکبر سردار فیروز خان گذشتہ شورش کے ایام میں قید ہو گئے۔ لیکن جب حکومت پر حق و باطل کا اظہار ہوا۔ تو آپ کو باعزت بری کر دیا گیا۔ سرکاری مدرسہ آپ ہی کے ایک مکان میں واقعہ ہے۔ جو حکومت کو محض تعلیم و تدریس کے لئے آپ نے مفت دے رکھا ہے۔ کریلہ منڈھیتر کی سرحد پر ایک تالاب جو رفاہ عام کے لئے ہے۔ آپ ہی نے اپنی جیب خاص سے پانچ سو روپیہ خرچ کر کے تعمیر کرایا ہے۔

آپ کے برادر کوچک سردار نوازش علی خان نقشبندی نے جو علمدوست اور صوفی منش بزرگ ہیں۔ پڑاوہ تھکیالہ کے ٹیکس کے خلاف عدالت میں دلیرانہ بیان دیا ہے۔ اس علاقہ میں اس کا عام چرچا ہے۔ ان کا فرزند بعمر ایک سال۔ محمد صادق نام ہے۔

سردار فتح محمد خان نے جو سردار فیروز خان کے فرزند ہیں۔ اپنے خاندان کا نام اپنے بزرگوں سے بھی زیادہ روشن کر رکھا ہے۔ آپ محکمہ پولیس پونچھ میں بعہدہ سارجنٹ ملازم تھے۔ پولیس ٹریننگ سکول پھلور (پنجاب) کے ٹرینڈ ہیں۔ لیکن بعض وجوہات سے ملازمت ترک کر دی۔ اور خانہ نشین ہو گئے انہی ایام میں جموں و کشمیر ایجی ٹیشن کا سلسلہ منازل و مراحل طے کرتا ہوا میرپور سے کوٹلی اور کوٹلی سے تھکیالہ پڑاوہ آ پہنچا۔ آپ پر اور الزامات کے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

علاوہ قتل کے تین جرم عائد کئے گئے۔ لیکن آخر ایک عرصہ کی چھان بین اور تحقیقات کے بعد آپ بالکل بے لوث ثابت ہوئے۔ آپ انجمن تحفظ زمینداران پونچھ کے صدر اور علاقہ تھکیالہ پڑاوہ کے قومی نمائندہ بلکہ رہنما ہیں۔ آپ ہی کی مساعی جمیلہ سے حکومت پونچھ نے ۲۷ سالہ چوکیات کسٹم (مابین تھکیالہ پڑاوہ وراجوری وکوٹلی) ۱۸ چیت ۱۹۸۹ء ب کو اٹھالیں۔ اور غریب رعایا نے آرام کا سانس لیا۔

جموں وکشمیر اسمبلی کے لئے دربار کشمیر نے علاقہ پونچھ کو بھی تین ممبروں کا حق دیا ہوا ہے جن میں ۲ مسلمان ہیں۔ مسلمانوں کی آبادی پونچھ میں ساڑے تین لاکھ سے زیادہ ہے۔ اور چار تحصیلیں ہیں۔ تحصیل حویلی یعنی تحصیل خاص اور تحصیل مہنڈر کے مسلمانوں نے اسمبلی کے لئے آپ کو اپنا نمائندہ اور ترجمان منتخب کیا۔ چنانچہ وہ فتح محمد خان جس نے اپنے مستقبل سے مایوس ہو کر اپنی ملازمت ترک کردی تھی اور ایک معمولی سارجنٹ تھا۔ اب جموں وکشمیر اسمبلی کا ممبر اور قریباً ڈیڑھ لاکھ مسلمانوں کا لیڈر ہے۔ اور اعزاز کے لحاظ سے گزٹیڈ افسروں کے برابر اور مہاراجہ جموں وکشمیر اور راجہ پونچھ کے معزز درباریوں میں شامل ہے۔ آپ کا فرزند کلاں بابو فیض محمد خان فورتھ مڈل میں تعلیم پا رہا ہے۔ فرزند دوئم سکندر حیات خان ابھی خوردسال ہے۔

اس موضع میں سردار الٰہی بخش ایک مشہور بزرگ تھے۔ ان کی نسل سے فرمان علی خان محکمہ ریلوے میں ملازم ہے۔

کریلہ میں سردار سید محمد خان فوجی پنشنر اور سردار فیروز خان وعبداللہ خان بھی قابل ذکر ہستی ہیں۔ سردار عباس خان مرحوم کا پوتا محمد اقبال جو ابھی نابالغ ہے۔ نمبردار ہے۔ اور علی شیر خان اس کا سربراہ ہے۔

کھنڈہار۔ سردار احمد علی خان نمبردار شورش ۱۹۸۸ء ب میں زندان گئے لیکن باعزت بری

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہو گئے۔ ان کا بیٹا منشی الہہ دتہ خان تعلیمیافتہ اور قومی کارکن ہے۔ سردار خان ولی خان مشہور ہستی تھے۔ اعلیٰ گھرانوں میں ان کی رشتہ داریاں تھیں۔ ان کا بیٹا سردار حمید اللہ خان باحیثیت نوجوان ہے۔ شورش ۸۸ سمہ ب میں پہلے محبوس ہوا۔ اور بعد میں باعزت بریت حاصل کی۔ ان کا برادر کوچک سید عبداللہ خان صوفی مزاج زمیندار ہے۔ اس دیہہ میں سردار لدھو خان مشہور گذرا ہے۔ اس کی اولاد مضبوط اور شکیل ہونے میں خاص درجہ رکھتی ہے۔ اس کی تیسری پشت سے فقرو خان اور چوتھی پشت سے محمد خان نمبردار دیہہ ہے۔ سردار لدھو خان کی اولاد زائد از دو صد نفوس بقید حیات موجود ہے۔

سردار سیف علی خان مشہور شکاری کا بیٹا بہادر علی خان پندرہ سال تک برٹش حکومت میں فوجی ملازم رہا۔ اب ریزرو میں ہے اور تجارت کرتا ہے۔ شورش ۸۸ سمہ ب میں باالزام قتل گرفتار ہوا۔ پھر باعزت بری ہو گیا۔ سردار شیرو خان مشہور جابر کا بیٹا منشی امیر محمد خان تعلیم یافتہ نمبردار ہے۔ اس موضع کا خان بہادر خان افواج جموں و کشمیر میں لائنس نائیک ہے۔

مجھان۔ اس موضع میں رائے کالا خان ایک برگزیدہ ہستی تھے۔ تصفیہ علاقہ تھکیالہ پڑاوہ کے سلسلے میں سر راجہ بلدیو سنگھ نے آپ کو جاگیر عطا کی۔ اور رائے کا خطاب بخشا۔ آپ ہی نے مجھان میں ایک جامع مسجد بنوائی ہے۔ رائے کالا خان کی اولاد سے سردار فقیر محمد خان شاخ کلاں سے نمبردار ہیں۔ اور اچھے تعلیم یافتہ اور ذی عزت اور حامئے تعلیم ہیں۔ رائے کالا خان کے بھائی سردار عباس علی خان صوفی منش خدا دوست بزرگ ہیں۔ پنچایت کمیٹی کے صدر بھی رہے ہیں۔ رنگروٹوں کی بھرتی کرانے اور سرکار انگریزی کی خدمات کے صلہ میں آپ کو ایک کرچ سنہری ملی ہوئی ہے۔ سردار امیر محمد خان جو پولیس پونچھ میں سب انسپکٹر ہیں آپ ہی کے فرزند ہیں۔ پولیس میں آپ کو پولیس ماسٹر کہا جاتا ہے۔

ترکنڈی۔ سردار منصو خان نمبردار جو رشتہ میں سردار فیروز خان آف کریلہ کے حقیقی ماموں

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہیں۔ ہمدرد ملک وملت اور خیر خواہ حکومت ہونے کے باوجود گذشتہ ایام شورش میں محبوس زندان ہوئے۔ لیکن آخر بے گناہ ثابت ہو کر سردار فیروز خان کے ساتھ ہی باعزت بری کردیئے گئے۔ سردار نور خان سردار منصور خان کے بھائی ہیں۔ نہایت غریب پرور ہیں۔ ان کا فرزند فیض محمد خان لوئر مڈل میں زیر تعلیم ہے۔

اس موضع کے حسب ذیل اصحاب جنگی خدمات میں بھی مصروف ہیں۔ سردار عبداللہ خان (ملازم محکمہ جنگی گورنمنٹ جموں و کشمیر) بابو منشی خان ولد سردار راجولی خان جو برطانوی ٹرانسپورٹ میں ملازم ہیں۔ اور حال ہی میں سرداری کا امتحان دیکر جمعداری کا اعزاز حاصل کر چکے ہیں۔ مڈل تک تعلیم بھی ہے۔

مولوی کالو خان اور دتہ خان گورنمنٹ برطانیہ کے فوجی پنشنر ہیں۔ سردار دیوان علی خان نمبردار اور سردار عباس علی خان نمبردار بھی قابل ذکر ہیں۔ آخر الذکر عرصہ تک فوج برطانیہ میں ملازم رہے ہیں۔ سردار عطا محمد خان کا پوتا سردار فیروز خان اپنے علاقہ میں بااثر ہے۔ اس کے دوسرے بھائی منشی محمد اکبر خان محکمہ ریلوے میں ملازم ہیں۔ مولوی فیروز خان بھی اس موضع میں ایک قابل ذکر ہستی ہے۔ جعفر علی خان، غلام حسین خان، خان محمد خان، فیروز خان، مبارک علی خان، سید محمد خان یہ سب ریلوے ملازم ہیں۔

سوہالہ۔ سردار شیر خان مرحوم کا فرزند سردار عباسو خان یہاں کا نمبردار ہے۔ اس کا برادر حقیقی منشی باغ حسین خان اچھا لکھا پڑھا ہے۔ اس کا دل قوم کی تڑپ سے خالی نہیں ہے۔ اس موضع کا ایک نوجوان نائک دوست محمد خان دربار کشمیر کے جنگلی محکمہ میں ملازم ہے۔

رملوتہ۔ سردار قائم بخش خان کی اولاد سے سردار دیوان علی خان نمبردار اور ان کے فرزند فرمان علی خان (سابقہ فوجی ملازم، مولوی حبیب اللہ خان، مولوی حسین محمد خان، محمد شیر خان، شیر علی خان، آخر الذکر دونوں نوجوان فوج جموں و کشمیر میں ملازم ہیں۔ سردار متولی خان کے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

فرزندوں کی اولاد سے اس وقت دوست محمد خان اور ان کے فرزندان منشی میر محمد خان سکول ماسٹر اور فیض عالم موجود ہیں۔ شاہ محمد خوانده اور محمد شیر (ملازم توپ خانہ جموں) فرزندان سیفو خان مرحوم۔

گلہوتہ تحصیل مہنڈر۔ یہاں کے دومال راجپوتوں کے بزرگ ابتداء میں موضع منگل ناڑ علاقہ راجوری سے آئے۔ اسی خاندان سے سردار محمد یوسف خان ایک معقول زمیندار اور علمدوست نمبردار ہے۔ سردار شاہ ولی خان بھی اسی شاخ کا اس موضع میں ایک سرکردہ ہے۔

دہار گلہوں۔ یہاں کے دومال راجپوتوں کا بزرگ سردار داتا خان موضع ملسوتہ علاوہ پڑاوہ سے آیا۔ مولی امیر علی خان، فتح عالم خان، دیوان خان، فیروز خان، صحبت خان، رسمت علی خان، ہاشم علی خان جو سب بقید حیات ہیں۔ اسی کی اولاد سے ہیں۔ منشی سید محمد خان محالدار کسٹم مولوی امیر علی خان کا فرزند ہے۔

بالاکوٹ۔ دومال راجپوتوں کا ایک بزرگ سردار عمر خان موضع دھراٹی سے یہاں آ کر آباد ہوا۔ اس کی اولاد سے اللہ دتہ خان و منشی محمد حسین خان قابل ذکر ہیں۔

بھیرہ تحصیل مہنڈر۔ یہاں کے دوئیمالوں کے بزرگ بھی علاقہ پڑاوہ کے موضع دھڑاٹی سے آئے ان کی حقیقت پڑاوہ اب تک موجود ہے۔ ان میں مشہور زندہ دل منشی فتح محمد خان عرائض نویس اور حیدر خان قابل ذکر ہیں۔

موضع نچینی۔ احمد خان حوالدار میجر اور سید محمد خان یہ دونوں نوجوان گورنمنٹ جموں و کشمیر میں فوجی ملازم ہیں اور دتہ خان افواج برطانیہ سے پنشن لے کر اپنی زمینداری میں مصروف ہے۔

پلانی۔ منصو خان نمبردار۔

پنجگرائیں (راجوری)۔ منشی محمد خان لائنس نائک۔ منشی خان محمد خان، سید اللہ خان،

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

مصاحب علی خان ہر سہ اصحاب محکمہ پولیس میں ملازم ہیں۔ سید محمد خان ایک نوجوان فوج انگلشیہ میں ہے۔

(علاقہ رام گڑھ راجوری)

ناڑونی پنجگرائیں۔ سردار سیف علی خان نمبردار۔

دہری دہڑہ۔ سردار دیوان علی خان۔

گلہوتی۔ سردار عطا محمد خان نمبردار ذیلدار۔

گلہوتہ۔ سردار محمد یوسف خان نمبردار۔ سردار دوست محمد خان نمبردار۔ سردار کا کا خان صوفی منش۔

ٹائیں بناہ۔ سردار نور علی خان تاجر ودکاندار۔

برموچ۔ سیف علی خان فوجی۔

بجوٹ۔ سردار گنجا خان۔

لڑوکا۔ سردار نوازش علی خان آف چوکی دولہہ خان

نکہ منجھاڑی۔ بہادر علی خان معقول زمیندار ہے۔

بھاٹہ دھوڑیاں۔ بیرولی خان زمیندار شریف آدمی ہے۔

تیراڑہ۔ سردار فیض محمد خان نمبردار اوران کے برادر منشی احمد خان ملازم محکمہ پولیس، محمد خان اس گاؤں کا ایک نوجوان برطانوی فوج میں ملازم ہے۔

راجدھانی۔ (راجوری) منشی محمد خان نوجوان ملازم فوج ہے۔ اس کا والد ولی محمد خان بارسوخ زمیندار ہے۔

ککوڑہ۔ (راجوری) اس گاؤں کے مسمیان ذیل جعفر خان، فقیر محمد خان اور دین محمد خان

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

فوج جموں میں ملازم ہیں۔
گکھوتی۔ بابو محمد اکبر خان بیڑی ۳ میں بمقام جموں ملازم ہے۔ اور مڈل تک تعلیم یافتہ ہے۔
اس کے والد سردار عطا محمد خان ذیل دار ہیں۔
بھروتی پڑاوہ۔ علی اکبر خان پنشنر افواج انگلشیہ۔ کاکا خان ملازم فوج انگلشیہ۔

☆☆☆☆☆☆

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

فصل ششم

ڈھونڈ قریشی عباسی

ڈھونڈ پونچھ اور علاقہ کوہ مری کی ایک مشہور قوم ہے۔ یہ قوم اپنے آپ کو قریشی النسل کہتی ہے۔ اس قوم کے ایک قابل فرد نے آئینہ قریش کے نام سے ڈھونڈ قوم کی اصلیت اور اس کے تفصیلی حالات میں ایک کتاب بھی لکھی ہے اور اپنے طویل شجرہ اور دیگر واقعات کی بنا پر ڈھونڈ قوم کو قریشی عباسی ظاہر کیا ہے۔ نیز مصنف آئینہ قریش کے پاس ایک قدیم غیر مطبوعہ خاندانی شجرہ بھی ہے۔ جو آج سے قریباً ستر اسی سال پیشتر کا لکھا ہوا ہے۔ اس کے رو سے بھی ڈھونڈ قوم قریشی عباس ظاہر کی جارہی ہے۔ لیکن سر لیپل گریفن مصنف تاریخ رئیسان پنجاب اور چودھری علی محمد خان مصنف راجپوت گوتیں اور میجر دیس ان کو قریشی عباس تسلیم نہیں کرتے۔

سر لیپل گریفن لکھتے ہیں۔ یہ بات کہ یہ قوم ابتدا میں ہندو تھی۔ یا دوسری اقوام کی طرح باہر سے آئی تھی۔ ہنوز تحقیق طلب ہے۔ یہ اپنا نکاس پیغمبر اسلامؐ کے چچا عباس سے بتاتی ہے۔ مگر دعویٰ ان کا غلط ہے۔ البتہ یہ ممکن ہے کہ وہ اپنی روایات کے مطابق قلب ایشیا سے آئے ہوں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

میجر ڈیس لکھتے ہیں۔ اس قوم کے لوگ تیس سال ہوئے۔ دین اسلام سے خفیف واقفیت رکھتے تھے۔ مگر اب ان کو اس مذہب سے بہت کچھ واقفیت ہے۔ اور ان کی سوشل عادات ہندو اقوام سے ملتی ہیں۔

چودھری علی خان تو صاف الفاظ میں لکھتے ہیں۔ کہ جب چب اور بہت سی دیگر راجپوت اقوام کی طرح ڈھونڈ قوم کی اصل بھی ہندو ہی ہے۔ اور ثبوت یہ دیا ہے۔ کہ انکے بزرگوں میں ایک نام کالورائے تھا۔ جو ہندو نام ہے۔ پھر لکھا ہے کہ ٹاڈ صاحب نے جن نپوار راجپوت قبائل کو معدوم خیال کیا ہے۔ ڈھونڈ قبیلہ ضرور ان ہی میں سے ایک ہوگا۔ راقم مولف کو بہ وجوہات ذیل ہر سہ قابل مصنفین کی تحریروں سے اختلاف ہے۔

سر لیپل گریفن نے اس قوم کے اس دعوے کو کہ وہ عباس النسل نہیں ہے۔ صرف "غلط ہے" لکھ کر اپنی طرف سے "غلط" ثابت کیا ہے۔ لیکن جس طرح اس قوم کے پاس اپنی قومی روایات کا ذخیرہ اور شجرہ موجود ہے۔ سر لیپل گریفن کو بھی اس دعوے کے غلط ثابت کرنے کے لئے ایسی ہی کوئی فیصلہ کن دلیل پیش کرنی چاہئے تھی۔ صرف غلط کہہ دینے سے تو کوئی غلط نہیں ہوسکتا۔ سر گریفن یہ الفاظ لکھ کر کہ "ممکن ہے کہ وہ قلب ایشیا سے آئے ہوں۔" خود ہی اپنے دعوے کی تردید بھی کرتے ہیں۔ اور کم سے کم امکانی صورت میں یہ تو تسلیم کر لیتے ہیں کہ بعض دوسری اقوام کی طرح یہ قوم بھی باہر سے آئی ہے۔ البتہ وہ بیرونی ممالک کو "قلب ایشیا" تصور کرتے ہیں۔ یعنی ترکستان وغیرہ۔ اس سے شبہ پڑتا ہے کہ وہ ان کو مغل یا تُرک تصور کرتے ہیں۔ لیکن کیا اُس زمانہ میں ترکستان سے سادات وقریش موجود نہ تھے یا اب نہیں ہیں اور کیا ترکستان کے بادشاہ کے مظالم سے تنگ آکر سادات وقریش کی ایک کثیر جماعت کشمیر میں آکر پناہ گزیں نہ ہوئی تھی۔ پھر ان کے دعوے قریشیت کے تسلیم کرنے میں انکار کی کیا وجہ ہوسکتی ہے۔ اور اگر بقول سر گریفن ان کا وطن قلب ایشیا ہی تھا۔ تو ان کو مغل یا تُرک کہلانے سے کون مانع ہوسکتا تھا۔ مغل اس زمانہ میں ہندوستان بلکہ دنیا کے کثیر حصہ کے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

بادشاہ تھے۔ تُرک بھی یورپ کے کئی ممالک میں جلیل القدر شہنشاہ تھے اور اب بھی مصطفےٰ کمال پاشا کے نام نے تُرکوں کو دنیا میں سر بلند کر رکھا ہے۔ لیکن ڈھونڈ قوم حسباً و نسباً چونکہ نہ مغل تھی نہ تُرک۔ اس لئے اس عظمت و اقتدار کے باوجود جو دونوں قوموں کو حاصل ہے۔ نہ وہ مغل کہلائی نہ ترک۔ بلکہ وہ قریشی النسل ہونے ہی کو اپنے لئے باعث افتخار سمجھتی رہی۔ میجر دیس کی تحریر کو مصنف راجپوت گوتیں اپنی تائید میں بڑے زور سے پیش کرتا ہے۔ حالانکہ ڈھونڈ قوم کے ہندو ہونے پر میجر دیس کی تحریر کو جس قدر پرزور بیان کیا گیا ہے۔ اسی قدر وہ بودی اور کمزور ہے۔

میجر موصوف کی رائے میں "چونکہ ڈھونڈ قوم کو صرف تیس سال سے مذہب اسلام سے واقفیت ہوئی ہے۔ اور اس کی رسومات ہندوؤں سے ملتی جلتی ہیں۔ اس لئے اس قوم کا نکاس ہندو قوم سے تعلق رکھتا ہے۔"

میجر موصوف کو شائد معلوم نہیں ہے کہ تحصیل کوہ مری کے ایک موضع پوٹھ میں ڈھونڈ قوم کے ایک بزرگ پیر ملک سورج اولیا کی ایک زیارت ہے جو دو سو برس سے وہاں موجود ہے۔ وہاں مہینے میں چار میلے لگتے ہیں۔ اور ہر میلہ میں ہزار ہا ہندو مسلمان زائرین جمع ہوتے ہیں۔ اس علاقہ میں ایک بزرگ کے ذریعہ اسلام کی اشاعت بھی ہوئی تھی۔ پھر اسوقت بھی ضلع راولپنڈی کے ایک موضع بڑوہا واقعہ پھول گراں میں ڈھونڈ قوم کے ایک قاضی صاحب موجود ہیں۔ جن کی عمر سو سال سے بھی زیادہ ہے۔ راولپنڈی گجرات جہلم کے ہزار ہا لوگ ان سے بیعت ہیں۔ اسی طرح اور کئی نامی گرامی شیخ العلر بقت اور سوفیا و علما ان میں گذر چکے ہیں۔ ان واقعات کو سامنے رکھ کر کیا آپ کا یہ نظریہ درست ہو سکتا ہے۔ کہ آپ کی تحریر سے تیس سال قبل ڈھونڈ اسلام سے خفیف واقفیت رکھتے تھے۔

باقی رہیں سوشل رسومات۔ صرف ڈھونڈ قوم کی سوشل رسومات ہی ہندو رسومات سے نہیں ملتیں۔ بلکہ ہندوستان میں رہنے کی وجہ سے مغلوں، سیدوں اور افغانوں اور دوسری

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اقوام نے جو بیرون ہند سے یہاں آئی ہیں۔ ہندوؤں کی اکثر رسومات کو اختیار کر لیا ہے۔ مغل بادشاہ تو ہولیاں مناتے۔ دسہرہ کے دربار کرتے۔ دیوالی پر چراغاں کرتے اور رکھڑیاں باندھا اور بندھوایا کرتے تھے۔ ان کے محلات میں ہندو تیوہاروں پر ہندو رسومات ادا کی جاتی تھیں۔ اس لئے صرف اس خیال سے ڈھونڈ قوم کی اصل کو ہندو قرار دینا کوئی قابل تسلیم اور وزن دار دلیل نہیں ہے۔

چودھری علی محمد خان نے ڈھونڈ قوم کو ہندو اور بالخصوص راجپوت تسلیم کرنے میں اس امر پر زور دیا ہے۔ کہ ان کے ایک بزرگ کا نام کالورائے تھا۔ جو ہندو نام ہے۔ اور ٹاڈ صاحب نے جن راجپوت قبائل کو معدوم خیال کیا ہے۔ ڈھونڈ بھی ان ہی میں سے ایک ہیں۔

کالورائے کو سر لیپل گریفن نے بھی کھالورایا کالورا لکھا ہے۔ صاحب آئینہ قریش نے کالورائی یا کلورا دو نام لکھے ہیں۔ لیکن چوہدری علی محمد خان چونکہ کالورائے نام لکھ کر اس قوم کو راجپوت ہندو ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے انہوں نے کھالورا یا کلورا کے نام کا ذکر ہی نہیں کیا۔

پونچھ کے نسب ناموں اور شجروں میں ایسے ایسے عجیب نام دیکھے گئے ہیں کہ حیرانی ہوتی ہے کہ کیا کوئی مسلمان اس قسم کے مہمل، بے معنی اور مجہول نام رکھ سکتا ہے۔ معلوم نہیں کھالورا یا کلورا کا کیا مطلوب ہے۔ لیکن چوہدری صاحب نے اس کو کالورائے بنا کر کم سے کم اس کے یہ معنی تو بنا دیئے ہیں۔ کہ وہ ایک ہندو تھا۔ آج تو پنڈتوں اور برہمنوں سے شگن لینے اور ان سے رسومات ادا کرانے کا رواج کم ہو رہا ہے۔ لیکن ایک زمانہ تھا کہ مسلمان بھی اپنے رسومات ان کے بغیر ادا نہ کر سکتے تھے۔ خصوصاً اُس علاقہ کے مسلمان جو میدان سے بہت دور کوہستانوں میں رہتے اور علم دین سے بالکل بے خبر تھے۔ مثال کے طور پر اس وقت بھی قلمرو جموں کے بعض علاقوں اور کوہستان کانگڑہ وشملہ اور وسط ہند کی ریاستوں کی بعض

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

مسلمان اقوام کے نام پیش کیے جاسکتے ہیں۔

راقم مولف اول تو کالورئے کے نام ہی کو تسلیم نہیں کرتا۔ نام کھلوریا کلورا ہی صحیح ہوگا لیکن بغرض محال اگر کالورائے جس کا جزو اوں مسلمانوں کے ناموں میں بھی ہوتا ہے ہندو ہے تو آپ عہد اکبری کے میرزا راجہ مان سنگھ اور حیدر آباد دکن کے راجہ عثمان پرشاد اور علی گڑھ کے مسٹر سید راس مسعود اور کپورتھلہ کے سکریٹری لالہ جرمنی داس اور لاہور کے ایک سکھ محمد سنگھ[1] اور کشمیر کے ٹھاکر سید حسین اور ٹھاکر رحمت اللہ خان اور میرٹھ کے ڈین صاحب (زین العابدین خان) کو کیا کہیں گے؟

ٹاڈ صاحب کو راجپوت اقوام کی تحقیقات پر بہت ناز ہے۔ اور کچھ شک نہیں کہ انہوں نے ٹاڈ راجستان لکھ کر راجپوتوں کی بہت بڑی خدمت انجام دی ہے۔ لیکن جب پنوار راجپوتوں کے معدوم قبائل کا وہ بھی پتہ نہیں لگا سکیں تو آپ نے گھر بیٹھے ہی ان مدوم قبائل میں ڈھونڈ قوم کو شامل کر لیا اور بہ یک جنبش قلم پنوار راجپوت بنا دیا ہے۔

غرض ڈھونڈ قوم سر گریفن کے "امکانی معلومات" کے مطابق قلب ایشیا سے آئی ہے اور وہ تُرک یا مغل! اور میجر دیس اور چودھری علی محمد خان کی "تحقیقات" کے مطابق وہ ہندو ہے۔ اور راجپوت قوم سے تعلق رکھتی ہے۔ تینوں مصنف اس قوم کو ترک یا مغل یا راجپوت ظاہر کرتے ہیں۔ اگر یہ قوم فی الحقیقت راجپوت یا ترک یا مغل ہوتی۔ تو یہ راجپوت یا ترک یا مغل ہونے سے کیوں انکار کرتی۔ جبکہ تمام دنیا تسلیم کرتی ہے۔ کہ یہ تینوں قومیں دنیا کی معزز ترین اقوام میں ہیں۔ لیکن صد ہا پشت سے ان کی مسلسل روایات اور ان کے کرسی نامے اور شجرے اس قوم کو اپنے اصلی مرکز سے جدا ہو کر کسی اور قوم میں شامل ہونے کی اجازت نہیں دیتے۔ اور نہ اس کو وہ حدیث فراموش ہو سکتی ہے۔ جو "الذینم لاید خل الجنه" کے الفاظ

---

[1] لاہور کے ایک مقدمہ میں ایک سکھ نے اپنا نام محمد سنگھ بتایا تھا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

میں محفوظ ہے۔

سر گریفن نے ڈھونڈ قوم کے متعلق لکھا ہے "ڈھونڈ ہمیشہ سے فساد پیشہ اور سرکش ہیں۔ اور ستی اور ڈھونڈ قوم کی آپس میں سخت دشمنی ہے" کرنل ایکرافٹ نے بھی ضلع راولپنڈی کے ڈھونڈوں کو سخت خطرناک ظاہر کیا ہے۔ اور راجپوت گوتیں کے مصنف چودھری علی محمد خان بھی اپنی کتاب میں ان ہی الفاظ کو دہراتے اور ان کی تائید کرتے ہیں۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ ستی اور ڈھونڈ بہت قریبی رشتہ دار ہیں۔ ان کو سرکش بتایا اور ان پر فساد پیشہ ہونے کا الزام لگایا گیا ہے۔ مگر اس کے جواب میں یہ بیان نظر انداز کرنے کے قابل نہیں ہے۔ کہ جب کوئی زبردست غنیم کسی کمزور قوم یا ملک پر حملہ کر دیتا ہے۔ تو کیا وہ وطن پرست اور خوددار قوم حفاظت وطن اور ننگ و ناموس کے لئے زندگی پر موت کو ترجیح نہیں دیتی۔ اس لئے اگر سکھوں کے زمانہ (۱۸۳۷ء) میں مہاراجہ گلاب سنگھ کی تربیت یافتہ فوج کا اس قوم نے کچھ مقابلہ کیا۔ تو وہ موردالزام کیوں ہو رہی ہے۔

اس قوم پر یہ الزام بھی عائد کیا گیا ہے کہ "اس نے ستمبر ۱۸۵۷ء میں سرکشی کر کے مری پر حملہ کرنے کا منصوبہ کیا۔ لیکن اس حملہ کی خبر چونکہ پہلے ہی ہو گئی تھی۔ اس لئے وہ ناکام رہے۔"

سر لیپل گریفن کی اس تحریر کے جواب میں ڈھونڈ قوم کے بعض سرکردہ لوگوں کا بیان ہے۔ کہ ہم ۱۸۵۷ء کے غدر میں قطعاً شامل نہیں ہوئے۔ بلکہ جس مہینہ (ستمبر) میں ہماری سرکشی بتائی جاتی ہے اس مہینہ میں تو غدر بہت حد تک فرد ہو چکا تھا۔ اصل واقعہ یہ ہے کہ گورنمنٹ نے مری اور اس کی گلیوں اور ملحقات پر چھاؤنی قائم کرنے کے لئے قبضہ کر لیا تھا اور یہ مقامات چونکہ ڈھونڈ، ستی اور کیتوال قوم کی ملکیت تھے اور گرمیوں میں ان ہی مقامات پر ان اقوام کے مال مویشی اور خود ان کو آرام ملا کرتا تھا اس لئے ان اقوام نے اپنی اراضیات واپس لینے کے لئے قسمت آزمائی کی۔ جس میں وہ ناکام رہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ڈھونڈ قوم پر جس قدر الزام ان کے سرکش اور نا قابل تربیت قوم ہونے کے لگائے گئے ہیں۔ وہ اسی زمانہ کے ہیں۔ جب ان کے تعلقات گورنمنٹ سے بوجوہات بالا کشیدہ ہو گئے تھے۔ اگر میجر ولسن کرنسل ایکرافٹ اور گریفن اور دوسرے معززین ڈھونڈ قوم کی موجودہ جنگی خدمات اور ان کے وفادارانہ جذبات سے کسی طرح آگاہ ہو سکتے۔ تو زمانہ عتاب کے ریمارکس ان کو فوراً واپس لینے پڑتے۔

آج وہی ڈھونڈ افواج برطانیہ میں جمعداری اور صوبیداری کے عہدوں تک پہنچے ہوئے ہیں بلکہ خان صاحب اور خان بہادر کے سرکاری خطابات سے بھی ممتاز ہیں۔ اور گورنمنٹ عالیہ کی نگاہوں میں اس قوم کی وہی عزت ہے جو کسی بہادر، شجاع اور وفادار قوم کی ہو سکتی ہے۔

سکھ انگریزی حکومت کے جانی دشمن تھے اور بلا وجہ انگریزی سرحدات پر حملے کرتے رہتے تھے یہاں تک کہ سکھوں اور انگریزوں کی تین لڑائیاں بھی ہوئیں۔ جن کے نتیجہ میں آخر کار سکھوں کا ملک انگریزی حکومت کا ایک جز و قرار پایا گیا۔ لیکن وہی سکھ جن کو سرکش اور فسادی اور خطرناک سمجھا جاتا تھا۔ آج حکومت انگریزی کے بہترین وفادار سپاہی ہیں۔

اور حقیقت کے بات یہ ہے کہ جب غلط فہمیوں کے بادل پھٹ جاتے ہیں۔ چہرے سے بدگمانیوں کا پردہ اُٹھ جاتا ہے تو ایک بہادر قوم دوسری بہادر قوم کی خواہ وہ دشمن ہی رہی ہو۔ ضرور قدر کرتی ہے۔ اور پچھلی باتوں کو فراموش کر دیتی ہے۔

چنانچہ پونچھ کی ڈھونڈ قوم کے متعلق ہملٹن صاحب مہتمم بندوبست پونچھ نے جو ریمارکس کئے ہیں اس کے الفاظ ذیل خصوصیت سے قابل مطالعہ ہیں۔ ''تحصیل باغ میں قوم ڈھونڈ کے ۱۹ گاؤں ہیں اور ان کی تعداد دیگر اقوام سے زیادہ ہے۔ قوم ڈھونڈ بہادر اور مستعد ہونے کے علاوہ باوقار ہے۔ اور اپنے مضبوط کیرکٹر میں دیگر اقوام پر جو زمانہ قدیم میں آباد تھیں فوقیت رکھتی ہے۔ قوم ڈھونڈ کے مکمل حالات رابرٹس صاحب کی سیٹلمنٹ رپورٹ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

متعلقہ ضلع راولپنڈی سے معلوم ہوسکتے ہیں۔ پونچھ کی قوم ڈھونڈ میں سرداران چمیاٹی کا خاندان بہت مشہور اور ذی عزت ہے۔"

عباسیوں کی سلطنت میں جب زوال آفریں انقلاب آیا ہے اور جب عباسیوں نے بھیس بدل کر اور نام تبدیل کر کے اپنے دشمنوں سے اپنی جان بچانے کے لئے عرب کی پاک سرزمین کو ہمیشہ کے لئے الوداع کہا ہے وہ دردناک کیفیت اسلامی تاریخوں میں بہ وضاحت تمام موجود ہے۔ ان ہی انقلاب انگیز حالات کی بدولت صاحب آئینہ قریش کے قول کے مطابق عادل[1] جو حضرت عباس عم رسول اللہؐ کی چھٹی پشت میں بتائے گئے ہیں۔ بغداد سے ہندوستان آئے اور دہلی میں آکر اقامت گزیں ہو گئے۔

پونچھ اور ضلع راولپنڈی کے ان عباسی قریشیوں کا جوڑ ہونڈ کہلاتے ہیں۔ نسبی تعلق صاحب آئینہ قریش نے عادل کی ساتویں پشت کے ایک نامور قریش ضراب خان سے ملایا ہے۔ اور لکھا ہے کہ وہ ہرات سے کشمیر آئے وہاں کچھ عرصہ رہ کر علاقہ راولپنڈی کے موضع دراں[2] کوٹ میں پہنچے۔ جہاں ان کے ہاں ایک فرزند پیدا ہوا اور جس کا نام ایک بزرگ درویش نے گاہی خان رکھ کر ضراب خان کو اس بچہ کے کثیر الاولاد ہونے اور پھولنے پھلنے کی دعا دی۔ صاحب آئینہ قریش نے گاہی خان کے حسب ذیل بارہ بیٹے لکھے ہیں۔ کھوندر خان، تنولی خان، سراڑہ، ہسس، دلھوس، باراں ہزاریا، جھجر کنال، سالال، کول، اگر، حاکم، مولم، صاحب آئینہ نے کھوندر خان کا شجرہ نسب ۱۷ واسطوں سے عبدالمناف اور چودہ واسطوں سے

---

[1] عادل بن تاخت بن سعید بن عبداللہ بن محمد بن عباس۔

[2] یہ موضع تحصیل کہوٹہ میں آباد ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ضراب خان اپنے بیٹے گاہی خان کے ہمراہ برائے سیر وشکار اس مقام پر آیا۔ اور اس کو آباد کر کے اس کا نام اس نے ضراب کوٹ رکھا۔ ضراب کوٹ سے رفتہ رفتہ دراب کوٹ بنا۔ آج کل اس کو دراں کوٹ کہتے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

حضرت عباسؓ تک ملایا ہے۔ کھندر خان کی چھٹی پشت میں ڈھونڈ خان ایک نامور شخص پیدا ہوتا ہے جس کی اولاد و ذریات اس وقت پونچھ کی تحصیل باغ اور راولپنڈی کے علاقہ مری اور ضلع ہزارہ کے کئی دیہات میں پھیلی ہوئی ہے اور خوب آباد اور فارغ البال ہے۔

ڈھونڈ قوم جس نے بڑے بڑے نامور فرزند پیدا کیے ہیں اسی ڈھونڈ خان کے نام سے موسوم ہے۔ اور باوجودیکہ ڈھونڈ خان قریشی الہاشمی العباسی تھا لیکن ایک طرف اس کے نام نے اس قدر شہرت ومقبولیت حاصل کی۔ اور دوسری طرف اس کی ذریات نے غریب الوطنی و بے علمی کی وجہ سے حسب ونسب کو ایسا فراموش کیا۔ کہ ڈھونڈ لفظ کی وسعت قبولیت نے ان کی قریشیت کو اپنے دامن میں چھپالیا۔

تنولی خان جس کے نام پر ضلع ہزارہ کی تنولی قوم مشہور ہے۔ اور سراڑہ جس کے نام پر اسی ضلع میں سراڑہ قوم کئی دیہات میں پھیلی ہوئی ہے۔ گاہی خان کے فرزند بتائے جاتے ہیں۔

ڈھونڈ خان کی آٹھویں پشت میں تولک خان نام ایک نامور ڈھونڈ گزار ہے۔ اس کے دو فرزند تھے۔ رتن خانؒ و چند خانؒ۔ ان دونوں کے مزار موضع چملکوٹ میں زیارت گاہ خاص وعام ہیں دونوں بھائیوں کے نام پر اب دو قومیں آباد ہیں۔ رتن خان کی اولاد سے ڈھونڈوں کی رتنال شاخ نکلی۔ جس کی آبادی زیادہ تر دریائے جہلم کے قرب وجوار اور پنجاب کے دیگر مقامات اضلاع ہزارہ وراولپنڈی میں ہے۔ چند خان جو بڑا بھائی تھا۔ اور جس کے نام پر چندرکوٹ (بعد میں چملکوٹ) آباد ہے۔ اس کی اولاد ڈھونڈ چندال جس کے نام سے موسوم ہوئی۔ جو تحصیل باغ کے کئی دیہات میں پھیلی ہوئی ہے۔

اس قوم میں ملک سورج اولیا اور ڈومٹ خان دو بزرگ صوفی خاصان خدا گذرے ہیں۔ ملک سورج کی اولاد سورجال ڈھونڈ کے نام سے ضلع راولپنڈی کی تحصیل مریؔ کے کئی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

دیہات میں آباد ہے۔ جس میں کئی ذیلدار اور جاگیردار ہیں۔ ڈمٹ خان کا مزار گھوڑا گلی (مری) میں واقع ہے۔

چند خان کے تین بیٹے تھے۔ جاگوخان، اُوہد خان، کلچند رخان، جاگوخان کی اولاد چڑالہ۔ ناڑہ کوٹ۔ ہولدھار۔ سیسر۔ خنتل۔ ریالہ۔ کلس۔ سوہاوہ شریف وغیرہ کئی گاؤں میں آباد ہے۔ اور سب زراعت پیشہ ہے۔ خان بہادر سردار عطا محمد خان اسسٹنٹ کمانڈنگ افسر برہماجن کا ذکر اگلی سطور میں آئیگا اور سرداران سیسر وغیرہ اوہد خان کی اولاد سے ہیں۔

کلچند رخان کے تین بیٹے تھے۔ اجوخان۔ جسوخان ونکودر خان۔ اجوخان کی اولاد مواضعات چمیاٹ۔ ہل سرنگ۔ چملکوٹ۔ ڈھیر۔ سنگڑ بٹھارہ۔ ڈبی مناسہ وغیرہ میں آباد ہے۔ خانصاحب سردار محمد اکرم خان رئیس اعظم چمیاٹی۔ سردار فضل داد خان انسپکٹر پولیس خلف سردار علی بہادر خان رئیس وجاگیردار، سردار محمد اکبر خان سکریٹری پنچایت کمیٹی کا تعلق اسی شاخ سے ہے۔

جس خان کی اولاد باڈیار وغیرہ مواضعات میں آباد ہے۔ اور زراعت پیشہ ہے۔

نکودر خان کے فرزند پنجو خان کی اولاد بنگوئیں میں آباد ہے۔ اس کا ذکر علیحدہ درج ہے۔

کہوٹہ ضلع راولپنڈی کے وہ قریشی عباسی جو جسکم ڈھونڈ کہلاتے ہیں ۱/۳۔ پنجاب رجمنٹ میں کثرت سے ملازم ہیں۔ ان کے چند گھر تحصیل سدھنتی میں بھی ہیں۔ ان کا ذکر علیحدہ ہوگا۔

ڈھونڈ خان کی اولاد میں بھی بعض ایسے نامور شخص ہوئے ہیں جن کے نام سے موسوم ہوکر ڈھونڈ قوم کئی شاخوں میں منقسم ہوگئی ہے۔ مثلاً چند خان کے تینوں بیٹوں کے نام پر تین شاخیں ہیں۔ اجوخان بن کلچند رخان کی اولاد اجوال۔ اوہد خان کی اوہدال اور جاگوخان کی گاجوال کہلاتی ہے۔ اور پھر ہر شاخ درشاخ ہوتی چلی گئی ہے۔ چنانچہ اجوخان کی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اولاد سے موضع ہل سرنگ میں جوگا خان، مقصود خان اور خضر خان بن سکندر خان تین بھائی تھے جوگا خان سے جوگیال مقصود سے مقصودداں اور خضر خان بن سکندر خان سے خضرال شاخ نکلی ہے۔ اسی موضع میں بڈہا خان (از ذریات اجو خان) کی اولاد بڈھیاں اور کوکا خان کی اولاد کوکیال کے نام سے مشہور ہے۔

اب موضع وارڈ ہونڈ قوم کے سابقہ وموجودہ مشاہیر کا ذکر کیا جاتا ہے۔

اولاد سردار جاگو خان ڈھونڈ

موضع سوہاوہ۔ سردار جاگو خان کی اولاد سے اس موضع میں سردار معصم خان ایک قابل قدر ہستی تھے ان کے ایک فرزند سردار بندو خان کی آٹھویں پشت میں سردار احمد خان ایک متمول زمیندار گزرے ہیں۔ وہ جاگیردار اور نمبردار ہونے کے علاوہ اسیسر بھی تھے۔ ان کے چار فرزند ہیں۔ سلطان محمد خان، خان محمد خان، محمد خان، محمد شریف خان، کے فرزند کا نام محمد اشرف خان ہے اور وہ نمبردار ہے۔ خان محمد خان سربراہ نمبردار اور پنچایت کمیٹی کا ممبر رہا ہے اس کے ۲ فرزند عبدالخان و محمد افضل خان ہیں۔ محمد خان کے فرزند کا نام میر اکبر خان ہے۔ محمد شریف خان ان سب میں لکھا پڑھا ہے۔

سردار بندو خان کی چھٹی پشت میں سردار فقیر خان بھی ایک جاگیردار تھے ان کا فرزند محمد ایوب خان سابقہ فوجی ملازم نمبردار ہے۔

سردار معصم خان کے دوسرے فرزند سردار مجہت خان کی اولاد سے گلو خان اور زبردست خان اپنے وقت میں اپنی برادری کے سربرآوردہ رکن تھے۔ زبردست خان کے تین فرزند تھے۔ ماڑا خان، جنگ باز خام وفضل خان، ماڑا خان کا فرزند پہلوان خان پنچوترہ خوار ہے۔ جنگ باز خان کے تین فرزند ہیں بڑے کا نام میرا خان اور فرزندش کاسیاب خان ہے جو ایک ہونہار نوجوان ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

گلوخان کی اولاد سے بھی اصحاب ذیل موجود ہیں۔ کالوخان کا فرزند جہانداد خان، جو ملازم گورنمنٹ ہے۔ علی بہادر خان کے فرزندان شیر زمان خان و خان زمان خان، سردار فضل خان کی اولاد سے شونکا خان اور اس کا فرزند عدل خان سردار فتح خان اور ان کا فرزند زخمیر خان جو خواندہ ہے۔ سردار گلوخان کے ایک فرزند کا نام شیر دست خان تھا۔ اس کی حسب ذیل اولاد موجود ہے۔ پہلوان خان 'تجارت پیشہ' فتا خان اور عبداللہ خان۔

سردار معصم خان کی اولاد سے ایک اور بزرگ سردار عزت خان ہوئے ہیں۔ ان کی اولا میں حسب ذیل اصحاب قابل ذکر ہیں۔ سردار مل خان جس کی اولاد میں رحمت خان نمبردار نے اچھی شہرت حاصل کی۔ رحمت خان کے فرزند کا نام امداد خان ہے۔ روڑا خان سربراہ نمبردار پنچایت کمیٹی کا ممبر بھی رہا ہے۔ زمان خان جس کی اولاد موجود ہے۔ کالوخان جس کے فرزند کا نام سجادل خان ہے۔ مہمد علی خان اس کے پسر کا نام سیدل خان ہے۔ سردار حسن خان، صفدل خان ٹھیکہ دار اسی حسن خان کا بیٹا ہے۔ صفدل خان کے فرزند کا نام دادن خان ہے۔ چنوں خان، محمد طاہر خان و محمد امیر خان آپ کے فرزند ہیں۔ محمد طاہر خان کے ۲ فرزند ہیں۔ محمد اشرف خان و عبداللہ خان، محمد امیر خان دوکاندار ہے اور اسکے فرزندوں میں محمد صادق خان ہونہار ہے۔ ڈوڈا خان اس کے فرزند کا نام عبدالرحمان خان ہے۔

سردار علی شیر خان کی اولاد میں سردار میر داد خان ایک معروف ہستی تھے۔ ان کی اولاد سے دوست محمد خان، محمد حیات خان، محمد ہاشم خان ملازم فوج اور گلاب خان چاروں بھائی اپنی برادری میں بارسوخ ہیں۔

سوات خان ملازم فوج ہے اور سیف علی خان و محمد عباس خان ملازمان فوج کی حقیقت موضع بیرو ضلع ہزارہ میں بھی ہے۔ راولپنڈی کا مسلم ہوٹل ان ہی کی ملکیت ہے۔ اکبر علی خان کے فرزندان شیر خان، عالم شیر خان، فتح خان اور کالا خان باہمی اتفاق کی عمدہ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

نظیر ہیں۔ بھمال خان کی اولاد سے محمد عظیم خان۔ عباس خان اور عبدالخان موجود ہیں۔

موضع ساہلیاں ڈھونڈاں۔ موضع ساہلیان کی اس ڈھونڈ شاخ کے مورث اعلیٰ سردار جانی خان ایک زبردست رئیس تھے۔ آپ کے فرزندان سردار مکرل خان وسردار شاداب خان کی اولاد مہاراجہ گلاب سنگھ کی عملداری تک ضلع مظفر آباد کے بعض دیہات سے مالکانہ بھی لیتی رہی ہے۔

اولاد سردار مکرل خان۔ آپ کے فرزند کا نام ملک شیر خان تھا جن کے دو فرزندان سردار چنوں خان وسردار نوردی خان سے ان کی ذریات بہت بڑی۔ چنوں خان کے تین فرزند حسب ذیل تھے۔ نامدار خان، قمراج خان، نواب خان، نامدار خان کی ذریات میں شیر احمد خان، نادر خان، علی مردخان، رحمت خان، سلیمان خان، صورت خان، میرزمان خان، اپنی برادری میں ممتاز حیثیت رکھتے ہیں۔ اور ملازم فوج گورنمنٹ عالیہ ہیں۔

نواب خان کے دو فرزند ہیں۔ غلام محمد خان وشاہ محمد خان، غلام محمد خان (سابق ملازم فوج) تین فرزندوں فیروز خان، امیر احمد خان ومحمد امین خان کے باپ ہیں۔ فیروز خان کے بھی دو فرزند ہیں۔ محبوب خان وکدل حسین خان۔ سردار امیر احمد خان، حکومت کی طرف سے کرسی نشین اسیسر اور کنٹرکٹر گورنمنٹ ہیں۔ ایام قحط میں آپ نے بارہا غربا اور مستحقین کی اعانت کی ہے۔ محمد حیات خان ومحمد رجب خان آپ کے ۲ فرزند ہیں۔ محمد امین خان بھی گورنمنٹ کنٹریکٹر ہے۔

سردار غلام محمد خان کا بھائی سردار شاہ محمد خان فوج کی ملازمت میں بھی رہا ہے اور جاگیردار ونمبردار بھی تھا۔ نمانا خان اس کے فرزند کا نام ہے اور وہ نمبردار ہے۔ سردار چنوں خان کے بھائی سردار نوردی خان کے فرزند کے نام گل مہدی خان ہے۔ اس کے تین فرزند ہیں۔ میر خان، سید خان، نصرا خان ان میں سردار سید خان ملٹری برہما کی ملازمت کے بعد

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

حوالدار کے عہدہ سے ریٹائر ہوکر واپس آ چکے ہیں۔ پنچایت کمیٹی کے سکریٹری بھی تھے۔اس صلہ میں ان کوئی سندات میں ملی ہیں۔آج کل ڈسٹرکٹ سولجر بورڈ کے سکریٹری ہیں ان کے دو فرزند محمد یعقوب خان و محمد اقبال خان ہیں۔

حوالدار میجر میر خان پنشنر برہما ملٹری کا فرزند محمد اسماعیل خان ملٹری پولیس برہما میں بعہدہ نائیک ملازم ہے۔

اولاد سردار شاداب خان۔ان کا ایک ہی فرزند تھا۔سردار فتح خان۔فتح خان کے تین فرزند تھے۔عطا محمد خان، فضل خان، بہادر خان، سردار عطا محمد خان کے جاگیردار نمبردار تھے۔ تین فرزند ہیں۔حشمت خان، سکندر خان، میر احمد خان، سردار حشمت خان نمبردار اور صلح پسند آدمی ہیں اور انکے پانچ فرزندوں میں سجادل خان لکھا پڑھا کارکن ہے۔سردار سکندر خان کے بیٹے کا نام محمد عزیز خان اور سردار میر احمد خان کے فرزند کا نام محمد اشرف خان ہے۔سردار فتح خان کے دوسرے فرزند فضل خان کے تین لڑکے ہیں۔محمد زمان خان میر زمان خان، خان محمد خان، محمد زمان خان کے فرزندوں میں محمد اسلم خان تعلیم یافتہ ہے۔اور خان محمد خان فوج میں ملازم ہے۔سردار فتح خان کے تیسرے فرزند سردار بہادر خان نمبردار تھے اور سرکار کی خیر خواہانہ خدمات کے صلہ میں انعامات بھی حاصل کرتے رہے۔ان کے چار بیٹے ہیں۔ننھا خان۔سجادل خان، نظر محمد خان انعام خوار۔محمد اسحاق خان، نظر محمد خان کے فرزند کا نام محمد رزاق خان ہے۔سجادل خان جو لکھا پڑھا ہے۔پہلے فوج میں تھا۔پھر پولیس میں آیا۔اب پنشن پر ہے۔

اولاد سردار نور داد خان۔آپ کے تین فرزند تھے۔ناظرا خانؔ، گمانی خانؔ، و کرامت خانؔ، سردار ناظرا خان کے چار فرزند حسب ذیل ہیں۔سید خان ٹھیکہ دار تعلیمیافتہ۔علوم انگریزی و اُردو میں ماہر محتاجوں اور غریبوں کی مدد کرتے رہتے ہیں۔حسین خان لکھے پڑھے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہیں۔ خیر خواہے سرکار کے صلہ میں کئی سندات آپ کے پاس موجود ہیں۔ گمانی خان کے دو فرزند ہیں۔ محمد شریف خان و محمد روشن خان، اول الذکر لکھا پڑھا ہے اور اپنی عادات حسنہ کی وجہ سے ہر دلعزیز ہے۔ کرامت خان کے تین فرزند ہیں۔ شادی خان، مہندا خان، اسداللہ خان ان میں فوجی پنشنر ہے۔ اول الذکر لکھا پڑھا ہے۔ اور اس کے پاس خیر خواہئے سرکار سندات بھی ہیں۔

اولا د سردار سیدا خان۔ اپنے زمانہ میں اپنے علاقہ کے ایک مشہور شخص تھے۔ آپ کے دو فرزند ہیں۔ سردار سمندر علی خان جس کی اولاد سے عبدالجبار خان نمبردار ہے۔ سردار سید اخان کے دوسرے فرزند کا نام مغل خان ہے۔ سر راجہ بلدیو سنگھ نے ان کی خدمات سے خوش ہو کر ان کی اولاد کو پشت بہ پشت معافی دار قرار دیا ہے۔ ان کی اولاد میں سجادل خان، محمد اسلم خان (ملازم فوج) داتو خان و محمد یاسین خان اپنے باپ کا نام روشن کر رہے ہیں۔

ان کے علاوہ ساہلیان میں حسب ذیل اشخاص قابل ذکر ہیں۔ از اولاد سردار پنکھی خان جاگیردار و نمبردار، شیر احمد خان نمبردار خلف شیر دل خان، جوگی خان کے تین فرزند ہیں۔ عظیم خان، دفتر خان، ملک شی خان، عظیم خان، صاحب جائداد ہے۔ اس کے تین بیٹے ہیں۔ محمد یوسف خان، خدا بخش خان، عمر خان، دفتر خان کے بھی تین ہی فرزند ہیں۔ صوبہ خان پنشنر۔ نظر محمد خان، و لعل محمد خان ملازمان فوج۔

سردار نور خان انعام خوار کا فرزند سردار مردانہ خان برادری اور حکومت کے نزدیک ایک ممتاز شخصیت رکھتا ہے۔ اس کا بیٹا صفدر خان گورنمنٹ پنشنر ہے۔ اس کے دو فرزند ہیں۔ گل نبی خان مصاحب خان دونوں زیر تعلیم ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اولاد سردار اُوہد خان ڈھونڈ

چڑالہ شاخ سردار درویش خان۔ چڑالہ میں دیگر اقوام کی نسبت ڈھونڈ قوم کی آبادی بہت زیادہ ہے یہاں سردار شاہ خان اس قوم کے ایک مشہور بزرگ گذرے ہیں جو سردار اُوہد خان کی شاخ سردار درویش خان کی ذریات سے تھے۔ ان کی اولاد میں سردار گل مہدی خان تلوار بہادر اور سردار فتح خان اور سردار سمندر خان بہت مشہور تھے۔ ان میں سردار سمد خان کے صاحبزادہ سردار عطا محمد خان نے اپنی قابلیت وشجاعت اور اپنے اخلاق حسنہ اور خدمات حکومت انگلشیہ اور اپنے قومی جذبات کی وجہ سے جو لازوال شہرت حاصل کی ہے۔ اس کی مثال سرزمین پونچھ وکشمیر میں چشم فلک کو ڈھونڈنے سے بھی نہ مل سکے گی۔

آپ نے پرائیویٹ طور پر انگریزی، فارسی، اُردو اور برہمی زبان میں جو قابلیت پیدا کی ہے وہ پونچھ کے نوجوانوں کے لئے قابل تقلید ہے۔ خانصاحب سردار محمد اکرم خان نے اپنی کتاب آئینہ قریش (مطبوعہ ۱۹۱۶ء میں آپ کا ذکر بڑے فخر کے ساتھ کیا ہے۔ اس زمانہ میں آپ ابھی صرف جمعدار کے عہدہ پر تھے۔ اور ۱۹۱۱ء کی تاج پوشی (شہنشاہ جارج پنجم) کی تقریب پر اپنی خدمات کے عوض گورنمنٹ سے ایک تلوار حاصل کر چکے تھے لیکن اس وقت آپ خان بہادر اور سردار بہادر کے دو معزز خطابوں سے سرافراز ہیں۔ عہدہ کے لحاظ سے برہما ملٹری پولیس کے نائب کمانڈنگ افسر ہیں۔ اور جمعداری اور صوبیداری کی منازل طے کر کے اس وقت لفٹنٹی کے درجہ میں ہیں۔ علاوہ ازیں آرڈر آف برٹش انڈیا کا معزز تمغہ بھی آپ لے چکے ہیں۔ جس کی تنخواہ علاوہ مقررہ تنخواہ کے ساٹھ روپے ماہوار علیحدہ ملتی ہے۔ اس وقت آپ کی سروس کو ۴۵ سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ سرکار انگلشیہ میں جو آپ کی عزت وحرمت ہے۔ وہ سطور بالا ورآپ کے اعزاز ہی سے ظاہر ہو رہی ہے۔ پبلک اور اپنی برادری میں ان کا وجود خطہ پونچھ اور مسلمانان پونچھ اور عباسیان ریاست کے لئے باعث فکر سمجھا جاتا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

آپ اہالیان پونچھ کی ذلت ونکبت کے دور ہونے کا صرف ایک ہی ذریعہ سمجھتے ہیں جس کا نام علم ہے۔ اسی بنا پر نہ صرف آپ نے اپنی اولاد کو تعلیم دلائی ہے بلکہ پونچھ کے بعض ہونہار طلبا کو صرف آپ نے کسی معاوضہ کے بغیر تعلیمی وظائف عطا کئے ہیں۔ جن کا سلسلہ کم وبیش اب بھی جاری ہے۔

اخبارات اور پریس کی طاقت اور ان کے فوائد سے بھی آپ پورے طرح پر آگاہ ہیں۔ اخبار کشمیری جو اہالیان کشمیر کے علاوہ اہالیان پونچھ کا سب سے پہلا اور سب سے بہتر ترجمان تھا۔ جب تک جاری رہا، آپ کی اعانت کا مرہون منت رہا۔

آپ کے تین صاحبزادے ہیں۔ فرزند کلاں کا نام سردار عطا اللہ خان ہے۔ جنہوں نے علی گڑھ یونیورسٹی سے ایف۔ اے تک کی تعلیم حاصل کی ہے۔ وہ ملازمت کو پسند نہیں کرتے۔ گھر کے کاروبار میں مصروف ہیں۔ اخبارات ورسائل اور مفید ملکو ملت کُتب کا مطالعہ اُن کا شغل ہے۔ افسوس ہزار افسوس کہ یہ نو جوان صاحبزادہ ۲۸ مگھر ۱۹۹۲ سمہ اب (مطابق دسمبر ۱۹۳۵ء) کو کچھ عرصہ کی علالت کے بعد تصنیف کتاب کے دوران میں ہی انتقال کر گیا۔ اس حادثہ عظیم پر خان بہادر سردار عطا محمد خان کے ساتھ پونچھ اور پونچھ سے باہر جس عالمگیر ہمدردی کا اظہار ہوا ہے وہ خان بہادر موصوف کی ہر دلعزیزی اور ان کی خدمات حسنہ کی قبولیت عامہ کی روشن دلیل ہے۔ آپ کے دوسرے فرزند کا نام سردار عظیم اللہ خان ہے وہ برہما ملٹری پولیس میں ملازم ہیں۔ ہونہار اور نو جوان ہیں۔ اور توقع ہے کہ والد محترم کے نقش قدم پر چل کر کسی دن ملک وقوم کی نیک نام شہرت کا باعث ہونگے۔ تیسرے فرزند ہدایت اللہ خان پونچھ کے سرکاری ہائی سکول میں زیر تعلیم ہیں۔

سردار شاہ خان کی اسی شاخ سے خان بہادر سردار عطا محمد خان کے تایازاد بھائی سردار فقیر محمد خان ولد سردار فتح خان ایک مشہور ومعروف بزرگ نمبردار اور جاگیردار بھی تھے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سردار فقیر محمد خان کو بہ ایام بندوبست اسسٹنٹ ریذیڈنٹ پونچھ کی سفارش سے بیس روپے کا ایک انعام بھی ان کی خدمات کے صلہ میں ملا تھا۔ آپ شکار کے بہت شوقین تھے کہ آپ کے نام ہی شیر مار بہادر مشہور ہو گیا تھا۔ آپ کی اس غیر معمولی شجاعت سے خوش ہو کر صاحب بہادر یعنی اسسٹنٹ ریذیڈنٹ پونچھ نے آپ کو ایک ٹوپی اور بندوق بطور انعام عطا کی تھی۔ آپ ہر سال ایک دو شیر ضرور مارا کرتے تھے۔ شیر کے شکار ہی میں آپ کا فرزند کالاں شیر احمد خان کو ایک دفعہ شیر نے زخمی کر دیا تھا۔ اور اسی صدمہ سے وہ آپ کی زندگی ہی میں فوت ہو گئے تھے۔

اپنی برادری میں سردار فقیر محمد خان بڑی عزت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ ۱۹۱۴ء میں جب پونچھ میں پنچایت کمیٹیوں کا وجود عمل میں آیا۔ تو آپ چڑالہ پنچایت کمیٹی کے پریذیڈنٹ قرار پائے۔ ۱۹۷۸ء اب میں پونچھ کا یہ شیر شکاری آخر نہنگ اجل کا شکار ہو گیا۔

سردار محمد یوسف خان ان کے پوتے اور سردار شیر احمد خان مرحوم کے صاحبزادے ان کی جگہ نمبردار و جاگیردار اور پنچایت کمیٹی کے صدر بناتے گئے۔ جس خوش اسلوبی سے آپ نے اپنے فرائض کو دیانت و مستعدی سے ادا کیا۔ اس کا سرکاری اور غیر سرکاری حلقوں میں اعتراض کیا گیا۔ حکام نے آپ کو اعلیٰ سٹیفکیٹ عطا کئے اور برادری نے آپ کو سر آنکھوں پر بٹھایا۔ آپ کی سرکاری و غیر سرکاری خدمات کا سلسلہ اب بھی بدستور جاری ہے۔

اولاد سردار عملہ خان و جھٹا خان۔ سردار درویش خان (از ذریات اوہد خان) کے فرزندان سردار علہ خان و سردار جھٹا خان کی اولاد کثیر تعداد میں ہوئی ہے۔

سردار علہ خان کی ایک شاخ میں محمد خان جاگیردار نمبردار ہے۔ ان کا ایک فرزند خان محمد خان بھی سربراہ نمبردار ہے۔ دوسری شاخ میں شاہ محمد خان (ملازم گورنمنٹ) اور حاجی گلاب خان قابل ذکر ہیں۔ حاجی گلاب خان کا لڑکا محمد یوسف خان لکھا پڑھا ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

جھٹا خان کی اولاد سے وارث خان کے حسب ذیل تین فرزند تھے۔ حسن خان، بیرو خان، کالا خان، حسن خان کی اولاد میں حسب ذیل اصحاب قابل ذکر ہیں۔ محمد خان نمبردار مرحوم، برکت اللہ خان نمبردار ولد عنایت اللہ خان مرحوم سمندر خان پنشنر حوالدار۔ عطا محمد خان سربراہ نمبردار سابق اسپیسرل۔ معہ فرزندان محمد افضل خان و علی اکبر خان ملازمان برہما ملٹری پولیس، سیدا خان پنشنر پلٹن ۲/۷ راجپوت خلف سردار فتح خان۔

بیرو خان کی اولاد میں حسب ذیل اصحاب امتیازی درجہ رکھتے ہیں۔ عبدالکریم خان، فضل الٰہی خان ملازم گورنمنٹ، مولوی فتح محمد خان، علوم عربی و فارسی میں کافی دستگاہ رکھتے ہیں۔

سردار کالا خان جو سردار وارث خان کے تیسرے فرزند تھے۔ جاگیر دار و نمبردار تھے۔ ان کا پوتا سردار سکندر خان اس وقت نمبردار ہے۔ سرکل کمیٹی کا ممبر ہے۔

سردار جھٹا خان کی شاخ میں دو اور نامور ہستیاں گذری ہیں۔ سردار بیلی خان اور سردار ساہلم خان، بیلی خان کی بڑی شاخ سے محمد اشرف خان ملٹری پولیس برہما میں لائنس نائیک اور محمد خان سلوتری اور چھوٹی شاخ سے محمد فیروز خان فوجی پنشنر ہے۔ ساہلم خان کی اولاد میں جیو خان کے تین بیٹے تھے۔ بیرو خان، فتاحی خان، بھرجو خان، بیر خان کی اولا میں مغل خان کے ۲ قابل فرزند موجود ہیں۔ محمد شریف خان، منشی عبدالکریم خان دونوں تعلیم یافتہ ہیں لیکن منشی عبدالکریم خان انگریزی، پشتو، تامل کے علاوہ علوم دینیات فقہ وغیرہ میں بھی کافی دستگاہ رکھتے ہیں۔ انگریزی علاقہ میں ملازم ہیں۔

فتاحی خان کے فرازند ملک شیر خان کی اولاد سے فضل خان اور اس کے دونوں فرزندان اکرم خان و فکر حسین خان قابل ذکر ہیں۔

ساہلم خان ہی کی شاخ سے کرم بخش خان جنگلات میں ملازم رہا ہے۔ اس کی اولاد آجکل موضع گھمبیر پونچھ میں آباد ہے۔ سردار نادر خان بھی ایک مشہور ہستی گذرا ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اس کے چار فرزند حسب ذیل ہیں۔ منصر علی خان، فضل خان، سلطان محمد خان، گل احمد خان، ان میں سلطان محمد خان کمیشن افسر (جمعدار) ہوکراب پنشن پر اپنے وطن میں مقیم ہیں۔

ریالہ اولاد سردار جلو خان۔ اس موضع میں سردار اُوہد خان کی ذریات سے سردار جلو خان ایک نامور شخص گذرے ہیں۔ جو جاگیردار اور نمبردار بھی تھے۔ انکے دو فرزندوں میں نواب خان کا قبل از بندوبست انتقال ہو چکا ہے۔ محمد خان اس وقت زندہ وسلامت موجود ہے جس کی چھ فرزندان حسب ذیل ہیں۔ گل حسین خان، محمد امیر خان، رنگا خان، عطر خان، جہانگیر خان، محمد یعقوب خان، ہر شش برادران اپنے باپ محمد خان کے نقش قدم پر چل کر مہمان نوازی اور اخلاق حسنہ میں امتیاز خاص رکھتے ہیں۔ ان میں سے محمد امیر خان ورنگی خان نے صدر راولپنڈی میں قریشی مسلم ہوٹل کے نام سے ایک ہوٹل بھی کھول رکھا ہے جو خوب کامیابی سے چل رہا ہے۔

موضع سیسر۔ سردار ادہد خان کی ذریات سے سردار سید خان وسردار شاہنواز خان دو بھائی سیسر کی موجودہ عباسیہ بستی کے جدامجد سمجھتے جاتے ہیں۔ مہاراجہ گلاب سنگھ اور راجہ موتی سنگھ نے ان کو جاگیر۔ نمبرداری اور سرداری کے اعزاز وخطابات کے علاوہ کئی مرتبہ نقد انعامات اور خلعت وغیرہ بھی عطا کئے۔ اور تحریرات سرکاری میں بارہا خیر خواہ۔ تہور پناہ اور شجاعت دستگاہ کے عالی قدر الفاظ سے یاد فرمایا۔ ان میں سردار سید خان کے چار فرزند تھے۔ سردار محمد سید خان، سردار محمد امیر خان، سردار فتح خان (لاولد) سردار عبداللہ خان۔

اولاد سردار سید محمد خان مرحوم۔ سردار محمد سید خان نے اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر مزید انعامات وغیرہ حاصل کئے۔ آپ کے دو فرزند تھے۔ سردار نصر علی خان وسردار اقبال خان۔ جب ناڑکوٹ اور چڑالہ کے اکثر زمیندار مزید لگان کی ادائیگی کے تشدد سے بھاگ کر انگریزی علاقہ میں چلے گئے تھے تو سرکار پونچھ کے ایما سے سردار نصر علی خان ہی ان

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کو واپس لائے تھے۔ نصر علی خان کے تین فرزند تھے۔ اول سردار سکندر خان جو سر راجہ بلدیو سنگھ کے رسالہ میں ملازم تھے ان کا فرزند سردار عبدالغنی خان سابق ملازم رسالہ موجود ہے۔ عبدالغنی خان کا بیٹا میر اکبر خان محکمہ کسٹم میں ملازم ہے۔

دوم سردار گل احمد خان نمبردار جن کے پاس کئی سرکار سندات بصلہ خدمات موجود ہیں۔ جنگ عظیم یوروپ کی خدمات بلا معاوضہ کے صلہ میں ہزاکسیلنسی کمانڈرانچیف افواج ہند نے آپ کو خوشنودی مزاج کی سند دی ہوئی ہے۔ آپ کا فرزند عبدالعزیز خان پولیس پونچھ میں ملازم ہے۔

سردار محمد سید خان کے تیسرے فرزند سردار بشیر احمد خان، عرصہ دراز تک محالدار کسٹم رہ کراب پنشن پر ہیں۔ آپ نے بھی اپنے بھائی سردار گل احمد خان کی طرح سرکاری امور میں اعلیٰ وفاداری کا ثبوت دیا۔ اور رنگروٹوں کی بھرتی میں سرکار سے سند حاصل کی ہوئی ہے۔ آپ کے دو فرزند ہیں۔ محمد اسماعیل خان و ڈاکٹر محمد حیات خان۔

ڈاکٹر محمد حیات خان عرصہ تین سال سے بہ حیثیت میڈیکل افسر انچارج صدر اسپتال پونچھ تعینات ہیں۔ پتھری اور آنکھوں کے آپریشن موتیا بند وغیرہ میں آپ کی بڑی مہارت ہے۔ پونچھ شہر اور مفصلات کے لوگ آپ کے ہمدردانہ سلوک کے مداح اور افسران بالا آپ کی احسن کارکردگی کے معترف ہیں۔ پونچھ کے سابقہ چیف میڈیکل افسر ڈاکٹر بھگت رام نے ایک مرتبہ آپ کے متعلق لکھا تھا۔ کہ ڈاکٹر محمد حیات خان تمام مذاہب کے لوگوں میں ہر دلعزیز اور اپنے کام میں ماہر ہے۔ موجودہ چیف میڈیکل افسر ڈاکٹر رام سنگھ نے بھی بارہا آپ کے کام کی تعریف کی ہے۔ کئی مرتبہ آپ تھوڑے تھوڑے عرصہ کے لئے انچارج چیف میڈیکل افسر بھی رہ چکے ہیں۔ اس وقت بھی آپ مندرجہ ذیل شعبوں کے انچارج ہیں۔ انچارج صدر اسپتال، انچارج لبارٹری، انچارج سپراں اسائیلم۔ اوٹ ڈور۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

آپ پونچھ کے ساڑھے تین لاکھ مسلمانوں میں سب سے پہلے مسلمان ہیں۔ جنہوں نے ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کی ہے۔

اولاد سردار محمد امیر خان۔ آپ سردار سید خان کے فرزند ثانی تھے۔ جاگیردار اور نمبردار تھے۔ مواضعات کلس کھوتل۔ ریالہ۔ وناہ وغیرہ کا مالیہ ان ہی کے ذریعہ داخل سرکار ہوتا رہا۔ انکے دو فرزند تھے سردار مندو خان وعطا محمد خان، اول الذکر کے تین فرزند حسب ذیل موجود ہیں۔ (۱) سردار حسین خان جاگیردار و کنٹریکٹر گورنمنٹ۔ جن کے پاس خدمات کی سندات بھی ہیں۔ (۲) جہانداد خان تجارتی کاروبار میں مصروف ہیں۔ قحط سالی اور ادائیگی مالیہ کے ایام میں غربا اور زمینداروں کیساتھ ہمدردانہ سلوک سے پیش آتے ہیں۔ (۳) علی اکبر خان جو مستعد اور کارکن ہیں۔ عطا محمد خان کے فرزندوں میں سردار سجادل خان و سردار شباب خان گورنمنٹ کنٹریکٹر ہیں اور اپنے حلقہ اثر میں کافی رسوخ رکھتے ہیں۔

اولاد سردار عبداللہ خان۔ آپ سردار سید خان کے تیسرے فرزند تھے۔ آپ نے والد کی وفات کے بعد اپنی خیر خواہانہ خدمات کے صلہ میں جدید جاگیر بھی حاصل کی۔ علاوہ ازیں نمبردار بھی تھے ان کے دو فرزند ہیں۔ سردار جواہر خان و سردار افراسیاب خان، اول الذکر نہایت خدا دوست تھے۔ ان کی موت کا یہ واقعہ قابل ذکر ہے۔ کہ نماز صبح کا فریضہ ادا کرنے کے بعد ان کی روح اعلیٰ علیین کو پرواز کر گئی۔ ان کے دو فرزند موجود ہیں۔ محمد اکرم خان جو ملازم گورنمنٹ ہے۔ اور محمد اسماعیل خان جو ہونہار نوجوان ہے۔ سردار عبداللہ خان کے دوسرے فرزند سردار افراسیاب خان پولیس پونچھ میں بطور مدوھر (ملازم ہوئے۔ اور سب انسپکٹری یعنی تھانہ داری کے عہدے تک پہنچے۔ اکتوبر ۱۹۳۵ء میں ۳۲ سال کی طویل سروس کے بعد ریٹائر ہو گئے ہیں۔ آپ کے پاس اپنی اعلیٰ کارکردگی کی کئی ایک سندات ہیں۔ ان کا ایک فرزند محمد مسیح خان نام ہے۔ جس میں تمام خاندانی اوصاف پائے جاتے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

موضع کھونتل ۔اس گاؤں میں سردار بھرجوخان کی شاخ خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ان کے تین فرزندوں میں سردار ماڑا خان ایک معزز ہستی تھے اپنے والد کی طرح جاگیردار ونمبردار ہیں۔آپ کے تین فرزند ہیں۔سردار گل احمد خان، سردار جہاندار خان اور سردار شہداد خان، سردار گل احمد خان جاگیردار ونمبردار ہونے کے علاوہ ٹھیکہ داری بھی کرتے ہیں اور صاحب استطاعت ہیں اور علاقہ انگریزی میں انکم ٹیکس بھی ادا کرتے ہیں۔آپ ہمدرد خلائق اور مخیّر ہیں۔جنگ عظیم میں آپ نے جو خدمات انجام دی ہیں اس کے کئی سٹرٹیفکیٹ آپ کے پاس موجود ہیں۔آپ کے برادرانِ اصغر بھی گورنمنٹ کنٹریکٹر ہیں اور ممتاز پوزیشن رکھتے ہیں۔

اولادسردار اجوخان ڈھونڈ

چمیاٹی۔شاخ سردار محمد شیر خان ۔اس موضع کی ڈھونڈ برادری کے مورث اعلیٰ سردار طلع خان تھے۔آپ کو مہاراجہ گلاب سنگھ بانئے حکومت ڈوگرہ وفرمانروائے جموں وکشمیر ہمیشہ ''تہوار پناہ شجاعت دستگاہ'' اور ''باوفا خیر خواہ'' کے الفاظ سے یاد کیا کرتے تھے۔آپ کے فرزندان سردار محمد خان وسردار محمد شیر خان کے مفصل حالات ''آئینہ قریش'' میں درج ہیں۔سردار محمد شیر خان ''چیف آف ڈھونڈ'' تھے۔ان کی ہستی نے اس گاؤں کو بہت شہرت دی ہے۔وہ بھی اپنے والد کی طرح تمام اعزاز سے ملقب تھے۔آپ کے حسب ذیل سات فرزند تھے سردار فضل خان۔سردار فتح علی خان۔سردار فیض طلب خان، سردار کرم خان، سردار شیر احمد خان، سردار فیروز خان، سردار عطر خان۔اب ہر ایک کی اولاد وذریات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

اولاسردار فضل خان مرحوم ۔سردار فضل جان جاگیردار۔اعلیٰ نمبردار انعام خوار اور رئیس اعظم تھے۔تفصیہ سرحدے موقع پر ڈھونڈ قوم نے آپ کو اپنا نمائندہ مقرر کیا تھا۔ان ہی خدمات کے صلہ میں مہتمم بندوبست پونچھ کی سفارش سے سرراجہ بلدیو سنگھ نے آپ کو ذیلداری کا اعزاز عطا کیا۔جو اس وقت تک پونچھ میں رائج نہیں تھا۔(اور نہ اب تک کسی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

دوسرے کو یہ اعزاز حاصل ہے۔) ان کے خلف اکبر سردار محمد افضل خان اور خلف اصغر سردار محمد زمان خان تھے۔ سردار محمد افضل خان پولیس انسپکٹر تھے۔ رشوت اور رشوت خوروں کے سخت دشمن اور بڑے حلیم الطبع تھے اس لئے رعایا میں بڑے ہر دلعزیز تھے جنگ عظیم کے دوران میں۔۔۔۔۔۔۔رنگروٹوں کی بھرتی وغیرہ کے متعلق جو مدد آپ نے سرکار انگریزی کو دی اس کا صلہ گورنمنٹ نے ایک تلوار اور گھڑی کی صورت میں عطا کیا۔ ان کی ملازمت کے دوران میں ان کی قومی نمائندگی اور نمبرداری کے فرائض ان کے چھوٹے بھائی سردار محمد زمان خان ادا کرتے رہے۔ سردار محمد افضل خان مرحوم کے ۲ بیٹے ہیں۔ سردار محمد سعید خان و سردار محمد اسحاق خان۔ اول الذکر نمبردار جاگیردارہ انعام خوار اور ایف اے تک تعلیمیانہ اور عہدہ کے لحاظ سے انسپکٹر بینک ہیں۔ محمد اسحاق خان بھی جاگیردار اور فہمیدہ و ذہین ہے۔

سردار محمد زمان خان حکومت پونچھ کی طرف سے خطاب یافتہ جاگیردار اور صاحب رسوخ تھے۔ آپ کے حسب ذیل چار فرزند ہیں۔ محمد حمید خان۔ محمد لطیف خان، محمد الطاف خان، محمد سرور خان، سب بھائی جاگیردار کہلاتے ہیں۔ اول الذکر تعلیم یافتہ ہونے کے باوجود تجارتی کاروبار میں مصروف ہیں۔

آپ نے ایام ایجی ٹیشن ۱۹۸۸ء میں راعی و رعایا کے تعلقات کو خوشگوار بنانے میں اپنی تمام کوششیں صرف کر دیں۔ مسلمانوں کو مساوات کا درس دینے اور ان کو ایک سٹیج پر لانے اور غریب مسلمانوں کو اچھوت نہ سمجھنے کا جو خیال آپکے دل میں چٹکیاں لیتا رہتا ہے۔ کاش پونچھ کے دیگر متمول و بارسوخ مسلم خاندانوں کے وہ بزرگ بھی ان کی تقلید کریں جو اہل صنعت و حرفت مسلمانوں کے ساتھ اچھوتوں کا سا سلوک کرتے رہتے ہیں۔

آپ کے دوسرے بھائیوں میں سردار محمد لطیف خان پلندری میں افسر چوکی پولیس ہیں اور اپنے فرائض تندہی سے ادا کر رہے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اولاد سردار فتح علی خان مرحوم۔ آپ جاگیردار تھے۔ مہاراجہ رنبیر سنگھ والئے جموں و کشمیر کی فوج میں اپنی خاندانی وجاہت اور اپنی ذاتی وفاداریوں کی بدولت صوبیدار بھرتی ہوکر عرصہ تک فرائض منصبی انجام دیتے رہے۔ اپنے خاندان میں سب سے پہلے آپ ہی نے ملازمت کی ابتداء کی۔ مقامی حکومت اور گورنمنٹ برطانیہ کے اعلیٰ افسروں کی طرف سے آپ کو حسن خدمات کے صلہ میں کئی سندات ملی ہوئی ہیں آپ کے دو فرزند ہیں۔ سردار محمد صادق خان جاگیردار جو پولیس میں بطور مدد محرر بھرتی ہوکر آج کل کورٹ انسپکٹری کے معزز عہدہ پر فائز ہے۔ اور ایک قابل پولیس افسر ہیں۔ آپ کے دوسرے بھائی سردار محمد صیاد خان جاگیردار تعلیم یافتہ اور انجمن صلاح المسلمین باغ کے جوائنٹ سکریٹری ہیں۔

اولاد سردار فیض طلب خان۔ آپ جاگیردار اور خطاب یافتہ سردار ہیں۔ ان کے چار فرزند حسب ذیل ہیں۔ سردار سیف علی خان، سردار محمد روشن خان، پہلوان خان، محمد امین خان، ان میں اول الذکر دونوں اصحاب اور سردار محمد امین خان سرکاری ملازمت سے بے نیاز ہیں۔ سردار پہلوان خان محکمہ پولیس میں ملازم ہیں۔ اور پنچایتوں کے زمانہ میں پنچایت کمیٹی کے ممبر رہے ہیں۔ آپ کے متعلق وزیر صاحب پونچھ کا نوٹ ہے۔ کہ یہ شخص پبلک معاملات میں دلچسپی لینے والا ہے۔ سردار محمد امین خان کے دو فرزند محمد نظیر خان و محمد عزیز خان موجود ہیں۔

اولاد سردار کرم خان۔ آپ جاگیردار ہیں۔ اور سرداری کے لقب سے ملقب ہیں۔ ان کے حسب ذیل چار فرزند ہیں۔ جہانداد خان۔ عمرداد خان شاہداد خان، صحبت خان، ان میں سردار جہاندار خان تعلیم یافتہ صاحب رسوخ اور حالات زمانہ سے خوب واقف ہے۔

اولاد سردار شیر احمد خان۔ آپ سردار شیر محمد خان کے پانچویں فرزند تھے۔ علوم فارسی عربی میں کافی دستگاہ رکھتے اور نمبردار اور جاگیردار تھے۔ آپ کے فرزند میں سب سے بڑے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سردار سجادل خان نمبردار و جاگیردار ہیں۔ باقی فرزندوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ سید اکبر خان، میر افضل خان، شیر افضل خان، گل روشن خان، کلا خان۔

سردار فیروز خان مرحوم۔ جاگیردار تھے اور محکمہ جنگلات میں ایک اچھی اسامی پر رہے ہیں۔

سردار عطر خان مرحوم۔ جاگیردار اور تعلیم یافتہ تھے۔ آپ کے دو فرزند ہیں۔ محمد رفیق خان و شیر خان دونوں جاگیردار و تعلیمیافتہ ہیں۔

چمیاٹی۔ شاخ سردار علی بہادر خان۔ سردار علی بہادر خان عباسی جو سردار طالع خان کے پوتے۔ سردار محمد خان کے فرزند اور سردار دوست محمد خان کے بھائی تھے۔ نمبرداری اور انعام خواری کے علاوہ جاگیرداری کا اعزاز بھی رکھتے تھے۔ کپٹن ہملٹن مہتمم بندوبست پونچھ سرکاری خط وکتابت میں آپ کو ہمیشہ "عالی جاہ سردار علی بہادر خان" کے الفاظ سے خطاب کیا کرتے تھے۔ موضع بمیر پوٹھ کے آوانوں اور ملدیالوں کا دیرینہ جھگڑا آپ ہی کے تدّبر سے فرو ہوا تھا۔ حالانکہ حکام اس معاملہ میں ناکام رہ چکے تھے۔

راجہ موتی سنگھ نے موضع ارجہ میں آپ کو ایک وسیع آبی رقبہ اور ان کے فرزند سر راجہ بلدیو سنگھ نے سرداری کا اعزاز عطا کیا۔ بہ حیثیت آنریری مجسٹریٹ کمیٹی سرکل چمیاٹی میں عرصہ تک کام کرتے رہے۔ جنگ عظیم یورپ کی خدمات کے صلہ میں آپ کو ایک تلوار معہ سند عطا ہوئی۔ بندوبست کے کام میں آپ نے حکومت کو جو مدد دی۔ اس کا اعتراف کرتے ہوئے کپٹن ہملٹن مہتمم بندوبست نے بہ منظوری سر راجہ بلدیو سنگھ ۳ ردسمبر ۱۹۰۷ء کے ایک پروانہ کے مطابق بندوبستی انعام پچاس روپیہ سالانہ تا میعار بندوبست عطا کیا۔

چمیاٹی کا یہ مخیّر وجود اسی نوے سال کی عمر پا کر ۱۹۸۵ اب میں آخر داعی اجل کو لبیک کہہ گیا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

آپ کے سات فرزندوں میں سے سردار سلطان محمد خان، سردار صندل خان، سردار محمد یعقوب خان لاولد اور سردار سلیمان خان سب انسپکٹر پولیس دو فرزند چھوڑ کر آپ کی زندگی ہی میں وفات پا چکے تھے اس وقت آپ کے تین فرزند صاحب حیات ہیں۔ جن میں سردار محمد اکبر خان جن کو اعزاز کرسی نشینی بھی حاصل ہے اور جو پہلے محکمہ جنگلات پونچھ میں ملازم تھے۔ اپنے بھائی سردار نواب خان کے ساتھ اضلاع راولپنڈی و ہزارہ میں لکڑی کے ٹھیکہ وغیرہ کا کام کرتے ہیں۔

سردار محمد اکبر خان نے ۱۹۸۹ب کے خط میں تین ہزار روپیہ تحصیل باغ کے غربی علاقہ میں بطور تقاوی تقسیم کیا۔ اور تین سال کے بعد بغیر کسی منافع کے واپس لیا۔ آپ سرکل کمیٹی چمیاٹی کے سکریٹری رہے ہیں۔ اور ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم میں آپ نے جو بیش بہا خدمات انجام دی ہیں۔ ان کے صلہ میں آپ کو سرکار برطانیہ نے سندات کے علاوہ دو لنگیاں اور ایک گھڑی انعام میں دی ہے۔ آپ کے بھائی سردار نواب خان جاگیردار و گورنمنٹ کنٹرکٹر اسیسر ہیں اور اپنی مرنجان مرنج پالیسی سے ہر دلعزیز ہیں۔ سردار محمد اکبر خان کو بڑا صاحبزادہ خان محمد خان اے وی۔۔۔۔۔ مڈل سکول دھیر کوٹ اور سردار نواب خان کا صاحبزادہ محمد یونس خان گورنمنٹ ہائی سکول مظفر آباد میں زیر تعلیم ہے۔

سردار افضل داد خان یکم جیٹھ ۱۹۶۱ب مدد محرر پولیس کی حیثیت سے بھرتی ہوئے۔ اور ایک طویل ملازمت کے بعد کتک ۱۹۹۲ب مطابق اکتوبر ۱۹۳۵ء میں پنشن پر اپنے وطن آ گئے۔ سر راجہ بلدیو سنگھ اور وزراء ریاست اور اعلیٰ حکام پولیس سب نے آپ کے کارکن افسر ہونے کے اعتراف کیا ہے۔ شورش ۱۹۸۸ء میں آپ تحصیل سدھنتی کے صدر مقام پلندری میں تعینات تھے۔ جہاں آپ کے حسن تدبر سے بالکل امن رہا۔

سردار محمد اعظم خان محرر سارجنٹ پولیس او بابو غلام نبی خان متعلم بی اے کلاس پرنس آف ویلز کالج جموں۔ سردار سلمان خان مرحوم کے فرزند اور سردار فضل داد خان کے براد

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

زادے ہیں۔ سردار محمد عظم خان ملازم سرکار ہونے کے علاوہ اپنے علاقہ میں جاگیردار نمبردار اور انعام خوار بھی ہیں۔

بابو غلام نبی خان جو آپکے برادر خورد ہیں۔ اپنی برادری میں دوسرے نوجوان ہیں۔ جو امسال بی اے کی ڈگری کے لئے امتحان میں شامل ہونے والے ہیں۔

چمیائی۔ شاخ سردار دوست محمد خان۔ آپ ''تہور پناہ شجاعت دستگاہ'' سردار طالع خان کے فرزند سردار محمد خان (برادر سردار محمد شیر خان کے صاحبزادے تھے۔ آپ کے والد اور چچا سردار محمد شیر خان کو پانچ سو روپیہ سالانہ کی جاگیر کے علاوہ حکومت نے سراداری کا اعزاز بھی بخشا۔ جو اس خاندان کے لئے بطور احترام یوں تو مدت سے استعمال ہو رہا تھا۔ لیکن حکومت نے اس پر مہر تصدیق ثبت کر کے سرکاری خط کتابت میں بھی اس کا اجرا کر دیا۔

سردار دوست محمد خان کو خاندانی اعزاز و مناسب بھی حاصل تھے اور اپنی ذاتی خدمات سے انہوں نے ایک سو روپیہ کی مزید جاگیر بھی سرکار سے حاصل کی۔ آپ کے تین فرزند ہیں۔ سردار محمد اکرم خان، سردار محمد یوسف خان جاگیردار، سردار بہرام خان۔

سردار محمد اکرم خان پولیس میں ملازم ہو کر اپنی اعلیٰ قابلیت کی بدولت سپرنٹنڈنٹی کے درجہ تک پہنچے۔ کچھ عرصہ تک پونچھ میں ایک جج کی حیثیت سے بھی کام کرتے رہے۔ جنگ عظیم کے دوران میں آپ نے گورنمنٹ برطانیہ کی جو خدمات ادا کیں۔ ان کے صلہ میں آپ کو خانصاحب کا خطاب عطا ہوا۔

سر راجہ بلدیو سنگھ نے نہ صرف سرکاری خط کتابت میں آپ کے لئے ''خیر خواہ باصفا عالی جاہ'' کے بیش قیمت الفاظ ہی کا اضافہ فرمایا۔ بلکہ بزمانہ بندوبست آپ کو ۲۰ روپیہ بطور انعام اور پچپن گھماؤں اراضی بطور جاگیر مرحمت کی۔

راجہ سکھدیو سنگھ کے زمانہ میں آپ آنریری مجسٹریٹ بھی رہے ہیں۔ جب انجمن اسلامیہ پونچھ کے ابتدائی ایام تھے۔ اور راجہ بلدیو سنگھ اور ان کے وزراء وغیرہ انجمن کے سالانہ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

جلسوں میں شامل ہوا کرتے تھے۔ تو آپ اس انجمن کے صدر اعظم تھے۔

آپ کے چند اشعار نظر سے گذرے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ طبع موزوں رکھتے ہیں ایک فارسی نعت کے چار شعر ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

من بہ امید شفاعت بر درت اُفتادہ ام زانکہ پشتیباں اُمت چوں توئی روز جزا

این ہمہ عمر بہ بدکاری و بیکاری گذشت یک نظر فرما بحالم یا محمد مصطفےٰ

نامہ اعمال من در زشت کاری شد خراب یا ہیچ واُدو نیست اُجاجز نگاہِ کیمیا

از کرامت کن مکرم اکرمؔ مسکین را تا نیفتد ورپنچ (کشمیر) اور اندر بلا

علم تاریخ کے علاوہ آپ کو مذہبیات اور فن طابت سے بھی خاص دلچسپی ہے۔ علم وحکمت سے آپ کو جو دل بستگی ہے۔ اس کا کچھ اندازہ اس امر سے ہوسکتا ہے کہ آپ نے پنشن حاصل کرنے کے کئی سال بعد ۱۹۳۴ء میں میرٹھ کے پرنس ہومیوپیتھی کالج سے حکیم حاذق کا امتحان ایک تمغہ اور ڈپلومہ لے کر پاس کیا۔

آئینہ قریش آپ کی ایک مطبوعہ تصنیف ہے۔ جو آپ کے خاندانی اور پونچھ کی چند دیگر اقوام کے حالات میں سے پہلی کتاب ہے۔ اس کے علاوہ آپ کی اور کئی تصانیف حرمت سماع۔ صراط المواحدین، برہان القرآن، مجموعہ نظیمات عباسی وغیرہ زیر طبع ہیں۔

سردار محمد ایوب خان بی اے آپ کے اکلوتے صاحبزادے ہیں۔ جو اس وقت پونچھ میں سینئر جج ہیں۔ خانصاحب سردار محمد اکرم خان مسلمان تحصیل باغ کی واحد اسلامی انجمن اصلاح المسلمین کے پریذیڈنٹ ہیں۔

چھمیاٹی۔ شاخ سردار علی گوہر خان۔ آپ سردار محمد خان برادر سردار محمد شیر خان کے تیسرے فرزند تھے۔ جاگیردار اور نمبردار بھی تھے۔ رسالہ میں عرصہ تک ملازم رہے۔ آپ کے تین فرزند موجود ہیں۔ دولا ولد فوت ہو چکے ہیں۔ آپ کے نام کی جاگیر آپ کے فرزندان

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کے نام واگذار ہو چکی ہے۔ تینوں فرزندوں کے نام حسب ذیل ہیں۔(۱) سردار عبدل خان آپ جاگیردار ہیں۔ رسالہ میں ملازم بھی رہے ہیں اخلاق فاصلہ رکھتے ہیں۔ ان کا بڑا لڑکا محمد رزاق خان پولیس میں ملازم ہے اور چھوٹا لڑکا محمد اسحاق خان مڈل سکول دھیر کوٹ میں زیر تعلیم ہے۔(۲) سردار امیر اکبر خان جاگیردار ہیں۔ پولیس کے محکمہ میں سب انسپکٹر ہیں۔ اور آج کل تھانہ پلندری میں تعینات ہیں۔ افسران محکمہ اور پبلک اور ماتحت عملہ آپ کی کارکردگی اور آپ کے حسن سلوک کا معترف ہے۔ آپ کا فرزند کلاں محمد سلیم خان مڈل سکول دھیر کوٹ میں زیر تعلیم ہے۔ چھوٹے لڑکے کا نام محمد سرور خان ہے۔ سردار امیر اکبر خان نے پولیس کی ۳۱ سالہ سروس میں حکام اعلیٰ سے کئی مرتبہ سندات حاصل کی ہے۔ اپنی برادری میں بھی آپ کا اچھا اعتماد ورسوخ ہے۔(۳) سردار صفدل خان۔ جاگیردار زمانہ کے نشیب وفراز سے آگاہ اور خلیق ہیں۔ ان کے فرزند کا نام شریف احمد خان ہے۔

اولاد سردار اجو خان ڈھنڈ

موضع ہل سرنگ۔ اس گاؤں میں سردار جوگا خان، مقصود خان اور خضر خان اور بڈھا خان کی اولاد کی ونڈیں اور نمبرداریاں ہیں۔ ان کے علاوہ کوکا خان کی اولاد بھی یہاں آباد ہے۔

سردار جوگا خان کی پانچویں پشت سے سردار جمعدار خان ایک نامور شخص ہوا ہے۔ ڈوگرہ حکومت سے قبل ایک لڑائی میں بمقام ہرنا میرا آپ شہید ہو گئے۔ آپ کا مزار بھی اپنے گاؤں کے رقبہ ہل میں بمقام ٹوپہ واقع ہے۔ آپ کے حسب ذیل چار فرزند تھے۔ مغل خان، آدم خان، صوبہ خان، بہلو خان۔

اولاد سردار مغل خان مرحوم۔ بڑے بارعب اور قوی الجسہ تھے۔ سرکار سے جاگیر، نمبرداری اور سرداری کے اعزاز حاصل کئے۔ ان کے حسب ذیل چار فرزند تھے۔ عبداللہ خان

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سید خان، نادر خان علی بہادر خان۔

سردار عداللہ خان اپنے والد کی طرح جاگیردار اور نمبردار تھے بہ دوران بندوبست کئی غیر موروثی اسامیوں کی دیرینہ حق دار قرار دے کر موروثی بنوا دیا۔ سردار جواہر خان ومحمد اکبر خان آپ کے دو فرزند تھے جواہر خان نہایت دلیر شجاع، شکار کے شوقین اور لکڑی کے کرتب میں شہرہ آفاق ہیں۔ ان کے فرزندوں میں زبردست خان سربراہ نمبردار نہایت وجیہہ جوان ہے۔ مڈل تک تعلیم یافتہ ہے۔ جواہر خان کا بھائی محمد اکبر خان بھی بڑا وجیہہ جوان تھا۔ مگر لاولد انتقال کر گیا۔

سردار مغل خان کے دوسرے فرزند سردار سیدل خان غریبوں کے بڑے ہمدرد تھے۔ محمد زمان خان ومحمد روشن خان ان کے دو فرزند ہیں۔ محمد زمان خان۔ گورنمنٹ انگلشیہ کی فوج میں ملازم رہا ہے۔ اس کا ایک ہی فرزند محمد روشن خان ہے۔

سردار نادر خان جو سردار مغل خان کے تیسرے فرزند تھے۔ لاولد انتقال کر گئے۔

آپ کے چوتھے فرزند سردار علی بہادر خان کو بچپن ہی سے حصول علم اور مجلس مشائخ میں حصہ لینے کا شوق تھا۔ علوم عربی وفارسی میں خوب ماہر تھے۔ حضرت میاں فقیر اللہ قادری بکوٹی ؒ سے بیعت تھی ان کے متعلق یہ عام واقعہ مشہور ہے کہ جوانی ہی میں ان کی داڑھی دائیں طرف سے سفید ہوگئی۔ آپ کے پیر صاحب کے دعا برکت نے اس کو از سر نو سیاہ کردیا۔ بڑے نیک بخت اور صالح بزرگ تھے۔ ان کے ۲ فرزند ہیں۔ منشی علی اکبر خان ومحمد یعقوب خان۔ ان میں منشی علی اکبر خان عرصہ اٹھارہ سال سے محکمہ تعلیم میں ملازم ہیں۔ درس تدریس آپ کا شغل ہے۔ آپ کے کئی شاگرد اس وقت انگریزی تعلیم پا کر ملک کا نام روشن کر رہے ہیں۔ اپنی قوم کے ماضی، حال اور مستقبل پر گہری نظر رکھتے ہیں۔ ہل سرنگ کے ان بچوں کے لئے جو یقیناً تھوڑے دنوں کے بعد ''آج کے بچے کل کے باپ'' کا

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

مصداق ثابت ہونگے۔ آپ کی ذات درحقیقت چشمہ فیض ہے۔ آپ کا بڑا لڑکا عبدالقیوم خان مڈل سکول دھیرکوٹ میں زیرِ تعلیم ہے۔ آپ کا چھوٹا بھائی محمد یعقوب خان شجیع دوجیہہ جوان ہے اور گتنگہ کے فن میں خوب ماہر ہے۔ سردار بہولو خان کا فرزند سمندر علی خان لاولد فوت ہو گیا ہے۔

سردار جوگا خان کی ساتویں پشت میں سردار باڑ خان پنچوترہ خوار رہے ہیں۔ ان کے تین فرزندان زبردست خان، جمال خان، و فضل داد خان ہیں۔ زبردست کنٹریکٹر ہے اور لکھا پڑھا تواریخی معاملات سے دلچسپی رکھتا ہے۔

سردار مقصود خان کی ساتویں پشت مس سردار سکندر خان کے چار فرزندان میں سے رنگ خان پنچوترہ خوار اور بوستان خان ملازم گورنمنٹ رہا ہے۔ لکھا پڑھا اور شائستہ آدمی ہے۔

سردار خضر خان سکندر خان کی اولاد سے کھیوا خان کے چار فرزندوں میں متولی خان و ہیبت خان مشہور تھے۔ مجتا خان بن متولی خان کے دو فرزند کالا خان و سمندر خان ہے ہیبت خان کا فرزند نصرا خان ہے۔ اور اس کا فرزند سکندر خان ہے۔ اسی شاخ سے سردار نور خان کے دو فرزند گوہر علی خان و سید باز خان ہوئے ہیں۔ گوہر علی خانکے دو فرزند محمد زمان خان و علی خان ہیں سید باز خان کا فرزند سلیمان خان ہے۔

سردار شاہولی خان ڈوگرہ حکومت کے تسلط کے وقت اپنی برادری اور علاقہ میں خاص اثرورسوخ کے مالک تھے۔ ہل سرنگ کا چوتھا حصہ آپ ہی کی ملکیت میں تھا۔ آپ کے فرزندوں میں عبداللہ خان علوم عربی و فارسی پر خاص دسترس رکھتے تھے۔ آپ کے چار فرزند حسب ذیل ہیں۔ (۱) منشی تہور خان انسپکٹر کسٹم کشمیر افسوس ہے۔ حال ہی میں آپ کا اکلوتا فرزند اکبر حسین جو میٹرک میں تعلیم پاتا تھا انتقال کر گیا ہے۔ (۲) منشی منور خان، نئی روشن اور فلسفیانہ خیالات کے آدمی ہیں۔ اسلامی تعلیم کے علاوہ ہندو مذہب کی تعلیم سے بھی اچھی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

واقفیت رکھتے ہیں۔ آپ کے چار فرزند حسب ذیل ہیں۔ منشی ظفر حسین، محمد اشرف صابر حسین، محمد اکبر، آخرالذکر تینوں پرزیر تعلیم ہیں (۳) منشی سلیمان خان، صوبہ برادرکن میں ٹھیکہ داری کا کام کرتے ہیں۔ مولوی عبداللہ خان کے چوتھے فرزند کا نام علی اکبر خان ہے۔

موضع سنگرڑ۔ سردار فضل خان سنگرڑ کی ڈھونڈ قوم کے مورث اعلیٰ ہیں۔ ان کی ابتدائی سکونت بٹھارہ میں تھی۔ وہاں سے سنگرڑ آئے اور اس کو آباد کر کے بڑی رونق دی۔ ان کے چار فرزندوں میں سردار الہہ یار خان صاحب اولاد تھے سردار قمرو خان ان ہی کا چوتھا فرزند تھا۔

اولاد سردار قمرو خان مرحوم۔ ان کے چار فرزند تھے۔ سردار زمان خان، مدا خان، احمد خان، مجتا خان، ان میں سردار زمان خان کے چار فرزندوں میں دو لاولد گذر گئے۔ باقی دو سردار زبردست خان و سردار ہیبت خان صاحب اولاد تھے۔ یہ دونوں اپنے والد کی طرح جاگیردار و نمبردار تھے۔ سردار زبردست خان کے فرزند کا نام سردار صفدل خان ہے۔ وہ نمبردار ہیں۔ اور ان کے پاس اعلیٰ کارکردگی کی سندات بھی ہیں۔ پنچایت کمیٹی کے ممبر بھی رہے ہیں۔ آپ کے فرزند کا نام محمد عارف خان ہے۔ سردار ہیبت خان بھی اپنے زمانہ میں مشہور شخصیت کے مالک تھے۔ ان کے فرزندان سردار داتو خان و نواب خان دونوں لکھے پڑھے اور پنچوترہ خوار ہیں۔

سردار مدا خان کے دو فرزند تھے۔ حبیب خان و سکندر خان، سردار حبیب خان کے چار فرزند حسب ذیل ہیں۔ فیروز الدین خان، محمد ایوب خان، محمد امین خان، محمد حیات خان، سب بھائی اپنی ونڈ کی برادری میں باعزت اور باررسوخ ہیں۔ آخرالذکر تینوں تعلیم یافتہ ہیں۔ اور دوران جنگ میں سرکار کو ہر قسم کی مدد دیتے رہے ہیں جن کی سندات بھی ان کے پاس ہیں۔ سردار محمد امین خان کے دو فرزند حسب ذیل ہیں۔ محمد عارف خان و وحید خان۔ سردار سکندر خان کے فرزند کا نام محمد عجب خان ہے جو اعلیٰ ونڈدار ہیں۔ سردار مجتا

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

خان کے فرزند کا نام حیدر خان اور پوتے کا نام محمد اسلم خان ہے۔

سردار احمد خان کے تین فرزندوں میں منصر علی خان لاولد فوت ہو چکا ہے۔ سردار صاحب خان وسردار دادن خان صاحب اولاد ہیں۔ اول الذکر کے فرزند کا نام جلال خان اور ثانی الذکر کے فرزند کا نام محمد امیر خان ہے۔

اولاد سردار شرفو خان مرحوم۔ آپ کے دو فرزند تھے۔ شاہ محمد خان و بیرو خان، ان میں شاہ محمد خان کے پانچ فرزندوں میں سردار عطا محمد خان بڑا خوش قسمت گذرا ہے۔ جس کے ایک فرزند بنام منشی بہادر خان محکمہ کسٹم پونچھ میں انسپکٹری کے معزز عہدے پر ہیں۔ اور اپنی برادری میں قابل قدر ہستی تصور کئے جا رہے ہیں۔

سردار شاہ محمد خان کے بھائی بیرو خان کے فرزند کا نام محمد باز خان ہے۔ اس کے دو فرزند بنام عنایت اللہ خان و داتو خان ہیں۔

اولاد سردار فتح شیر خان۔ آپ کے پانچ فرزندوں میں محمد علی خان برادری میں ایک سرکردہ شخص گذرا ہے۔ اس کے تیسرے فرزند شیر دل خان کے دو فرزند ہیں۔ نواب خان و علی مان خان، دونوں بھائی نیک مزاج اور محنتی ہیں۔ علی مان خان تعلیم یافتہ ہے۔

مشاہیر ڈھونڈ عباسی قریشی موضع بنگوئیں۔ نکودر خان کا فرزند چنجو خان چمیاٹی سے بنگوئیں چلا آیا۔ بنگوئیں کے ڈھونڈ خاندانوں میں یہ روایت مشہور چلی آتی ہے۔ کہ جنڈ کی لکڑی کا ایک ستون جو چنجو خان کے مکان میں تھا۔ اب تک سردار محمد شیر خان مرحوم کے محفل خانہ واقعہ چمیاٹی میں موجود ہے۔ چنجو خان کے چار بیٹے تھے۔ مانک خان، مرزا خان، حسن خان، جیوا خان، مرزا خان کی دسویں پشت میں سردار فتح شیر خان ابتدائے بندوبست میں جاگیردار نمبردار تھے۔ ان کے فرزندان سردار نور عالم خان پنشنر وسردار علی گوہر خان پنشنر اب تک موجود ہیں۔ اور سردار نواب علی خان وسردار صحبت خان بھی فوجی ملازم تھے فوت

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہو چکے ہیں۔ان میں نواب علی خان کا بیٹا لائنس نائیک سلیمان خان پنشن پر ہے۔سردار نور علم خان ۱۹۱۴ء کی جنگ عظیم میں شامل تھے۔ بصرہ۔ گرنا۔ ناصریہ وغیرہ کئی مقامات پر شریک جنگ رہے۔کوتالعمارہ کے محاصرہ میں زخمی ہو گئے۔ تین زخم بائیں ران پر اور ایک شدید زخم داہنی کلائی میں لگا۔ جس سے ہڈی ٹوٹ گئی۔لیکن آپ نے رائفل کو پھر بھی ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ بلکہ اسے بائیں ہاتھ میں لے لیا۔لیکن آپ کی ان بہادرانہ خدمات کے صلہ میں آپ کو پانچ سروس میڈل اور بہادری کے کئی انعامات کے علاوہ اڑھائی سو روپیہ جنگی انعام بھی ملا۔اس وقت آپ گیارہ روپے پنشن لے رہے ہیں۔

منشی محمد عالم خان بعمر ۲۳ سال آپ کے نوجوان تعلیم یافتہ صاحبزادہ ہیں آپ پولیس میں براہ راست سارجنٹ منظور ہو چکے تھے۔لیکن تقرری کے انتظار کی تکالیف سے بچنے کے لئے آپ نے محکمہ تعلیم کی ملازمت کر لی۔مگر اس میں دل نہ لگا۔جب آپ کے والد کی فوجی خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ برطانیہ نے آپ کو پندرہ روپے ماہوار کا فوجی وظیفہ عطا کیا۔تو آپ ۲۴ نومبر ۱۹۳۲ء کو فوج میں بھرتی ہو گئے دس ماہ کے کورس کے بعد آپ کی خدمات بٹالین ۳/۱ پنجاب رجمنٹ لکھنو میں منتقل کر دی گئیں۔ جو آج کل بمبئی میں ہے اور جہاں آپ کے باپ اور چچا سردار علی گوہر خان[1] سولہ سال تک خدمات انجام دیتے رہے ہیں۔آپ نے اپنے وطن میں ایک جمعیت بھی رسومات قبیحہ کے انسداد کے لئے قائم کی تھی۔ جو آپ کی ملازمت کی وجہ سے اب مفقود ہے آپ اپنی قوم کی ایک تاریخ بھی بنام سراج القریشن لکھ رہے ہیں۔ آپ نہایت اچھے مقرر ہیں۔اور جو امور قوموں کی تباہی و ویرانی اور سرسبزی و ترقی کا باعث ہوتے ہیں۔ان کا آپ کو پورا احساس ہے۔آپکے دو بھائی فتح عالم خان فیض عالم خان بنگوئیں میں اپنے زرعی کاروبار میں مصروف ہیں۔

[1] آپ بھی میدان جنگ میں زخمی ہونے کی وجہ سے پنشن یاب ہوئے تھے۔آپکو بھی انعام وغیرہ ملے تھے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

مرزا خان بن پنجو خان کی وولاد سے سردار فتح خان بن یارو خان ایک نامور شخص گذار ہے۔ سردار جیون علی خان پنشنر ان ہی کی اولاد سے ہیں۔ ان کے دو بیٹے سرکاری ملازمت کے دوران ہی میں انتقال کر گئے۔ اور امیر علی خان، محمد زمان خان، محمد افضل خان، علی شیر خان اور محمد خان بھی فوج ہی کی ملازمت کرتے رہے ہیں۔

حسن خان کی اولاد سے سردار سلطان محمد خان بن کوڑا خان اور ان کے بعد سردار محمد شیر خان صاحب اثر ہستی گذرے ہیں۔ اسی شاخ میں سردار فضل خان (بن) وزیر محمد خان کے فرزندان شیر عالم خان، محشار خان، شیر احمد خان اور سکندر خان اب تک فوج میں ملازم ہیں۔

اسی شاخ سے گلاب محمد خان بن جمعہ خان کی اولاد سے کیموں خان المعروف فیروز خان فوجی پنشنر اور ان کے برادران گل حسین خان وشیادم خان اور عبدالرحمان خان وعبدالکریم خان پسران ہاشم علی خان بھی فوج میں ملازم ہیں۔

جیوا خان کی اولاد سے سردار امام دین خان ایک بڑے بزرگ گذرے ہیں۔ ہندو مسلمان اب تک ان کے نام کا احترام کرتے ہیں۔ اسی شاخ سے نور دین خان کے فرزند علی شیر خان فوج میں ملازم ہیں۔

بنگوئیں کے ڈھونڈ خاندان ہی سے ایک شاخ لشکری خان بن الیس خان بن خوشخالی خان بن موریئی خان پکھلی ضلع ہزارہ میں گئی ہے۔ اس شاخ کے فقیر محمد خان ومنگا خان کی اولاد وہاں موجود ہے۔

کہاں جاتا ہے کہ بنگوئیں کے ڈھونڈ خاندانوں میں ساٹھ فی صدی سے زیادہ فوجی ملازم ہیں۔ اور بالعموم سب کے سب خواندہ ہیں۔ میجر ولسن اپنی تحریر میں فرماتے ہیں کہ قوم ڈھونڈ کھیتی باڑی زیادہ کرتی ہے۔ اس لئے کثرت ورزش کے باعث مضبوط اور جنگجو ہے۔

بنگوئیں میں ڈھونڈ خاندان کے قریباً ساٹھ گھر آباد ہیں جن کے نفوس کی تعداد

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اڑھائی سو کے قریب ہے۔ سب زراعت پیشہ اور خوشحال ہیں۔ اپنی حکومت کے ہمدرد اور فوجی ملازمت کے شائق ہیں۔

خاندان ڈھونڈ عباسی قریشی چمنکوٹ ۔ سرزمین چمنکوٹ کو قوم ڈھونڈ کے مورث اعلیٰ حضرت چند خان و رتن خان کے مزارات کے باعث خاص وقعت و مرکزیت حاصل ہے۔ ان ہی دونوں کی اولاد سے علاقہ انگیریزی پونچھ اور کشمیر وغیرہ میں ہزارہا کی تعداد میں افراد قوم موجود ہیں۔

چمنکوٹ چند خان کے نام پر ہی آباد ہے۔ اصل نام چند کوٹ تھا۔ لیکن رفتہ رفتہ چند کوٹ سے چمن کوٹ مشہور ہوگیا۔ آپ کی چودھویں پشت میں بزمانہ راجہ موتی سنگھ سردار منگی خان ایک نامور اور معروف ہستی گزری ہے جن کو حکومت کی طرف سے عزت آثار سردار وغیرہ معزز القاب سے مخاطب کیا جاتا تھا۔

حکومت کی خیر خواہی اور وفاداری کے صلہ میں آپ کو ایک جاگیر ۱۹۱۷ء اور دوسری ۱۹۲۶ء میں ملی۔ اور ۱۹۴۵ء میں سرکار نے آپ کو سردار کا خطاب عطا کر کے مزید اعزاز بخشا۔ آپ اپنے علاقہ کے رئیس اعلیٰ زمیندار اور چار مواضعات کے نمبردار تھے۔ ۱۹۶۲ء میں آپ بعمر یک صد سال رحلت فرماگئے۔ چار فرزند آپ کی یادگار ہیں۔ سردار دوست محمد خان، سردار سکندر خان سردار عبدالخان، مولوی عطااللہ خان۔

سردار دوست محمد خان کے فرزند سردار حبیب اللہ خان عابد و زاہد ہونے کے علاوہ جاگیردار نمبردار اور ممبر پنچایت کمیٹی تھے۔ ان کے حسب ذیل پانچ فرزند ہیں۔ محمد اکبر خان جو نمبردار ہے۔ ہدایت اللہ خان، جواہر خان، عبداللہ خان، میرا کبر خان۔

سردار سکندر خان جاگیردار اور نمبردار ہونے کی وجہ ہی سے نہیں بلکہ اپنے اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے بھی ایک بارسوخ ہستی ہیں۔ جنگ عظیم یوروپ کی خدمات کے صلہ میں صاحب

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سپیشل اسسٹنٹ ریذیڈنٹ اور راجہ صاحب پونچھ نے خوشنود دیئے مزاج کے سٹوفکیٹ عطا کیئے۔ سردار کا خطاب ملا۔ آپ کے چار فرزند حسب ذیل ہیں۔ محمد حیات خان، محمد فیاض خان، محمد صادق خان، محمد حیات خان، محمد فیاض خان، محمد صادق خان، محمد حیات خان نے جنگ عظیم کے دوران میں گورنمنٹ انگلشیہ کی ملازمت بھی کی ہے۔ اور منشی محمد فیاض خان کنٹریکٹر ہیں۔

سردار منگی خان کے تیسرے صاحبزادے سردار عبدالخان رئیس جاگیردار۔ نمبردار اور اعلیٰ زمیندار ہیں۔ سرداری کا خطاب آپ کو بھی حاصل ہے۔ عدالت سشن کے اسیسر بھی ہیں۔ جنگ عظیم یوروپ کی بہترین خدمات کے صلہ میں سپیشل اسسٹنٹ ریذیڈنٹ اور سر راجہ بلدیو سنگھ نے سندات عطا کیں۔ تحریک کشمیر کے دوران میں جبکہ حکومت کشمیر اور رعایائے پونچھ کے تعلقات پر ناخوشگوار اثر پڑنے کا قومی اندیشہ تھا۔ آپ نے انتہائی اثر رسوخ اور تدبر سے کام لے کر داعی اور رعایا کے درمیان خوشگوار فضا قائم کر کے اپنی قدیم خاندانی روایات کو قائم رکھا۔ آپ کے چار فرزندوں میں محمد سعید خان ہونہار ذہین اور زیر تعلیم ہے۔

سردار منگی خان کے چوتھے صاحبزادے مولوی عطا اللہ خان علوم عربی و فارسی میں کامل دستگاہ رکھنے کے علاوہ جاگیردار اور اعلیٰ زمیندار ہیں۔ اصلاح معاشرت اور مسئلہ تعلیم سے آپ کو بے حد دلچسپی ہے۔ آپ نے اپنے اجداد چند خان ورتن خان کے مزارات بلکہ ان کے وسیع رقبہ قبرستان کے گرد حضرت چند خان کی اولاد کی معاونت سے ایک پختہ چار دیواری تعمیر کرائی ہے۔ سردار منگی خان کی اولاد بالخصوص مولوی عطا اللہ خان اپنے مورث اعلیٰ کی اس مبارک یادگار اور سجادگی پر جس قدر فخر کریں بجا ہے۔ مولوی عطا اللہ خان چمن کوٹ جیسے مرکزی مقام پر جو تمام ڈھونڈ عباسیوں کے نزدیک بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے اپنے بزرگوں

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کی ایک معنوی یادگار مسجد جامع اور تعلیمی درس گاہ کی تجدید و تعمیر کی صورت میں قائم کرنے کا ارادہ بھی رکھتے ہیں۔آپ کے دو فرزند محمد معظم خان و محمد مجید خان زیر تعلیم ہیں۔

چمن کوٹ کی ڈھونڈ برادری میں سے حیات اللہ خان، علیا خان و شیر احمد خان پسران بہادر خان کشمیر کے موضع راج پٹھ میں جا کر آباد ہو گئے ہیں۔ان کی اولاد اب وہیں موجود ہے۔

اولاد حیات بخش خان مرحوم۔آپ جمعہ خان کی آٹھویں پشت میں تھے ان کے چار فرزندوں میں سے محمد اکبر خان کے حسب ذیل تین فرزند ہیں۔رحیم داد خان، عبدالعزیز خان و محمد امین خان، عبدالعزیز خان اپنے نام کے لحاظ سے ہر دلعزیز اور لکھا پڑھا ہے۔

اولاد نور باز خان مرحوم۔آپ کے پانچ فرزندوں میں شیر باز خان پابند صوم وصلوٰۃ اور صاحب حیثیت آدمی ہے۔اس کے دو فرزند ہیں۔سلیمان خان و محمد ریاض خان۔سلیمان خان خواندہ اور شائستہ طبیعت رکھتا ہے۔

اولاد سمندر علی خان ڈھونڈ موضع جگلڑی۔ڈوگر حکومت کے اوائل عہد میں بیر خان ڈھونڈ موضع ناڑا کوٹ سے جگ لڑی آ کر آباد ہو گیا۔اس کا فرزند ناظر علی خان اور ناظر علی خان کا سمندر علی خان تھا۔سمندر علی خان کے دو فرزند موجود ہیں۔محمد اکبر خان و فیروز خان۔آخر الذکر جزائر انڈمان میں اپنا کاروبار کرتا ہے۔

جسکمب ڈھونڈ

آئینہ قریش کے حوالہ سے قبل ازیں لکھا جا چکا ہے۔کہ ڈھونڈ خان حضرت عباس عم رسول کریمؐ کی اولاد سے تھا۔آنحضرتؐ کے والد سیدنا عبداللہ اور حضرت عباس اور حضرت حمزہ اور ابو طالب (حضرت علی) کے والد سب آپس میں بھائی اور عبدالمطلب بن ہاشم کے فرزند تھے۔حضرت عباس اٹھاسی سال کی عمر میں ۳۲ھ میں وفات پا گئے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ڈھونڈ خان کے فرزند کا نام جسکمب خان تھا۔ جو زبانوں پر نہ چڑھنے اور الفاظ کے تغیر و تبدیل کی وجہ سے جس خان یا جسکم خان مشہور ہو گیا۔ جو ضراب خان سے دسویں اور حضرت عباس سے بائیسویں پشت میں بیان کیا جاتا ہے۔

ڈھونڈ خان کے اقتدار کی وجہ سے اس کی تمام قوم ڈھونڈ ہی کے نام سے موسوم ہے لیکن اس کا بیٹا جسکمب خان بھی باپ سے کچھ کم مشہور نہ تھا۔ اس کے چار فرزند تھے۔ گلاب خان، بچوں خان، بیرو خان، سہو خان، گلاب خان کی اولاد کھوٹہ سے جو اس زمانہ میں اس قوم کا مسکن تھا۔ پونچھ (تحصیل باغ) اور کوہ مری کے علاوہ میں چلی گئی اور اپنے بزرگ ڈھونڈ ہی کے نام سے مشہور رہی۔ سرداران چمیاٹی و چمن کوٹ وغیرہ سب گلاب خان ہی کی نسل سے ہیں۔ ڈھونڈ قوم کا ایک حصہ جسکمب کے نام سے کس طرح مشہور ہو گیا اس کی کچھ کیفیت سطور ذیل سے معلوم ہو سکے گی۔ ۱۸۳۷ء میں مہاراجہ گلاب سنگھ نے ڈھونڈ قوم کے اتفاق واتحاد کو توڑنے کے لئے ان کے بعض رئیسوں سے کچھ وعدے وعید کیئے اور کئی ایک کو نقد رقومات دے کر اپنی طرف کر لیا۔ اور اس طریق سے جب ڈھونڈ قوم کے رئیسوں کو ایک دوسرے پر اعتبار نہ رہا۔ بلکہ ہم ایک دوسرے کے مخالف ہو گئے تو مہاراجہ گلاب سنگھ نے ان کی تباہی و بربادی کے لئے جو تجاویز سوچ رکھی تھیں۔ ان کو جامہ عمل پہنانا شروع کیا۔ چنانچہ ان کی زراعتیں تباہ کر دیں۔ ان کے دیہات پھونک دیئے ان کے مردوں عورتوں اور بچوں کو لقمہ اجل بنا دیا۔ سر لیبل گریفن اپنی کتاب پنجاب چیفس (ترجمہ) کے صفحہ ۶۰۹ و ۶۱۰ پر لکھتے ہیں۔ کہ گو ممکن ہے کسی قدر مبالغہ ہی ہو۔ تاہم مشہور یہ ہے کہ اس کوہستانی مہم میں بارہ ہزار ڈھونڈ جان سے مارے گئے۔" جو لوگ اس تشدد سے بچ رہے۔ ان میں سے کچھ قحط کی نذر ہو گئے۔ کچھ بھاگ گئے۔ لیکن ایک کثیر تعداد تباہ ہونے کے باوجود کھوٹہ کی سکونت ترک نہ کر سکی۔ کوہ مری کی شورش بزمانہ عہد انگلشیہ اور مہاراجہ گلاب سنگھ کی ناراضگی کی وجہ سے ڈھونڈ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

قوم اس زمانہ میں معتوب سمجھی جاتی تھی اس لئے ڈھونڈ قوم کے کہوٹہ والے قبائل نے ڈھونڈ کا نام ترک کر کے اس کے بیٹے جس خان کے نام پر اپنے آپ کو جسکمب یا جسکم کہنا شروع کیا۔ چنانچہ اس سے اب تک وہ اسی نام سے مشہور ہیں۔

جس خان یا جسکمب چونکہ ڈھونڈ ہی کا بیٹا تھا۔ جس کے نام پر کہوٹہ کی ڈھونڈ قوم کے بچے کھچے حصہ نے پناہ لی تھی۔ اس لئے دراصل ڈھونڈ اور جسکمب ایک ہی قوم کا نام ہے اور سرداران چمیاٹی[1] تحصیل باغ نے بھی ایک تحریر کی رو سے جو راقم کی نظر سے گزر چکی ہے۔ اس بات کی تصدیق کی ہے۔ کہ جس خان المعروف جسکمب خان ہمارے اجداد سے تھے۔ اور جسکم یا جسکمب ہمارے عباسی بھائی ہیں اور ان کا شجرہ ہمارے ساتھ ملتا ہے۔ سرداران چمیاٹی کے ان الفاظ کی تصدیق آئینہ قریش کے مندرجہ شجرہ سے بھی ہوتی ہے جہاں گلاب خان بن جس خان بن ڈھونڈ خان کا ذکر آتا ہے۔

گلاب خان کے باقی تینوں بھائیوں کی اولاد سے کچھ لوگ انقلاب زمانہ کی بدولت کہوٹہ کے مواضعات نڑ اور سرٹھا اور نکل کر اور کچھمن پتن کے رستے دریا عبور کر کے سدہنتی کی تحصیل میں چلے آئے۔ اس وقت یہ لوگ جو جسکم یا جسکمب ڈھونڈ کہلاتے ہیں۔ گل کوٹ اور چھلاؤ میں آباد ہیں۔ ان میں حولدار سید محمد خان کے گھرانہ کے علاوہ باقی تمام جسکمب گلاب خان کے بیٹے بھڈ د خان کی اولاد سے ہیں۔

جسکم ڈھونڈ قوم کے لوگوں کی تعداد پچاس گھر سے زیادہ نہیں ہے۔ سب زراعت پیشہ ہیں اور ان میں پنشنر جمعدار دین محمد خان وسجاول خان نمبردار ہیں۔ فوج میں ان کی کافی تعداد ہے عام سپاہیوں کے علاوہ اس وقت ۶ حوالدار ہیں۔ اور ایک جمعدار ہے۔ تعلیم اس

[1] نام حسب ذیل ہیں۔ خان صاحب سردار محمد اکرم خان رئیس چمیاٹی و پریذیڈنٹ انجمن اصلاح المسلمین، سردار محمد اکبر خان جاگیردار و سکریٹری اصلاح المسلمین، سردار محمد یوسف خان جاگیردار، سلطان محمد خان جاگیردار، پہلوان خان ولد سردار فیض طلب خان جاگیردار نمبردار۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

قوم میں بہت کم ہے۔ اس وقت تک ان میں ایک بھی انٹرنس پاس نہیں ہے۔ اپنی برادری کے علاوہ سدھن اور ستی اقوام سے ان کی رشتہ داری ہوتی ہیں۔ جمعدار دین محمد خان حوالدار سید محمد خان اور حوالدار شیر محمد خان ان میں قابل ذکر ہستیاں ہیں۔ جمعدار دین محمد خان ۱۹۰۶ء میں پلٹن ۸۴ میں بھرتی ہوئے۔ ۱۹۱۴ء میں جب جنگ عظیم شروع ہوگئی۔ تو پلٹن ۱۰۲ گرینڈرس میں تبدیل ہو کر جنگ میں شامل ہوگئے۔ اور اپنی غیر معمولی شجاعت کی بدولت لانس نائیک ہو کر وائس رائے کا سٹیفکیٹ اور جمعداری کا منصب حاصل کیا۔ اب پلٹن ۱۸ سے پنشن پر آگئے ہیں۔ حکومت پونچھ نے بصلہ فوجی خدمات نمبردار بنا دیا ہے۔ حوالدار سید محمد خان کی ملازمت ۱۹۱۴ء میں ۶۷ پلٹن سے شروع ہوتی ہے۔ جنگ میں دو دفعہ زخمی ہوئے اور ایک رفل سلینڈر کے علاوہ سات تمغے آپ نے حاصل کئے حوالدار ہونے کے بعد ۱۹۳۲ء میں پنشن پر آگئے۔ حوالدار محمد شیر خان سکنہ گل کوٹ ۱۹۲۰ء میں ۱۰۲ گرینیڈئر میں بھرتی ہوئے۔ مہم وزیرستان ۱۹۲۱ء ۱۹۲۳ء کی خدمات کے صلہ میں ایک تمغہ معہ کڑی حاصل کیا۔ ۱۹۱۴ء میں لانس نائیک ہوئے۔ ۱۹۲۷ء میں ایجوکیشنل اور ۱۹۳۲ء میں انڈین ملٹری سروے کلاس کا سٹیفکیٹ حاصل کیا۔ اسی سال نائیک اور ۱۹۳۴ء میں حوالدار ہوگئے اس وقت آپ ایک بٹالین ۹/۱۴ رجمنٹ میں ہیں۔ جمعدار دین محمد خان پنشنر آپ کے چچا ہیں۔

موضع چھلاڑ میں لعل خان و بوستان خان ولد بیلیا خان جسکمب ڈھونڈ قوم کے قابل ذکر افراد بتائے جاتے ہیں۔ تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی کے جسم ڈھونڈ برطانوی فوج میں بھرتی ہو کر اپنی قوم کا نام خوب روشن کر رہے ہیں۔ ان میں صوبیدار میجر فقیر خان سکنہ سلامبٹر صوبیدار کریم داد خان سکنہ کھوئین۔ ذیلدار الٰہ دتہ خان سکنہ سرتھا۔ صوبیدار حشمت علی خان آنریری مجسٹریٹ مرحوم سکنہ باڑہ، نعام خوار جلال خانخلف صوبیدار حشمت علی خان مرحوم۔ جمعدار ٹھتا خان سکنہ سرتھا خان جمعدار کرم خان سکنہ سوڑ خاص طور پر مشہور ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

فصل ہفتم

ملدیال

ملدیال قوم کی وجہ تسمیہ کے متعلق کئی روایات مشہور ہیں۔ لیکن ایک روایت جو نہایت دلچسپ نہایت پرلطف اور نہایت گمراہ کن بلکہ نہایت لغو ہے۔ پونچھ کے ایک ''مصنف'' نے اپنی کتاب۔ بحرالجہان میں لکھی ہے۔ اس کا ذکر گو دیباچہ میں کر دیا گیا ہے۔ لیکن ''قند مکرر'' کے خیال سے یہاں بھی درج کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔

مصنف۔ بحرالجہان[1] لکھتے ہیں۔ ''شہزادہ محمد شجاع بن شاہجہاں ۱۶۵۸ء میں بموں سے بھدرواہ و کشتواڑ آئے۔ اور وہاں سے پونچھ پہنچے۔ ان کے نانا یعنی ان کی والدہ کے باپ کا نام راجہ ملدیو تھا۔ اس لئے ان کی اولاد ان کے نانا کے نام پر ملدیو سے ملدیال مشہور ہوگئی۔''

کتاب کے دیباچہ میں۔ بحرالجہان کے اس عجیب وغریب بیان کی کافی طور پر تردید کرتے ہوئے بیان کیا گیا ہے کہ شہزادہ شجاع کی عمر کے آخری ایام بنگال ہی میں گذرے۔ اور لگ زیب کے خوف سے وہ بنگالہ سے بھاگ کر اراکان آسام کی طرف چلا گیا۔ جہاں راجہ آسام نے اس کو اور اس کے بیوی بچوں کو دریا میں غرق کرا دیا۔ یہ واقعہ ۱۶۶۰ء کا ہے۔

[1] کتاب کا نام بھی مصنف کے معلومات کی طرح اپنے اندر بہت سی دلچسپیاں رکھتا ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

غنیمت ہے کہ خود ملدیال قوم بھی اس روایت کو صحیح تسلیم نہیں کرتی۔ اس قوم کا بیان ہے کہ ان کے ایک بزرگ مرزا مولود بیگ یا مولود خان جہانگیر کے عہد میں کشمیر میں متمکن تھے۔ اس زمانہ میں گو کشمیر مملکت مغلیہ کا ایک صوبہ تھا لیکن چک قوم جس سے مغل قوم نے کشمیر کی حکومت چھین لی تھی۔ اور مغل حکومت کے قائم مقاموں میں چپقلش برابر جاری تھی اور ہر چند کہ اکبر نے ان ہی فسادات کی وجہ سے ناراض ہو کر اہل کشمیر کی بھرتی اپنی فوجوں میں بند کر دی تھی تاہم کشمیریوں کو اپنی حکومت کے چھن جانے کا جو صدمہ تھا۔ اس کا ظہور کشمیر کے اکثر مقامات میں ان کی آئے دن کی شورشوں کی وجہ سے ہوتا رہتا تھا۔

ملدیال قوم کی روایات کے مطابق مرزا مولود بیگ کشمیر میں ایک اچھی پوزیشن کے مالک تھے ان کی ذاتی شرافت وسخاوت اور ان کے حسن اتفاق نے ان کو اپنے قرب جوار میں ہر دلعزیز بنا رکھا تھا۔ خصوصاً قوم ماگرے سے ان کے تعلقات بہت شگفتہ تھے۔ لیکن وہ کشیدگی و بیگانگت جو ابتداء میں فاتح اور مفتوح اور حاکم اور محکوم قوم میں قدرتاً ہوا کرتی ہے۔ اس ہر دلعزیزی کے باوجود موجود تھی۔ چنانچہ باہمی خانہ جنگیوں اور شورشوں کا اثر مرزا مولود بیگ جیسے امن پسند اور ہر دلعزیز شخص پر بھی پڑا۔ اور وہ روز روز کے اس فتنہ فساد اور خون خرابہ سے تنگ آ کر بہرام گلہ کے رستے پونچھ آ گئے۔ ماگرے قوم کے اکثر اشخاص نے جوان کے حسن سلوک کے مداح اور ان کی نیکیوں کے معترف اور ان کی سخاوتوں اور فیاضیوں کے احسان مند تھے۔ ان کا ساتھ دیا۔

اس زمانہ میں پونچھ میں کشمیر ہی کے ماتحت اور صوبہ کشمیر ہی کا ایک جزو تھا اور ہر چند کہ پونچھ کا ایک حکمران بھی نامزد ہوا کرتا تھا۔ لیکن مفصلات کی حالت پونچھ سے بالکل جدا تھی۔ دو دو چار چار گاؤں کا ایک سردار ہوتا تھا۔ اور وہ سردار اپنے آپ کو ان چند دیہاتوں کا راجہ سمجھا کرتا تھا۔ اور بعض اوقات ملحقہ دیہات کے سرداروں سے اس کی لڑائیں بھی ہوا کرتی تھیں۔ اس زمانہ کو پونچھ میں ''آپ راجی'' زمانہ کہتے ہیں۔ چنانچہ جب مرزا مولود

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

بیگ ماگرے قوم کی جمعیت اور اپنے چند آدمیوں کے ساتھ حدود پونچھ میں داخل ہوا۔ تو اس کو چھوٹے چھوٹے سرداروں سے لڑائیاں لڑنی پڑیں۔ آخر دو چار چھوٹی چھوٹی لڑائیوں کے بعد اس نے اپنا اقتدار قائم کرلیا۔ ماگرے قوم نے جس کی شجاعانہ کارروائیوں سے تاریخ کشمیر کے صفحات بھر ہوئے ہیں۔

ان لڑائیوں میں اپنے محسن مرزا مولود بیگ کا پورا پورا ساتھ دیا۔ اور اب تک پونچھ میں مغل قوم خصوصاً جو مرزا مولود بیگ کی ذریات سے ہے۔ اور ماگرے قوم میں گذشتہ ایام کی حق شناسیوں اور وفاداریوں کی یاد باقی ہے۔ بلکہ جہاں جہاں مرزا مولود بیگ کی اولاد موجود ہے وہاں کوئی نہ کوئی گھر ماگرے قوم کا بھی پایا جاتا ہے۔

مرزا مولود بیگ دیگوآر میں جو تحصیل حویلی میں واقعہ ہے۔ اقامت گزین رہے۔ یہیں آپ نے ایک شادی درہ دولیاں کے ایک سردار کے ہاں کی۔ جس سے چار فرزند حسب ذیل پیدا ہوئے۔ مرزا اسمندر خان، مرزا دوتار خان، مرزا اکبر خان، مرزا افرن خان، پونچھ اور کشمیر میں عرف عام بہت جلد مشہور ہوجاتا ہے۔ چنانچہ مرزا مولود بیگ کی اولاد مولود بیگ کے نام کی بدولت ملدیال کے نام سے مشہور ہوگئی۔ یہ قوم پونچھ کی چاروں تحصیلوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ لیکن سدہنتی اور مہنڈر کی نسبت حویلی اور باغ کی تحصیلوں میں اس کی آبادی بہت زیادہ ہے۔ یعنی شمال مشرقی حصہ کی نسبت پونچھ کے شمال مغربی حصہ میں اس کی بہت زیادہ تعداد ہے۔ مرزا مولود بیگ کے چاروں فرزندوں کی اولاد گوجر قوم کے سوا پونچھ کی باقی تمام اقوام سے زیادہ بتائی جاتی ہے۔ اس قوم میں مندرجہ ذیل نامور اشخاص گذر چکے ہیں۔ جو اپنے اپنے وقتوں میں بڑے با اقتدار رئیس بلکہ حکمران تھے۔ مقام چھاترہ تحصیل حویلی میں راجہ شمس خان، راجو لی خان، عظمت اللہ خان، شمشیر خان، مقام کھلی درین، تحصیل حویلی میں زبردست خان، منور خان، ولی داد خان، مقام دیگوار ملدیالاں میں۔ راجہ جانو خان، سردار کیچم خان، باغ و تحصیل باغ میں، محمد خان، حسن محمد خان، تاج محمد خان۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ان میں راجہ شمس الدین خان یا شمس الدین اور راجہ راج ولی خان کا ذکر چونکہ تاریخوں[1] میں بھی موجود ہے۔ اس لئے یہاں مختصر طور پر لکھا جاتا ہے جس سے معلوم ہوگا کہ آج سے ایک سو سال قبل بھی ملدیال قوم پونچھ میں اپنا پورا سیاسی اقتدار رکھتی تھی۔

جب راجہ دھیان سنگھ کو چھبال اور پونچھ کا علاقہ جاگیر میں ملا تو دیوان دلباغ رائے نے جو مہاراجہ گلاب سنگھ اور راجہ دھیان سنگھ کا خاص معتبر تھا اور پونچھ میں تعینات تھا اس خیال سے کہ پونچھ میں شمس الدین خان کا بڑا اثر، رعب اور اقتدار ہے۔ اس کو اپنا مشیر وصلاح کار بنالیا۔ راجہ دھیان سنگھ بھی شمس الدین خان کی بہت عزت کرتے اور اس کو اپنا معتمد اور خیر خواہ سمجھتے تھے۔ کچھ عرصہ تک دیوان دلباغ رائے اور شمس الدین خان کے باہمی اتفاق سے پونچھ کا نظم ونسق بہت اچھی طرح قائم رہا۔ لیکن آخر درانداز وں نے ان دونوں افسروں میں ناچاقی پیدا کرادی۔ دیوان دلباغ رائے نے راجہ دھیان سنگھ اور راجہ گلاب سنگھ کو شمس الدین کیخلاف ایسی رپورٹیں اور اطلاعات بھیجیں جن کی بنا پر انہوں نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کو پونچھ میں فساد وبغاوت کا قلع قمع کرنے پر آمادہ کر دیا۔ چنانچہ مہاراجہ نے ایک طرف تو ناظم کشمیر کو حکم[2] دیا۔ کہ وہ اپنی فوج لے کر علاقہ پونچھ کا فساد فرو کرے۔ اور دوسری طرف راجہ گلاب سنگھ اپنے بیٹے میاں اودہم سنگھ اور چند اور ڈوگرہ سرداروں کے ہمراہ ایک بھاری فوج لے کر شمس الدین خان پر چڑھ آئے۔

شمس الدین خان نے جب دیکھا کہ دیوان دلباغ رائے نے محض ذاتی مخالفت اور مفسدہ پردازوں کی انگیخت سے میرے خلاف جھوٹ کا طوفان کھڑا کر دیا ہے۔ تو جان اور آبرو بچانے کی خاطر اس نے بھی اعلانیہ سرکشی اختیار کر کے کئی قلعے ڈوگرہ فوجوں سے چھین لئے۔ راجہ گلاب سنگھ نے بہت سی تکلیفوں اور لڑائیوں کے بعد شمس الدین خان کے دو مشیر

---

[1] تاریخ راجگان جموں وکشمیر صفحہ ۱۱۵ و ۱۱۶ او حکایات کشمیر صفحہ ۱۲۲ و ۱۲۳ او عمدۃ التواریخ یعنی روزنامچہ مہاراجہ رنجیت سنگھ۔

[2] تاریخ راجگان جموں وکشمیر سے اس قدر معلوم ہوتا ہے کہ ساون ۱۸۹۴ ب کی کسی تاریخ کو یہ حکم صادر ہوا ہے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ومصاحب ملی خان وسبز علی خان گرفتار کر لئے۔اور یہ ابھی زندہ ہی تھے کہ انکی کھالیں اتروا کر اوران میں بھوسہ بھر کی درختوں سے لٹکوادی گئیں۔ان ہی ایام میں ملدیال قوم پر بڑا تشدد ہوا۔ان کے سکنی مکانات جلا دیئے گئے۔اوران کا ساز وسامان اور کاغذات اور قدیمی سندات سب خاک سیاہ کردیئے گئے۔

لیکن ان منتقمانہ کاروائیوں اوراس ڈھنڈورے کے باوجود کہ شمس خان وراجولی خان کے گرفتار کرنے والے کوانعام کثیر دیا جائیگا۔ان دونوں چچا بھتیجوں کا کوئی پتہ نہ ملا۔آخر مخبروں نے خبر دی۔کہ دونوں راجہ شیر باز خان سدھردن والے کے علاقہ میں ہیں۔مہاراجہ نے سدھرون پر حملہ کرنے کی ابھی تیاری ہی کی تھی کہ اگر خان ومحمد خان تیڑواہ[1] قوم کے ۲ نوجوانوں نے دھوکہ اور فریب کے ساتھ شمس خان اور راجولی خان کوقتل کردیا اوران کے سرکاٹ کر راجہ شیر باز خان کے پاس اور راجہ شیر باز خان نے مہاراجہ گلاب سنگھ کے پاس بھجوا دیئے[2]۔معلوم ہوتا ہے راجہ گلاب سنگھ اور شمس خان میں اڑھائی تین ماہ تک لڑائی ہوتی رہی ہے۔اس طرح کہ ناظم کشمیر کوفساد پونچھ کے فرو کرنے کا جوحکم ملتا ہے وہ ابتدائے ساوَن سنہ ۱۸۹۴ب کا ہے۔اور جب مہاراجہ رنجیت سنگھ بتقریب دورہِ گذر کلوال (سیالکوٹ) میں مقیم تھے۔وہیں دس کارتک سنہ ۱۸۹۴ب کو راجہ دھیان سنگھ نے مہاراجہ رنجیت سنگھ کے حضور میں شمس

---

[1] تیڑواہ قوم کے حالات بھی آئے تھے۔لیکن جب سے ان سے چند باتوں کی تصدیق اور شہادت طلب کی۔توباوجود یاددہانیوں کے ان کی طرف سے کوئی جواب نہ ملا۔ [2] تاریخوں میں لکھا ہے کہ جب راجہ گلاب سنگھ کومعلوم ہوا کہ شمس خان وراجولی خان راجہ شیر باز خان کے علاقہ میں ہیں یااس کے پاس پناہ گزین ہیں تو اس نے سدھرون کوتہس نہس کرنے کا ارادہ کیا۔راجہ شیر باز خان کوخبر ہوئی۔اس نے دونوں کے سر جوتیڑواہ قوام کے آدمیوں نے کاٹ ڈالے تھے۔گلاب سنگھ کے پاس بھجوادیئے۔لیکن ملدیال قوم کا خیال ہے۔کہ اگر خان محمد خان تیڑواہیوں نے انعام کے لالچ سے براہ راست راجہ گلاب سنگھ کے پاس مقتولوں کے سر بھجوائے تھے اور مہاراجہ نے جوان کوزندہ گرفتار کرنا چاہتا تھا۔محمد خان واگر خان کوانعام دینے کی بجائے تین تین سال تک قید میں ڈالدیا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

الدین خان کے مارے جانے اور فساد پونچھ کے فرو ہونے کی اطلاع پیش کی۔

جنہالوں کے حالات میں لکھا جا چکا ہے کہ سلطان حسین مرزا[1] مغل برلاس کی پانچویں پشت میں مرزا بھکر خان ایک مغل گذرا ہے۔ مرزا مولو بیگ اسی بھکر خان کے چھوٹے بھائی کا نام تھا۔ مرزا بھکر کے بیٹے جہاں خان یا جیون خان سے جنہال قوم نکلی۔ اور مرزا بھکر خان کے بھائی مرزا مولود بیگ کے نام سے ملدیال قوم موسوم ہوئی۔ اس لحاظ سے ملدیاں اور جنہال ایک ہی خاندان کی دو شاخیں ہیں۔

ملدیال قوم کے نام پر کئی ایک دیہات آباد ہیں۔ مثلاً دیگوار ملدیالاںؔ۔ کھرل ملدیالاںؔ۔ چھتر ملدیالال، سابیاں ملدیالال، ناڑ شیر علی خان بھی اس قوم کے ایک معزز فرد کے نام سے مشہور ہے۔ ملدیال قوم کے بیان کے مطابق اس قوم کو مہتمم بندوبست پونچھ نے بھی مغل ہی تسلیم کیا ہے۔ پونچھ کی دیگر اقوام بھی ان کے مغل ہونے کی شاہد ہیں۔ ملدیال قوم کے بعض افراد نے بتایا ہے کہ اقوام پونچھ کے متعلق جو انگریزی[2] کتاب تمام رجمنٹوں اور رنگروٹنگ افسروں کے پاس موجود ہے اس میں بھی ملدیاں قوم کو مغل ہی تسلیم کیا گیا ہے۔

ملدیال قوم کے رشتے ناطے بالعموم آپس ہی میں ہوتے ہیں۔ تعلیم و تعلم کا شوق جس طرح پونچھ کے اور مسلمانوں میں اب پیدا ہو رہا ہے۔ ان میں بھی اس کا احساس پایا جاتا ہے۔ یہ قوم خالص زمیندار پیشہ ہے۔ اور غالباً پونچھ کی کسی اور قوم میں اتنے جاگیر دار اور

---

[1] سلطان حسین مرزا، میر تیمور کی پانچویں پشت میں تھا۔ شجرہ اس طرح ہے سلطان حسین مرزا ابن غیاث الدین منصور مرزا ابن مرزا بایقرا ابن امیر زادہ عمر شیخ گورگان بن امیر تیمور گورگان برلاس بابر کا شجرہ چھٹی پشت تک امیر تیمور سے اس طرح ملتا ہے۔ بابر شاہ بن عمر شیخ مرزا ابن سلطان ابوسعید میرزا ابن میرزا سلطان محمد میرزا بن جلال الدین میرزاں شاہ بن امیر تیمور گورگان، گویا سلطان حسین مرزا امیر زا امیر تیمور کے بیٹے عمر شیخ کی اولاد سے تھا۔ اور بابر امیر تیمور کے فرزند جلال الدین میراں شاں کی اولاد سے تھا۔ دونوں تیموری تھے۔

[2] یہ کتاب باوجود کوشش کے راقم کو دستیاب نہیں ہوسکی۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

نمبردار نہیں ہیں جس قدر اس قوم میں موجود ہیں۔ اس قوم کے جاگیرداروں اور نمبرداروں اور مشہور اشخاص کی ایک نامکمل سی فہرست کسی دوسری جگہ درج ہے۔ لیکن یہ امر واقعہ ہے کہ اس قوم کے نمبرداروں کی تعداد ۲۰۰ کے قریب بتائی جاتی ہے۔

اس قوم کے بعض جاگیردار مہاراجہ گلاب سنگھ کے زمانہ سے اب تک چلے آتے ہیں۔ مہاراجہ گلاب سنگھ کے زمانہ میں بیشک اس قوم پر مصائب و تکالیف کے بادل عرصہ تک منڈلاتے رہے اور کئی لوگ قتل اور کئی زخمی ہوئے لیکن مہاراجہ گلاب سنگھ نے بعض ایسے ملدیالوں کو جنہوں نے کچھ خدمات ادا کیں اور بعض ملدیالوں کو ان کی خاندانی عظمت کے لحاظ سے صرف تالیف قلوب کی خاطر تھوڑی تھوڑی جاگیریں عطا کر دیں۔

بعد ازاں راجہ موتی سنگھ نے جو ڈوگرہ خاندان میں پونچھ کے سب سے پہلے آئینی حکمران تھے چند معزز ملدیالوں کو ان کا خاندانی اقتدار قائم رکھنے اور ان میں جذبات وفاداری محکم کرنے کے لئے عطائے جاگیر کا سلسلہ قائم کیا۔ چنانچہ سیر ککوٹہ، دیگوار ملدیالاں، ٹوپی اور ناڑ شیر علی خان کے بعض ملدیاں رئیس اسی زمانہ میں جاگیردار چلے آتے ہیں۔

دیگوار ملدیالاں میں جو تحصیل حویلی میں واقعہ ہے۔ یوں تو یگیال، گوجر، پٹھان، چب، سید، نارمہ، برہمن، ملک، قریشی کئی اقوام رہتی ہیں۔ لیکن اس ۲/ ۱۳ ہزار کی بستی میں سب سے زیادہ آبادی ملدیاں قوم ہی کی ہے۔ اس گاؤں میں آٹھ نمبردار ہیں۔ جن میں پانچ ملدیال قوم ہی سے ہیں۔

جن دیہات میں ملدیال قوم کی آبادی دوسری اقوام سے زیادہ ہے۔ ان کے نام تحصیل وار حسب ذیل ہیں۔

تحصیل حویلی۔ دیگوار ملدیالاں، کوسلیاں، پولس، چھاترہ، کھلی درمن، ٹینگرواں، گوپال پور، تیتری نوٹ، سہر، ککوٹہ، کھرانج، سدھرون، علیاباد شہر پونچھ خاص، دھرم سال، کھنیتر، کھمیز کوٹ چھپا، نجر، منگورہ، چھاڑ، درہ، کرماڑہ۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

تحصیل سدہنتی ۔علی سوجل، کتھیاڑہ، پیرکوٹ۔

تحصیل مہنڈر ۔سوہرن، ہرنی۔

تحصیل باغ ۔ساہلیاں ملدیالاں، ناڑ سردار شیر علی خان، سری منگ، ڈھولی، سوانج، رامی کوٹ، دھڑے، نڑیولا، کھرل ملدیالاں، چھتراڑہ، چوکی، کوٹیڑی، رتنوئی، خواجہ، سیور سردار کا لو خان (سیور) سردار متولی خان، نندرائی، چھتر ملدیالاں، چھتر، سیری کھتی، کوٹڑی تغلو خان، بھونٹ کنہ، بھونٹھہ سردار خوشی خان، محمد خان، سمنی بیر پانی، سٹرول، ڈھلی، بسوٹی سردار نواب خان، پنیالی، ریٹر بن، بنی پساری عرف منی راجولی خان، کوٹری، ملدیالاں، کوٹڑہ سردار مست خان، ملوٹ، ناپرا، پتراٹہ، ہاڑی گہل، ٹوپی سردار شاہنواز خان پدر سردار محمد علی خان، کوٹھیاں، ہماموہڑہ، چک سریاں، میرہ۔۔۔۔۔۔۔کوٹیڑی قندیل خان، بندگراں، لون ہوتر۔

ملدیال قوم میں جہاں کئی دلاور، شجاع اور بااقتدار رئیس گذرے ہیں۔ وہاں اس قوم میں چند ایسے اصحاب بھی مشہور ہیں۔ جن کو ملدیال اور کئی دوسری اقوام ''صاحب کرامت'' تصور کرتی ہیں۔ بہت قدیم زمانہ میں سردار کیچم خان ملدیال نہ صرف شجاعانہ اوصاف کے مالک تھے بلکہ ان کے ''صاحب کشف و کرامت'' ہونے کی وجہ سے ان کا امزار زیارت گاہ بن چکا ہے۔

جانو خان (اصل نام جان محمد خان) جس کو ملدیال قوم نواب جان محمد خان کے نام سے یاد کرتی ہے۔ آج سے قریباً سوا سو سال پیشتر تحصیلات حویلی و باغ کے چند مواضعات پر بطور حکمران موجود تھے وہ صاحب ریاست ہی نہ تھے۔ بلکہ صاحب ورع و زہد بھی تھے۔ ان کی عبادت و ریاضت نے ان کا درجہ بہت بلند کر رکھا تھا۔ ان کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ اپنی وصیت کے مطابق پلنگ و بستر اور قرآن شریف کے ساتھ مدفون ہیں۔ ان کا مزار دیگار ملدیال میں مرجع خلائق ہے۔

دیگوار ملدیالاں میں ایک اور بزرگ سائیں دلاور خان ملدیال بہت بڑے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

بزرگ گذرے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ آپ نے ۲۴ سال تک متواتر روزے رکھے۔ اور ایک چھٹانک جو یا مکی کی روٹی کے سوا ان کی اور کوئی خوراک نہ تھی۔ اکثر لوگ ان کے مزار پر جاتے ہیں۔ اور جن کو باری کا تپ یا چوتھے کا بخار ہوتا ہے انکو وہاں نذر و نیاز ماننے سے فائدہ پہنچ جاتا ہے۔

دیگوار ملدیالاں کے علاوہ تحصیل باغ میں بھی کئی ملدیال مردان خدا ہو گذرے ہیں۔

مختصر فہرست مشاہیر قوم ملدیال نمبردار و جاگیردار وغیرہ

نام عہدہ	سکونت و تحصیل		نام معہ عہدہ	سکونت و تحصیل
سردار شاہنواز[1] خان جاگیردار	ٹوپی	باغ	"سردار فضلداد[2] خان جاگیردار	تھب باغ
نام معہ عہدہ	سکونت و تحصیل		نام معہ عہدہ	سکونت و تحصیل
سردار[3] فیروز خان جاگیردار سردار[4] محمد شیر خان نمبردار	کھرل ملدیالاں باغ بنی راجولی خان		درانی خان نمبردار محمد حسین خانجاگیردار	سیور باغ رتنوئی //
کالا خان //	سیر کھتی	//	نواب خان نمبردار	// //
محمد حسین خان //	بھگرول	//	گل شیر خان //	خواجہ //
عطا محمد خان //	کنٹری سردار نجم خان	//	شیرداد خان //	// //

[1] علاوہ جاگیر تین سو روپیہ سالانہ کے انعام بندوبستی پچاس روپے سالانہ بھی ہے اور مقتدر اور بارسوخ رئیس و نمبردار ہیں۔ [2] آپ سردار مہدی خان کے پوتے اور سردار عطا محمد خان کے فرزند ہیں۔ آپ خاص باغ اور تھب میں نمبردار ہیں۔ [3] جاگیر کے علاوہ آپ نمبردار اور رئیس بھی ہیں۔ [4] آپ کے والد کا نام سردار ناصر خان تھا۔ راجولی خان آپ کے دادا کا نام تھا۔ ان کی جاگیر بندوبست میں ضبط ہو کر صرف نمبرداری رہ گئی اب اس موضع کی ایک ونڈ کے آپ اور دوسری ونڈ کے نمبردار آپ کے بھائی سردار ہاشم خان ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

عطامحمد خان //	چوکی //	زبردست خان //	چھترملدیالال //
نواب خان //	چھتروڑہ //	جمعیت خان //	سٹرل //
محمد یعقوب خان //	باغ خاص //	محمد شیر خان //	بیرپانی //
محمد خان //	ناڑشیر علی خان //	فیروز خان //	// //
جماعت خان //	نندرائی //	محمد علی خان //	کوٹیڑی قندیل خان//
شیر جنگ خان //	سیورسرار کالا خان //	نواب خان //	بنی راجولی خان //
سلیمان خان //	کٹیڑی تغلو //	جمعیت خان //	پنیالی //
دوست محمد خان //	// //	داتا خان //	بن گراں //
محمد یوسف خان //	چھتر برہمناں //	میرزمان خان //	// //

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

فقیر خان	//	کوٹلہ	//	شیرداد خان	//	// //
متولی خان	//	سیوور	//	رحمدل خان	//	کٹیڑہ //
علی بہادر خان نمبردار		پوہٹر	باغ	غلام نبی خان نمبردار		کھلی درمن حویلی
امیر خان	//	سراتا	//	جنگ خان	//	// //
محمد شیر خان	//	کہنہ راول	//	فیروز خان	//	منگوڑہ //
نواب خان	//	کوٹھیال	//	ہنس خان	//	کوٹ //
محمد شیر خان اعلیٰ نمبردار		بھرتہ	//	پینداخان	//	// //
شیر احمد کاں عرائض نویس		میرا	//	شیرا خان	//	لمنجر //
عظیم خان نمبردار		نڑیولا	//	سید محمد خان	//	نینگڑواں //
اقبال خان	//	سہلیاں	//	میر محمد خان	//	// //
دوست محمد خان نمبردار		دھڑہ	//	شیرا خان اعلی نمبردار		چفاڑ //
شیر دل خان	//	//	//	دیوان علی خان	//	// //
بوستان خان	//	سری منگ	//	سلطان محمد خان	//	ٹینگرواں //
عطا محمد خان	//	ڈھلی	//	غلام حسین خان	//	// //
محمد عظیم خان	//	ناڑ سردار شیر علی خان	//	زبردست خان	//	// //
محمد قاسم خان	//	خشالی	//	محمد حسین خان	//	// //

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

علی بہادر خان //	سمنی //	منشی ہنس خان گرداور	چھاترہ //
شیرا خان //	سوانج //	گلاب خان نمبردار	// //
سرفراز خان //	خشالی //	سید احمد خان //	// //
بہادر علی خان	کھلی درمن۔حویلی	گلاب خان // وارث[1] علی خان //	// گکوٹہ
محمد شیر[2] خان جاگیردار	گکوٹہ حویلی	منشی فیروز خان سارجنٹ پولیس	پولس حویلی
نواحمد[3] خان //	// //	سردار اگر خان معتبر دیہہ	// //
منشی غلام محمد خان سارجنٹ پولیس	// //	منشی مدت[4] خان سارجنٹ درجہ اول	دیگوار ملدیالاں
فقر محمد خان منشی محکمہ ملٹری	// //	فیروز خان اعلیٰ نمبردار	// //
راج ولی خان امام دیہہ	// //	دوست محمد خان معتبر	// //
اقبال خان نمبردار	تیتری نوٹ //	سلیمان خان نمبردار	// //
فضلداد خان //	// //	محمد شیر خان معتبر	// //
منشی فتح محمد خان پوسٹمین	// //	لعل حسین خان نمبردار	// //
عطا محمد خان مولوی	گھمیر //	صلاح محمد خان معتبر	//
غلام حسین خان ولد پہلوان خان اعلیٰ نمبردار	پولس //	گلاب خان رئیس فقیر خان اعلیٰ نمبردار منشی فتح محمد خان ولد سردار زمان خان	// // // //
سردار شیر محمد خان اعلیٰ //	// //		// //

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

غلام حسین خان ولد فتح شیر خان اعلیٰ نمبردار	//	//	سردار زمان خان زمان خان اعلیٰ نمبردار	// //
مولوی محمد حسین خان اُملم	//	//	منشی اللہ دتہ خان سکول ماسٹر	دیگوار ملدیال //
سردار کالا خان نمبردار	//	//	راجولی خاں رئیس	شہر خاص //
منشی فتح محمد خان (ولد سردار غلام محمد خان) منشی بینک	//	//	سید احمد خاں امام دیہہ	کوسلیاں //

☆☆☆☆☆☆☆

[1] سالانہ جاگیر بھی سو روپے کی ہے۔
[2] سالانہ جاگیر یک صد روپیہ۔
[3] سالانہ جاگیر پچاس روپے۔[4]۔ جاگیردار سالانہ۔ جن ملدیال اصحاب کے حالات بعد میں آئینگے وہ تتمہ میں درج ہونگے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

فصل ہشتم

نارمہ

اس نام سے ایک قوم تحصیل سدھنتی اور تحصیل باغ کے کئی موضعات میں پھیلی ہوئی ہے۔ اور آٹھ دس دیہات تو ایسے ہیں۔ جن میں اس قوم کے سوا گر اور کوئی قوم آباد ہیں۔ تو وہ صرف اہل حرفہ لوگ ہیں۔ اس قوم کے چند گھر تحصیل حویلی میں بھی آباد ہیں جہاں ان کی تعداد غالباً آٹھ دس گھروں سے زیادہ نہیں ہے۔ اس قوم کے افراد کی تعداد تمام پونچھ میں آٹھ دس ہزار کے قریب بتائی جاتی ہے۔ صرف تحصیل باغ ہی کا مالیہ جو اس قوم سے بحیثیت زراعت پیشہ لیا جاتا ہے پانچ ہزار ایک سو ایک روپے ہیں۔ اور مالیہ کے لحاظ سے اپنی تحصیل میں یہ قوم چھٹے نمبر پر ہے۔

نارمہ قوم میں ہندو بھی موجود ہیں اور مسلمان بھی۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ دولمیال ضلع جہلم اور پونچھ کے بعض اعوان اپنے شجروں اور نسب ناموں میں ایک جگہ نارو خان اور ایک جگہ نارمہ خان لکھ کر ان کو اعوانوں میں شامل کرتے ہیں اور نارو خان اور نارمہ کی وجہ سے ان کا عرف عام نارمہ بتاتے ہیں۔

چنانچہ دولمیال سے جو خط راقم کے ایک استفسار کے جواب میں آیا ہے اس میں لکھا ہے ''دولمیال کے اعوان۔ ولی کی اولاد سے ہیں۔ اسی کے نام پر دولمیال آباد ہے۔ اس کے پوتے ناگ شیر خان و بھاگ شیر خان پسران نارو خان اپنے چچا گگڑ خان ولد

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

دولمی خان کے ساتھ علاقہ پونچھ میں جا کر آباد ہوئے۔ اور وہ نارمہ کہلائے۔ یہاں کے اعوان نارمہ نہیں کہلاتے۔ ''مولوی عبداللہ ابن مولوی جنگ باز مرحوم سکنہ کفل گڑھ علاقہ پونچھ نے تبصرۃ الاعوانیہ کے نام سے قوم نارمہ کو اعوانوں کی ایک شاخ ثابت کرنے کے متعلق چھوٹا سا رسالہ لکھا ہے۔ اس میں بھی آپ نے دولمیال کے چند فوجی افسروں کی شہادتیں اس مطلب کے اظہار کے لئے درج کی ہیں کہ قوم نارمہ اعوانوں ہی کی ایک شاخ ہے اور دولمیال کے اعوانوں کی وہ ہم نسب وہم جد قوم ہے۔'' کچھ شک نہیں۔ کہ مولوی صاحب نے جو آج کل انجمن اسلامیہ پونچھ کے محکمہ نکاح خوانی کے سپرنٹنڈنٹ ہیں۔ اپنی قوم کے متعلق بڑی ہمدردی سے کام لیا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ زیادہ تحقیق اور زیادہ چھان بین کی طرف توجہ نہیں کر سکے۔ انہوں نے دولمیال والوں ہی کی تصدیق کو غنیمت سمجھا اور واپس آ گئے لیکن اگر وہ بھمبر اور کوٹلی کی طرف رُخ کر لیتے۔ تو ان کو معلوم ہوتا کہ وہاں مسلمانوں کے علاوہ ہندو نارمہ بھی موجود ہیں اور کثیر تعداد میں ہیں اور کئی گاؤں میں آباد ہیں۔ ان میں کئی ایک ذیلدار اور نمبردار اور فوجی عہدیدار بھی ہیں۔

ہندو نارمہ موجود ہونے کی وجہ سے نارمہ قوم کا اعوان یا اعوانوں کی شاخ قرار پانا قطعاً باطل اور غلط ثابت ہو جاتا ہے۔ اس لئے کہ اعوان عربی النسل ہیں ان کے بزرگ عون قطب شاہ کی اولاد سے ہیں یا محمد بن الحنیفہ کی اولاد سے بہر حال ان کی اصل عرب سے ہے۔ جو نارمہ مسلمان ہیں۔ وہ یقیناً ہندوؤں ہی سے نکلے ہیں اور شاہان اسلام کے زمانہ میں کسی نہ کسی بزرگ کے ہاتھ پر ان کے کسی مورث نے اسلام قبول کیا ہے۔

خوب یاد رکھنا چاہئے کہ جس طرح سادات، قریش، مغل وغیرہ بیرونی اقوام میں سب مسلمان ہی داخل وشامل ہیں۔ اسی طرح اعوانوں میں بھی مسلمان ہی شامل ہو سکتے ہیں۔ جس طرح یہ نہیں ہو سکتا کہ سادات ہندو بھی ہوں اور مسلمان بھی ہوں۔ قریش ہندو بھی ہوں اور مسلمان بھی ہوں مغل ہندو بھی ہوں اور مسلمان بھی ہوں۔ اسی طرح یہ کبھی نہیں ہو سکتا

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کہ اعوان یا ان کی کوئی شاخ ہندو بھی ہو اور مسلمان بھی ہو۔ البتہ یہ ہوسکتا ہے بلکہ اس کی نظیریں موجود ہیں۔ کہ راجپوت اور ان کی اکثر شاخیں ہندوؤں بھی ہیں اور مسلمان بھی ہیں۔ اس طرح کھتری اور برہمن اقوام میں سے ہندوؤں کے علاوہ کئی مسلمان بھی ہیں۔ جیسے راٹھور، چوہان، منہاس، جرال وغیرہ کئی راجپوت اقوام ہیں ان کی اصل ہندو اور قوم راجپوت ہے ان میں جو ہندو رہے ان کی اولاد تو اب تک ہندو ہی ہے لیکن جو مسلمان ہو گئے ان کی اولاد اب تک مسلمان ہے اور گوت اور ذات کے لحاظ سے اپنی دیگر راجپوت ذاتوں کی طرح راٹھور، چوہان، منہاس وغیرہ کہلا رہی ہے۔ پونچھ ہی میں مولانا چراغ حسن حسرت ایڈیٹر اخبار ''احسان'' لاہور ذات کے لحاظ سے کپور کھتری اور علی گڑھ کے خان بہادر شیخ محمد عبداللہ بی اے جو بھائی تنی پونچھ کے رہنے والے ہیں۔ ذات کے لحاظ سے ساسن برہمن ہیں۔ لیکن ان کے دیگر بھائی بند بدستور کھتری اور برہمن ہیں۔

ان سطور سے یہ امر صاف طور پر واضح ہو گیا ہوگا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں جو مشترکہ ذاتیں اور گوتیں ہیں۔ ان کا مطلب صاف الفاظ میں یہ ہے کہ یہ ذاتیں اور گوتیں دراصل ہندو ہیں۔ جن لوگوں نے ان میں سے اسلام قبول کر لیا ذات کے لحاظ سے وہ بھی اسی نام سے موسوم ہو گئے۔ اس لئے نارمہ دراصل ہندو ہی ہیں۔ ان میں سے جن لوگوں نے اسلام قبول کر لیا گو ان کے نام اسلامی طریق پر رکھے گئے۔ ان کے مذہبی عقائد بدل گئے۔ بلکہ طرز ماند و بود معاشرت وغیرہ میں بھی بہت کچھ فرق آ گیا۔ لیکن مذہب کے بدل جانے کے باوجود ان کی ذات نہ بدل سکی۔

دولمیال ضلع جہلم کے خط اور اعوان قوم کے ایک شجرہ میں نارو خان کے نام پر لکھا ہے کہ نارمہ قوم اس کے نام سے موسوم ہے لیکن نارو خان کے نام پر کسی قوم کا بہتر اور موزوں نام نارو یا ناروال ہی ہوسکتا ہے۔ راقم الحروف کو بتایا گیا ہے کہ ضلع لدھانہ میں ایک راجپوت قوم نارو کے نام سے موجود ہے ممکن ہے اس کے کسی بزرگ کا مسلمان نام نارو ہی ہو۔ تبصرۃ الاعوانیہ میں

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

البتہ نارمہ خان نام لکھ کر بتایا گیا ہے۔ کہ نارمہ قوم اسی کی ذریات سے ہے لیکن اس طرح تو کشمیر کے زمانہ قدیم میں ۹۳۶ء تا ۹۴۷ء رانی نارمہ گذری ہے جو راجہ رنادت کی رانی تھی۔ نارمہ قوم بہتر طریق سے اسی کے نام پر موسوم ہوسکتی ہے۔ مگر یہ سب باتیں بے دلیل اور بے ثبوت ہیں۔ نارمہ قوم کی وجہ تسمیہ اور اس کی اصل ہیئت وشکل اور اس کی ابتدائی کیفیت دیکھنے کے لئے ہمیں کسی تاریخ کے دیکھنے کی ضرورت ہے۔

چنانچہ اس وقت ہمارے سامنے ایک ضخیم کتاب تاریخ راجگان جموں وکشمیر ہے جس کے صفحہ ۲۱ پر نارمہ قوم کے متعلق درج ہے۔ "سب ڈویژن نوشہرہ [1] کا علاقہ ابتداء مختلف راناؤں کے ماتحت تھا۔ جن کے قلعے اب تک موجود ہیں ان راناؤں سے خاندان نارمہ جو پنواروں کی ایک شاخ ہے مسلمان ہوگیا۔" پھر صفحہ ۳۳ پر ان اقوام میں جو ہندو راجپوتوں سے مسلمان راجپوت بن گئیں۔ قوم نارمہ کا نام بھی درج کیا ہے۔ اسی مصنف کی ایک اور کتاب تاریخ راجپوتان پنجاب کے صفحہ ۵۲۰ پر پھر نارمہ قوم کا ان الفاظ میں ذکر ہے۔ "خاندان نارمہ کا سلسلہ راجگان اکھنوریہ یعنی انبہ رایان پنوار سے ملتا ہے۔ یہ قوم بھی اس اب مسلمان ہے۔"

یہ تاریخ ایک ایسے مصنف کی تصنیف ہے۔ جو ریاست ہی کا باشندہ ہے۔ راجپوت خاندانوں کے حالات سے کماحقہ واقفیت رکھتا ہے۔ اور جس کی ساری عمر راجپوتان قلمرو جموں وکشمیر کی چھان بین ہی میں گذری [2] ہے۔ ریاست کے راجپوت خاندانوں کے متعلق اس کی شہادنہایت معتبر سمجھی جاتی ہے۔ اس نے بار بار اور کئی مقامات پر نارمہ قوم کو ہندو اور ہندوؤں میں سے بھی راجپوت اور راجپوتوں میں بھی پرمار یا پنوار خاندان سے ظاہر کیا ہے۔ اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ پرمار یا پنوار راجپوت کس خاندان سے تھے۔ اور اس کی شاخیں کہاں کہاں

[1] علاقہ نوشہرہ ضلع میرپور میں قلعہ پٹنی خاندان نارمہ ہی کی جاگیر میں تھا اور ان ہی کا تعمیر کیا ہوا تھا۔

[2] افسوس ہے یہ مصنف (ٹھاکر کاہن سنگھ) بعمر ستر سال ۱۰ مارچ ۱۹۳۶ء کو وفات پاگئے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

آباد ہیں۔

راجپوتوں کے دو بنس مشہور ہیں۔ سورج بنس۔ چندر بنس۔ لیکن ایک اور بنس بھی اگنی کل کے نام سے مشہور ہے۔ بعض مورخین کا قول ہے کہ وہ بنس بھی ان ہی میں سے نکلا ہے لیکن اب چونکہ ایک علیحدہ بنس کے نام سے وہ موجود ہے۔ اس لئے وہ اب تیسرا بنس ہی شمار کیا جا رہا ہے۔ اگنی کل کی وجہ تسمیہ کا ذکر چوہان راجپوتوں کے سلسلہ میں بیان ہو چکا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ اس بنس کا وجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قریباً سوا چھ سو سال پیشتر ظہور میں آیا ہے اور اس کی پیدائش ہندوؤں کے اعتقاد کے مطابق آگ [۱] سے ہوئی ہے۔ اسی لئے اس کا نام اگنی کل بنس ہے۔ اس کی کئی شاخیں ہیں۔ چوہان بھی اسی بنس کی ایک شاخ ہیں پر مار یا پنوار کی اولاد سے جو سلسلہ چلا ہے۔ وہ اس کے نام پر پر مار یا پنوار کہلاتا ہے۔ مہاراجہ بکرماجیت والئے اوجین جس کا سمت آج ۱۹۹۳ ہے اور مہاراجہ بھوج پنوار خاندان ہی سے تھے۔ تاریخ راجپوتان پنجاب میں پر مار خاندان کی بڑی بڑی شاخیں پینتیس شمار کی گئی ہیں اور پھر ان ۳۵ شاخوں سے جو اور صدہا شاخیں نکلی ہیں۔ ان کا کوئی شمار ہی نہیں ہے۔ ہر شاخ اپنے کسی نہ کسی بزرگ یا خطاب یا اپنے گاؤں کے نام سے موسوم ہے۔ مثلاً ایک شاخ مہتہ خطاب کی وجہ سے مہتہ کہلاتی ہے۔ ایک شاخ اومتا کہلاتی ہے۔ اس شاخ کا کوئی بزرگ ملک مالوہ کے مقام اومت واڑہ سے آیا تھا۔ اس کی اولاد اومتا کے نام سے مشہور ہوگئی۔ پر مار خاندان میں مہاراجہ بھوج (۱۰۳۱ء ب) کی اولاد سے پندرھویں پشت (۱۲۷۴ء اب) میں ہسپا کھ نام ایک راجہ گذرا ہے اس کے چھ فرزندوں میں تین فرزند ایسے ہوئے ہیں جن سے اور کئی خاندان نکلے ہیں۔ مثلاً سب سے بڑے فرزند راجہ جگدیو سے خاندان انبہ رایان نکلا ہے۔ تیسرے بھائی پیل دھول کے ۲ فرزند تھے۔ بھاٹل و ڈوڈ۔ یہ دونوں بھائی خاندان بھاٹلہ ڈوڈ کے بانی ہیں۔ چوتھے بھائی کا نام مہیب دھول تھا۔ اس کے فرزند سنکھل سے خاندان سونکھلہ نکلا ہے۔

[۱] آگ کی پیدائش کا مطلب ممکن ہے۔ غسل آتشین ہو۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

خاندان انبہ رایان کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ انبہ ران اکھنور قلمرو جموں کے متصل ایک گاؤں کا نام ہے۔ اس گاؤں میں رہنے کی وجہ سے اس خاندان کو انبہ رایاں اور اکھنور کے علاقہ میں واقعہ ہونے کی وجہ سے اکھنوریہ بھی کہتے تھے۔ اس خاندان کا ایک بزرگ راجہ بجے پال نام راجہ رنجیت دیورائے جموں کے زمانہ میں موجود تھا۔ اس نے صرف انبہ ران گاؤں اپنے پاس رکھ کر باقی ملک سے دست برداری کرلی تھی۔ نارمہ راجپوتوں کا سلسلہ راجگان اکھنوریہ یعنی خاندان انبہ رایاں سے ملتا ہے۔

نارمہ کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اس شاخ کے جو لوگ نرماہ علاقہ کوٹلی میں رہتے تھے۔ وہ اپنے گاؤں کے نام پر زیادہ سے نارمہ مشہور ہوگئے۔ چنانچہ وہ گاؤں اب بھی موجود ہے۔ اور وہاں نارمہ قوم بھی آباد ہے۔

مصنف تاریخ راجپوتان پنجاب و تاریخ راجگان جموں و کشمیر نے نارمہ قوم کو راجگان انبہ رایان کی شاخ بیان کیا ہے۔ انبہ رایان راجہ جگ دیورائے اکھنور کی اولاد سے ہیں اور راجہ جگ دیو راجہ بھوج سوم سے پانچویں بھوج دوم سے چودھویں اور مہاراجہ بھوج اول سے ۱۶ ویں اور راجہ بھوج سوم کے زمانہ کو قریباً نوسو سال گذر چکے ہیں۔ مہاراجہ بھوج اول کی زمانہ (۶۳۱ء) کو آج ۱۳۶۲ سال گذر چکے ہیں۔ ہندو نارمہ قوم اور مسلمان نارمہ قوم دونوں کا خیال ہے کہ ان کے مورث اعلیٰ کا نام راجہ کرن تھا۔ لیکن مہاراجہ بھوج اول سے لے کر راجہ جگدیو تک جو قریباً سات سو سال کا عرصہ ہوتا ہے اس طویل زمانہ میں اس خاندان میں کرن کے نام سے کسی راجہ کا ذکر نہیں ہے۔ اس لحاظ سے مولوی عبداللہ صاحب مصنف تبصرۃ الاعوانیہ کا یہ خیال درست معلوم ہوتا ہے کہ نارمہ جو راجہ کرن کو اپنا مورث اعلیٰ بتاتے ہیں وہ قطعی غلط ہے۔

البتہ یہ ممکن ہوسکتا ہے کہ نارمہ قوم کے مورث اعلیٰ کا نام بھوج ہو اس کی ایک دلیل یہ ہے۔ کہ راجہ بھوج دیو سوم جو مہاراجہ بھوج اول کی اولاد سے تھا۔ وہ ۱۰۶۷ء کے مطابق آج سے قریباً نوسو سال پہلے موجود تھا۔ اور نارمہ قوم کے شجرہ مطبوعہ کے مطابق اس قوم میں بھی ایک

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

بھوج خان گذرا ہے جس کی چوبیسویں پشت میں بھی اس وقت کئی لوگ موجود ہیں۔

اس لحاظ سے راجہ بھوج دیو اور بھوج خان بالکل قریب العہد گذرے ہیں۔ بلکہ راقم مولف کے خیال میں ممکن ہے۔ بھوج دیو اور بھوج خان ایک ہی نام ہو تاریخوں میں خاندان نارمہ کے بعض چھوٹے چھوٹے رئیسوں کو جو راجہ سے کمتر درجہ رکھتے تھے۔ رانا بھی لکھا ہے اور کئی ناموں کے ساتھ رائے کا لفظ بھی آتا ہے مسلمان نارمہ قوم کے شجرہ نویسوں نے رائے کی جگہ خان لکھ دیا ہو تو کوئی تعجب کا محل نہیں ہے۔ اس لحاظ سے نارمہ قوم کا بانی راجہ بھوج[1] ہی گذرا ہے۔ اور اس کا ایک بدیہی ثبوت یہ ہے کہ خاندان انبہ رایان جس سے نارمہ خاندان نکلا ہے۔ راجہ جگدیو کی اولاد سے ہے۔ اور راجہ جگ دیو راجہ بھوج دیو سوم کی پانچویں پشت میں تھا۔

علاقہ جموں کے ضلع میرپور کی تحصیل بھمبر اور تحصیل کوٹلی اور سب ڈویژن نوشہرہ میں نارمہ مسلمانوں اور نارمہ ہندوؤں کی کافی تعداد ہے۔ تحصیل بھمبر میں ایک موضع کھمباہ ہے۔ جہاں ہندو نارمہ راجپوتوں کے سوا اور کوئی قوم آباد نہیں ہے۔ اس گاؤں کے ہندو نارمہ افراد کی تعداد ایک ہزار کے قریب بتائی جاتی ہے۔ یہ اپنے آپ کو راجہ کرن کی اولاد سے بتاتے ہیں۔ لیکن تعجب ہے کہ نارمہ کا لفظ جب نرماہ کے گاؤں سے نکلا ہے اور نارمہ راجگان انبہ رایان کی شاخ سے ہیں۔ اور انبہ رایان راجہ جگت دیو کی ذریات سے ہیں اور راجہ جگت دیو راجہ بھوج کی نسل سے ہے۔ تو راجہ کرن کا نام کہاں سے آگیا۔ یہ ممکن ہے کہ راجہ بھوج سے پہلے[2] کرن نام

---

[1] آئین اکبری کے حوالہ سے مصنف تاریخ شاہان گجر نے راجہ بھوج کی تخت نشینی کا سال ۵۴۱ سنہ ب اور عہد حکومت سو سال لکھا ہے۔ تاریخ راجپوتان پنجاب مین راجہ بھوج کے نام کے ساتھ ۶۳۱ سنہ ب اور عہد سلطنت ۹۱ سال لکھا ہے۔ غالباً ۶۳۱۱ سنہ ب سال وفات ہے۔ اس حساب سے دونوں تحریروں میں صرف دس سال کا فرق ہے۔ آئین اکبری کی تحریر زیادہ معتبر سمجھنی چاہیئے۔ [2] تاریخ شاہان گجر کے صفحہ ۲۸۵ و ۲۸۶ پر بحوالہ آئین اکبری بھوج سے پہلے سولہ پشتیں درج ہیں۔ ان میں بھی کرن نام کا کائی راجہ نہیں ہے۔ ساتویں نمبر پر البتہ مہاراجہ بکرماجیت کا نام درج ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سے اس خاندان میں کوئی راجہ گذرا ہو۔ لیکن اس زمانہ میں اس خاندان کا نام نارمہ نہیں۔ بلکہ نپوار یا پرمار تھا۔ کھمباہ میں ہندو نارمہ راجپوت سردار سنگھ ذیلدار اور اندر سنگھ نمبردار اس وقت بھی موجود ہیں۔ کھمباہ کے علاوہ کانگڑی بھجوال کے علاقہ اور جموں کے اطراف میں بھی ہندو نارنے موجود ہیں۔

تحصیل بھمبر میں مسلمان راجپوت نارمہ قوم کے حسب ذیل گاؤں ہیں۔ گرہون، بڑوہ، مکڑی، بوہانی، ننترڑ، سریاہ، ہری پور (سابقہ نام موضع بھڈ) بندلی برجاہ۔ ان تمام دیہات میں مسلمان راجپوت نارمہ قوم ہی آباد ہے۔ ذیلدار اور نمبردار سب اسی قوم کے ہیں۔

تحصیل کوٹلی میں مندرجہ ذیل دیہات نارمہ راجپوتوں کے ہیں۔ موضع پنجن، حضرت میاں محمد صاحب (گجر) مصنف کتاب سیف الملوک یہیں کے رہنے والے تھے۔ بڑے پایہ کے متقی بزرگ تھے۔ موضع پلاہل ہردو۔ نرماہ۔ جس کی وجہ سے اس قوم کا نام نارمہ مشہور ہے۔ درکوٹی، ٹائین، سبزکوٹ، کوٹلی اور بھمبر کے مسلمان نارمہ راجپوتوں میں کئی صاحب حیثیت افراد پائے جاتے ہیں۔ مثلاً فیض طلب خان سفید پوش وجاگیردار درکوٹی سید محمد خان صوبیدار و پنشنر موضع ٹائیں، صوبیدار سیف علی خان سکنہ بڑوہ، چوہدری رحم علی خان ذیلدار سکنہ بڑوہ، محمد خان نمبردار بڑوہ وغیرہ۔ مولوی محمد امین عرف مولوی کالے خان سکنہ بڑوہ، بھمبر و کوٹلی کی نارمہ قوم کی رشتہ داریاں اقوام چب۔ کلوترہ، منگرال، سوہلن کے ساتھ ہوتی ہیں۔ ریاست کے علاوہ نارمہ قوم تحصیل کھاریاں ضلع گجرات کے ایک گاؤں فتح پور پرانی میں بھی موجود ہے۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ وہ تمام گاؤں نارمہ قوم ہی کا ہے۔ جہاں نارمہ قوم نہایت فارغ البال ہے۔ راجپوت نارمہ مسلمان وہ بھمبر اور کوٹلی میں ہیں یا تحصیل کھاریاں اور علاقہ پونچھ میں۔ ان میں سے کوئی بھی یہ نہیں بتا سکتا۔ کہ ان کا کون بزرگ کس زمانہ اور کس بادشاہ کے عہد میں مسلمان ہوا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ پونچھ کی کئی دیگر اقوام کی طرح یہ قوم بھی اپنے قدیم تاریخی حالات سے ناواقف ہے۔ حالانکہ جس شخص کو اپنی تاریخ سے ناواقفیت ہے۔ خواہ وہ دیگر علوم وفنون میں کتنا

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہی ماہر کیوں نہ ہو۔ بقول مصنف شاہان گجر وہ کچھ بھی نہیں جانتا۔ بقاو حیات قومی کے لئے تاریخ کا علم ایسا ہی ضروری ہے۔ جیسا کہ علم معاش۔

نارمہ قوم کا بیان ہے کہ ہمارے جو بزرگ پونچھ میں داخل ہوئے ہیں وہ سب سے پہلے علاقہ کوٹلی سے ناڑا اوڑی تحصیل پلندری میں آئے ہیں۔ چنانچہ ان میں سے مکڑ خان کی اولاد اب تک ناڑ اوڑی میں موجود ہے۔ اور تحصیل باغ کے ایک موضع چیڑ آن میں بھی اس مکڑ خان کی اولاد پائی جاتی ہے۔ یہاں سے سہسی خان کی اولاد دکفل گڑھ اور ہیرا خان کی اولاد سری آویڑہ اور ڈوم کوٹ وغیرہ دیہات میں چلی گئی۔

نارمہ مسلمان راجپوت اس زمانہ کا کوئی تعین نہیں بتا سکتے۔ کہ کب ان کا کوئی بزرگ ہندو مذہب ترک کر کے مسلمان ہوا ہے۔ وہ صرف اتنا بتاتے ہیں کہ پونچھ میں ہم آٹھ سو سال یا ۲۳۔۲۴ پشتوں سے آباد ہیں۔ اور ہم جب پونچھ میں آئے تھے تو ہمارے مورث اعلیٰ مسلمان ہی تھے'' لیکن جب ہم تاریخوں کی ورق گردانی کرتے ہیں۔ تو کچھ نہ کچھ کھوج نکل ہی آتا ہے۔ آج سے آٹھ سو سال پیشتر لاہو اور پنجاب پر خسرہ شاہ غزنوی کی حکومت تھی ۵۵۵ھ میں اس کا انتقال ہوتا ہے۔ ۵۵۶ھ میں اس کا بیٹا خسرو ملک جو پنجاب میں غزنوی خاندان کا آخری بادشاہ تھا۔ تخت نشین ہوا۔ اٹھائیس سال کے بعد پنجاب غزنویہ خاندان سے نکل کر شہاب الدین غوری کے قبضہ میں آگیا۔

شہاب الدین غوری ۶۰۲ھ میں گکھڑوں کے ہاتھ سے قتل ہوا ہے۔ اس زمانہ کو آج ساڑھے ۷ سو سال گذر چکے ہیں۔ ان ہی ایام میں ہندوستان کے بیشتر راجپوت اور دیگر ہندو قبائل نے اسلام قبول کیا ہے۔ جس سے ہم یہ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ شہاب الدین غوری کے عہد میں ۵۷۶ھ سے لے کر ۶۰۲ھ تک کے عرصہ میں جس کو آج قریباً آٹھ سو سال ہوتے ہیں دیگر ہندو قوموں کی طرح اس قوم کے کسی ایک بزرگ یا چند بزرگوں نے اسلام قبول کر لیا

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہو گا۔

تحصیل باغ کے مندرجہ ذیل دیہات میں نارمہ قوم ہی آباد ہے۔ کفل گڑھ لوور۔ مندری۔ سارمنڈل۔ بھٹی۔ جھڑ۔ پسی واجھولہ۔ نکی کیر۔ ڈوم کوٹ۔ سری۔ اویٹرا۔ دھند ہار۔ چھتر۔ پدر۔

اس قوم کے درجہ ذیل اصحاب قابل ذکر بتائے گئے ہیں۔

موضع کفل گڈھ۔ مولوی محمد عبداللہ خان سپرنٹنڈنٹ محکمہ نکاح خوانی و برادران مولوی محمد اسماعیل خان دیوبندی مدرس مدرسہ اسلامیہ سوہاوہ شریف و مولوی میر عالم خان دیوبندی خطیب جامع مسجد پلندری۔ مولوی محمد دین خان امام مسجد بھٹی۔ قاضی عالم دین خان ایم ٹی ریزرو۔ قاضی نور عالم خان سٹور کیپر محکمہ آئی اے ایس سی فرزندان مولوی جنگ باز خان مرحوم۔

نمبر دار محمد عالم خان اس کے دادا سردار محمد علی خان اپنے زمانہ میں اپنی قوم کے قابل اور معتمد اور سرکردہ بزرگ تھے۔ اور جاگیر دار بھی تھے۔ سائیں محمد اکرم خان سابقہ پٹواری جو نمبر دار محمد عالم خان کے چچا ہیں۔ نمبر دار نواب علی خان۔ آپ سردار باجو خان نمبر دار کی اولاد سے ہیں۔ اس کے فرزند کا نام محمد حیات خان ہے۔ نمبر دار محمد شیر خان جس کے فرزندان شیر احمد خان مرحوم و منشی محمد زمان خان ایم ٹی ریزرو قابل ذکر ہیں علی شیر خان کی اولاد سے نصر علی خان اور نصر علی خان کے فرزند نذر علی خان۔ فتح خان و بہادر خان اپنی برادری میں ممتاز تھے۔ ان میں بہادر خان بندوبست سے پہلے نمبر دار تھے۔ بندوبست میں بوجہ تخفیف نمبر داری صرف پنجوترہ خور رہ گیا۔ اسی کے تین فرزند تھے۔ شیر باز خان عطا محمد خان اور منگی خان۔ یہ سب صاحب اولاد ہیں۔ اور عطا محمد خان کے دو فرزند ہیں۔ محبت خان و عبدالکریم خان عرف محمد الدین خان جو محکمہ آئی ایس سی کوئٹہ میں ڈرائیور ہے اور خواندہ ہے۔ نذر علی خان کی اولاد سے سردار شاہ ولی خان پنجوترہ خور کے تین فرزند ہے۔ سمند خان۔ منشی پہلوان خان پٹواری مرحوم فضل داد خان جو

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ایام جنگ اعظیم فوج میں شامل تھے۔اپنی خدمات کے عوض تین تمغے بھی حاصل کر چکے ہیں۔ سمند خان (تعلیم مڈل تک) کے تین بیٹے ہیں۔فیض عالم خان (مڈل تک خواندہ) اسماعیل خان مرحوم۔محمد شریف خان زیر تعلیم۔منشی پہلوان خان کے بھی تین ہی فرزند ہیں۔گلزار خان (انٹرنس پاس) ملازم محکمہ تعلیم ہدایت اللہ خان و لعل خان زیر تعلیم۔فتح خان اور نذر علی خان کی اولاد سے داتا خان ولد طالع خان صاحب حیثیت زمیندار ہے۔

بوڑا خان کی اولاد سے عالم نور خان۔علی گوہر خان ملازم توپ خانہ ۹۸۔علی اکبر خان ملازم محکمہ اسپتال، محمد اکبر خان و گل احمد خان ملازمان محکمہ سروے۔اسی شاخ سے مدو خان کا فرزند محمد الدین مرحوم اور اس کا فرزند محمد کریم سے جو زیر تعلیم ہے۔

سردار گل شیر خان کی اولاد سے جہانگیر خان فوجی ملازم تمغہ یافتہ کے علاوہ مندرجہ ذیل اصحاب کا نام بھی لیا جاتا ہے۔امیر خان فوجی سپاہی۔محمد عظیم خان ملازم پولیس، مولوی شیر احمد خان، پہلوان خان معہ سات کس برادران۔نواب علی خان۔جو پہلوان خان کا چچا ہے۔ محمد زمان خان و شاہ محمد خان پسران میر باز خان۔حوالدار نور حسین خان، محمد حسن خان و محمد عالم خان پسران محمد الدین خان۔ان میں حوالدار نور حسین خان فوج میں ۱۸ سال کی ملازمت کے بعد ۱۹۳۴ء سے پنشن پر ہیں۔

تعلیم مڈل تک ہے۔ان کے باقی دونوں بھائی بھی خواندہ ہیں۔اپنی برادری میں یہ خاندان ممتاز اور زمانہ شناس اور اپنی قوم کو بام عروج پر دیکھنے کا متمنی ہے۔فضل الدین خان فوجی سپاہی تمغہ یافتہ و حسن دین خان پسران نصرو خان بھی اسی شاخ سے ہیں۔

محمد شیر خان کے چھ فرزندوں میں محمد قاسم خان خواندہ کانسٹیبل پولیس ہے۔اور باقی پانچ میں سے ۲ زیر تعلیم ہیں۔اور تین گھر کا کاروبار کرتے ہیں۔محمد نور خان ابن صوبا خان، میر عالم خان ابن صفدر علی خان، علی اکبر خان ڈرائیور محکمہ ایم ٹی معہ چہار برادران خلف شاہنواز خان۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

حوالدار میجر حسین خان و منشی میر عالم خان پسران مہدی خان۔ حسین خان ۱۹۱۷ء سے فوج میں ملازم ہیں اور اس وقت ۱۰/۷ راجپوت میں حوالدار میجر ہیں۔ رومن اُردو کی تعلیم میں آپ نے فوجی میڈل بھی حاصل کیا ہے۔ جنگ افغانستان کی خدمات کے صلہ میں تین تمغے بھی حاصل کئے۔ منشی میر عالم خان زمینداری کے کاروبار میں مصروف رہنے کے علاوہ انجمن قاداح بدعت والرسوم کے سکریٹری بھی ہیں۔ مہدی خان حنف سردار میسا[1] خان کے چار حسب ذیل اور بھائی بھی تھے۔ حسین علی خان مرحوم۔ بہادر خان مرحوم فضل خان و محمد شیر خان، بہادر خان لاولد کے علاوہ باقی سب بھائی صاحب اولاد ہیں۔ اسی کنبہ میں محمد سید خان صاحب حیثیت اور عالم شیر خان و شیر عالم خان پسران حسو خان بھی ہیں۔ اسی شاخ میں ''مولوی'' امیر عالم خان اور ان کے بھائی مولوی فاضل عالم دین خان مرحوم کا خاص طور پر نام لیا جاتا ہے۔ مرحوم کرسی نشین بھی تھے۔ عالم شیر خان فوجی سپاہی از اولاد سردار قمرو خان، منشی محمد عظیم خان پوسٹ مین۔ شیر عالم خان ولد زبردست خان فوجی ریزرو۔ محمد کریم خان ایم ٹی کمپنی موٹر ڈرائیور مولوی شیر احمد خان۔ سنگی محمد خان و سلطان محمد خان پنشنر سلیمان خان و برادر عمزاد محمد شفیع خان، باز خان کی اولاد سے نائک جماعت خان، فضل الدین خان نائک دہست علی خان ہیں۔ پہلوان خان پنشنر و شیر جنگ خان ایم ٹی کمپنی۔ سید نور خان ولد باجو خان۔ شہادم خان و فتح عالم خان ولد کریم خان، بہادر خان و فرزند ابراہیم خان (مڈل) و محمد نواز خان زیر تعلیم۔ شیر دل خان و بگا خان پسران ہاشو خان۔

''مولوی'' عبداللہ خان، سید اکبر خان، محمد قاسم خان (مڈل) و محمد کریم خان پسران فضل خان۔ ان میں عبداللہ خان ٹھیکہ داری کرتے رہے ہیں اور اس وقت تجارتی کاروبار کر کے دوسرے لوگوں کے لئے جو بیوپار اور تجارت کو مسلمانوں کے لئے توہین آمیز سمجھ رہے ہیں۔ چراغ ہدایت کا کام دے رہے ہیں۔ علی بہادر خان و علی گوہران پسران سمندر علی خان

[1] ان کے والد کا نام جنگی خان تھا۔ جو ابتدائے حکومت ڈوگرہ میں نمبردار تھے۔ اور برادری میں سرکردہ تھے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ٹھیکیداران سابق ملازمان فوج۔

حسین خان خواندہ ولد شیر باز خان۔ امیر خان معہ فرزندان شمشیر خان (میٹرک) میر احمد خان وگل احمد خان خواندہ۔ شمشیر خان راولپنڈی کے محکمہ پبلک ورکس میں کلرک ہے۔ فضل خان۔ سوہنا خان وجنگی خان پسران ناصرو خان۔ ان میں سوہنا خان فوجی ملازم رہا ہے۔ دوست محمد خان۔ محمد امیر خان۔ محمد حسین خان وفضل خان پسران مراد علی خان۔ غلام محمد خان وگلاب خان پسران شاہولی خان۔

موضع لوور۔ جومدار خان وبرادرزادہ سیدل خان نمبردار۔

موضع مندری۔ رنگ باز خان ولد نصرو خان۔ بہادر خان ولد فتح نور خان۔

موضع بہٹی۔ جنگ شیر خان نمبردار وبراور عمر بخش خان۔

موضع جھڑ۔ حیدر خان نمبردار۔ منگی خان ٹھیکہ دار ''مولوی'' محمد فضل ''مولوی'' عبدالعزیز مدرس۔

پسی داجھولہ۔ جماعت خان نمبردار۔

نکی کیر۔ عمر بخش خان نمبردار ومغل خان فارسٹر مرحوم پسران سردار فیض طلب خان۔ عمر بخش خان کا فرزند محمد اسماعیل خان مڈل تک پڑھا ہوا ہے۔

موضع ڈوم کوٹ۔ صاحب دین خان۔ سمندر علی خان۔ رنگ باز خان۔

موضع اویڑا۔ نواب خان نمبردار۔ اکرو خان۔ صوفی عالم شیر خان۔ محمد شیر خان ولد نورا خان۔ محمد شیر خان ولد منگی خان۔ زبردست خان ولد رنگ باز خان۔

موضع دُھندھار۔ محمد حسین خان پنشنر۔ گلاب خان پنشنر۔ محمد افسر خان ڈرائیور توفخانہ زمان علی خان نمبردار غلام علی خان وصفدر علی خان وعالم دین خان پسران باجولی خان۔ نور بخش خان۔

موضع چھتر۔ روشن علی خان۔ سرمست خان، مولوی عبدالروف۔ راجولی خان۔ جماعت

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

خان۔ فضل دین خان۔ میر باز خان۔ سید باز خان خواندہ ولد میر باز خان۔

موضع پدر۔ حسین دین خان نمبردار ولد "سردار" گل شیر خان۔ شیر احمد خان و حیدر خان گلاب خان۔

موضع پدر ٹوپی۔ منصر علی خان و فیروز خان۔

موضع منگ۔ تحصیل سدھنتی۔ آ کی خان نمبردار و دوست محمد خان نمبردار۔ فتح عالم خان۔ سمندر علی خان۔ فتح خان۔ حوالدار اکبر خان پنشنر۔

اس قوم کے رشتے ناطے اپنی برادری کے علاوہ سدھن اور ڈھونڈ اور کھکھہ اور ہوتیل وغیرہ اقوام کے ساتھ ہوتے ہیں۔ آٹھ دس ہزار قوم کی آبادی میں انٹرنس پاس تین چار سے زیادہ نہیں ہیں۔ چونکہ تعلیم بہت کم ہے۔ اس لئے پونچھ کی سرکاری ملازمت میں ان کو بہت کم حصہ ملا ہے۔ بلکہ نہ ملنے کے برابر ہے۔ البتہ برطانوی فوج میں قوم نارمہ کافی تعداد میں موجود ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

فصل نہم

بدھن

یہ قوم صرف پونچھ ہی میں نہیں۔ بلکہ علاقہ انگریزی کے اضلاع راولپنڈی وسیالکوٹ وہزارہ میں بھی آباد ہے۔ جو بدھن ضلع راولپنڈی میں ہیں۔ وہ اپنا سلسلہ اعوانوں کے ساتھ ملاتے ہیں۔لیکن کاغذات بندوبست میں ان کا اندراج تیلی بدھن کے نام سے تھا۔ چونکہ تیلی کوئی ذات یا گوت نہیں۔ بلکہ ایک پیشہ یا کاروبار ہے۔ اسلئے اس قوم کے لوگوں نے صحت قوم کی طرف حکام بندوبست کو توجہ دلائی۔ اور لکھا کہ ہم کو تیلی بدھن کی بجائے اعوان بدھن لکھا جائے۔ اعوان ان کی اصل قوم تھی۔ بدہن ان کے مورث اعلیٰ کا نام تھا۔ یہ دونوں باتیں تو مستقل طور پر ان کے قوم کا جزو تھیں۔ تیلی تیل بیچنے یا تیل نکالنے والے کو کہتے ہیں۔ جب تک کوئی تیل فروش کا کام کرتا ہے وہ تیل فروش ہے یا تیل نکالنے کا کام کرتا ہے تو تیلی ہے۔ لیکن جب اُس نے یہ کام ترک کر کے اور کاروبار اختیار کرلیا ہے۔ تو پھر اس لفظ کا اطلاق اُس پر کس طرح ہوسکتا ہے۔ یہ دلائل بہت معقول اور بہت وزن دار تھے۔ حکام بندوبست ضلع راولپنڈی نے ان کی عرضداشت پر توجہ فرمائی۔ اور ان کا نام کاغذات مال میں تیلی بدھن کی بجائے اعوان بدھن درج کردیا۔ چنانچہ ان کی صحت قوم کے متعلق صاحب ریونیو افسر راولپنڈی کے آخری حکم ۱۱ دسمبر ۱۹۰۴ء کے لفاظ ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

''جعفر خان انعام خور بہاول زمان علی۔ امام دین۔ حشمت۔ مختار علی۔ شیر زمان وتا پسر منگو وغیرہ حاضر ہیں۔ ان کی قوم تیلی بدھن درج ہے مگر وہ کہتے ہیں کہ انکی ذات اعوان بدھن ہے۔ نظام دین۔ کرم الٰہی۔ سراج دین پلٹن ۱۰۴ و پلٹن سفر مینا چھاؤنی پونہ میں ملازم ہیں۔ اس واسطے وہ حاضر نہیں ہیں۔ جعفر خان انعام خوار کی درخواست پر صاحب مہتمم بندوبست بہادر کی اجازت حاصل ہوچکی ہے۔ کہ ان کی قوم تبدیل کی جائے اور جان محمد اس کا پردادا ہے۔ باقی اس کے رشتہ دار جان محمد خان کی اولاد ہی سے ہیں۔ اس واسطے جعفر خان کے ساتھ ان کی قوم بھی تبدیل کی جانی مناسب ہے کیونکہ وہ سب ایک مورث کی اولاد سے ہیں۔ لہذا حکم ہوا کہ داخل خارج تبدیل قوم اولاد جان محمد از تیلی بدھن بہ اعوان بدھن منظور ہے۔ حکم سنایا گیا۔''

بدھن قوم ضلع ہزارہ میں بھی آباد ہے۔ چنانچہ رواج نامہ عام بندولست حال اقوام ضلع ہزارہ کی ایک مصدقہ نقل میں اعوان قوم نے اپنی حسب ذیل پانچ بڑی شاخیں بتائی ہیں۔ گولڑہ۔ قطب شاہی۔ کھوکھر۔ چوہان۔ کلگان اور پھر ان کی شاخ در شاخ میں بر سین۔ کٹھوال۔ مرجان۔ پوٹھواری کے ساتھ بدھن کو بھی اعوان قوم ہی کی شاخ بتایا ہے۔

سطور مندرجہ صدر سے معلوم ہوگیا ہوگا۔ کہ اضلاع راولپنڈی و ہزارہ میں جو بدھن قوم آباد ہے وہ اعوانوں کی ایک شاخ ہے۔ بلکہ یہ قوم نواب صاحب امب درنبد کی ریاست میں بھی پائی گئی ہے۔ اور وہاں بھی یہ اعوانوں ہی کی ایک شاخ تصور کی گئی ہے۔

پونچھ کی تحصیل سدہنتی میں بھی بدھن قوم عرصہ دراز سے آباد ہے۔ اور وہاں اس کی تعداد چودہ پندرہ ہزار سے کم نہیں ہے۔ ان کا کثیر حصہ کاغذات مال میں اعوان تسلیم جاچکا ہے۔ لیکن ابھی تک ایک معقول تعداد ایسی ہے جو صحت قوم کی منتظر ہے۔ جو بدھن صوبہ سرحد کے ضلع ہزارہ اور صوبہ سرحد کی ریاست امب دربند میں رہتے ہیں۔ وہ بھی اعوان ہیں۔ جو ضلع راولپنڈی کے موضع روات میں رہتے ہیں۔ جان محمد کی اولاد سے جعفر خان وغیرہ جن کی صحت قوم کا ذکر سابقہ سطور میں ہوچکا ہے وہ بھی اعوان ہیں جو بدھن پونچھ کی تحصیل سدہنتی میں

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

رہتے ہیں وہ بھی اعوان ہیں۔ پھر تعجب ہے۔ کہ پونچھ میں حکام مال نے بدھن قوم کے ایک حصہ کو صحت قوم سے کیوں محروم کررکھا ہے۔ جب بدھن اعوان ہیں اور یقیناً ہیں تو وہ بدھن کیوں اعوان تسلیم نہیں کئے جاتے۔ دوات تحصیل راولپنڈی کے علاوہ موضع پرہائی تحصیل کہوٹہ (راولپنڈی) کے نمبردار دیہہ مسمی باقر کی قوم بھی بدھن کی بجائے آوان بدھن درج ہوئی تھی۔ جس کا ذکر جمعہ بندی ۱۹۳۲ء میں درج ہے اور جس کے متعلق ریونیوافسر کا یہ آخری حکم مورخہ ۳۲/۳/۲۶ میں درج ہے کہ بحکم صاحب کمشنر بہادر ۱۵ دسمبر ۳۱ء کو باقر کی قوم آوان بدھن قرار پا چکی ہے۔ اس لئے داخل خارج حسب صورت جدید منظور ہے۔'' اس سے صاف ظاہر ہے کہ بدھن کی گوت اعوان نہیں۔ بلکہ اعوان کی گوت بدھن ہے اور اصل قوم اعوان ہی ہے۔

بدھن قوم زراعت پیشہ ہے۔ اس میں اصحاب ذیل بارسوخ اور معتبر مانے جاتے ہیں۔ ستار محمد خان نمبردار موضع بساڑی، ماسٹر محمد ابراہیم ساکنہ رکڑ، قاسم علی سکنہ نیریاں مولوی جمال دین سکنہ رکڑ۔ منشی شادمان خان سکنہ بساڑی۔ منشی قادر بخش سکنہ سہر ککوٹہ۔ ماسٹر فتح محمد سکنہ نورسہ۔ سائیں فقر دین سکنہ ہمروتہ۔ اس قوم کے کئی لوگ برطانوی افواج میں ملازم ہیں اور کئی ایک پنشن پر ہیں۔ چند نام درج ذیل ہیں۔ حشمت علی خان پنشنر سکنہ رکڑ۔ مختار خان نائک پنشنر سکنہ کہالہ۔ نوازش علی خان سکنہ چوکیاں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

فصل دہم

سیال

پنجاب میں دو قومیں سیال کہلاتی ہیں۔ ایک وہ جو جھنگ کے اکناف واطراف میں آباد ہے یہ قوم راجپوت[1] کہلاتی ہے۔ اس کے مورث اعلیٰ حضرت باوا فرید الدین گنج شکر کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے۔ دوسری سیال وہ قوم ہے جو کھوکھر قطب شاہی کہلاتی ہے اور جس کا نسبی تعلق حضرت عباس بن علی مرتضیٰ کی اولاد کے ساتھ ہے۔

سیال لفظ کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس میں سے ایک بزرگ کا نام سال[2] تھا۔ اُس کی اولاد اس کے نام پر سال اور بعد میں سیال کے نام سے موسوم ہوگئی۔ سیال شریف میں حضرت خواجہ شمس الدین چشتیؒ بڑے نامی بزرگ ہیں۔ ان کا روضہ تمام پنجاب میں مشہور ہے اور اس روضہ کے سجادہ نشین ملک میں بہت بڑا احترام رکھتے ہیں۔ حضرت خواجہ شمس الدین زمان علی معروف کھوکھر بن عون قطب شاہ سے ۲۱ ویں پشت میں تھے اور قطب شاہ۔ حسن بن عبداللہ بن عباس بن علی کی آٹھویں پشت میں شمار کیے جاتے ہیں۔

---

[1] تاریخ نسب نامہ کھوکھراں مصنفہ ملک سراج الدین احمد صفحہ ۸۳۔

[2] سال جن کے نام پر سیال قوم مشہور ہے۔ زمان علی کھوکھر بن عون قطب شاہ کی چھٹی پشت میں تھے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

جس طرح اعوان قطب شاہی قوم کے جداعلیٰ حسن بن عبداللہ بن عباس بن علی ہیں اسی طرح سیال کھوکھروں کا نسب بھی اسی جگہ جا کر ختم ہوتا ہے۔اسی سیال قوم کے ایک بزرگ حافظ غلام محمد موضع جھاوریاں ضلع شاہ پور پنجاب سے مہاراجہ گلاب سنگھ کے زمانہ میں پونچھ آئے اور وہ موضع منگ تحصیل سدھنتی آ کر مسکن گزین ہوئے۔آپ حافظ قرآن ہونے کے علاوہ دینی علوم کے عالم اور صوفی مشرب تھے۔آپ کی تمام عمر درس تدریس میں گذری ہے۔

آپ کے دوفرزند منشی محمد اکبر اور مولوی محمد نذیر موجود ہیں۔اول الذکر مقامی مدرسہ میں صدر مدرس ہیں اور ثانی الذکر عربی فارسی پر عبور رکھنے کے علاوہ ایک خوش بیان مقرر ہیں۔ اور انجمن اسلامیہ کی طرف سے صیغہ نکاح خوانی کے قاضی گرداور ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

فصل یازدہم

گُجر

گجر ہندوستان کی قدیم ترین قوموں سے ہے۔ اس قوم کی تاریخ کے متعلق مصنفین ومورخین نے بہت کچھ لکھا ہے۔ اس نام کو کسی نے گجر، کسی نے گوجر، کسی نے گرجارا، کسی نے گرجر اور کسی نے خزر، کسی نے جذر لکھا ہے۔ اور تاریخوں کے مطالعہ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس قوم نے غیر ملک سے آ کر ہندوستان کے مختلف علاقوں میں صدہا سال تک حکومت بھی کی ہے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ مورخ نہ اس کے صحیح نام پر متفق ہیں اور نہ اس قوم کے درود ہند کا کوئی زمانہ تعین کر سکتے ہیں۔ اور نہ اس کے اصل وطن کا کوئی متفقہ فیصلہ کر سکتے ہیں۔

اس قوم کے تاریخی وسیاسی حالات کے متعلق عربی، فارسی، انگریزی، ہندی، سنسکرت اور اُردو تاریخوں میں بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ لیکن واقعات مختلف اور اسی لئے روایات بھی مختلف خیالات بھی مختلف اور قیاسات بھی مختلف ہیں۔ حال ہی میں خانصاحب مولانا عبدالمالک ریٹائرڈ ریونیو منسٹر بہاولپور نے ''شاہان گجر'' کے نام سے جو کتاب لکھی ہے۔ وہ چونکہ گجر قوم کی متعلقہ تمام تاریخوں کا نچوڑ ہے۔ اور بہ حیثیت مجموعی نہایت محنت و تحقیق سے لکھی گئی ہے۔ اس

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

لئے گجروں کے گذشتہ سیاسی اقتدار اور گجر حکومتوں کی عظمت وشوکت اور گجر اقوام کے عام حالات سے واقفیت حاصل کرنے کا اس تاریخ سے بہتر کوئی ذریعہ نہیں۔

مصنف شاہان گجر نے علم اللسان ولصوت کی متعارف مثالوں سے گوجر یا گجر یا گرجار ایا گُرجر یا خزر یا جذران سب الفاظ کو ایک ہی لفظ قرار دیا ہے۔ بلکہ بتایا ہے کہ بحیرہ خزر جس کو غلط العام بحیرہ خضر بھی لکھتے ہیں۔اسی قوم خزر کے نام پر ہے۔عربوں نے گجر قوم کو ہمیشہ خزر لکھا ہے۔

گجروں کے اصل وطن پر بھی مورخوں میں بہت کچھ اختلاف ہے لیکن ہم صرف دو باتوں کا ذکر کرتے ہیں جو مصنف شاہان گجر کی تحریر کے مطابق قابل قبول ہوسکتی ہیں۔اول یہ کہ بعض ان کو وسط ایشیا کے خانہ بدوش ترکی خاندان بتاتے ہیں۔ جو دوسری صدی قبل مسیح آپس میں لڑ پڑے۔اور ایک فریق جو یوچی کہلاتا تھا شکست کھا کر دادیئے میسحوں کی طرف چلا گیا۔جہاں اُس نے ازسر نو اقتدار حاصل کر کے پہلی صدی مسیحی کے ابتداء میں اپنے چھوٹے چھوٹے قبائل کو منظّم کیا اور کئی ملک فتح کر لئے۔دوم یہ کی بعض مورخیں کے خیال میں گجر ستھیا یا ستھین نسل سے ہیں۔بدھ مذہب کے عروج وزوال (سنہ ۲۴۲ تا سنہ ۵۰۰ قبل مسیحی) کے زمانہ میں ستھین اقوام افغانستان کو روندتی ہوئی درہ بولان اور کوہ سلیمان سے گذر کر سرحد ہندوستان میں داخل ہوگئیں۔اسی ستمین اقوام کی ایک شاخ یوچی قوم بھی ہے۔ بقول مصنف شاہان گجر طبقات الامم کا مصنف گجر کو ترک قوم کا ایک قبیلہ قرار دیتا ہے۔اور مندرجہ صدر روایات کے مطابق بھی ان کو ترکوں کا ایک خانہ بدوش خاندان اور ستھین طبقہ کی ایک شاخ بتایا گیا ہے اور چونکہ ترکوں کا ستھین قوم کا وطن سب نے وسط ایشیا ہی قرار دیا ہے۔اور چونکہ ترکوں کا اور ستھین قوم کا وطن سب نے وسط ایشیا ہی قرار دیا ہے۔اور بحیرہ خزر اور گرجستان یا جرجان بھی وسط ایشیا ہی میں ہیں۔جن کو لفظ گجر یا جذر سے خاص مناسبت ہے۔اسلئے ان امور سے ثابت ہوتا ہے کہ گجروں کا اصل وطن وسط ایشیا ہی تھا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

گجر قوم کے وارد ہند ہونے کے زمانہ کا تعین کرنے میں گو مورخوں میں بہت کچھ اختلاف ہے لیکن جب اس بات کو تسلیم کیا جاتا ہے کہ بدھ مذہب کے عروج و زوال (۲۴۲ تا ۵۰۰ سال قبل مسیح) زمانہ میں ستھین قوم جس کی ایک شاخ یوچی قوم بھی ہے۔ افغانستان کو روندتی ہوئی درہ بولان اور کوہ سلیمان سے گذر کر سرحد ہندوستان میں داخل ہوئی اور برہمنوں نے جو بدھ مت کے عروج کی وجہ سے زوال پذیر ہو رہے تھے۔ ستھین قوم کی آمد کو غنیمت سمجھا تو گجر قوم کے درود ہند کا اگر یقینی نہیں تو ایک قیاسی زمانہ ضرور تعین کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً گوتم بدھ بانی بدھ مت چھٹی ساتویں صدی قبل مسیح پیدا ہوا۔ اس مذہب کو راجہ اشوک (۲۷۲ ق م سے ۲۳۲ ق م تک) کے زمانہ میں انتہائی عروج حاصل تھا۔ اور یہی وہ زمانہ تھا جب برہمنوں پر زوال آ رہا تھا لیکن اشوک کے بعد اس کے جانشین ایسے زبردست حکمران ثابت نہ ہوئے اور بدھ مذہب کو کبھی عروج اور کبھی زوال آنے لگا۔ اسی دوران میں برہمنوں نے پر پرزے سنبھالنے شروع کئے۔ بلکہ تاریخ[1] ہند میں تو لکھا ہے۔ کہ اشوک کا ایک پوتا راجہ سمپراتی جس کا دارالحکومت اوجین تھا۔ جین مذہب کا اتنا ہی حامی تھا۔ جتنا اس کا دادا اشوک بدھ مت کا تھا۔ جو اس بات کی دلیل ہے کہ ان ایام میں بدھ مت کے عروج کی دوپہر ڈھل چکی تھی۔ اس خاندان کا آخری راجہ مسیح سے ۱۸۵ سال قبل گذرا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ستھین یا یوچی قوم جس سے گجر قوم نکلی ہے۔ ہندوستان میں زیادہ سے زیادہ مسیح سے قریباً دو سو سال قبل آئی تھی۔ کیونکہ راجہ اشوک اور اس کے بعد ایک دو جانشین کے عہد ہی میں بدھ مذہب کا عروج رہا ہے۔ اور اس مذہب کے عروج کے زمانہ ہی میں برہمن زوال پذیر ہو سکتے تھے۔

جب گجر قوم ہندوستان میں داخل ہوئی۔ تو ہندوستان میں صرف ۲ مذہب تھے۔ ایک بدھ مت ایک برہمن، گجر چونکہ ایک جنگجو قوم تھی اور وسط ایشیا سے لڑتی بھڑتی باہر نکلی تھی اور تلوار

---

[1] تاریخ ہندوستان حصہ اول مصنفہ پروفیسر تیجا سنگھ ایم اے بو پروفیسر سری رام ایم اے صفحہ ۸۱۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہاتھ میں لئے ہوئے ہندوستان میں داخل ہوئی تھی۔ اور اس زمانہ میں چونکہ برہمن مذہب تیغ زنی اور گوشت کی اجازت دیتا تھا۔ اور بدھ مت ان باتوں کی مخالفت کرتا تھا۔ اس لئے گجروں نے برہمن مذہب قبول کرلیا۔ اور ان میں جو تلوار کے دھنی تھے وہ کھشتری یعنی راجپوت کہلائے۔ اور برہمنوں کے دھرم کے محافظ قرار پائے۔ بعض گجر ہی کہلاتے رہے اور جو تجارت میں مصروف ہوگئے وہ دیش بن گئے اور بعض برہمنوں میں شامل ہوگئے۔ یہی وجہ ہے کہ گجروں میں ہر قسم کی ذاتیں اور گوتیں جو ہندوؤں میں موجود ہیں۔ کم وبیش پائی جاتی ہیں اور راجپوت ذاتیں تو خصوصیت سے بہت زیادہ ہیں۔

گجر قوم کے مختلف خاندانوں نے ہندوستان کے مختلف حصص پر عرصہ دراز تک بڑی شاندار حکومت کی ہے۔ جنوبی ہند کے خاندان چوڑہ ودلبھی جو ساتویں اور آٹھویں صدی عیسوی اور پانچویں اور چھٹی عیسوی تک گجرات کاٹھیاواڑ اور جنوبی ہند کے دیگر ممالک میں حکمران رہے ہیں گجر ہی تھے۔ انہلو اڑہ جس کو مسلمان مورخین نہر والا لکھتے ہیں۔ ۷۲۰ھ سے ۹۵۰ھ تک گجر قوم ہی کے زیر نگین رہا ہے۔

تاک یا تکشک نام سے ایک ہندو گجر غیاث الدین تغلق کے زمانہ میں فوج کے ایک حصہ کا سردار تھا وہ جب مسلمان ہوگیا تو بادشاہ نے اس کو مظفر خان کا خطاب دے کر ۱۳۹۱ء میں گجرات کا دبیدار بنایا۔ لیکن ۱۲۹۸ء میں وہ مظفر شاہ نام رکھ کر خود مختار ہوگیا۔ احمد آباد گجرات اس کے بیٹے سلطان احمد شاہ کا آباد کیا ہوا ہے۔ اکبر نے ۹۹۱ھ میں اس کو فتح کرلیا۔

ریواڑی کی ریاست پر غدر سے قبل ایک گوجر ہی حکمران تھا۔ اب بھی سمتھر (جھانسی) میں ایک ہندو گجر خاندان ہی حکمران ہے۔ پونچھ میں بھی گجر قوم کی ایک شاخ سانگو سالہا سال تک حکمران رہی ہے۔

غرض ہندوستان میں گجر قوم کا ماضی بڑا شاندار رہا ہے۔ اور اگر وہ اپنے ماضی کو عبرت آموز نظر سے دیکھے۔ تو نہ صرف اس کا حال بلکہ اس کا مستقبل بھی شاندار بن سکتا ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اپنے مستقبل کو تو ماضی کے آئینہ میں دیکھ

نام کر پیدا کہ اب تک کچھ نشاں باقی تو ہے

فوقؔ

پونچھ کی کوئی صحیح اور مستند تاریخ اب تک نہیں چھپی۔ اس لئے اس امر کے متعلق کہ پونچھ کے علاقہ میں گوجر کب آئے۔ کس حال میں آئے۔ اور کہاں سے آئے۔ کوئی یقینی کیفیت معلوم نہیں ہوسکتی۔ پونچھ کی بعض گوجر اقوام نے جو حالات بھیجے ہیں وہ بھی تاریکی کے سوا کسی روشنی کا پتہ نہیں بتا سکتے۔ قیاس آرائیاں ہیں ان کو جس قدر چاہو پھیلاؤ لیکن علم تاریخ کے روح سے قرین اعتبار ہوسکتا ہے جس کو مورخین تسلیم کریں۔

جیسا کہ لکھا جاچکا ہے۔ گوجر ہندوستان کی نہایت قدیم قوم ہے۔ اس کا ماضی ہندوستان کی سیاسیات دیرینہ میں ایسا ہی شاندار رہا ہے۔ جیسا اُس کا حال فی الحال عبرت آگین نظر آرہا ہے۔ اس قوم کے افراد ہندوستان سے یوروپ اور ایشیا تک پھیلے ہوئے تھے اور اس کا ثبوت گوجروں کی قدیم تاریخوں کے آئینہ سے صاف دکھائی دے رہا ہے۔ قرائن سے پایا جاتا ہے کہ پونچھ میں گوجر قوم بہت قدیم[1] زمانہ سے آباد ہے اور شائد اس زمانہ سے آباد ہے۔ جب پونچھ نہ پونچھ تھا نہ رستم نگر۔ بلکہ وہ پرنتس کے نام سے مشہور تھا۔ اور لوہر کوٹ

[1] زمانہ قدیم کے علاوہ اکبر کے زمانہ میں اور اس کے بعد بھی گجرات اور نواح گجرات سے گجر قوم کی کثیر تعداد کوہستانی اور میدانی علاقوں میں پھیلی ہے۔ کیونکہ پنجاب کے علاقہ میں گجر اقوام کا سب سے بڑا مرکز یہی ضلع ہے اور اس زمانہ میں چونکہ گجرات اور بھمبر ہی کشمیر شاہی رستے تھے۔ اس لئے کوئی تعجب نہیں۔ اگر شاہی افواج کے ساتھ بطور ملازم یا کسی اور حیثیت سے اس قوم کے لوگوں نے بھی نقل مکانی کر لی ہو چونکہ اسی لائن میں راجوری بھی ہے اور راجوری اور تھمنہ سے حاجی پیر عبور کرنے کے بعد پونچھ کے رستے میں علاقہ سورن آتا ہے اور وہاں بھی گجرات اور راجوری کی طرح گوجر قوم کافی طور پر آباد ہے۔ اس لئے یہ بات تسلیم کر لینے کے قابل ہے کہ پونچھ کے گوجر علاقہ گجرات سے پونچھ میں گئے ہیں۔ اور تھنہ اور راجوری اور سورن کے رستے گئے ہیں۔ اور اکبر کے عہد میں زیادہ ان کی آمد و رفت پونچھ میں شروع ہوئی ہے۔ صاحب مصنف شاہان گجر بھی صفحہ ۳۸ پر لکھے ہیں۔ ان (پونچھ کے گجروں) کے گوت بھی وہی ہیں جو ضلع گجرات کے گجروں کے ہیں۔ قحط سالی کے وقت انکے بزرگ گجرات سے پونچھ چلے آئے تھے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

یا لوہکوٹ یا لوہرین اس کا دار الحکومت تھا۔

گجر قوم دراصل مختلف جنگجو اقوام کا مجموعہ ہے کسی وقت یہ ایک زبردست اور مطیع نہ ہونے والی تند مزاج پہاڑی قوم تھی۔ عہد محمود غزنوی کے مورخ البیرونی اور اسکے حوالہ سے فرشتہ اور دیگر مورخوں نے محمود کے حملہ کے کشمیر کی ناکامی کے اسباب میں قلعہ لوہکوٹ کی مضبوطی اور اسکے استحکام کا ذکر کیا ہے۔ پھر ۱۸۱۴ء میں جب مہاراجہ رنجیت سنگھ نے حملہ کشمیر کے دوران پونچھ کو تباہ کرنا چاہا۔ تو اس وقت پونچھ پر وزیر روح اللہ خان کا اقتدار تھا۔ مہاراجہ کو اپنی فوج کا بہت سا حصہ ضائع کرا کر ۳۰ جولائی ۱۸۱۴ء کو پونچھ کا محاصرہ چھوڑ کر منڈی کی طرف بھاگ جانا پڑا۔ وزیر روح اللہ کے بیٹے راجہ امیر خان اور پوتے راجہ میر باز خان نے پونچھ پر شاندار حکومت کی ہے۔ یہ قوم کے سانگو گجر تھے۔

گجروں کی تعداد پونچھ میں ڈیڑھ لاکھ کے قریب ہے۔ جو یوں تو پونچھ کی چاروں تحصیلوں میں پھیلی ہوئی ہے لیکن تحصیلات حویلی مہنڈر میں یہ قوم کثرت سے آباد ہے۔ بلکہ ان کی مختلف گوتوں اور ذاتوں کے نام پر کئی گاؤں آباد ہیں۔ مثلاً ہنڈی کھٹانہ، بانڈی چیچیاں، ڈنہ دہکڑیاں، ڈنہ ڈوئیاں، موہری مسیواں، نوناں بانڈی وغیرہ۔ یہ قوم زمانہ قدیم ہی سے زراعت پیشہ اور مال گذرار چلی آتی ہے۔ حویلی و مہنڈر کی تحصیلوں میں یہ لوگ کثیر مال مویشی وزراعت کے مالک ہیں۔ ان تحصیلوں میں موروثی و پشتینی زمیندار گجروں کے بڑے بڑے وسیع مکانات ہیں جو اس قوم کی عظمت اور اعلیٰ زمینداری کی عمدہ مثال ہیں۔

یہ قوم بالعموم امن پسند۔ سادہ لوح۔ صابر و قانع ہے اور گو کئی دیگر اقوام سے مرفع الحال ہے۔ لیکن دور موجودہ کی جدید برکات سے بہرہ ور نہ ہو سکنے کی وجہ سے عام طور پر اس کی تعلیمی و اقتصادی حالت اچھی نہیں ہے۔ بالخصوص تعلیم کا اس قوم میں بہت کم رواج ہے۔ اور ۲ ۱/۱ لاکھ کی آبادی میں کوشش کے باوجود بھی کسی انٹرنس پاس کا نام نہیں مل سکا۔

راجہ موتی سنگھ کے زمانہ میں گوجر قوم کے بعض نمائندگان وسہرہ وغیرہ کے درباروں

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

میں خاص طور پر مدعو کئے جاتے تھے اور ان کو خلعت فاخرہ وٹیکہ سے بھی ممتاز کیا جاتا تھا۔ راجہ موتی سنگھ کے بعد ان کے فرزند راجہ بلدیو سنگھ کے زمانہ میں بھی مراعات کا یہ سلسلہ جاری رہا۔

جہاں جہاں اس قوم کی اکثریت ہے وہاں اسی قوم کے نمبردار و منصب دار خطاب دار بھی ہیں۔ اس قوم میں قریباً ڈیڑھ سو نمبردار بتایا جاتا ہے کئی جاگیردار اور انعام خوار ہیں۔ کئی ایک کو میر چوہدری کا خطاب ملا ہوا ہے۔

اس قوم میں صلحاؤ علما اور مشائخ بھی کثیر تعداد میں گذرے ہیں۔ اور اس وقت بھی موجود ہیں۔ حضرت خواجہ عبید اللہ المعروف بابا جی صاحب لاروی خاندان نقشبندیہ مجددیہ ایک قابل فخر ہستی تھے۔ آپ کی تصنیفیات سے ملفوظات[1] نظامیہ اور اسرار کبیری علم تصوف میں بڑے پایہ کی کتابین ہیں۔ ملفوظات نظامیہ آپ نے اپنے مرشد حضرت خواجہ شاہ نظام الدینؒ ساکن کائیاں کے نام پر لکھی ہے۔ بابا جی صاحب لاروی بڑے متوکل و متشرع بزرگ تھے۔ ذکر ہے کہ ایک مرتبہ مہاراجہ سر پرتاپ سنگھ والئے جموں و کشمیر نے آپ کے لئے جاگیر یا لنگر۔ مصرف خانہ یا وظیفہ مقرر کرنا چاہا۔ مگر آپ نے انکار کر دیا۔ آپ اپنے پیر روشن ضمیر کے خلیفہ اعظم تھے۔ آپ کے ارادتمندوں کی تعداد بھی کئی لاکھ تک بتائی جاتی ہے۔ صاحبزادہ خواجہ محمد نظام الدین لاروی آپ کے جانشین اور صاحبزادے ہیں اور پونچھ کی قریباً تمام گوجر قوم ان کی مرید ہے۔

علاوہ ازیں اس قوم میں جو بزرگ فیض روحانی سے عوام کو مستفیض کرتے رہے ہیں ان میں چن ایک کے نام حسب ذیل ہیں۔ حضرت میاں محمد صاحب مصنف سیف الملوک مزار واقعہ کھڑی ضلع میر پور، خواجہ نظام الدین المعروف سائیں صاحب مزار وضع پلولی علاقہ راجوری، حافظ محمد جی صاحب بنی والے، علاقہ اوڑی چکار مظفر آباد وغیرہ کے راجپوت کھکھہ اور بمبہ وغیرہ اس خاندان کے بہت معتقد ہیں۔ اس وقت حافظ جی صاحب کے

[1] یہ دونوں کتابیں غیر مطبوعہ ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

صاحبزادے محمد امین سجادہ نشین ہیں۔ شاہ نورنگ صاحب مزار ٹھراہ تحصیل مہنڈر میاں سائیں علیا صاحب مزار موضع تاہی۔ حافظ فضل دین شہنیدوری مزار پونچھ محلہ خانقاہ۔

اس قوم کے قابل ذکر علماء و واعظین میں حسب ذیل نام بتائے گئے ہیں۔ مولانا عبدالرحمان فاضل دیوبندی، مولانا یعقوب فاضل دیوبندی۔ مولانا غلام محی الدین فاضل صوفی۔ مولوی محمد عمر کنوئیاں پریذیڈنٹ انجمن اہل حدیث و جنرل سکریٹری اصلاح گجر قوم پونچھ مولوی عبدالحی واعظ۔ مولوی مہر دین قمر لکچرار راجوری۔

یوروپ کے جنگ عظیم میں بھی اس قوم کے کثیر افراد نے جنگی خدمات انجام دی ہیں۔ اس صلہ میں بعض اصحاب مثلاً میر چوہدری فیض محمد خان۔ چوہدری راج محمد، چوہدری سردار غلام محی الدین خان و چوہدری غلام حسین خان آف لسانہ کو سندات بھی عطا ہوئی ہے۔

گجر برادری کے بعض مشاہیرے اسمائے گرامی انکی ذاتوں اور گوتوں کے ذکر ہی میں لکھ دیئے گئے ہیں بعض اصحاب کے نام ذیل میں درج ہیں۔ چودھری غلام محمد خان علاقہ پنج ناڑ۔ مقدم محمد حیات میر آف دورسنی، مقدم ولی محمد کوٹلی، چوہدری دیوان علی خان تہنور، چوہدری کریم بخش خوشاب۔ چوہدری لال دین چھیلہ، چوہدری راج محمد کلر موہڑا۔ چوہدری لال دین کلر کٹل، چوہدری قمر دین مڑہوٹ، چوہدری لال دین شہیدرہ، چوہدری میر محمد سنئی، چوہدری محمد اعظم ٹوپا مقدم غلام محمد و میر محمد لورن، مقدم دار اور راج محمد دہڑہ موہڑہ۔ مقدم کرم دین، مقدم جمعہ آف موہری سیلوان جاگیردار، مقدم غلام محمد، مقدمِ میر اور راجولی از خاندان مقدم کالو و مقدم چڑیا جن کو بمنشائے حکم سرکار مئی ۱۵۰۲ء ترنی وغیرہ معاف ہے۔

گوجر قوم کی تعداد چونکہ پونچھ کی دیگر تمام اقوام سے زیادہ ہے۔ اس لئے ان کی رشتہ داری بالعموم اپنی ہی قوم میں ہوتی ہے۔ گر گاہے گاہے دوسری چیدہ اقوام کیساتھ بھی رشتہ داری قائم کرلی جاتی ہے۔

پونچھ کی گجر قوم میں کئی شاخیں اور کئی برادریاں ہیں اور ہر چند کہ مصنف شاہان گجر

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

نے گجر اقوام کی بہت سی گوتوں اور ذاتوں کا ذکر لکھا ہے لیکن اس تفصیل کے باوجود وہ نا تمام ہے۔ ہم صرف گجر قوم کی ان ہی ذاتوں اور گوتوں کا کچھ ذکر کرتے ہیں جو پونچھ میں پائی جاتی ہیں اور جن کی وجہ تسمیہ کی کچھ کیفیت معلوم ہو سکی ہے یا جن کے تفصیلی حالات کا کچھ علم ہو سکا ہے۔

سانگو۔ اس قوم کا سب سے پہلا شخص جو نہایت معمولی حالت سے ترقی کر کے پہلے راجہ خان بہادر والئے پونچھ کا وزیر بنا اور راجہ کی ہلاکت کے بعد سربراہ حکمران پونچھ بنا۔ وہ وزیر روح اللہ تھا۔ خان بہادر خان کے بعد ۱۲۱۶ھ مطابق ۱۷۹۷ء میں اس نے اپنے فرزند امیر خان کو راجہ پونچھ تسلیم کرالیا اور خود وزیر بن کر حکمرانی کرنے لگا۔ اس کا سجع تھا امیرم کردہ شرم نگہدار وزیر روح اللہ ۱۸۱۹ء میں اور اس کا فرزند اس کے چار پانچ سال بعد انتقال کر گیا۔ پھر امیر خان کا بیٹا میر باز خان پونچھ کا راجہ بنا۔ اس زمانہ میں مہاراجہ رنجیت سنگھ پونچھ کشمیر کو فتح کر کے وہاں اپنے مقام مقرر کر چکا تھا۔ اس لئے وہ راجہ میر باز خان کو اپنے ہمراہ لاہور لے گیا۔ جہاں ایک چب پیر بخش خان نے جو راجہ سلطان خان چب بھمبر والے کا عزیز تھا ایک پرانی عداوت کے باعث ۱۸۳۷ء میں اس کو قتل کر دیا اور اس کے ساتھ ہی سانگو قوم کے عروج واقبال کا خاتمہ ہو گیا۔

سانگو قوم کی موجودہ حالت نہایت عبرت ناک ہے۔ یہ قوم جو آج سے ایک سو سال قبل ملک کی حکمران تھی آج اس میں جاگیردار تو کجا کوئی نمبردار بھی نہیں ہے۔ سرکاری ملازمت میں سانگو قوم کا ایک بھی فرد نہیں۔ اس وقت اس قوم کا پیشہ زمینداری ہے۔ راجہ میر باز خان کے فرزند کا نام ابراہیم خان تھا۔ ابراہیم کا فرزند پیر محمد۔ جس کے حسب ذیل تین فرزند اس وقت موجود ہیں۔ میر محمد پہلوان، افراسیاب۔ اس قوم کی آبادی زیادہ تر موضع کہنتیر وکلائی کروپنی میں ہے۔ سرکار دربار میں اس قوم کا کوئی رسوخ نہیں ہے اور نہ رسوخ کے ذرائع یعنی تعلیمی و دماغی قابلیت کے جوہر اب اس میں موجود ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کوہلی یا کولی۔ یہ لوگ اپنے آپ کو سورج بنسی خاندان سے بتاتے ہیں ان کے مورث اعلیٰ کا نام راجہ کوہل تھا گجرات پنجاب اور گجرات دکن میں کولی گجر بکثرت پھیلے ہوئے ہیں۔ جو کولی دکن میں آباد ہیں۔ وہ اپنا شجرہ راجہ بکر ماہمیت تک لے جاتے ہیں۔ کوہلی گوت کھتریوں میں بھی ہے جاٹوں میں بھی ہے اور گجروں میں بھی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان کا منبع ایک ہی ہے۔ اکبر کے زمانہ میں کولی گجر صوبہ گجرات دکن کے بہترین اور مضبوط سپاہیوں میں تھے آئین اکبری میں ۱۶ ایسے قلعوں کے نام درج ہیں جن کے محافظ صرف کولی گجر ہی تھے۔ ان میں پٹن، بیجاپور، پالن پور اور جھالا باغ، ہا کے قلعے بہت مشہور ہیں۔ جھالا بارہ کے قلعہ میں تو دوسو سوار اور دس ہزار پیادہ کولی رہا کرتے تھے ان خدمات کے صلہ میں کولی سرداروں کے لئے جاگیریں مقرر تھیں۔

پونچھ میں گجر کولی تحصیل مہنڈر کے مواضعات کنویاں، کلائی۔ کروپنی، فسانہ، چنڈک، نچھندانہ وغیرہ میں آباد ہیں۔ اور ان میں قابل ذکر اصحاب حسب ذیل ہیں۔ چوہدری غلام حسین اعلیٰ نمبردار رئیس لسانہ۔ آپ انجمن اسلامیہ پونچھ۔ ترجمان زمیندارہ پونچھ۔ انجمن حزب الاضاف کے وائس پریذیڈنٹ اور انجمن اصلاح گجرو جاٹ کے پریذیڈنٹ اور گجر قوم کے لیڈر ہیں۔ میاں رحمت اللہ میاں فیض محمد، مولانا حسین سکنہ چنڈک ، مولوی محمد عبداللہ سکنہ کنوئیاں، میاں صاحب دین سکنہ بسانہ، مولوی غلام محی الدین صوفی، میاں صاحب دین سکنہ لسانہ، مولی غلام محی الدین صوفی، میاں صدردین، علاوہ ازیں میاں اسماعیل غازی ومیاں دلاور (مزار واقع کروپنی) اور باوا سادی یا بابا شادی (مزار واقعہ دندی دہڑہ) گولی گجر ہی تھے۔

تاس یا تاک یا تکشاک۔ تاریخ شاہان گجر میں عربی کتب کتاب الاخلاق النفسیہ اور المسالک والممالک کے حوالہ سے تاس قوم کا حال تفصیل سے درج ہے۔ بادشاہ بلہارا جس کو

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

مسلمان عرب مورخین نے ہندوستان کا شہنشاہ لکھا ہے کے ملحق الحدود ممالک میں دو بادشاہ گوجر قوم سے بھی تھے۔ ایک کو عرب مورخین نے صرف گوجر لکھا ہے دوسرے کو تانک بادشاہ بتایا ہے اور اسی کتاب یعنی شاہان گجر کے صفحہ ۵۲۶ کے حاشیہ میں لکھا ہے کہ متا نک گوجر قوم کی ایک گوت ہے۔ جس کو ٹانچ اور تاس بھی کہتے ہیں۔ ریاست جموں میں اب بھی اس گوت کے لوگ موجود ہیں۔ تاک یا تنکشاک نسل کے ایک سردار کو جو گجرات کاٹھیاوار میں بڑا اثر رکھتا تھا اور ۱۳۱۱ء میں مسلمان ہو چکا تھا۔ سلطان غیاث الدین تغلق نے اعظم ہمایوں ظفر خان وجیہہ الملک کا خطاب دے کر ۲۵ محرم ۷۹۳ھ کو اتوار کے دن گجرات کا صوبیداری نامزد کر دیا۔ ۱۳۹۸ء یعنی ۸۰۵ھ میں ظفر خان گجر جو تاک نسل سے تھا۔ سلطان مظفر شاہ نام رکھ کر گجرات کا خود مختار بادشاہ ہو گیا۔ احمد آباد (گجرات) اسی کے بیٹے سلطان احمد شاہ کا آباد کیا ہوا ہے۔ اس کے خاندان میں ۲۶۱ سال تک بادشاہی رہی اور آخر ۹۹۱ھ میں اکبر نے گجرات کو فتح کر لیا۔ (تاریخ فرشتہ) پونچھ میں جو تاس گجر آباد ہیں۔ وہ دراصل تانک یا تاک ہی کے لفظ کی یادگار ہیں۔

کھٹانہ گجر۔ گجرات پنجاب کے بندوبست ۱۸۵۲ء/۱۸۶۵ء نے اس کو کٹانہ گجر لکھا ہے۔ راویان اس خاندان کو راجہ جے پال اور پانڈواں کے سلسلہ سے بتاتے ہیں۔ یہ لوگ بیان کرتے ہیں کہ ہماری قوم اور ہمارے بزرگ حضرت علی ہجویری لاہوری یعنی داتا گنج بخش کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے تھے۔ کٹانہ[1] یا کھٹانہ ان کے مورث اعلیٰ کا نام تھا جو سب سے پہلے حضرت علی ہجویری کے ہاتھ پر مسلمان ہوا۔ ریاست بھرت پور میں کھٹانہ گجر بہت آباد ہیں۔ مگر وہ سب کے سب ہندو ہیں۔ ضلع فیروز پور پنجاب کے کھٹانہ گجر اپنے آپ کو نپورا راجپوت بتاتے ہیں۔ کھٹانہ گجر ضلع بجنور اور ضلع اٹک میں بھی آباد ہیں۔ ضلع ہزارہ کے مسلمان کھٹانہ

[1] از مضمون خان بہادر مرزا سلطان احمد ڈپٹی کمشنر مرحوم مندرجہ اخبار وکیل امرتسر ۱۵ جون ۱۹۲۷ء کالم اول صفحہ ۱۰۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

گجر، مغلوں، پٹھانوں اور سکھوں کے زمانہ میں خودمختار حاکم رہے ہیں۔

پونچھ میں کھٹانہ گجروں کی آبادی موضع کنوئیاں تحصیل حویلی میں ہے۔ گوجروں کی اقوام پیچی، ٹھیکریہ، گورسی، کالس، بجا، بکہن سب اکھٹانہ کی شاخیں ہیں۔ کھٹانہ گجروں میں جو قابل ذکر افراد ہیں۔ وہ حسب ذیل ہیں۔ مولوی عبدالمی، چوہدری لعل دین مقام کلر کوسٹل، چوہدری راج محمد سکنہ موہڑہ۔ ان کے علاوہ کوٹلی ضلع میرپور وراجوری ضلع ریاسی میں بھی اصحاب ذیل اپنی برادری میں ممتاز درجہ رکھتے ہیں۔ حافظ حاجی کریم بخش راجوری چوہدری دیوان علی رئیس موضع دھنورڈھنڈیاں راجوری، میاں الف دین متوطن گنہلا ہال کوٹلی، مقدم محمد اسرائیل نمبردار ورئیس قوم ساکنہ علاقہ راجوری، جو تحصیل جموں وکشمیر کی سات تحصیلوں کے نمبردار ہیں اور بڑے بااقتدار ہیں۔ موضع سلواہ تحصیل مہنڈر میں مولوی عبدالمی اور ان کے برادران منشی عبدالکریم ومولوی عبدالغنی قابل ذکر ہیں۔

دیدڑ[1]۔ پونچھ کے دیدڑ اپنی گوت کی جو وجہ تسمیہ بیان کرتے ہیں۔ اس کا نہ تاریخوں سے ثبوت ملتا ہے۔ اور نہ عقل وقیاس اس کے تسلیم کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔ البتہ مصنف شاہان گجر نے دیدڑ دھڈر گوت کی جو وجہ تسمیہ لکھی ہے وہ مستند اور معتبر معلوم ہوتی ہے۔ اس گوت کا مورث راجہ دیدڑ کی اولاد سے تھا جو ضلع گجرات میں آکر آباد ہوا۔ کھاری مبہلیسی اور دیدران سب کا سلسلہ نسب متحد ہے۔ ان کے آباؤ اجداد گجرات دکن سے آئے تھے۔ ضلع گجرات کے کم وبیش تیس مواضعات میں ان کی ملکیت ہے۔ یہ لوگ قومی دل اور محنتی ہیں۔

پونچھ کی دیگر اقوام کی طرح اس قوم میں بھی تعلیم کا زیادہ شوق نہیں ہے۔ دیدڑ قوم کا رشتہ ناطہ چوہان۔ بھٹی کھٹانہ، بحاڑ اور گیگی اقوام کے علاوہ بعض مغل اقوام کے ساتھ بھی ہے۔

---

[1] دیدڑ قوم بھی چونکہ راجپوت ہی ہے۔ اسلیئے بعض ویڈر خاندان اپنا تعلق براہ راست راجپوتوں ہی سے ملاتے ہیں جیساکہ دریا محمد خان مرحوم نمبردار علاقہ منڈی کے فرزند لعل محمد کاں نمبردار۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اس قوم میں حسب ذیل افراد مشہور گذرے ہیں۔ مولوی محمد امام الدین مفتی وقاضی ریاست ٹونک جو ٹونک ہی میں مدفون ہیں۔ حافظ سادی، حافظ محمد صادق، حافظ علی محمد اور قاضی حیات بخش جن کے مریدوں کی تعداد کئی سو تک بیان کی جاتی ہے۔ مقدم کالو نمبردار موضع چھیلہ بھی دیدڑ قوم میں ایک مشہور آدمی تھے۔ اس وقت بھی اس قوم میں کئی مشہور آدمی ہیں۔ جن میں سے چند نام حسب ذیل ہیں۔ قاضی دیدار بخش امام کالونی، قاضی عبدالکریم محرر بنک کالونی، مقدم شاہ ولی نمبردار چھیلہ مقدم قمر دین ولد مقدم خدا بخش نمبردار مڑہوٹ مہنڈر، مولوی محمد قاسم ومنشی علی اکبر خان ملازم محکمہ جنگلات فرزندان مولوی محمد حسین سدہنتی، خدا بخش شاعر ولد حلیم وغیرہ۔

دیدڑ قوم تحصیل سدہنتی وحویلی اور تحصیل مہنڈر کے کئی مواضعات میں آباد ہے۔

علاوہ ازیں صوبہ کشمیر کی تحصیلات بڈگام وکلگام اور تحصیل راجوری (جموں) کے چند مواضعات میں اس قوم کے افراد موجود ہیں۔ علاقہ راجوری کے مشہور دیدڑ افراد میں حسب ذیل نام لئے جاتے ہیں۔ خواجہ نظام الدین المعروف سائیں جھلا صاحب، مولانا حبیب موضع پھنڈ، چوہدری قمر الدین سکنہ ٹروٹ میاں نور جمال ثانی جن کا مزار موضع ڈنہ میں ہے۔

چیچی۔ اس قوم کا مورث اعلیٰ بھی کھٹانہ ہے۔ یہ لوگ سورج بنسی خاندان سے ہیں۔ اس قوم کے بزرگ کا نام چیچی تھا اسی نام پر اس کی اولاد مشہور ہوگئی۔ یہ چیچی سلطان سعود غزنوی کے زمانہ میں مسلمان ہوا تھا اس کی اولاد ضلع گجرات کی تحصیل پھالیہ میں اب بھی موجود ہے۔ تاریخ شاہان گجر سے معلوم ہوتا ہے کہ ضلع فیروزپور اور ضلع اٹک میں بھی اس کی کافی تعداد ہے۔ پونچھ میں یہ لوگ تحصیل مہنڈر کے مواضعات بانڈی چیچیاں وکلائی اور تحصیل حویلی کے موضع کھنیتر میں آباد ہیں۔

پونچھ کے میاں جمعہ جن کا مزار موضع کلائی میں ہے۔ چیچی گوت ہی کے گوجر تھے۔ راجوری سے مولوی محمد مہر دین قمر لکھتے ہیں۔ کہ چیچی گوجر مہارانا لکھن رائے کی اولاد

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سے ہیں۔ ساحل سمندر پر اچیچ ایک مقام ہے وہاں حکومت کرتے تھے۔ اسی نام پر چیچی مشہور ہو گئے۔ چوہدری محمد حسین بی اے اپنی کتاب تاریخ گجراں میں لکھتے ہیں۔ چوہانوں کے چھوٹے سے قبیلہ کا نام چیچی ہے۔ چیچی قبیلہ اسی سے نکلا ہے۔ شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا۔

بھٹی۔ بھٹی راجپوتوں کی ایک مشہور گوت ہے۔ جس کا مفصل ذکر تاریخ اقوام کشمیر اور تاریخ اقوام پونچھ میں درج ہو چکا ہے۔ بلند شہر (یو پی) میں بھٹی گجروں کی کثرت ہے اور وہ سب عمدہ اور جفاکش سپاہی ثابت ہوتے ہیں۔ پونچھ میں بھٹی گجر تحصیل حویلی کے موضع کنوریاں میں آباد ہیں۔ بھٹی گوجر ریاست الور میں بھی آباد ہیں۔ ان میں ہندو بھی ہیں مسلمان بھی۔ پونچھ کے بھٹی گوجروں میں منشی لعل دین لکچرار اپنی برادری کے ممتاز رکن ہیں۔

پسوال۔ ضلع گجرات میں پسوال گجروں نے اپنی گوت پسوہل بتائی ہے۔ وہ اپنے آجپ کو عربی النسل[1] ظاہر کرتے ہیں۔ ضلع اٹک میں بھی پسوال گجروں کی آبادی موجود ہے۔ پونچھ میں ان کو پسوال ہی کہتے ہیں۔ ان میں مشہور اصحاب حسب ذیل ہیں۔ حضرت میاں محمد بخش صاحب۔ حافظ محمد جی صاحب بنی شریف۔ چوہدری کریم بخش، راجوری کے چوہدری محمد، فخر الدین پسوال لکچرار و سفیر اعظم یتیم خانہ پرانی انار کلی لاہور جو پنجاب۔ سرحد اور بمبئی وغیرہ میں کافی شہرت رکھتے ہیں۔

بھملہ یا بھوملہ۔ ضلع گجرات پنجاب کے گوجر اپنے آپ کو راجہ جگ دیو کی شاخ سے بتاتے ہیں۔ ان میں سے آلو چند بعہد عالمگیر مسلمان ہو گیا۔ نام اس کا عمر بخش رکھا گیا۔ گوجرات میں یہ قوم بھوملا اور پونچھ میں بھملہ کہلاتی ہے۔

---

[1] از مضمون خان بہادر مرزا سلطان احمد خان مرحوم ڈپٹی کمشنر گوجرانوالہ مندرجہ اخبار وکیل امرتسر ۱۵ جون ۱۹۲۷ء۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

گورسی۔ ضلع گجرات پنجاب کے بندوبست ۱۸۵۲ء و ۱۸۶۲ء میں ان لوگوں نے اپنے آپ کو راجہ جیپال کی اولاد بتایا ہے۔ ان کا مورث اعلیٰ بھی کٹانہ یا کھٹانہ تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس قوم کے لوگ سلطان مسعود غزنوی کے عہد میں مسلمان ہوئے تھے۔ پونچھ میں گورسی گجروں کی آبادی تحصیل مہنڈر کے موضع ہاڑی میں ہے۔ ان میں چراغ عالم و میاں محمد عالم۔ میر چوہدری بلند خان، چوہدری محمد خان ساکنہ فاگلہ خاص طور پر مشہور ہیں۔ علاقہ گلاب گڑھ صوبہ جموں میں چوہدری علی محمد صاحب سکنہ دیول کا خاندان معزز و ممتاز سمجھا جاتا ہے۔

گورسی لفظ کی وجہ تسمیہ کے متعلق ایک صاحب لکھتے ہیں کہ یہ قوم جو پہلے پہل دریائے جمنا کے کنارے سے آباد تھی۔ بابا نند مہر کی اولاد سے ہے۔ ان کا بڑا بیٹا گوئیں (گائیں) چرانے کی وجہ سے گئو جی مشہور ہوا۔ گئو جی سے گورسی ہو گیا۔

مہیسی یا میسی۔ ضلع بجنور کے ۱۰۱۶۲ گجروں میں مہیسی و کھٹانہ قوم کے گھر بھی کافی تعداد میں ہیں۔ یہ لوگ نجیب اللہ خان بانی نجیب آباد کے زمانہ میں پنجاب سے آئے۔ پونچھ میں جو مہیسی گجر آباد ہیں ان کا مخرج گجرات پنجاب ہے۔ اور ان کی آبادی تحصیل مہنڈر کے موضع چھونگاں اور تحصیل حویلی کے ایک موضع میں ہے۔ چوہدری فضل الدین اسی برادری میں درجہ اختصاص رکھتا ہے۔

کالس۔ یہ قوم بھی راجہ جے پال (پنجاب) کی اولاد سے بیان کی جاتی ہے۔ ان کا مورث اعلیٰ بھی کٹانہ یا کھٹانہ ہی تھا اور کالس گوجر کھٹانہ گوجروں ہی کی ایک شاخ ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ قوم بھی سلطان مسعود غزنوی کے زمانہ میں ہی مسلمان ہو گئی تھی۔ کالس گوجر تحصیل مہنڈر کے موضع گورسہائی اور تحصیل حویلی کے موضع کھنیتر و بھینچھ میں آباد ہیں۔ چوہدری علی محمد ساکنہ گورسہائی حافظ عبدالقادر سکنہ شہیندر کالس گوجروں میں مشہور اسپتال ہیں۔

بجاڑ۔ یہ قوم بھی راجہ جے پال کی اولاد سے ہے۔ اس قوم کا مورث اعلیٰ بھی کٹانہ یا کھٹانہ تھا۔ اس قوم کے ایک ممبر نے ضلع گجرات میں بجاڑ والا گاؤں آباد کہ بجاڑ کا پسر مالیہ تھا۔ وہ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

حضرت میراں فاضل کے ہاتھ پر مسلمان ہوگیا پونچھ میں بجاڑ قوم تحصیل حویلی کے مواضعات کلانی ومنگناڑ اور تحصیل مہنڈر کے موضع کلابن میں آباد ہے۔ چودھری نور حسن، چودھری لعل دین، چودھری دوست محمد، مقدم میر محمد سکنہ کلانی بجاڑ گجروں میں معزز سر کردہ اصحاب ہیں۔

بڈھانہ۔ تاریخ گوجراں میں بڈھانہ کی جگہ بھٹانہ نام درج ہے۔ اور لکھا ہے جو گوجر بھٹانہ واقع مارواڑ سے راٹھوروں کے حملوں سے بچ کر اجمیر آئے وہ اپنے وطن کے نام پر بھٹانہ کہلائے۔ ممکن ہے۔ بھٹانہ اور بڈھانہ ایک ہی نام ہو۔ پونچھ میں اس قوم کا نام بھڈانہ نہیں بلکہ بڈھانہ ہے۔

جاگل یا جنگل۔ جاگل نام سے ضلع ہزارہ میں گجروں کی ایک قوم ہے۔ اس ضلع میں جاگل نام کا ایک موضع بھی ہے۔ اسی ضلع میں ترنائی نام ایک مقام گوجر خاندان کی ملکیت ہے۔ جس کے مقدم کو وہاں سردار کہتے ہیں۔ پونچھ میں جاگل قوم ہی جنگل قوم کے نام سے موسوم ہے۔

کسانہ۔ ہن اور کشن دو قومیں گجروں میں بڑی نامور گذری ہیں۔ کسانہ کشن قوم ہی کا بگڑا ہوا نام ہے۔ تاریخ گوجراں میں لکھا ہے کہ جنوبی کسپئین سے لے کر البانیہ تک کسی زمانہ میں کشن قوم کی حکومت تھی۔ یہ قوم سنہ ۲۰۰ صدی عیسوی میں ہندوستان میں داخل ہوئی۔ کسانہ گجر اب بھی جمنا اور گنگا کی وادیوں میں ملتے ہیں۔ کسانہ گجر پونچھ کی تحصیل حویلی کے موضع بھینچھ میں آباد ہیں۔ مولانا محمد یعقوب فاضل دیوبندی اس وقت کسانہ برادری کے ممتاز رکن ہیں۔ میاں نور جمال جن کا مزار موضع مڑاہ علاقہ سورن میں مرجع خلائق ہے۔ کسانہ گجر ہی تھے۔ آپ کو صاحب کرامت بیان کیا جاسکتا ہے۔

بھروال۔ یہ لوگ بھی اپنے آپ کو سورج بنسی خاندان سے بتاتے ہیں۔ ان میں سے ایک

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

شخص مسلمان ہو گیا۔ اس کا نام اس کے بھائیوں نے بہروآل رکھ دیا۔ یعنی جو اپنے اصلی مذہب سے باہر نکل گیا۔ بہروال گوجر ضلع گجرات میں اب بھی موجود ہیں۔ پونچھ میں اسی قوم کا نام گوجر بھروال ہے۔ بھروال باہروال ہی بگڑا ہوا نام ہے۔

لور یا نوہر۔ کھاروا اور لور گجروں کے بھاٹ اور میراثی بتاتے ہیں کہ بیس پشتیں ہوئیں۔ یہ لوگ پنجاب سے بوجہ قحط گنگا اور جمنا کی وادی میں آ گئے (تاریخ گوجران لور کو لوہر اور لاوا بھی کہتے ہیں۔ یہ کھاروا جماعت کو نہ لڑکی دیتے ہیں نہ حُقہ بھرت پور کی ریاست میں ان کی کثرت ہے اور چادھری، کسیرا، کمہار، میردی، سراندی، کیتھی سب ان ہی کی شاخیں وہاں آباد ہیں۔ پونچھ میں یہ قوم لوہر کہلاتی ہے اور تحصیل حویلی کے موضع منگناڑ میں آباد ہے۔

کٹاریہ۔ کہتے ہیں کہ ان کے کسی بزرگ کی بیوی نے اپنے دشمنوں کا مقابلہ کرتے ہوئے کٹاری سے کام لیا تھا جو ایک آلہ جنگ کا نام ہے۔ چونکہ اس زمانہ میں یہ نئی بات تھی اس لئے ان کی اولاد اور ان کا خاندان کٹارہ یا کٹاری کی وجہ سے کٹاریہ مشہور ہو گیا۔

آوانہ۔ یہ قوم حضرت اعوان قطب شاہ کی اولاد سے بیان کی جاتی ہے۔ اور اسی بنا پر وہ آوانہ کہلاتی ہے۔ اس قوم کے افراد کا بیان ہے کہ آوانہ اور اعوان ایک ہی بات[1] ہے۔ ان کے ابتدائی بزرگ پنجاب سے آ کر پونچھ کے موضع بچانوالی میں مقیم ہوئے۔ وہاں سے نقل مکانی کر کے راجوری کے موضع گرمال میں آ گئے۔ ان میں حضرت میاں مٹھا اور حضرت میاں کامل بڑے پایہ کے بزرگ گذرے ہیں۔ مولوی محمد مہر دین قمر جو علاقہ راجوری کے مشہور لکچرار ہیں۔ آوانہ قوم ہی کے ایک روشن خیال ممبر ہیں۔

---

[1] ایسی کئی مثالیں موجود ہیں۔ کہ غیر گجر اقوام کے جو لوگ رشتہ ناطہ یا بعض اور وجوہات کے لحاظ سے اس قوم میں مل گئے وہ بھی ہر لہ درکان نمک رفت نمک شد کے مطابق گجر ہی کہلانے لگے۔ اور اپنی اقلیت کے باعث انہی گوتوں کا جزو ہو گئے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

فصل دوازدہم

ہوتیل

اس قوم کے شجرہ نسب سے جو راقم کی نظر سے گذرا ہے۔ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ قوم صاحب قرآن امیر تیمور کی اولاد اور سلطان خلیل میرزا کی پشت سے ہے۔

سلطان خلیل مرزا سلطان ابوسعید مرزا کا نانواں فرزند اور بابر بادشاہ کا چچا یعنی بابر کے باپ عمر شیخ مرزا والئے فرغانہ کا چھوٹا بھائی تھا۔ جس طرح سلطان ابوسعید مرزا نے اپنے دوسرے دس فرزندوں کو مختلف ممالک کی حکومتیں دیدی تھیں اسی طرح سلطان خلیل مرزا کو ہرات کی حکومت ملی تھی۔

سلطان حسین مرزا نے جو امیر تیمور کے فرزند عمر شیخ مرزا کی چوتھی پشت سے جو بلغ کا بادشاہ تھا۔ خلیل مرزا کو ہرات سے نکال کر ماوراالنھر میں بھجوا دیا۔ جہاں خلیل مرزا کو اُس کے بھائی سلطان احمد میرزا کے آدمیوں نے قتل کر دیا۔

ہوتیل قوم کے شجرہ کے مطابق سلطان خلیل مرزا کی چوتھی پشت میں ہوت یار خان کا نام آتا ہے۔ اسی شخص کے نام پر یہ قوم ہوتیل کے نام سے مشہور ہے۔ ہوتیار کا اور جہانگیر کا زمانہ ایک ہی بتایا جاتا ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ جس طرح بابر کے حملہ ہند۔ ۹۳۲ھ کے زمانہ میں اس کے خاندان کے کئی اوزبک اور چوغطہ اور مغل شہزادے اس کی ہمراہ ہندوستان میں آگئے تھے۔ اسی طرح سلطان خلیل میرزا کی اولاد بھی بابر کے ہمراہ ہندوستان آگئی اور اسی اولاد

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کی اولاد سے ہوتیار نے وہ شہرت پائی کہ آج ایک قوم کی قوم اُس کے نام سے موسوم ہے۔

شاہجہان کے زمانہ (۱۰۳۷ھ) میں ہوتیار خان کے دو پوتے جو اس کے فرزند واحد سنجر خان کی یادگار تھے۔ انقلاب زمانہ کی بدولت پونچھ کی سرزمین میں داخل ہوتے ہیں۔ شجرہ میں انکے نام نج خان و بنگا خان درج ہیں۔ جن کی قبریں تحصیل باغ کے موضع بنگوئیں میں پائی جاتی ہیں۔

پونچھ میں اس قوم کو آئے ہوئے چودہ پندرہ پشتیں گذر چکی ہیں۔ اس طویل عرصہ میں انکی قومی عادات ورسوم بالکل تبدیل ہوگئی ہیں۔ تاہم آئینہ قریش کے مصنف خانصاحب سردار محمد اکرم خان ریٹائرڈ جج پونچھ انکے متعلق لکھتے ہیں۔ "گو اس قوم کے پاس کوئی اپنی تاریخ نہیں ہے۔ مگر یہ لوگ اپنے آپ کو چوغطہ ظاہر کرتے ہیں اور ان کی خوخصلت سے قیاس غالب پیدا ہوتا۔ کہ یہ لوگ ضرور کسی اعلیٰ شاخ سے ملتے ہیں اور یہ لوگ قدیم سے اچھی حیثیت رکھتے ہیں۔"

یہ قوم تحصیل باغ کے مندرجہ ذیل مواضعات میں آباد ہے۔ تمروٹہ۔ جنڈالہ، سیوتہ، بنگوئیں، تھلہ وغیرہ، اس قوم کی تعداد بارہ سو نفر سے کچھ زیادہ ہے اور یہ سب لوگ ان ہی دو بھائیوں نج خان و بنگا خان کی اولاد سے ہیں۔ یہ قوم زراعت پیشہ ہے اور اس میں کئی نمبردار جاگیردار ہیں۔ گو کسی کی جاگیر دس اور پندرہ روپے سے زیادہ نہیں ہے۔ یہ جاگیریں پہلے پہل راجہ موتی سنگھ نے ۱۹۰۹ء میں سردار مستو خان۔ سردار گل مہدی خان، سردار محمد خان و سردار سرجو خان وغیرہ اصحاب کو ان کی خدمات کے صلہ میں دی تھیں۔

ہوتیل قوم میں جس کی تعداد بارہ سو سے زیادہ بتائی جاتی ہے۔ صرف ایک لڑکا انٹرنس پاس ہے چند ایک مڈل تک پڑھے ہوئے ہیں۔ چند ایک عربی فارسی خواندہ ہیں۔ غرض تعلیمی حالت کچھ حوصلہ افزا نہیں ہے۔ اس قوم کے رشتے ناطے اپنی قوم کے علاوہ اقوام ڈھونڈ، سدھن اور تیزیال کے ساتھ بھی ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اس قوم میں افراد ذیل سرکردہ اور کارکن بتائے جاتے ہیں۔ سلطان محمد خان جاگیردار ، محمد شیر نمبردار و جاگیردار، شیر احمد خان سارجنٹ پولیس، ماسٹر سردار خان، دلاور خان، محمد خان نمبردار، محمد افضل خان نمبردار، گلاب خان محمد عزیز خان، محمد امیر خان، لنگی خان نمبردار، مختار خان نمبردار، محمد اشرف خان نمبردار، جواہر خان نمبردار، اکبر علی خان، ملی خان، مان علی خان، محمد اکبر خان، شیر احمد خان نمبردار، دلیل خان، عبدالعزیز خان انٹرنس پاس، گلاب خان نمبردار، محمد خان نمبردار و جاگیردار، رسمت خان نمبردار، علی حیدر خان پٹواری، فیروز خان، ایوب خان، امیر خان، شیر علی خان، حبیب خان، ابراہیم خان نمبردار، نواب خان نمبردار، گلاب خان، احمد خان نمبردار، دلاور خان، سمندر خان نمبردار، جواہر خان نمبردار، محمد زمان خان، حسین خان نمبردار، صمبت خان نمبردار، علی گوہر خان سربراہ نمبردار، شیر احمد خان، محمد ایوب خان نمبردار، محمد ایوب خان ثانی، رحمت اللہ خان، اکبر خان۔

ہوتیل قوم کا بیان ہے کہ موضع بنگوئیں ان کے جد اعلیٰ بنگا خان کے نام ہی سے نامزد ہے۔ بنگا خان کی اولاد مواضعات بنگوئیں وتھلہ وغیرہ میں آباد ہے اور ان مواضعات کے نمبردار وجاگیردار بھی اسی قوم سے ہیں۔ موضع سمروٹہ کا نمبردار احمد خان معہ اولاد برادر بھی بنگا خان ہی کی ذریات سے ہے۔ بنگا خان کی چھوٹی شاخ یا چھیوٹ ونکر تحصیل باغ میں بھی ہے۔ بنگا خان کے بھائی بج خان کی اولاد احفاد مواضعات قمروٹہ، جنڈالہ وسیوہ میں موجود ہے۔ اور ان میں کئی ایک نمبردار وجاگیردار ہیں۔

اس قوم میں سردار سلطان محمد خان نمبردار اور سردار محمد خان نمبردار نے جنگ عظیم (۱۴ءء تا ۱۸ءء میں فوجی بھرتی میں جوامداد دی ہے۔ اس کے متعلق ان کے پاس کمانڈر انچیف افواج ہندو سر راجہ بلدیو سنگھ والئے پونچھ کے سٹرفکیٹ موجود ہیں۔ سردار محمد خان و سردار سلطان محمد خان نے ۱۹۸۸ءء کی شورش پونچھ میں بھی نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

فصل نہم

کاشمیری مسلمان

پونچھ میں جس قدر کشمیری مسلمان آباد ہیں۔ وہ خاص پونچھ میں ہیں یا علاقہ منڈی میں یا پونچھ کے دیگر مقامات میں ہیں ان سب کا تعلق کشمیر کے ساتھ ہے۔ ان میں کئی لوگ مغلیہ بادشاہوں کے زمانہ میں کشمیر سے پونچھ آئے ہیں۔ کئی خاندان مسلم راجگان پونچھ کے زمانہ میں آئے۔ بعض خاندان سکھوں کے زمانہ میں قحط یا دیگر مصائب کی وجہ سے نقل مکانی پر مجبور ہوئے۔ کئی خاندان ایسے بھی ہیں جو راجہ موتی سنگھ کے زمانہ میں خود بخود یا اس کی تحریک سے پونچھ آئے ہیں۔ پونچھ اور اس کے مفصلات میں کشمیری مسلمانوں کی تعداد چالیس پچاس ہزار سے کم نہ ہوگی۔ صرف پونچھ خاص اور علاقہ منڈی میں چند ایسے خاندان بھی ہیں جو زراعت کے ساتھ تجارت بھی کرتے ہیں۔ باقی سب زراعت پیشہ ہیں اور اپنے ہاتھ سے کھیتی باڑی کا کام کرتے ہیں۔

پونچھ کے کشمیری مسلمانوں کو تین فصلوں پر منقسم کیا جاتا ہے اول وہ جو شہر میں رہتے ہیں۔ دوسرے وہ جو علاقہ منڈی میں رہائش پذیر ہیں۔ جو پرفضا اور سرومقام ہونے کی وجہ سے کشمیریوں کو خاص طور پر عزیز ہے۔ تیسرے وہ کشمیری مسلمان جو دیہات میں رہتے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

فصل اول

خاص پونچھ کے کاشمیری مسلمان

خاندان مفتیان پونچھ

یہ خاندان نسباً قریشی ہے۔ اس کا سلسلہ حضرت عقیلؓ برادر حضرت علیؓ سے ملتا ہے۔ اور اس خاندان کی قدیمی سندات کے مطابق سرکاری کاغذات میں بھی اسی طرح علمدرآمد ہے۔ اس خاندان کو ایک بزرگ مولوی محمد واسع حضرت شاہ محمد غوث[1] علیہ الرحمتہ کے ہمراہ بزمانہ راجہ عبدالرزاق خان کشمیر سے پونچھ میں آئے حضرت شاہ محمد غوث تو ''سیلانی طبع'' تھے۔ وہ لاہور تشریف لے گئے۔ اور مولوی محمد واسع راجہ عبدالرزاق خان کے اصرار پر پونچھ ہی میں رہ گئے۔

راجہ عبدالرزاق اور اس کے فرزند راجہ رستم خان نے اس خاندان کے ساتھ ہمیشہ خسروانہ مراعات کا سلوک روا رکھا۔ اس کو جاگیر دی اور اس کے قابل و عالم فرزندوں کو قاضی القضاۃ کا جلیل القدر عہدہ دیا۔ بلکہ اس زمانہ میں ریاست کے نظم و نسق کے لئے جو قوانین مرتب کئے جاتے تھے۔ ان میں اس خاندان کے سرکردہ حضرت سے بھی مدد لی جاتی تھی اور یہ

[1] وفات ۷ اربیع الاول ۱۱۷۲ھ مدفن بمقام لاہور۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

بھی کہا جاتا ہے کہ اس قسم کی قلمی وقانونی خدمات کا سلسلہ راجہ موتی سنگھ کے اواخر عہد تک قائم رہا ہے۔

مولوی محمد واسع کی چوتھی پشت میں مولوی محمد فضل ایک بزرگ گذرے ہیں۔ جو جید عالم تھے اور پونچھ میں ''میاں صاحب'' کے نام سے مشہور تھے۔ ان کے تین فرزند حسب ذیل تھے۔ مولوی محمد اکبر عرف مولوی محمد بخش۔ مولوی نورالدین عرف مولوی نور بخش، تیسرے کا نام مولوی الٰہی بخش تھا۔ اب ان کی اولاد کا ذکر کیا جاتا ہے۔ مولوی محمد اکبر کے تین فرزند تھے۔ مولوی حسن شاہ، مولوی سعید شاہ، مولی یاسین شاہ، مولوی حسن شاہ کے دو فرزند ہیں، مولوی محمد حسین شاہ مرحوم، دوسرے کا نام مولوی احمد شاہ ہے۔ عربی فارسی کا اُسے اچھا علم ہے۔ لیکن طبیعت زیادہ تر تجارتی کاروبار کی طرف مائل ہے۔

مولوی سعید شاہ کا صرف ایک ہی فرزند ہے۔ مولوی یوسف شاہ نام ہے۔ خانصاحب خواجہ عبداللہ جو رئیس پونچھ کے آپ داماد ہیں۔

مولوی یاسین شاہ سے جو مولوی محمد اکبر کے تیسرے فرزند تھے۔ راقم الحروف نے بھی پونچھ میں ملاقات کی ہے۔ آپ نے بزبان فارسی ایک تاریخ پونچھ بھی لکھی تھی۔ اس کا مسودہ میاں فیروزالدین مرحوم نائب وزیر نے دیکھنے کو لیا اور پھر واپس نہ مل سکا۔ عمر کی آخری ایام میں میاں فیروزالدین کو خلل دماغ کا عارضہ ہو گیا تھا۔ اس لئے کچھ پتہ نہ چلا۔ کہ اس مسودہ کو زمین نگل گئی یا آسمان کھا گیا۔ سرراجہ بلدیو سنگھ مولوی یٰسین شاہ کو ہمیشہ شمس العلماء کے خطاب سے پکارا کرتے تھے۔ آپ عربی فارسی کے فاضل اجل تھے۔ شعروسخن کا بھی شوق تھا۔ تخلص آزاد کرتے تھے۔ ۱۹۱۵ء میں مولانا سے آخری ملاقات ہوئی۔ اس کے چند سال بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ آپ کے پانچ صاحبزادے ہیں۔ فرزند کلاں کا نام مولوی محمد شاہ ہے۔ جو کئی سال تک فارسی وعربی کی تعلیم حضرت پیر غفار شاہ مرحوم کے مدرسہ غوثیہ قادریہ واقعہ تکیہ سادھواں لاہور

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

میں حاصل کرتے رہے ہیں۔ اور آج کل اسلامیہ ہائی سکول میں عربی مدرس ہیں دوسرے فرزند کا نام مولوی عتیق اللہ ہے وہ بھی پونچھ کے اسی سکول میں ٹیچر ہیں۔ باقی تینوں فرزند تجارتی کاروبار کرتے ہیں۔ اراضیات کے بھی مالک ہیں۔

مولوی نورالدین عرف مولوی محمد بخش عالم باعمل اور فارسی زبان کے شاعر تھے۔ علم طب کا بھی شوق تھا۔ پونچھ میں انکی ایک اپنی درسگاہ قائم تھی۔ جہاں عربی، فارسی اور علم طب کا درس دیا جاتا تھا۔ بزمانہ طفولیت سر راجہ بلدیو سنگھ بھی آپ سے فارسی پڑھتے رہے ہیں۔ اس کام کے لئے آپ کو شاہی محلات میں پالکی سوار ہو کر جانا پڑتا تھا۔ آپ سے جن لوگوں نے تعلیمی فیض پایا ہے۔ ان کی فہرست تو طویل ہے۔ لیکن بعض مشہور خاندانوں اور مشہور آدمیوں کے نام حسب ذیل بتائے جاتے ہیں۔

راجہ سرانداز خان وراجہ افراسیاب خان راجگان سدھرون، پیر سید شہاب الدین شاہ سجادہ نشین محلّہ خانقاہ جو پیر سید حسام الدین شاہ جاگیردار پونچھ کے والد تھے۔ پیر سید الف شاہ جاگیردار، پیر سید محبوب شاہ جاگیردار، پیر سید احمد شاہ جاگیردار سکنائے موضع جگال، خانصاحب خواجہ عبداللہ جو رئیس، خواجہ حبیب جو رئیس ودیگر خواجہ صاحبان پونچھ، خاندان سردار عبداللہ خان بگیال، خاندان کشمیری پنڈت صاحبان بالخصوص پنڈت مادھو لعل، پنڈت گنیش داس، پنڈت کشن جو، پنڈت جناردھن۔

انکے علاوہ سردار وزیر سندر سنگھ، سردار سنگھ رئیس کھوڑی ناڑ، بخشی رام سرن اور خواجہ تقی جو ونقی جو، خواجہ جمال دین وخواجہ جلال الدین وخواجہ اکبر حاجی وغیرہ بھی آپ ہی کے تلانذہ میں تھے۔

آپ کے تین فرزند حسب ذیل ہیں۔ مولوی جلال الدین، مولوی نجم الدین، مولوی سراج الدین۔ اب ہر ایک کی اولاد کا مختصر ساذکر کیا جاتا ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

مولوی جلال دین نے جو ابھی تک بقید حیات ہیں۔ اپنے والد ہی سے عربی و فارسی کی تعلیم حاصل کی ہے۔ آپ کے حسب ذیل پانچ فرزند ہیں۔ مفتی ضیاء الدین ضیاؔ، مولوی حسام الدین، مفتی غیاث الدین، مولوی قمر الدین، مولوی محمد الدین۔ ان میں مولوی حسام الدین گھر کے انتظامات اور تجارتی کاروبار میں مصروف رہتے ہیں۔ مولوی غیاث الدین محکمہ کسٹم میں ملازم ہیں۔ مولوی قمر الدین ''قضا گیری'' کے فرائض ادا کرتے ہیں۔ محمد الدین ابھی زیر تعلیم ہے۔ ان سب بھائیوں میں مفتی ضیاء الدین ضیاؔ، کے حالات قابل تحریر ہیں جو حسب ذیل ہیں۔

آپ نے پنج گنج نظامی اور عربی کے ابتدائی رسائل کچھ پونچھ میں پڑھے کچھ کشمیر میں پھر اٹھارہ سال تک پنجاب اور ہندوستان کے مشہور عربی مدارس میں تعلیم پاتے رہے۔ راجہ سکھدیو سنگھ آنجہانی کے زمانہ میں پونچھ میں واپس آئے۔ راجہ جگت دیو سنگھ جی موجودہ حکمران پونچھ نے ایک دربار کے موقعہ پر آپ کے قاضی القضاۃ ہونے کا اعلان فرمایا۔ عرصہ تک شرعی فیصلہ جات آپ کے زیر نگرانی ہوتے رہے۔ بعض سیاسی وجوہ کی بنا پر آپکو آخر پونچھ سے ہجرت کرنی پڑی۔ جب ۱۹۳۲ء میں کشمیر میں جموں و کشمیر مسلم پولیٹکل کانفرنس کا قیام ہوا اور شرعی امور اور فتاویٰ نویسی کے لئے کانفرنس نے ایک شعبہ الگ قائم کیا۔ تو آپ ''ناظر امور عامہ شرعی'' مقرر کئے گئے۔ دفتر آپ کا پتھر مسجد میں تھا۔ جہاں روزانہ شرعی مقدمات سنے جاتے۔ اور ان کے فیصلے لکھے جایا کرتے تھے۔

مفتی ضیاء الدین کو شعر و سخن سے بھی دلچسپی ہے۔ ضیاء تخلص ہے۔ فارسی اور اُردو دونوں زبانوں میں شعر کہتے ہیں۔ چند شعر اُردو فارسی کے ذیل میں درج ہیں۔ فارسی

نے چو بلبل نالہ زن اندر گلستان صنم — بلکہ مجنوں وار حیراں در بیابان صنم

بے سبب ایں بے خودی نے در طریق عاشقی — بادہ عریاں چشیدہ کز خمستان صنم

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

زرخریدہ نبدہ اش عاجز ضیاء بیخا نماں   اوفتادہ نیم لبسمل از غلامان صنم

اُردو۔ آرزو یہ ہے۔ وصال یار جاناں ہوتو ہو

اے مسیحا درد دل کا تجھ سے درماں ہوتو ہو

خوش رہو جیتے رہو غیروں سے بھی ملتے رہو

اک نظر اس نیم جاں پر اے مری جان ہوتو ہو

گرچہ گستاخی ترے دربار میں مجھ سے ہوئی

کیا عجب اک آن میں بخشش کا ساماں ہوتو ہو

شوق میں تیرے ضیاء رسوائے عالم ہو چکا

ڈر ہے ویراں اس کی راحت کا گلستان ہوتو ہو

مسلم کانفرنس کشمیر کی زیرنگرانی مسلمانوں کا جو سب سے پہلا اخبار صداقت کے نام سے سرینگر سے شائع ہوا تھا۔ اس کے ایڈیٹروں میں آپ بھی شامل تھے۔

مولوی نوردین عرف مولوی محمد بخش کے دوسرے فرزند مولوی نجم الدین جو مفتی ضیاء الدین کے چچا ہیں۔ فارسی اور عربی میں کافی دستگاہ رکھتے ہیں۔ راجہ غلام محی الدین خان مرحوم آف سدھرون، پیر سید حسام الدین شاہ جاگیردار، حکیم چوہدری فقیر عطار اور چوہدری کیلاش رام وغیرہ کئی معزز اصحاب ان کے تلامذہ میں شامل ہیں۔ ان کے حسب ذیل فرزند ہیں۔ مولوی نذیر احمد جو عربی و فارسی میں کافی مہارت رکھتے ہیں۔ منشی فاضل اور میٹرک بھی ہیں۔ پونچھ کے وکٹوریہ جوبلی ہائی سکول میں ٹیچر تھے۔ اب آزاد ہیں انکے دوسرے بھائی مولوی غلام غوث تحصیل باغ کے مڈل سکول میں مدرس ہیں۔ باقی برادران زیر تعلیم ہیں۔

مفتی ضیاء الدین کے دوسرے چچا مولوی سراج الدین پونچھ کے محکمہ مال میں ملازم ہیں۔

مولوی محمد فضل کے تیسرے فرزند مولوی الٰہی بخش عین شباب میں زیارت حرمین کے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

لئے گئے وہاں سے بزمانہ سلطان عبدالحمید خان قسطنطنیہ چلے گئے۔ جہاں الٰہی بخش آفندی کے نام سے مشہور تھے ان کی بیوہ بھی چھ برس سے انتقال کر چکی ہے۔

مفتیان پونچھ کا خاندان سلاطین اسلام کے زمانہ میں اب تک باوقعت ومعزز چلا آتا ہے۔ سرکار دربار اور عوام میں اس خاندان کی بڑی عزت ہے اور دھرم ارتھ وجاگیر کے سلسلہ میں کچھ رقبہ اراضی بھی اس خاندان کو ملا ہوا ہے۔

خاندان شیخ مولوی عبدالصبور

قریباً دوسو سال کا عرصہ گذرا ہے۔ اس زمانہ میں کشمیر پر افغان حکومت کا دور دورہ تھا۔ اسلام آباد کے ایک کشمیری پنڈت خاندان گوت رازدان کے ایک نوجوان نے اسلام قبول کر کے اپنا نام اشرف شیخ رکھا۔ ان کا ایک فرزند جمیل شیخ تھا۔ جمیل شیخ کے دو بیٹے تھے۔ عبدالصبور وعبدالرحمان، عبدالصبور کو فارسی وعربی علوم میں کافی مہارت تھی۔ ان کے دوسرے بھائی عبدالرحمان بہ ایام شباب کابل چلے گئے۔ وہیں انہوں نے نکاح کیا۔ اور وہیں بودوباش اختیار کر لی۔ وہیں انتقال کیا۔ وہیں ان کی اولاد موجود ہے۔

مولوی عبدالصبور معہ عیال ۱۶ رجب ۱۲۱۸ھ کو پونچھ آئے۔ اس زمانہ میں مسلمان راجگان پونچھ کے عہد حکومت کے آخری ایام تھے۔ فرمانروائے وقت نے مولوی عبدالصبور کو انکی بزرگی کے لحاظ سے پونچھ کے وسط میں کچھ رقبہ اراضی عطا کیا۔ اسی رقبہ میں آپ نے اپنے سکونتی مکان کے علاوہ جامعہ مسجد بھی تعمیر کرائی۔

راجہ موتی سنگھ نے بھی سابقہ عمل درآمد کو بحال رکھتے ہوئے مزید پٹہ عنایت کیا۔ مولوی عبدالصبور نہایت خوش قلم تھے۔ ان کے پسماندگان کے پاس ان کے اپنے ہاتھ کی لکھی ہوئی کئی کتابیں ہیں۔ درمختار۔ فتاویٰ عالمگیری وغیرہ موجود ہیں۔ عبداللہ بانگی جامعہ مسجد جس کی عمر اس وقت تقریباً سواسو سال بیان کی جاتی ہے۔ پونچھ خاص میں بقید حیات موجود ہے۔ یہ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

شخص مولوی عبدالصبور کے دیکھنے اور ملنے والوں میں ہے۔ ان کا ایک ہی فرزند مولوی عبداللہ تھا۔ راجہ سرانداز خان اعلیٰ جاگیردار سدھرون نے رینکڑی کے مقام میں ان کو ایک رقبہ اور سید مہر شاہ مصاحب راجہ موتی سنگھ نے بھی ایک رقبہ بمقام ڈینگلہ ان کو عطا کیا۔ مولوی عبداللہ بھی امامت، وعظ خوانی اور فتویٰ نویسی وغیرہ فرائض منصبی کو بہ طریق احسن ادا کرتے رہے۔

مولوی عبداللہ کے چار فرزند تھے۔ سب سے بڑے مولوی اسداللہ جن کی یادگار انکے فرزند عزیز اللہ مرحوم تھے۔ مولوی عبداللہ کے دوسرے فرزندوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ حبیب اللہ۔ سعید اللہ، عطا اللہ، مولوی اسداللہ والد کے قائم مقام ہوئے۔ ان کے بعد ان کے فرزند مولوی عزیز اللہ منصب امامت کے فرائض ادا کرتے رہے۔ ۱۳۲۱ھ سے مولوی عبداللہ کے سب سے چھوٹے فرزند شیخ مولوی محمد عطا اللہ جامعہ مسجد کے امام ہیں۔ اور اپنے آباؤ اجداد کی طرح وعظ خوانی اور مجالس جمعہ و جماعات سے خلق خدا کو مستفیض کر رہے ہیں۔

مولوی عطا اللہ کا بیان ہے کہ انکے جد امجد مولوی عبدالصبور کے جو بھائی عبدالرحمان نام کابل میں تھے۔ ان سے مولوی عبداللہ نے اپنے مرتے دم تک سلسلہ خط کتابت جاری رکھا۔ بعد ازاں مسدود و مفقود ہو گیا۔

مولوی عطا اللہ امام جامعہ کے برادر کلاں مولوی حبیب اللہ کے فرزند کا نام عزیز اللہ ہے۔ وہ خاص پونچھ میں بزازی کی دوکان کرتے ہیں۔ ان کے منجھلے بھائی مولوی سعید اللہ کے دو فرزند ہیں۔ حمید اللہ و نصیر اللہ، حمید اللہ آٹھویں جماعت پاس کرنے کے بعد اب تفسیر، فقہ اور حدیث کی تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ نصیر اللہ انٹرنس پاس کر کے پونچھ کے سرکاری ہائی سکول میں ماسٹر ہے۔

مولوی عطا اللہ کی سعی اور کمیٹی مسجد کی کوشش سے جامعہ مسجد بڑے پیمانہ پر تعمیر ہو رہی ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سادات اندرابیہ

سادات اندرابیہ کی وجہ تسمیہ اور انکے کچھ خاندانی حالات تاریخ اقوام کشمیر میں درج ہو چکے ہیں۔ وہیں یہ بھی درج ہے۔ کہ ہندوستان کے بعض دیگر مقامات کی طرح اس خاندان کی ایک شاخ پونچھ میں بھی موجود ہے۔ اس شاخ کے جداعلیٰ میر محمد فضل اندرابی تھے۔ مولوی امیر الدین اپنی کتاب تذکرۃ الحضرات میں لکھتے ہیں۔ "میر محمد افضل از سادات اندرابیہ است، جناب میر میرک اندرابی ساکن ملارٹہ جد بزرگوار است، جمع کثیر از مریدان میر محمد افضل اندرابی در قصبہ پنچھ سکونت پذیر بود کہ ہر وقت دے را امداد دے دارند۔ چنانچہ در سال ۱۲۳۴ھ[1] میر مذکور بقصد دورہ پیری مریدی جانب پونچھ رفت، برقلہ کوہ رسید، جاں بحق سپرد و ہفتم ماہ جمید الاول ۱۲۳۴ھ روز انتقال اوست، مریدان آنجا را خبر شدہ فوج، فوج آمدہ ایشاں را در قصبہ پونچھ رسانید مریدے خاص قدرے از زمین باغچہ خود وقف نمودہ درآں جا مدفون کروند و مقبرہ ہم بنا ساختند" چنانچہ وہ مقبرہ اب تک پونچھ کے محلّہ کامسر میں موجود ہے۔

میر محمد تاج الدین اندرابی جو سید میر میرک اندرابی ساکنہ ملارٹہ سرینگر کشمیر کی بارھویں پشت میں تھے۔ میر محمد افضل اندرابی کے داماد تھے۔ اس نکاح سے میر تاج دین کے ہاں دو فرزند تھے۔ فرزند اکبر، میر بدر الدین فرزند اصغر میر محمد حسین، میر محمد بدر الدین، میر محمد افضل اندرابی کے فرزند میر غلام محی الدین اندرابی کے خانہ داماد تھے۔ میر غلام محی الدین نے اپنی لڑکی کو علاقہ پونچھ کے تمام مرید بطور جہیز دینے کے علاوہ کچھ جائیداد کشمیر میں بھی دی اور یہ جہیز اور عطیہ میر بدر الدین کے پونچھ میں آمد و رفت رکھنے کا باعث ہوا۔ اور آخر پونچھ ہی کو انہوں نے اپنا وطن بنا لیا اور یہیں مکان بھی تعمیر کر لیا۔ ۱۳۰۶ھ میں آپ کے فرزند سید محمد میر نور الدین نے یہاں شادی بھی کر لی۔ لیکن عمر کے آخری حصہ میں جب ایک مرتبہ کشمیر تشریف لے گئے۔

[1] یہ زمانہ راجہ رستم خان فرمانروائے رستم نگر عرف پونچھ کا تھا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

تو وہیں انتقال فرمایا ۔

مٹی ہماری صرف درمیکدہ ہوئی
پہنچی وہیں یہ خاک جہاں کاخمیر تھا!

میر سید نورالدین مرحوم کے دوفرزند ہیں اور دونوں بفضلہٖ بقید حیات ہیں اور پونچھ میں اچھی پوزیشن رکھتے ہیں۔ سرکاری وظیفہ خوار بھی ہیں اور حکومت اور پبلک سے ان کے تعلقات خوشگوار ہیں۔ آپ کے فرزند اول کا نام میر سید ضیاء الدین اندرابی ہے۔ آپ انجمن اسلامیہ پونچھ کے پریذیڈنٹ بھی رہ چکے ہیں۔ آپ کے تین فرزند حسب ذیل ہیں۔ میر صدر الدین، میر محمد شفیع، میر محمد مسعود۔

میر سید نورالدین مرحوم کے فرزند دوم کا نام میر سید غلام احمد اندربی ہے۔ انکے چار فرزند حسب ذیل ہیں۔ میر محمد بدرالدین، میر محمد سعدالدین، میر محمد شریف الدین، میر محمد مظفر۔

خاندان خانصاحب خواجہ عبداللہ جو وحبیب جو

گنائی کی وجہ تسمیہ اور اس قوم کے مشاہیر قدیم اور صلحاؤ علماء کا ذکر تاریخ اقوام کشمیر کے صفحات پر تفصیل کے ساتھ ہو چکا ہے۔ پونچھ میں جو گنائی خاندان آباد ہے۔ اس کا اصل وطن بارہمولہ ہے۔ جس کو باب الکشمیر بھی کہتے ہیں۔ محلّہ گنائی عمام واقعہ بارہمولہ اب تک اس کی سکونت کا پتہ دے رہے ہیں۔

۱۸۱۹ء میں جب مہاراجہ رنجیت سنگھ نے کشمیر کے ساتھ ہی پونچھ کو بھی زیر اثر کرلیا۔ تو جن لوگوں کو وہاں نئے انتظام اور ''عمارت نوساخت'' کی خاطر بھیجا گیا۔ ان میں بارہمولہ کے خواجہ بتہ جو گنائی بھی تھے۔ وہ بہت دیر تک پونچھ میں بطور ''فوجدار'' رہے۔ اور سکھ حکومت کے خاتمہ کے قریب اپنے وطن واپس چلے آئے۔

سکھوں کے بعد جب مہاراجہ گلاب سنگھ نے ''مہاراجہ جموں وکشمیر'' کی حیثیت سے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

پونچھ کی شورش کا انسداد کرنا چاہا۔ بلکہ خود بھی پونچھ کا دورہ کیا تو خواجہ نبہ جو کے نوجوان فرزندوں خواجہ مقصود جو و خواجہ سلام جو کو بھی ملکی انتظام کا کچھ حصہ سپرد کیا۔ چنانچہ خواجہ مقصود جو جو فرزند کلاں تھے۔ سدھرون کی حفاظت اور سدھرون والوں کی نگرانی پر تعینات ہوئے اور خواجہ سلام جو کو مہنڈر کا تحصیلدار مقرر کر دیا گیا۔

اس زمانہ سے جس کی ابتداء ۱۸۱۹ء کے بعد سے ہوتی ہے۔ یہ خاندان شمالی کشمیر کے دارالحکومت سے منتقل ہو کر پونچھ میں آباد چلا آتا ہے۔

دونوں بھائیوں کی وفات کے بعد خواجہ محمد جو پسر خواجہ مقصود جو مہنڈر کے تحصیلدار اور خواجہ سلام جو کے فرزند خواجہ ولی جو بہرام گلہ اور پشانہ کے مقامات پر سیاحوں اور مسافروں کی نگہداشت اور بار برداری کے انتظام وغیرہ کے لئے مقرر کئے گئے۔ اس زمانہ میں پنجاب سے کشمیر جانے کا یہی راستہ تھا۔ یوروپین اصحاب اور دیگر سیاح سڑک ہونے کی وجہ سے اسی رستے کشمیر آتے جاتے تھے۔ ان کی مہمانداری اور رہائش وغیرہ کا انتظام اس مقام پر حکومت پونچھ ہی کی طرف سے ہوتا تھا اور اس کے مہتمم خواجہ ولی جو تھے۔

خواجہ محمد جو کے فرزند کا نام خواجہ احمد جو تھا ان کے دو فرزند موجود ہیں۔ نام خواجہ عزیز دین و خواجہ غلام رسول، دونوں سٹیٹ سروس میں ہیں۔ خواجہ محمد جو کے بعد اس کے چھوٹے بھائی خواجہ مقیم جو مہنڈر کے تحصیلدار مقرر ہوئے۔ لیکن تھوڑے عرصہ کے بعد ہی راجہ موتی سنگھ نے ان کو کتاب نویسی کا عہدہ دے کر خاص پونچھ میں بلوالیا۔ کتاب نویسی سرکاری احکام وارشادات کی نقل نویسی کا نام تھا۔

خواجہ مقیم جو نے اپنے بڑے بھائی خواجہ صمد جو کے فرزند کلاں خواجہ عبداللہ جو اور اپنے چچازاد بھائی خواجہ ولی جو کے بیٹے خواجہ حبیب جو کو جو جوان ہو چکے تھے۔ راجہ موتی سنگھ کی خدمت میں پیش کیا۔ راجہ صاحب ان کی خاندانی خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔ ہر دو بر اوران یعنی خواجہ عبداللہ جو و خواجہ حبیب جو کچھ عرصہ تک میاں نظام الدین مرحوم وزیر اعظم کے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

معزز اہلکاروں میں رہے۔ لیکن جب سر راجہ بلدیو سنگھ کا زمانہ آیا۔ تو ان کی مردم شناس نظر نے ان دونوں گرانمایہ گوہروں کو تحصیلدار مقرر کر دیا۔

خواجہ عبداللہ جو نے دیگر بھائیوں کے مشورہ سے ٹھیکہ کسٹم میں حصہ لیا اور مدت دراز تک یہ ٹھیکہ ان ہی کے پاس رہا۔ اس زمانہ میں نہ صرف پونچھ ہی میں کسٹم و چونگی کا محکمہ ٹھیکہ داران کے سپرد تھا بلکہ جموں و کشمیر میں بھی ٹھیکہ کا دستور ہی تھا۔ جب کسٹم کا محکمہ براہ راست ریاست کے ماتحت آ گیا تو چونکہ خواجہ عبداللہ جو اس کام کی پوری واقفیت رکھتے تھے۔ اس لئے کسٹم و آبکاری کے محکمہ کے وہی افسر اعلیٰ مقرر ہوئے۔ اس عہدہ کا نام سپرنٹنڈنٹ کسٹم واکسائز تھا۔ ۱۹۸۰ء اب میں اس جلیل القدر عہدہ سے آپ پنشن یاب ہو چکے ہیں۔

یوروپ کی جنگ عظیم کی خدمات اور اور سرکاری خیر خواہی کے صلہ میں دوران ملازمت ہی میں آپ کو گورنمنٹ ہند کی طرف سے ''خانصاحب'' کا خطاب مل چکا تھا۔ پونچھ کی پونے چار لاکھ آبادی میں آپ سب سے پہلے ''ملکی'' ہیں۔ جن کی خدمات کی گونج پونچھ کے پہاڑوں کو طے کر کے وائسرائے ہند کے ایوان تک پہنچی۔ اور ''خانصاحب'' کا خطاب لے کے واپس آئی۔

پونچھ میں محکمہ کسٹم کی باقاعدگی اور آئینی شکل کا سنگ بنیاد درحقیقت آپ ہی کا مرہون منت ہے۔ آپ نے کسٹم کی آمدنی کو ۲/۱ ۱ لاکھ سے سوا تین لاکھ تک پہنچا دیا تھا۔ کئی یتامیٰ اور بیوگان کئی سفید پوش اور حاجتمند آپ کی فیاضیوں اور سیر چشمیوں سے مستفیض ہوتے رہے ہیں۔

افسوس ہے آپ کے دو نوجوان صاحبزادے ۱۹۹۱ء اب میں یکے بعد دیگرے انتقال کر کے آپ کو داغ مفارقت دے گئے ہیں۔ ان میں خواجہ غلام محمد فرزند اول داروغہ جیل تھے۔ اور خواجہ ثناء اللہ فرزند سوم محکمہ مال کے ہیڈ کلرک تھے۔ آپ کے دوسرے صاحبزادہ کا نام خواجہ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

عطا اللہ ہے۔ وہ پونچھ ہی میں اپیل نویس ہیں۔ آپ کے چوتھے صاحبزادے کا نام خواجہ سیف الدین بی اے ہے۔

خان صاحب خواجہ عبداللہ جو کی دیرینہ وفادارانہ خدمت کو ملحوظ فرماتے ہوئے راجہ سکھدیو سنگھ جی سابق فرمانروائے پونچھ نے خواجہ سیف الدین کو کالج کی تعلیم کے دوران میں چالیس روپے ماہوار کا وظیفہ عطا کیا۔ اور موجودہ راجہ صاحب راجہ جگت دیو سنگھ جی نے اپنی پشتینی روایات کو برقرار رکھتے ہوئے آپ کو حکومت کے گرانقدر اخراجات پر محکمہ کسٹم واکسائز کی ٹریننگ دلائی۔ چنانچہ آپ گورنمنٹ جموں وکشمیر کے محکمہ کسٹم واکسائز کا اعلیٰ ترین امتحان تعریف کے ساتھ پاس کر چکے ہیں اور گو اس میں وقت آپ اپنے مرحوم بھائی کی جگہ جیل پونچھ کے ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ ہیں۔ لیکن توقع کی جاتی ہے کہ سری راجہ صاحب بہادر ان کو سپرنٹنڈنٹ کسٹم کا عہدہ دے کر حق بحقدار کی مثال صحیح ثابت کریں گے۔

خواجہ سیف الدین کی والدہ محترمہ مولویان پونچھ کے خاندان سے ہیں اور ان کی اپنی شادی خواجہ محمد جو کاٹھ رئیس موضع ٹاٹ تحصیل حویلی کے ہاں ہوئی ہے۔

خانصاحب خواجہ عبداللہ جو کے پانچویں صاحبزادے کا نام احمد الدین ہے اور متعلم جماعت نہم ہے۔ خانصاحب خواجہ عبداللہ جو کے دو اور بھائی ہے۔ خواجہ اکبر جو وخواجہ عزیز جو، خواجہ اکبر جو کے حسب ذیل دو فرزند موجود ہیں۔ خواجہ کبیر الدین، خواجہ عبدالغفار۔ جن میں خواجہ کبیر الدین اس وقت صدر رواصلباتی نویس ہیں۔

خواجہ مقیم جو (جو خانصاحب خواجہ عبداللہ جو کے چچا تھے اور خواجہ مقصود جو کے سب سے چھوٹے فرزند تھے) کے دو فرزند حسب ذیل تھے۔ (۱) مہد جو۔ جس کا ایک ہی پسر غلام یٰسین ہے اور جو آٹھویں جماعت میں زیر تعلیم ہے۔ (۲) نبہ جو۔ جس کے دو لڑکے ہیں۔ خواجہ امیر الدین وخواجہ قمر الدین۔ جن میں موخر الذکر محکمہ تعلیم میں بطور کلرک کام کر رہا ہے۔ خواجہ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سلام جو اور ان کے فرزند خواجہ ولی جو کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ ولی جو کے دو فرزند تھے۔ خواجہ حبیب جو اور خواجہ صمد جو۔ خواجہ حبیب جو ۱۹۳۷ء سے ۱۹۴۴ء تک باغ۔ ۱۹۴۵ء سے ۱۹۴۷ء تک مہنڈر۔ ۱۹۴۷ء سے ۱۹۵۱ء تک حویلی اور ۱۹۵۱ء سے ۱۹۵۶ء تک سد ہنتی کے تحصیلدار رہے۔ وصولی مالیہ کے تنازعات اور تصفیہ سرحدات بھی ان ہی کے زمانہ میں اور ان ہی کی سرگرمیوں سے طے ہوتے رہے۔ سر راجہ بلدیو سنگھ نے ان کی خیر خواہانہ اور بے داغ خدمات کی وجہ سے ۱۹۵۷ء میں ان کو پونچھ کا گورنر بنا دیا۔ ۱۹۵۹ء میں سر راجہ بلدیو سنگھ کے میر منشی ہو گئے۔ ان کے چھوٹے بھائی خواجہ صمد جو سرکار پونچھ کے پرائیویٹ تحویلدار تھے۔ ۱۹۶۰ء میں ان کی وفات پر یہ کام بھی آپ ہی کے سپرد ہو گیا۔ ۱۹۶۲ء میں سرکار پونچھ کی طرف سے آپ کو معتمد ریذیڈنسی کا عہدہ ملا اور تحویلداری پر آپ کے ماموں زاد بھائی خواجہ مہد جو مقرر ہو گئے۔ خواجہ حبیب جو دیر تک قابلیت اور دیانت کے ساتھ اس عہدہ کے فرائض ادا کرتے رہے۔ عوام انہیں پونچھ کا چھوٹا ریذیڈنٹ کہا کرتے تھے۔ آخر پنشن یاب ہو کر مگھر ۱۹۹۱ء میں اس جہاں سے رخصت ہو گئے۔ ان کے صاحبزادے کا نام خواجہ غلام احمد ہے۔ وہ اس وقت تحصیل خاص میں نائب تحصیلدار ہیں۔ خواجہ غلام احمد کے فرزند کا نام محمد شفیع ہے اور وہ اس وقت فسٹ مڈل میں تعلیم پا رہا ہے۔

اس خاندان کا پیشہ عام طور پر ملازمت سرکار ہے۔ اس وقت بھی سب کے سب ملازم ہیں۔ اور تمام خاندان تعلیم یافتہ اور کشمیری ذہانت کا نمونہ ہے۔ اس خاندان کے پاس اراضیات اور باغات بھی ہیں گماشتوں کے ذریعہ تجارتی کاروبار بھی چلتا ہے۔

خاندان خواجہ صبور جو پختہ

بارہمولہ جس کو باب الکشمیر کہا جاتا ہے۔ شمالی کشمیر کا صدر مقام ہے۔ بارہویں صدی ہجری میں یہ قصبہ چند بزرگان دین کی وجہ سے مرجع خاص و عام تھا۔ ان میں حافظ احمد و حافظ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

عبدالصبور دو بھائی خاص طور پر مشہور تھے۔ جن کا ذکر تاریخوں میں بھی ہے۔ حافظ احمد کے متعلق تاریخ خواجہ اعظمی موسوم بہ واقعات کشمیر میں ذیل کے الفاظ درج ہیں "حافظ احمد بارہمولہ بہ اکبر آباد (آگرہ) رفتہ واز خدمت میاں عنایت اللہ درویش بہرہ ور شدہ بہ کشمیر آمد استقامت بر طریقہ ورزیدہ صاحب کشایش شد۔ ومردم بسیار را بہ فیض معنوی رسانید۔ عمر در کار سلوک تسلیک گذرانیدہ مابین ہفتاد وہشت سال در گذشت" تاریخ کبیر کشمیر کے مصنف حاجی محی الدین سرائے بلی کاشمیری نے اپنی تاریخ کے صفحہ ۲۴۶ پر ذکر مشائخ کے سلسلہ میں ان کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے۔ "حافظ احمد بارہمولی در آگرہ رفتہ باحضرت میاں نعمت اللہ بیعت نمودہ واستفادہ کردہ باز بہ کشمیر رجوع نمود۔ در کشف وکرامات مردے نامی وگرامی بود۔ چوں عمرش بہ ہشتاد رسید، ندائے ارجعی شنیدہ در قصبہ بارہمولہ مدفون گردید" تاریخ کبیر کشمیر کے مصنف نے بھی تاریخ خواجہ اعظمی کی تائید کی ہے۔ صرف فرق اس قدر ہے۔ کہ تاریخ اعظمی میں میاں عنایت اللہ درج ہے۔ اور تاریخ کبیر میں میاں نعمت اللہ۔ لیکن صحیح نام میاں عنایت اللہ ہی ہے۔ کیونکہ اکبر نامہ[1] کے مصنف مولانا حمید اللہ اسلام آبادی کاشمیری نے بھی عنایت کے لفظ سے عنایت اللہ کی طرف ہی اشارہ کیا ہے اور مولانا حمید اللہ حاجی محمد الدین مصنف تاریخ کبیر کشمیر سے قریباً ایک سو سال پیشتر گذرے ہیں۔

مولانا حمید اللہ کے اشعار جن میں میاں عنایت اللہ اور حافظ احمد اور حافظ عبدالصبور کا ذکر ہے۔ حسب ذیل ہیں۔

چو دورش بہ حدِ نہایت رسید	عنایات اُو بر عنایت رسید
خلیفہ ازو حافظ احمد شدہ	پسش حافظ شیخ سرمد شدہ
بہ نوشید از وے شراب طہور	سعید ازل شیخ عبدالصبور

[1] اکبر نامہ قلمی اور غیر مطبوعہ نظمیہ زرمیہ کتاب ہے۔ جو سکھوں کے عہد میں لکھی گئی ہے۔ کشمیر اور پونچھ کے علاوہ لاہور میں بھی چند ایک اصحاب کے پاس موجود ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

مصنف اکبر نامہ نے حافظ شیخ عبدالصبور کو حافظ شیخ سرمد کا مرید بتایا ہے۔ لیکن مصنف تاریخ کبیر کشمیر حافظ عبدالصبور کو خواجہ احمد یسوی نقشبندی اور حافظ احمد بارہمولی کا مرید بتاتے ہیں۔ چنانچہ صفحہ ۲۴۶ پر لکھتے ہیں۔ ''حافظ عبدالصبور بارہمولی مرید برجستہ حضرت حافظ احمد بارہمولی واز خواجہ احمد پسوی نقشبندی اکتساب فیض معنوی فرمودہ خرقہ ارشادر برنمودہ وخمر خودرا انزوا وحکوت گذرانیدہ درمحلّہ ڈڈیار قرار کردہ درسنہ ہزار و یک صد شست و چہار (۱۱۶۴ھ) درملہ کہواہ مشہور قبرستان سرینگر آسود۔''

حافظ احمد بارہمولی کا مزار اس وقت بارہمولی میں مرجع خلق اللہ ہے۔ حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے چند تبرکات بھی وہاں موجود ہیں۔ جو خان یار سرینگر کے عرس کی طرح ہر سال ایک مرتبہ دکھائے جاتے ہیں۔

حافظ عبدالصبور کے مریدوں میں میاں گل محمد کنگال اکبر آبادی (وفات ۱۱۹۸ھ) شیخ عبدالسلام (وفات ۱۲۰۵ھ) اور عبدالسلام قادری (وفات ۱۲۰۷ھ) تصوف وسلوک اور علم وفضل میں مشائخ روزگار گذرے ہیں۔ مصنف اکبر نامہ میاں گل محمد کے متعلق لکھتے ہیں۔

چو غنچہ دل گل محمد شگفت — زانفاس آں نو بہار نہفت

بارہمولہ میں ان کا اصلی مسکن محلّہ قاضی حمام متصل مقبرہ حافظ احمد مرحوم تھا۔ حافظ عبدالصبور کی چوتھی پشت میں ان ہی کے ایک ہمنام صبور جو گذرے ہیں۔ وہی سب سے پہلے پونچھ میں آئے اور پونچھ میں ان کی دردگی کا باعث یہ بتایا جاتا ہے کہ پونچھ کے خوجگان گنائی ان کے قریبی رشتہ داروں میں تھے اور اسی سلسلہ میں انہوں نے پونچھ ہی میں سکونت اختیار کرلی۔ مزار حافظ احمد مرحوم کی آمدنی میں بھی ان کا حصہ تھا۔ جس پر انکے ترک وطن کے بعد دیگر ورثاء قابض ہو گئے۔ اس وقت بھی ان کی برادری کے لوگ بارہمولہ میں موجود ہیں۔ اور خانقاہ حافظ احمد مرحوم کے سجادہ نشین کا نام پیر محمد یوسف ہے۔

اس خاندان کا عرف عام پختہ[1] یا پھکتو ہے۔ مصنف تاریخ کبیر کشمیر نے میاں گل محمد

[1] سوپور میں بھی ایک شاخ خواجگان پختہ کی ہے۔ معلوم نہیں اس شاخ کا اس خاندان سے نسبی تعلق ہے یا نہیں۔ سوپور کے پھکتو یا فکتو خاندان سے خواجہ حبیب جو فکتو اسوقت سوپور کی ذیلدار ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کنگال کے ذکر میں حافظ عبدالصبور کے متعلق یہ بھی لکھا ہے۔ از خدمت حافظ عبدالصبور پھکتو بہ اخذ تعلیم وتربیت در سلوک ترقی نمودہ در سکر و مستی واستغراق قدوہ اہل وفا آفاق گردید۔"

یہاں حافظ عبدالصبور کے نام کے ساتھ پھکتو کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ جہاں تک کشمیری زبان میں آواز کا تعلق ہے۔ پھکٹو یا پھکتو یا پختہ ایک ہی لفظ معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ کشمیر بلکہ دیگر ممالک ہند میں بھی شہروں اور ذاتوں وغیرہ کے نام مرور ایام کی وجہ سے بگڑتے اور تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔

صبور جو جس زمانہ میں نقل مکان کر کے پونچھ میں آیا ہے۔ اس زمانہ میں سکھوں اور افغانوں کے درمیان پونچھ اور کشمیر کی حدود میں محاربات جاری تھے۔ سکھوں نے کشمیر پر پہلا ناکام حملہ ۱۸۱۴ء میں کیا۔ اور دوسرا حملہ جس میں انہوں نے کشمیر کو فتح کر لیا۔ ۱۸۱۹ء میں کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ہی چار پانچ سالوں کے اندر صبور جو نے پونچھ میں اقامت اختیار کی ہے۔ صبور جو کے تین فرزند تھے۔ اول غفار جو جن کے فرزند قادر جو کے حسب ذیل چار بیٹے موجود ہیں۔ محمد یحییٰ، عبدالغنی، غلام احمد، عزیز دین، خواجہ غفار جو اپنے زمانہ میں نہایت بلند پایہ بزرگ تھے۔ دوم خواجہ منور جو ان کے دو فرزند ہیں۔ خواجہ انور جو، جن کے حسب ذیل تین بیٹے ہیں۔ ثناء اللہ، امیر الدین، غلام یٰسین، خواجہ منور جو کے دوسرے فرزند کا نام غلام محمد[1] ہے۔ خواجہ غفار جو اور ان کے برادر اصغر منور جو کی اولاد موضع حاجی بل تحصیل حویلی میں آباد ہے ان کا زیادہ تر گذارہ زمینداری پر ہے۔ خواجہ صبور جو کے تیسرے فرزند کا نام احمد جو تھا۔ وہ والد کے انتقال کے وقت نابالغ تھے۔ زمینداری اور تجارت یہ دونوں کاروبار ان کے مرغوب شغل تھے۔ ان کے چار فرزند حسب ذیل ہیں۔ اول خواجہ سلام جو، آپ ابتدائے ایام مستاجری میں محکمہ کسٹم میں ملازم رہے۔ پھر محکمہ شکارگاہ میں ریڈر ہو گئے۔ پھر صیغہ جوڈیشنل میں آ گئے اور وہیں سے پنشن

[1] آپ پولیس پونچھ میں ملازم ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

پر ریٹائر ہو گئے۔ آپ کے تین فرزند حسب ذیل ہیں۔ خواجہ عبدالاحد، جو فورتھ کلاس تک تعلیم یافتہ ہیں اور اتحادی بنکوں کے محکمہ میں انسپکٹر بنک ہیں۔ دوسرے خواجہ عبدالغنی جو بی، اے، ایل، ایل، بی ہیں۔ اور پونچھ میں منصف اور مجسٹریٹ درجہ اول ہیں۔ تیسرے خواجہ عبدالغفار جو عرائض نویس ہیں۔ خواجہ احمد جو پختہ کے دوسرے فرزند کا نام خواجہ غلام محمد ہے۔ آپ عرصہ تک پولیس کے محکمہ میں کورٹ انسپکٹر رہے ہیں اور گذشتہ سال سے اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کی معزز اسامی پر تعینات ہیں۔ آپ کے فرزند کا نام غلام نبی ہے۔ اور وہ ساتویں جماعت میں زیر تعلیم ہے۔ خواجہ احمد جو پختہ کے تیسرے فرزند کا نام خواجہ ولی جو اور چوتھے کا نام خواجہ صمد جو (مرحوم) ہے۔

حکیم ملک حاکم دین طبیب حاذق

گوت ملک ہے جو کشمیر کی ایک مشہور اور معزز قوم ہے۔ اور جس کے مفصل حالات ''تاریخ اقوام کشمیر'' میں درج ہیں۔ ان کے بزرگ علاقہ کھری ناڑواہ تحصیل کولگام کے رہنے والے تھے۔ اور شوپیان اور کولگام کے مشہور ملکوں میں تھے۔ انکے دادا لعل ملک خلف بہادر ملک مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں پہلے سیالکوٹ پھر جموں اور سب سے آخر پونچھ آئے اور یہاں ایسے آئے کہ یہیں کے ہو گئے۔ ان کے پانچ فرزند تھے۔ دولا ولد انتقال کر گئے۔ جان محمد نظام الدین اور ہاشم دین صاحب اولاد ہوئے۔ ہاشم دین کے فرزند کا نام شمس الدین اور نظام ادلین کے فرزند کا نام فضل کریم ہے۔ جان محمد کے ۲ فرزند ہیں۔ طبیب حاذق حکیم ملک حاکم دین اور عبدالعزیز۔ حکیم حاکم دین کا ایک فرزند بنام محمد نذیر احمد بعمر دس سال موجود ہے۔

حکیم حاکم دین خاندانی حکیم ہیں۔ کشمیر میں بھی ان کے بزرگوں کا پیشہ حکمت ہی تھا۔ سیالکوٹ آئے اور وہاں سے جموں گئے۔ تو بھی طبابت و حکمت ہی ان کا کام رہا اور پونچھ آئے تو بھی اسی فن شریف کی بدولت ہر جگہ عزت حاصل کی۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

حکیم حاکم دین مسیح الملک حکیم محمد اجمل خان مرحوم دہلوی کے طیبہ کالج کے سند یافتہ ہیں۔ طبیب حاذق کی ڈگری آپ نے اسی کالج سے حاصل کی ہے۔ لیکن تجربہ آپ کا اس قدر وسیع ہے اور شافی مطلق نے دست شفا آپ کو ایسا عطا کیا ہے۔ کہ بڑے بڑے ڈاکٹروں کے مقابلہ میں آپ کامیاب رہے ہیں اور کئی لاعلاج مریضوں کو آپ کے علاج سے صحت نصیب ہوئی ہے۔

طبیعت سیلانی ہے۔ ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں کی سیاحت کر چکے ہیں اور اسی دوران میں کئی مفید طبی معلومات حاصل کر چکے ہیں۔ علم نجوم سے بھی آپ کو دلچسپی ہے۔ آپ کا دواخانہ چشمہ حیات کے نام سے پونچھ میں جاری ہے اور اس کی شاخیں کشمیر اور راولپنڈی تک پھیلی ہوئی ہیں۔ بڑے بارسوخ صلح کل اور ہردلعزیز ہیں۔

خاندان خواجہ غلام احمد بٹ

موضع کارہامہ تحصیل بارہمولہ (کشمیر) کے ایک بزرگ خواجہ صالح بٹ نام ۱۹۰۱ء میں پونچھ آئے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔آپ کے تین فرزند تھے۔ عظیم بٹ، منور بٹ، سبحان بٹ، تیسرا بیٹا سبحان بٹ واپس کشمیر چلا گیا۔ تحصیل بارہمولہ کے موضع بدرکوٹ میں اسکی اولاد موجود ہے۔ خواجہ منور بٹ کی اولاد سے خواجہ حبیب جو پبلک ورکس پونچھ اور دیگر محکمہ جات میں ٹھیکہ داری کا کام کرتا ہے خواجہ عظیم بٹ کے ۲ فرزند تھے۔ محمد جو بٹ وصمد جو بٹ۔ آخرالذکر کی اولاد موضع کارہامہ میں موجود ہے۔ خواجہ محمد جو بٹ کا ایک فرزند غفار جو بٹ عین عالم شباب میں گذر گیا۔ دوسرے فرزند غلام احمد بٹ موجود ہیں۔ آپ کے والد محمد جو بٹ تجارتی کاروبار کرتے تھے۔ لیکن آپ نے باپ کی وفات کے بعد قومی کاموں میں حصہ لینا شروع کر دیا اور ۱۹۸۸ء ب میں ینگ مسلم ایسوسی ایشن کے صدر منتخب ہو گئے کارہامہ (کشمیر) میں بھی آپ کی اراضی ہے اور پونچھ خاص اور دیگوار ملدیالاں اور موضع جھولاس میں بھی کافی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

رقبہ ہے۔ تحصیل سدھنتی اور علاقہ سورن میں بھی بٹ قوم کی کافی آبادی بیان کی جاتی ہے۔ چند قابل ذکر نام اس طبقہ کے ذیل میں درج کیے جاتے ہیں۔

خواجہ صمد جو بٹ کلرک اکونٹ آفس پونچھ، خواجہ غلام احمد بٹ صدر ینگ مسلم ایسوسی ایشن، خواجہ عبداللہ جو وکریم جو رئیسان دیگوار تیڑ واہ، خواجہ رسل جو بٹ پرال کوٹ علاقہ منڈی، خواجہ رحیم بٹ ٹھیکہ دار علاقہ منڈی، خواجہ محمد جو بٹ جنرل مرچنٹ پونچھ، خواجہ بٹ جنرل مرچنٹ بازار منڈی، منشی کرم داد خان بٹ نائب صدر قانونگو سکریٹری انجمن حزب الاحناف پونچھ۔ مسٹر گلاب خان بٹ ساکنہ دریک۔

بٹ قوم کی وجہ تسمیہ اور کشمیر میں اس کی ملکی وسیاسی اقتدار کے متعلق "تاریخ اقوام کشمیر" میں بہت کچھ لکھا جا چکا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ مورخین کشمیر کی تحریروں کے مطابق یہ خالص برہمن قوم ہے۔ اصل لفظ بٹھارک تھا۔ بٹھارک سے بھٹ بنا۔ بھٹ نے بٹ کی شکل اختیار کر لی۔ اس طبقہ میں ہندو بھی ہیں اور مسلمان بھی۔ ۱۹۳۱ء کی مردم شماری کے مطابق ریاست کشمیر میں بٹ فرقہ کی تعداد ۶۸۲۲۸ نفوس ہے۔

ڈار

ڈار کشمیر کی ایک کثیر التعداد قوم ہے۔ از منہ قدیم میں جو سیاسی اقتدار اس قوم کو ہندو راجگان اور مسلمان سلاطین کشمیر کے زمانہ میں رہ چکا ہے۔ اس کی مفصل کیفیت راج ترنگنی اور کشمیر کی اُردو فارسی تاریخوں سے روشن ہو سکتی ہے اور اس کی کچھ جھلک تاریخ اقوام کشمیر کے صفحات ۲۸۷ تا ۲۹۸ سے بھی نظر آ سکتی ہے۔ اس قوم کی ابتدا کیا تھی یہ قوم ڈامر سے ڈانگر اور ڈانگر سے ڈار کس طرح بن گئی۔ اس قوم کے مشاہیر کون کون تھے۔ ہندو تھی یا مسلمان اس کی تفصیلات تاریخ اقوام کشمیر کے مطالعہ ہی سے معلوم ہو سکتی ہیں لیکن اجمالاً کچھ ذکر یہاں بھی کیا جاتا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ یہ قوم کشمیر اور پنجاب اور صوبہ سرحد بلکہ جہاں تک معلوم ہوا

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہے۔ پونچھ میں بہت بڑی تعداد میں موجود ہے۔ اور اس نے بڑے بڑے نامور فرزند پیدا کیئے ہیں۔ جس طرح اسلامی عہد حکومت کشمیر کے دوران میں کشمیر کی اور اقوام مسلمان ہو گئیں اسی طرح اس قوم نے بھی اسلام قبول کر لیا۔ کشمیر میں یہ قوم زراعت پیشہ ہے۔ لیکن پنجاب میں اب تک اس قوم کو نہ راجپوت اور لڑاکا اور جنگجو قوم تصور کیا گیا تھا اور نہ زراعت پیشہ۔ حالانکہ پنجاب کے دیہات میں جس قدر ڈار آباد ہیں وہ سب زراعت پیشہ ہیں۔

ڈسٹرکٹ جج جہلم کا فیصلہ ڈار قوم کے راجپوت ہونے کے متعلق

۱۹۳۵ھ میں تحصیل جہلم کی ڈار قوم کے دو قبیلوں نے اپنے راجپوت اور زراعت پیشہ قرار دیئے جانے کے لئے قانونی چارہ جوئی کی۔ ایک فریق جمعدار محمد عالم، نیک عالم، ابراہیم فرزندان فضل دین وخوشی محمد ولد صدیق سکنہ اکھرانوں تحصیل جہلم پر مشتمل تھا۔ ابتدائی عدالت میں جب اس کو کامیابی ہوگئی تو سرکاری وکیل نے سکریٹری آف سٹیٹ کی طرف سے بنام جمعدار محمد عالم وغیرہ ڈسٹرکٹ جج جہلم کی عدالت میں اپیل دائر کیا۔ اس اپیل کا فیصلہ فاضل جج جی سی مونگیا ڈسٹرکٹ جج جہلم نے ۲۴ جون ۱۹۳۵ء کو صادر کرتے ہوئے لکھا ''مدطیان (جمعدار محمد عالم وغیرہ) کا بیان ہے کہ ''لفظ کشمیری صرف ایک جغرافیائی اصطلاح ہے۔ کوئی ذات نہیں ہے اور دراصل ان کی ذات ڈار راجپوت ہے۔'' مدعیان کے اس بیان کی تائید گلاسری آف دی ٹرائیبز اینڈ کاسٹز فاردی پنجاب اینڈ نارتھ ویسٹ فرانٹیر پراونس کی جلد دوم کے ریمارکس سے بھی ہوتی ہے۔ یہ الفاظ فاضل سب جج کے فیصلہ میں درج ہیں اور ان سے واضح ہوتا ہے کہ لفظ کشمیری فی الحقیقت ایک جغرافیائی اصطلاح ہے۔ اس موقعہ پر سر جان ملینارڈ کے خیالات کا حوالہ دینا مناسب ہے جن میں انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ کشمیری کوئی ذات نہیں ہے۔ اس لئے یہ ظاہر ہے کہ کاغذات مال میں مدعیان کا اندراج بطور کشمیری غلط اور ناتسلی بخش ہے۔

دوسرا سوال قابل تصفیہ یہ ہے کہ کیا وہ ڈار راجپوت ہیں۔ سکریٹری آف سٹیٹ کا

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

بیان ہے کہ ڈار راجپوت نہیں ہیں۔ مگر میرے خیال میں فاضل سب جج نے مردم شماری رپورٹ آف انڈیا کے صفحہ ۳۱۳ کا جو حوالہ دیا ہے اور جس میں ڈار کو راجپوتوں کی ایک گوت لکھا ہوا ہے۔ دعوے کی تائید کے لئے کافی ہے۔ فاضل سرکاری وکیل کا بیان ہے کہ اگرچہ ہندوستان میں ڈار راجپوتوں ہی ایک گوت ہیں مگر مدعیان نے ثابت نہیں کیا کہ کشمیر کے ڈار بھی راجپوت ہیں میں اس بات کے ساتھ متفق نہیں ہوں کہ کشمیر کے ڈار راجپوت نہیں ہیں۔ یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ مدعیان کے اپنے دعوے سے بھی ظاہر ہوتا ہے کہ ڈار جو ہندوستان میں آباد ہیں وہ اصل میں کشمیر ہی سے آئے ہوئے ہیں۔ اگر یہ ڈار راجپوت نہ ہوتے۔ تو مردم شماری کی رپورٹ جو ہندوستان میں تصنیف ہوئی ہے ان کے راجپوت ہونے کا ذکر نہ کرتی۔

کیپٹن محمد الدین کا بیان ہے کہ ڈار راجپوت ہیں گل نواز خان ریاست کشمیر میں ڈسٹرکٹ رنگروٹنگ افسر ہیں۔ ان کا والد ذیلدار ہے۔ اس لئے ان کو کشمیر کے ڈاروں کے متعلق مقامی علم ضرور ہوگا۔ ان گواہان کا بیان ہے کہ مدعیان ڈار راجپوت ہیں وہ زمین کاشت کرتے ہیں اور لفظ کشمیری کوئی ذات نہیں ہے۔ بلکہ صرف ایک جغرافیائی اصطلاح ہے۔

۔۔۔۔۔۔۔انہی وجوہات کی بنا پر فاصل ڈسٹرکٹ جج فیصلہ کے آخر میں ارقام فرماتے ہیں۔ "میں وجوہات اپیل میں کوئی زور نہیں دیکھتا اس لئے اپیل معہ خرچہ خارج۔"

سینئر سب جج جہلم کا فیصلہ کہ کشمیری کسی ذات کا نام نہیں اور ڈار قوم راجپوت ہے۔

ڈار قوم کے دوسرے قبیلہ کا نام جس نے سینئر سب جج جہلم کی عدالت میں ۶ اپریل ۳۵ء کو سکریٹری آف سٹیٹ کے خلاف اس بنا پر دعویٰ کیا کہ اس کی ذات راجپوت ڈار ہے اور وہ ضلع جہلم کی ایک زراعت پیشہ قوم سے ہے۔ رحیم بخش وغوث محمد ذات ڈار راجپوت ساکن توکل پور تحصیل جہلم تھا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

مدعا علیہ کا بیان اس کیخلاف یہ تھا کہ وہ راجپوت نہیں ہے۔ اس مقدمہ میں کئی تنقیحات قائم کی گئیں لیکن فاضل جج نے سب سے زیادہ اہم اس تنقیح کو قرار دیا۔ کہ کیا مدعی راجپوت ہے اور اس بنا پر اس ضلع کی زراعتی قوم کا ایک فرد ہے اس کے متعلق آپ اپنے فیصلہ کے دوران میں فرماتے ہیں۔ ''کشمیری بذات خود کوئی ذات نہیں ہے ہر شخص جو کشمیر سے ہجرت کر کے آیا اس کو کشمیری کہتے تھے۔ یہ ایک جغرافیائی اصطلاح ہے اور اس میں وہ سب لوگ شامل ہو سکتے ہیں۔ جن کو پنجاب میں ہم ایک علیحدہ ذات سمجھتے ہیں۔ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ مدعا علیہ بھی مدعی کی کوئی ذات نہیں بتاتا۔ وہ صرف یہ کہتا ہے کہ وہ راجپوت نہیں ہے۔ لیکن آخر اس کی کوئی ذات تو ہے اور ہر شخص یہ جانتا ہے کہ ہندوستان میں ہر باشندہ کی کوئی نہ کوئی ذات ہوتی ہے۔ اب ہم نے یہ دیکھنا ہے کہ مدعی کی ذات کیا ہے۔ ابتدائی کاغذات مال میں مدعی کشمیری گوت ڈار کے نام سے درج ہے۔ بعد کے کاغذات مال میں گوت کا اندراج نہیں صرف کشمیری درج ہے اس کے ایک جدی ڈار ہیں۔

-------- دوسرا سوال قابل تصفیہ یہ ہے کہ کیا ڈار راجپوت ہیں مدعی نے میرے ہی ایک فیصلہ کی نقل (۵۰۹) داخل کی ہے جس میں میں نے ڈار قوم کو راجپوت قرار دیا ہے۔ میرے اس فیصلہ کیخلاف سکریٹری آف سٹیٹ نے اپیل کیا۔ مگر فاضل ڈسٹرکٹ جج نے ڈار قوم کو راجپوت قرار دیتے ہوئے اپیل کو خارج کر دیا۔ ان فیصلہ کو اگر غیر متعلقہ سمجھا جائے۔ تو بھی ڈار قوم کو بالضرور راجپوت قرار دیئے جانے کے کافی ثبوت موجود ہیں۔ سرکاری وکیل نے فرمایا ہے کہ گلاسری آف ٹرائیبز میں کشمیر کے ڈاروں کو ''ادنیٰ طبقہ کے زمیندار'' لکھا گیا ہے۔ ممکن ہے ایسا ہی ہو۔ لیکن ان الفاظ کا یہ مطلوب تو نہیں ہے۔ کہ وہ راجپوت نہیں ہیں۔ یہ گلاسری ویلی آف کشمیر مصنفہ سر والٹر لارنس کے حوالے سے لکھی گئی ہے۔ جس کے باب ۱۳ صفحہ ۳۰۶ پر مصنف (یعنی سر لارنس لکھتا ہے۔ ''زمانہ ہنود میں جو اقوام فوجی اور جنگ جو تھیں ان میں مفصلہ ذیل قبائل شامل ہیں۔ ''ماگرے، تانترے، ڈار، ڈانگر، ریبنہ راٹھور، ٹھکر اور

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

نائک ۔ گویا اس طریق سے ڈار اور راٹھور ایک ہی گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں امپریئیل گزیٹر آف انڈیا کے صفحہ ۲۶ پر ڈار قبیلہ کی اصل چھتری قوم سے ظاہر کی گئی ہے اور مردم شماری ہندوستان کی جلد ۲۱ بابت ۱۸۹۱ء کے حصہ سوم صفحہ ۲۱۲ پر ڈار قوم راجپوتوں کی ایک شاخ کی حیثیت سے درج ہے۔ اسی طرح ۱۹۱۱ء کی رپورٹ مردم شماری ہند کی جلد ۱۴ کے حصہ سوم صفحہ ۱۴۴ پر ڈار قوم کو راجپوتوں کی ایک گوت ظاہر کیا گیا ہے۔

ان شہادتوں کی تردید کے لئے مدعا علیہ نے دو گواہ پیش کئے ہیں۔ لال شاہ گواہ ا پٹواری دیہہ ہے اس کا صرف یہ بیان ہے کہ موجودہ کاغذات مال میں مدعی کشمیری درج ہے۔ لیکن میں نے کافی طور پر واضح کردیا ہے کہ کشمیری کوئی ذات نہیں ہے۔ ------مدعا علیہ کے دوسرے گواہ کا نام کالو ہے وہ بھی کہتا ہے کہ مدعی کشمیری ہے لیکن وہ اس کی کوئی ذات نہیں بتا سکتا۔

فاضل جج فیصلہ اپیل کے آخر میں لکھتے ہیں میں مدعی کے حق میں اس امر کے متعلق ڈگری صادر کرتا ہوں اور قرار دیتا ہوں کہ وہ ڈار راجپوت ہے۔ میں مدعی کو خرچہ نہیں دلاتا۔ کیونکہ وہ مدت دراز تک خاموش رہا ہے۔ خرچہ وکیل ہر دو طرف دستخط شیخ واحد علی بی اے ایل ایل بی سینئر سب جج جہلم ۲۵ جولائی ۱۹۳۵ء۔

مندرجہ صدر فیصلہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ ڈار ایک راجپوت اور جنگجو قوم ہے اور قدیم ہی سے زراعت پیشہ چلی آتی ہے اور ہر چند حکومت پونچھ نے تمام کشمیری مسلمان اقوام کو زراعت پیشہ قرار دیا ہے۔ لیکن ڈار قوم راجپوت ہونے کے لحاظ سے علیحدہ بھی زراعت پیشہ قرار دیئے جانے کی مستحق ہے۔

یہ قوم پونچھ کی تحصیل حویلی اور اس تحصیل کے علاقہ منڈی میں کثرت سے پھیلی ہوئی ہے۔ اور اس تحصیل وعلاقہ کے تیس سے زیادہ دیہات میں آباد ہے۔ علاوہ ازیں مہنڈر، باغ اور سدھنتی کی تحصیلوں کے اکثر مواضعات میں بھی اس کی آبادی پائی جاتی ہے۔ یہ سب

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

لوگ اپنے ہاتھ سے کاشت کرتے ہیں چند ایک زرعی کاروبار کے علاوہ تجارت وصنعت کا کام بھی کرتے ہیں۔ ان کی تعلیمی حالت بہت پست ہے۔ اور اس قوم کی مجموعی آبادی پونچھ میں بیس پچیس ہزار کے قریب بتائی جاتی ہے اور افسوس ہے کہ اتنی بڑی تعداد میں اس وقت تک ایک بھی انٹرنس پاس نہیں ہے۔

خاندان خواجہ گل جوڈار

راجہ رستم خان کے زمانہ میں بیوپاریوں اور سوداگروں کے لئے بہت کچھ سہولتیں ہوتی تھیں اور کشمیر کے تجارتی تعلقات ان ہی سہولتوں کی وجہ سے پونچھ کے ساتھ روز بروز بڑھ رہے تھے۔ چنانچہ کشمیر کے ایک بزرگ خواجہ فاضل جوڈار ان ہی ایام میں امرتسر، راولپنڈی اور کوہ مری وغیرہ کے علاوہ پونچھ بھی تجارتی سلسلہ میں آیا کرتے تھے۔ ۱۲۳۲ھ میں فاضل جو انتقال کر گئے۔ ۱۲۴۵ھ میں ان کے فرزند خواجہ گل جوڈار اہل وعیال سمیت کشمیر سے پونچھ ہی میں آگئے۔

فتح ڈار، رسل ڈار اور محمد ڈار اور سبحان ڈار درہ
ان کے بعد ان کے چچازاد برادران
نیل کنٹھ (گلمرگ) کے رستے کالامولا کر آباد ہو گئے۔ یہ سب لوگ صاحب اولاد ہیں۔ ان
مشتمل تھا۔ مہاراجہ گلاب سنگھ کے
ہی رشتہ داروں میں ایک اور قبیلہ جومنور جوڈار ولسہ جوڈار پر
ان کی اولاد موجود ہے۔
عہد میں پونچھ آکر آباد ہوگیا۔ یہ دونوں ٹھیکہ داری کرتے رہے۔
(۱) خواجہ اسماعیل جو جس
خواجہ گل جوڈار فرزند فاضل جوڈار کے پانچ فرزند ہیں۔
متعلم انٹرنس کلاس وغلام محمد فرزندان خواجہ احمد جو
کی اولاد سے خواجہ سبحان جو، عبدالرحمان
لسہ جو، واسد جو (۳) خواجہ حاجی حبیب جو
موجود ہیں۔ (۲) خواجہ محمد جو اس کے ۲ فرزند ہیں۔
خواجہ غلام قادر، خواجہ عبدالرحیم، خواجہ عبدالرمضان، خواجہ غلام رسول
۔ ان کے پانچ فرزند ہیں۔
ان میں غلام قادر کے ۲ فرزند ہیں۔ غلام محمد وغلام احمد اور
متعلم انٹرنس کلاس، غلام عبدالغنی۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

عبدالرحیم کے بھی ۲ ہی لڑکے ہیں۔ محمد اکرم و محمد عبداللہ۔

خواجہ گل جوڈار جوڈار کے چوتھے فرزند کا نام خواجہ عبل (عبداللہ) جو ہے وہ لاولد ہیں۔ پانچویں فرزند کا نام خواجہ کریم جو ہے۔ ان کے چار فرزند حسب ذیل ہیں۔ مہد جو، ولی جو، علی جو، سل جو۔

خواجہ اسماعیل جوڈار کے سوا خواجہ گل جوڈار کے سب فرزند زندہ ہیں اور ان کی اولاد اور انکے چچا زاد برادران کی اولاد خاص پونچھ کے علاوہ کالا سولا، سولی ہلان، مندہار وغیرہ مقامات پر پھیلی ہوئی ہے۔ اس خاندان کے لوگ بالعموم ایام سرما میں پونچھ اور ایام گرما میں کالامولہ چلے جاتے ہیں۔ جو ایک سرد مقام ہے۔ یہ سب لوگ کشمیری مسلمان ہونے کی حیثیت سے زراعت پیشہ ہیں۔ بعض ان میں تجارتی کاروبار بھی کرتے ہیں۔ تعلیم مرجہ ان میں بہت کم ہے۔ اب کچھ شوق پیدا ہو رہا ہے۔

خواجہ عبدالرحیم ڈارینگ مینز مسلم ایسوسی ایشن کے سکریٹری بھی رہے ہیں۔

خاندان خواجہ عزیز الدین میر منشی سرکار پونچھ

یہ خاندان[1] سادات کرام سے ہے۔ اصلی وطن پکھلی ضلع ہزارہ ہے۔ اس کے مورث اعلیٰ ایک خدا پرست بزرگ میر محمد نام سید میر محمد ہمدانی خلف حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی عرف شاہ ہمدان رحمۃ اللہ علیہ کے ہمرکاب ۷۸۶ھ میں بعہد سلطان سکندر بت شکن کشمیر میں تشریف لائے اور تادم آخر لوگوں کو رشد و ہدایت فرماتے رہے۔

سرینگر میں عید گاہ کے متصل ایک محلہ گندر پورہ ہے۔ وہیں آپ نے مستقل اقامت اختیار فرمائی۔ یہ خاندان عوام میں پکھلی کے نام سے مشہور ہے۔ میر عبدالمجید پکھلی

---

[1] افسوس ہے۔ باوجود کوشش کے اس خاندان کے تفصیلی و مکمل حالات نہ مل سکے۔ دریافت و تحقیق پر جس قدر حالات معلوم ہوئے۔ وہ درج ذیل کئے جاتے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ان کی اولاد سے ایک نامور بزرگ گذرے ہیں۔ ان کی یادگار ان کا ایک باغ بنام مجید باغ اور ایک ساگذار موسومہ پکھلی واڑی اب تک سرینگر میں موجود ہے۔ اس خاندان کے اکثر بزرگوں کے مقبرے بھی اسی جگہ واقع ہیں۔ جو زیارت گاہ تصور کئے جاتے ہیں۔ یہ خاندان کشمیر میں اپنی شرافت و بزرگی کے لحاظ سے ممتاز رہا ہے۔

میر عبدالجمید کی اولاد سے ۱۹۰۶ء اب و ۱۹۰۷ء اب میں اس خاندان کے دو حقیقی برادرن میر سکندر شاہ و میر احمد شاہ بطور سیاحت پونچھ کے علاوہ لوہرن میں آئے۔ پونچھ میں ڈوگرہ حکومت کا یہ ابتدائی زمانہ تھا۔ جب راجہ موتی سنگھ کو ان کی خاندانی عظمت کا حال معلوم ہوا۔ تو ان کو پونچھ میں طلب کیا۔ خاص شہر میں ان کو رہائش کے لئے مکان اور کافی رقبہ عطا کیا اور ایام گرما بسر کرنے کے لئے علاقہ منڈی کے موضع براچھڑ میں کافی اراضی اور موضع مذکور کی نمبرداری عطا کی۔ سادات کشمیر کی آبادی ان ایام میں پونچھ میں بہت کم تھی۔ اسلئے دونوں بھائیوں نے خواجہ اعظم رئیس منڈی کے ہاں شادیاں کیں اور اس کے بعد ان کی اولاد کی شادیاں بھی غیر سادات اقوام سے ہوتی رہیں۔ یہیں سے اس خاندان کے ساتھ خواجہ اور جو کے الفاظ شروع ہوتے ہیں اور خواندگی سیادت کو اپنی آغوش میں چھپا لیتی ہے۔ سرینگر میں اس وقت بھی اس خاندان کے یک جدی رشتہ دار میر سلام[1] شاہ میر اسداللہ شاہ اور میر ضیاء الدین و میر حسن شاہ فرزندان میر محمد شاہ مخدومی[2] موجود ہیں۔

خواجہ میر سکندر شاہ کے ۲ فرزند تھے۔ اکبر شاہ المعروف اکبر جادر خواجہ منور شاہ المعروف منور جو اول الذکر لاولد گذر گئے۔ خواجہ منور جو بڑے ہو کر بڑے با اقبال ثابت ہوئے۔ راجہ موتی سنگھ نے ان کی قابلیت اور ان کے رسوخ کو دیکھ کر علاقہ منڈی کے متعدد

---

[1] محلّہ گندر پورہ سکی ڈافر متصل عیدگاہ۔

[2] متصل زیارت حضرت مخدوم صاحب۔ حضرت مخدوم صاحب کے ارادتمند ہونے کی وجہ سے یہ شاخ مخدومی کہلاتی ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

دیہات کا ان کو کاردار اور نمبردار اور ٹھکیہ دار مقرر کر دیا۔ ۱۹۴۷ء و ۱۹۴۸ء میں علاقہ منڈی کے کئی مواضعات ملحقہ سرحد کشمیر سے تمام لوگ ترک وطن کر کے کشمیر چلے گئے اور یہ حقیقت ہے کہ اس وقت گاؤں کے گاؤں غیر آباد ہو گئے تھے۔ خواجہ منور جو نے باوجود بہت سی مشکلات کے ان لوگوں کو واپس لانے کا سلسلہ جاری رکھا اور آخر ان کی شبانہ روز کوششوں سے وہ لوگ اپنے اپنے گاؤں میں واپس آ گئے۔ ایسی ہی احسن خدمات کی بنا پر وہ علاقہ اور سرکار دربار میں ذی عزت سمجھے جاتے تھے۔

۱۹۶۶ء میں پانچ فرزند چھوڑ کر وہ انتقال کر گئے جن کے نام یہ ہیں خواجہ گل جو، خواجہ عزیز دین، خواجہ محی الدین، خواجہ غلام احمد، خواجہ عبدلصمد۔ اول الذکر عرصہ سے فوت ہو چکے ہیں۔ ان کے تین فرزند حسب ذیل ہیں۔ (۱) خواجہ غلام احمد سب انسپکٹر پولیس جو اچھے انگریزی تعلیم یافتہ ہیں۔ (۲) خواجہ غلام نبی نمبردار جو زراعت وغیرہ کاروبار میں مصروف ہیں (۳) خواجہ کبر دین جو زیر تعلیم ہے۔

فرزند دوم خواجہ عزیز دین اُردو فارسی کے قابل اہل قلم ہیں۔ اکونٹ آفس کی آڈیٹری اور حکومت کی پبلک پراسیکیوٹری کے بعد ۱۹۸۲ء میں نائب تحصیلدار ہوئے۔ کچھ عرصہ تحصیلدار بھی رہے۔ پھر محکمہ مال سے محکمہ جوڈیشل میں تبدیل ہو کر سب رجسٹرار بنے۔ جب راجہ جگت دیو سنگھ جی موجودہ حکمران پونچھ سریر ارائے حکومت ہوئے تو آپ نے ان کی قابلیت و دیانت سے آگاہ ہو کر معزز اور ذمہ دارانہ عہدہ میر منشی پر تعینات فرمایا۔ چنانچہ عرصہ آٹھ سال سے آپ اس نہایت ہی قابل اعتماد عہدہ کی خدمات قابلیت اور خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہیں۔

اس عرصہ میں ان کے حقوق و نمبر کے لحاظ سے محکمہ وزارت نے انہیں صیغہ جوڈیشل میں منصفی اور صیغہ انتظامیہ میں افسر محکمہ خاطر تواضع کا عہدہ دیئے جانے کی بارہا

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

تجویز وسفارش کی۔ لیکن سرکار پونچھ اپنے دفتر عالیہ سے ان کو تبدیل کرنے کے لئے کبھی رضامند نہ ہوئے۔ آپ کا ایک ہی فرزند خواجہ امیر الدین نام ہے۔ جو پرتاپ کالج سرینگر میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہا ہے۔

خواجہ منور جو کے فرزند سوم خواجہ محی الدین محکمہ کسٹم میں ایک اچھی پوسٹ پر رہ چکے ہیں۔ انکے پانچ فرزند حسب ذیل ہیں۔ خواجہ عبدالغنی جو پرتاپ کالج سرینگر میں زیر تعلیم ہے اور عبدالاحد، عبدالغفار، ثناء اللہ اور سیف الدین پونچھ میں تعلیم پا رہے ہیں۔

خواجہ منور جو کے چوتھے فرزند خواجہ غلام احمد تجارت، زراعت اور گھر کا کاروبار سنبھالے ہوئے ہیں ان کا ایک کا لڑکا ہے۔ غلام اکبر نام جو ابھی خورد سال ہے اور زیر تعلیم ہے۔

خواجہ میر منور جو کے پانچویں فرزند خواجہ عبدالصمد اپنے علاقہ میں باعزت اور بارسوخ ہیں۔ اعلیٰ پیمانہ پر ٹھیکہ داری کا کام کرتے ہیں۔ اسیسری کے لئے بھی نامزد ہیں۔ علاقہ کے لوگ اور بالخصوص مزدور پیشہ انکے حسن اخلاق کے گردیدہ ہیں۔ ان کے دو لڑکے ہیں۔ عطاء اللہ و ثناء اللہ اور دونوں زیر تعلیم ہیں۔

اُوپر ذکر ہو چکا ہے کہ پونچھ میں اس خاندان کے بانی دو بھائی تھے۔ ایک خواجہ میر سکندر شاہ جن کی اولاد کا ذکر آپ پڑھ چکے ہیں۔ ان کے چھوٹے بھائی کا نام میر احمد شاہ تھا۔ ان کے تین فرزند تھے۔ میر احمد شاہ، میر حبیب اللہ المعروف حبیب جو، میر محمد شاہ المعروف محمد جو، ان میں میر احمد شاہ کا ایک ہی لڑکا میر رسول شاہ تھا۔ جس کے دو فرزند حسن شاہ و غنی شاہ موجود ہیں اور زراعت و ملازمت کرتے ہیں۔ خواجہ حبیب جو کے دو فرزند ہیں۔ خواجہ اکبر جو پولیس سارجنٹ درجہ اول و خواجہ غلام مصطفیٰ جو ٹھیکہ داری و زراعتی کاروبار کرتے ہیں۔

خواجہ اکبر جو کے دو فرزند ہیں۔ بڑا لڑکا خواجہ میر الدین جو ہائی سکول پونچھ میں میٹرک کی تعلیم پا رہا ہے۔ دوسرا خورد سال ہے۔ خواجہ اکبر جو کے بھائی خواجہ غلام مصطفیٰ کے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

چار فرزند حسب ذیل ہیں۔ خواجہ ثناء اللہ جو محکمہ جنگلات میں ملازم ہے۔ غلام محمد، قمر دین اور صدر دین جو زیر تعلیم ہیں۔

خواجہ محمد جو کے پانچ لڑکے ہیں۔ عبل جو، عزیز جو، صمد جو، احمد جو، اکبر جو، جو موضع براچھڑ ہی میں رہتے ہیں یہ سب زراعت اور معمولی ٹھیکہ داری وغیرہ پر گذارہ کر رہے ہیں۔

میاں نظام الدین مرحوم وزیر اعظم

آپ کا اصل وطن ریاسی قلم وجموں تھا۔ میاں نظام الدین کی وفات کو ابھی پچاس سال بھی نہیں گذرے۔ لیکن یہ عجیب بات ہے کہ پونچھ کا جہاں میاں صاحب مرحوم نے اپنی ساری عمر بسر کردی۔ کوئی آدمی ان کی قوم، گوت اور ذات کے متعلق صحیح حالات نہیں بتا سکتا۔ راقم مولف نے پونچھ میں بھی کئی اصحاب کو خطوط لکھے۔ امرتسر اور پشاور میں بھی ان کے اعزۃ کے ساتھ خط کتابت کی۔ لاہور میں بعض پونچھی واقف کار اصحاب سے بھی دریافت کیا۔ کسی نے ان کو کھتری نو مسلم بتایا۔ کسی نے ان کے والد کو کشمیری پنڈت بتا کر لکھا کہ وہ مسلمان ہو گئے تھے۔ کسی نے لکھا کہ وہ پیدائشی مسلمان تھے۔ کسی نے کشمیری مسلمان بتایا اور کسی نے کچھ اور لکھا اور چند ایک نے خاموشی ہی مناسب سمجھی۔

آخر راقم مولف نے ان کے اصل وطن ریاسی کی طرف رجوع کیا اور چھ اصحاب سے جن میں ہندو مسلمان دونوں شامل تھے۔ خط کتابت شروع کی ان میں سے لالہ ہیمرج وکیل نے لکھا کہ ”میاں غلام محمد بٹ سے زیادہ کوئی شخص انکے خاندانی حالات نہیں جانتا۔ اور انہوں نے آپ کو جواب لکھ دیا ہے“ دوسرے دن میاں غلام محمد بٹ سوداگر چرم کی طرف سے بھی ۱۶ جون کو اطلاع مل گئی۔ جس کا اقتباس حسب ذیل ہے۔ ”ہمارے والد صاحب میاں نظام الدین صاحب مرحوم کے عرصہ دراز تک مختار و معتبر رہے ہیں۔ میاں صاحب مرحوم کشمیری مسلمان تھے ان کی گوت دائیں ہے۔ ان کے والد کا نام سخی محمد تھا۔ جن کی وفات کے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

وقت میاں نظام الدین کی عمر ٦ سال سے زیادہ نہ تھی ۔ ۲۰ جون کو امکلا عبداللہ صاحبان تاجران چرم ریاسی کی طرف سے بھی خط کا جواب آ گیا جس کا خلاصہ حسب ذیل ہے۔

''میاں نظام الدین مرحوم سابق وزیر پونچھ کی ذات کے متعلق ریاسی کے ایک دومسن بزرگوں سے دریافت کیا گیا انہوں نے بتایا کہ مرحوم کی ذات دائیں تھی ان کے والد کا نام سخی محمد عرف سکھو تھا۔ جو مہاراجہ جموں و کشمیر کی افواج میں شامل ہو کر وزیر زورآور کمانڈر افواج کے ہمراہ گلگت گیا اور پھر واپس نہیں آیا'' راقم مولف کے خیال میں مندرجہ بالا دو تحریروں کا حوالہ ان کے دائیں گوت کے کشمیری ہونے کے لئے کافی ہے۔ میاں نظام الدین کے والد سخی محمد ایک تحریر آمدہ از پونچھ کے مطابق مہاراجہ کی فوج میں جمعداری کے عہدہ پر ممتاز تھے اور گلگت کی لڑائی میں سرحد مان تلائی کے محاذ پر مارے گئے تھے۔

میاں نظام الدین یتیم رہنے کی وجہ سے تعلیم حاصل نہ کر سکے۔ لیکن جیسا کہ آگے چل کر معلوم ہوگا اہل علم کی صحبتوں نے ان کی طبیعت کو خاص طور پر جلا دیدی تھی۔ راجہ موتی سنگھ کا زمانہ تھا جب وہ پونچھ آئے۔ پہلے پہل وہ سرکار پونچھ کے ادنیٰ ترین ملازموں میں شامل ہوئے ۔ گو یتیم تھے اور بے وسیلہ تھے۔ باوجود اس غریب الوطنی اور بیکسی کے ان کی قسمت یاور تھی۔ بندوقچیوں میں بطور سپاہی بھرتی ہو گئے۔ پھر کچھ وقفہ کے بعد ان کی احسن کارکردگی نے ان کو راجہ صاحب کا پرائیویٹ سکریٹری مقرر کر دیا انہی ایام میں انہوں نے کچھ لکھنا پڑھنا بھی سیکھ لیا تھا اور کاغذات پر اپنے دستخط بھی کر دیا کرتے تھے۔

آپ نے اپنے فرائض اس عہدہ پر اس خوبی سے ادا کیے۔ کہ سرکار نے خوش ہو کر کچھ عرصہ کے بعد آپ کو پونچھ کا گورنر بنا دیا۔ ایک ایسے شخص کے لئے جو پہلے کسی ادنیٰ ملازمت پر مامور ہوا ہو۔ پھر بطور سپاہی بھرتی ہوا ہو۔ گورنر کا عہدہ ترقی کا انتہائی معراج سمجھ لینا چاہیئے۔ لیکن آپ کی انتظامی قابلیت اور معاملہ فہمی آپ کو وزارت جلیلہ کی کرسی پر بٹھانے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کیلئے بیتاب ہو رہی تھی۔

پونچھ میں عام طور پر مشہور ہے۔ کہ راجہ موتی سنگھ نے اپنے ایک مردم شناس وزیر سے اس کی موت کے وقت دریافت کیا کہ وزارت کا چارج آپ کس کے سپرد کر رہے ہیں۔ وزیر نے جواب دیا کہ مجھے میاں نظام الدین سے بہتر اس عہد کا اہل کوئی نظر نہیں آتا۔ چنانچہ وزیر کی موت کے بعد قدرت نے کچھ ایسے سامان پیدا کر دیئے۔ کہ راجہ موتی سنگھ نے آپ ہی کو مسند وزارت پر بٹھا دیا۔

پونچھ میں اسی پچاس سال کے عرصہ میں جب سے وہاں دوگرہ خاندان برسر اقتدار سے کئی ہندو اور سکھ اور مسلمان وزیر آئے ہیں۔ لیکن جو شہرت ریاسی کے اس دریتیم نے بحیثیت وزیر پونچھ حاصل کی ہے وہ کسی وزیر کو وہاں نصیب نہیں ہو سکی۔ میاں نظام الدین اپنی حسن لیاقت کی بدولت ''نظام الدین اعظم'' کہلائے اور پونچھ کے اس قدر وزیروں میں میاں نظام الدین کے سوا سب وزیر خالی وزیر ہی کہلائے جاتے رہے۔ ''وزیر اعظم'' کا لفظ ان ہی کے لئے وقف رہا۔ آپ کے عہد وزارت سے قبل پونچھ کی آمدنی سوا لاکھ روپیہ تھی۔ آپ نے اس کو نو لاکھ کی ریاست بنا دیا۔

سنہ ۱۹۴۴ء میں جب راجہ موتی سنگھ جموں میں تھے اور پونچھ میں راجہ بلدیو سنگھ ولی عہد (جو اس زمانہ میں میاں بلدیو سنگھ کہلاتے تھے) کارفرما تھے۔ بعض دراندازوں نے جو میاں نظام الدین کا عروج ٹھنڈے دل سے نہ دیکھ سکتے تھے۔ راجہ بلدیو سنگھ جی کو بدظن کرا کر میاں نظام الدین مرحوم کو قید کرا دیا۔ یہ خبر بجلی کی طرح علاقہ پونچھ سے عبور کرتی ہوئی جموں پہنچ گئی راجہ موتی سنگھ خود پونچھ آئے۔ اور جس الزام میں دراندازوں اور مخالفوں نے میاں نظام الدین کو قید کر دیا تھا اس کی تحقیقات شروع کر دی اور آخر چند ماہ کے مصائب جیل کے بعد میاں نظام الدین آزاد کئے گئے اور ان کے قدردان راجہ موتی سنگھ نے ان کو پھر وزارت

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

جلید پر بحال اور مقبول بعض گورنری کے عہد پر مقرر کردیا۔ آپ پونچھ کے اعلیٰ جاگیرداروں میں تھے راجہ موتی سنگھ ۵ جیٹھ ۹۴۸۱ب کو انتقال کر گئے۔ ان کے بعد ۱۹۵۱ب میں میاں نظام الدین بھی بیمار ہو کر ریاسی چلے گئے اور چند دنوں کے بعد وہیں ان کا انتقال ہو گیا۔

پونچھ کو حقیقتاً آپ نے اپنا وطن بنالیا تھا۔ ایک عظیم الشان حویلی جواب تک پونچھ میں موجود ہے آپ کی یادگار چلی آتی ہے۔ بے شمار اراضیات پونچھ میں آپ کی ملکیت میں تھیں۔ پونچھ کے علاوہ لاہور، امرتسر، ریاسی، سرینگر اور شیخوپورہ بیداد میں آپ کی اراضیات اور مکانات موجود ہیں۔ بلکہ شیخوپورہ بیداد جو ضلع گوجرانوالہ میں واقع ہے۔ سالم گاؤں آپ کا زرخرید تھا۔

راقم مولف کے والد محترم مولوی لدھا خان مرحوم میاں نظام الدین مرحوم کے پیش کاروں میں تھے وہ فرمایا کرتے تھے کہ میاں صاحب کو مثنوی مولانا روم کے بے شمار اشعار زبانی یاد تھے۔ اہل علم انکے جلیس تھے اور ان ہی بابرکت صحبتوں سے صاحبان علوم کے قدر دان تھے۔ مرحوم کی روشن دماغی اور اعلیٰ قابلیت کے متعلق پونچھ کے سب سے پہلے بندوبست میں صاحب مہتمم بندوبست نے بھی نہایت اعلیٰ رائے کا اظہار کیا ہے۔ مشہور ہے کہ میاں نظام الدین نے ۱۹۲۸ب میں پونچھ کا دورہ کر کے زبانی بندوبست کے ذریعہ جو مالیہ مقرر کیا تھا۔ ۱۹۵۶ب میں جب باقاعدہ لگان مقرر کیا گیا۔ تو ۱۹۳۸ب کے زبانی لگان اور ۱۹۵۶ب کے آئینی لگان میں جس پر لاکھوں روپے صرف ہو گئے تھے۔ کچھ زیادہ فرق نہ تھا۔ بلکہ قریباً قریباً برابر تھا۔ یہی وجہ تھی کہ حکام بندوبست کو ان کی قابلیت کا لوہا ماننا پڑا تھا۔ پونچھ کی عیدگاہ، مسجد جامع اور کئی زیارتوں کی تعمیرات میں آپ نے بڑا حصہ لیا ہے۔

میاں نظام الدین مرحوم کے حسب ذیل تین فرزند ہیں۔ میاں فیروز الدین، میاں محمد الدین میاں مہتاب الدین، فرزند اکبر یعنی میاں فیروز الدین والد کی وفات کے بعد پونچھ کے گورنر اور نائب وزیر بھی رہے ہیں۔ راقم مولف سے ان کی سب سے پہلی ملاقات

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

حویلی راجہ بلدیو سنگھ واقعہ جموں میں ۱۸۹۵ء میں ہوئی جبکہ وہ پونچھ کے گورنر تھے اور راقم مولف جموں کے دفتر صدر پرمٹ میں ملازم تھا اور حویلی مذکور ہی میں رہا کرتا تھا وہیں معلوم ہوا کہ میاں فیروز الدین کو شعر کہنے کا بھی شوق تھا اس زمانہ میں اپنے طبعزاد چند شعر انہوں نے سنائے بھی تھے۔ افسوس ہے خرابی صحت کی بدولت اپنے باپ کا یہ قابل فرزند اپنے آخری ایام بہ آرام نہ گذار سکا۔ آپ کی پہلی شادی امرتسر کے مشہور رئیس شیخ خیر الدین مرحوم کی دختر سے ہوئی تھی۔ یہی شیخ خیر الدین جامع مسجد امرتسر بنام مسجد شیخ خیر الدین کے بانی ہیں۔ اولاد نرینہ نہ ہونیکی وجہ سے دوسری شادی ہی خواجہ غلام صمدانی کاشمیری ثم پشاوری دیس پشاور کی صبیہ سے ہوئی۔ آپ کے صاحبزادے جن کا نام محمد سعید ہے اور جو بی اے ہیں خواجہ غلام صمدانی مرحوم ہی کے نواسے اور میاں عبدالعزیز بیرسٹرایٹ لا پشاور کے ہمشیر زادہ ہیں اور آج کل پنجاب میں آئی اے سی کے معزز عہدہ پر ممتاز ہیں۔ میاں محمد الدین افواج پونچھ میں کرنل کے عہدے پر تھے اور نہایت خوبصورت اور وجیہہ جوان تھے۔ افسوس سے عین عالم شباب میں انتقال کر گئے ان کا ایک ہی فرزند میاں محمد اکبر نام ہے یہ صاحبزادے اپنے چچا میاں مہتاب الدین کے پاس ہی امرتسر میں رہتے ہیں۔

میاں فیروز الدین راقم مولف کے کرم فرما اور میاں محمد دین شفیق دوست تھے۔

میاں نظام الدین مرحوم کے سب سے چھوٹے فرزند میاں مہتاب الدین زندہ ہیں۔ ابتداء میں پونچھ افسر شکار گاہ تھے۔ چیفس کالج لاہور کے تعلیم یافتہ میں راجوں اور مہاراجوں کی صحبتوں میں رہے ہیں۔ آج کل امرتسر میں اقامت پذیر ہیں۔ آپ کا ایک صاحبزادہ احمد سعید ہے جو اس وقت بی اے میں تعلیم پا رہا ہے۔

آپ کے اقارب میں خواجہ محمد غلام صادق بارایٹ لا جو اس وقت بدئیہ امرتسر کے ایگزیکٹو افسر ہیں۔ اور نواب لیاقت حیات خان اور نواب اسلم حیات خان وغیرہ معزز ترین ہستیاں ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

خاندان اطبائے قریش

اسلام آباد کشمیر میں حکیم لقاءاللہ قریشی مرحوم کا خاندان علم حکمت میں ہمیشہ ممتاز رہا ہے۔ ان ہی کی اولاد سے راجہ سرانداز خان آف سدھرون کے زمانہ میں حکیم اسداللہ شاہ قریشی اسلام آباد سے پونچھ آئے۔ راجہ صاحب نے ان کی طبی خدمات کے عوض ایک گاؤں ٹہولا ہانگڑ نام ان کو نسلاً بعد نسلاً عطا کیا۔ آپ کے حزب ذیل فرزند تھے۔ (۱) حکیم طیب شاہ، راجہ موتی سنگھ کے زمانہ میں ان کی بڑی شہرت تھی۔ لاولد انتقال کر گئے۔ (۲) حکیم مصطفیٰ شاہ سر راجہ بلدیو سنگھ کے آخری ایام میں جب مسیح الملک حکیم حافظ محمد اجمل خان مرحوم دہلی سے راجہ صاحب کے علاج کے لئے آئے۔ تو انہوں نے اس موقعہ پر حکیم مصطفیٰ شاہ کی بدرجہ غایت تعریف کی۔ (۳) حکیم قطب شاہ۔ ان کا کام درس تدریس رہا ہے۔ ان کا ایک فرزند حکیم محبوب شاہ کے نام سے ہے۔ جس کو شعر شاعری کا شوق بھی ہے۔ (۴) حکیم گلزار شاہ، آپ بھی حکمت کا کام کرتے ہیں۔ علاوہ ان کے حکیم اسداللہ شاہ کے ۲ فرزند حکیم بہادر شاہ و حکیم انور شاہ فوت ہو چکے ہیں۔

حکیم مصطفیٰ شاہ کے تین فرزند ہیں۔ حکیم عزیز اللہ شاہ، جو طب میں بہت اچھی مہارت اور اعلیٰ تجربہ رکھتے ہیں۔ حکیم مبارک شاہ جو پونچھ میں ایک یونانی دواخانہ کے مالک ہیں۔ تیسرے فرزند کا نام حکیم ثناءاللہ شاہ ہے اس خاندان کا تعلق مفتیان پونچھ کے خاندان سے ہے۔

ٹہولا ہانگڑ میں حکیموں کا ایک اور کشمیری خاندان آباد ہے اس کے ایک بزرگ رسول شاہ سرینگر سے پونچھ آئے۔ حکیم طیب شاہ کی دختر سے ان کی شادی ہوگئی۔ آخر اسی موضع میں نمبردار بھی ہو گئے۔ ان کا ایک بھائی حکیم محمد شاہ موجود ہے۔ حکیم رسول شاہ کے فرزندوں میں حکیم احمد شاہ و حکیم عبداللہ شاہ زمیندارہ کام کرتے ہیں حکیم کا لفظ اب آبائی یادگار کے طور پر ہی استعمال ہوتا ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

فصل دوم

علاقہ منڈی کی کیفیت اور اس علاقہ کے کاشمیری مسلمان

(منڈی کے دلچسپ تاریخی وجغرافیائی حالات)

یہ مقام دو پہاڑیوں کے درمیان لب دریا واقعہ ہے۔ خواجگان منڈی جو سب کے سب کشمیر مسلمان ہیں۔ یہاں کے مشہور مالکان اراضیات اور تجارت پیشہ ہیں اور مذہباً سب اہل شیعہ ہیں۔

یہاں کا شہد برف کی مانند سفید ہوتا ہے۔ علاوہ ازیں گچھیاں، اونی، لویاں، پٹو، بنفشہ اور گھی، موٹھی اور مکی یہاں کی عام پیداوار ہے۔ اسی علاقہ میں ایک موضع راجپور کے نام سے ہے۔ جہاں موٹھی نہایت شیریں ہوتی ہے۔ سردار ہاڑا[1] سنگھ جو میاں نظام الدین سے پہلے پونچھ کے وزیر تھے۔ اسی موضع میں یہاں کی موٹھی کثرت سے کھانے کے سبب انتقال کر گئے تھے۔ انکی اس قربانی سے یہاں کی موٹھی کو بہت شہرت حاصل ہوئی ہے۔

منڈی سے ایک میل کے فاصلہ پر ہندوؤں کا ایک متبرک استھان امرناتھ کے نام سے ہے۔ راجہ صاحب اور رانی صاحبہ یہاں عموماً یاترا کے لئے آیا کرتے ہیں۔ منڈی سے

[1] ان کی سمادھ موضع راجپور کے مشہور استھان امرناتھ میں ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

دس میل شمال مشرق کی طرف موضع لوہرین یا لورن ایک مشہور سرد مقام ہے۔ پونچھ کے راجگان قدیم کے زمانہ میں اس مقام کو بڑی شہرت واہمیت حاصل رہی ہے۔ بلکہ یہیں ان کا دارالحکومت تھا۔ لوہرکوٹ بھی اسی کو کہتے ہیں۔ کشمیر کے مسلمان بادشاہوں کے زمانہ میں بھی اس مقام کی شہرت بہت حد تک موجود تھی۔ لیکن اب تو ''آثار قدیمہ'' کے وہاں کھنڈر تک بھی نظر نہیں آتے۔ محمود غزنوی نے جب ۴۰۶ھ میں دوبارہ کشمیر پر حملہ کیا ہے۔ تو وہ اسی لوہرکوٹ کے رستے آیا تھا۔ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ لوہ کوٹ کا قلعہ ایسا مضبوط اور بلند تھا کہ محمود چن ماہ تک اس کا محاصرہ رکھنے کے باوجود اس کو سر نہ کر سکا اور آخر کثرت برف و باراں پریشان ہو کر ناکام غزنی کی طرف واپس چلا آیا۔

لورن سے صدہا من کُٹھ نکلتی ہے۔ دیار اور بیاڑ کے درختوں سے یہ علاقہ گھرا ہوا ہے۔ کہتے ہیں کہ یہاں سے لوہا اور سیسہ بھی نکلتا رہا ہے اس کی ڈھوکیں جہاں گجر لوگ گرمیوں میں مال مویشی لے جاتے ہیں بہت سرد ہیں جن میں سلطان پتھری، نین سکھ، ڈھاراں ولی وغیرہ بہت مشہور ہیں۔

یہاں ایک ٹھکر حجام لسہ کے نام سے گذرا ہے۔ وہ لالہ بیج ناتھ[1] گجراتی ٹھیکہ دار سے چھوٹے چھوٹے ٹھیکہ لے کر ہزاروں روپے کا مالک بن گیا۔ منڈی سے لوہرن تک پگ ڈنڈی کا جو خراب سا راستہ موجود تھا۔ اسی لسہ حجام ٹھیکہ دار نے صدہا روپے کی لاگت سے کوٹھیالہ پہاڑی کو کاٹ کر محض رفاہ عام کی خاطر درست کر دیا۔ دلاور جو کٹ بل کا نمبردار اور مشہور تاجر ہے۔ اسی لسہ ٹھیکہ دار کا بیٹا ہے۔

موضع لوہرن میں دو قدیم ٹیلے سے ہیں۔ ایک کا نام تھتھی اور دوسرے کا نام مگری ہے۔ یہاں جو انگریز سیاح آتے ہیں۔ وہ ان ٹیلوں پر جا کر پتھروں کو توڑتے پھوڑتے ہیں۔

---

[1] گجرات کے رئیس اعظم رائے بہادر لالہ کدار ناتھ سہگل ان ہی کے فرزند تھے جو ۱۹۳۵ء کے ایام جنوری میں کوئٹہ کے زلزلہ کی نذر ہو گئے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ان کا بیان ہے کہ یہاں قدیم زمانہ کا ضرور کوئی دفینہ ہے۔

یہاں صابر شیخ نام ایک کاشمیری داستان گو ہے۔ جو کشمیری زبان میں نریمان، سام، زال، رستم کی داستانیں اس انداز سے بیان کرتا ہے کہ کشامرہ وجد میں آجاتے ہیں جو لوگ کشمیری زبان نہیں جانتے۔ ان کو ترجمہ بھی سنا دیتا ہے۔

منڈی سے بجانب شمالی مغرب ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر موضع اتولی ایک پہاڑی پر واقعہ ہے۔ اس کا نام زمانہ قدیم میں اتالکا تھا اور ایک اچھا خاصہ شہر تھا۔ منڈی سے قریباً ۶ میل کے فاصلہ پر ایک موضع چھمبر کے نام سے موجود ہے۔ زمانہ قدیم میں اس کا نام سارمبر تھا۔ اب چھمبر کناری ہے۔ یہاں بھی ہندوراجگان کشمیر کے زمانہ میں بڑی آبادی تھی۔

اس علاقہ کے لوگ عام طور پر علم سے بے بہرہ ہیں۔ سب لوگ مسلمان[1] ہیں اور ہر چند اسلام کو جہالت سے نفرت ہے لیکن یہاں چاروں طرف جہالت ہی جہالت نظر آتی ہے۔ کشمیریوں اور دوسرے مسلمانوں میں نسوار کی بدعت زور شور سے جاری ہے۔ بدعتی کاموں اور غیر شرعی امورات میں عام طور پر دل کھول کر حصہ لیا جاتا ہے۔

خاص منڈی پونچھ سے بارہ میل بجانب شمال مشرق واقعہ ہے۔ گرمیوں میں یہ مقام خطہ جنت نظیر اور سردیوں میں خطہ زمہریر ہے۔

پلیرہ علاقہ منڈی کا میر خاندان

کشمیر میں مغلوں کی آمد اور مغل کشمیر کے مشہور قوم میر کے مفصل حالات تاریخ اقوام کشمیر'' کے صفحات ۲۰۶ تا ۲۱۲ پر بالتفصیل درج ہیں۔ میر کشمیر کے مسلمانوں اور پنجاب[2] وسرحد[3] کے کشمیری مسلمانوں کی ایک معزز ترین قوم ہے۔ یہ جموں اور پونچھ میں کثیر تعداد

---

[1] مواضعات سیکلو وراجپور میں ہندوؤں کے چند گھر آباد ہیں۔ [2] امرتسر کے مشہور میر خاندان میں کئی خان بہادر اور کئی آنریری مجسٹریٹ ہو گذرے ہیں۔ میر اسد اللہ خانصاحب میر حبیب اللہ آنریری مجسٹریٹ اور خانصاحب میر عبداللہ سشن جج تھے اب بھی خان بہادر ڈاکٹر حاجی میر ہدایت اللہ اور ان کے برادرزادہ میر مقبول محمود بیرسٹرایٹ لا جو جھاناواڑ پٹیالہ اور رامپور کی ریاستوں میں منسٹر رہ چکے ہیں۔ موجود ہیں۔ [3] خان بہادر میر کریم بخش جو سوبہ سرحد میں ڈائریکٹر محکمہ تعلیم تھے حال ہی میں طویل رخصت پر ریٹائر ہوئے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

میں پھیلی ہوئی ہے۔ کشمیر میں (جس میں پونچھ اور جموں بھی شامل ہیں) اس قوم کی آبادی بیس پچیس ہزار سے کم نہیں ہے۔

کشمیر اس قوم کا اصلی مرکز ہے۔ یہیں سے مختلف حالات میں مختلف وقتوں پر اس قوم کے لوگ پنجاب اور پونچھ اور دوسرے ممالک میں گئے ہیں۔

پلیرہ کے میر خاندان کا بانی خواجہ ابراہیم میر بھی اسی خاک پاک سے ۱۹۱۴ء میں اپنے وطن موضع ژوندی پورہ تحصیل بڈگام سے نکل کر علاقہ منڈی (پونچھ کے موضع پلیرہ میں آیا اور آتے ہی تجارتی کاروبار میں مصروف ہوگیا۔ اس کے چار فرزند تھے۔ خواجہ تقی میر، خواجہ کریم میر، خواجہ رمضان میر، خواجہ رسول میر (لاولد) فرزند اول الذکر کی اولاد سے خواجہ محمد علی وخواجہ احمد علی ہیں۔ خواجہ محمد علی کے بھی تین فرزند حسب ذیل ہیں۔ اکبر علی، جعفر علی، نیاز احمد تینوں طالب علم ہیں۔ خواجہ احمد علی کے تین ہی فرزند ہیں۔ محمد رضا، فدا حسین، عاشق حسین، یہ تینوں بھی زیر تعلیم ہیں۔

خواجہ تقی میر کے بھائی خواجہ کریم میر کی اولاد حسب ذیل ہے۔ منور میر، صفدر علی اور عبداللہ میر، قاسم میر، اکبر میر، مہد میر جواد میر ان میں منور میر اور صفدر علی اور عبداللہ میر کے دو دو فرزند ہیں۔ منور میر کے فرزندوں کے نام رسول میر و حسن میر اور صفا علی کے فرزندوں کے نام طالب حسین وغلام حسین اور عبداللہ میر کے فرزندوں کے نام غلام تقی وغلام حسن ہیں۔

ان کے تیسرے بھائی خواجہ رمضان میر کے ہاں مندرجہ ذیل فرزند ہیں۔ رسول میر، اصغر علی، عبداللہ میر، محمد میر، رسول میر کا فرزند جعفر علی تجارتی زندگی بسر کر رہا ہے اور اصغر علی جو خواجہ رمضان میر کا دوسرا فرزند ہے۔ وکٹوریہ جوبلی ہائی سکول پونچھ کی دسویں جماعت میں پڑھتا ہے۔ جعفر علی کے فرزند کا نام صادق حسین ہے۔

خواجہ ابراہیم میر کی ذریات میں خواجہ محمد علی اور خواجہ احمد علی نے تجارتی کاروبار میں کامیابی حاصل کر کے اپنے خاندان کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ بیشمار اراضیات ان کی ملکیت

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

میں ہیں۔ خاص منڈی میں ان کی ایک سہ منزلہ کوٹھی منڈی کی رونق وزینت کا باعث ہے۔ جب راج دربار میں شادی وغیرہ کی سرکاری تقریبات ہوتی ہیں تو انہیں مدعو کیا جاتا ہے۔

منڈی میں ایک سرکاری ڈسپنسری قائم تھی۔ وہ تخفیف کے بجٹ کی نذر ہو گئی۔ تو ان دونوں بھائیوں نے اپنے اخراجات سے یہاں ایک انگریزی دواخانہ قائم کرایا۔ جہاں ایک سند یافتہ ڈاکٹر کام کر رہا اور خلق خدا کو فیض پہنچا رہا ہے۔ میر قوم ہمیشہ سے زراعت پیشہ رہی ہے۔ پنجاب میں بھی میر قوم اکثر اضلاع میں مغل ثابت ہو کر زراعت پیشہ قرار پا چکی ہے۔ جس کی مفصل کیفیت تاریخ اقوام کشمیر کے مطالعہ سے معلوم ہو سکتی ہے۔

خواجہ تو ایک معزز لفظ ہے۔ اس کے معنی آقا اور مالک اور سردار کے ہیں۔ اسی بنا پر حضرت معین الدین چشتی کو خواجہ خواجگان حضرت فرید الدین گنج شکر کو خواجہ فرید الدین شکر گنج ہمارے رسول کریمؐ کو خواجہ دو جہاں کہتے ہیں۔ اس خاندان کے تجارتی کاروبار کرنے والوں کو تجارت اور بیوپار کرنے کی وجہ سے جو کہتے ہیں۔ جعفری یہ خاندان اس لئے کہلاتا ہے کہ شیعہ مذہب ہونے کی وجہ سے امام جعفر صادق علیہ السلام کو وہ اپنا امام تسلیم کرتا ہے۔

کہتے ہیں کہ اس خاندان کا سب سے پہلا بزرگ پشاور سے کشمیر گیا تھا وہ زمانہ کشمیر کے مشہور بادشاہ بڈشاہ کا تھا۔ اس نے اس بزرگ کی قدر و منزلت سے آگاہ ہو کر اس کو اپنے مشیروں اور مصاحبوں میں جگہ دی اور تحصیل بڈگام کا موضع ژوندی پورہ جاگیر میں بخشا۔ اس موضع میں پانی کی قلت کی وجہ سے بحکم بادشاہ لکڑی کی نہر کے ذریعہ پانی پہنچایا جاتا تھا۔

خاندان خواجہ قاسم میر جعفری

اس خاندان کے ایک بزرگ خواجہ شکور میر تحصیل بڈگام کشمیر کے ایک موضع قمرو سے سنہ ۱۸۱۲ء میں بہ سلسلہ تجارت منڈی علاقہ پونچھ میں آئے اور ایسے آئے کہ یہیں کے ہو گئے۔ قمرو میں اب تک ان کے مکانات و اراضیات موجود ہیں۔ اسد میر نمبردار قمرو ان کا

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

رشتہ دار ہے۔ علاوہ ازیں سرینگر کے محلّہ زڈی بل وسکندر پورہ میں ان کے قریبی رشتہ دار موجود ہیں۔ یہ خاندان قدیم الایام سے اثنا عشری چلا آتا ہے۔

منڈی میں آکر اس خاندان نے زراعت وتجارت دونوں میں نمایاں شہرت حاصل کی۔ منڈی، اعظم آباد، ساتھرہ اور راجپور میں ان کی کافی اراضیات ہیں۔ خاص منڈی میں تین مکانات اور چھ دکانیں ان کی ملکیت میں ہیں۔

خواجہ شکور میر کی چوتھی پشت میں تین بھائیوں نے اپنے کاروبار سے اپنے خاندان کو اور بھی جلا دی ہے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ خواجہ قاسم میر، خواجہ جعفر میر، خواجہ حسن میر، ان کا ایک اور بھائی خواجہ اکبر میر تھا وہ انتقال کر چکا ہے۔ ان میں خواجہ جعفر میر کچھ عرصہ تک مظفر آباد کشمیر میں ٹھیکہ داری بھی کرتا رہا ہے۔

اس خاندان کے رشتے ناطے ملکؔ، میر، وانیؔ اور ماگرےؔ اقوام کے ساتھ ہیں۔ جو کشمیر کی معزز اقوام ہیں۔ اور جن کی پونچھ میں بھی کافی تعداد ہے۔ خواجہ قاسم میر کا لڑکا اور خواجہ جعفر میر کے لڑکے ابھی زیر تعلیم ہیں۔ اس خاندان میں متذکرہ تینوں بھائیوں کے علاوہ اصحاب ذیل بھی موجود ہیں۔ خواجہ احمد میر، خواجہ صفدر میر، خواجہ فقیر علی میر، خواجہ غلام تقی میر، خواجہ غلام محمد میر، خواجہ غلام رسول میر۔

اسی خاندان سے حاجی خواجہ رمضان علی جعفری منڈی سے لکھنو چلے گئے۔ محلّہ گولہ گنج میں ان کی سکونت تھی۔ وہیں وفات پا گئے۔ یہاں تک تو یہ خاندان میرؔ مغل کے نام سے مشہور تھا۔ لیکن خواجہ رمضان علی کی وفات کے بعد ان کے صاحبزادے قاسم علی اخوند مرزا قاسم علی کہلائے۔ غالباً اس کی وجہ یہ تھی کہ ہندوستان میں سادات کو میر کہتے ہیں اور کشمیر میں میرؔ مغلوں کی ایک مشہور گوت ہے۔ کشمیر میں تو جعفر میر یا اکبر میر کو میر صاحب کہنا معمولی بات ہے۔ لیکن ہندوستان میں میر صاحب کا لقب بالعموم سادات کے لئے ہی مستعمل ہوتا ہے۔ اسی بنا پر لکھنو کی شاخ نے غالباً میرؔ کی بجائے میرزا کا لفظ اختیار کر لیا۔ چنانچہ میر

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

زا قاسم علی کی اولاد اب میرزا ہی کہلاتی ہے۔ میرزا قاسم علی کے فرزند میرزا حسن علی موجود ہیں۔ میرزا حسن علی کے فرزندان خواجہ میرزا صفدر حسین و میرزا محمد حسین کلکتہ میں تجارتی کاروبار کرتے ہیں اور جہازوں کے ٹھیکہ دار بھی ہیں۔

خاندان خواجہ مہدشاہ کانٹھ چھاترہ

کانٹھ یا کنٹھ یا کنٹ کشمیر کا ایک مشہور مسلمان خاندان ہے جس کی ابتداء اکبر بادشاہ کے ''بنائے قلعہ ناگرنگوٹ'' سے شروع ہوتی ہے۔ اس خاندان کا بانی خواجہ محمد ذ حسین کابلی افغان تھا اس کی اولاد سے کشمیر میں بڑے بڑے روسا اور سیاسی مرد میدان گذرے ہیں۔ جن میں ایک (میر محمد مقیم صوبیدار کشمیر اور ایک (امیر فقیر اللہ) صوبیدار کشمیر کا نائب بھی رہا ہے۔ مفصل حالات اس خاندان کے تاریخ اقوام کشمیر کے صفحات ۲۰۰ تا ۲۰۳ میں درج ہیں۔

سرینگر کشمیر کے اس کنٹ یا کانٹھ خاندان سے ۱۹۰۹ء میں خواجہ مہدشاہ اپنے ماموں مسمی منور جو کی ملاقات کے لئے جو بزمانہ راجہ موتی سنگھ سرکاری کوٹھی کے تحویلدار تھے پونچھ آیا۔ اپنے ماموں کے گھر ہی مہدشاہ کی شادی ہوگئی اور اس تعلق کی وجہ سے مستقل سکونت بھی پونچھ ہی میں اختیار کرلی گئی۔

پونچھ کے متصل تحصیل حویلی میں ایک موضع چھاترہ ہے۔ وہیں آپ نے اپنے تجارتی کاروبار کے سلسلہ کی وجہ سے بودوباش پسند کی۔ آپ نے اپنی حسن لیاقت سے اپنی تجارت کو اس قدر فروغ دیا کہ آپ سارے علاقہ میں ایک کامیاب تاجر کی حیثیت سے مشہور ہوگئے۔

ان کے ماموں خواجہ منور جو کے لقب جو کی وجہ سے عوام ان کو بھی مہدجو کہنے لگے اور شاہ جو ان کے خاندان ناموں کا قدیمی جزو تھا۔ ترک ہوگیا۔ خواجہ عہدشاہ ایک کامیاب

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

تاجر ہونے کی وجہ سے راجہ موتی سنگھ اور سر راجہ بلدیو سنگھ کے درباروں میں وقعت کی نظر سے دیکھے جاتے تھے۔ ان کے تین فرزند تھے۔ خواجہ ثناء اللہ، خواجہ محمد جو، خواجہ ولی جو، خواجہ ثناء اللہ اپنی قابلیت کی بدولت تحصیلداری تک پہنچے تھے کہ ۱۹۶۹ء میں لاولد انتقال کر گئے۔ تیسرے فرزند خواجہ ولی جو کا فرزند کلاں عزیز دین جماعت ششم اور فرزند دوم امیر الدین جماعت چہارم میں تعلیم پا رہا ہے۔ خواجہ ولی جو چھاترہ ہی میں رہتے ہیں۔ جو زمینداری، تجارت اور زراعت کے کام میں کافی ملکہ رکھتے ہیں۔

خواجہ محمد جو تمام علاقہ میں بارسوخ رئیس اور اعلیٰ زمیندار اور بااخلاق بزرگ مشہور ہیں۔ خواجہ مہد شاہ کے منجھلے فرزند ہیں۔ سر راجہ بلدیو سنگھ آنجہانی کے زمانہ سے آپ کو کرسی نشینی کا اعزاز حاصل ہے۔ جنگ عظیم یوروپ میں آپ کی احسن خدمات اور آپ کے وفادارانہ جذبات نے گورنمنٹ ہند سے آپ کو سند عطا کرائی۔ ۱۹۸۸ء کی شورش پونچھ کو جو دراصل شورش کشمیر کا ایک ضمیمہ تھی۔ فرو کرانے میں آپ نے بالواسطہ اور بلاواسطہ بہت مدد دی۔ چنانچہ ان خدمات کے سٹرفکیٹ (منجانب گورنر و وزیر پونچھ) آپ کے پاس موجود ہیں۔

آپ کے تین فرزند ہیں۔ فرزند اول کا نام خواجہ عطا اللہ ہے۔ جنہوں نے امسال ایف اے کا امتحان دیا ہے اور جن کا نام خواجہ محمد جو کی خدمات کے صلہ میں سری راجہ صاحب بہادر نے امیدواران نائب تحصیلداری میں منظور فرمالیا ہے۔ فرزند دوم خواجہ سعد اللہ نے امسال انٹرنس کا امتحان پاس کیا ہے اور فرزند سوم ثناء اللہ جماعت ہفتم میں تعلیم پا رہا ہے۔

بچھ مغل چکراڑہ

کشمیر کی مغل اقوام میں بچھ ایک بڑا معزز قبیلہ ہے۔ عالمگیر کے زمانہ میں یہ قوم بڑے عروج پر پہنچی ہوئی تھی۔ بچھ اکابرین کے حالات کشمیر کی اکثر تاریخوں اور "تاریخ اقوام کشمیر" میں موجود ہیں۔ بی بی مریم جو شہزادی زیب النساء کی سب سے پہلی معلمہ تھی بچھ قوم ہی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سے تھی اس سے یہ بھی معلوم ہوگا کہ اس قبیلہ میں علوم مروجہ ودینیہ کا عورتوں تک میں چرچا تھا اس خاندان میں "نواب" بھی گذرے ہیں اور وہ کشمیر کے گورنر رہے ہیں۔

بچھ کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ اس قبیلہ کے ایک بزرگ میر ابراہیم کی طبیعت بلغمی تھی وہ اس کو جذب کرنے کے لئے ایک قسم کی گھاس جسے کشمیری زبان میں بچھ کہتے ہیں چبایا کرتے تھے اس کے کثرت استعمال سے یہ خود اور ان کی اولاد بچھ ہی کے نام سے مشہور ہوگئی۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے عہد میں جب اس کا فرزند شہزادہ شیر سنگھ (جو بعد میں مہاراجہ شیر سنگھ کہلایا) کشمیر کا گورنر تھا۔ تو کشمیر میں سخت قحط کی مصیبت نے ایک قیامت برپا کردی۔ چنانچہ وہ "شیر سنگیا قحط" کشمیر اور پنجاب میں اب تک مشہور ہے۔ اسی زمانہ میں بچھ خاندان کا ایک شخص غیاث مغل خاص پونچھ میں چلا آیا۔ یہیں اس نے شادی کی۔ جس سے دو بیٹے رزاق جو اور نور جو پیدا ہوئے۔ رزاق جو کے بعد دو فرزند تھے۔ محمد جو و قادر جو۔ ان میں قادر جو تو لاولد رہا۔ محمد جو شہر پونچھ سے ہجرت کر کے موضع چکراڑہ میں جو منڈی سے ڈیڑھ میل کے فاصلہ پر ہے آ گیا۔ جہاں اس نے مکان بھی بنالیا اور بہت سی زمین بھی ایام بندوبست سے قبل ہی حاصل کرلی۔ اس کے اب تین فرزند موجود ہیں غلام رسول خان، عبدالرحمان خان اور ولی محمد خان، تینوں بھائیوں نے جنگل کی ٹھیکہ داری کے ذریعہ بہت سی جائیداد پیدا کرلی اور اراضیات میں بہت اضافہ کرلیا ہے اور چکراڑہ کے علاوہ موضع سلونی میں بھی ان کے رقبہ جات اور اراضیات ہیں۔

غلام رسول کا ایک ہی لڑکا ہے۔ حبیب اللہ خان نام، ولی محمد خان کے تین لڑکے ہیں۔ نظیر احمد خان، فقیر احمد خان، سیف اللہ خان، عبدالرحمان خان کے تاحال اولاد نرینہ نہیں ہے۔

ان تینوں بھائیوں کے دادا رزاق جو کے بھائی نور جو کی اولاد موضع سلونی علاقہ منڈی میں آباد ہے۔ جس میں سلطان جو قابل ذکر ہے یہ تمام خاندان اپنی ذاتی شرافت اور

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

مہمان نوازی کی وجہ سے اپنے علاقہ میں بہ نظر وقعت دیکھا جاتا ہے۔

خواجہ رسول میر جعفری رئیس منڈی

خواجہ باقر میر بڈگام اور چھتر گام کے نامور رئیس اور زمیندار تھے۔ انکے اسلاف بڈشاہ بادشاہ کشمیر کے زمانہ میں کشمیر میں آئے تھے۔ شہر سرینگر سے ایک شاخ چھاتر گام میں جو تحصیل بڈگام میں واقع ہے اور سرینگر کے متصل ہے منتقل ہوگئی۔ چھاتر گام کے مرحوم ذیلدار عباس میر خواجہ باقر میر کے چچازاد بھائی تھے۔ کئی پشتوں کے بعد خواجہ باقر میر کے فرزند خواجہ حسین میر بہ سلسلہ تجارت پونچھ کے علاوہ منڈی میں آئے اور جب انہوں نے اس علاقہ کو کشمیر ہی کی طرح دلکش اور پر فضا خط دیکھا۔ تو یہیں کے ہوگئے۔ بلکہ آپ نے اپنے بڑے بھائی دائم میر کو بھی یہیں بلوالیا۔ یہ واقعہ ۱۸۸۲ء اب کا ہے۔ خواجہ حسین میر کے دو فرزند تھے۔ خواجہ رسول میر اور خواجہ باقر میر۔ خواجہ رسول میر تو ہیڈکوارٹر پر ہی اپنے تجارتی کاروبار کو فروغ دینے لگے۔ خواجہ باقر میر نے ٹھیکہ داری کی طرف توجہ کی اور اس کام میں اپنی دیانت ومحنت کی بدولت وہ نام پایا کہ بڑی بڑی انگریزی کمپنیوں نے آپ کو اپنے ٹھیکے دینے شروع کردیئے۔ سرحدی ریاست انب دربند کے علاوہ بھدرواہ، کشتواڑ، علاقہ مظفر آباد (ورابہ کشن گنگا) اور کوٹلی ضلع میرپور میں آپ نے اس کامیابی اور خوش اسلوبی سے کام لیا۔ کہ انگریزی آپ کی قابلیت اور آپ کے حسن انتظام پر عش عش کرتے رہے۔

آپ کا تجربہ بہت وسیع ہے اور معلومات بھی کافی رکھتے ہیں۔ آپ کے فرزند کا نام خواجہ غلام احمد میر ہے۔ جو زیر تعلیم ہے۔ دونوں بھائیوں نے پونچھ خاص میں دو قابل رشک عمارتیں تعمیر کرائی ہیں جن میں ایک کا نام جعفریہ بلڈنگ ہے یہ دونوں عمارتیں پونچھ کی بے نظیر تعمیرات میں شمار ہوتی ہیں۔ خاص منڈی میں دکانوں، مکانوں اور رقبہ جات اراضی کا ایک وسیع سلسلہ ہے۔ علاوہ ازیں مقامات بائیلہ، لورن، ساٹھرہ، اعظم آباد تک اس سلسلہ کی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کڑیاں چلی جاتی ہیں اس برادری کے چار سو کنال اراضی خود کاشت موجود ہے۔

دونوں بھائی نہایت با اخلاق اور شریف طبع ہیں اور عوام سے ان کے تعلقات نہایت شگفتہ ہیں۔

خواجہ حسین میر مرحوم کے بھائی خواجہ دائم میر مرحوم کے فرزند کا نام خواجہ احمد میر تھا۔ ان کا فرزند خواجہ حسین میر موجود ہے۔ جو اپنے عمزاد برادران خواجہ رسول میر اور خواجہ باقر میر کے ساتھ ہی ہے اور تجارت وزراعت میں مصروف رہتا ہے۔

یہ خاندان مذہباً اثنا عشری ہے۔ سرینگر کے محلہ جڈی بل اور درگجن اور کشمیر کے مواضعات ژوندہ پورہ، ماہوارہ، لبرتل، وڑاگام، گندھسی بٹ اور اتروانئی میں ان کے رشتہ دار اب تک موجود ہیں جن میں حسن میر (درگجن) قاسم میر نمبردار برتل، جعفر میر نمبردار اتر دانئی، محمد میر سابق ذیلدار گندھسی بٹ وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ انکی ایک شاخ یہیں سے پشاور چلی گئی ہے۔ خواجہ احمد علی میر وغیرہ ساکنان پلیرہ منڈی بھی ان کے رشتہ داروں میں ہیں۔ علاوہ ازیں ملک، پٹھان اور راٹھر اقوام کیساتھ بھی رشتہ ہے۔

یہ برادری فارسی خواندہ ہے۔ مگر اب ان کے کچھ لڑکے مروجہ تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

ڈار قوم ڈنو گام منڈی

ڈار کشمیر کی ایک معزز ترین قوم ہے۔ جس کی تعداد بھی دیگر مشہور اقوام سے کم نہیں ہے۔ اس قوم کے سیاسی اور ملکی کارنامے اور نامور مشاہیر کا تذکرہ تاریخ اقوام کشمیر میں بالتفصیل درج ہو چکا ہے۔

اس قوم کے ایک بزرگ موضع سوئی بگ[1] تحصیل بڈگام سے موضع ڈنو گام جو منڈی

[1] خواجہ اکبر ڈار ذیلدار در بہہ گام کشمیر و ممبر اسمبلی جموں و کشمیر اور راقم الحروف کے بزرگ بھی اسی موضع سے شوپیان اور سوپور کی طرف جا کر آباد ہوئے تھے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سے چار میل شمار کی جانب ایک پہاڑی پر آباد ہے آئے۔اس وقت اس موضع میں اس بزرگ کی اولاد سے ڈار قوم کے یہاں پندرہ گھر آباد ہیں۔راجہ رستم خان کے زمانہ میں اس قوم کے افراد فوجی خدمات کی وجہ سے اپنے علاقہ میں ممتاز حیثیت رکھتے تھے۔

قریباً ایک صدی کا عرصہ گذرا ہے۔اس موضع سے ڈار قوم کے دو افراد جمعہ ڈار وسلطان ڈار پنجاب چلے گئے۔اور وزیر آباد میں مقیم ہو گئے۔کہا جاتا ہے کہ ان کی اولاد وہاں موجود ہے۔

اس قوم کی وجہ معاش ڈنوگام میں زراعت اور محنت مزدوری پر ہے بٹ، نائیک، میر اور شیخ اقوام سے ان کا ناطہ رشتہ ہوتا ہے۔تعلیم اس قوم میں بہت کم ہے۔

کہتے ہیں ڈوگرہ حکومت سے قبل اس قوم کی نمبرداری بھی اسی قوم کے پاس تھی۔ لیکن ڈوگرہ علمداری کے زمانہ میں نمبرداری گنائی قوم میں منتقل ہوگئی۔ڈنوگام کے ڈار افراد کے جو سب زراعت پیشہ ہیں۔چند نام ذیل میں درج ہیں۔سلطان ڈار، احمد ڈار، محمد ڈار، جلال ڈار، امیر ڈار، سبحان ڈار، سلطان ولد لسہ ڈار، رحیم ڈار، غفار ڈار، قادر ڈار، حبیب ڈار، صدیق ڈار، غفار ڈار، قادر ڈار ولد سلطان ڈار، احمد ڈار حسن ڈار، حبیب ولد فتاح ڈار، رحمان ڈار، سلطان ڈار ولد احمد ڈار، اکبر ڈار، رحیم وقادر پسران خیر ڈار، ان میں محمد جو معمولی اُردو خواندہ ہے۔وہ چوکیدار بھی ہے اور ٹھیکہ داری کا کام بھی کرتا ہے اس کے دو لڑکے ہیں۔علی اکبر و محمد افضل۔

خواجہ غلام محمد راتھر ٹھیکہ دار علاقہ منڈی

راجہ موتی سنگھ کے زمانہ میں خاص سرینگر سے کریم جو راتھر پونچھ کی تحصیل حویلی کے موضع اجلاس میں آ کر آباد ہوا۔راتھر قوم کے تفصیلی حالات "تاریخ اقوام کشمیر" میں درج

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہیں۔ یہ لفظ راٹھور کا بگڑا ہوا نام ہے۔ جو راجپوت اقوام کا ایک معزز طبقہ ہے۔ اس کے متعلق پنجاب کی ایک عدالت کا فیصلہ تاریخ اقوام کشمیر میں درج ہے۔ کریم جو کی اولاد مواضعات جلاس و چھیلا ڈہانگری میں آباد ہے اور اس کی تعداد دو ڈیڑھ سو کے قریب بتائی جاتی ہے۔ اس نے تجارت اور زمیندارہ میں کافی ترقی کر لی۔ سبحان جو رتھر اس کا بیٹا تھا۔ اس نے اپنے تجارتی کاروبار اور زمیندارہ کو باپ سے کبھی زیادہ ترقی دی۔ وہ جلاس اور چھیلا ڈھانگری دونوں مواضعات کا نمبردار تھا۔

سبحان جو کی اولاد سے اس وقت اصحاب ذیل قابل ذکر ہیں۔ خواجہ محمد جو ٹھیکہ دار و نمبردار چھیلا ڈھانگڑی، خواجہ سلطان جو ٹھیکہ دار، خواجہ عزیز جو ٹھیکہ دار، خواجہ غلام محمد ٹھیکہ دار، خواجہ غلام محمد کے تین بھائی اور ہیں (۱) سلطان جو جس کے فرزندان غلام حسین و غلام نبی زیر تعلیم ہیں۔ (۲) رحمان جو جس کے حسب ذیل فرزند ہیں۔ محمد جبار، محمد علی، محمد عبداللہ (۳) غلام احمد ابھی خوردسال ہے۔ خواجہ غلام محمد کے فرزند کا نام عبدالغنی ہے اور وہ بھی زیر تعلیم ہے۔ خواجہ غلام محمد کشتواڑ، کاغان اور علاقہ مظفرآباد میں جنگلات کی ٹھیکہ داری کا کام کرتے ہیں۔ خواجہ محمد جو نمبردار چھیلا ڈھانگری اور خواجہ عزیز جو آپکے چچا ہیں خواجہ عزیز جو کے تین فرزند ہیں۔ رحمان جو، علی جو، غلام نبی، وہ سب زیر تعلیم ہیں۔ جلاس کا نمبردار خواجہ غلام نبی ہے اور وہ بھی اسی خاندان سے ہے۔

رتنی پوری میر قوم کا خاندان

رتنی پورہ کشمیر کے علاقہ سے تین بھائی لطیف میر، کریم میر اور رمضان میر پہلے پونچھ تحصیل حویلی کے موضع اعظم آباد میں آئے۔ وہاں سے چھیلا ڈھانگری میں چلے گئے۔ تجارت اور زراعت ان کا ذریعہ معاش تھا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

لطیف میر کے دو فرزند تھے۔ کمال میر و جمعہ میر۔ ان میں اول الذکر کا ایک لڑکا صمد میر ٹھیکہ داری کرتا ہے اور دوسرے لڑکے احمد میر وغیرہ زمیندارہ کاروبار میں مصروف ہیں۔ جمعہ میر کے چار لڑکے ہیں۔ رستم میر جو لاولد ہے۔ حبیب میر جس کا ایک بیٹا شفیع محمد ہے اور زیر تعلیم ہے۔ فضل میر عرف فجا میر جو ٹھیکہ داری کرتا ہے اس کے حسب ذیل پانچ فرزند ہیں۔ غلام حسین، غلام دین، عبدالغنی، غلام نبی، غلام محمد۔ ان میں ۱، ۲، ٹھیکہ داری کرتے ہیں۔ باقی زیر تعلیم ہیں۔ غلام حسین کے لڑکے کا نام عبدالکبیر ہے اور وہ بھی پڑھ رہا ہے۔ میر محمد جمعہ میر کا چوتھا فرزند ہے۔ اس کے تین لڑکے ہیں۔ عبداللہ میر، طالب دین اور فقیر محمد تینوں زیر تعلیم ہیں۔

کریم میر کے تین فرزند تھے۔ رسل میر کے فرزندان صمد میر، احمد میر اور عبداللہ میر میں صمد میر کے حسب ذیل چھ لڑکے ہیں۔ غلام حسین، خادم حسین، سید حسین، عبدالغنی، محمد شفیع، غلام نبی، اول الذکر یعنی غلام حسین ٹھیکہ داری کرتا ہے۔ باقی سب زیر تعلیم ہیں۔ صمد میر اپنی برادری میں سرکردہ اور معتبر ہے۔ عبداللہ میر کے بیٹے کا نام مقبول میر ہے۔ وہ ٹھیکہ داری کرتا ہے اور اس کا فرزند محمد دین زیر تعلیم ہے۔ احمد میر کے تین فرزند ہیں۔ حبیب میر، لعل دین، جلال دین اور تینوں زیر تعلیم ہیں۔

کریم میر کے دوسرے فرزند رحمان میر کے چار بیٹے ہیں۔ حبیب میر، غفار میر۔ رُسل میر، عبدالعزیز۔ ان میں رُسل میر جو ٹھیکہ داری کا کام بھی کرتا ہے۔ اپنی برادری میں شرپنچ اور معتبر ہے اس کا لڑکا عبدالعزیز اور اس کے دوسرے بھائیوں کے لڑکے زیر تعلیم ہیں۔

رمضان میر کا جو اپنے دوسرے برادران لطیف میر و کریم میر کے ہمراہ رتنی پورہ سے آیا تھا۔ صرف ایک اکلوتا لڑکا جمعہ میر تھا۔ جس کے تین فرزند تھے۔ ولی محمد میر، رحیم میر، لسہ میر، ان میں ولی محمد خان کے بھی تین ہی فرزند ہیں۔ شمس الدین، وزیر محمد، عزیز دین، رحیم میر

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کے چار بیٹے ہیں۔ محمد عبداللہ، احمد میر، صمد میر، جلال دین، لسّہ میر کے دو فرزند ہیں۔ عطا محمد وغلام محمد ان میں شمس الدین ٹھیکہ داری کا کام بھی کرتا ہے اس کے لڑکے کا نام صدور دین ہے۔ وزیر محمد کے فرزند کا نام محمد دین، عزیز دین کے بیٹے کا نام محمد شفیع۔ عطا محمد کے لڑکے کا نام سلام دین ہے۔ اس خاندان کے پاس کافی اراضیات ہیں اور تجارت کے علاوہ زراعت پر ہی ان کا انحصار ہے۔

میر قوم جیسا کہ تجاریخ اقوام کشمیر، تاریخ خواجہ اعظمی، تذکرہ ابرار کشمیر تاریخ حسن شاہ (قلمی) اور ویلی آف کشمیر میں درج ہے۔ مغل قوم سے نکلی ہے اور کشمیر کی ممتاز ترین مغل اقوام میں شمار ہوتی ہے۔ اور اس کے زراعت پیشہ اور مغل ہونے کے متعلق عدالتی فیصلہ تاریخ اقوام کشمیر میں تفصیل سے درج ہے۔

پیر صاحبان موضع جالیان علاقہ منڈی

اس خاندان کا تعلق حضرت بابا داؤد خاکی ؒ مصنف وردالمریدین وکتب متعددہ وخلیفہ اعظم حضرت مخدوم العام شیخ حمزہؒ کاشمیری کے ساتھ ہے۔ حضرت بابا داؤد خاکی کے اسلاف بایزید عاصمی کی اولاد سے تھے اور بایزید حضرت عاصم بن حضرت عمرؓ کی ذریات سے تھے۔ حضرت بابا داؤد خاکیؒ کی مقدس زندگی کے حالات کشمیر کی مختلف تاریخوں میں درج ہیں۔ اپنے علمی اور دینی اور روحانی کمالات کی وجہ سے امام اعظم ثانی مشہور تھے۔ چنانچہ تاریخ کبیر کشمیر کے صفحہ ۱۵۷ پر درج ہے "وجمعے از عارفاں ایشاں راامام اعظم ثانی خطاب دادہ اند وبعضے گفتند کہ امام اعظم ثانی دریں دیار لقب بوند۔ آپ قریشی النسب تھے اور گنائی الملقب۔ آپ کو سرینگر کشمیر کے سادات عظام کے خاندان نے لڑکی دی جیسا کہ تاریخ کبیر کشمیر کا مصنف صفحہ ۱۵۷ پر لکھتا ہے۔ "صبیہ صلبیہ حضرت میر سید میرک اندرابی درعقد تزویج

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ایشاں بود'' ۲ صفر ۹۹۴ھ کو آپ وفات پا گئے۔

موضع جالیاں کے پیر صاحبان کے حالات سے جو آپ کی ذریات سے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت بابا داؤد خاکی کی چوتھی پشت کے بعد ایک بزرگ شیخ نور الدینؒ خاکی موضع جالیاں واقعہ اعظم آباد علاقہ منڈی میں تشریف لائے۔ ان کے تین فرزند تھے۔ احمد اللہ خاکی، محمد مومن خاکی، محمد اعظم آخر الذکر لاولد فوت ہو گئے اور محمد مومن یہاں سے نامبلہ علاقہ اوڑی میں چلے گئے ان کی اولاد وہیں جو موجود ہے اور معافی دار ہے۔

پیر احمد اللہ خاکی کی اولاد سے راجہ موتی سنگھ کے زمانہ میں پیر محمد شاہ بڑے ذی عزت بزرگ تھے وہ درباری کرسی نشین تھے ان ہی کی بزرگی کے طفیل اس خاندان کے علاوہ اس علاقہ کے جملہ قریشیوں کو اب تک ترنی معاف چلی آتی ہے۔ اس خاندان کی پیری مریدی کا سلسلہ پونچھ اور کشمیر سے پنجاب تک پھیلا ہوا ہے۔ اس خاندان کے قابل ذکر افراد حسب ذیل بیان کئے جاتے ہیں۔ پیر سعید الدین ولد پیر محی الدین، پیر علاؤ الدین، پیر بہاؤ الدین پیر عزیز دین پسران پیر سراج دین خاکی، پیر امیر الدین و پیر سیف الدین پسران پیر قطب الدین، پیر محمد یٰسین، پیر جلال الدین، پیر صدر الدین، پیر ضیا الدین پیر تاج الدین، پیر شمس الدین، پیر بدر الدین، یہ سب لوگ اراضیات کے مالک بھی ہیں اور علاقہ کے لوگ اس خاندان کا احترام کرتے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

فصل سوم

مفصلات پونچھ کے بعض کشامرہ

دریک تحصیل سدہنتی کالون خاندان

ڈوگرہ حکومت کشمیر کے ابتدائی ایام میں بمقام ڈانگر پورہ تریل سوپور سبحان لون نام ایک زمیندار تھا وہ ایک فرزند کمال لون نام چھوڑ کر عین شباب میں انتقال کر گیا۔ اسکی وفات کے بعد اس کی بیوہ نے ایک شخص شعبان وائیں کے ساتھ نکاح کر لیا۔

شعبان وائیں کشمیر سے پونچھ کے موضع تدرائی (تحصیل باغ) میں آ گیا۔ اور وہیں کچھ زمین حاصل کر کے کھیتی باری کا کام کرنے لگا۔ سبحان لون مرحوم کا ایک رشتہ دار محمد میر نام تحصیل سدہنتی کے موضع دریک میں رہتا تھا۔ جب اس کو معلوم ہوا کہ سبحان لون کی بیوہ نے شعبان وائیں کے ساتھ نکاح کر لیا ہے اور اس سے کچھ اولاد بھی ہوئی ہے اور سبحان لون کا فرزند کمال لون بھی شعبان وائیں کے پاس ہی ہے۔ تو وہ نندرائی جا کر کمال لون کو اپنے ساتھ لے آیا۔ وہ اولاد نرینہ مرحوم تھا۔ صرف اس کی چند لڑکیاں تھیں۔ ایک لڑکی کا نکاح اس نے کمال لون کے ساتھ کر کے اس کو خانہ داماد بنا لیا اور ایک لڑکی شرف ماگرے نام ایک شخص کو دیدی اور اپنی کل زمین ان دونوں دامادوں کے نام نصف نصف بانٹ دی۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کمال لون کے تین فرزند تھے۔ ایک نائک جمال دین، دوسرا رحمان لون، تیسرا شعبان لون پہلے دونوں بھائی جنگ عظیم میں بصرہ اور عراق عرب تک پہنچے۔ جمال دین توپ خانہ میں اور رحمان سفر مینا پلٹن میں ملازم تھا۔ رحمان تو لڑائی ہی میں مارا گیا اور جمال دین جو نائیک ہو گیا تھا گھر آ کر کچھ عرصہ کے بعد انتقال کر گیا اس کے دو فرزند ہیں یعقوب خان عمر ۳۲ سال و ابراہیم خان بعمر ۲۵ سال۔ یعقوب خان کے ہاں اولاد نرینہ نہیں ہے۔ صرف ایک شیر خوار لڑکی ہے اور ابراہیم کے ہاں دو فرزند امیر حسین نام موجود ہیں اور سب موضع وریک میں رہتے ہیں۔ کمال لون کی اولاد سے تحصیل سدھنتی میں صرف ۳ گھر اور بیس نفوس اور تحصیل باغ میں قریباً ۲۰ نفوس موجود ہیں۔

موضع نندرائی میں بھی لون قوم کے مندرجہ ذیل اشخاص موجود ہیں۔ حبیب جو، اکبر جو، رسل جو، قاسم جو ولد صمد جو خلف غفور جو۔ غفور جو کے والد کا نام ستار جو اور ستار جو عدل جو لون کا بیٹا تھا یہ خاندان بھی ڈانگر پورہ ہی سے نندرائی میں آیا ہے یہ سب لوگ زراعت پیشہ ہیں۔

لون ایک راجپوت اور جنگجو قوم ہے۔ جیسا کہ گورنمنٹ جموں و کشمیر کی رپورٹ مردم شماری ۱۸۹۱ء میں صفحہ ۱۴۸ پر لکھا ہے کہ "پرے اور لون کشمیر کی مسلمان قوموں میں جو شلیے راجپوت تھے لون طبقہ کشمیر کی تاریخ میں جو سیاسی اقتدار حاصل کر چکا ہے اس کا مفصل ذکر تاریخ اقوام کشمیر کے صفحات ۲۸۰ تا ۲۱۶ میں درج ہے۔

نندرائی تحصیل باغ کا وائیں قبیلہ

وہ دریک تحصیل سدھنتی کے لون قبیلہ کے ذکر میں شعبان وائیں کا ذکر آ چکا ہے۔ وہ ڈانگر پورہ سے موضع نندرائی میں آ کر آباد ہو گیا۔ اس نے ڈانگر پورہ کی ایک بیوہ عورت کے ساتھ جو کمال لون کی والدہ تھی نکاح کر لیا تھا۔ اس بیوی سے اس کے ہاں دو فرزند

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

پیدا ہوئے۔ بڑا رحمان جو چھوٹا احمد جو، رحمان جو جوان ہو کر پھر ڈانگر پورہ چلا گیا اور وہیں آباد ہو گیا۔ احمد جو۔۔۔۔۔۔۔۔۔نندرائی ہی میں رہا۔ اس کے تین فرزند اور تین بیٹیاں تھیں اس کی ایک لڑکی کمال لون کے فرزند جمال دین لون کے ساتھ بیاہی گئی۔ جو یعقوب اور ابرہیم کی والدہ ہے۔ احمد جو کے فرزندوں کے نام حسب ذیل ہیں۔ محمد جو متوفی، خواجہ کریم بخش، قادر جو۔ ان کا کاروبار بھی زمینداری ہی ہے اور سب نندرائی میں رہتے ہیں۔ تحصیل سدھنتی اور تحصیل باغ کے متذکرہ صدر لون اور دائیں قبیلوں میں علم کا بہت کم شوق ہے۔

میر عرف وائیں خاندان علاقہ ڈھمنی

بہت عرصہ گذرا۔ سوپور کے محلہ سنگرام پورہ میں کشمیر کی مغل اقوام کی ایک مشہور اور معزز گوت میر کا خاندان رہتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اس خاندان کے کسی بزرگ نے ایک وائیں دوکاندار کی دوکان اپنے قرضہ میں خرید لی اور وہ دوکان چونکہ مقروض ہی کے نام سے موسوم تھی۔ اس لئے ایک دوسرے خاندان میں منتقل ہونے کے باوجود وائیں کی دکان ہی کے نام سے مشہور رہی۔ یہاں تک کہ اس بزرگ کی اولاد بھی میر گوت کی بجائے وائیں کے نام ہی سے زبان زد عوام ہو گئی۔

اس شاخ میں خواجہ عثمان جو ایک نامی شخص تھا اس کے فرزندوں میں سے خواجہ عبدالغار پونچھ کی تحصیل باغ میں چلا آیا۔ وہاں اس کی چار پشتیں ہوئیں۔ چوتھی پشت سے خواجہ عبدالستار ولد خواجہ مقیم علاقہ ڈھمنی میں چلے آئے۔ خواجہ عبدالستار کے دو فرزند تھے خواجہ اعظم و خواجہ جمال۔ چونکہ ان کی اراضیات تحصیل باغ کے مواضعات ڈھملی اور سمانج اور رامی کوٹ میں تھیں اور عبدالستار اپنے زمانہ میں کاردار کہلاتے تھے۔ اس لئے فرزندوں سمیت کبھی کبھی وہاں جایا کرتے تھے اور آخر وہیں ان کا انتقال ہو گیا ان کے بعد ان کے دونوں فرزند بھی یکے بعد دیگرے وہیں وفات ہو گئے۔ چنانچہ تینوں کی قبریں موضع ڈھلی میں موجود

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہیں۔

خواجہ اعظم کے پانچ فرزند تھے خواجہ احمدا، خواجہ عمرا، خواجہ لالہ، خواجہ فضل، خواجہ شکر دین۔ ان میں خواجہ احمدا کی اولاد میں سے محمد روشن، مکھن و کالا جو احمدا کے پوتے ہیں موجود ہیں۔ خواجہ عمر پانچ فرزنوں کا باپ تھا۔ جن میں تین انور (لاولد) اور ولی محمد منور وفات پا چکے ہیں اور عبدالحسین اور قادر بخش زندہ ہیں اور دونوں اپنی برادری میں سرکردہ ہیں۔ ان بھائیوں کی اولاد حزب ذیل ہیں۔ فرزندان ولی محمد، مہند و محمد حسین، فرزند منور، گل حسین، حسین دین، رکھماں، فرزند قادر بخش، محمد افضل و منشی، عبدالحسین ولد خواجہ عمرا کے ہاں بساکھ ۱۹۹۳ ب میں خدا نے ایک لڑکا دیا ہے۔

لالہ کے فرزندوں میں فقیر محمد و جمعہ اور اس کے بھائی موجود ہیں۔ فضل کے دو فرزند ہیں۔ قاسم علی و محمدا، قاسم علی کے بھی ۲ بیٹے ہیں۔ شہادو اور سخی محمد جو خوردسال ہیں۔ شکر دین کی اولاد سے شرف دین پنو، خواجہ پلا اور اکبر اس برادری میں قابل ذکر ہیں۔

خواجہ عمرا راجہ موتی سنگھ کے زمانہ میں گذرا ہے۔ وہ لکڑی کا ٹھیکیدار تھا اور صاحب ثروت اور بارسوخ شخص تھا۔ کہتے ہیں کئی آدمی اس کے پاس ملازم تھے اسکے فرزندوں کے پاس قریباً تین سو کنال اراضی بطور حق اسامی موجود ہے جن میں قادر بخشی موضع تراڑ میں ایک سو کنال کا علیحدہ مالک ہے۔

اس خاندان کے کئی ایک رشتہ دار سرکار انگریزی کی فوج میں ملازم ہیں جن میں قادر بخش کا داماد جمعہ خان پشاور کی ۸۲ پلٹن میں حوالدار اور ولی محمد کا داماد فقیر محمد بٹ حوالدار پنشنر ہے۔ فقیر محمد کا بھائی محمد خان توپ خانہ میں ملازم ہے۔ جو عنقریب جمعداری کے رینک میں جانے والا ہے۔ علی محمد ولد فتا کا ایک عزیز دوست محمد ولد خدا بخش پلٹن ۲۰ پنجابی میں ملازم تھا اب پنشن پر ہے اور صمد اولد فتا کا ایک عزیز ولی محمد ولد دین محمد میر پلٹن ۹ جاٹ میں ملازم ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

خواجہ اعظم کے بھائی خواجہ جمال کے دو فرزند تھے فقیر اور فتا۔ فتا فسٹ بٹالین میں نوکر تھا اور فوجی انگریزوں کے بچوں کو کوہ مری میں چاند ماری سکھایا کرتا تھا۔ پچیس سال کے بعد پانچ سو روپیہ انعام لے کر ریٹائر ہو گیا۔ فقیر کی اولاد سے علی محمد، صمد اور سلطان محمد قابل ذکر ہیں۔

جب اس علاقہ میں یہ خداندان آیا ہے۔ تو زمینیں نوتوڑ بنجر تھیں۔ اس نے اپنی ذات محنت سے ان بنجر اور بے آباد زمینوں کو کاشت کے قابل بنایا ہے۔ یہ سب برادری زراعت پیشہ ہے۔ چند ایک پونچھ سے ماہر ملازم بھی ہیں۔ افسوس ہے تعلیم ان میں صفر کے برابر ہے۔ البتہ ان کے چھوٹے بچے اب زیر تعلیم ہیں۔

اس خاندان کے پیر اب بھی سوپور ہی سے آتے ہیں۔ جن کا نام پیر غلام محمد خلف پیر عبدالغنی بابا ہے۔ ایک کاغذ ۲۳ ربیع الثانی ۱۲۹۹ھ کا لکھا ہوا ہے اور جس پر "مقبول شاہ خانقاہ فیض پناہ" کے علاوہ اور کئی اصحاب کے دستخط اور ان کی مواہیر میں لکھا ہے کہ "اعظم جو ولد خواجہ عبدالستار خلف خواجہ مقیم ادا غنیائے قصبہ سوپور متوطن محلہ سنگرام پورہ صاحب ثروت" ان الفاظ سے اس خاندان کے اسلاف کی ثروت کا اظہار بھی ہوتا ہے۔ اس خاندان کے رشتے ناطے بالعموم اپنی برادری ہی میں ہوتے ہیں۔

بابا قریشی

بابا کے لفظ کے متعلق تاریخ اقوام کشمیر کے صفحات ۳۴۷ تا ۳۴۹ میں تفصیل سے لکھا جا چکا ہے مختصر یہ ہے کہ بابا کشمیر میں کسی خاص قبیلہ کا نام نہ تھا۔ بلکہ یہ عرف عام تھا اور جس کے اعمال صالحہ اور افعال شائستہ ہوتے وہ بابا کہلاتا تھا۔ کشمیر کی تاریخوں میں اکثر مشائخ وسادات کے ساتھ بابا کا لفظ درج ہے۔ جو ان کی بزرگی وفضیلت کا مظہر ہے۔

کشمیر کے اس طبقہ میں جو بابا کہلاتا ہے۔ مسلمانوں کی قریباً تمام اقوام بٹ، گنائی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سید، قریشی، افغان وغیرہ شامل ہیں۔ حضرت مخدوم شیخ علی ہجویری عرف داتا گنج شیخ لاہوری لفظ بابا کی نسبت لکھتے ہیں۔ ''بابا شیخ کلاں را گوئیند'' شیخ کلاں سے مراد بڑی عمر کا بزرگ بھی ہے اور شیخ الشیوخ بھی۔ الغرض یہ ایک نہایت قابل تعظیم لفظ ہے۔

کشمیر میں جو اقوام بابا کہلاتی ہیں ان کی گوتوں اور ذاتوں کی تہ تک اگر پہنچا جائے تو ان میں سے کئی ایک مغل، قریشی، افغان اور شیخ وغیرہ نکلیں گی۔ اسی طرح کشمیر میں آج سے قریباً ڈیڑھ سو سال پیشتر ایک قریشی خاندان اپنے اعمال صالحہ اور افعال شائستہ کی وجہ سے بابا کہلاتا تھا۔ اسی خاندان میں سے نبہ بابا خلف عت بابا کے دو فرزند محمد بابا قریشی و صد بابا قریشی پونچھ کے علاوہ پرل کے موضع دریک میں آئے۔

اس خاندان کے زہد و اتقا کی وجہ سے کشمیر میں اسکے ارادتمندوں کی کافی تعداد تھی۔ علاوہ ازیں درس تدریس بھی اس خاندان کا خاص علمی شغل تھا۔ پونچھ کی سرزمین میں داخل ہوتے ہی انہوں نے کاشتکاری شروع کر دی اور جنگل کاٹ کر نئی اراضیات پیدا کیں۔ محمد بابا کے دو فرزند تھے۔ احمد بابا و فضل ادین۔ یہ بھی زراعتی کاروبار میں اپنے باپ اور چچا کے معاون رہے اور اسی زراعت کاری کی وجہ سے بندوبست ۱۹۶۲ب میں حق اسلامی آئینی طور پر ان کو حاصل ہو گیا۔ احمد بابا ۱۹۱۵ء میں چار فرزند منشی غلام نبی مرحوم سال وفات ۱۹۱۷ء (لاولد) منشی امیر الدین، صمد بابا اور عبدالعزیز مرحوم (لاولد) چھوڑ کر انتقال کر گئے۔ منشی امیر الدین قریشی کچھ تعلیم حاصل کرنے کے بعد برٹش افسر میسوں میں آبداری اور میس ٹھیکہ داری کا کاروبار کرنے لگے اور اب تک کر رہے ہیں اور اس میں خوب ماہر ہیں۔ آپ کے ۲ فرزند ہیں۔ فرزند اول نصیر الدین پیدائش (۱۹۲۲ء) جو زیر تعلیم ہے۔ دوسرا بشیر الدین پیدائش ۱۹۳۴ء۔

صمد بابا جو احمد بابا کے تیسرے فرزند ہیں۔ زمیندارہ کام کرتے ہیں۔ ان کا ایک ہی فرزند مخطوب نبی (پیدائش ۱۹۳۴ء) ہے۔ احمد بابا کے بھائی فضل الدین کے تین فرزند ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

(۱) مقبول بابا مرحوم لاولد (۲) مخطوب نبی جو پیدائشی مجذوب فقیر ہے۔ اس وقت اس کی عمر ۲۶ سال کی ہے۔ (۳) محمد امیر بابا جو ملازمت پیشہ ہے اور علاقہ انگریزی میں برٹش افسروں کے ہاں ملازمت کرتا ہے۔ فضل الدین تعلیم حاصل کر کے زمیندارہ سے بے نیاز ہو گئے۔ وہ سلام آباد اوڑی میں جا کر لڑکوں کو اسلامی تعلیم دیتے رہے اور وہیں ۱۹۱۱ء میں فوت ہو گئے۔ محمد بابا کے بھائی صد بابا کی شاخ سے صرف ایک لڑکا محمد بابا موجود ہے جس کے دو فرزند ہیں اور یہ شاخ بدستور زمیندارہ کاروبار میں مصروف رہتی ہے۔

اس برادری کے لوگ کاشتکاری کے علاوہ پیری مریدی اور اسلامی درس تدریس کا کام بھی کرتے ہیں۔ انکی رشتہ داریاں بٹؔ، وائیںؔ، ڈارؔ وغیرہ کاشمیری قوام کے ساتھ ہوتی رہتی ہیں۔ موضع دریک علاقہ پرل میں اس برادری کے صرف چار پانچ گھر ہیں۔ جن میں بیس بائیس سے زیادہ نفوس نہیں ہیں۔

ڈار قوم پھلیاں برہمپورہ سدہنتی

پلندری (تحصیل سدہنتی) کے متصل ایک گاؤں برہمپورہ و پھلیان کے نام سے ہے جب مہاراجہ شیر سنگھ خلف مہاراجہ رنجیت سنگھ بزمانہ شہزادگی کشمیر کے گورنر تھے تو کشمیر میں ایک عظیم قحط پڑا تھا۔ اسی قحط کے ایام میں سلام آباد کا ایک شخص صمد اڈار پونچھ کی مشہور زیارت "اعلیٰ پیر صاحب" میں آکر ٹھہرا جہاں سے چندے قیام کے بعد وہ پھلیان میں جا کر آباد ہو گیا۔ اُس کی اولاد سے اب وہاں چالیس گھر آباد ہیں۔ ان میں کچھ زراعت کرتے ہیں کچھ زراعت کے علاوہ معماری کا کام بھی کرتے ہیں۔ اور پونچھ سے باہر بھی لاہور وغیرہ مقامات جاتے ہیں۔ تعلیم کا اس قوم میں فقدان ہے۔ اس برادری میں چودھری کرم الٰہی ولد فرمانہ ڈار اور مستری فیروز الدین ولد کالو ڈار قابل ذکر ہیں۔ ان کے رشتے ناطے کشمیر کی دیگر اقوام راتھرؔ، ملکؔ، بٹؔ، میرؔ، وائیںؔ، شیخؔ وغیرہ کے ساتھ ہوتے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ڈار قبیلہ مواضعات کالہ مولہ و چور متصل ارجہ

شہزادہ شیر سنگھ خلف مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ نظامت کشمیر میں سوئی بگ تحصیل بڈگام کا ایک زمیندار یعقوب ڈار نام ترک وطن کر کے پونچھ آیا۔ اس کے ۲ فرزند تھے۔ لسہ ڈار و سبحان ڈار۔ وہ راجہ موتی سنگھ کے زمانہ میں وفات پا گئے۔ سبحان ڈار کی اولاد تحصیل حویلی کے موضع کالہ مولا میں آباد ہے۔ اس کے فرزندوں کے نام حبیب ڈار و کریم ڈار ہیں اور ان دونوں کی اولاد موجود ہے۔

لسہ ڈار کے تین فرزند ہیں۔ درویش ڈار اور صمد ڈار، اول الذکر کے فرزند کا نام علی ڈار اور ثانی الذکر کے فرزند کا نام عبداللہ ڈار ہے اور یہ بھی کالہ مولہ میں آباد ہیں۔ لسہ ڈار کے تیسرے فرزند کا نام رحمان ڈار ہے اس کے دو فرزند ہیں (ا) سلام ڈار متوفی جس کا بیٹا شیر احمد ڈار اچھا سنجیدہ آدمی ہے۔ دوسرے فرزند کا نام عبداللہ ڈار ہے۔ جو اپنی برادری میں سر کردہ متصور ہوتا ہے۔ اس کا ایک فرزند محمد ایوب نام ہے۔

اپنی برادری کے علاوہ اس برادری کا رشتہ ناطہ چند معزز مقامی اقوام کے ساتھ بھی جاری ہے۔ یہ برادری زراعت پیشہ ہے اور کاغذات بندوبست میں ڈار کے نام سے درج ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

باب دہم

پونچھ کے ہندو اور سکھ

خاندان گلیریہ راجپوت

گلیریہ راجپوتوں اصل مرکز و منبع علاقہ گولیر ضلع کانگڑہ ہے۔ یہ جیکاریہ یعنی درجہ اول کے ڈوگرہ راجپوت چندربنسی ہیں اور پنجاب کی سب سے قدیم اور کسی زمانہ میں نہایت زبردست سلطنت کانگڑہ کے "ٹکہ راجہ ہری چند بانئے ہری پور گلیر کی اولاد سے ہیں اور اسی واسطے گلیریہ کہلاتے ہیں۔

مہابھارت کے زمانہ میں اس کی عنان حکومت راجہ سوسرم[1] چند کے ہاتھ میں تھی۔ کانگڑہ کا مشہور بہادر فرقہ کٹوچ راجہ ہری چند کے چھوٹے بھائی راجہ کرم چند کی اولاد سے ہے۔ اس لحاظ سے گلیریہ اور کٹوچ آپس میں ایک ہی برادری ہیں۔ خاندانی عظمت اور تاریخی

---

[1] یہ راجہ۔ راجہ ہری چند کا پڑپوتا تھا۔ بعض اس کو سوبرن چند بعض سپورن بعض سوپرم چند بھی کہتے ہیں۔ راجہ سوسرم چند کے چار بیٹے تھے۔ ان ہی مین ایک راجہ مول چند عرف بلدیو چند بھی تھا۔ جو راجہ نور پور کے خوف سے بھاگ کر کشمیر میں اپنے پھوپھا مہاراجہ جے سنگھ کے پاس چلا آیا تھا۔ جہاں وہ سپہ سالار افواج ہوگیا۔ اور ایک مدت تک اس کی اولاد دہنانہ مہاراجگان کشمیر اور مسلمان سلاطین کشمیر کے عہد میں اعلیٰ فوجی عہدوں پر ممتاز رہی۔ مسلمانوں کی رینہ قوم اسی راجہ مولچند کی ذریات سے ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

شہرت کے لحاظ سے ضلع کانگڑہ کے تمام راجپوتوں میں گلیر یہ فرقہ ممتاز درجہ پر گنا جاتا ہے۔

پونچھ کے زیر تذکرہ گلیر یہ خاندان کا اصلی قدیم وطن علاقہ گلیر کا ایک قصبہ نگروٹہ سوریاں ہے۔ جہاں یہ خاندان اب تک آباد ہے۔ ریاست مذکور کا عہدہ وزارت اس خاندان کا موروثی حق سمجھا جاتا تھا اور پہلے وزیر کی وفات پر نیا وزیر اس کا لڑکا ہی مقرر کیا جاتا تھا۔ اسی وجہ سے یہ خاندان، خاندان وزیراں کے نام سے اب تک مشہور چلا آتا ہے۔

مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں ریاست گولیر پر راجہ بھوپ سنگھ راج کرتا تھا ۱۸۷۷ب مطابق ۱۸۲۰ء میں مہاراجہ نے اس کو لاہور بلوا کر اس کی ریاست پر قبضہ کرلیا۔ اسی غم میں یہ بزرگ راجہ انتقال کر گیا اور اس کی وفات کے ساتھ ہی ریاست گولیر کی خودمختار ہستی کا چراغ ہمیشہ کے لئے گل ہو گیا اور ریاست کی ضبطی کے ساتھ ہی اس خاندان کی وزارت کا سلسلہ بھی جاتا رہا۔ مہاراجہ گلاب سنگھ والئے جموں وکشمیر نے خود بھی راجپوت تھے اور بہادر اور خاندانی راجپوتوں کے قدردان تھے۔ آخری وزیر کی وفات پر اسکے دو ہونہار فرزندوں میں سے میاں امرتا سنگھ کو نائب کاردار (وزیر وزارت) ضلع کٹھوعہ اور چند سال کے بعد میاں سوبھا سنگھ کو ان کے خاندانی لحاظ کی وجہ سے اپنے دربار میں بطور مصاحب ملازم رکھ لیا۔

۱۹۰۷ب میں مہاراجہ گلاب سنگھ کے حکم اور منشاء کے ماتحت ان دونوں بھائیوں کی ہمشیرہ کی شادی راجہ موتی سنگھ والئے پونچھ کے ساتھ کر دی گئی اور ۱۹۱۱ءب میں راجہ موتی سنگھ ملکی انتظام کے سلسلہ میں جموں دربار سے ان دونوں بھائیوں کو اپنے ہمراہ پونچھ لے آئے۔ چنانچہ اس وقت یہ خاندان پونچھ میں آباد چلا آتا ہے۔

راجہ موتی سنگھ نے میاں امرتا سنگھ اور میاں سوبھا سنگھ کو با اختیار تحصیل دار بنایا اور ان کے منجھلے بھائی میاں رتن سنگھ کو جو ایک خوبصورت وجیہہ جوان تھا اپنا اے ڈی سی مقرر کیا۔ میاں رتن سنگھ راجہ صاحب کا بڑا منظور نظر تھا لیکن افسوس موت نے عین عالم جوانی میں اس کا خاتمہ کر دیا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ان مدبر بھائیوں نے ایک غیر آئینی علاقہ کو باضابطہ ریاست بنانے اور علاقہ کی حد بندی، تقسیم پرگنہ جات، تعین مالیہ اور وصولنے ٹھیکہ میں حکومت کو بڑی مدد دی۔ تھکیالہ پڑاوہ، مہنڈر، سوہرن، صدر پونچھ اور باغ کی پرانی تحصیلوں کی عمارات ان کی اپنی تعمیر کردہ اب تک موجود ہیں۔

ان کے بعد میاں امرتا سنگھ کے قابل فرزندان میاں رام سنگھ و میاں چھنک سنگھ عرصہ دراز یعنی ۱۹۵۵ء اب و ۱۹۶۲ء اب تک تحصیلداری کے عہدوں پر رہے۔ ٹھاکر سوہن سنگھ تحصیلدار حویلی میاں رام سنگھ ہی کے صاحبزادے ہیں۔ میاں سوبھا سنگھ کا پسر اکبر میاں سندر سنگھ ۴۲ سال تک جمعدار ملٹری رہ کر ۱۹۸۲ء اب میں پنشن پر ریٹائر ہوا۔ ان کے چھوٹے بھائی ٹھاکر گلاب سنگھ ہیڈ کانسٹبلی سے ترقی کرتے ہوئے انسپکٹری تک پہنچے اور بالآخر پولیس کے قائم مقام ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ مقرر ہوئے اور ۳۷ سال کی اعلیٰ پولیس سروس کے بعد ۱۹۸۹ء اب میں پنشن پر آ گئے۔ میاں رتن سنگھ اے ڈی سی کے دولڑکے ہیں۔ بڑا میاں بجر سنگھ جو ملٹری سروس میں صوبیداری تک پہنچے اور ۴۰ سالہ سروس کے بعد اب ۱۹۸۱ء اب سے پنشن پر ہیں۔ چھوٹے کا نام ٹھاکر نہال سنگھ ہے وہ عرصہ دراز تک بطور ریڈر انسپکٹر جنرل پولیس جموں و کشمیر ملازمت کرنے کے بعد ۱۹۹۰ء اب سے پنشن پر ہیں۔

ٹھاکر گلاب سنگھ کا پسر اکبر ٹھاکر چتر سنگھ سری راجہ صاحب بہادر پونچھ کی پرنسل جائداد واقعہ راولپنڈی کا کئی سالوں سے منتظم ہے۔ اپنی گیارہ سالہ سروس میں ٹھاکر چتر سنگھ نے راجہ صاحب پونچھ کی جائیداد کو خوب ترقی دی ہے۔ راجہ دھیان سنگھ کا بنگہ واقعہ امرت سر در بار صاحب جو تقریباً ایک سو سال سے پونچھ کے ہاتھ سے نکل چکا تھا۔ محض ان کی کوششوں سے راجہ صاحب بہادر کو واپس مل گیا ہے۔

ٹھاکر چتر سنگھ نہایت علم دوست ہیں۔ اہل علم کے قدردان ہیں علم تاریخ سے آپ کو خاص دلچسپی ہے۔ آپ نے پونچھ کی ایک مختصر سی تاریخ بھی لکھی ہے۔ جو ابھی تک زیور طبع

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سے آراستہ نہیں ہوسکی۔

یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ گلیر یہ خاندان کی پون صدی کی مسلسل اور گراں قدر خدمات کا ریکارڈ نہایت شاندار ہے۔ ایسے معزز اور وفا شعار خاندانوں کی حکومت پونچھ جس قدر بھی قدر افزائی کرے کم ہے۔

خاندان جموال راجپوت

ٹھاکر نیتر سنگھ کے دادا ٹھاکر دھیان سنگھ کو مہاراجہ گلاب سنگھ نے تھانہ بارآل (پونچھ) تھانہ دار مقرر کیا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند ٹھاکر خزان سنگھ اسی تھانہ میں ۴۰ سال تک تھانہ دار رہے۔ راجہ موتی سنگھ اور راجہ بلدیو سنگھ دونوں فرمانبرداروں نے ہمیشہ ان کی پرورش کا خاص خیال رکھا۔ بلکہ اسی موضع میں راجہ موتی سنگھ نے ان کو جاگیر بھی عطا کی۔ جو بندوبست میں نسلاً بعد نسلاً ان کے نام بحال رکھی گئی۔ ٹھاکر خزان سنگھ کے ۶ فرزند تھے۔ ٹھاکر ویسہ سنگھ، ٹھاکر رویل سنگھ، ٹھاکر بساوا سنگھ، ٹھاکر کور سنگھ، ٹھاکر مہنت سنگھ، ٹھاکر نیتر سنگھ۔

ٹھاکر دیسہ سنگھ پونچھ پلٹن میں صوبیدار تھے ان کا لڑکا وریام سنگھ تحصیل مہنڈر میں سیاہہ نویس ہے۔ ٹھاکر رویل سنگھ پولیس پونچھ میں ڈپٹی انسپکٹر کے عہدہ پر تعینات تھے۔ ٹھاکر بساوا سنگھ کے دو لڑکے ہیں۔ (ا) ٹھاکر پریم سنگھ گورنمنٹ جموں و کشمیر کے ملٹری سکریٹری کے دفتر میں کلرک ہے اور دوسرا لڑکا گھر کا کاروبار کرتا ہے۔ ٹھاکر بساوا سنگھ پونچھ میں خزانچی تھے اب چھ سات سال سے پنشن پر ہے۔ ٹھاکر کور سنگھ کو سرداری کا خطاب بھی ہے۔ وہ درباری کرسی نشین بھی ہیں۔ آپ کے چھ لڑکے ہیں سب سے بڑے صاجزادے ٹھاکر وکیل سنگھ بی اے جموں ملٹری میں لفٹنٹ ہیں۔ ان سے چھوٹے ٹھاکر نین سنگھ بھی گورنمنٹ ملٹری سروس میں ہیں۔ تیسرے صاجزادے ٹھاکر نصیب سنگھ ایف اے کلاس مین زیر تعلیم ہیں دو اور لڑکے ہیں وہ چھوٹی جماعتوں میں پڑھ رہے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ٹھاکر خزان سنگھ کے پانچویں فرزند ٹھاکر مہنت سنگھ گھر کے زمیندارہ کاروبار میں مصروف رہتے ہیں۔ چھٹے فرزند ٹھاکر نیتر سنگھ ۲۵ سال سے محکمہ جنگلات میں ملازم ہیں اور اس وقت تحصیل مہنڈر میں رینج افسر ہیں۔ آپ کے دو فرزند ہیں۔ ٹھاکر پنجاب سنگھ جو ملٹری ٹریننگ پاس کر کے اس وقت پونچھ ملٹری میں میجر ہیں۔ دوسرا لڑکا ٹھاکر باج سنگھ تھرڈ مڈل میں تعلیم حاصل کرر ہا ہے۔

اس خاندان کی خدمات کے لحاظ سے موجود والئے پونچھ راجہ جگت دیو سنگھ بہادر نے بھی شکار گاہ سے بہت سی زمین عطا کی ہے۔

آپ کا خاندان جموال راجپوت ہے۔ جموں و کشمیر اور پونچھ کا حکمران خاندان بھی جموال ہی ہے۔

کشمیری پنڈتوں کے خاندان

خاندان پنڈت جانکی ناتھ زتشی۔ ۱۹۰۹ء میں جب راجہ موتی سنگھ فرمانروائے پونچھ کی حیثیت سے پونچھ تشریف لائے تو منجانب حکومت جموں و کشمیر آپ کے دربار میں پنڈت زنار دھن جوشی کو جو سرینگر کے ایک معزز خاندان سے تھے۔ بطور معتمد دربار پونچھ میں مقرر کیا گیا۔ آپ کے برادران حقیقی اور دیگر رشتہ داروں کی اولاد ہنوز سرینگر کے محلّہ حبہ کدل میں موجود ہے اور آپ کی جائیداد بھی بصورت سکنی مکانات سرینگر میں آپ کی اولاد کے قبضہ میں ہے۔

زتشی کی وجہ تسمیہ اور اس خاندان کے معزز افراد (مقیم پنجاب و یوپی و کشمیر وغیرہ) کا ذکر تاریخ اقوام کشمیر میں تفصیل کے ساتھ ہو چکا ہے۔

پنڈت جنار دھن زتشی معتمد دربار اعلیٰ کے تین فرزند حسب ذیل تھے۔ (۱) پنڈت لچھمن جو زتشی جو اپنے زمانہ میں نہایت خدادوست بزرگ تھے۔ (۲) پنڈت کشین جو زتشی جو

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

چیف فارسٹ افسر و گورنر بھی رہ چکے تھے۔ (۳) پنڈت مادہولعل زتشی جو راجہ موتی سنگھ اور ان کے بعد ان کے فرزند سر راجہ بلدیو سنگھ کے میر منشی اور وزیر خاص تھے۔

یہ تینوں بھائی صاحب اقبال ہونے کے علاوہ صاحب اولاد بھی تھے۔ پنڈت پچھمن جو کے فرزند کا نام پنڈت گنیش داس تھا۔ آپ سر راجہ بلدیو سنگھ کے مشیر خاص تھے۔ آپ کے مندرجہ ذیل تین فرزند ہیں۔ (۱) پنڈت امیر چند رینج افسر جنگلات (لاولد) پنڈت سروپ چند جو محکمہ اکونٹ میں کلرک تھے۔ آپ کے دو فرزند ہیں۔ (۱) پنڈت اونکار ناتھ کلرک وزارت آفس (۲) پنڈت دوارکا ناتھ زیر تعلیم، پنڈت گنیش داس کے تیسرے فرزند کا نام پنڈت کاشی ناتھ ہے۔ وہ محکمہ جنگلات میں ہیڈ کلرک ہیں۔ لسہ ناتھ آپ کا لڑکا زیر تعلیم ہے۔

پنڈت کشن جو زتشی کے دو فرزند تھے۔ (۱) پنڈت آفتاب جو سر دفتر محکمہ جنگلی و دفتر معلیٰ تھے۔ آپ کے صاحبزادے پنڈت جانکی ناتھ زتشی پونچھ میں اسسٹنٹ اکونٹ افسر ہیں۔ (۲) پنڈت مکند رام زتشی جو جنرل محافظ دفتر تھے۔ آپ کے فرزند پنڈت ہری چند وزیر صاحب پونچھ کے پیش کار ہیں۔

پنڈت مادہولعل زتشی میر منشی کے دو فرزند تھے۔ دوسرا فرزند پنڈت شمبھو ناتھ تو صغر سنی ہی میں انتقال کر گیا۔ فرزند اول پنڈت بش جو سر راجہ بلدیو سنگھ آنجہانی کے پرائیویٹ سکریٹری تھے۔ آپ کی یادگار آپ کے دو فرزند ہیں۔ (۱) پنڈت شام لعل جو محکمہ کسٹم میں کلرک ہیں (۲) پنڈت گوپی ناتھ جو فسٹ پرمٹ اکسپرٹ پولیس ہیں۔

اس خاندان کے اسلاف حکومت پونچھ کی خدمات وفاداری و جانفشانی کے ساتھ سرانجام دیتے رہے ہیں۔ خصوصاً تنازعہ حد براری میں جو برسوں تک دربار کشمیر و پونچھ کے مابین رہا ہے۔ آپ کے بزرگوں کی اعلیٰ خدمات نے ہمیشہ حکومت پونچھ سے خراج تحسین حاصل کیا ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

راقم الحروف نے پنڈت گنیش داس اور پنڈت مادھولعل کے آخری ایام میں ان کا عروج دیکھا ہے۔ اللہ اکبر کیا زمانہ تھا۔ آج وہ خواب کی طرح نظر آرہا ہے۔

پونچھ میں زتشی خاندان کو حکومت کی طرف سے جاگیریں بھی ملتی رہی ہیں۔ جو ان کی ذریات کے پاس اب بھی موجود ہیں۔ اراضیات بھی ان کے پاس کافی تعداد میں ہیں۔ لیکن عام طور پر یہ خاندان ملازمت پیشہ ہے ان کے رشتے ناطے ابھی تک کشمیر ہی میں ہوتے ہیں اور ایک خوبی کی یہ بات ہے کہ اس خاندان نے دیگر کشمیری خاندانوں کی طرح ابھی تک اپنی مادری زبان (کشمیری) کو فراموش نہیں کیا۔ سچ ہے تو بھولنے کی چیز نہیں بھول جائیں کیوں؟

خاندان پنڈت پرکاش رام سوپوری۔ راجہ موتی سنگھ والئے پونچھ کے ابتدائی زمانہ میں پنڈت سکھرام ولد دیارام اپنے وطن سوپور کشمیر سے پونچھ آگئے۔ سوپور کی وجہ سے آپ سوپوری کہلاتے تھے۔ راجہ موتی سنگھ کے زمانہ میں آپ اچھے اچھے عہدوں پر ممتاز رہے۔ پونچھ میں عموماً یک منزلہ مکانات ہی کا رواج تھا۔ سب سے پہلے سکھرام ہی نے دو منزلہ مکان تعمیر کرایا۔ جو اب تک موجود ہے۔ پنڈت سکھرام کا ایک ہی فرزند پرکاش رام تھا۔ جو جاگیر اور اراضی راجہ موتی سنگھ نے پنڈت سکھ رام کو اس کی خدمات کے عوض دے رکھی تھی۔ وہ پرکاش رام کے زمانہ میں کسی ناراضگی کی وجہ سے راجہ صاحب نے ضبط کرلی۔ بلکہ کہا جاتا ہے کہ اس ناراضگی کا اثر یہاں تک ہوا کہ جائیداد بھی ضبط کرلی گئی۔

پنڈت پرکاش رام کے چار فرزند تھے اول پنڈت ٹھاکر داس جو تحصیلداری تک پہنچے۔ ان کے فرزند پنڈت گنیش داس اپنے زمانہ میں نائب تحصیلدار تھے۔ پنڈت دیا کشن سوپوری جو کسٹم پونچھ میں محالدار رہے۔ پنڈت گنیش داس ہی کا فرزند ہے۔

دوسرے فرزند کا نام پنڈت رام جو تھا۔ وہ محرر جوڈیشل تھے اور لاولد ہی فوت ہوگئے تھے۔ تیسرے فرزند کا نام پنڈت گوپی چند تھا وہ پشاور میں اپنی ہمشیرہ کے پاس چلے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

گئے ان کے دوفرزند پنڈت جیون لال وموہن لعل اس وقت پشاور میں موجود ہیں۔ چوتھے فرزند راجہ کاک بھی لاولد فوت ہو گئے۔

پونچھ میں اس خاندان کی زندہ یادگار اس وقت پنڈت دیا کشن سوپوری محالدار کسٹم ہی ہے۔

خاندان پنڈت سورج رام مصری

کشمیر کا یہ خاندان راجہ موتی سنگھ کے اوائل عہد میں سرینگر سے پونچھ آیا۔ راجہ موتی سنگھ جو پونچھ کے سب سے پہلے ڈوگرہ حکمران تھے۔ کشمیر میں بعہد مہاراجہ گلاب سنگھ گورنر بھی رہ چکے تھے اور کئی کشمیری خاندانوں سے ذاتی واقفیت رکھتے تھے۔ اس لئے وہ پنڈت گواشہ رام مصری کو جو ایک زبردست اہل قلم تھے اپنے ہمراہ لے آئے۔

اس خاندان کے ساتھ مصرؔی کا جو لفظ ہے۔ اس کی تشریح ضروری ہے۔ تاریخ اقوام کشمیر میں لکھا ہے کہ مصرؔ کا کوئی تاجر کشمیر آیا تھا اس نے اپنا گماشتہ جس پنڈت کو مقرر کیا۔ وہ اسی کے نام پر مصرؔی مشہور ہو گیا۔ ایک وجہ تسمیہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ کوئی پنڈت مصر چلا گیا تھا جب وہ واپس آیا تو مصری کہلایا اور اسی نام پر اس کی نسل مشہور ہو گئی۔

لیکن تعجب ہے کہ کشمیر میں چند گھر مسلمان مصریوں کے بھی ہیں اور ان میں سے مولوی محمود علی مصری اور ان کے برادرزادہ شیخ غلام نبی مصری کا ذکر تاریخ کبیر کشمیر کے صفحہ ۱۷۲ پر چند سطروں میں درج ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ "شیخ غلام نبی مصری مدت العمر در خانہ حضرت خواجہ شاہ نیاز نقشبندی گذراہیں چوں دنیا را پدرود نمود در محلہ مرجان پورہ آسود" شاہ نیاز نقشبند پٹھانوں اور سکھوں کے زمانہ میں موجود تھے سر ولیم مورکرافٹ نے اپنے سفرنامہ میں کئی جگہ ان کا ذکر کیا ہے ۱۲۴۵ھ میں آپ وفات پا گئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ سے بہت پہلے کشمیر میں مصرؔی لفظ ایک گوت Nick Name (عرف عام) کی حیثیت سے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

شہرت پاچکا تھا۔

پنڈت گواشہ رام کے فرزند پنڈت سورج رام مصری راجہ موتی سنگھ کے زمانہ اور میاں نظام الدین وزیر کی وزارت کے عہد میں سدہنتی اور باغ کے تحصیلدار بھی رہے ہیں۔ اس زمانہ میں چونکہ سرکار کی طرف سے مواضعات مستاجری (ٹھیکہ) پر دیئے جاتے تھے۔ اسلئے چند مواضعات میں پنڈت سورج رام مصری اور میاں نظام الدین مشترکہ طور پر ٹھیکہ دار تھے اسی دوران میں سورج رام کا انتقال ہوگیا۔ پونچھ کے اس خاندان کے ممبروں کا بیان ہے کہ جو "واصلات وحاصلات" تھیں۔ وہ تو میاں نظام الدین وصول کر گئے اور ٹھیکہ کی رقم سرکار نے سورج رام کے فرزندوں سے پوری کرلی۔

پنڈت سورج رام کو تاحیات پانچ سو روپیہ سالانہ کی جاگیر ملی تھی۔ جو ان کے قابل اور مشہور فرزند پنڈت جناردھن کی خدمات کے صلہ میں سر راجہ بلدیو سنگھ نے بشرط خیر خواہی ووفاداری دوام کے لئے عطا کردی۔

پنڈت سورج رام کے تین فرزند تھے۔ پنڈت جناردھن، پنڈت ہری چند اور پنڈت شیوناتھ۔ ان میں پنڈت جناردھن اپنی ذاتی اور خاندانی خدمات کی بدولت جاگیر دار بھی تھے اور عدالت صدر کے سب جج بھی۔ فارسی کے علاوہ عربی زبان میں مہارت تامہ رکھتے تھے اور علم طب پر ان کو کافی عبور تھا۔ جب میاں نظام الدین مرحوم وزیر اعظم کے ساتھ "حاصلات وواصلات مستاجرانہ" کا مقدمہ شروع ہوا۔ تو آپ نے ججی سے مستعفی ہوکر حکمت شروع کردی۔ سرکار پونچھ کی طرف سے خط کتابت کے دوران میں آپ کو القاب ذیل سے خطاب کیا جاتا تھا۔ "زبدۃ الحکما فراست نشان گرامی منزلت پنڈت جناردھن صاحب شاہی حکیم جاگیر دار اعظم پونچھ" تین فرزند آپ کی یادگار ہیں۔ پنڈت منکا ایشر ناتھ جواب تک اکونٹ آفس میں ملازم ہیں۔ ڈاکٹر پنڈت شمبھوناتھ اور پنڈت پیارے لعل جن کی نگرانی میں انند میڈیکل ہال پونچھ میں جاری ہے۔ پنڈت جناردھن مگھر ۱۹۷۱ب میں

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

صرف ایک دن بیمار رہ کر انتقال کر گئے۔

پنڈت جنار دھن کے دوسرے بھائی پنڈت ہری چند پونچھ خاص کے تحصیلدار تھے ۔جب میاں نظام الدین کے ساتھ مقدمات چھڑ جانیکی وجہ سے پنڈت جنار دھن نے ججی سے استعفیٰ دیدیا۔تو آپ بھی ملازمت چھوڑ کر جموں چلے گئے۔ جہاں محکمہ جوڈیشل میں بڑا عروج حاصل کیا اور مہاراجہ سر پرتاپ سنگھ نے آپ کو جموں کے محلہ رہاڑی میں بیس ایکڑ زمین مفت عطا کی۔ وہاں آپ ہی کی عالیشان کوٹھی میں سٹیٹ گرلز ہائی سکول ہے۔ ۱۹۶۸ء میں آپ جموں ہی میں انتقال کر گئے۔آپ کی وفات کے بعد آپ کے فرزند پنڈت شام لعل کو ان کے ایک خاندانی مقدمہ کی وجہ سے جو ۱۹۶۸ء سے ۱۹۸۸ء تک جاری رہا۔نہایت مصائب کا سامنا کرنا پڑا اور آخر آپ کے فرزند پنڈت رتن لعل نے استقرار حق کا دعویٰ کر کے پہلی تمام ڈگریوں کو مسترد اور منسوخ کر دیا۔

پنڈت جنار دھن کے تیسرے بھائی پنڈت شیو ناتھ کے فرزند کا نام پنڈت نرنجن ناتھ ہے۔ وہ محافظ خزانہ صدر پونچھ تھے ان کے دو فرزند پونچھ میں بقید حیات ہیں۔ایک کا نام پنڈت پوشکر ناتھ دوسرے کا ارجن ناتھ ہے۔ جو نابالغ ہے۔ دونوں بھائی پنڈت منکا میشر ناتھ کے زیر پرورش وزیر نگرانی ہیں۔

برہمن سُودن خاندان

پونچھ میں سودن برہمنوں کے خاندان کی ابتداء آج سے قریباً نو سو سال پیشتر بیان کی جاتی ہے۔ اس خاندان کا اصل وطن کٹاس اور گڑھ مکھیالہ تھا۔ کٹاس ہندوؤں کا ایک متبرک تیرتھ ہے۔ اس گدی پر اس زمانہ میں باوا مونا کے نام سے ایک بزرگ براجمان تھے۔ان کے فرزند لہر منی نام سب سے پہلے پونچھ آئے۔ آجکل پونچھ کی مختلف تحصیلوں سدھنتی، حویلی، باغ، مہنڈر میں جس قدر سودن نظر آتے ہیں۔ان سب کے مورث اعلیٰ لہر منی ہی تھے۔سودن ان کے کسی بزرگ کا نام تھا۔اس کے نام پر اس کی اولاد بھی سودن مشہور

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہوگئی۔ان کا شانڈل گوتر ہے۔ پنجاب کے اضلاع جہلم، سیالکوٹ، راولپنڈی وغیرہ میں اب بھی سودن برہمن موجود ہیں۔

پونچھ کے زمانہ سلف کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آج سے نو سو سال پیشتر جبکہ سودن برہمنوں کا مورث اعلیٰ پونچھ میں آیا۔تو اس وقت کشمیر میں راجگان رہرکوٹ میں سے راجہ سنگرام راج کی حکومت تھی۔راجہ سنگرام راج کا عہد ۱۰۱۷ء لغایت ۱۰۴۲ء تک رہا۔جس کو نو سو سال ہی کا عرصہ گذرتا ہے۔اس زمانہ میں پونچھ کا نام پرنوتش تھا اور علاقہ منڈی کا نام لوہریا نوہرین تھا جو راجگان لوہرکوٹ (پونچھ) کی راجدھانی کہلاتا تھا۔

سودن برہمنوں کا ایک معزز خاندان پلندری میں آباد ہے۔اس خاندان کے ایک بزرگ سردار گلاب چند اور ان کے بھائی مہتہ وزیر چند اب تک بقید حیات ہیں۔سردار گلاب چند نمبردار بھی ہیں۔اور ۳۱ سال کی فوجی ملازمت کے بعد جمعداری کے عہدہ سے پنشن پر آئے ہیں۔آپ سب سے پہلے ۱۸۹۱ء میں جنگ ہزارہ اور ۱۸۹۷ء و ۱۸۹۸ء میں جنگ تیراہ اور ۱۹۱۴ء و ۱۹۱۵ء میں ٹوچی ویلی اور ۱۹۱۶ء سے ۱۹۱۸ء تک بزمانہ جنگ عظیم عراق، عرب اور ملک شام کی لڑائیوں میں شامل رہے۔جنگی خدمات کے صلہ میں کئی تمغوں کے علاوہ آپ کو گورنمنٹ برطانیہ نے دو پشت تک جنگی انعام بھی دیا ہے

سردار گلاب چند کے چار فرزند ہیں۔پنڈت روپ لعل تقریباً ۱۲ سال سے حکومت پونچھ کی ملازمت میں ہیں ۱۹۸۲ء میں سری راجکمار پدم دیو سنگھ جی کے ہمراہ رہ کر کشمیر میں بندوبست کی ٹریننگ حاصل کی۔جس کے بعد حکومت پونچھ نے عہدہ نائب تحصیلداری کے لئے امیدوار منظور کیا اب دفتر سری راجہ صاحب بہادر پونچھ کے ہیڈ کلرک ہیں۔پنڈت ہیم راج ایف اے تک تعلیم یافتہ ہیں سری راجہ صاحب بہادر پونچھ کے محکمہ پرائیویٹ میں ملازم ہیں۔پنڈت لکھی رام گھر کے کاروبار میں مصروف ہیں۔سب سے چھوٹے پنڈت ہری چند سری پرتاپ کالج سرینگر میں زیر تعلیم ہیں۔مہتہ وزیر چند کے بڑے فرزند پنڈت

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

نوبت رام محکمہ تعلیم پونچھ میں ملازم ہیں۔

سودن برہمن زراعت پیشہ ہیں۔ ان میں کئی نمبردار، جاگیردار و معافی دار ہیں۔ تعلیمی حالت بھی اچھی ہے۔ ان کے رشتے ناطے سودن برہمنوں کے سوا باقی تمام برہمنوں سے ہوتے ہیں۔ اس قوم میں فوجی ملازموں کی بھی کافی تعداد ہے۔ جمعدار نانک چند ریٹائرڈ کرنل گنڈا مل ریٹائرڈ اور جمعدار کرم چند کے علاوہ مہتہ میں سنگھ جاگیردار برمنگ سدہنتی اور مہتہ دھنپت رائے ترارکھل بابو بیلی رام و بابو دمودر داس سکھیال دھیڑہ اور دیگر کئی اصحاب اس قوم میں نمایاں حیثیت رکھتا ہیں۔

خاندان ساسن سکنہ بھان تنی

اس خاندان کے شجرہ نسب اور حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ایک بزرگ سورج رام نے اجودھیا کو خیرباد کہہ کر کشمیر کے دور دراز گوشہ میں پناہ لی۔ جہاں اس کی اولاد سرینگر کے محلّہ رعناواری میں چار پشت تک مقیم رہی نکارام اس کی پانچویں پشت میں تھا۔ جس نے رینہ واری سے نقل مکانی کر کے تحصیل کہوٹہ ضلع راولپنڈی کے موضع نرل میں آکر اقامت اختیار کی۔

نکارام کا ایک فرزند بھوج دیو تھا۔ مہتہ کا لفظ جو دراصل تک معزز خطاب ہے۔ اس خاندان میں سب سے پہلے اسی کے نام کے ساتھ لکھا جانا شروع ہوا ہے۔ بھوج دیو نرل سے کوہستان پونچھ میں چلا آیا اور اپنے نام پر یہاں اس نے ایک موضع بھوج تھان آباد کیا۔ جو بگڑ کر بھان تھان بنا اور اب ایک عرصہ سے بھان تنی کے نام سے مشہور ہے اور اس وقت تک اس کی اولاد کے قبضہ میں ہے۔

مہتہ بھوج دیو کی چوتھی پشت میں مہتہ چند ایک عارف اور خدادوست بزرگ گذرے ہیں جن کو اس خاندان کے لوگ صاحب کرامت بیان کرتے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

مہتہ چند کا ایک بھائی متھرا تھا اس کی اولاد خوب پھلی پھولی ہے۔ متھرا کی تیسری پشت میں چار بھائی تھے۔ جن میں مٹھا رام اور کیسر رام صاحب اولاد ہوئے ہیں۔ مٹھا رام کے دو فرزند تھے۔ دلباغ رائے و غریبو۔ ان دونوں بھائیوں نے کیسر رام کے پوتے مہتہ مست رام کے ہمراہ شامل ہو کر شمس خان وراجولی خان کی شورش کے ایام میں مہاراجہ گلاب سنگھ کو بڑی مدد دی ہے۔ اور قلعہ پلنگی کی لڑائی میں جو ڈوگرہ فوج محصور ہوگئی تھی۔ اس کو رسد پہنچاتے رہے ہیں۔ جن لوگوں کی مدد سے ڈوگرہ خاندان کو پونچھ کا قبضہ ملا ہے اور شمس خان ملدیال اپنے ارادوں میں کامیاب رہا ہے ان میں ساس خاندان کی خدمات کسی اور قوم سے کم نہیں ہیں۔

چنانچہ اس زمانہ کے دیوان کرم چند کاردار پونچھ کے دو خطوط بنام مہتہ مست رام کی نقول بھی راقم کی نظر سے گذری ہیں۔ ایک خط مورخہ ۲۳ ر اسوج ۱۸۹۶ب میں جو مقام کوٹلی سے لکھا گیا ہے۔ یہ درج ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو ایں جانب کے پاس آو۔ ہر گز توقف نہ ہو۔ زبانی سب کچھ سمجھا دیا جائیگا۔ (یہ خط فارسی میں ہے) اور ''عزت آثار مہتہ مست رام بھان تنی والا مسرور باشند'' کے الفاظ سے شروع ہوتا ہے۔ دوسرے خط میں جو ۱۸ ر ماگھ ۱۹۰۸ب کا لکھا ہوا ہے۔ درج ہے۔ ''مہتہ مست رام بدانند بعد رام رام آنکہ تسلی دارند حوصلہ بسیار دارند۔ ایں وقت وقت است، بخشی سوہن لعل معہ افواج نزدو شما روانہ کردہ شد، تدراک کوتاہ اندیشاں خواہد ساخت۔''

دلباغ رائے کی اولاد سے لکھی چند محکمہ مال میں پٹواری اور اس کا بھائی پربھ دیال محکمہ پولیس میں ملازم ہے اور منڈی میں بعہدہ محرر چوکی تعینات ہے۔ ان کے والد مہترہ ہیرا نند ایک متمول اور باکثر زمیندار ہیں۔ مہتہ ہیرا نند کے سب سے چھوٹے بھائی بابو کرپا رام پولیس پونچھ کے محکمہ میں درجہ اول کے سارجنٹ ہیں۔

دلباغ رائے کے تین فرزند تھے۔ بہادر سنگھ، دھیان سنگھ، موتا سنگھ، بہادر سنگھ و موتا

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سنگھ بھی صاحب اولاد ہیں۔ مہتہ ہیرانند جن کا اوپر ذکر آچکا ہے۔ دھیان سنگھ کا پوتا اور کالورام کا فرزند ہے۔

غریبو کے دو بیٹے تھے۔ بدھ سنگھ ودیسہ سنگھ۔ دونوں صاحب اولاد ہیں۔ اعلیٰ گدی نشین نگالی صاحب جن کا نام مہنت منگل سنگھ جی ہے۔ دیسہ سنگھ ہی کے فرزند ہیں۔

مٹھارام کے بھائی مہتہ کیسر رام کی اولاد نے بھی خوب نام پیدا کیا ہے۔ مہتہ مست رام جن کے نام دیوان کرم چند کے ارشادات درج ہو چکے ہیں۔ مہتہ موج سنگھ کے بیٹے اور کیسر رام کے پوتے تھے۔ مہتہ موج سنگھ کے چار فرزند تھے۔ (۱) مہاں سنگھ جن کا پوتا ہری سنگھ نمبردار و جاگیردار ہے۔ دوسرے مست رام جن کے دو فرزند تھے۔ موہر سنگھ، گورمکھ سنگھ، موہر سنگھ کے چھ فرزند ہیں۔ جن میں سے سب سے بڑا مہتہ روپ سنگھ کرسی نشین بھی ہے۔ نمبردار بھی اور جاگیردار بھی۔ آپ نے ۱۹۸۸ء ب کی شورش پونچھ میں حکومت کو جو امداد دی ہے۔ وزیر صاحب پونچھ نے اپنی چھٹی ۳ر جولائی ۱۹۳۲ء اور موجودہ راجہ صاحب پونچھ راجہ جگت دیو سنگھ جی نے اپنی چھٹی ۲۵ر نومبر ۱۹۳۴ء میں اس کا اعتراف کیا ہے۔

مہتہ گورمکھ سنگھ کے چار بیٹے ہیں۔ ٹھاکر داس سندر داس متوفی، منشی ہری سنگھ ریڈر تحصیل باغ حال ریٹائرڈ، تارا سنگھ۔ ان میں ٹھاکر داس مسلمان ہو کر اب خان بہادر شیخ محمد عبداللہ کے نام سے موسوم ہیں۔ اور یہی خان بہادر شیخ محمد عبداللہ بی اے ایل ایل بی ایڈوکیٹ ہائی کورٹ صوبہ متحدہ میں یو پی کونسل کے ممبر ہیں۔ ان کے حالات علیحدہ درج ہیں۔ مہتہ مست رام کے بھائی رتنا کا ایک ہی بیٹا تھا بھاگ رام اس کے تین فرزندوں میں مہتہ گوپی سنگھ جاگیردار ہے۔

مہتہ مست رام کے سب سے چھوٹے یعنی چوتھے بھائی شیر سنگھ کے دو بیٹے ہیں۔ جن میں موتی سنگھ کا بیٹا مہتہ سرجن سنگھ نمبردار ہے۔

مہتہ بھوج دیو کی اولاد پونچھ کے قریباً تمام علاقہ میں پھیلی ہوئی ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

برہمن بھگیال

پونچھ کے اس برہمن طبقہ کا بہت قدیم وطن اجودھیا بتایا جاتا ہے۔ اصل ذات اس طبقہ کی برہمن بھگیال اور گوت چندن ہے۔ اس گروہ کے ایک بزرگ کا نام بھاگا رائے یا بھاگ مل تھا۔ اس کی اولاد اسی کے نام پر بھگیاں مشہور ہے۔ بھاگ مل کی پانچویں پشت میں جسومل نام ایک شخص سب سے پہلے پنجاب آیا ہے۔ جو کچھ وقت میدانی علاقہ میں گذار کر راجوری چلا گیا اور یہیں اس کا انتقال ہو گیا۔ اس کے تین فرزند تھے۔ جنگی رام، صورت رام، کا کارام۔ ان تینوں نے علاقہ رام گڑھ کے جنگل موسومہ پترانوالہ کو کاٹ کر ایک گاؤں آباد کیا۔ جو رفتہ رفتہ پترانوالہ سے بدل کر پتراڑہ کے نام سے مشہور ہوا۔ اس موضع میں ان کا تعمیر کردہ ٹھاکردوارہ اب تک موجود ہے۔

زراعت کے لئے انہوں نے بہت سی زمین پیدا کر لی۔ اس وقت زراعت کے سوا ان کا کوئی اور ذریعہ معاش نہ تھا۔

جنگلی رام کے چار بیٹیوں میں سے چڑت رام کے فرزندوں اور صورت رام کے اکلوتے فرزند جی رام اور کا کارام کے پوتے ارجن داس نے دوران بندوبست میں موضع پتراڑہ کی ملکیت حاصل کر کے موروثی وغیرہ موروثی مزارعان سے مالکانہ اور لگان لینا مقرر کیا۔ جواب تک ان کی اولاد کو مل رہا ہے۔ کچھ زمین دھرم ارتھ میں لگا دی جواب تک وقف ہے۔

چڑت رام کی اولاد سے ان کے پوتے مہتہ کاشی رام، مہتہ ہری رام، مہتہ سائیں داس موضع پتراڑہ کے دنڈ دار اور پڑپوتا مہتہ سنت رام نمبردار اب تک موجود ہیں۔

اجی رام کا ایک ہی بیٹا کرشن چندر تھا۔ وہ اپنے تینوں بیٹوں کاشی رام اوڑیامل، عالم

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

چند سمیت پتراڑہ سے نقل مکانی کر کے تحصیل مہنڈر علاقہ پونچھ کے موضع سمہوٹ میں چلے گئے۔ یہ قریباً ۱۹۰۰ بکرم سے قبل چند سال کا واقعہ ہے۔

ان میں کاشی رام لا ولد انتقال کر گیا۔ اوڑیامل ساری عمر تیرتھ یاترا ہی کرتے رہے۔ اور آخر پھاگن ۱۹۸۸ ب میں موضع پتراڑہ میں وفات پا گئے۔ عالم چند جی اب اپنے باپ کی تنہا یادگار تھے اور کاشتکاری کیا کرتے تھے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ پونچھ خاص میں تو درس تدریس کا کچھ شغل جاری تھا لیکن دیہات میں تعلیم کا کوئی انتظام نہ تھا۔ عالم چند جی زمانہ شناس تھے انہوں نے دیہات میں رہتے ہوئے بھی پرائیویٹ اُستادوں کے ذریعہ اپنے اکلوتے بیٹے تولا رام کو تعلیم دلائی۔ جو تعلیم حاصل کرنے کے بعد آج ۲۳ سال سے ایک معلم کی ہستی میں پونچھی نونہالوں کی سیوا کر رہا ہے۔ عالم چند جی پھاگن ۱۹۶۵ ب میں بمقام سمہوٹ اس جہاں سے کوچ کر گئے۔

بھگیال برہمنوں کی آبادی پتراڑہ (راجوری) کے علاقہ تھکیالہ اور تحصیل حویلی میں بھی ہے۔ ان کی تعداد ۲۵۰ سے زیادہ بیان کی جاتی ہے۔ ان کا کاروبار زراعت اور ملازمت ہے۔ ان کے رشتے ناطے کھجوریہ۔ ساسن اور سودن برہمنوں سے ہوتے ہیں۔ آج سے کچھ عرصہ قبل مینال برہمنوں سے بھی ان کے اسی قسم کے تعلقات جاری تھے۔

سارسوت برہمن خاندان بٹالہ چک کتروہ

اس خاندان کے مورث صدیاں گذریں کابل میں سکونت پذیر تھے۔ وہاں سے ان کے ایک بزرگ سرحد کے ملحقہ اضلاع راولپنڈی و جہلم وغیرہ میں نقل مکان کرتے ہوئے جہلم کے موضع ملوٹ میں اقامت گزین ہو گئے۔ جہاں اس وقت بھی اس خاندان کے کچھ لوگ موجود ہیں۔

راجہ عبدالرزاق فرمانروائے پونچھ کے عہد میں اس خاندان کا پہلا فرد مہتہ دستی رام

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

جو ذات کے لحاظ سے سارسوت برہمن تھا۔ پنجاب کی سکونت ترک کر کے علاقہ پونچھ کی تحصیل حویلی کے موضع چک کتروہ بٹالہ میں آکر آباد ہو گیا اور یہیں ان کا اکلوتا فرزند مہتہ داتا رام پیدا ہوا۔

مہتہ داتا رام کے تین فرزند تھے۔ مہتہ شیو رام، مہتہ میدو رام، مہتہ تارا چند، اول الذکر دونوں لاہور جا کر سکھوں کی فوج میں ملازم ہو گئے۔ مہتہ تارا چند باپ کی خدمت اور گھر کے کاروبار کے لئے بٹالہ ہی میں رہے۔ مہتہ میدو رام دوران ملازمت ہی میں بمقام لاہور انتقال کر گئے۔ ان کے تین لڑکے تھے۔ مہتہ شیو دیال، مہتہ شاہزادہ رام، مہتہ ٹہل داس، جن میں اول الذکر اپنے باپ کی ملازمت کے تعلقات کی بنا پر لاہور ہی میں ملازم ہو گئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب پونچھ کا علاقہ راجہ دھیان سنگھ جی کو عطا ہو چکا تھا۔ مہتہ شاہزادہ رام جن کے پاس کافی اراضیات تھیں اور جو اپنی خوش اقبالی کی وجہ سے واقعی اسم بامسمےٰ تھے۔ ۱۹۳۹ء ب میں عمر کی پچاس منزلیں طے کر کے فوت ہو گئے۔ آپ بھی اپنے والد کی طرح تین فرزندوں کے باپ تھے۔ جن کے نام حسب ذیل ہیں۔ مہتہ گوپی چند۔ مہتہ رام سہائی، مہتہ بیلی رام۔

مہتہ گوپی چند ان سب میں عمر اور دانش و تدبر کے لحاظ سے بڑے تھے۔ باپ کی وفات کے بعد بھائیوں کی پرورش اور تربیت کے بھی آپ ذمہ دار تھے آپ نے تجارت کا کام شروع کر کے زر کثیر حاصل کیا اور ہزار ہا روپیہ کی اراضیات وغیرہ مفصلات اور کئی دوکانیں اور مکانات خاص پونچھ میں خرید کئے۔ ان کی قابلیت اور ان کے اثر و رسوخ نے ان کو عدالت جوڈیشل کا ایسر بنا دیا۔ جنگ یوروپ (۱۹۱۴ء لغایت ۱۹۱۹ء) کے ایام میں رنگروٹوں کی بھرتی میں مدد دینے کے علاوہ حکومت پونچھ کی وساطت سے آپ نے کئی ہزار روپے جنگ کے قرضہ اور چندہ وغیرہ میں دیئے۔

سر راجہ بلدیو سنگھ کے سی آئی ای کو آپ پر اس قدر اعتماد و اعتبار تھا کہ جب ان کے زمانہ میں ایک مرتبہ خزانہ سے دس بارہ ہزار روپیہ کا غبن ہو گیا تو سرکار نے خزانہ (خزانچی) کا

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

عہدہ آپ کے سپرد کرنا چاہا۔ مگر آپ نے کچھ اپنی ذاتی مصروفیتوں کے باعث اور کچھ اس سبب سے کہ آپ کے فرزندان ابھی نابالغ اور سکول میں زیر تعلیم تھے۔ شکریہ کے ساتھ معذرت کر کے انکار کر دیا۔

مہتہ گوپی چند کے تین صاحبزادے ہیں۔ مہتہ جے رام داس، مہتہ راجہ رام یہ دونوں ہونہار لڑکے تعلیم کے بعد گھر کے کاروبار اور تجارت میں مصروف ہیں۔ مہتہ جے رام داس پہلے ہندو سبھا کے پریذیڈنٹ اور برہمن سبھا کے وائس پریذیڈنٹ ہیں۔ آپ کے دو لڑکے ہیں۔ بڑا لڑکا مڈل میں تعلیم پا رہا ہے۔

مہتہ گوپی چند جی کے منجھلے صاحبزادہ کا نام مہتہ دولت رام ہے جن کا پورا نام ان کی تعلیم اور ان کے عہدہ کے لحاظ سے اس طرح ہے۔ ''مہتہ دولت رام شرما بی اے بی ایس سی (ایڈن) سی ای ایگزیکٹو انجینئر پونچھ'' چونکہ بچپن ہی سے ان کی روشن پیشانی ان کے مستقبل کی درخشانی کا ثبوت دے رہی تھی۔ اس لئے مہتہ گوپی چند نے ان کو اعلیٰ تعلیم دلائی۔

آپ ہائی سکول میں ہر جماعت کے طلباء سے اول رہتے تھے اور تمام پونچھ میں یہ پہلے طالب علم تھے جن کو اعلیٰ چال چلن کے صلہ میں Good Be Harbiour کا انعام ملا۔ ۱۹۲۳ء میں آپ نے ایف اے کا امتحان فسٹ ڈویژن میں اور ۱۹۲۵ء میں بی اے کا امتحان پاس کیا۔

جب پچھمن پتن موٹر روڈ کی تیاری پر نگرانی کے باوجود نو لاکھ روپیہ خرچ ہو گیا اور سڑک پھر بھی تیار نہ ہو سکی۔ تو راجہ سکھد یو سنگھ جی کو بڑا رنج ہوا۔ آپ نے اسی وقت عہد کر لیا کہ اپنی رعایا کے ہونہار لڑکوں کو مختلف شعبہ جات میں ٹریننگ دلا کر ریاست کی اعلیٰ اسامیوں پر مقرر کرنا چاہیئے۔ چنانچہ اسی سلسلہ میں مہتہ دولت رام جن کو علم ریاضی میں ملکہ خاص حاصل تھا۔ انگلستان میں انجینئرنگ کی تعلیم حاصل کرنے کے لئے سرکاری وظیفہ پر بھیجا گیا۔ جہاں آپ نے انجینئرنگ کے مختلف مضامین میں Inerito and Distinction

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کے کئی اعلیٰ سٹرٹیفکیٹ حاصل کئے اور ۱۹۸۶ء اب میں بی ایس سی کی ڈگری لے کر پونچھ آ گئے۔ کچھ عرصہ اسسٹنٹ انجینئر رہے۔ ازاں بعد ایگزیکٹو انجینئر مقرر ہو گئے۔ آپ نے اپنی قابلیت اور حب الوطنی اور خیر خواہئے رئیس و رعیت کے جذبات کی بدولت محکمہ انجینئرنگ کو حقیقی معنوں میں پبلک ورکس بنا دیا ہے۔ آپ کے مختصر سے زمانہ ملازمت میں لاکھوں روپیوں کی تعمیرات کے علاوہ بجلی، ٹیلیفون، موٹر روڈ وغیرہ کے جو کام ہوئے ہیں وہ آپ کی بیدار مغزی و محنت پر شاہد ہیں۔ موٹر روڈ سیہڑہ جاری ہو چکی ہے۔ موٹر روڈ ہجیرہ کا اجرا ہو چکا ہے۔ موٹر روڈ علیاباد و مہنڈر کا کام شروع ہے۔ راولاکوٹ موٹر روڈ کی سکیم زیر غور ہے۔ آپ کی احسن کارکردگی نے آپ کو ری سپشن افسر و افسر باغات بھی مقرر کرا دیا ہے۔ حال ہی میں پونچھ میں جو ٹون امیریا کمیٹی بنی ہے۔ آپ اس کے بھی ممبر ہیں۔ ذاتی طور پر آپ نہایت خلیق اور ملنسار ہیں۔

مہتہ دولت رام شرما کہلاتے ہیں۔ شرما ایک سنسکرت لفظ ہے۔ جس کا مفہوم یہ لیا جاتا ہے کہ وہ شخص جو اس جہاں میں اور دوسرے جہان (یعنی لوک پرلوک) میں آتم شانتی کا گیان اپریش کرنے والا ہو۔ چونکہ ان کاموں کے اہل برہمن ہی سمجھے جاتے ہیں۔ اس لئے برہمنوں کے سوا ہندوؤں کا اور کوئی طبقہ شرما نہیں کہلا سکتا۔ البتہ کھتری ورما (زرہ بکتر یعنی تمام جانداروں کی حفاظت کرنے والا) اور دیش گپتا (بمعنی رکھشا یا حفاظت و پناہ میں آیا ہوا) کہلاتے ہیں۔ آپ نے ولایت جا کر شرما کے لفظ کا استعمال کیا اور اب اسی نام سے مشہور ہیں اور آپ کی تقلید میں پونچھ میں اب اور کئی لکھے پڑھے برہمنوں نے اپنے ناموں کے ساتھ شرما لکھنا شروع کر دیا ہے۔

دت موہیال خاندان ہل سُرنگ

موہیال پنجاب کی ایک مشہور قوم ہے۔ اس قوم کے حالات میں تاریخ گلشن

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

موہیالی کے علاوہ انگریزی میں کئی تاریخیں موجود ہیں۔ ضلع جہلم کے گزیٹر میں بھی اس قوم کے حالات درج ہیں۔ دت ذات کے متعلق احمد پنجابی نے ایک جنگ نامہ بھی لکھا ہے۔ رپورٹ بندوبست ضلع گجرات میں بھی اس قوم کا ذکر ہے۔ غرض انگریز اور ہندوستانی مصنفوں نے اس مشہور قوم کے متعلق کئی کتابیں لکھی ہیں ایک کتاب حال ہی میں ''شہادت عظمیٰ'' کے نام سے گورکھ پور میں طبع ہوئی ہے۔ اس میں بھی اس قوم کا ذکر ہے اور اسی قوم کو حسینی برہمن ثابت کیا گیا ہے۔

مورخوں کا بیان ہے کہ جب پورس اور سکندر اعظم یونانی کے درمیان جہلم کی جنگ میں راجہ پورس کی طرف سے موہنیال قوم کے لوگ بھی شامل تھے اور جب سکندر نے اس قوم کی بہادری دیکھی تو وہ واپسی کے وقت موہیالوں کی ایک فوج اپنے ہمراہ لے گیا۔ لکھا ہے کہ یونان ہی سے اس جماعت کے لوگ عرب اور مقدونیہ کے نواح میں پھیلے۔ ایک بیان یہ بھی ہے کہ جنگ مہابھارت کے بعد اس قوم کے لوگوں کی ایک بڑی جماعت ہندوستان سے ہجرت کر کے عرب چلی گئی تھی۔ رپورٹ بندوبست ضلع گجرات میں بھی عرب میں اس کا قیام تسلیم کیا گیا ہے۔

موہیال قوم کے لوگ خود بھی تسلیم کرتے ہیں اور اکثر مورخوں نے بھی لکھا ہے کہ اس قوم میں سے دت ذات کے ایک سردار نے امام حسینؓ کی حمایت میں اپنے سات بیٹے کٹوا دیئے تھے۔ اسی لئے دت قوم کو فدایان امام حسینؑ ''سمجھا جاتا ہے اور اسی حیثیت سے آج ان کا مقب ''حسینی برہمن'' بھی ہے۔

رپورٹ گجرات میں لکھا ہے کہ واقعہ کربلا کے بعد ان کا مورث اعلیٰ سب سے پہلے ضلع سیالکوٹ میں آیا پھر شیر شاہ سوری کے زمانہ میں اس قوم کے اکثر لوگ رہتاس اور کریالہ میں پھیل گئے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

شہادت عظمیٰ کے صفحہ ۳۵ پر لکھا ہے کہ یہ قوم بہت الوالعزم، جنگجو اور سیاح تھی۔ اس کے خاندانی اور جنگی کارنامے اس قوم کی کہاوتوں، کتبوں، ضرب المثلوں اور کہانیوں سے معلوم ہو سکتے ہیں۔

لفظ موہیال کی وجہ تسمیہ کے متعلق لکھا ہے ''اصل نام موہنیال تھا۔ موہی بمعنی زمین اور وال یا والہ اضافی نسبت ہے۔ یعنی زمین والا۔ پنجاب میں تو اس قوم کا نام موہنیال سے موہیال مشہور ہو گیا اور پورب میں ہوہنیال کا لفظ رفتہ رفتہ بھونینار بن گیا۔ چنانچہ مہاراجہ بنارس ۔ مہاراجہ بتیا۔ مہاراجہ ہتھوا، مہاراجہ ٹیکاری، مہاراجہ لال گولہ، مہاراجہ تمکوہی وغیرہ اسی قوم بھونہار کے مشاہیر سے ہیں۔ یہ قوم مضبوط رہ نورد اور بہادر ہے عزم راسخ۔ اور حق کی حمایت اس کا شیوہ ہے۔[1]

اس قوم کی سات ذاتیں ہیں۔ دت۔ دید ۔۔ چھبر ۔ بالی ۔ موہار ۔ لاؤ۔ بھونیوال۔ عرب، وسط ایشیا۔ افغانستان اور ایران وغیرہ اسلامی ممالک میں صدیوں تک یہ قوم اپنی شجاعت کا لوہا منوا چکی ہے۔

اس قوم کے خطابات حسب ذیل ہیں۔ مہتہ[2] بخشی، رائیزادہ، ملک اور رائے، ان خطابات سے ظاہر ہے کہ ہندوستان میں یہ قوم صاحب خطاب واقتدار رہی ہے۔

اس قوم کی دت ذات اس کی دیگر ذاتوں میں بہت مشہور ہے۔ کہا جاتا ہے کہ دت سنسکرت کے لفظ داتا کا اختصار ہے اور داتا کے معنی فیاض اور سخی کے ہیں۔

---

[1] از شہادت عظمیٰ مطبوعہ مطبع حکیم بزہم گورکھ پور۔

[2] یہ لفظ دراصل سنسکرت کے لفظ ماہپت کا بگڑا ہوا نام ہے۔ ماہپت کے معنی بزرگ یا ذی عزت یا بھلے آدمی کے ہیں گذشتہ زمانہ میں اس لفظ نے خطاب کی صورت اختیار کر لی تھی اور پرگنہ یا علاقہ کا حاکم مہتہ کہلاتا تھا۔ جموں کی ریاست کے علاقہ بسوہلی میں یہ عہدہ ۱۹۴۲ اب تک قائم رہا۔ اب بھی کئی راجپوت اور برہمن گھرانے اور ہندوؤں کے اور کئی خاندان اسی نام سے ملقب ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

پونچھ میں دت موہیالیوں کا ایک خاندان تحصیل باغ کے موضع ہل سرنگ میں اُس زمانہ سے آباد ہے۔ جب پونچھ میں کوئی مستقل حکومت نہ ہونے کی وجہ سے ''آپ راجی'' عہد تھا۔ اسی زمانہ میں اس خاندان کے ایک بزرگ مہتہ بھارارام موضع ہل سرنگ میں آئے وہ تجارت کرتے تھے۔ لیکن جب انہوں نے انتقال کیا تو وہ ایک کامیاب تاجر ہونے کے علاوہ بہت بڑی حقیقت کے مالک بھی تھے۔ انکے دو فرزند تھے۔ ایک مہتہ بساکھی رام دوسرے مہتہ آتمارام۔

اس زمانہ میں سردار گاڑھا سنگھ خالصہ حکومت کے ایک سردار قلعہ ڈنہ (کشمیر) میں محصور تھے۔ مہتہ بساکھی رام ان کو رات کے وقت کسی نہ کسی طرح سامان رسد بہم پہنچا دیتے تھے۔ جب سکھوں کی کمک آنے پر سردار گاڑہا سنگھ کو دشمن سے نجات ملی۔ تو مہتہ بساکھی رام کو اس خدمت کے عوض دربار خالصہ نے ایک سند عطا کی۔ آپ کے دو فرزند تھے۔ مہتہ گنگارام ومہتہ جوالا سہائے۔ مہتہ جوالا سہائے تو لاولد فوت ہوگئے۔ مہتہ گنگارام کے دو فرزند حسب ذیل ہیں۔ مہتہ نرائن داس ومہتہ پرمابند۔ ان میں مہتہ پرمانند کے ہاں ایک فرزند گھنی شیام داس موجود ہے۔

مہتہ بھارارام کے دوسرے فرزند مہتہ آتمارام کو راجہ موتی سنگھ نے گیارہ گھر بطور جاگیر عطا کئے۔ جن سے آپ کا بیگار لینے کے مختار تھے۔ بعد میں گیارہ گھروں کے عوض ان کو نقدی بطور جاگیر عطا ہوگئی۔ بعد میں ہل سرنگ میں آپ کی بدولت اور بھی کئی موہیال خاندان آکر آباد ہو گئے۔

آپ کے چار صاحبزادے تھے۔ (۱) مہتہ بھگوان داس جو لاولد انتقال کر گئے۔ (۲) مہتہ ملکھی داس (۳) مہتہ چی رام (۴) مہتہ گوپی چند، مہتہ ملکھی داس اپنے علاقہ کے مشہور ساہوکار، تاجر اور زمیدار تھے۔ ۱۹۸۶ب میں دو فرزند مہتہ راجارام ومہتہ پرشوتم داس چھوڑ کر رحلت فرما گئے۔ ان میں مہتہ راجہ رام کے تین فرزند ہیں۔ کرشن لعل، لبھو رام اور ڈھیر

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

درام، مہتہ پرشوتم داس کے چار فرزند ہیں۔ فقیر چند جو سب سے بڑا ہے۔ دسویں جماعت میں پڑھتا ہے۔ باقی چونی لعل، نند کشور اور اندر جیت ابھی خوردسال ہیں۔

مہتہ آتمارام کے آخری دو فرزند مہتہ چیت رام و مہتہ گوپی چند تاحیات ہر قسم کا کاروبار مشترکہ طور پر ہی کرتے رہے۔ کئی باؤلیاں اور تالاب اور دو مندر اور ایک مسافرخانہ ان بھائیوں کی یادگار اپنے علاقہ میں موجود ہیں۔ "رشی کیش" میں بھی ایک مندر بنوایا ہے اور بدری نرائن کے تیرتھ پر سدابرت جاری کر رکھا ہے۔ ہندو لڑکوں اور لڑکیوں کے لئے اپنے گاؤں میں ان کی طرف سے ایک سکول بھی جاری ہے۔ جو جاگیر راجہ موتی سنگھ نے آپ کے والد کو دی تھی۔ وہ ۱۹۶۴ء ب کے بندوبست میں ہل کے نام وقف کر دی گئی۔

مہتہ چیت رام ۲۵ بیساکھ ۱۹۷۰ ب کو لاولد انتقال کر گئے۔ ان کے بھائی مہتہ گوپی چند کے چار فرزند حسب ذیل ہیں۔ مہتہ گوکل چند، مہتہ دیوی چند، مہتہ بھیم سین، مہتہ جے نرائن۔

مہتہ گوکل چند سنسکرت زبان میں مہارت خاص رکھتے ہیں۔ جنگ عظیم میں آپ نے گورنمنٹ کو بھرتی میں مدد دینے کے علاوہ بہت سا نقد روپیہ بھی پیش کیا۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کی خدمات کے عوض آپ کو فوج میں بہ حیثیت کمیشن افسر لیا جاتا تھا لیکن آپ اپنے کاروبار کی کثرت کی وجہ سے یہ اعزاز قبول نہ کر سکے۔ جنگ کے بعد آپ کو سند اور خلعت عطا کی گئی راجہ سکھ دیو سنگھ نے آپ کو کرسی نشینی کا اعزاز عطا کیا۔ آپ اس وقت اسیسر ہیں۔

آپ کے دوسرے دو بھائی مہتہ دیوی چند و بھیم سین جو سنسکرت میں کافی واقفیت رکھتے ہیں۔ تجارتی کاروبار اکٹھا ہی کرتے ہیں۔ مہتہ دیوی چند سناتن دھرم سبھا کوہالہ کے سکریٹری اور کمیٹی کے ممبر ہیں۔ آپ ہی کی خاص کوشش سے کوہالہ میں ایک عالیشان مندر تعمیر ہو رہا ہے۔ مہتہ بھیم سین کے چار فرزند ہیں۔ جگن ناتھ، وید ناتھ، وشیشر ناتھ، ڈپٹی لعل، چاروں زیر تعلیم ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

مہتہ جے نرائن راولپنڈی کالج کی تعلیم کے بعد جنگلات میں ٹھیکہ داری کا کام کرتے رہے ہیں۔ گذشتہ سال آپ نے پونچھ کے امتحان نائب تحصیلداری میں شاندار کامیابی حاصل کی ہے۔

دیوان فیملی

اولاد دیوان اجودھیاناتھ پوری

دیوان اجودھیاناتھ پوری گھڑتل ضلع سیالکوٹ کے رئیس تھے ان کی ذات کھتری ہے عرف پوری کی وجہ تسمیہ یہ بتائی جاتی ہے کہ کھتری خاندان کے کوئی بزرگ تیرتھ یاترا کے لئے معہ اہل وعیال جگن ناتھ پوری میں گئے۔ وہیں ان کے ہاں ایک لڑکا پیدا ہوا۔ جس کو پوری کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اس کی اولاد دورِ ن کے لحاظ سے کھتری ہے۔ مگر گوت اور عرف کے لحاظ سے پوری ہے۔ پوری خاندان پنجاب میں بڑا نامور خاندان ہے۔ خصوصاً گھڑتل کے پوری اپنی قابلیت اور اپنے تمول کی وجہ سے دور دور تک مشہور ہیں۔[1]

دیوان فیملی گھڑتل وپونچھ کے بانی دیوان اجودھیاناتھ ہوئے ہیں۔ جو سکھوں کے عہد میں بعہد مہاراجہ رنجیت سنگھ دھرم ارتھ، باغات لاہور اور دیوانی محکمہ کے معزز افسر اور مہاراجہ کی وفات کے بعد راجہ دھیان سنگھ اور اس کے فرزند کلال راجہ ہیرا سنگھ کے دیوان

---

[1] رائے بہادر لالہ برج لعل پوری رئیس دوکیل سرگودہا، رائے بہادر لالہ بکند لعل پوری بیرسٹریٹ لا ایل اے لاہور ڈاکٹر میجر پوری، رائے بہادر لالہ جیگوپال داس ریونیو کمشنر جیکانیر لار بخشی لعل ڈپٹی کلکٹر نہر، لالہ مولراج آنجہانی آنریری مجسٹریٹ ڈسکہ وریئس گھٹہ بل، لالہ دیویدتامل رئیس اعظم گھڑتل، لالہ ہرگوپالداس ریٹائرڈ انسپکٹر زمیندارہ بینک۔ لالہ بھگوانداس رئیس وغیرہ۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

رہے۔

ان کے تین[1] فرزند صاحب اولاد تھے۔ دیوان کاشی رام، دیوان رادھاکشن دیوان گنڈامل، دیوان کاشی رام اپنے والد دیوان اجودھیا ناتھ کی بصارت کمزور ہوجانے پر ۱۸۹۳ء تک جاگیر راجہ ہیراسنگھ کے اور ہیراسنگھ کے قتل کے بعد ان کے بھائی راجہ جواہر سنگھ کے پاس ۱۹۰۸ء تک بطور دیوان رہے اور ۱۹۰۹ء میں راجہ موتی سنگھ نے ان کو اپنی ملازمت میں لے لیا۔ جہاں آپ ۱۹۳۳ء تک رہے۔ آپ کے دوسرے بھائی دیوان رادھاکشن و دیوان گنڈامل بھی بعد ازاں راجہ جواہر سنگھ کے پاس سے راجہ موتی سنگھ کے پاس بمقام پونچھ آ گئے۔

دیوان کاشی رام کے تین فرزند تھے۔ دیوان دیا رام، دیوان منوہر لعل دیوان گوبند سہائے۔ آخر الذکر دونوں پونچھ نہیں آئے اور گھڑتل ہی میں رہے ان کی اولاد وہیں موجود ہے۔ دیوان دیا رام ۱۹۳۲ء میں اپنے والد کی جگہ پہلے میر منشی پھر جج عدالت صدر اور بعد ازاں افسر جائیداد جموں و پنجاب مقرر ہوئے اور اسی عہدہ سے ۲۳ سال کی سروس کے بعد ریٹائر ہو گئے۔ دیوان دیا رام بڑے راست باز بے تعصب اور انصاف پرور حاکم تھے۔ پونچھ کے لوگ ان کو اب تک یاد کرتے ہیں۔

ان کے پانچ فرزند تھے۔ دیوان بالمکند، دیوان ہری چند، دیوان امر چند، دیوان کور سہائے، دیوان بھگت رام، آخر الذکر تینوں پونچھ نہیں آئے۔ دیوان بالمکند راجہ موتی سنگھ کے اسسٹنٹ پرائیویٹ سکریٹری تھے۔ پھر تھکیالہ کے نائب تحصیلدار ہو گئے۔ مگر عمر نے وفا نہ کی اور بلا اولاد نرینہ انتقال کر گئے۔ دیوان ہری چند ۱۹۸۷ء میں نائب تحصیلداری سے ریٹائر ہو گئے۔ ان کے دو فرزند ہیں۔ دیوان ہنس راج جو جنگلات پونچھ کے محکمہ میں رینج افسر تھے۔ ۱۹۹۰ء سے پنشن پر ہیں۔ دوسرے فرزند کا نام دیوان سری رام ہے وہ ایم اے ایل ایل بی

[1] راقم الطور نے ان تینوں کو اپنے بچپن کے زمانہ میں دیکھا ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہیں کچھ عرصہ پونچھ میں وزیر پونچھ کے پرسنل اسسٹنٹ رہے۔ پھر پنجاب جا کر سب ججی کا امتحان مقابلہ دیا اور پاس ہو گئے۔ آج کل دہلی میں سب جج درجہ اول ہے۔ اپنی دیانت اور اعلیٰ کارکردگی کی وجہ سے سرکاری وغیر سرکاری حلقوں میں خاص شہرت رکھتے ہیں۔ نمایاں خدمات کی وجہ سے ان کو ۱۹۳۵ء میں بحکم جناب ملک معظم قیصر ہند کنگ جارج پنجم سلور جوبلی تمغہ دیا گیا ہے۔

دیوان اجودھیا ناتھ کے فرزند دوم دیوان رادھا کشن[1] ۱۸۹۵ء میں راجہ جواہر سنگھ کے پرائیویٹ سکریٹری مقرر ہوئے۔ ۱۹۰۹ء میں راجہ موتی سنگھ راجہ جواہر سنگھ کی منظوری حاصل کر کے ان کو اپنے پاس لے آئے۔ ۱۹۳۶ء کے بعد آپ ریٹائر ہو گئے۔ ان کے چار فرزند تھے۔ اول دیوان رام چند جو ۱۹۳۵ء سے ۱۹۴۶ء تک معتمد دربار جموں کے عہدہ پر رہے بعد ازاں ریٹائر ہو کر گھر تل آ گئے۔ ان کے دو فرزند ہیں۔ دیوان لدھا مل اور دیوان بشمبر ناتھ، دیوان لدھا مل آنجہانی کے بڑے صاحبزادے دیوان جگن ناتھ بیرسٹرایٹ لا سیالکوٹ میں پریکٹس کرتے ہیں۔ اور چھوٹے صاحبزادے دیوان خوشابی مل ریاست جموں میں ملازم ہیں۔

دیوان محکم چند دیوان ردہا کش کے دوسرے فرزند تھے۔ ۱۹۳۶ء سے ۱۹۵۲ء تک راجہ بلدیو سنگھ کے پرائیویٹ سٹاف کے افسر اور ۱۹۵۳ء سے ۱۹۶۱ء تک گورنر پونچھ ۱۹۶۲ء سے ۱۹۶۶ تک معتمد اعلیٰ دربار جموں وکشمیر۔ ۱۹۶۷ء سے ہاڑ ۱۹۷۵ء تک سٹیٹ سکریٹری رہے۔ اسی ماہ میں وفات پا گئے۔ راجہ بلدیو سنگھ ان کی خدمات سے بڑے خوش تھے۔ آپ کو چار گاؤں جاگیر میں ملے۔ تین گاؤں میں نمبرداری ملی۔ کئی اور اراضیات بطور انعام حاصل کیں۔ سکم کی لڑائی اور جنگ عظیم یورپ کی خدمات کے صلہ میں کئی انعام اور سٹیفکیٹ حاصل کئے۔ خطاب کے لئے بھی سفارش ہوئی تھی۔ لیکن اسی دوران موت واقع ہو گئی۔

[1] دیوان انت رام نندہ مدار المہام جموں وکشمیر آپ کے داماد تھے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

دیوان فیملی میں جو اقبال وعروج اور جو وقار واحترام دیوان محکم چند نے پونچھ میں حاصل کیا ہے۔ وہ ان کی ساتھ ہی رخصت ہو گیا۔ پبلک پونچھ اب تک ان کا احترام کرتی ہے۔ آپ کے چار فرزند ہیں۔ دیوان سنت رام، دیوان رنگ ناتھ داس، دیوان روشن لعل، دیوان ہری چند لعل ان میں دیوان سنت رام جاگیردار ونمبردار ہونے کے علاوہ خزانہ صدر کے تحویل دار ہیں۔ لیکن خزانہ صدر میں ان کی جگہ ان کا صاحبزادہ دیوان دوار کا ناتھ کام کرتا ہے۔ دیوان رگناتھ داس جو دیوان محکم چند کے فرزند دوم ہیں۔ ۱۹۷۱ء سے اس وقت تک محکمہ جنگلات پونچھ میں بعہدہ رینج افسر ملازم ہیں۔ جنگ عظیم کے ایام میں بصرہ اور راولپنڈی ڈویژن کے لئے بطور آراکش کئی آدمی مہیا کئے۔ آپ بھی جاگیردار ہیں اور کھتری سبھا پونچھ کے وائس پریذیڈنٹ ہیں۔ دیوان محکم چند کے پسر سوم دیوان روشن لعل رئیس وجاگیردار اور دیوان ہر چند لعل زیر تعلیم ہیں۔

دیوان رادھا کشن کے تیسرے فرزند دیوان امیر چند ۱۹۳۸ء میں راجہ موتی سنگھ کے ملازم ہوئے لیکن ۱۹۴۰ء میں مستعفی ہو کر گھڑتل چلے گئے۔ آپ کے حسب ذیل تین فرزند ہیں۔ (۱) ڈاکٹر نارائن داس، جو ابتداء میں ۲ سال تک پونچھ میں ملازم رہے۔ پھر میڈیکل کالج لاہور سے ایم بی بی ایس کا امتحان پاس کر کے اس وقت گورنمنٹ جموں وکشمیر میں بعہدہ اسسٹنٹ سرجن ملازم ہیں۔ (۲) دیوان درگا داس پنجاب نیشنل بینک میں اکونٹنٹ اور (۳) دیوان وشوا ناتھ پرنس آف ویلز کالج جموں میں زیر تعلیم ہیں۔

دیوان رادھا کشن کے سب سے چھوٹے فرزند دیوان بھیم سین بقید حیات ہیں۔ وہ ۱۹۶۰ء میں بندوبست کی ٹریننگ کے بعد پہلے نائب تحصیلدار ہوئے پھر تحصیلدار صدر جج، منصف، اسسٹنٹ گورنر، سپرنٹنڈنٹ، کسٹم اکسائز کے مراحل طے کر کے چیف ریونیو افسر ہو گئے۔ اسی عہدہ سے ۱۹۹۱ء میں پنشن حاصل کی ہے۔ جنگ عظیم کی خدمات کے صلہ میں حکومت برطانیہ سے آپ نے تمغہ جات بھی حاصل کئے ہیں۔ آپ کے فرزند دیوان

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سرداری لعل بی ایس سی ایل ایل بی اس وقت تحصیل مہنڈر میں نائب تحصیلدار ہیں۔

دیوان اجودھیا ناتھ کے سب سے چھوٹے صاحبزادہ کا نام دیوان گنڈہ مل تھا۔ آپ ۱۸۹۹ء سے ۱۹۰۹ء تک راجہ جواہر سنگھ کے ہاں بمقام کوٹلی دفتر دیوانی کے افسر رہے۔ پھر اپنے دونوں بڑے بھائیوں کے ساتھ ۱۹۱۰ء میں راجہ موتی سنگھ کی ملازمت میں آ گئے۔ اور ۱۹۴۷ء تک رہے۔ آپ کے ۲ فرزند ہیں۔ فرزند کلاں دیوان دیوی دیال[۱] جو راجہ موتی سنگھ کے زمانہ میں دو سال نائب سر دفتر دیوانی اور راجہ بلدیو سنگھ کے عہد میں دو سال تک افسر جائیداد اور امرتسر رہ کر ۱۹۴۶ء میں واپس گھڑتل آ گئے۔ آپ کے دو صاحبزادے ہیں۔ دیوان گیان چند و دیوان ملک راج۔ دیوان گیان چند ۱۹۴۷ء میں سر دفتر دیوانی ہوئے اور ۱۹۷۱ء میں اسسٹنٹ اکونٹ افسری کے عہدے سے ریٹائر ہو گئے۔ ہندو پبلک لائف میں آپ نے نمایاں کام کیا ہے۔ سناتن دھرم سبھا پونچھ کے سکریٹری اور پھر پریذیڈنٹ بھی رہے ہیں۔

دیوان ملک راج بی اے ایل ایل بی ہیں اور سیالکوٹ میں انکی کامیاب پریکٹس کی وجہ سے ان کو بہت کچھ شہرت حاصل ہے۔ آپ پنجاب نیشنل بینک کے ڈائریکٹر آریہ سماج سیالکوٹ اور ہندو سبھا سیالکوٹ کے صدر ہیں۔ آپ کے فرزند کلاں دیوان چمن لعل بی اے ایل ایل بی پنجاب میں سب جج ہیں۔ اور آپ کے دوسرے فرزندان ہنوز زیر تعلیم ہیں۔

دیوان گنڈا مل کے فرزند ثانی دیوان نانک چند ۱۹۳۴ء میں ملازم ہوئے اور دس سال تک تحصیلدار اور اس کے بعد کچھ عرصہ تک راجہ موتی سنگھ کے میر منشی رہے۔ بعد ازاں دو سال تک امرتسر میں افسر جائیداد رہ کر ریٹائر ہو گئے۔ آپ کے چار فرزند حسب ذیل ہیں۔

دیوان مہر چند جو راقم الحروف کے ہم جماعت تھے ۔ ۱۹۵۴ء سے ۱۹۷۰ء تک

---

[۱] آپکی عمر اس وقت نوے سال کے قریب ہے۔ پبلک ہائی سکول گھڑتل آپ ہی کی تعلیمی سرگرمیوں کے طفیل جاری ہے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

تحصیلداری وغیرہ معزز عہدوں پر تعینات رہے۔ آخری عمر میں ریاست جموں کی تحصیل رنبیر سنگھ پورہ میں کئی سال تک بطور وکیل عدالت کام کرتے رہے اور اسی حالت میں بمقام سیالکوٹ وفات پا گئے۔ فرزند دوم دیوان حویلی رام جو ۱۹۶۲ء سے ۱۹۶۷ء اب تک مہتمم بندوبست پونچھ کے ریڈر رہے پھر جنگ عظیم میں فوج میں ملازم ہو کر کچھ عرصہ تک بصرہ میں رہے۔ آج کل گھڑتل ہی میں ہیں۔ فرزند سوم دیوان دیس راج بیرسٹرایٹ لا ہیں اور گجرات میں پریکٹس کرتے ہیں۔ فرزند چہارم دیوان بیج ناتھ انگریزی علاقہ میں سب انسپکٹر پولیس ہیں۔

خاندان بھلہ کھتری

کہا جاتا ہے کہ جب پرسرام جی نے چھتری قوم کو صفحہ ہستی سے مٹانے کے لئے ان کا قتل عام شروع کیا تو اس وقت جن چھتریوں نے کوشل رشی کی پناہ میں آ کر اپنی جان بچائی۔ ان کا گوت (گوتر) ان ہی کے نام سے کوشل مشہور ہو گیا۔ اس گوتر کے چھتریوں ہی میں بھلہ قوم کے کھتری بھی ہیں۔ یہ طبقہ ہمیشہ جنگجو اور سپاہیانہ اوصاف سے منصف رہا ہے۔ ان کی ایک شاخ ایسی بھی تھی۔ جو ہمیشہ مسلح رہتی اور بھالے (نیزے) اپنے ہاتھوں میں رکھا کرتی تھی۔ جب یہ لوگ اجودھیا دیش سے پنجاب میں آ کر آباد ہوئے۔ تو پنجابیوں نے ان کو ''بھالا والا'' یا ''بھالے والے'' کہنا شروع کر دیا۔ یہ لفظ بگڑ کر رفتہ رفتہ ''بھلہ'' بن گیا۔

بھلہ کھتریوں کی تین اقسام ہیں۔ باوا بھلہ، باری بھلہ، سرین بھلہ، باوے بھلے وہ کہلاتے ہیں جو کھتریوں کی باون (۵۲) ذاتوں میں ناطہ دیا اور لیا کرتے تھے وہ لفظ باون کی رعایت سے بونجاہی بھی کہلاتے ہیں۔ باری بھلے بھلہ برادری کی وہ شاخ ہے جو کھتریوں کی بارہ ذاتوں مثلاً پوری، ہانڈے نندہ، دوگل اور کوچھڑ وغیرہ میں رشتہ ناطہ دیا اور لیا کرتے تھے۔

سرین بھلے بہت بڑی تعداد میں ہیں۔ لاہور میں ان کے نام پر پرانی کوتوالی کے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

عقب میں ایک گلی سیرین بھی مشہور ہے۔ گجرات، جہلم، امرتسر، لاہور اور دہلی، ہردوار وغیرہ اکثر مقامات میں اس گوت کے لوگ آباد ہیں اور ہندو برادری میں نہایت اعلیٰ پوزیشن رکھتے ہیں۔

کوشل گوتر کے یہ لوگ اجودھیا اور قنوج سے نکل کر پنجاب کے اس مقام پر آئے۔ جہاں آج کل گجرات کے نزدیک موضع کڑیانوالہ آباد ہے۔ اس زمانہ میں یہ جگہ بالکل غیر آباد تھی۔ ان لوگوں نے کیٹریان (کانوں) کی جھونپڑیاں بنائیں اور غیر آباد رقبہ کو توڑ کر زراعت کرنے لگے۔ کیٹریانوالہ رفتہ رفتہ کڑیانوالہ کے نام سے تبدیل ہوگیا۔ چنانچہ اب بھی اسی نام سے مشہور ہے۔ تھوڑے دنوں کے بعد کھتریوں کی ایک اور قوم مہندرو بھی یہاں آکر آباد ہوگئی۔ اور وہ بھی ان کی طرح کھیتی باڑی کا کام کرنے لگی۔ کچھ عرصہ کے بعد دونوں قوموں میں کسی بات پر چھیڑ چھاڑ ہوگئی جس نے پہلے مخالفت پھر عناد اور بعد میں جنگ کی صورت اختیار کرلی۔ چنانچہ ایک قوم دوسری کو تہ تیغ کرنے کے لئے جاں بہ کف اور خنجر بہ دست میدان میں نکلی۔ گو طرفین کے بہت سے آدمی مارے گئے۔ لیکن کامیابی اور فتح مہندرو قوم کو حاصل ہوئی۔ مہندروں کے خوف سے ایک بھلہ عورت نے اپنا شیر خواجہ بچہ کہیں جنگل میں چھپا دیا اور آپ صبر و شکر کا پتھر کلیجہ پر رکھ کر والدین کے گھر چلی گئی۔ سات دن کے بعد وہ اپنے بھائیوں کو لے کر بچہ کی تلاش کے لئے جنگل میں آئی اور خدا کی قدرت سے اس بچہ کو زندہ پایا۔

اس خاندان میں اس بچہ کے متعلق یہ روایت بھی مشہور ہے۔ کہ ایک سانپ اور ایک چیل جن کی باہمی دشمنی بھی زبان زد خلائق ہے۔ اس بچہ کی حفاظت کر رہے تھے۔ جیٹھ کی کڑکڑاتی دھوپ میں چیل نے بچہ کے سر پر اپنے پر پھیلائے ہوئے تھے اور سانپ نے بچہ کے گرد گھیرا ڈالا ہوا تھا جب بچہ کی ماں اور اسکے ماموں بچہ کے نزدیک گئے تو سانپ بھی چلا گیا اور چیل بھی اُڑھ گئی۔ چنانچہ اسی احسان کے شکریہ میں اب تک بھلہ خاندان میں بیاہ،

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

خوشی اور مونڈن کی تقریبوں کے موقع پر سانپ اور چیل کی منت مانی جاتی ہے۔

اس بچہ کو نام سدھ ساتواں رکھا گیا۔ سدھ کے معنی بزرگ و برتر اور ولی اللہ کے بتائے جاتے ہیں اور ساتواں سے مراد سات یوم ہیں۔ یعنی بچہ شیر خواری کی حالت میں سات روز تک خونخوار جانوروں کے درمیان جنگل میں زندہ رہا۔ سدھ ساتواں کے نام کا مطلب گویا سات یوم کا ولی ہے۔

اکبر کے زمانہ میں سدھ ساتواں جوان ہو چکا تھا۔ بادشاہ نے اس کی خدمات سے خوش ہو کر اس کو اس کا جدی ورثہ کڑیا نوالہ دلا دیا اور مہندرو قوم کے لوگ بھلہ قوم کے خوف سے گاؤں چھوڑ کر بھاگ گئے۔ سدھ ساتواں کی اولاد اب کڑیا نوالہ میں بطور مالک و نمبردار آباد چلی آتی ہے جو ملکانے، پیلوانے، تھمیانے اور رجانے کی چار شاخوں میں منقسم ہے۔

سدھ ساتواں کے ایک پوتے کا ناطہ لکھن وال کے ''اوپل'' ذات کے ایک کھتری کی لڑکی سے ہوا تھا۔ لڑکی اور لڑکے کے ہاتھوں میں کنگن گانا (ایک رسم جو شادی کے چند ایام قبل ادا کی جاتی ہے) بندھ چکا تھا۔ کہ لڑکے کا انتقال ہو گیا۔ لڑکی نے اپنے منگیتر کی رحلت کی خبر سنی تو ساسن ذات کے ایک برہمن کو ہمراہ لے کر کڑیا نوالہ پہنچی اور خاوند کی چتا پر ستی ہو گئی۔ اس ستی کا نام کنگنا ستیا وتی تھا۔ جس مقام پر وہ ستی ہوئی تھی وہاں اب سنبل کا عالیشان درخت ہے۔ نیز کڑیا نوالہ میں ایک پختہ سمادھ اس کے نام کی موجود ہے۔ جس کے درشنوں کے لئے دور دور سے لوگ آتے رہتے ہیں۔

سدھ ساتواں کی اولاد (شاخ کلاں) سے صوبہ مل بھلہ اس زمانہ میں جب پونچھ میں اسلامی حکومت تھی پونچھ آ گئے۔ ان کے چار فرزند تھے۔ سدانند، ہیرا لعل، پردھان سنگھ، حاکم رائے۔ ان میں سدانند نے راجہ رستم خان کے عہد میں بڑا عروج حاصل کیا۔ اس خاندان کو ''بخشی'' کا خطاب اسی راجہ نے عطا کیا۔ جو اب تک چلا آتا ہے۔ بخشی سدانند کے متعلق یہ ضرب المثل پونچھ میں مشہور ہے۔ جس سے اس کے اقتدار و اقبال کا پتہ چلتا ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

"بخشی سدانند کافی (یعنی قلم) قہر دی، چوٹرو کٹوال سختی شہر دی راجہ ہے نادان گل نہیں ٹھہر دی۔
اس کا مطلب یہ ہے کہ بخشی سدانند کے ہاتھ میں قلم ہے وہ جس قسم کے چاہتا ہے حکم احکام جاری کر دیتا ہے۔ شہر کا کوتوال چوٹرو ہے۔ وہ بھی ظالم اور سخت گیر ہے۔ اس پر راجہ بھولا بھالا اور انجان ہے۔ رعایا بچاری کرے تو کیا کرے۔

مواضعات کیرنی، ہل بخشیاں، کنکوٹ، مندھار، باڈی چیچیاں وغیرہ دیہات ان کی جاگیر میں تھے۔ بخشی سدانند لاولد فوت ہوگئے۔ ان کے برادر زادہ ان کے متبنیٰ تھے۔ جن کی اولاد سے بخشی چند لعل وغیرہ ہیں۔

ڈوگرہ عہد حکومت میں جاگیرات وغیرہ کی ضبطی سے اس خاندان پر زوال آیا۔ راجہ موتی سنگھ کے زمانہ میں اس خاندان کے کچھ ممبر دفتر دیوانی اور فوج میں معمولی ملازمتوں پر رہے۔ بخشی رام سرن نے کمی تنخواہ کی وجہ سے پونچھ کی فوجی ملازمت سے استعفیٰ دے کر تجارتی کاروبار شروع کر دیا اور علاقہ انگریزی سے تھوک مال منگوا کر ایک کوٹھی قائم کی۔

آپ کے چار فرزند ہیں۔ بخشی چند لعل، بخشی بھگوانداس، بخشی بھیم سین، بخشی دیوان چند، چنانچہ آخر الذکر تینوں بھائی اب بھی تجارتی کوٹھی کا کام کرتے ہیں۔

بخشی چند لعل پہلے تحصیلدار تھے۔ پھر جج بنے اور بالآخر گورنری تک پہنچے۔ آپ کا ایک ہی اکلوتا فرزند بخشی جگت منموہن لال ہے۔ جو پونچھ ہی زیر تعلیم ہے۔

بخشی سدانند کے دوسرے بھائیوں کی اولاد حسب ذیل تھی۔ بخشی ہیرا لعل کا فرزند بخشی کہنیا لعل، پردھان سنگھ کا فرزند چڑت سنگھ، حاکم رائے کے دو فرزند ہر بھج رائے و گوپی چند تھے۔ جب پونچھ میں ڈوگرہ حکومت استقلال کے ساتھ قائم ہوگئی تو راجہ جواہر سنگھ برادر راجہ موتی سنگھ نے جن کو چبال کا علاقہ ملا تھا اپنے دارالحکومت کوٹلی میں بخشی کہنیا لال کو اور راجہ موتی سنگھ نے بخشی کہنیا لال کے فرزند بخشی ہرنام داس کو سر دفتر دیوانی مقرر کر دیا۔ راقم مولف کی نظر سے بھی دفتر دیوانی ۱۹۰۷ء اب و ۱۹۰۸ء اب و ۱۹۰۹ء اب و ۱۹۱۰ء اب و ۱۹۱۱ء اب کی نقول

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

گزری ہیں۔ جو راجہ جواہر سنگھ و راجہ موتی سنگھ کے زمانہ کی ہیں اور جن میں بخشی کہنیا لعل و بخشی ہرنام داس و بخشی ہر بھج رائے کے نام درج ہیں اور اخراجات کی تفصیل میں ۱۷/اسوج ۱۹۰۷ اب کو دروجہ بخشی کہنیا لعل دفتری طلب صما (۵۰۰) اور ۱۹۰۹ اب میں ۱۰/ساون کو طلب علی الحساب بابت ربیع تین سو روپیہ کا اندراج ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں تنخواہیں چھ چھ ماہ کے بعد ملا کرتی تھیں۔

راجہ موتی سنگھ کے زمانہ میں زمین اور مکانات کی جو قدر تھی اس کا اندازہ ان الفاظ سے ہوسکتا ہے جو اس زمانہ کی ایک بہی کے ۲۱ پھاگن ۱۹۰۹ اب کے اخراجات میں حسب ذیل درج ہے۔ "بابت قیمت دو منزلہ کوٹھہ بخشی کنہیا لعل دفتری بیس روپے پختہ اسکی تصدیق بخشی رام چند سب انسپکٹر پولیس کے ان الفاظ سے بھی ہوتی ہے۔ "ہمارے بزرگوں نے اراضیات، عمارات، باغ فوارہ اور احاطہ منڈی وغیرہ بلا معاوضہ پیش کئے اور ایک دو منزلہ مکان نام نہاد رقم تیس روپے نانک شاہی لے کر نذر سرکار کیا۔"

بخشی ہرنام داس کی وفات کے بعد سرکار نے ان کی خدمات کی قدر کی اور ان کے فرزند کلاں بخشی دیوی سہائے کو دفتر دیوانی کا سردفتر بنایا اور ان کے دوسرے فرزند بخشی گوبند سہائے کو افسر کوٹھیات اور ان کے سب سے چھوٹے فرزند بخشی میا سہائے کو دفتر دیوانی ہی میں ایک عہدہ عطا کیا۔ بخشی ہرنام داس نے اپنی کاروباری زندگی میں ایک مہر بنوا رکھی تھی۔ جس پر تین پشت کا شجرہ اس طرح درج تھا۔

سمر ہرنام بخشی تو گھنیا، بود دیوی سہائے گوبند، میا۔

بخشی گوبند سہائے کا فرزند بخشی امر چند تجارتی زندگی بسر کر رہا ہے۔ بخشی میا سہائے کے فرزند بخشی رام چند پولیس پونچھ میں سب انسپکٹر ہیں اور آج کل بمقام راولاکوٹ تعینات ہیں اور اپنے فرائض نہایت تندہی سے ادا کر رہے ہیں۔

پونچھ کی بھلہ برادری میں بابو دوار کا ناتھ پبلک ورکس میں کلرک ہیں۔ انکے بھائی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

لالہ کرپا رام فروٹ مرچنٹ ہیں۔ ان سب کا شجرہ پونچھ کے بھلہ خاندان کے مورث اعلیٰ سے ملتا ہے۔ اس برادری کے کئی لوگ اراضیات کے مالک بھی ہیں۔ ان کی تعداد پونچھ میں تیس نفوس سے زیادہ نہیں ہے۔ انکے بھاٹ وپردہت اب تک کڑیانوالہ ہی سے آتے ہیں۔ پونچھ کی بھلہ برادری باری بھلہ کہلاتی ہے۔

خاندان ہرجائی کھتری

(ماسٹر جگت رام بی اے ٹیوٹر و سکریٹری راجکمار چتر دیو سنگھ جی) ماسٹر جگت رام تین پشتوں سے پونچھ میں آباد ہیں۔ قدیم وطن ہریہ ضلع گجرات ہے۔ راجہ موتی سنگھ کے زمانہ میں ان کے بزرگ پونچھ آئے اور دھرم سال تحصیل مہنڈر میں مقیم ہو گئے۔

آپ نے انٹرنس کا امتحان پونچھ کے سرکاری ہائی سکول سے پاس کیا۔ ایس اے وی اور ایف اے اور بی اے کے امتحانات پرائیویٹ طور پر دیئے۔ پونچھ کے جس سکول میں تعلیم پاتے رہے اسی میں تیرہ سال تک ٹیچر بھی رہے۔

۱۹۲۹ء میں راجکمار چتر دیو سنگھ جی کے ٹیوٹر ہوئے اور اس ہمدردی، وفاداری سے آپ نے اپنے فرائض ادا کیئے۔ کہ ۱۹۳۲ء میں اتالیقی کے فرائض کے علاوہ ان کے سکریٹری بھی آپ ہی مقرر کیئے گئے۔ چنانچہ اپنے مفوضہ فرائض کو آپ دیانت و قابلیت کے ساتھ نباہ رہے ہیں۔ راجکمار صاحب کی تعلیمی خدمات کے صلہ میں سری راجہ صاحب بہادر نے نہ صرف آپ کو خلعت وغیرہ دیکر آپ کی احسن کارکردگی آپ کی وفادارانہ خدمات اور آپ کی تعلیمی سرگرمیوں کا اعتراف اور اپنی خوشنودیئے مزاج کا اظہار فرمایا ہے۔ بلکہ کچھ عرصہ سے سری ٹکہ صاحب (ولی عہد) کی تعلیم بھی آپ ہی کے سپرد ہے۔

آپ گوت اور ذات کے لحاظ سے ہرجائی کھتری ہیں۔ آپ کے دو بھائی بھی ہیں۔ ایک لالہ دیوان چند جو عرائض نویس ہیں۔ دوسرے لالہ کشوری لعل جو زمیندارہ اور تجارتی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کاروبار کرتے ہیں۔

چنڈھوک کھتری خاندان

میانی ضلع شاہ پور میں لالہ ندھومل چنڈ ہوک کھتری ایک مشہور دانی بزرگ تھے۔ ان کا تعمیر کردہ مندرودھرم شالہ اب بھی وہاں موجود ہے۔ ان کی ذریات سے لالہ شنکرداس بھیرہ آئے اور وہیں آباد ہو گئے۔ ان کے فرزند کا نام لالہ کرم چند تھا۔ وہ نواب ملک خدا بخش خان ٹوانہ آف خواجہ آباد تحصیل شاہپور کے مختار عام تھے۔ عرصہ تک جموں میں بیوپار کا کام بھی کرتے رہے۔ ان کے فرزند لالہ میاداس نے ڈیرہ اسماعیل خان میں بندوبست کا کام سیکھ کر سرینگر کے بندوبست ۱۹۶۲ء ب میں ملازمت اختیار کی۔ کچھ عرصہ کے بعد جموں وکشمیر کی ''وکالت'' کا امتحان بھی پاس کرلیا۔ پھر ۱۹۷۴ء ب میں پونچھ آ گئے آپ نے بہ دوران جنگ عظیم بھرتی وغیرہ کے سلسلہ میں قابل قدر خدمات انجام دیں جن کے صلہ میں صاحب اسسٹنٹ ریذیڈنٹ پونچھ نے سر راجہ بلدیو سنگھ بہادر کے سی آئی ای کے ایماء پر ۱۹۷۵ء ب میں عہدہ نائب تحصیلداری عنایت کیا۔ شورش ۱۹۸۸ء ب میں لالہ میاداس ہی وہ پہلے شخص تھے۔ جو شورش فرد کرنے کے موضع بھانتی کے سکھوں کا جتھہ لے کر سہڑہ پہنچے اور موضع برمنگ کے مسلمانوں اور سکھوں کا جتھہ لیکر دھرمسال مہنڈر گئے۔ فن طب میں بھی آپ کو خاص شغف حاصل ہے اور بعض ادویات تیار کر کے عوام میں مفت تقسیم کرتے ہیں۔ آپ کے بڑے صاجبزادے مسٹر راجندر ناتھ چنڈ ہوک سرینگر میں پیدا ہوئے اور آج کل اپنے ماموں مسٹر نرپت رائے سیٹھی۔ بی۔ اے۔ ایل۔ ایل بی آف این ڈی ہری رام اینڈ سنز کے کارخانہ قالین سازی سرینگر کے منیجر ہیں۔

حکیم سرون ناتھ آفتاب آپ کے چھوٹے صاجبزادے ہیں۔ جنھوں نے ۱۹۲۸ء میں طبیہ کالج دہلی سے امتحان کامل طب وجراحت پاس کیا۔ کلاس میں آپ کی حاضری سو

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

فیصدی رہتی تھی۔ جس کے لئے کالج کے سالانہ جلسوں میں انہیں ہمیشہ انعام ملتے تھے۔ کچھ عرصہ سٹیٹ یونانی ڈسپنسری جموں کے انچارج رہے اور عوام میں ہر دلعزیزی اور شہرت حاصل کی۔ پھر آپ پونچھ تشریف لائے اور گذشتہ چار سال سے پونچھ میں علم طب کی پریکٹس کرتے ہیں۔ آپ کا مطلب نہایت کامیابی سے چل رہا ہے اور دور نزدیک آپ کی حذاقت کا چرچا ہے۔ آپ طبیب ہونے کے علاوہ ایک اچھے ادیب اور شاعر بھی ہیں۔ آپ پونچھ کے اخبار آفتاب کے ایڈیٹر و مالک ہیں۔ ۱۹۹۰ء میں معراج النبی کمیٹی پونچھ کی طرف سے بہترین نعت لکھنے کے صلہ میں آپ کو بھی ایک تمغہ مل چکا ہے۔ اس خاندان کے رشتے ناطے ساہنی، سیٹھی، سبھروال وغیرہ کھوکھراں کھتریوں سے ہوتے ہیں۔[1]

پنچندہ خاندان

پچاس ساٹھ سال کا عرصہ گذرا۔ کہ میر پور قلمرو جموں کے ایک اروڑہ ونشی سکھ بزرگ سردار گنیشا سنگھ کاروبار کی غرض سے پونچھ آئے اور یہاں کچھ ایسا دل جما کہ یہیں اقامت گزین ہو گئے۔ آپ کے فرزند سردار جگت سنگھ کے ہاں تین فرزند ہوئے۔ سردار رام سنگھ جو اب ڈاکٹر رام سنگھ کے نام سے مشہور ہیں۔ سردار سوہن سنگھ اور سردار سندر سنگھ، ڈاکٹر رام سنگھ ۲۸ ر بھادوں ۱۹۵۴ء کو پونچھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۱۴ء میں انٹرنس کا امتحان فسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ آپ کا ارادہ طالب علمی کے زمانہ ہی سے ڈاکٹری و سرجیکل لائن میں جانے کا تھا۔ لیکن ناموافق حالات کی وجہ سے آپ اکونٹ آفس میں بیس روپے ماہور پر بطور کلرک ملازم ہو گئے۔

سردار بہادر سردار بھگت سنگھ ان ایام میں وزیر پونچھ تھے۔ انہوں نے آپ کے کام سے خوش ہو کر آپ کا نفیڈنشل ریکارڈ کے لئے وزارت میں لے لیا۔ بابو راوہا دھرم ایم اے

[1] چنڈہوک قوم کے کئی افراد ضلع موں میں بھی آباد ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

وزیر پونچھ کے پرنسپل اسسٹنٹ تھے۔انہوں نے تھوڑے ہی عرصہ کے بعد آپ کی کارکردگی کی رپورٹ جب وزیر صاحب کو پیش کی تو انہوں نے آپ کو کسی اچھی اسامی پر تعینات کرنا چاہا۔لیکن آپ نے شکریہ کے ساتھ انکار کرتے ہوئے کہا کہ اس کے عوض اگر مجھے ڈاکٹری کی تعلیم کے لئے وظیفہ عطا کر دیا جائے۔تو میری دائمی شکر گذاری کا باعث ہوگا۔

سردار بہادر بھگت سنگھ نے آپ کی ہونہار طبیعت اور آپ کے درخشاں مستقبل کو دیکھ کر سر راجہ بلدیو سنگھ جی کے پاس سفارش بھی کی اور انکی خدمت میں اپنے ہمراہ بھی لئے گئے۔سر راجہ صاحب نے فرمایا میں اس کو جانتا ہوں یہ بہت ہوشیار اور کارکن لڑکا ہے۔چنانچہ آپ سرکاری وظیفہ پر ڈاکٹری تعلیم کے لئے لاہور بھیجے گئے۔ جہاں چار سال آپ پڑھتے رہے اور ہر سال امتحانات میں اوسطاً سو میں سے ۹۷ نمبر حاصل کرتے رہے۔

۱۹۲۷ء میں آپ نے ایم ایس ایم ایف کا امتحان دیا اور تمام پنجاب میں اول رہے۔پونچھ صدر اور دھرم سال کی ڈسپنسریوں میں آپ نے نمایاں کام کیا۔رائے صاحب ڈاکٹر رام گوپال جو اس زمانہ میں چیف میڈیکل افسر تھے۔آپ کی پیشانی کے صفحہ سے تافت ستارہ بلندی کا مضمون جلی حرفوں میں پڑھ رہے تھے۔ان کا یہ خیال کہ کوئی وقت آنیوالا ہے۔ کہ میرا جانشین یہی شخص ہوگا۔آخر ایک وقت آیا کہ بالکل صحیح ثابت ہوگیا۔

راجہ سکھدیو سنگھ جی نے آپ کو اپنا میڈیکل ایڈوائزر مقرر کیا۔اُن کی وفات کے بعد بھی آپ اسی عہدہ پر رہے۔۱۹۳۱ء میں موجود حکمران پونچھ سر راجہ جگت دیو سنگھ نے آپ کی خدمات اور آپ کے طبی قابلیت سے مسرور ہو کر آپ کو ولایت جانے کے لئے اڑھائی سو روپیہ ماہوار وظیفہ عطا کیا۔

افسوس ہے آپ کی ولایت جانے کے بعد آپ کے عزیز بھائی سردار سوہن سنگھ جو ایک سو دس روپے ماہوار پر محکمہ وزارت کے سپرنٹنڈنٹ تھے اور نہایت خوش خلق اور نیک طینت نوجوان تھے۔ راجکمار یدم دیو سنگھ جی کے برات سے واپس آتے ہی بمقام پلندری

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

بعارضہ نمونیہ انتقال کر گئے۔ دو لڑکیوں کے علاوہ ایک لڑکا بلبیر سنگھ ان کی یادگار ہے۔ جو آپ ہی کی سر پرستی میں اب تعلیم پا رہا ہے۔

تین سال کے بعد آپ ولایت سے ایل، آر، سی، پی اور ایم، آر، سی، ایس کی معزز ڈگریاں لے کر پونچھ واپس آئے۔ جہاں باشندگان پونچھ نے پوری سرگرمی سے آپ کا ستقبال کیا۔

آجکل آپ پونچھ کے چیف میڈیکل آفسر ہیں اور اپنے حسن سلوک اور خدمت خلق اللہ اور اپنے دست شفا کی بدطلت پبلک کی دعائیں حاصل کر رہے ہیں۔

یہ خاندان پیچ نندہ کہلاتا ہے۔ صحیح تلفظ پیچ نندہ ہے۔ جو اروڑونشی مقام پیچ ند سے آئے تھے۔ وہ پنچ کہلاتے۔ یہی لفظ رفتہ رفتہ پنچندہ ہو گیا۔ رائے بہادر لالہ منگومل جو اروڑونشی فرقہ کے بہت بڑے ریفارمر تھے۔ اسی گوت میں سے تھے۔ لاہور میں اس گوت کے بہت لوگ موجود ہیں۔ پونچھ میں صرف ایک ہی گھر ہے۔ البتہ ضلع جہلم اور ریاست جموں میں اس گوت کے لوگ پائے جاتے ہیں اور چونکہ پونچھ کے پنچ نڈ خاندان کے بزرگ سردار گنیشا سنگھ میر پور ہی سے پونچھ آئے تھے اور میر پور جہلم کے متصل ہے۔ اس لئے قیاس غالب ہے۔ کہ پونچھ کے پنچ نند خاندان کا اصل وطن جہلم۔ یا ضلع جہلم ہی ہے۔ لالہ رام چند منچندہ بی، اے، ایل بی ایڈووکیٹ ہائی کورٹ پنجاب جو لاہور کے نامور وکیل اور پنجاب کے بہتر تاریخ دان بلکہ تاریخ کے مشہور سکالر ہیں۔ تاریخ ارڑونش میں پیچ نندہ کے لفظ پر کچھ روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ یہ گوت بہت پرانا معلوم ہوتا ہے۔ اس گوت کے اکثر خاندان دیوالی کا تہوار نہیں مناتے۔ بلکہ اُس دن ماتم کا اظہار کرتے ہیں اور اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے۔ کہ خاص دیوالی کے دن اس خاندان میں کوئی ایسا اندوہناک واقعہ ہوا ہے۔ کہ جس کی یادگار اب تک اس خاندان میں موجود ہے۔

لیکن پونچھ میں جو پنچندہ خاندان ہے۔ اس میں دیوالی کا تہوار عام ہندوؤں کی طرح منایا جاتا ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

شری مہنت صاحب گوردوارہ اعلیٰ گدی نگالی صاحب

(پونچھ میں گورسکھی پرچار اور سکھوں کی اعلیٰ گدی سری سنت پورہ نگالی صاحب کے جانشینوں کے تاریخی حالات)

پونچھ میں سکھی پرچار کی ابتدائی تاریخ پہلی بادشاہی یعنی گورو نانک صاحب کے زمانہ سے بیان کی جاتی ہے۔ مگر عملاً اس علاقہ میں سکھی پرچار گورو دارجن صاحب کے زمانہ (عہد جہانگیر) میں شروع ہوتا ہے۔ جب گورو صاحب کے ارشاد کے مطابق بھائی مادھو جی سوڈی اس علاقہ میں آتے ہیں۔ ان کے بعد جب چھٹے بادشاہ گورو ہرگوبند جی کشمیر گئے تو اسی رستے توحید پرستی نے پھول برساتے گئے۔

ان کے بعد سکھوں کے دسویں بادشاہ گورو گوبند سنگھ جی نے ۱۷۵۶ب میں خالصہ پنتھ کی بنیاد رکھنے کے بعد سنت بھائی پھیرو سنگھ سنت بھائی پنجاب سنگھ اور سنت بھائی رو چار سنگھ کو پونچھ اور کشمیر کے علاقوں میں گورسکھی پرچار کے لئے روانہ کیا۔ چونکہ سکھ مذہب میں مسلمانوں کے مذہب کی طرح چاروں ورن کے آدمی کسی تفریق وامتیاز کے بغیر شامل ہوسکتے تھے۔ اس لئے ہندوؤں میں اس مذہب کو بہت مقبولیت حاصل ہوئی۔

چنانچہ اس وقت پونچھ کے قریباً ۳۶ ہزار غیر مسلم باشندوں میں ۱۲ ہزار کے قریب صرف سکھ ہی ہیں اور ان میں برہمن، کھشتری، ویش اور شودر ہر فرقہ شامل ہے اور یہ مذہب

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

''چار درن کے ایکو بھائی'' کا مصداق ہے۔ خاص پونچھ میں بھی سکھ آباد ہیں اور تحصیل حویلی ومہنڈر کے بعض دیہات میں بھی سکھوں کی خاصی تعداد ہے۔ لیکن سدھنتی اور باغ کی تحصیلوں میں تو کئی دیہات سکھوں ہی سے آباد ہیں۔ ان سکھوں میں جو پونچھ کے مختلف دیہات میں پھیلے ہوئے ہیں۔ قریباً ۹۸ فیصدی برہمن سکھ آباد ہیں جو سب کے سب زمیندار ہیں۔

خاص پونچھ میں سکھوں کی مذہبی اور پولیٹکل جماعت سری گورو سنگھ سبھا کے نام سے قائم ہے۔ سکھ بھی اب پونچھ کی دیگر اقوام کی طرح حصول تعلیم میں دلچسپی لے رہے ہیں۔

اوپر ذکر ہو چکا ہے کہ گورو گوبند سنگھ جی کے ارشاد کے مطابق تین پرچارک کشمیر اور پونچھ میں آئے تھے۔ ان میں سے بھائی پھیرو سنگھ نے ضلع ہزارہ اور ضلع مظفر آباد میں پرچار جاری کر کے بھائی پنجاب سنگھ کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ جنہوں نے موضع چھتر کلاس میں گدی قائم کی اور اپنی طرف سے اپنا جانشین بھائی روچار سنگھ کو مقرر کر کے پونچھ روانہ کیا۔ کہا جاتا ہے کہ بھائی روچار سنگھ جی کے لنگر سے بلا امتیاز مذہب وملت سب کو کھانا ملا کرتا تھا۔ بعمر یک صد پندرہ سال ۱۸۶۰ء میں بمقام راولاکوٹ آپ انتقال فرما گئے۔ آپ کی سمادھ پر جو دیری صاحب کے نام سے موسوم ہے۔ ہر سال یکم بیساکھ کو میلا لگتا ہے۔ آپ نے اپنے آخری ایام میں سنت بھائی میلا سنگھ جی کو اپنا جانشین مقرر کیا۔ بھائی میلا سنگھ کا جنم استھان موضع کوٹیڑی تحصیل باغ ہے۔ آپ نے پرچار کے لئے موضع نگالی میں جواب سنت پورہ نگالی صاحب کے نام سے موسوم ہے۔ گورودوارہ قائم کیا اور جہاں ان کے وقت سے لے کر اب تک لنگر جاری ہے۔

سکھوں کے قبضہ کشمیر و پونچھ کے زمانہ ہی سے اس گورودوارہ کے ساتھ جاگیرات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ ۱۸۸۵ء میں جب مہاراجہ گلاب سنگھ راجہ گلاب سنگھ تھے اور پونچھ کی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

شورش مٹانے کے لئے تحصیل باغ کا دورہ کر رہے تھے۔ تو آپ سنت بھائی میلا سنگھ جی کے درشنوں کو بھی آئے اور کشمیر سے تین اور پونچھ سے پانچ گاؤں بطور جاگیر نذر کر گئے۔ بلکہ اس زمانہ کے بعض مسلمان جاگیردار اور راجگان بھی ان کی سیوا کرتے رہے۔ ۱۹۱۱ء ب (ابتدائے عہد راجہ موتی سنگھ) میں آپ بھائی سنا سنگھ کو اپنا جانشین مقرر کر کے رحلت فرما گئے۔ آپ کے سمادھ سری سنت پورہ صاحب میں موجود ہے۔ بھائی منا سنگھ کی وفات (۱۹۲۷ء ب) کے بعد بھائی منگل سنگھ اول پھر بھائی رتن سنگھ اول ان کے بعد بھائی اوتار سنگھ پھر بھائی رتن سنگھ دوم اور ۱۹۵۹ء ب میں بھائی موہر سنگھ گدی پر بیٹھے۔ آپ بمقام رے تھان تحصیل سدہنتی ۱۹۴۵ء میں پیدا ہوئے۔ آپ نے سنت پورہ نگالی صاحب کی عمارت میں عظیم الشان توسیع کی۔ ہندو مسلمان سب آپ کا احترام کرتے تھے۔ ۱۹۷۰ء ب کی ہندو مسلم شورش کو مٹانے اور ہندوؤں اور مسلمانوں کو متحد کرنے میں آپ نے جو خدمات ادا کیں۔ اس کے صلہ میں دربار نے جس میں آنریبل پریذیڈنٹ کشمیر بھی شریک تھے۔ آپ کو ایک خلعت پیش کیا۔ ہز ہائی نس مہاراجہ سر پرتاب سنگھ اور سر راجہ بلدیو سنگھ کے ہاں آپ کی بڑی عزت تھی۔ مہاراجہ بہادر بہ دوران ملاقات ایک اعزازی خلعت اور پچیس اشخاص کی رسد دیا کرتے تھے۔ ان کی وفات پر سنت بھائی منگل سنگھ جی دوم ان کے جانشین ہوئے اور اب تک مہنتی کے فرائض وہی انجام دے رہے ہیں۔ آپ موضع بھان تنی کے ساسن برہمن خاندان سے ہیں۔ وہیں ۱۹۳۷ء ب میں پیدا ہوئے اعلیٰ گدی نگالی صاحب ہی کی سیوا میں علم بھی حاصل کرتے رہے۔ جانشینی کی رسم ۱۹۷۶ء ب میں جب ادا ہوئی۔ تو اس تقریب پر پونچھ کے سرکاری دفاتر میں تعطیل سنائی گئی اور حکومت پونچھ کی طرف سے پانچ سو روپیہ پیش کیا گیا۔ گورودارہ کی عمارت میں آپ نے نمایاں ترقی او توسیع کی ہے۔ پونچھ کی گورمکھی کنیا پاٹ شالا کا اجرا آپ ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے گورودوارہ نگالی صاحب میں جو ودیارتھی۔ گورمکھی ودیا حاصل کرتے ہیں۔ ان کے اخراجات کا کفیل بھی گورودوارہ ہی ہے۔ آپ کے جنم استھان بھان تنی کی پاٹ شالا بھی آپ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri

ہی کی سرپرستی میں جاری ہے۔

اس گدی کی تین خصوصیتیں ہیں۔ایک تو یہ کہ جو مہنت مقرر ہوتا ہے وہ غیر شادی شدہ ہوتا ہے دوسرے یہ کہ گدی موروثی نہیں ہے۔ بلکہ جو چیلا لائق سمجھا جاتا ہے۔گدی اس کو ملتی ہے۔تیسرے یہ کہ اس گوروداره میں گوشت اور شراب کی قطعی ممانعت ہے۔اس گوروداره کے ماتحت اور بھی کئی گدیاں اور دھارمک استھان ہیں۔جن میں واقع کھنڈور صاحب سری امرتسر۔مظفر آباد،لنباڈہ،ڈنہ کچیل،شالکوٹ،راولاکوٹ بھونٹھ وغیرہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

پونچھ اور مفصلات پونچھ کی سکھ جماعت میں کئی اصحاب قابل ذکر ہیں جن میں سے چند معززین کے نام درج کئے جاتے ہیں۔

سردار کرم سنگھ سکریٹری سری راجہ صاحب پونچھ و پریذیڈنٹ سری گوروسنگھ سبھا پونچھ ،سردار دھیان سنگھ سابق پرنسپل اسسٹنٹ وزیر صاحب پونچھ وسابق پریذیڈنٹ سری گوروسنگھ سبھا و منیجر گورمکھی کنیا پاٹھ شالہ پونچھ،سردار سادھو سنگھ بزاز وسابق منیجر سری گوروسنگھ سبھا، سردار بساوا سنگھ سیکنڈ کلرک وزارت وسکریٹری سری گوروسنگھ سبھا،سردار موہن سنگھ بزاز میونسپل کمشنر پولٹیکل سکریٹری سری گوروسنگھ سبھا ومختار عام گرودوارہ اعلیٰ گدی نگالی صاحب، گیلانی بدہ سنگھ ممبر سنگھ سبھا وسابق ممبر شرومنی کمیٹی امرت سر،سردار روپ سنگھ سابق ریڈر عدالت عالیہ ووائس پریذیڈنٹ سری گوروسنگھ سبھا،سردار سنت سنگھ نائب داروغہ جیل،سردار کرتار سنگھ عراض نویس وممبر گوروسنگھ سبھا،سردار گوپال سنگھ ہیڈ آڈیٹر محکمہ کسٹم،سردار بھگت سنگھ ہیڈ کلرک محکمہ پولیس پونچھ،سردار پھولا سنگھ سربراہ نمبردار پونچھ،سردار نرنجن سنگھ وکیل،سردار دیال سنگھ پنشنر جمعدار باغ،مہتہ روپ سنگھ سکنہ بھان تنی سردار رام سنگھ سکنہ ہاڑی گہل اسسٹنٹ منیجر ڈبلیو لمبرٹ کیمسٹس سرینگر،سرار سرون سنگھ بی اے تحصیل باغ،سردار امیر سنگھ بی اے ایل ایل بی پبلک پراسیکوٹر پونچھ،سردار اوتار سنگھ بی اے سردار گوربخش سنگھ ایف اے جے اے وی ٹیچر مڈل سکول راولاکوٹ،سردار نراندر سنگھ سب اوورسیئر پونچھ۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سردار کرم سنگھ سکریٹری سری راجہ صاحب بہادر پونچھ

آپ کے بزرگوں کا اصل وطن بنارس (کانشی) ہے۔ وہ حکومت مغلیہ کے وسطی دور میں بنارس سے نقل سکونت کر کے پنجاب کے مقام پوہان بھگتاں ضلع راولپنڈی میں آئے۔ جہاں اب تک اس خاندان کے لوگ آباد ہیں۔ گوت کے لحاظ سے یہ خاندان اوپادھیائے برہمن ہے۔ اس خاندان کی ایک شاخ کے مورث اعلیٰ سردار مہر سنگھ معہ عیال واطفال چوہان بھگتان سے ہجرت کر کے تحصیل باغ پونچھ کے موضع چوکی کوٹیڑی میں اقامت گزیں ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا جب خالصہ حکومت پونچھ کو فتح کر کے یہ علاقہ راجہ دھیان سنگھ کو عطا کر چکی تھی۔ ان ہی ایام جن کی ابتداء ۱۸۱۹ء کے بعد سے شروع ہوتی ہے۔ پونچھ کے کثیر التعداد برہمن خاندانوں نے سکھ مذہب اختیار کر لیا تھا۔ اس زمانہ میں یہاں سکھوں کے روحانی پیشوا مہنت روچار سنگھ جی کا بڑا چرچا تھا ان کے مرید و جانشین بھائی میلا سنگھ اور سردار مہر سنگھ کے فرزند سردار بساکھا سنگھ دونوں خورد سال تھے اور ہم عمری کی وجہ سے دونوں میں بڑی محبت تھی۔ مہنت روچار سنگھ جی کی وفات کے بعد جب مہنت بھائی میلا سنگھ جی علاقہ باغ سے موضع نگالی میں آ گئے تو وہ اپنے ساتھ ہی اپنے بچپن کے رفیق سردار بساکھا سنگھ جی کو بھی ساتھ لیتے آئے اور چونکہ وہ کوٹیڑی میں بہت سی جائیداد چھوڑ آئے تھے۔ اس لئے مہنت صاحب نے ان کو بہت سی آبی و خشکی اراضیات عطا کیں۔ بساکھا سنگھ کی وفات کے بعد ان کے فرزند سردار بھاگ سنگھ پر بھی مہنت صاحب نے ہمیشہ پدرانہ شفقتیں مبذول رکھیں۔

راجہ موتی سنگھ کو فقرا سے عقیدت اور باخدا لوگوں سے محبت تھی۔ یہی عقیدت ان کو کبھی کبھی مہنت صاحب کے پاس سلام کے لئے کھینچ لاتی تھی۔ راجہ صاحب کے ہمراہیوں اور اہلکاروں میں ان کے مصاحب سردار بلونت سنگھ اور سید مہر شاہ درجہ اختصاص رکھتے تھے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

انہوں نے سردار بھاگ سنگھ کی پیشانی سے جو مہنت صاحب کے پاس ہی رہا کرتے تھے۔ نجابت وشرابت کے آثار دیکھے تو ان کو مواضعات چھومگان، چھتر آل، کالا بن، بنولہ، شینہ درہ، ڈینگلہ، جنیاڑ، سلونیاں، پند، قصبہ، پٹھانا تیر کا کاروبار بنا دیا اور رفتہ رفتہ ان کی کارکردگی وشرافت پر انہیں یہاں تک اعتماد ہو گیا کہ نہایت اہم خانگی وسرکاری معاملات میں ان سے مشورہ لے لیا کرتے تھے۔

راجہ موتی سنگھ جب کبھی جموں تشریف لے جایا کرتے تو رستہ میں کئی مرتبہ سردار بھاگ سنگھ کے مکان پر شب باش ہوا کرتے تھے۔ سردار بھاگ سنگھ کے ہاں دو فرزند تھے۔ سردار تارا سنگھ اور سردار موتی سنگھ، سردار تارا سنگھ دھرم کرم کے پابند اور اراضیات خانگی کی دیکھ بھال میں منہمک ومصروف رہتے تھے اور سردار موتی سنگھ محکمہ مال میں پٹواری تھے ۱۹۵۲ء ب میں سردار تارا سنگھ کے ہاں سردار کرم سنگھ پیدا ہوئے۔ لیکن ابھی لڑکپن کی بہار بھی دیکھنے نہ پائے تھے کہ آپ کے والدین کا انتقال ہو گیا اور ان کی تعلیم وتربیت کا بوجھ ان کے نیک دل او رضعیف دادا اور فیاض وشریف چچا کے سر آپڑا ۱۹۷۳ء ب میں انٹرنس پاس کرتے ہی آپ وزارت آفس میں ملازم ہو گئے اور دوسرے ہی سال آپ کے ضعیف دادا سردار بھاگ سنگھ بعمر نوے پچانوے سال رحلت فرما گئے۔

راجہ سکھ یو سنگھ جی۔ کے زمانہ (۱۹۷۸ء ب) میں آپ ان کے دفتر خاص کے ہیڈ کلرک ہو گئے۔ راجہ سکھ دیو سنگھ جی وفات (۱۹۸۴ء ب) کے بعد آپ کو موجودہ حکمران پونچھ سری راجہ جگت دیو سنگھ جی نے اپنے دفتر کا سپرنٹنڈنٹ مقرر فرمایا۔ ۱۹۸۸ء ب میں آپ سپیشل ڈیوٹی پر وزارت میں تبدیل کئے گئے اور ان کی وزارت دفتر کی شورش برانچ کا انچارج بنایا گیا۔ بعد ازاں کچھ عرصہ کے لئے افسر خزانہ اور ری سپشن افسر مقرر کئے گئے۔ ۱۹۹۰ء ب کے موسم سرما میں راجہ صاحب بہادر نے آپ کی انتظامیہ قابلیت کے باعث آل انڈیا تیرتھ یاترا کے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

دوران آپ کو سپیشل طور پر اپنے ساتھ رکھا۔ اور لنکا تک کے سفر میں آپ سرکار کے ہمرکاب رہے۔ اس سفر میں آپ سے جو خدمات ظہور میں آئیں اور جس مستعدی و کارکردگی سے آپ نے اپنے آقائے ولی نعمت کو خوش رکھا۔ اس کے صلہ میں سرکار پونچھ نے آپ کو اپنا سکریٹری مقرر فرمایا۔ اس عہدہ کے فرائض آپ پوری وفاداری اور دیانتداری کے ساتھ اب تک ادا کرر ہے ہیں۔

آپ کے تین صاحبزادے ہیں۔ گوروبچن سنگھ (ولادت مگھر ۱۹۸۰ء ب) راجندر سنگھ وولادت پھاگن ۱۹۸۲ء ب سوریندر سنگھ ولادت مگھر ۱۹۸۷ء ب آپ کا چچازاد بھائی مان سنگھ[1] آپ کی کفالت میں تعلیم حاصل کرر ہا ہے۔

موضع جنہاڑ اور نگالی میں آپ کی بہت سی آبی و خشکی اراضیات ہیں اور آپ ایک مقتدر عہدیدار ہونے کے علاوہ اعلیٰ زمیندار بھی ہیں۔

خاندان سردار سادھو سنگھ بزاز

سردار سادھو سنگھ پونچھ کی پشتنی رعایا ہیں۔ راج دربار اور پبلک اور سکھ قوم میں آپ کی کافی عزت ہے۔ سنگھ سبھا کے قیام واجراء کے بانیوں میں آپ کا نام بھی لیا جاتا ہے۔ چنانچہ سردار ہیرا سنگھ سردار گوردت سنگھ اور سردار اٹل سنگھ وغیرہ اصحاب کے ساتھ اس تحریک میں آپ بھی برابر کے حصہ دار تھے۔ گوربانی کے ساتھ آپ کو بڑا پریم ہے۔ آپ پونچھ کے مشہور کلاتھ مرچنٹ ہیں۔

سردار موہن سنگھ آپ کے فرزند گوربانی کے پریم اور قومی کاموں کے انہاک میں آپ کے نقش قدم پر چل رہے ہیں۔ جب سردار موہن سنگھ نے انٹرنس کا امتحان پاس کیا۔ تو ہر چند کہ عمر چھوٹی ہی تھی۔ تاہم آپ اپنی قومی و مذہبی جماعت سری گورو سنگھ سبھا پونچھ کے

---

[1] ولد سردار موتی سنگھ متوفی ۱۹۷۸ء ب۔ مان سنگھ کی پیدائش ۱۹۷۷ء ب کی ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

جوائنٹ سکریٹری مقرر کیئے گئے اور اس کے بعد اپنی قومی سبھا میں کئی مختلف عہدوں پر مامور رہے۔

جموں وکشمیر میں اسمبلی کے قیام کے متعلق جب معززین ریاست سے آراء اور شہادتیں طلب کی گئیں۔ تو پونچھ کی تمام سکھ قوم کی طرف سے آپ بطور نمائندہ بھیجے گئے۔

آپ اس وقت گوروسنگھ سبھا کے پولٹیکل سکریٹری ہیں۔ ٹاؤن ایریا پونچھ میں سکھوں کی طرف سے ممبر (میونسپل کمشنر) ہیں۔ شری مہنت سنت بھائی منگل سنگھ جی گوردوارہ اعلیٰ گدی سنت پورہ ننگالی صاحب کے مختار عامہ ہیں۔

آپ کے رشتہ داروں میں سردار سوہن سنگھ وسردار گوپال سنگھ بھی سنگھ سبھا کے اعلیٰ کارکنوں میں ہیں۔

خاندان گیانی بدھ سنگھ جی

آج سے قریباً چار سو سال پیشتر علاقہ پوٹھوہار (جہلم) کے ایک گاؤں دھنگ دہ سے ساہل نامی ایک بزرگ علاقہ پونچھ کی تحصیل سدھنتی کے موضع کوٹیٹری میں آکر آباد ہوئے۔ ان کے پوتے نے سب سے پہلے سکھ[1] دھرم قبول کیا اور بھائی مان سنگھ کے نام سے موسوم ہوئے۔ بھائی مان سنگھ کا ایک پوتا بھائی دھرم سنگھ کے نام سے ہوا ہے جس کی ایک یادگار موضع کلوٹ متصل ہجیرہ میں ''دھرم گھڑا'' اب تک موجود ہے۔ جہاں وہ عام مسافروں کو بلاتمیز مذہب وملت پانی پلایا کرتے تھے۔ ان کی پانچویں پشت میں بھائی سندر سنگھ جی اس وقت موجود ہیں۔ آپ کے مندرجہ ذیل چار فرزن ہیں۔ گیانی بدھ سنگھ بھائی لابھ سنگھ، بھائی دھن سنگھ، بھائی پرتاپ سنگھ۔

[1] آپ خالصہ دھرم قبول کرنے سے پیشتر ہندوؤں کے برہمن درن میں تھے۔ گوت پراسر اور ذات ایشر تھی۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ان میں گیلانی بدھ سنگھ کی علاقہ پونچھ کے علاوہ کشمیر اور پنجاب میں بھی شہرت ہے۔
آپ جیٹھ ۹۴۸ ب میں تحصیل سدھنتی کے ایک موضع بھنگو میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی گورمکھی تعلیم اپنے والدین سے حاصل کی۔ ۱۹۶۱ ب میں پنجاب جاکر گیلانی کا امتحان باتعریف پاس کیا۔ انہی ایام میں شری مہنت منوہر سنگھ جی گوردوارہ اعلیٰ گدی سری سنت پورہ نگالی صاحب کے ہاں ملازم ہوگئے۔ اور قریباً سولہ سال تک بذریعہ پرچار وغیرہ گوردوارہ کی سیوا کرتے رہے۔ اسی زمانہ میں آپ نے مندرجہ ذیل تین کتابیں تصنیف کیں (۱) دخل سیا پا (۲) صدق دے بیڑے پار (۳) سچا پیار۔ ان کتابوں نے آپ کو سکھ پبلک کے علاوہ حکومت اور راج دربار تک شہرت دیدی۔ بلکہ راجہ سکھد یو سنگھ جی نے آپ کو سرداری کا خطاب اور کرسی نشینی کا اعزاز اور کچھ راضی کا عطیہ مرحمت کیا اور جب ایک دفعہ ہز ہائی نس مہاراجہ سر بھوپندر سنگھ بہادر والئے پٹیالہ بغرض شکار پونچھ تشریف لائے اور آپ نے ایک دلچسپ پہاڑی نظم ان کی خدمت میں پیش کی۔ تو مہاراجہ صاحب نے خوش ہو کر پونچ سو روپیہ نقد بطور انعام عطا فرمایا۔

گوروداوارہ سری سنت پورہ نگالی صاحب کی مکمل تاریخ لکھنے پر جس کا نام آپ نے "گجے ہیرے" رکھا ہے۔ آپ کو آٹھ سو روپیہ کا انعام ملا۔ اب معلوم ہوا ہے آپ اس پہاڑی دیش (پونچھ) کی ایک باتصویر تاریخ گورمکھی زبان میں لکھنے کا ارادہ کر رہے ہیں۔

آپ آج کل پونچھ کے سرکاری ہائی سکول میں گیانی کی اسامی پر تعینات ہیں۔ آپ کی پہاڑی نظمیں بہت دلچسپ اور مقبول ہوتی ہیں۔ آپ سری گورو سنگھ سبھا پونچھ کی طرف سے شرومنی کمیٹی امرت سر کے ممبر رہ چکے ہیں اور اس وقت اپنی مقامی سبھا کے ممبر اور اعلیٰ کارکن ہیں۔ آپ کی برادری میں اصحاب ذیل قابل ذکر ہیں۔ بھائی لابھ سنگھ جی بھائی پرتاپ سنگھ پٹواری، منشی ہری سنگھ جی دیوی گلی کچھ اردو خواندہ ہیں۔ کچھ گورمکھی پڑھے ہوئے ہیں۔ کئی ایک نے تجارتی کاروبار اور ملازمت میں حصہ لے رکھا ہے۔ لیکن زراعت اس خاندان کا قدیمی شغل ہے اور سب صاحب اراضیات ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

خاندان سردار بساواسنگھ

یہ خاندان ذات سے برہمن اور گوت سے رین ہے لیکن کئی پشتوں سے مذہباً سکھ ہے۔ سردار شیر سنگھ اس خاندان کے جداعلیٰ تھے ان کے چھ فرزندوں میں موتا سنگھ اور چرت سنگھ سے اولاد کا سلسلہ چلا۔ سردار موتا سنگھ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے وقت لاہور میں عرصہ تک گرنتھی رہے اور ان کے بھائی سردار چڑت سنگھ برٹش فوج رسالہ ۱۱ میں بعہدہ کوت وفعدار ملازم تھے اور چترال، چین اور کابل کی لڑائیوں میں شامل رہے اور آخر پنشن پر ریٹائر ہو کر گھر آ گئے۔

سکھوں کے عہد ہی میں یہ خاندان کشمیر چلا آیا۔ وہاں سے پونچھ میں منتقل ہو کر پہلے موضع تنوئی پھر مواضعات کوٹیڑی وچوکی تحصیل باغ میں آباد ہو گیا اور اب تک مستقل طور پر چوکی ہی میں آباد ہے۔

سردار موتا سنگھ کے دو فرزند ہیں۔ سردار پچھمن سنگھ و سردار جوہد سنگھ، سردار پچھمن سنگھ کے چھ بیٹوں میں پنجاب سنگھ و بھگت سنگھ لاولد تھے۔ سروپ[1] سنگھ ہرنام سنگھ، بساواسنگھ اور ترلوک سنگھ زندہ ہیں اور صاحب اولاد ہیں۔ سردار ہرنام[2] سنگھ محکمہ مال میں بعہدہ گرداور قانونگو اور سردار ترلوک[3] سنگھ بعہدہ پٹواری ملازم ہیں۔ سردار بساوا[4] سنگھ نے ۱۹۱۶ء میں انٹرنس کا امتحان پاس کیا۔ محکمہ مال اور پولیس کی ملازمتوں کے بعد آج کل محکمہ وزارت میں سکینڈ کلرک کی معزز اسامی تعینات ہیں اور سکھ قوم کی طرف سے آپ سری گورو سنگھ سبھا پونچھ کے سکریٹری ہیں۔ سردار بھگت سنگھ جو سردار بساواسنگھ کے حقیقی بھائی ہیں۔ اپنے خاندان کے

---

[1] سردار سروپ سنگھ کے حسب ذیل پانچ فرزند ہیں۔ سردار جگبیر سنگھ ملازم پولیس کشمیر، سردار بھوپ اندر سنگھ ملازم ڈاکخانہ، جسونت سنگھ طالب علم زیر تعلیم، سنتوکھ سنگھ (گھر پر ہے) کیرتن سنگھ زیر تعلیم ہے۔ [2] آپ کے ۲ فرزند ہیں۔ گوربخش سنگھ اور سردار سنگھ دونوں زیر تعلیم ہیں۔ [3] آپ کا ایک فرزند ہے۔ سیر دن سنگھ نام وہ لوئر پرائمری میں پڑھتا ہے۔ [4] آپ کے چار صاحبزادے حسب ذیل ہیں۔ میجا سنگھ و ہربنس سنگھ زیر تعلیم، دیواندر سنگھ بعمر چار سال، چرنجیت سنگھ شیرخوار۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

بعض دوسرے ممبروں کی طرح رسالہ ۱۱ میں بھرتی ہو گئے اور دوران جنگ عظیم میں سمندر پار جا کر فرانس، فلسطین، مصر، عراق، عرب وغیرہ کے معرکوں میں شریک رہے۔ آج کل آپ ریٹائر ہو کر اپنے گھر میں مقیم ہیں۔ سردار ہرنام سنگھ گرو اور قانون گو اور سردار بساوا سنگھ یوروپ کی جنگ عظیم کے خاتمہ پر اپنی خدمات کے عوض نقدی انعامات اور سندات سے سرفراز ہو چکے ہیں۔ سردار لچھمن سنگھ کے بھائی سردار جودھ سنگھ اپنے چچا سردار چڑت سنگھ کے ریٹائر ہونے کے بعد اسی رسالہ ۱۱ میں ملازم ہو گئے اور اپنی حسن کارگزاری کی بدولت جمعداری کا اعزاز حاصل کر کے ۱۹۱۱ء میں پنشن پر آ گئے اور دوران جنگ یوروپ میں ہوڑہ (کلکتہ) کے ریلوے اسٹیشن پر تین سال تک ریلوے پسنجر سپرنٹنڈنٹ رہے۔ جنگی خدمات کے صلہ میں گورنمنٹ انگلشیہ کی طرف سے آپ کو تلوار، تمغہ اور اسناد کے علاوہ سردار صاحب کا خطاب بھی ملا۔ آپ آج کل سولجرز بورڈ کمیٹی کے پریذیڈنٹ ہیں۔ آپ کا ایک ہی فرزند ہے۔ جس کا نام پریتم[1] سنگھ ہے۔ سردار جودھ سنگھ کو بھی خدمات جنگ عظیمہ کے صلہ میں نقد انعامات اور سندات کے اعزاز عطا کئے گئے۔

سردار موتا سنگھ کے بھائی سردار چڑت سنگھ کے تین فرزند تھے۔ سپورن سنگھ سب انسپکٹر پولیس و نواب سنگھ، دونوں لاولد انتقال کر گئے۔ سردار چڑت سنگھ کے تیسرے فرزند کا نام سردار ٹھاکر سنگھ ہے۔ جو نمبردار ہونے کے علاوہ پٹہ ذیلداری بھی رکھتے ہیں۔ آپ کے تین فرزند ہیں۔ کیسر[2] سنگھ، کلدیپ[3] سنگھ، بلبیر[4] سنگھ۔

اس خاندان کے ممبران کی اراضیات تحصیل باغ میں کافی تعداد میں ہیں۔ سردار جو سنگھ اپنے کھاتہ کے اور سردار ٹھاکر سنگھ اپنے گاؤں کے نمبردار ہیں۔ سردار بساوا سنگھ نے خاص پونچھ میں رہائش اختیار کر لی ہے۔ اور کچھ رقبہ بھی خرید لیا ہے۔

---

[1] آپ کے فرزندان حسب ذیل ہیں۔ اجیت سنگھ، مہندر سنگھ، گجندر سنگھ زیر تعلیم، سوریندر سنگھ، شیر خواہ۔ [2] محکمہ کسٹم پونچھ میں محالدار ہے۔ [3] رنبیر سنگھ اس کا ایک لڑکا ابھی نابالغ ہے۔ وہ لاولد ہے [4] بلبیر سنگھ زیر تعلیم ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

پونچھ کی بوہرہ قوم

تاریخ اقوام کشمیر کے باب دوم کی فصل سوم میں بوہرہ قوم کے تفصیلی حالات لکھے جاچکے ہیں۔ اوران میں بتایا جاچکا ہے کہ کشمیر کے متعلق گو کئی تاریخیں کی زبانوں میں لکھی جاچکی ہیں۔ لیکن بوہرہ قوم کی اصلیت کے متعلق کسی مورخ یا مصنف نے گہری تحقیق سے کام نہیں لیا یہاں تک کہ رپورٹ مردم شماری جموں وکشمیر میں بھی جو سرکاری اہتمام سے طبع ہوتی ہے۔ اس قوم کے مستند حالات نہیں ملتے۔

بوہرہ قوم خود بھی اپنی اصلیت سے بہت حد تک لاعلم ہے۔ بوہرہ قوم کہتی ہے ہم کشمیری پنڈتوں میں سے ہی ہیں۔ اس لئے کہ ہم میں ایسی ذاتیں اور گوتیں بھی ہیں جو کشمیری پنڈتوں میں پائی جاتی ہیں۔ پنڈت کہتے ہیں یہ کشمیر نہیں ہیں ان میں ہندوستان کی ذاتیں ٹنڈن، کپور، کھتری وغیرہ موجود ہیں۔

رپورٹ مردم شماری ریاست جموں وکشمیر بابت ۱۸۹۱ء صرف اس قدر بتاتی ہے۔ کہ وہ کشمیر میں مسلمانوں کے عہد سے بھی پیشتر سے آباد ہیں۔ مصنف گلدستہ کشمیر لکھتا ہے۔ بوہرے ہندوؤں کی ایک ذات ہے جو قدیمی چھتریوں کی یادگار ہے اوران میں اکثر دوکانداری کرتے ہیں۔ بوہرے لداخ اور نیپال تک بھی پائے جاتے ہیں اور سب تجارت پیشہ ہیں۔ سکریٹری بوہرہ سدھار سبھا سرینگر بوہروں کو قدیم کشمیری پنڈتوں کی ایک تجارت پیشہ قوم تصور کرتے ہیں۔ ان کی مفصل تحریر تاریخ اقوام کشمیر کے صفحہ ۱۲۰/۱۲۱ پر درج ہے۔

ان ہی بوہروں کے چند خاندان پونچھ میں بھی آباد ہیں اور وہ بھی کشمیر اور مظفر آباد کے بوہروں کی طرح روایات اور قیاسات ہی سے کام لینے پر مجبور ہیں۔ البتہ اتنا وہ بھی تسلیم کرتے ہیں کہ بیسوی صدی عیسوی سے پیشتر اس قوم کے افراد تجارت ہی کو ذریعہ معاش سمجھتے رہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کچھ شک نہیں کہ بوہرہ قوم میں کچھ ذاتیں خالص کھتری ہیں۔ کچھ ایسی ہیں جو کشمیری پنڈتوں سے ملتی ہیں اور کچھ برہمنوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ اس سے یہی نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ جس طرح راجپوت قوم ہن، کشان، پارتھین، ستھین اور دیگر قدیم اقوام کا معجون مرکب بنی۔ یہ قوم بھی زمانہ قدیم میں پنجابی کھتریوں اور عام برہمنوں کے کشمیری رسم ورواج اختیار کر لینے اور کشمیری پنڈتوں کے میل ملاپ سے ظہور میں آئی۔

اب بوہرہ کے لفظ پر بحث باقی ہے۔ بعض لوگوں کا بیان ہے۔ ان کے بزرگ بھیرہ پنجاب سے آئے تھے۔ وہ اپنے وطن کے نام سے بھیرے مشہور ہو گئے اور یہی لفظ بگڑے بگڑے بوہرہ بن گیا۔ جب ان میں کشمیری پنڈت اور عام برہمن بھی تجارتی اغراض کی وجہ سے باہم ملنے لگے۔ تو وہ بھی بوہرے کہلانے لگے، یہاں تک کہ مختلف ذاتوں اور گوتوں کے باوجود بوہرہ ایک خاص قوم بن گئی۔ ایک روایت یہ بھی ہے کہ چونکہ یہ لوگ تجارتی کاروبار کے لئے صرف بھیرہ ہی سے نہیں آئے تھے بلکہ مختلف مقامات سے آیا کرتے تھے۔ اس لئے کشمیری ان کو "باہرے[1]" یعنی باہر سے آئے ہوئے کہنے لگے اور باہرے آخر میں بوہرہ ہو کر رہ گیا۔ ایک آخری روایت یہ بھی بیان کی جاتی ہے کہ چونکہ کشمیری پنڈتوں کو تجارت کے لئے دور دراز ممالک میں جانا پڑتا تھا۔ اور وہ کھان پان کی اس قدر پابندی نہ کر سکتے تھے اس لئے کشمیر والوں نے اس جماعت کا نام بکھشر یعنی کھانے والے رکھ دیا۔ اور بکھشر ہی رفتہ رفتہ بوہرہ سے تبدیل ہو گیا۔ کشمیر میں اس جماعت کا مسکن بھی بچھوارہ بتایا جاتا ہے۔ جس کا نام آج کل پچھوارہ ہے اور جوڈل کے کنارہ پر درگجن میں واقعہ ہے اور سب روایتوں میں یہ روایت زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتی ہے۔ بکھشر جماعت کے تجارتی تعلقات چونکہ بیرونی ہندوؤں سے بھی تھے اور وہ بھی کشمیر آیا کرتے تھے۔ اس لئے جو لوگ بکھشر جماعت کے پاس آکر مقیم ہوتے رہے۔ وہ بھی بوہروں کی جماعت میں شامل ہو گئے۔

[1] لیکن کشمیری زبان میں باہر کے لئے نبر کا لفظ ہے لفظ باہر پنجابی لفظ ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اسی سلسلہ میں راقم مولف کی نظر سے ایک کتاب سلک الجواہر فی احوال البواہر گذری ہے۔ یہ کتاب دراصل مسلمان بوہرہ قوم کی تاریخ ہے جو شیعہ اسماعلیلیہ کا ایک فرق ہے۔ لیکن صفحہ ۱۴۱ پر بوہرہ کی وجہ تسمیہ میں صاحب مصنف ابجد العلوم اور سبحۃ المرجان کے حوالوں سے لکھتے ہیں۔ ''بیوہار ہندوستانی زبان میں تجارت کو کہتے ہیں اور بوہرہ کے معنی تاجر ہیں۔'' پھر ایک کتاب راس مالا کے گجراتی ترجمہ کے حوالہ سے لکھا ہے کہ ''چونکہ ان نو مسلمانوں نے عربستان کے ساتھ بیوہار جاری کیا۔ اس لئے وہ بیوہارے یعنی بوہرے کہلائے۔''

اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح کشمیر اور لداخ اور نیپال اور پونچھ میں ہندو بوہرے آباد ہیں اسی طرح جنوبی ہندوستان میں گجرات مالوہ، کوکن، احمد آباد، برہان پور، خاندیس، بندر سورت میں مسلمان بوہروں کی ایک بڑی تعداد آباد ہے اور چونکہ وہ سب تجارت پیشہ ہیں اس لئے نہایت مرفع الحال ہیں۔ جنوبی ہند کے مسلمان بوہروں کے متعلق ہندوستانی اور انگریز مصنفوں نے بہت کچھ لکھا ہے۔ قاضی نور اللہ شاستری (وفات ۱۰۱۹ھ) مجالس المومنین کی جلد اول میں لکھتے ہیں کہ اس زمانہ میں تخمیناً تین سو برس قبل ملا عبداللہ علی کی ہدایت سے یہ لوگ مسلمان ہو گئے۔ ملا عبداللہ کی قبر کھمبایت میں موجود ہیں اس حساب سے بوہرون کو اسلام میں آئے ہوئے قریباً سوا چھ سو سال گذر چکے ہیں۔ پرتچنگ آف اسلام میں پروفیسر آرنلڈ صفحہ ۲۲۵ پر لکھتے ہیں محمود و بیگڑہ گجرات دکن کے بادشاہ کے زمانہ (۱۴۵۹ء الغایت ۱۵۱۱ء) میں بوہروں کی جماعت مسلمان ہوئی تھی۔ اس حساب سے بوہروں کے اسلام کو قریباً پانچ سو سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ راس ملا میں بھاٹوں کی روایت بیان کر کے لکھا ہے کہ احمد شاہ نے برہمنوں اور مہاجنوں کو مسلمان بنایا اور وہ بوہرے کہلائے۔ احمد شاہ گجراتی ۸۱۵ھ سے ۸۴۶ھ تک حکمران رہا ہے۔ احمد آباد اسی کا آباد کیا ہوا ہے۔ اس حساب سے بوہروں کو اسلامی وجود میں آئے ہوئے سوا پانچ سو سال ہوتے ہیں

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اور بھی کئی مصنفوں نے یہ لکھا ہے کہ بوہرے دراصل ہندو قوم کی ایک شاخ تھی۔ جو بعد میں مسلمان ہو گئے۔ اس وقت جماعت اسماعیلی شیعوں کا جزو اعظم ہے۔

ان حالات سے معلوم ہوتا ہے کہ گجرات اور بمبئی کے بوہرے کشمیر اور پونچھ کے بوہروں سے ایک علیحدہ قوم ہے۔ ریاست کشمیر کے بوہرے جن کی تعداد پندرہ ہزار کے قریب ہے۔ تمام تر ہندو ہیں اور جنوبی ہند کے بوہرے تمام کے تمام مسلمانوں کے اسماعیلیہ فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ البتہ لفظ بوہرہ دونوں میں مشترک ہے اور کچھ تعجب نہیں۔ اگر اس لفظ کا تعلق بیوہار کے لفظ سے ہو جو ایک خالص ہندی لفظ ہے اور جس کے معنی بیوہار اور تجارت کے ہیں اور بوہرے خواہ جنوبی ہند میں ہیں یا کشمیر میں بہر حال تجارت ان کا قدیم پیشہ ہے۔

کشمیر میں اس قوم کا قائد اعظم عالمگیر اورنگ زیب کے زمانہ میں چوہدری مہیش شنکر داس گذرا ہے۔ وہ اپنے وقت کا امیر الامرا اور اعلیٰ منصب دار تھا۔ اس نے سیف خان صوبہ کشمیر (۱۰۷۹ھ تا ۱۰۸۲ھ) کے عہد میں بمقام ریشہ براری باسٹھ طبقوں کا ایک وسیع اور دلکش باغ تعمیر کرایا۔ جس میں جابجا فوارے لگوائے اور آبشاریں تعمیر کرائیں اور جھیل ڈل کے بیچوں بیچ چار میل لمبی سڑک ریشہ براری تک تعمیر کرائی اور اس پر کئی پل بنوائے۔ ایک پل پر یہ شعر کندہ ہے۔

ہست تاریخ ایں خجستہ اساس　　　بانئے پل مہیش شنکر داس　　　(۱۰۸۵ھ)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سڑک سیف خان ناظم کشمیر کے ابتدائی عہد ۱۰۷۹ء سے شروع ہوئی تھی۔ افتخار خان صوبہ کشمیر کے عہد (۱۰۸۲ھ تا ۱۰۸۶ھ) میں جا کر ختم ہوئی ناظم صوبہ نے جب چوہدری مہیش شنکر داس کا باغ دیکھا۔ تو بے ساختہ اس کی زبان سے نکلا۔ ”چوہدری مہیش داس باغ نہ کرو۔ دردل سیف خان داغ کرو“ مہیش داس کے عروج و اقبال کے زمانہ میں اس کے اکثر ہم قوم جوق در جوق کشمیر میں آتے رہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

بوہرہ قوم کا کپور خاندان

آپ کے مورث اعلیٰ راجہ عبدالرزاق خان وراجہ رستم خان کے زمانہ میں بطور حکیم وعطار سرینگر سے پہنچ آئے۔ کہا جاتا ہے کہ چودھری مہر چند راجہ رستم خان کے شاہی حکیم تھے۔ برنگ بن کے قریب آپ کو اس زمانہ میں کوئی جاگیر بھی ملی تھی۔ وزیر روح اللہ کی فرمانروائی کے زمانہ میں جب راجہ رستم خان کی اولاد مصائب میں مبتلا ہوگئی تو اس انقلاب میں بھی اس خاندان کا اقتدار اور عہدہ برابر قائم رہا۔ راجہ موتی سنگھ آنجہانی کے زمانہ میں چوہدری سنت رام ایک نامی گرامی حکیم وعطار تھے۔ شاہی عنایات ومراعات سے ہمیشہ مستفیض ہوتے رہے۔

ان کے چار فرزند تھے۔ چوہدری پرمانند، چوہدری ریشہ رام، چوہدری جناردھن، چوہدری رادھاکشن۔ ان میں چودھری پرمانند حکمت کا کام کرتے تھے۔ چوہدری ریشہ رام موضع ناگماڑی کے مشہور ساہوکار تھے۔ چوہدری جناردھن دوکاندار تھے۔ چوہدری پرمانند کے چار فرزندوں میں تین حسب ذیل موجود ہیں۔ چوہدری روپ چند پٹواری، چوہدری گوپی چند انسپکٹر ڈیکسی نیشن پنشنر، تاراچند دوکاندار۔ ان میں چودھری گوپی چند کا لڑکا چودھری بدری ناتھ محکمہ جنگلات میں فارسٹر ہے۔ ریشہ رام کا ایک ہی لڑکا ہے۔ رام چند نام وہ ساہو کارہ کرتا ہے۔ چوہدری جناردھن کے دوفرزند ہیں۔ ناتھ رام وکشن داس۔ دونوں ساہوکارہ وزمیندارہ کرتے ہیں۔ چوہدری رادھاکشن نے جوسب سے چھوٹے تھے۔ باقاعدہ طب وغیرہ کی تعلیم حاصل کی اور بہت جلد راجہ موتی سنگھ کے آخری ایام میں ملازم ہوگئے میر منشی بھی رہے۔ منصرم بندوبست بھی رہے۔ پرائیویٹ حدوبست میں بھی ان کا بہت حصہ تھا۔ اپنے آخری ایام میں محکمہ خاطر تواضع میں آگئے۔ غرض یکے بعد دیگرے بہت سے کارسرانجام دیتے رہے اور مختلف تقریبوں پر اپنی حسن کارکردگی کی بدولت انعام اکرام حاصل کرتے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

رہے۔ سر راجہ بلد یو سنگھ کے آخری ایام حکومت کے دوران میں فوت ہو گئے۔ چوہدری رادہا کرشن کے تین فرزند ہیں۔ سب سے بڑے کا نام بابو لعل چند ہے۔ وہ محکمہ جوڈیشنل میں ہیڈ کلرک ہیں سب سے چھوٹے کا نام سردار نند کپور ہے وہ پونچھ میں میڈیکل پریکٹشنر ہیں۔ منجھلے فرزند کا نام دیانند کپور ہے جن کے علمی وادبی کارناموں اور جن کی ذاتی قابلیت وشہرت کی وجہ سے اس خاندان کا نام آج بھی زمانہ سابق کی طرح روشن ہے۔

پونچھ جیسے سنگلاخ خطہ میں دیانند کپور ہی پہلے پونچھی ہیں۔ جنہوں نے پنجاب یونیورسٹی کا امتحان ادیب فاضل پاس کیا ہے۔ عرصہ تک لاہور کے اخبار کشمیری کے قلمی معاون رہے ہیں۔ جو اخباری دنیا میں نہ صرف جموں وکشمیر بلکہ پونچھ کی پبلک کا اولین ترجمان تھا۔ شورش ریاست کشمیر و جموں کے بعد جب وہاں کی رعایا کو "پریس واخبار" کے اجرا کی اجازت ملی۔ تو سب سے پہلے آپ ہی نے اس پہاڑی ملک میں ایک پریس قائم کر کے پربھارت کے نام سے ایک اخبار جاری کیا۔

آپ ہندو سبھا اور بزم ادب کے سکریٹری ہیں۔ پونچھ پبلک لیگ کے جو ہندو مسلمانوں کی مشترکہ جماعت ہے اور حال ہی میں عالم وجود میں آئی ہے۔ پریذیڈنٹ ہیں۔ پبلک اور حکام میں آپ کی عزت ووقعت ہے۔

بوہرہ قوم کا پوری خاندان

اس خاندان کا بانی پر بدیال پوری ہے جو ۱۶۸۶ء کے قریب بھیرہ پنجاب سے سوپور آیا۔ جبکہ کشمیر میں چوہدری مہیش شنکر داس عالمگیر کے منصب داروں میں درجہ اختصاص رکھتے تھے۔ پونچھ کا موجودہ بوہرہ (پوری) خاندان اس کے فرزند جیون رام کی اولاد سے ہے۔ جیون رام کے فرزند کاشہ رام نے پونچھ میں اپنی تجارتی کامیابیوں کی بدولت کئی مکانات تعمیر کرائے۔ وہ عالیشان مکان جو آج حویلی میاں گلاب سنگھ کے نام سے موسوم

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہے۔آپ ہی کا زرخرید تھا۔آپ کے تین فرزند تھے۔گوپالداس۔بیربل اورٹھاکرداس۔
تینوں میں چودھری بیربل بہت مشہور گذرا ہے۔جس کے پانچ فرزندوں میں چودھری رادھا کرشن اور چودھری کیلاش رام خاص طور پر مشہور ہیں۔چودھری رادھا کرشن پونچھ کے مقتدر اپیل نویسوں میں ہیں۔آپ کا سرمایہ آپ کے حسب ذیل پانچ فرزند ہیں۔ماسٹر دینا ناتھ رفیقؔ، بدری ناتھ اخترؔ، کانشی ناتھ طالبؔ، شیو ناتھ بسملؔ، مدن موہن لعل ثاقبؔ۔

ماسٹر دینا ناتھ اُردو و ہندی میں شعر بھی کہتے ہیں۔رفیق تخلص ہے۔پندرہ برس کی عمر میں امتحان انٹرنس اول درجہ میں پاس کیا اور پونچھ کے تمام طلباء سے زیادہ نمبر حاصل کئے۔۱۹۷۸ء ب میں وکٹوریہ جوبلی ہائی سکول میں انگلش ٹیچر اور ۱۹۸۵ء ب میں ایف اے کا امتحان درجہ دوم میں پاس کرنے کے بعد مڈل سکول پلندری میں سکینڈ ماسٹر ہوگئے۔پلندری میں سناتن دھرم سبھا کا قیام اور ایک مندر آپ ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہیں آپ نے سرکاری وظیفہ پر جے اے وی کا امتحان بھی اعلیٰ نمبروں پر پاس کیا ہے۔۱۹۳۲ء سے آپ صدر ہائی سکول پونچھ میں سینئر جنرل نالج ٹیچر ہیں۔

بالک سدھار سبھا آپ ہی کی قائم کردہ ہے۔کشمیری پنڈتوں اور بوہرہ برادری کی ایک مشترکہ انجمن کشمیر ہندو سہایک سبھا کے آپ تین سال تک سکریٹری رہے۔قومی کاموں میں گہری دلچسپی اور سوشل اصلاح میں عملی حصہ لینے کی وجہ سے آپ سری سکھدیو سناتن دھرم سبھا کے سکریٹری منتخب ہوگئے آپ کے زمانہ میں اس سبھا کو بڑی تقویت حاصل ہوئی۔سرکار پونچھ نے ان خدمات کے عوض ۱۹۸۶ء ب میں آپ کو ''سبھا النکار'' کا معزز خطاب عطا کیا۔آج کل آپ کھشتری سبھا پونچھ کے سکریٹری ہیں۔

چودھری بدری ناتھ اختر شری سناتن دھرم سبھا پونچھ کے سکریٹری ہندو سبھا کے جنرل سکریٹری اخبار پربھات کے جوائنٹ ایڈیٹر اور جرنلسٹ ایسوسی ایشن پونچھ کے پریذیڈنٹ ہیں۔ابتداء میں دو تین جگہ ملازمت کی۔لیکن ''بندگی بیچارگی'' سے تنگ آکر

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

معمولی سے سرمایہ سے شہر میں ایک دوکان کھول لی۔ آج حالت یہ ہے کہ آپ کریانہ کی دو دوکانوں، سوڈا فیکٹری کی ایک دوکان اور ایک پریس کے مالک ہیں۔ چوہدری دینا ناتھ کے تیسرے بھائی چوہدری کانشی ناتھ طالب نے ۱۹۳۲ء میں پونچھ سے انٹرنس کا امتحان پاس کیا۔ سری پرتاپ کالج سے ایف ایس سی کی تعلیم پائی۔ آپ مہابیرول پونچھ کے سکریٹری ہیں۔

شیوناتھ بسمل اپنے ماموں حکیم چودھری فقیر چند کے پاس طبابت سیکھ رہے ہیں۔ مدن موہن ثاقب ہنوز تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ پانچویں بھائیوں کا اُردو علم ادب کا شوقین ہونا اور ذوق سخن رکھنا ''ایں خانہ تمام آفتاب است'' کا مصداق ہے۔

چودھری گنیش داس، چودھری رادھا کشن کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ ۱۹۲۱ء میں آپ انتقال کر گئے۔ آپ کے لائق بیٹے چودھری شام لعل نے باپ کی وفات کے بعد ۱۹۲۲ء میں میٹرک کا امتحان فسٹ ڈویژن میں پاس کیا۔ شارٹ ہینڈ اور ٹائپ کا کام بھی سرکاری وظیفہ پر سیکھا۔ سکول ماسٹری بھی کی۔ آخر لالہ سکھدیال ساہنی کے زمانہ وزارت میں دفتر وزارت میں آ گئے۔ ۱۹۳۴ء میں آپ نے وکالت کا امتحان بھی پاس کیا ہے۔

چودھری کیلاش رام جی چودھری بیربل کے پانچویں بیٹوں میں سب سے چھوٹے ہیں۔ آپ عطاری کی دوکان کرتے ہیں اور بازار پونچھ کے چودھری ہیں۔ آپ سناتن دھرم سبھا، کھشتری سبھا، ہندو سبھا، بوہرہ سدھار سبھا اور کشمیر ہندو سہائک سبھا پونچھ کے وائس پریذیڈنٹ ہیں اور پونچھ کے متمول ترین لوگوں میں شمار ہوتے ہیں۔ آپ کے فرزند کا نام چوہدری بنسی لال ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

راٹھور اجپوت

(ٹھاکر اونکار سنگھ راٹھور نمبر دار کھنیتر واسیسر پونچھ)

راٹھور قوم کے حسب نسب اور ان کے عروج واقبال کے متعلق ہم مسلم چودھری راٹھور خاندان کے سلسلہ میں بہت کچھ لکھ چکے ہیں۔ مختصر یہ ہے کہ راٹھور خاندان کی ابتداء قنوج سے شروع ہوتی ہے اور وہیں کئی سو سال کے بعد بعہد شہاب الدین غوری ۱۱۹۵ء میں ختم ہو جاتی ہے۔

وہاں سے یہ خاندان مارواڑ آتا ہے اور اپنی فطرتی شجاعت وبسالت سے کچھ عرصہ کے بعد پھر عروج حاصل کر لیتا ہے۔ یہاں تک کہ بزمانہ شہنشاہ اکبر اس خاندان کو وہ عروج حاصل تھی۔ کہ ہندوستان کے تمام راجے مہاراجے ان کا پانی بھرتے تھے۔ جودھپور اسی خاندان کے ایک فرمانروا رائے جودھا کا آباد کردہ ہے جو مارواڑ کا دارالحکومت ہے۔

جودھ پور میں راٹھور خاندان کے ایک نونہال ٹھاکر صاحب سنگھ نام تھے۔ وہاں خانہ جنگی کی وجہ سے ترک وطن کر کے پہلے راولپنڈی آئے۔ پھر اس زمانہ میں جب پونچھ میں اسلامی راج تھا۔ لیکن دیہات میں گھر گھر حکومت تھی۔ آپ پہلے تحصیل مہنڈر کے ایک موضع منکوٹ میں اور وہاں سے معہ قبائل کھنیتر میں آ کر مقیم ہو گئے[1]۔ فن سپہ گری سے واقف اور تیغ زنی میں ماہر کامل تھے اس لئے اپنی ذاتی جوانمردی ومردانگی کی بدولت بہت جلد وزیر روح اللہ کے مصاحبوں میں جو اپنے بیٹے راجہ امیر خان کے نام پر پونچھ میں حکومت کر رہا تھا داخل ہو گئے اور ان کی خدمات کے لحاظ سے ان کو کھنیتر میں جاگیر بھی ملی۔ ان ہی ایام میں علاقہ سورن میں پیروز ال عرف فیروز ال گکھڑوں نے سر

[1] آپ کے ہمراہ چوہان خاندان کے ایک راجپوت بھی تھے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اُٹھایا۔ ٹھاکر صاحب سنگھ ان کی سرکوبی کے لئے بھیجے گئے اور ہر چند کہ فیروزالوں نے اطاعت قبول کرلی۔ لیکن لڑائی کے دوران میں ٹھاکر صاحب سنگھ تیرِ اجل کا نشانہ ہو گئے۔

سانگو خاندان کے بعد پونچھ میں سکھ اور سکھوں کے بعد ڈوگرے آئے ان انقلابات میں جاگیر جاتی رہی۔ ٹھاکر صاحب سنگھ کے فرزند ٹھاکر سکھد اس سنگھ اور ان کے فرزند ٹھاکر جے سنگھ تھے۔ ٹھاکر جے سنگھ کے دو فرزند ہیں۔ ٹھاکر اونکار سنگھ و ٹھاکر امر سنگھ۔ ان میں ٹھاکر اونکار سنگھ موضع کھنیتر کے نمبردار اور عدالت سشن کے اسیسر ہیں۔ حکومت اور پبلک میں آپ کی ذاتی اور خاندانی وجاہت نے آپ کو ہردلعزیز بنا رکھا ہے۔ وسیع اراضیات کے مالک اور ملازمت کی غلامی سے آزاد ہیں۔ زمانہ ماضی کے راجپوتی عہد و پیمان کی جیتی جاگتی تصویر ہیں۔ آپ کا ایک ہی لڑکا ہے۔ امرت سنگھ نام جو ابھی صرف ۲ ہی سال کا ہے۔

اس خاندان کے افراد کی تعداد بہت کم ہے۔ لیکن امیرانہ ٹھاٹھ اور راجپوتی آن بان ہر فرد کو ورثہ میں ملی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔

موضع کھنیتر میں ٹھاکر ہیرا سنگھ نمبردار، ٹھاکر مہنت سنگھ اور ٹھاکر اونکار سنگھ کے چچا ٹھاکر بشن سنگھ سرکردہ تصور کئے جاتے ہیں۔

جموال چھبیلہ راجپوت

چھبیلہ راجپوت جموال خاندان کی شاخ سے ہیں۔ اس شاخ کا اصل وطن موضع چناس ریاست جموں ہے۔ ٹھاکر چھبیل سنگھ اس شاخ کے بانی تھے۔ نہایت معزز اور متمول اور قوم کے سرکردہ تھے۔ ان ہی کے نام پر ان کی اولاد چھبیلہ راجپوت کہلاتی ہے۔

ان کی اولاد سے ٹھاکر گساؤں عرف رگبیر سنگھ فن سپاہ گری اور وجاہت اور طاقت جسمانی میں بہت مشہور تھے۔ راجہ موتی سنگھ کی عنایات اور قدر افزائیوں کی طفیل بہ سلسلہ ملازمت پونچھ آ گئے۔ لیکن یہاں کی آب و ہوا انہیں راس نہ آئی۔ اس لئے کچھ عرصہ کے بعد

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

وہ واپس چلے گئے۔ مگر ان کے فرزند ٹھاکر بلدیو سنگھ پونچھ ہی میں پروان چڑھتے رہے۔ انہوں نے تحصیل حویلی کے موضع اسلام آباد کو اپنا وطن بنایا اور بیالیس سال تک بذمرہ بندوقیان ملازم رہ کر وفاداری و نمک حلالی سے کار سرکار انجام دیتے رہے۔ آپ بھی اپنے والد کی طرح مشہور نشانچی تھے۔ آپ کے پانچ فرزند ہیں اور پانچوں زندہ ہیں۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں۔ ٹھاکر بسنت سنگھ، اندر سنگھ، سندر سنگھ، ہری سنگھ اور کیسری سنگھ۔

سب بھائیوں کی پیشانیوں سے راجپوتی شان اور ان کے عادات و خصائل سے راجپوتی آن ٹپک رہی ہے۔ خصوصاً ٹھاکر ہری سنگھ اپنے خاندان میں نہایت زیرک اور قابل منشی اور ممتاز فرد ہیں۔ صدہا کنال اراضی کے مالک ہیں اور محکمہ پولیس پونچھ میں ملازم ہیں۔

چناس قلمرو جموں میں جو اس برادری کا اصل منبع ہے۔ اس خاندان کی کافی آبادی ہے۔ اور ان میں کئی ایک جاگیردار بھی ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

باب یازدہم

پونچھ کی صنعت و حرفت کار اقوام

حرفت کار اقوام کے وجود ہی سے دنیا کے کاروبار چل رہے ہیں۔ یہ لوگ نہ ہوں تو دنیا کے کاروباری سلسلہ کے وسیع سمندر میں ایک ہولناک تلاطم پیدا ہو جائے۔ زراعت کاری بھی ایک پیشہ ہے۔ اس پیشہ کے لوگ تپتی ہوئی گرمیوں اور ٹھٹراتی ہوئی سردیوں میں نہ دن دیکھتے ہیں نہ رات، کھیتی باڑی کے کام میں مصروف رہتے ہیں اور چونکہ مالیہ کی وصولی کے لئے سرکار ان ہی لوگوں سے نمبردار، ذیلدار اور سفید پوش مقرر کرتی ہے اور جب کوئی سرکاری افسر خواہ محکمہ مال کا ہو یا پولیس یا دیگر محکموں کا اپنے دورہ یا کسی مقدمہ وغیرہ کی تفتیش کے لئے کسی گاؤں میں آتا ہے۔ تو سب سے پہلے وہ ان ہی لوگوں سے ملتا ہے۔ جو ایک طرح سے نیم سرکاری آدمی ہوتے ہیں۔ اس لئے حکام کے تقرب کی وجہ سے عوام میں ان کا رسوخ قائم ہو جاتا ہے اور چونکہ سرکار ان کی اراضیات کی حفاظت کے لئے تا کہ وہ سود خوار لوگوں کے پاس نہ چلی جائیں۔ خاص قوانین وضع کرتی ہے اور تعلیم اور ملازمت میں ان کو کچھ مراعات بھی دیتی ہے۔ اس لئے زراعت کاری یا زمینداری کو ادتم پیشہ تصور کیا گیا ہے۔

لیکن اصل زمیندار وہ ہے جو اپنے ہاتھ سے ہل چلاتا اور بیلوں کی جوڑیوں کو ہانکتا اور فصلوں کی حفاظت کرتا اور ان کو کاٹتا اور گھاس کی گٹھریاں اُٹھاتا ہے۔ وہ لوگ جو زمیندار کہلاتے ہیں لیکن سرمایہ دار ہیں اور اپنے ہاتھوں سے کام نہیں کرتے، زمینوں کے مالک تو ضرور کہلا سکتے ہیں۔ مگر حقیقی معنوں میں زراعت کار نہیں ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

زمینداروں میں بھی صدہا ذاتیں ہیں۔ ان کی ایک ذات یا گوت نہیں ہے۔ ان میں ہندو بھی ہیں سکھ بھی ہیں اور مسلمان بھی ہیں۔

انکے علاوہ جن اقوام کا گذارہ صنعت وحرفت اور دستکاری اور مال مویشی کی پرورش پر ہے۔ انکی تعداد بھی کثیر ہے ان میں سے چند ایک کے نام حسب ذیل ہیں۔ بنجارہ، بازی گر، چمیار، چھینبہ، درزی، گدی، بکروال، گوجر، موچی، کاسی، (جولاہا) کمہار، لوہار، ترکھان، تیلی، ٹھٹھیار، زرگر، چنگڑ، حجام، ہانجی، ماشکی، جھیور، کمان گر، سادھو، کھٹیک (چمرنگ) خُسرہ، ماچھی، معمار، سپہادہ وغیرہ ان اقوام کے لئے ''کمین'' کا لفظ رائج ہے کمین کے معنی کام کرنے والے کے ہیں۔ لیکن رعونت پسند اور بالخصوص پدرم سلطان بود کا راگ الاپنے والی اقوام نے ''کمین'' کام کرنے والوں کو رذیل وحقیر سمجھ رکھا ہے۔ حالانکہ اگر یہ کاروباری اقوام نہ ہوں۔ تو نظام عالم تہ وبالا ہو جائے اور پھر جو لوگ یہ کام کرتے ہیں کا تب قدرت نے ان کے مقدر میں ہمیشہ کے لئے یہی پیشہ ودیعت نہیں کر رکھا۔ بلکہ سینکڑوں اور ہزاروں مثالیں اس قسم کی موجود ہیں۔ کہ کسی کفش دوز یا جولاے یا آرہ کش کا لڑکا تعلیم حاصل کر کے ترقی کی انتہائی منازل پر پہنچ گیا ہے۔ چنانچہ یورپ اور امریکہ میں اس کی صدہا مثالیں موجود ہیں۔ اور جب دنیا کے بڑے بڑے کامیاب لوگوں کے ابتدائی حالات پر غور کیا جائیگا تو اس کی تصدیق میں کافی نظائر ملیں گے۔ مثلاً ہومر جو یونان کا ملک الشعرا تھا۔ ایک معمولی غریب مزارعہ کا بیٹا تھا جو زمین کا مالک نہ ہونے کی وجہ سے ہر قسم کے کاروبار زراعت اور محنت مزدوری وغیرہ کر لیا کرتا تھا۔ سقراط کو کون نہیں جانتا جو دنیا کے مشہور حکیموں اور فلاسفروں کی سب سے پہلی صف میں تھا وہ ایک بڑھی یعنی ترکھان کا لڑکا تھا۔ یہ وہی حکیم تھا۔ جس کو فیلقوس بادشاہ یونان نے اپنے بیٹے سکندر اعظم کے پیدا ہونے پر لکھا تھا۔ ''میں نہیں جانتا بیٹا پیدا ہونے کی خوشی مجھے اس لئے ہے کہ وہ ایک بڑی سلطنت کا بادشاہ ہوگا یا اس لئے کہ آپ جیسے فلاسفر، حکیم اور دانا اُستاد کی شاگردی اسے نصیب ہوگی۔'' فرصل رومن حکومت کا ملک

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

الشعر ایک معمولی قلی کا فرزند تھا۔ شکسپیئر کو جو انگلستان کا مایہ ناز شاعر تھا اور انگریز قوم جس کے نام پر آج تک فخر کر رہی ہے ایک لکڑی فروش کا بیٹا تھا۔ جنرل گرانٹ جو جمہوریہ امریکہ کا صدر (یعنی شہنشاہ) رہ چکا ہے ایک چمرنگ کا فرزند تھا جوزیفائن جو نپولین بوناپارٹ شہنشاہ فرانس کی ملکہ ہونے کی وجہ سے مشہور عالم ہے۔ ایک غریب تمباکو فروش کی لڑکی تھی۔ اس قسم کی اور بھی کئی مثالیں تلاش سے مل سکتی ہیں۔

ہندوستان میں بھی لاتعداد ایسے لوگ ہیں۔ جن کے باپ دادا صنعت و حرفت یا دستکاری کا کام کرتے تھے۔ لیکن جن کی اولادوں نے کس نہ کسی وجہ سے یہ کام ترک کر کے روزگار کی کوئی اور صورت پیدا کر لی اور آج وہ ترقی کی منازل پر پہنچے ہوئے ہیں ان کا پیشہ وہیں ختم ہو گیا۔ جہاں انہوں نے کوئی دوسرا کام شروع کر دیا۔

ان دنوں مسجد شہید گنج[1] لاہور کے افسوسناک انہدام کے سلسلہ میں لاہور کی چند تاریخیں راقم الحروف کے زیر مطالعہ رہی ہیں ان میں چند واقعات اس قسم کے ملے ہیں۔ ان کا اندراج یہاں بامحل اور باموقعہ سمجھ کر درج کیا جاتا ہے۔

لاہور میں حضرت شیخ موسیٰ آہنگری کا کام کرتے تھے۔ ذات ان کی راجپوت تھی۔ بہ ظاہر دنیادار اور بہ باطن ولی کامل تھے ان کی وفات ۹۸۵ھ کے بعد شہنشاہ اکبر نے ان کا عالیشان مقبرہ تعمیر کرایا۔

حضرت لال حسین جن کی عرس کی وجہ سے میلہ چراغاں یا میلہ شالا مار باغ پنجاب میں دور دور تک مشہور رہے۔ ذات کے راجپوت تھے۔ ان کے والد شیخ عثمان نے انقلاب زمانہ سے تنگ آ کر بافندگی کا کام سیکھا۔ حضرت حسین بھی ابتداء میں یہی کام کرتے رہے۔ لیکن اپنے مرشد حضرت بہلول کی باطنی توجہ سے ترک دنیا کے بعد اس مرتبہ پر پہنچے کہ ان

[1] یہ باب جولائی ۱۹۳۵ء کے آخری ایام میں لکھا گیا تھا اور مسجد شہید گنج ۷ و ۸ جولائی کی درمیانی شب کو سکھوں نے منہدم کی تھی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کے ہر بن سُو سے

کمالِ اوج ہوں رفعت کی انتہاہوں میں کی صدا آتی تھی۔ ۹۴۵ھ میں پیدا ہوئے۔ بزمانہ شہنشاہ اکبر ۱۰۰۸ھ میں وفات پا گئے۔ ایک مرتبہ اُن پر کسی نے جولاہ ہونے کو طعن کیا۔ آپ نے جواب میں فرمایا

بشنو از من کہ از خود آگاہم جوئے الہم بگونہ جولاہم

معراج الدین جہاندار شاہ بادشاہ دہلی نے ان کے عالیشان مقبرہ پر چاندی کا کٹہرا نصب کرایا۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ جب تک زندہ رہا۔ ان کے مزار پر وزراء اور فوج سمیت ہر سال بلاناغہ آتا تھا اور بیش قیمت کپڑوں کے علاوہ گیارہ سو روپیہ نذر چڑھاتا تھا۔ مزار مادھو لال حسین کے سجادہ نشینوں میں حضرت عابد شاہ ذات کے بھٹی راجپوت حضرت عظمت شاہ تھپینہ یعنی دھوبی اور حضرت واحد شاہ ذات کے لحاظ سے راجپوت اور پیشہ کے لحاظ سے کمہار تھے۔ لیکن جب فقر کی دنیا میں آئے تو تری سرکار میں آتے ہی سبھی ایک ہونے کا مصداق ہو گئے۔

لاہور میں ایک مقبرہ مرگ نینی کمہار کے نام سے ہے۔ ان کا اصل نام محمد سلطان تھا۔ پیشہ کے لحاظ سے کمہار تھے۔ ان کی آنکھیں چونکہ بیحد خوبصورت تھیں۔ اس لئے مرشد نے ان کا نام مرگ نینی رکھ دیا۔ ۷ شوال ۱۲۵۵ھ کو بعہد نواب شاہنواز خان ناظم لاہو انتقال کر گئے۔ لوہار اور کمہاران کے مزار کی خدمت کرتے رہتے ہیں۔

مسجد دائی لاڈو (لاہور) کے خادم کا نام فقیر مہر شاہ تھا۔ اس کی اصل ذات کھوکھر راجپوت تھی اسی کے تمام رشتہ دار آہنگری کا کام کرتے تھے اس کا وطن ضلع گجرات کے موضع پنڈ کالو میں تھا۔ جب مہاراجہ شیر سنگھ کے عہد میں پیر احمد یار شاہ قادری نے اس کو مرید کیا تو اس نے اپنا آبائی پیشہ ترک کر دیا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

پیر احمد یار شاہ جن کا اوپر ذکر آچکا ہے۔ پیشہ کے لحاظ سے ترکھان اور ذات کے لحاظ سے راجپوت تھے۔ کوٹ پیرو شاہ ضلع گوجرانوالہ ان کا وطن تھا۔ ان کے مریدوں میں سائیں قطب شاہ لاہوری بہت مشہور گذرے ہیں۔

فاضل شاہ نام ایک بزرگ محمد شاہی عہد میں لاہور میں ولی کامل گذرے ہیں۔ وہ کمہاروں کا کام کرتے تھے۔ ذات ان کی مغل تھی۔ ان کے مرشد حضرت عبدالرحمان نے ان سے بڑی بڑی سخت ریاضتیں کرائی ہیں۔ یہاں تک کہ ایک مرتبہ ان کو ۴۰ دن تک شگاف شدہ قبر میں بند رکھا۔ ۴۰ دن کے بعد ایک ہجوم کے سامنے ان کو قبر سے نکالا گیا تو وہ زندہ تھے۔ لیکن نیم غشی اور چہرہ کی زردی کی وجہ سے صحیح معنوں میں زندہ در گور تھے۔ ان کے سلسلہ کے لوگ اب تک لاہور اور شیر گڑھ میں موجود ہیں۔ بعہد نواب خان بہادر خان ناظم لاہور ۱۱۵۵ھ میں انتقال کر گئے۔

نواب خان بہادر خان اور نواب شاہنواز خان جو سکھوں سے پیشتر لاہور کے حاکم اور پنجاب کے گورنر تھے۔ حضرت خواجہ سید خاوند محمود عرف حضرت ایشان کی اولاد سے تھے۔ اپنے علم و عمل کے لحاظ سے فخر سادات تھے۔ لیکن جب ان کے عروج کا زمانہ ختم ہو گیا تو ان کی ذریات میں سے کسی نے کپڑے سینے اور کسی نے کپڑے دھونے اور کسی نے تانگہ چلانے کا کام اختیار کر لیا۔ ۱۸٦۴ء میں اس خاندان کا ایک شخص بنام جیون خان میاں محمد سلطان کاشمیری لاہور کے مشہور ٹھیکہ دار کے ادنیٰ ملازموں میں تھا۔

دہلی کے مغل شاہزادوں کی تباہی وخانہ ویرانی کا حال کس کو معلوم نہیں۔ اکبر اور شاہجہان اور عالمگیر کی اولاد کی اکثریت آج کہیں موٹر ڈرائیور ہے۔ کہیں کوچبانی کا کام کرتی ہے، کہیں کوئی درزی ہے، کوئی جوتیاں گانٹھتا ہے۔ انتہا یہ ہے کہ کئی افراد ساقی گری کا کام کرتے ہیں۔ یعنی سٹیشنوں پر مسافروں کو حقہ بھر بھر کر پلاتے اور اپنے پیٹ پالتے رہے ہیں۔ لیکن ان کے مغل ہونے میں تو کوئی کلام نہیں۔ جب ان کی اولادوں میں سے کوئی لکھ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

پڑھ جائیگا اور وہ کوئی اور کام اختیار کریگا۔ تو ساقی گری، کوچبانی اور کفش دوزی وغیرہ سب پیشے اسے سے چھوٹ جائیں گے۔ پیشہ تبدیل ہوسکتا ہے لیکن ذات تبدیل نہیں ہوسکتی۔

ایک چھوٹا سا رسالہ بنام کسب الانبیاء مولانا ظہور الحق عظیم آبادی کی تصنیف ہے یہ رسالہ صرف اس ایک سوال کے جواب میں تصنیف کیا گیا ہے۔ سوال:۔ عام لوگ جو کھیتی کرنے والوں، کپڑے سینے والوں، کپڑے بننے والوں اور عرفت کاریگر کام کرنے والوں پر طعن کیا کرتے ہیں۔ قرآن اور حدیث اور اصول اور فقران کے متعلق کیا کہتے ہیں۔ اس کے جواب میں مولانا مذکور نے قرآن وحدیث وغیرہ کے رُو سے نہ صرف یہ ثابت کیا ہے۔ کہ جو مسلمان حکم الٰہی انّ اکرمکمہ عنداللہ تفلم کیخلاف کسی حرفت کار کو حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ وہ جہنمی ہے اور قرآن کی صریح مخالفت کرتا ہے۔ بلکہ بتایا ہے کہ انبیا اور اللہ کے دیگر برگزیدہ بندوں نے اکثر حرفتی کام حلال اور لیب سجھ کر کئے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب سے پہلے حضرت آدم کو کپڑا بننے کا کام اور پھر کھیتی باڑی کا کام سکھایا اور بتایا گیا۔ تفسیر فتح العزیز میں مولانا عبدالعزیز نے لکھا ہے جو شخص ان پیشوں پر طعن کرتا ہے وہ حقیقت میں نبیؐ پر طعن کرتا ہے۔

حضرت آدم کے علاوہ حضرت شیث علیہ السلام بھی کپڑا بنتے تھے۔ حضرت نوح جو طوفان نوح کے بعد ابوالبشر ثانی کہلائے۔ تجارت بھی کرتے تھے اور بڑھئی یعنی ترکھان کا کام کیا کرتے تھے۔ حضرت ادریسؑ خیاطیوں یعنی درزیوں کا کام کرتے تھے۔ حضرت صالح اور حضرت ہود دونوں بیوپار کا کام یعنی دکانداری کیا کرتے تھے۔ حضرت ابراہیم اور حضرت لوط علیہ السلام کھیتی باڑی کیا کرتے اور حضرت شعیب اپنے اور لوگوں کے مویشی چراگاہوں میں چرایا کرتے تھے اور دودھ اور جانوروں کی نسل اور ان کی پشم وغیرہ بیچ کر اپنی معاشی حاصل کرتے تھے۔ گویا جو کاروبار آج گجروں کا ہے۔ اسی کام کو حضرت شعیب کیا کرتے تھے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام ایک جلیل القدر نبی ہونے کے باوجود بکریاں اور بھیڑیں چرایا

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کرتے اور ان کی خرید وفروخت پر گذارہ کیا کرتے تھے یہ وہی کام ہے جو آج بکروالوں کی قوم پونچھ اور دیگر ملکوں میں کر رہی ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام زرہ بنایا کرتے اور اسی کو اپنی ذاتی معاش کا ذریعہ سمجھا کرتے تھے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام بادشاہ تھے اور ہوا تک ان کے ماتحت تھی۔ اور دنیا کا کثیر حصہ ان کے قبضہ میں تھا۔ لیکن اے فرمان الٰہی اور حکم رسول سے گردن موڑنے اور سرکش ہونے اور اپنے بھائیوں پر ظلم کرنے اور ان کو صرف ان کی غریبی کی وجہ سے بہ نظر حقارت دیکھنے والو! معلوم ہے وہ اپنا اور اپنے وہل وعیال کا پیٹ کس طرح پالتے تھے۔ وہ پورے حرفت کار اور دستکار تھے اپنی روزی اپنے ہاتھ کی محنت سے کماتے تھے۔ ان کے متعلق فتح العزیز میں لکھا ہے کہ وہ برگ خرما (کھجور کے پتوں) کے پنکھے اور چٹائیاں بنا کر بیچتے تھے اور جو اجرت ملتی تھی اس پر ان کا اور ان کے کنبہ کا گذارہ ہوتا تھا۔

ہمارے رسول کریمؐ سالہا سال تک تجارت کا کام کرتے اور بکریاں چراتے رہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ آپ کے خلیفہ اول بزازی اور حضرت عمر فاروقؓ ابتدا میں خشت پزی کا کام کیا کرتے تھے۔ لیکن زمانہ کا انقلاب اور قوم کی بدبختی ہے۔ کہ اپنے ہاتھ سے حق حلال کی محنت کرنے والے آزاد گروہ پر ملازمت پیشہ یعنی غلام لوگوں کو ترجیح دی جاتی ہے اور جس قوم کو "الکاسب حبیب اللہ" اور کل مومن اخوۃ کی تعلیم دی گئی تھی وہی قوم آج ہر حرفت اور ہر پیشہ اور ہر حرفت کار اور ہر پیشہ در کو خواہ وہ کسب حلال ہی سے روزی کمائے ذلیل و مذموم سمجھ رہی ہے۔

دوسری طرف ہمارے برادران وطن نے اس گُر کو سمجھ لیا ہے کہ سرکاری ملازمت اور زمینداری کے اندر خواہ کتنی گنجائش ہو۔ جب تک کوئی قوم صنعتی و حرفتی کاروبار کے وسیع میدانوں کو تسخیر نہ کرے۔ دنیا میں عزت، اقبال اور فارغ البالی حاصل نہیں کر سکتی۔ جرمن انگریز، امریکن، جاپان وغیرہ کئی ممالک آزاد پیشے اختیار کر کے اپنے علم و ہنر کا سکہ ایک عالم پر بٹھا رہے ہیں۔ جاپان ہی کو لیجئے۔ آج اس کے مال کی کھپت کے لئے دنیا میں سب سے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

بڑی منڈی، ہمارا ہندوستان ہی ہے۔

اس لئے برہمنوں، کھتریوں، راجپوتوں اور سکھوں کے تمام طبقوں نے نمائشی فضیلت و برتری کو بالائے طاق رکھ کر کہیں چمڑا اور کپڑا رنگنے، کہیں کفش دوزی، بوٹ سازی، کرنے کہیں کپڑے دھونے کے کارخانے کھول رکھے ہیں۔ کہیں ترکھان بن کر فرنیچر تیار کیا جا رہا ہے۔ کہیں مستری اور انجینئر کہلا کر لوہے کے کارخانے قائم کئے جا رہے ہیں۔ درزیوں اور ملیاروں اور حجاموں اور باجہ نوازوں میں آج اس قوم کے افراد روز بروز زیادہ حصہ لے رہے ہیں۔ جو مذہبی نکتہ نگاہ سے ہزار ہا سال تک ان پیشوں کو ذلیل وحقیر سمجھتے رہے۔ بلکہ کشمیر میں تو کشمیری پنڈتوں نے معماروں اور ترکھانوں اور لوہاروں اور رنگریزوں کے علاوہ حجاموں کا کام بھی شروع کر رکھا ہے۔ مگر ہندوستان کا بدنصیب مسلمان ابھی تک ایسے پیشوں کے رذیل و شریف ہونے ہی کا قائل ہے۔ وہ نہیں سمجھتا۔ کہ صرف ایک لوہارہ کام کے اندر ہی اس قدر بے پایاں دسعت ہے کہ تعلیم یافتہ، مغربی لوہاروں نے اور ان کی تقلید میں ہندوستان کی روشن خیال اقوام نے اس کام کو بڑھا کر اور پھیلا کر بیسیوں قسم کے انجینئرنگ کارخانے قائم کر رکھے ہیں۔

شاید بہت کم لوگوں کو معلوم ہوگا کہ حجاموں کی بھی بیشمار ذاتیں ہیں۔ ان میں بھٹی راجپوت، سدھر اور سندہو جٹ، مغل اور قریشی وغیرہ کئی ذاتیں موجود ہیں۔ یہاں تک کہ انجمن ترقی اُردو اورنگ آباد دکن کے سرماہی رسالہ اُردو اکتوبر ۱۹۲۹ء میں ایک سید حجام کا بھی ذکر ہے۔ جو شاہجہان بادشاہ کی حجامت بنایا کرتا تھا اور جس کو شہنشاہ نے مکہ معظّمہ سے نجیب الطرفین سید کی حیثیت سے اس لئے بلوایا تھا کہ اس کو سوائے سید کے کسی اور کے آگے سر نہ جھکانا پڑے۔ جب تک وہ یا اس کی اولاد بادشاہوں اور شہزادوں کی حجامتیں کرتی رہی۔ نسب کے لحاظ سے سید اور کسب کے لحاظ سے حجام کہلاتی رہی۔

پنجاب میں کئی ایسے قریشی اور جاٹ اور راجپوت اور مغل اور دوسری اقوام کے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

مسلمان ہیں جو حجامتوں کا کام کرتے ہیں۔ بعض ایسے ہیں جنہوں نے تعلیم حاصل کر کے یہ پیشہ ترک کر دیا ہے اور اب وہ معقول ملازمتوں پر ہیں اور کوئی وجہ نہیں کہ جب وہ حجامتوں کا کام بھی نہیں کرتے تو کیوں اپنی اصل ذاتوں میں شامل ہو کر قریشی یا جاٹ یا راجپوت وغیرہ نہ کہلائیں۔

پنجاب اور ہندوستان کی طرح پونچھ میں بھی کئی صنعتی وحرفتی اقوام ہیں۔ بلکہ پونچھ کی ان اقوام میں یہ خوبی ہے کہ وہ درزیوں، دھوبیوں، موچیوں اور حجاموں اور جولاہوں وغیرہ کا کام بھی کرتی ہیں اور زراعت پیشہ بھی ہیں۔ چنانچہ جن پیشہ وریعنی صنعت وحرفت کار اقوام کو حکومت پونچھ نے زراعت پیشہ تصور کیا ہے۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں۔ لوہار، ترکھان، چمیار، تیلی، نداف، نائی، بافندہ (کاسبی، جولاہا، سنیارا (زرگر) کمہار، موچی،

۱۹۶۰ء کے بندوبست پونچھ کے دوران میں جہاں اور بیشمار غلطیاں ہوئیں وہاں ایک یہ بھی بڑی بھاری غلطی ہوئی کہ لوہار، ترکھان، بافندہ وغیرہ صنعتی وحرفتی لوگوں کی اصل ذاتوں کو نظر انداز کر کے ان کے پیشوں اور ان کے کاروبار ہی کو قوم تصور کر لیا گیا اور اسی کے مطابق مال وبندوبست کے کاغذات میں اندراج بھی ہو گئے۔

بندوبست کی اس شدید غلطی نے بعض فرعون بے سامان اقوام کو اور بھی شہ دیدی۔ چنانچہ انہوں نے ان غریب بے علم اور بے بال وپر صنعتی وحرفتی اقوام کے ساتھ بعینہ وہ سلوک روا رکھا جو اعلیٰ ذات کے ہندو اچھوت ذاتوں کے ساتھ روا رکھتے ہیں۔ حالانکہ اب ان میں بھی وسیع الخیالی اور رواداری پیدا ہو رہی ہے۔ چنانچہ ہندوؤں نے اب ان ادنیٰ اور اچھوت ذات کے لوگوں کا نام "ہریجن" رکھا ہے اور کھان پان اور دیگر معاشرتی امور میں تعصبات بہت کچھ دور کئے جا رہے ہیں۔

یہ عجیب تماشہ ہے کہ اگر کوئی شخص ذات کا سید یا مغل یا بھٹی یا جنجوعہ یا گکھڑ وغیرہ ہے اور وہ زراعت یا ملازمت پیشہ ہے۔ تو کاغذات مال میں اس کا پیشہ نہیں لکھا جائیگا۔ بلکہ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اس کی ذات سید یا مغل وغیرہ درج ہوگی۔ لیکن اگر کوئی شخص مغل یا گکھڑ یا بھٹی وغیرہ ہو اور اس کا پیشہ آہنگری یا نجاری یا کفش دوزی یا بافندگی وغیرہ ہو تو اس کی ذات نہیں لکھی جائیگی۔ بلکہ اس کے پیشہ ہی کو ذات تصور کر کے درج کاغذات کر دیا جائیگا۔ حالانکہ ذات الگ چیز ہے اور پیشہ الگ چیز ہے۔

افسوس ہے پونچھ کی ان اقوام نے جو بزعم خود اپنے آپ کو ''خاندانی'' تصور کر رہی ہیں جسم اسلام کی اس ریڑھ کی ہڈی یعنی صنعت کار اقوام کے ساتھ ایام بندوبست سے قبل بھی بندوبست کے ایام میں بھی اور بندوبست کے بعد آج بھی نہایت حوصلہ شکن سلوک روا رکھا ہے۔ ان کا برتاؤ جو غریب حرفت کار اقوام کے ساتھ ہے۔ اسلام کی تعلیم کے قطعی خلاف ہے۔ اگر یہ صحیح ہے کہ دولت ڈھلتی اور چلتی پھرتی چھاؤں ہے اور روپیہ پیسہ کسی کا ہمیشہ ساتھ نہیں دیتے۔ تو کیا یہ ممکن نہیں کہ جن قوموں کو آج اخلاق، انسانیت اور اسلام کی تعلیم کو فراموش کر کے ذلیل وحقیر بلکہ قابل نفرت سمجھا جا رہا ہے۔ کل وہی خوبئ تقدیر کی بدولت بام عروج پر چڑھتی ہوئی نظر آئیں اور وہ قومیں جو تکبر وغرور کے نشہ میں سرشار ہیں آسمان عظمت سے گر کر ذلت کے تحت الثریٰ میں جا پہنچیں۔ یاد رکھو یہ ناممکن نہیں ہے اس لئے کہ ہم نے انقلاب دور گردون یوں بھی دیکھے ہیں۔

ہر سال چودہ پندرہ ہزار لڑکے صرف پنجاب یونیورسٹی ہی سے انٹرنس میں ہوتے ہیں۔[1] اور گریجوایٹوں کی تعداد بھی ہر سال چار پانچ سو سے کم نہیں ہوتی اور ۱۹۳۵ء میں جن بی اے یا ایم اے پاس لڑکوں نے وکالت کا امتحان پنجاب میں پاس کیا ہے۔ ان کی تعداد بھی چار سو سے زیادہ ہے۔ لیکن آپ کو معلوم ہے۔ اس لکھی پڑھی فوج میں سے ہر سال کتنے لوگ

---

[1] ۱۹۳۶ء میں ۲۰۹۱۸ طالب علم امتحان میں شامل ہوئے تھے جن میں سے ۳۴۵۲ لڑکے (جن میں ۴۰۰ لڑکیاں بھی ہیں پاس ہوئے ہیں۔ ان کے اخراجات جماعت نہم دوہم کی کتابوں اور فلیسوں اور یونیورسٹی کی فیس کی خرچ کا اندازہ ساڑھے ۳۵ لاکھ روپیہ کیا گیا ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

نوکریوں کے لئے دفتروں کی خاک چھاننے اور افسروں کی خوشامدیں کرتے رہنے کے باوجود ملازمتوں سے محروم رہتے ہیں اور اس محرومی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ہر سال کئی تعلیم یافتہ نوجوانوں صرف بیکاری و بیروزگاری سے تنگ آ کر خودکشی کر لیتے اور ماں باپ کا ہزار ہا روپیہ خرچ کرانے کے بعد اپنی جان حرام گنوا دیتے ہیں۔

ان دردناک حالات سے متاثر ہو کر ملک کے رہنماؤں اور ہمدردوں نے صنعت وحرفت کو درسی تعلیم کا لازمی جزو قرار دیا ہے۔ چنانچہ کئی سکولوں میں درزیوں اور ترکھانوں وغیرہ کا کام سکھایا جاتا ہے۔ حکومت نے انگریزی یعنی کپڑا رنگنے۔ مرغیاں پالنے اور کپڑا بننے اور کرسیاں اور فرنیچر بنانے کے سکول کھول دیئے ہیں۔ یہ وہی صنعت وحرفت ایک ترقی یافتہ رنگ میں ہے جس کو پونچھ کے "بزعم خود خاندانی" لوگ بھوکا مرنے کے باوجود بہ نظر تحقیر دیکھ رہے ہیں۔

ہندوستان کی مختلف صوبجاتی حکومتوں اور بعض ریاستوں نے صنعتی وحرفتی وظائف جاری کر رکھے ہیں۔ تاکہ تعلیم یافتہ لوگ کوئی ہنر سیکھ کر جہاں اپنا پیٹ عزت کے ساتھ پال سکھیں۔ وہاں اپنے ملک کی صنعتی ترقی کا باعث بھی ہوں۔ چنانچہ حال ہی میں سلور ریڈنگ فنڈ[1] کی رپورٹ ۱۹۳۴ء میں لکھا گیا ہے۔ کہ تعلیم یافتہ نوجوانوں میں حد سے زیادہ بیکاری دیکھتے ہوئے منتظمین محسوس کرتے ہیں کہ پیشوں (یعنی صنعت وحرفت کے کاموں) کی تعلیم میں مدد دینا ملک کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ نیز ایسے طالب علموں کو جو کام سیکھنے کی اہلیت رکھتے ہوں۔ بڑھئی کا کام، موزے بنیان وغیرہ بننے کا کام، لکڑی کا کام، چمڑا رنگنے کا کام اور اسی قسم کی دوسری دستکاریوں کی تعلیم دی جائے[2]۔

---

[1] اس فنڈ کی پریذیڈنٹ ویسرانی صاحبہ ہز اکسنی کاؤنٹس آف ولنگڈن ہیں۔

[2] از خلاصہ مضمون فوجی اخبار لاہور مورخہ ۲۷ جولائی ۱۹۳۵ء۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

بعض سرکاری صنعتی اداروں میں صرف صنعتی وحرفتی اقوام کے لڑکوں ہی کو لیا جاتا ہے۔ مثلاً گورنمنٹ ٹریننگ انسٹی چیوٹ جالندھر کی طرف سے محکمہ اطلاعات پنجاب نے ۲۵ رفروی کو اعلان کیا ہے کہ اس انسٹی چیوٹ میں صرف چماروں یا پیشہ ور دباعوں[1] کو لیا جائیگا اور ہر طالب علم کو دس روپے ماہوار وظیفہ ملے گا۔

ہماری گورنمنٹ جموں وکشمیر نے بھی اکثر مقامات پر انڈسٹریل یعنی صنعتی سکول کھول رکھے ہیں اور جو طالب علم ان صنعتی سکولوں سے تعلیم پا کر نکلتے ہیں۔ وہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے ملازمت پیشہ لوگوں اور خاندانی بے روزگاروں سے جو صنعت وحرفت کے کاموں کو اپنے لئے باعث ننگ وعار سمجھتے ہیں زیادہ کما رہے ہیں اور عزت وآزادی کے ساتھ ہمیں توقع ہے کہ حکومت پونچھ بھی دربار جموں وکشمیر کی تقلید میں اگر زیادہ نہیں۔ تو اپنی چاروں تحصیلوں میں چار صنعتی ادارے ضرور قائم کریگی۔

چمن کوٹ تحصیل باغ میں ایک وسیع برادری ہے۔ جو ایک ہی مورث اعلیٰ عبدالرحمان عرف مانک شاہ کی اولاد سے ہے۔ کہتے ہیں یہ خاندان نسل اور خون کے لحاظ سے قریشی تھا۔ لیکن مختلف کاروبار اختیار کر لینے کی وجہ سے مختلف ناموں سے پکارا جانے لگا۔ چنانچہ اس خاندان میں کئی افراد لوہار ہیں کئی نجار ہیں اور کئی معماروں کا کام کرتے ہیں۔ غرض زمیندارہ کے ساتھ صنعت وحرفت میں بھی ان لوگوں نے خاص نام پیدا کر رکھا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ صنعت وحرفت کی ترقی ہی سے کسی ملک کی اقتصادی حالت سدھر سکتی ہے۔

جنت کی طرح اپنے وطن کی بہار ہو
سید ہو گر لوہار برہمن چمار ہو

یوں تو یہ خاندان تحصیل باغ کے اکثر دیہات میں پھیلا ہوا ہے۔ لیکن موضع ہل سرنگ میں خصوصیت کے ساتھ اس کی آبادی زیادہ ہے۔ ان میں مستری احمدالدین ولد میاں نورعالم اپنی قوم اور برادری میں درجہ اختصاص رکھتا ہے۔ اس کا ایک ہونہار اور تعلیم یافتہ فرزند

[1] چمڑا رنگنے والوں سے مراد ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

مستری حسن دین آرمورا حوالدار ہے اور اس سے چھوٹا روشن دین مڈل سکول دھیر کوٹ میں زیر تعلیم ہے۔ مستری حسن دین کو اس کی اعلیٰ کارکردگی کے کئی سٹوفکیٹ بھی حکام سے ملے ہوئے ہیں۔ جو ان کے مستعد اور کارکن اور اپنے فن میں ماہر ہونے کی دلیل ہیں۔

یہ خاندان کاغذات مال میں پیشہ کے لحاظ سے لوہار درج تھا۔ لیکن مولوی عبداللہ ولد مولوی کرم دین سکنہ بندرائی تحصیل باغ کی جدوجہد سے اس خاندان کے اکثر افراد کی محکمہ مال میں صحت ہو چکی ہے۔ اس خاندان میں حسب ذیل اصحاب قابل ذکر بتائے جاتے ہیں۔ مولوی نصر دین، مستری عطا، عمر دین، تھولو، فیروز دین، فضل احمد، محمد عظیم، الف دین، دینا، بگا، محمد حسین، علم دین ورکن دین۔ اس خاندان کا شغل زمیندارہ بھی ہے اور صنعت وحرفت بھی اور علم کا بھی نسبتاً اچھا شوق ہے۔

علاقہ تھکیالہ میں باغ علی سکنہ بالاکوٹ اپنی ذات کھوکھر قطب شاہی بتاتا ہے اس کے اسلاف میں ولی محمد خان نے پارچہ بافی کا کام شروع کر دیا۔ لیکن بندوبست والوں نے اس کی اولاد کو جولاہ درج کر رکھا ہے۔ حالانکہ اس کی اولاد کپڑا بننے کی وجہ سے جولاہا اور زمینداری کرنے کی وجہ سے زمیندار تھی۔ تعجب ہے کہ بندوبست والوں نے ان کو صرف جولاہا کی بجائے زمیندار جولاہا کیوں نہ لکھ دیا۔ تاہم باغ علی شیر محمد اور امام دین وغیرہ بڑی جدوجہد کے بعد صاحب چیف ریونیو افسر کے ایک حکم ۱۴ ر جیٹھ ۱۹۸۹ء ب کے مطابق آخر کھوکھر قرار دیئے گئے۔

دھروتی تھکیالہ میں ایک کنبہ ہے۔ جس کے صرف ۶ گھر ہیں۔ یہ کنبہ اپنے آپ کو گکھڑ کہتا رہا۔ لیکن بندوبست والوں نے ایک نہ سنی۔ انہوں نے اس کو کاسبی درج کر دیا اور کچھ شک نہیں کہ اس کنبہ کے ایک بزرگ شکرا خان نے جولاہوں کا کام بھی شروع کر دیا تھا لیکن وہ قومیت اپنی گکھڑ ہی بتاتا رہا۔ اس کنبہ نے بھی آخر صحت قوم کی کوشش کر کے ۱۷ اکا تک ۱۹۸۹ء ب کے سرکاری حکم کے مطابق اپنے آپ کو گکھڑ تسلیم کرالیا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

تحصیل باغ کے مواضعات ڈھل قاضیان اور پمنوٹھی میں دو ایک گھر ایسے ہیں جو اپنے آپ کو سنگرال راجپوت کہتے ہیں ان کا پیشہ زمینداری ہے۔ بلکہ ان میں سے ایک شخص جو اچھا خاصہ تعلیم یافتہ ہے چار گاؤں میں اراضی بھی رکھتا ہے لیکن لوگ ان کا کاسبی کہتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کے خاندان میں سے ایک شاخ کے کسی شخص نے کاسبیوں کے ہاں شادی کر لی تھی۔ یہاں سے ان کی آل ہی کاسبی ہو گئی۔ کاغذات بندوبست میں بھی یہ لوگ کاسبی درج ہیں۔

چک سریان۔ ٹوپی، سنگولہ، بنگڑاں، چوڑ، کفل گڑھ، بنی پسار، جگ لڑی، سیوتھ، ٹائیں وغیرہ تحصیل باغ کے دیہات میں "مولوی" غلام علی خان کی ایک وسیع برادری ہے۔ جو اپنے آپ کو راجہ مل خانکی اولاد سے بتاتی اور جنجوعہ ظاہر کرتی ہے دیگر اقوام کی طرح یہ برادری بھی وسیع اراضی کی مالک ہے۔ زمیندارہ کے علاوہ اس کے اکثر افراد ملازمت بھی کرتے ہیں۔ غالباً ان کے بزرگوں میں سے کسی نے افندگی کا کام کیا ہوگا۔ اسی بنا پر کاغذات بندوبست میں ان کا پیشہ بافندگی درج کر دیا گیا۔ حالانکہ ان کا پیشہ زراعت بھی تھا اور اب بھی یہ تمام برادری زراعت کا کام کرتی ہے۔ اسلیئے اگر ان کا اندراج پیشہ ہی کے لحاظ سے کرنا تھا تو ان کو زراعت پیشہ کیوں نہ لکھا گیا۔ اس برادری میں بعض فوجی ملازم ہیں۔ بعض تمغہ یافتہ ہیں اور کئی ایک لکھے پڑھے ہیں۔ عقل دین جنگ عظیم میں بھی شامل رہا ہے۔

یہ سب برادری ایک شخص لال خان کی اولاد سے ہے۔ جو آج سے تین سو سال قبل مظفر آباد سے پونچھ کے موضع کفل گڑھ میں آ کر آباد ہو گیا تھا۔

موضع تاہی میں چند افراد اپنی قوم گکھڑ بتاتے ہیں۔ کام ترکھانوں کا بھی کرتے ہیں اور زراعت کا بھی۔ مگر بندوبست والوں نے کاغذات مال میں ان کو ترکھان لکھ دیا ہے۔ زراعت پیشہ نہیں لکھا۔ حالانکہ اس برادری کا گذارہ نجاری اور زمیندارہ دونوں کاموں پر ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

علاقہ تھکیالہ میں چند گھر ایسے ہیں جو اپنے آپ کو اعوان کہتے ہیں یہ سب لوگ اپنے ہاتھ سے کھیتی باڑی کا کام کرنے کے علاوہ کمہاروں کا کاروبار بھی کرتے ہیں۔ لیکن بندوبست والوں نے ان کو کاغذات مال میں پیشہ کے لحاظ سے کمہار تو لکھ دیا۔ کاشتکار اور زمیندار کا لفظ نہ لکھا۔ اس برادری کا ایک شخص جو پشاور میں فوجی ملازم ہے۔ لکھتا ہے۔ ''غریب مسلمانوں کو سب سے زیادہ نقصان ان مسلمانوں کے ہاتھوں سے پہنچ رہا ہے جو اپنے زعم میں ''خاندانی'' بنے ہوئے ہیں اور سرمایہ داری یا حکام رسی کے رسوخ واثر سے غریب مسلمانوں کو اپنا غلام بنائے رکھتے ہیں۔

مواضعات چڑالہ۔ سوہادہ، ڈونگا کھنیتر، ناڑاکوٹ اور بنگوئیں میں ایک مختصر سی آبادی ہے۔ جو اپنے آپ کو ادمال گکھڑ ظاہر کرتی ہے۔ کاغذات مال میں اس برادری کی قوم کمان گر درج ہے۔

پنجاب میں منہاس راجپوتوں کا ایک معزز خاندان بھی کمانگر کے نام سے مشہور تھا۔ لیکن جب زمانہ کی رفتار کے مطابق پرانے ہتھیار مٹتے اور ان کی جگہ جدید اسلحہ بنتے گئے اور کمانگری ختم ہوتی گئی تو اس خاندان کے لوگوں نے علم حاصل کر کے ملازمتیں حاصل کر لیں یا اور کاروبار جاری کر لئے۔ چنانچہ اب وہ خاندان سرکاری وغیر سرکاری کاغذات میں منہاس راجپوت کے نام سے درج ہے۔ لیکن پونچھ میں پیشہ کا لفظ بھوت بن کر چمٹ جاتا ہے اور دلائل وبراہین کے منتر کے باوجود اُترنے میں نہیں آتا۔

ان مواضعات کی برادری کے چند افراد مذہبی علوم سے اچھی واقفیت رکھتے ہیں اور ہندوستان کے دینی مدارس کے تعلیم یافتہ ہیں اور قریباً پانچ چھ پشت سے اس برادری میں کمانگری کا پیشہ ترک ہے اور صرف زراعت یا درس تدریس پر اس کا گذارہ ہے۔

تحصیل پلندری کے مواضعات رام پٹن ومنگ میں ایک برادری قریباً دوسو نفوس کی ہے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

جس کو عرف عام میں لوہار کہتے ہیں۔ لیکن وہ برادری اپنی ذات منگرال راجپوت بتاتی ہے۔ بندوبست میں اس برادری کی قوم لوہار ہی درج ہے۔ لیکن صاف ظاہر ہے کہ آہنگری ایک پیشہ ہے اور اب تو اس برادری کی تحریر کے مطابق یہ پیشہ بھی اس میں نہیں ہے۔ بلکہ اس کا اصل پیشہ کی پشتوں سے اب زراعت وملازمت ہے۔ مگر اپنی ذات منگرال راجپوت تسلیم کرانے میں اس برادری کو بے انتہا مشکلات پیش آرہی ہیں۔

اس برادری کے کئی لوگ گورنمنٹ انگلشیہ کے محکمہ فوج میں سپاہی اور نائیک اور حوالدار ہیں اور کئی ایک پنشن پر آئے ہوئے ہیں۔ چند ایک امام دیہہ بھی ہیں۔

اسی طرح موضع مدار پور تحصیل حویلی میں پچیس تیس گھر ایسے ہیں۔ جو اپنی ذات منگرال راجپوت بتاتے ہیں۔ لیکن کاغذات مال میں ان کو ان کے پیشہ کے لحاظ سے ترکھان درج کیا گیا ہے۔

بھٹروٹ مہنڈر۔ یہاں چند گھر ایسے لوگوں کے ہیں جو کام تو کفش دوزی کا کرتے ہیں لیکن وہ اپنی ذات مغل بیان کرتے ہیں۔ ان کا ایک بزرگ محمد اکبر خان نام ضلع راولپنڈی سے کوٹلی اور پھر کوٹلی ضلع میرپور علاقہ تھکیالہ تحصیل مہنڈر میں آیا۔ اس کے متعلق مشہور ہے کہ وہ ایک سراج یعنی موچی کی لڑکی سے شادی کر کے موچیوں ہی کا کام کرنے لگا۔ اس کی اولاد کی ذات بندوبست میں موچی درج ہے۔ لیکن تمام دنیا جانتی ہے کہ موچی پیشہ ہے۔ کوئی ذات نہیں ہے۔ اب بھی ان لوگوں کے پاس کافی زمین ہے اور وہ سب اپنے ہاتھ سے زراعتی کاروبار کرتے ہیں۔ چنانچہ فیروزہ ولد فقرا خان اور شیرو اور صاحب دین اور کیٹرو اور صاحب دین کوٹاں والے کے پاس کئی کئی کنال زمین موجود ہے۔ اسی طرح اور لوگوں کے پاس بھی زمینیں ہیں اور ان میں سے چند ایک زمینداری کاروبار میں مصروف رہنے کی وجہ سے کفش دوزی کو ترک کر چکے ہیں۔

ٹھیرہ ٹوپہ تحصیل مہنڈر۔ محمد اکبر خان کی اولاد سے دو گھر ٹھیرہ ٹوپیں بھی آباد ہیں۔ اسی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

تحصیل کے مواضعات کس بلاری ودھروتی میں اس کی نسل سے ایک ایک گھر اور موضع دہاراگلوں میں دو گھر موجود ہیں۔ان میں سے چند ایک کفش دوزی کا کام کرتے ہیں۔لیکن اصل بسر اوقات زمیندارہ پر ہی ہے یہ لوگ بھی بندوبستی کاغذات میں پیشہ کے لحاظ سے موچی درج ہیں۔ان کی اصل ذات مغل بتائی جاتی ہے۔ان لوگوں میں چند نام حسب ذیل ہیں۔ امام دین ولد ہنسہ، حسن دین ولد قائم دین سکنہ ٹوپہ، فضل دین سکنہ موضع وہارگلو، سخی محمد موضع بھڑوٹ۔

کھرل گیالاں تحصیل باغ۔ یہاں ایک گھر نو مسلم شیخوں کا ہے جو اپنے آپ کو منہاس بتاتا ہے اس کا اصل وطن تحصیل بارہمولہ ہے۔ وہاں اس برادری کے تمام لوگ زراعت پیشہ ہیں لیکن جو لوگ اوڑی اور اوڑی سے پونچھ چلے آئے۔ان میں بعض لوگوں نے حجاموں کا کام شروع کر دیا۔کھرل گیالاں میں رحمان شیخ نام کے تین فرزندوں میں عبدالکریم شیخ لکھا پڑھا ہے اور پرائیویٹ طور پر درس تدریس کرتا ہے۔ اس کے دوسرے دو بھائی حجاموں کا کام کرتے ہیں۔لیکن اراضیات بھی ان کے پاس ہیں۔مگر بندوبست والوں نے سب کو پیشہ کے لحاظ سے کاغذات میں حجام درج کر رکھا ہے۔اسی طرح تحصیل مہنڈر اور دوسری تحصیلوں میں کئی ایسے حجام ہیں جو اپنی ذاتیں قطب شاہی کھوکھر، بھٹی، مغل، قریشی، راجپوت، جٹ وغیرہ بتاتے ہیں۔

دھروتی تھکیال کا فقیر گھرانہ۔ یہ لوگ اپنا وطن تحصیل اوڑی اور اپنی ذات کھکھہ بتاتے ہیں ان کا ایک بزرگ بلاقی خان بحالت فقیری موضع سلواہ میں آیا۔ جہاں اس کی اولاد چار پشتوں تک فقیری حالت میں رہی۔اس کی پانچویں پشت میں سائیں مسکین کو سردار محمد شیر خان کے بزرگوں نے راجہ رسمی خان بانئے خاندان تھکیال کے مزار کے پاس تھوڑی سی زمین دیدی۔ مسکین شاہ کے پوتوں کے پاس جن کے نام فرمان علی عرف فرمانہ۔اللہ دتا۔ فیروز، فرمانہ ثانی، بیرولی وفیض علی ہیں۔تھوڑی سی اراضی ہے کچھ کاشت کے ذریعہ کچھ محنت مشقت کے ذریعہ اپنا گذارہ کر رہے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

تتمہ تاریخ اقوام پونچھ

اس حصہ میں پونچھ کی ان اقوام کا ذکر ہے۔ جن کے حالات بہت دیر سے آئے اور اسی وجہ سے باترتیب اور سلسلہ وار درج نہیں ہوسکے۔ اب ان کو کتاب کے آخیر میں درج کیا جاتا ہے۔

قریشی صدیقی

(ساکنان مواضعات کھنیتر، مدار پور، سہر ککوٹہ)

راجہ رستم خان کے زمانہ میں مولانا عبدالجبار[1] قریشی ضلع ہزارہ سے نقل مکان کرکے موضع کھنیتر تحصیل حویلی میں آکر آباد ہوئے۔ انکے تین فرزند تھے۔ میاں شرف دین تولا ولد فوت ہوگئے۔ اور حافظ نظام الدین اور حافظ زاہد سلیمان سے اولاد کا سلسلہ چلا۔ حافظ نظام دین کی اولاد کھنیتر اور حافظ زاہد کی اولاد مدار پور و سہر ککوٹہ میں آباد ہے۔

اس برادری کی تعداد زن و مرد سمیت تیس کے قریب بتائی جاتی ہے۔ دینی تعلیم کا ابھی اس بردری میں چرچا ہے۔ زراعت بھی کرتے ہیں اور صنعت و حرفت بھی اس برادری کا

---

[1] اس برادری کے حالات سائیں غلام مرتضٰی سجادہ نشین مدار پور نے بھجوائے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

خاص شغل ہے چنانچہ نجاری اور کھیتی باڑی دونوں کاموں پران کا گذارہ ہے۔

پونچھ کے کاغذات بندوبست میں اس برادری کی قوم پیشہ کے لحاظ سے نہیں۔ بلکہ گوت اور ذات کے لحاظ سے درج ہے۔ اور ہمارے خیال میں صحیح معنوں میں ایسا ہی ہونا چاہئے۔ اس لئے کہ گوت اور ذات اور چیز ہے اور پیشہ جو بدلہ جاسکتا ہے اور چیز ہے۔

چنانچہ جمعبندی چارسالہ بابت ۱۹۹۰ اب موضع سرنکوٹہ کے نمبر کھیوٹ ۸۸ اور نمبر کھتونی ۳۳۰ میں اسی برادری کے ہاشم دین، فضل دین، نورمحمد پسران امیر علی اور جمعبندی، مدار پور کے نمبر کھیوٹ ۶ اور نمبر کھتونی ۱۲ تا ۱۵ میں ستار محمد، غلام محمد پسران، غلام علی و فضل الدین ولد بہادر علی وصلاح محمد ولد غلام علی عبداللہ و فضل الدین پسران فیروز کی قوم قریشی درج ہے۔

اس برادری میں اصحاب ذیل قابل ذکر ہیں۔ صلاح محمد وستار محمد پسران غلام علی ساکنان مدار پور، ہاشم الدین ولد امیر علی ساکن سہر نکوٹہ اور میاں ہمزہ کی اولاد سے میاں علم دین ولد میاں طاہر دین کہا جاتا ہے۔ کہ علی الدین وغیرہ ولد راجوری بھی اسی برادری سے ہیں۔ لیکن وہ صحت قوم کے منتظر ہیں۔

اعوانان موضع سنگولہ وغیرہ

اعوانان قوم کی وجہ تسمیہ اور اس کے ابتدائی تاریخی حالات پر اس کتاب کے باب ہشتم میں بہت کچھ لکھا جاچکا ہے اور اعوانوں کے سلسلہ نسب کے متعلق جس قدر اختلافات ہیں۔ ان پر بھی کچھ روشنی ڈالی جاچکی ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اعوانوں کا سلسلہ ان کے مختلف شجروں کے مطابق اقوام ذیل اور افراد ذیل تک پہنچتا ہے۔ قوم فراعنہ، قوم جاٹ، قوم راجپوت، قوم یونانی، قوم ایرانی، قوم ترک، قوم افاغنہ، اولاد محمد بن حنیفہ، اولاد زبیر بن علی اولاد عمرو بن علی، اولاد قطب شاہ امیک،

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اولاد قطب الملک شاہ، اولاد دہند اولاد عباس بن علی۔

ان مختلف شجروں اور مختلف روائتوں نے اس قوم کی اصلیت کو ”شد پریشان خواب من از کثرت تعبیر ہا“ کا مصداق بنا کر بعض اصحاب کے نزدیک ان کے نسب ہی کو بے ثبوت قرار دیدیا ہے۔

یہی تو ممکن ہو سکتا ہے کہ کسی نے اپنے نسب نامہ کو محفوظ رکھنے کی کوشش نہ کی ہو یا کسی کے پاس نسب نامہ ہو بھی تو وہ اغلاط واسقام سے خالی نہ ہو اور یہ بھی صحیح ہے کہ نسب نامہ بہت زیادہ پشتوں تک قابل اعتبار طریق سے محفوظ بھی نہیں رہ سکتا۔ لیکن یہ تو قطعی غیر ممکن ہے کہ کسی قوم کا نسب ہی نہ ہو اور ہم اس کو خواہ مخواہ بھی بے ثبوت نسب کی قوم قرار دیدیں۔ اسی بنا پر مصنف باب الاعوان نے اعوانوں کے نسب کے تمام سلسلوں کو غلط قرار دے کر صرف عبداللہ بن عباسؓ بن حضرت علیؓ کے سلسلہ کو جس کی ننانویں پشت میں عون قطب شاہ تھے۔ صحیح بتایا ہے۔

ہم یہاں تمام سلسلوں کو نظر انداز کر کے صرف اس سلسلہ کے متعلق کچھ لکھنا چاہتے ہیں۔ جو امام محمد بن حنیفہ بن حضرت علیؓ سے اپنا تعلق ظاہر کرتا ہے۔

حضرت علیؓ کی جو اولاد غیر از بطن سیدہ فاطمہؓ ہے وہ حضرت علیؓ کے نام کی مناسبت سے علوی کہلاتی ہے۔ اس اولاد میں بقول بعض پندرہ اور بقول بعض ۱۴ بیٹیاں اور بقول بعض ۱۲ اور بقول ۹ فرزند تھے۔ جن میں محمد بن حنیفہؒ کا مرتبہ سب سے بلند ہے۔ محمد بن حنیفہؒ کی ماں کا نام خولہ بنت ایاس بن جعفر تھا۔ حنیفہؒ اُن کو اس لئے کہتے تھے کہ ان کی ماں بنی حنیفہ کے قبیلہ سے تھیں۔

محمد بن الحنیفہ کے علوشان کا پتہ اس امر سے لگ سکتا ہے کہ جب یزید کی موت (سنہ ۶۴ھ) کے بعد حضرت عبداللہ بن زبیرؓ نے حجاز، یمن، خراسان اور عراق میں اپنا سکہ جمالیا۔ تو مختار ثقفی کاذب نے انہی محمد بن حنیفہؒ کے نام پر عبداللہ بن زبیرؓ سے حکومت چھیننا چاہی تھی۔ جب مختار ثقفی عبداللہ ابن زبیرؓ کے بھائی مصعب کے ہاتھ سے مارا گیا تو محمد بن

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

حنیفہ عبداللہ بن زبیرؓ کے خوف سے طائف میں چلے گئے اور وہیں بقول بعض ۸۱ھ اور بقول بعض ۸۰ھ میں بعمر ۶۵ سال انتقال کر گئے۔

محمد بن الحنیفہؓ کے دس فرزند تھے۔ جن کے نام حسب ذیل ہیں۔ حسنؔ، عبداللہ، ابو ہاشم، جعفر اکبر، حمزہ، علی، جعفر اصغر، قاسم، ابراہیم، عونؔ، اپنے فرزند قاسم کے نام پر محمد بن الحنیفہ ''ابو القاسم'' بھی کہلاتے تھے۔ محمد بن الحنیفہؓ کے فرزندوں میں ابو ہاشم کو شیعوں نے اپنا سردار بنانا چاہا تھا۔ مگر آپ اچانک ملک شام میں انتقال کر گئے اور یہ سرداری آپ ہی کی وصیت کے مطابق عبداللہ بن عباسؓ کی اولاد سے محمد بن علیؓ کو ملی۔

محمد بن الحنیفہؓ کے دس فرزندوں میں جن کا ذکر اوپر کیا جا چکا ہے۔ تین لاولد تھے یعنی ابو ہاشم، حمزہ اور علیؓ، ان کے سوا باقی سب صاحب اولاد تھے۔ جس طرح عبداللہ یا عبیداللہ بن عباس بن حضرت علیؓ کی اولاد عون قطب شاہ تک اپنا سلسلہ ملا کر اپنے آپ کو اصلی اعوان ظاہر کرتی ہے۔ اسی طرح محمد بن الحنیفہؓ کی اولاد بھی اعوان قریشی ہاشمی کہلائے جانے کی مدعی ہے۔

باب الاعوان کے مصنف نے اپنی کتاب میں دو قسم کے شجروں کا ذکر کیا ہے۔ ایک تو وہ شجرہ ہے جو عون قطب شاہ سے عباس بن علیؓ تک پہنچتے ہیں۔ یہ تعداد میں چار ہیں۔ ایک شجرہ قطب شاہ سے محمود علی بن عباس تک سات پشتوں میں دوسرا قطب شاہ سے حسن بن عباس تک دس پستوں میں تیسرا قطب شاہ سے محمد بن عباس تک گیارہ پشتوں میں اور چوتھا قطب شاہ سے عبداللہ بن عباس تک دس پشتوں میں ختم ہو جاتا ہے۔ باب الاعوان میں صرف آخری شجرہ کو صحیح تسلیم کیا گیا ہے۔

انکے علاوہ نو[۱] ایسے شجرے ہیں۔ جو قطب شاہ سے محمد بن الحنیفہؓ تک شمار کئے

---

[۱] ان کے علاوہ تین اور شجرے حنیفہ اعوانوں کے راقم کی نظر سے گذرے ہیں۔ ایک شجرہ پونچھ سے آیا ہے۔ وہ قطب شاہ سے سہیل بن محمد حنیفہ تک ۱۶ پشتوں میں اور مانسہرہ ضلع ہزارہ کے قنیال اعوانوں کا شجرہ قطب شاہ سے حمید شاہ بن محمد حنیف تک ۱۴ پشتوں میں اور کشمیر کے یسوی علوی خاندان کا سلسلہ خواجہ احمد یسوی وفات ۱۱۴۲ھ تک عبدالفتاح بن محمد حنیف کے ساتھ ۱۶ پشت میں جا ملتا ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

گئے ہیں۔ان کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ا۔قطب شاہ سے		سکندر شاہ بن		حنیفہ	تک	دس پشت	
۲	//	//	//	شاہ زبیر	//	//	۱۱
۳	//	//	//	ابوحمزہ	//	//	۱۲
۴	//	//	//	عبدالمنان	//	//	۱۲
۵	//	//	//	منان غازی	//	//	۱۱
۶	//	//	//	چنن شاہ	//	//	۱۵
۷	//	//	//	سرور شاہ	//	//	۱۰
۸	//	//	//	عبدالعلی	//	//	۸
۹	//	//	//	شرف شاہ	//	//	۸

مصنف باب الاعوان نے محمد بن الحنیفہؒ تک پہنچنے والے متذکرہ صدر شجروں کو بھی غلط ثابت کیا ہے اور کچھ شک نہیں کہ جس طرح بعض قطب شاہی شجرے غلط ہیں۔اسی طرح اعوان کہلانے والے حنیفہ شجروں میں بھی کئی نام بالکل غلط اور بعض مجہول الکیفیت اور بعض پنجابی نام موجود ہیں اور پھر کسی شجرے میں سات پشت ہے کسی میں گیارہ کسی میں پندرہ کسی میں بارہ۔یہ سب باتیں انکے غیر صحیح ہونے کی کافی دلیل ہیں اور پھر غضب یہ ہے کہ عباسؓ اور محمد بن الحنیفہؒ کے فرزندوں میں ایسے ایسے نام گھسیٹر دیئے گئے ہیں جن کا کہیں ذکر ہی نہیں۔مثلاً محمود علی بن عباسؓ،حسن بن عباسؓ یا سکندر شاہ بن حنیفہؒ،شاہ زبیر بن حنیفہ عبدالمنانؒ اور منان غازی بن حنیفہ چنن شاہ بن حنیفہؒ۔حالانکہ چنن شاہ خالص پنجابی نام ہے۔اسی طرح بعض دوسرے نام ہیں لیکن باب الاعوان کے قابل مصنف اپنی کتاب کے صفحہ ۹۶ پر خود تسلیم کرتے ہیں۔کہ ''قریش کا نسب مافوق العدنان راوی مختلف روایت

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کرتے ہیں اور جب حضرت خاتم النبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب (عدنان کے اوپری اتفاق علیہ نہیں تو اور لوگوں کا نسب کس طرح متفق علیہ ثابت ہو سکتا ہے۔"

اس کے علاوہ ایسے اعوانوں میں بھی جو اپنا شجرہ نسب حضرت عباسؓ تک لے جاتے ہیں۔ دو فریق ہیں۔ ایک فریق قطب شاہ کو عباس بن علیؓ تک لیجا کر ختم کر دیتا ہے۔ دوسرا فریق قطب شاہ کا سلسلہ حضرت رسول کریمؐ کے چچا حضرت عباس تک لے جاتا ہے۔ چنانچہ صاحب مصنف باب الاعوان صفحہ ۱۱۸ پر لکھتے ہیں۔ "کسی نے قطب شاہ کا شجرہ عباس بن علیؓ اور کسی نے حضرت عباس عم رسول اللہؐ سے جا ملایا ہے۔ حالانکہ عم رسول اللہؐ اعوانوں کے جد اعلیٰ نہیں ہیں۔"

باب الاعوان کے مصنف قطب شاہی اعوانوں کے جس شجرہ کو صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ اس میں بھی ایک شجرہ میں قطب شاہ سے عباس بن علی تک ۱۱ پشت اور ایک اور شجرہ میں جو راقم الحروف کی نظر سے گذرا ہے۔ دس پشت تک ہے۔ اس قسم کے اختلافات اور متضاد بیانات کی موجودگی میں اس شجرہ کے سوا جو عبداللہ بن عباسؓ تک پہنچتا ہے۔ ان تمام شجروں کا جن کی انتہا محمد بن الحنیفہ تک پہنچتی ہے۔ اور جن کی تعداد عباسی شجروں کی نسبت بہت زیادہ ہے وجود ہی نہ تسلیم کرنا بہت مشکل امر ہے۔

ہم نے سابقہ سطور میں خود تسلیم کیا ہے۔ کہ قطب شاہی اور حنیفہ اعوانوں کے شجروں میں کئی نام مہمل اور بے معنی ہیں لیکن صرف اس وجہ سے کہ کسی قوم میں علم کا فقدان ہے وہ بے علمی، لاعلمی یا کم علمی یا کسی اور وجہ سے اپنا شجرہ یا نسب نامہ محفوظ نہیں رکھ سکی۔ بہ یک جنبش قلم اس قوم سے خارج کر دی جائے۔ جس میں وہ صدیوں سے مشہور چلی آتی ہے اور جس کے ساتھ اس کی قومی روایات سالہا سال سے وابستہ ہیں۔ اس مورخانہ اصول کے خلاف ہے جس کا ذکر ہندوستان کے بہت بڑے مورخ علامہ شبلی نعمانی نے اپنی مشہور عالم

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کتاب الفاروق کے حصہ[۱] اول میں بدیں الفاظ کیا ہے۔ "اسباب وعلل کے سلسلے پیدا کرنے کے لئے اکثر جگہ قیاس سے کام لینا پڑتا ہے۔ اس لئے مورخ کو اجتہاد کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔"

چنانچہ حنیفہ اعوانوں کے متعلق بھی اجتہاد و قیاس کے بغیر کوئی چارہ نہیں ہے جس کا مختصر طور پر یہاں ذکر کیا جاتا ہے۔

جالندھر، امرتسر، ہزارہ اور کشمیر اور پونچھ وغیرہ میں ایسے اعوانوں کی تعداد کئی ہزار تک ہے جو اپنے آپ کو امام محمد بن حنیفہؒ کی اولاد سے ظاہر کرتے ہیں۔ صرف پونچھ ہی میں ان کی تعداد تین ہزار کے قریب بتائی جاتی ہے۔ یہ لوگ اپنی قوم اور اپنے بزرگوں کی سینہ بہ سینہ روایات پر سختی سے عامل ہیں۔ ان کا دعوی ہے کہ وہ اعوان ہیں اور امام محمد بن حنیفہؒ کی اولاد ہیں۔ اسی سلسلہ میں پونچھ کے حنیفہ اعوانوں کا ایک شجرہ راقم مولف کی نظر سے گذرا ہے۔ جو عون بن محمد الحنیفہ بن حضرت علیؓ سے شروع ہوتا ہے اور جس کی آٹھ دس پشتوں کے بعد ایک نام قطب شاہ بھی آتا ہے۔ پھر اسی قطب شاہ کی پندرھویں پشت میں سادم خان بن سجادل خان علاقہ پکھلی (ہزارہ) سے پونچھ کی حدود میں داخل ہوتا ہے جس کو سنگولہ کے حنیفہ اعوانوں کے قول کے مطابق آج چار سو سال سے کچھ زیادہ عرصہ گذر چکا ہے اور چونکہ سادم خان سے میاں زمان علی خان تک جن کی عمر اس وقت نوے سال کے قریب ہے ۱۲ پشتیں ہوتی ہیں اور مورخوں کے اس متفقہ قول کے مطابق کہ تین پشتوں میں سو سال شمار ہوتا ہے۔ ۱۲ پشتوں کے چار سو سال ہی ہوتے ہیں اس لئے سادم خان کی درودگی پونچھ کا زمانہ بالکل صحیح معلوم ہوتا ہے۔

صاحب باب الاعوان نے قطب شاہی اعوانوں کے جد اعظم عون قطب شاہ کا ذکر کرتے ہوئے صفحہ ۹۲ پر لکھا ہے کہ "اعوانوں کا قطب شاہی سلسلہ ان ہی حضرت قطب شاہ

[۱] مطبوعہ ۱۸۹۹ء ایڈیشن اول صفحہ ۲۲ اس کتاب کا فارسی اور ترکی زبان میں بھی ترجمہ ہو چکا ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سے چلا ہے۔" ان سطور سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ اعوانوں کا کوئی ایسا سلسلہ بھی ہے جس کے جداعظم کوئی اور قطب شاہ یا کوئی اور بزرگ ہیں اور اگر وہ بزرگ محمد بن الحنیفہ کی اولاد سے نہیں ہیں۔ تو اور کون ہیں۔؟

حنیفہ اعوانوں کی تعداد پونچھ سے باہر بھی کئی ہزار تک ہے۔ بعض دوسرے لوگوں کی طرح اگر یہ لوگ بھی چاہتے۔ تو اپنے شجرے اور نسب نامے تیار کرا کر قطب شاہی اعوانوں سے اپنا سلسلہ ملا سکتے تھے۔ لیکن وہ چونکہ صدہا سال سے حنیفہ اعوان ہی مشہور چلے آتے ہیں اور ان کی برادریاں پونچھ سے باہر بھی حنیفہ اعوان کے نام ہی سے مشہور ہیں۔ اس لئے انہوں نے محمد بن الحنیفہ کی بجائے عباس کی اولاد بننا پسند نہیں کیا۔ حالانکہ ان میں کوئی فرق نہیں ہے۔ یعنی محمد بن الحنیفہ اور عباسؓ دونوں حضرت علیؓ کے فرزند ہیں اور دونوں ایک ہی باپ کے بیٹے ہیں۔ اس قوم کے معززین کا یہ بیان بھی ہے کہ چونکہ ہمارے شجرہ میں ایک نام قطب شاہ کا بھی آتا ہے۔ اس لئے پونچھ کے بعض شجرے بنانے والوں نے اس نام کی آڑ میں ہم کو عبداللہ بن عباسؓ تک سلسلہ ملانے کی تحریک بھی کی۔ لیکن ہم نے اپنی پشتنی روایات سے جو پونچھ کی سرزمین ہی میں چار سو سال سے مسلسل ہماری قوم میں چلی آتی ہیں ایک انچ بھی ادھر ادھر ہونا مناسب نہ سمجھا۔

پونچھ میں اس قوم کا جو بزرگ سب سے پہلے وارد ہوا۔ اس کا نام سادم خان بن سجاول خان تھا۔ اس کی ذریات میں سے کچھ لوگ اب بھی علاقہ پکھلی ہزارہ میں موجود ہیں۔ جن میں احمد خان اور میر عالم خان ولد شیر احمد خان نمبردار بتائے جاتے ہیں۔ سادم خان کے بھائی نیلسی خان کی اولاد ضلع مظفر آباد کے مواضعات دوار پدھی اور نور کھاہ اور چند اور دیہات میں موجود ہے۔

سادم خان کے پوتے بہرام خان کے تین فرزند تھے۔ اسمٰعیل[1] خان، جمال خان،

---

[1] یہ تینوں علاقہ دھمنی میں آباد تھے۔ انہی علاقہ میں ایک جگہ کا نام اسماعیل خان کے نام پر ہل اسماعیل خان ابتک مشہور ہے۔ جو سردار موہتا خان کے فرزند کے قبضہ میں ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سیٹ خان، ان تینوں کی اولاد سنگھ، پکھر، کھوکوٹ، ننگہ پانی اور درد کوٹ تحصیل اوڑی میں پھیلی ہوئی ہے۔ بہرام خان کی قبر چتھروٹ متصل سنگولہ اور اس کے فرزندان اسماعیل خان و جمال خان کی قبریں موضع ناڑے علاقہ سنگولہ اور سیٹ خان کی قبر پیرستان تحصیل اوڑی میں واقع ہے۔ سیٹ خان کی اولاد کا کچھ حصہ اس کے ایک فرزند فقیر خان کی اولاد سے درد کوٹ میں آباد ہے اور چند افراد تحصیل باغ کے ننگہ پانی وہلٹر میں رہتے ہیں۔ اس کے دوسرے فرزند گل حسن خان کی اولاد موضع اسماں تحصیل اوڑی اور چھم گراں تحصیل باغ میں موجود ہے اور تیسرے فرزند نورا خان کی اولاد تحصیل اوڑی کے مواضعات تھاجل و پاوڑی اور تحصیل بارہمولہ کے موضع چندوسہ میں آباد ہے۔ جمال خان کی اولاد کا زیادہ حصہ پکھر اور کھوکوٹ میں آباد ہے اور کچھ لوگ ننگہ پانی اور موضع چہلم میں ہیں۔ جن میں صحبت علی خان اور نواب علی قابل ذکر ہیں۔ اسماعیل خان کی اولاد سنگولہ میں آباد ہے۔

اس کتاب کے پڑھنے والوں سے یہ امر پوشیدہ نہیں ہے کہ اکثر ذاتیں اور گوتیں بالعموم خاندان کے کسی بزرگ کے نام سے منسوب ہوتی ہیں اور پھر رفتہ رفتہ ایک مستقل صورت اختیار کر کے ایک قوم بن جاتی ہیں۔ چنانچہ اسی کتاب میں گکھڑ اور بعض دیگر اقوام کے حالات میں اس کی کئی مثالیں ملیں گی۔ اس طرح یہ قوم بھی اپنے مورث اعلیٰ سادم خان کے نام پر سالہا سال تک سادوال کے نام سے مشہور رہی۔ یہاں تک کہ اس لفظ کے کثرت استعمال نے ان کی اعوانیت پر بالکل پردہ ڈال دیا اور جب بندوبست پونچھ کے ایام میں دوسری اقوام کی طرح ان لوگوں کو بھی اپنی اصل قومیت ظاہر کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ تو ان کے بعض معززین کے قول کے مطابق کئی لوگوں نے انکے رستے میں روڑے اٹکانے چاہے اور یہی ظاہر کیا کہ انکی اصل قوم سادوال ہی ہے۔ لیکن مخالف اپنے دعاوی میں کامیاب نہ ہوئے اور یہی پونچھ کے کاغذات مال میں سادوال کی بجائے اعوان کے نام سے درج کیے گئے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar.

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سنگولہ تحصیل باغ کا ایک مشہور گاؤں ہے۔ جس کی آبادی مردم شماری ۱۹۲۱ء کے مطابق زن و مرد سمیت ۲۱۸۵ ہے اور جہاں صنعت کاروں کے چند گھروں کے علاوہ باقی تمام لوگ اعوان ہی ہیں۔

اس گاؤں کی وجہ تسمیہ کے متعلق کاغذات مال میں درج ہے کہ "رقبہ دیہہ ہذا جنگل اُجاڑ اور غیر آباد تھا۔ مدت بعید گذری کہ قوم اعوان کے کسی بزرگ نے اس دیہہ کی بنیاد ڈالی۔ یہی قوم آج تک اس پر مسلسل قابض چلی آتی ہے۔ یہ گاؤں چونکہ ایک سخت پہاڑی پر ہے۔ جہاں عام طور پر برف اور اولے پڑا کرتے تھے۔ اس لئے آبادی کے بعد اس کا نام سنگ اولہ مشہور ہو گیا۔ وہی لفظ بگڑ کر اب سنگولہ ہے۔

سنگولہ میں ایک پرائمری سکول ہے۔ اکیس مساجد ہیں۔ جن میں دینیات کی ابتدائی تعلیم بھی دی جاتی ہے۔ اس موضع میں اُردو خوان کثرت سے ہیں لیکن مڈل اور انٹرنس پاس اس کثیر آبادی میں ایک بھی نہیں ہے۔

جنگ عظیم یوروپ کے ایام میں اعوانان سنگولہ بھی کثرت سے بھرتی ہوئے اس زمانہ میں اس قوم کے فوجی جوانوں کی تعداد دو اڑہائی سو سے کم نہ تھی اب بھی کئی حاضر خدمت ہیں اور کئی اختتام جنگ کے بعد بلا پنشن ہی چلے آئے اور کئی ایک پنشن لے رہے ہیں۔ اعوانان سنگولہ کے رشتے ناطے اپنی برادری سنگولہ و پکھر کے علاوہ ڈھونڈ، سدھن، دلی، نارمہ، کھکھہ اقوام کے ساتھ ہوتے ہیں۔

تحصیل سدھنتی کے مواضعات ذیل میں بھی اس قوم کے چند گھر آباد ہیں۔ دھمنی جہاں امیر علی خان قابل ذکر ہے۔ اس کا لڑکا علی محمد خان مڈل سکول راولاکوٹ میں زیر تعلیم ہے۔ اس برادری سے موضع پلنگی میں متولی خان و اصغر علی خان وغیرہ چند گھر قابل ذکر ہیں۔ تحصیل حویلی کے موضع تیتری نوٹ میں بھی اس برادری کے چند گھر ہیں جن میں سید محمد خان و فتح محمد خان پسران پیر بخش خان قابل ذکر ہیں علاوہ تحصیل باغ کے موضع کلری میں بھی محمد

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

شیر خان کا ایک گھر اسی برادری سے ہے۔

اب ہم اسماعیل خانؔ، جمال خانؔ اور سیٹ خان تینوں بھائیوں کی اولاد کا جو پونچھ تحصیلات باغ سدھنتی او کشمیر کی تحصیل اوڑی کے کئی مواضعات میں آباد ہے۔ کچھ مختصر سا ذکر کرتے ہیں۔

اعوانان سنگولہ کے ونڈ وار مشاہیر

سنگولہ ایک بڑا موضع ہے۔ اس کی سات پتیاں ہیں اور ہر پتی یا ونڈ کا ایک ایک نمبر دار ہے ہم یہاں ہر ایک نمبر دار اور ہر ایک پتی اور ہر پتی یا ونڈ کے بعض قابل ذکر اعوانوں کا علیحدہ علیحدہ ذکر کرتے ہیں۔ اس موضع میں جتنے نمبر دار ہیں ان کے آباؤ اجداد کی تقرری کا سلسلہ ڈوگرہ حکومت کی ابتداء یعنی ۱۹۰۹ء اب راجہ موتی سنگھ کے عہد سے شروع ہوتا ہے اور وہ سب نمبر دار اور یہاں کے سب اعوان اسمٰعیل خان بانئے شاخ سنگولہ کے فرزند فیروز خان کی اولاد سے ہیں۔

ونڈ دبن ۔ اس ونڈ میں اسماعیل خان کی پانچویں پشت میں ایک شخص کالا خان گذرا ہے اسی کی اولاد اس ونڈ میں آباد ہے۔ جو کالا خان کے نام کی وجہ سے کالیال کہلاتی ہے۔ اس کی پانچویں پشت میں تاجو خان سب سے پہلا نمبر دار ہوا ہے۔ جس کو نمبر داری کے ساتھ ہی راجہ موتی سنگھ نے سروپا بھی عطا کیا تھا۔ موجودہ نمبر دار محمد خان اس کی چوتھی پشت میں ہے۔

اس ونڈ میں حسب ذیل اصحاب قابل ذکر بتائے گئے ہیں۔ حسین خان (بنیرہ تاجو خان) پنجوترہ خور و ممبر کمیٹی اسلامیہ و فرزند محمد اکبر خان ملازم فوج نظام دکن، مان علی خان و علی اکبر خان پسران محمد بخش خان، بگا خان ولد دوست محمد خان، ثابت علی خان و امیر علی خان پسران نواب خان، ہوشناک خان و فیروز خان پسران مکو خان، خان محمد خان ولد ہوشناک خان شیر محمد خان و ولی محمد خان پسران روشن علی خان، فتح علی خان ولد مینا خان، جعفر علی خان

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

پنشنر ولد سمندر علی خان، محمد امیر خان ولد ہاشم خان، سلطان محمد خان ولد محمد علی خان نواب خان ولد جمن علی خان، پیر بخش خان ولد محمد بخش خان علی اکبر خان ملازم فوج نظام، نواب علی خان ولد سواری خان، زمان علی خان ولد امیر علی خان ملازم فوج، نوازش علی خان ولد صوبہ خان، میاں یوسف علی خان امام مسجد موٹو خان ولد صوبہ خان، زمان علی خان ولد عمر علی خان، یوسف علی خان ولد نادر علی خان، شیر علی خان ولد ہاشم علی خان، محمد شیر خان ولد صوبہ خان۔ برہان علی خان ولد عمر بخش خان، عطا محمد خان ولد ہاشم علی خان، غلام محمد خان ولد نواب خان، اسی وَنڈ سے غلام علی خان ولد پانواری خان موضع ٹوپی تحصیل باغ میں رہتا ہے۔

ونڈ چھنب ۔اسماعیل خان کی چوتھی پشت میں مبریز خان نام ایک شخص گذرا ہے۔اس کی اولاد اس کے نام سے مبریزال کہلاتی ہے۔مبریز خان کی پانچ ویں پشت میں راجولی خان اس ونڈ کا سب سے پہلا نمبردار تھا۔موجودہ نمبردار سمت علی خان راجولی کا پوتا ہے۔اس ونڈ میں قابل ذکر مندرجہ ذیل اصحاب بتائے گئے ہیں۔مولوی بہادر علی خان، جن کے والد احمد علی خان بعمر ایک سو دس سال اب تک زندہ ہیں۔مولوی بہادر علی خان اس موضع میں ایک نامور ہستی سمجھے جاتے ہیں۔آپ مقامی اسلامی کمیٹی کے پریذیڈنٹ ہیں اس کمیٹی کے اجلاس ہر جمعہ کو سنگولہ میں ہوتے ہیں جس میں آپ شرعی اور بعض دوسرے امورات کا تصفیہ کیا کرتے ہیں۔آپ کے تین فرزندان حسب ذیل ہیں۔محمد زمان خان، محمد اکبر خان، دونوں پرائمری پاس ہیں اور چھوٹا لڑکا محمد شریف خان ابھی زیر تعلیم ہے۔مولوی بہادر علی خان کے چار اور حسب ذیل بھائی ہیں۔بلور خان، محمد حسین خان، غلام حسین خان، گل حسین خان۔

محمد حیات خان حوالدار، ملک شیر خان پنشنر، کالو خان سابق ملازم فوج ولد باز خان، لعل خان ملازم فوج سرکار نظام، محمد خان ولد ہاشو خان، شاہنواز خان، زمان خان ولد غلام علی خان، علی محمد خان ولد روشن علی خان، قاسم خان وہنس خان پسران ناصرو خان، جمال دین خان

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

وہنس خان پسران ماڑو خان، بھاگ ولی خان وفیروز خان پسران شیر ولی خان، منگل خان وشیر علی خان، پسران فقیر خان، یوسف دین خان ولد امیر علی خان، محمد عظیم خان ملازم کمسریٹ شیر علی خان ولد نواب علی خان، دوست محمد خان ولد متولی خان، کرم علی خان ولد ہاشم خان، شاہ محمد خان ولد نواب علی خان، نواب علی خان ولد عمراج خان، جمال دین خان ولد فتح علی خان، علی اکبر خان ولد محمد شیر خان، پینڈا خان ولد بہادر خان، فضل خان ولد محمد یار خان، بھاگ خان ولد غلام علی خان۔

ونڈ ہیما ناڑی۔ یہاں مشہور نمبردار منگل خان تھا جو اسماعیل خانسے دسویں پشت میں تھا۔ موجودہ نمبردار فیروز خان اسی منگل خان کا بیٹا ہے یہ شاخ مندو دال کہلاتی ہے۔ جو مندو خان کے نام سے مشہور ہے۔ مندو خان اسماعیل خان کی پانچویں پشت میں تھا۔ اس ونڈ کے قابل ذکر اصحاب ہاشم خان ولد فیروز خان نمبردار، حیدر خان ولد کالا خان، محمد عالم خان وغلام حسین خان پسران بہادر علی خان وبرادر زادگان حیدر خان ولد کالا خان۔ یہ دونوں بھائی خواندہ ہیں۔ ان میں محمد عالم خان جنگ عظیم یورپ میں فرانس اور انگلستان تک سے ہو آیا ہے۔ وزیرستان اور فرنیٹر میں بھی رہا ہے۔ جس طرح اس کی قوم کے اور کئی لوگ ایام جنگ کے بعد گھروں کو آگئے۔ یہ بھی نوکری چھوڑ کے چلا آیا۔ اس کے پاس اپنی شجاعت وکارکردگی کے چند تمغے بھی ہیں۔ اس کے تین فرزندان حسب ذیل ہیں۔ محمد یوسف، محمد عثمان، محمد یونس، حاضر خان ولد کالا خان، فتح عالم خان امام دین خان ومحمد عظیم خان پسران مان علی خان، محمد دین خان ولد ڈھولا خان، امام مسجد، شیر احمد خان امام مسجد، حیات بخش خان ولد موربازخان، فتح شیر خان ولد منگل خان، محمد خان ولد صوبہ خان، ہاشم خان، قاسم خان، مغل خان پسران فتح علی خان، مولوی علی بہادر، نور عالم خان، گلاب خان، محمد حسین خان، محمد افسر خان، گلاب خان وقاسم علی خان، محمد جواہر خان، فیروز الدین خان پنشنر، محمد دین خان، لال دین

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ولد جمال خان، میر عالم خان۔ ان میں ا سے ٦ تک فوج سرکار نظام میں حاضر ملازمت ہیں۔گل شیر خان، منشی مان علی خان، علی گوہر خان، زمان علی خان پنشنر۔

ونڈ آگرہ۔اس ونڈ میں اسماعیل خان کی پانچویں پشت میں نکو خان ایک بزرگ گذرے ہیں۔ان ہی کے نام پر یہ ونڈ نکوال کہلاتی ہے۔ان کی چوتھی پشت میں تین بھائی جمعہ خان وسودا خان ورانجھا خان کے فرزند منگل خان کو نمبرداری معہ سروپا ملی۔اس ونڈ کا موجودہ نمبردار محمد حسین خان منگل خان کی چوتھی پشت میں ہے۔جس کا سربراہ اس کا چچا قاسم خان ہے۔

علاوہ ازیں اس ونڈ میں اصحاب ذیل قابل ذکر بتائے جاتے ہیں۔غلام علی خان پنجوترہ خور بعمر یک صد سال ولد منگل خان، یوسف علی خان و حسین خان ممبر اسلامیہ کمیٹی پسران بہادر خان، شیر محمد خان سابق ملازم فوج ولد ہنس خان، منشی حسین خان و علی اکبر خان پسران حسو خان پنشنر، گل خان ولد جماعت خان سابقہ ملازم فوج، امیر علی خان ولد بہادر علی خان، سمندر علی خان ولد لبھو خان جمعہ خان کی اولاد میں نذرو خان نمبردار تھے۔بندوبست میں ان کی اولاد سے نمبرداری جاتی رہی۔ان میں قابل ذکر اصحاب محمد دین خان و فتح محمد خان ملازم سابقہ فوج پسران زمان علی خان، عالم شیر خان و سلطان محمد خان ملازم فوج نظام پسران شراب علی خان موجود ہیں۔سودہ خان کی اولاد سے میاں محمد دین خان ولد ملی خان ونڈ نکر میں آباد ہے۔علاوہ ازیں منشی سلطان محمد خان و میر جمن علی خان، قاسم علی خان پنشنر ولد صوبہ خان جومسا خان ولد نواب علی خان، بہادر علی خان ولد سنگی خان و غلام محمد خان ولد کالو خان برادری میں قابل ذکر ہیں۔نکو خان کے فرزند دوم محمد فقیر خان کی اولاد میں قابل ذکر اصحاب امیر علی خان و حسین خان سابقہ ملازم فوج پسران نور محمد خان، گلاب خان و نواب خان، سابقہ فوجی ملازم فوج پسران منگل خان، خان محمد خان ملازم فوج نظام ولد منگی خان، محمد عالم خان ولد غلام علی خان ہست خان کی اولاد سے ہے۔

نکو خان مورث اعلیٰ قبیلہ نکوال کی چوتھی پشت میں مرچا خان، دین محمد خان و نور محمد

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

خان تین بھائی تھے۔ مورچا خان کی اولاد میں منشی گل حسین خان ممبر کمیٹی اسلامیہ ولد نواب علی خان و فیض علی خان ولد مہندا خان موجود ہیں۔ دین محمد خان کی اولاد بھاٹا سنگڑ اور نور محمد خان کی اولاد بھورکھہ تحصیل باغ میں آباد ہے۔ بھورکھ میں منصر علی خان پنشنر ولد باز خان وزمان علی خان ولد محمد علی خان، منشی عالم شیر خان و علی اکبر خان پسران غلام علی خان، سیف علی خان ولد کالو خان اور بھاٹا سنگڑ میں اسماعیل خان وغیرہ ولد میر باز خان قابل ذکر ہیں۔

ونڈ کلن ۔اس ونڈ میں اسماعیل خان کی چھٹی پشت سے لالو خان کے نام پر ونڈ لالوال مشہور ہے۔ اس کی چوتھی پشت میں کالا خان سب سے پہلے نمبردار ہوا ہے۔ باسی خان موجودہ نمبردار کالا خان کا پوتا ہے۔

اس ونڈ کے قابل ذکر اصحاب، بلاور علی خان و فیروز خان پسران یوسف علی خان، بہادر علی خان و حسین خان پسران کالو خان، نصر علی خان و حسین خان پسران صوبہ خان، شیر علی خان ولد روشن علی خان، منصر علی خان ولد فقیر خان، ہنس خان حوالدار پنشنر، بہادر علی خان ولد بوڑا خان، میاں شیر احمد، قاضی میر زمان، دوست محمد خان ولد قاسم علی خان لعل خان، فقیر خان، نصر دین خان پسران راجولی خان قاسم دین خان ولد روشن علی خان، فیروز خان ولد محمد بخش خان، سبز علی خان ولد فتح علی خان، عالم شیر خان ولد نواب خان، میاں صحبت علی امام مسجد۔ خان ولی خان ولد باسی خان نمبردار، ہست خان ولد اسماعیل خان بانئے شاخ سنگولہ کی ۹۹ ویں پشت میں ہنس خان ولد کاموں خان اسپتال بھی اسی ونڈ میں رہتا ہے۔

ونڈ نکر ۔اس ونڈ میں اسماعیل خان کی پانچویں پشت میں نصرا خان اس ونڈ کا بانی گذرا ہے اور اسی کے نام پر یہ ونڈ نصریال کہلاتی ہے۔ اسی شاخ سے ایک قبیلہ داریال کے نام سے مشہور ہے۔ جو دار خان بن ولی بیگ کی اولاد سے ہے۔ دارا خان کی چوتھی پشت میں دو بھائی احمد علی خان نمبردار و صوبہ خان پنچوترہ خور تھے۔ ان میں سے احمد علی خان کی اولاد سے اصحاب ذیل موجود ہیں۔ مہدی خان پنچوترہ خور، امیر علی خان پنچوترہ خور، منشی فیروز خان ممبر اسلامیہ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کمیٹی وحوالدار میجر محمد ہاشم خان پریذیڈنٹ سب کمیٹی سولجرز بورڈ سنگولہ پسران نواب علی خان، علی گوہر خان ملازم سابقہ فوج۔

صوبہ خان کے فرزند منشی ہوشناک خان جو اسلامیہ کمیٹی کے رکن اعلیٰ اور قوم کے ہمدرد ہیں۔ ''مولوی'' محمد اعظم خان و محمد صادق خان پسران منشی ہوشناک خان۔ ''مولوی'' محمد اعظم خان قومی معاملات میں گہری ہمدردی سے کام لیا کرتے ہیں۔ اپنی برادری میں ممتاز اور اپنے اخلاق کی وجہ سے ہردلعزیز ہیں۔ ان کا بھائی محمد صادق خان زیر تعلیم ہے۔ باغ علی خان سابقہ ملازم فوج، حوالدار میجر عالم شیر خان و برادرش حسین خان سابقہ ملازم فوج پسران بھاگ ولی خان باغ حسین خان و سلطان محمد خان نائیک پسران رنگ باز خان۔

اس ونڈ کا دوسرا قبیلہ ولی بیگ کے بھائی حیات خان کی اولاد سے ہے ان میں جابو خان و مستو خان نمبردار اور مستو خان کا فرزند اکبر علی خان نمبردار مشہور گذرے ہیں۔ جابو خان کی تیسری پشت میں جنگی خان اس کے حسب ذیل تین فرزند ہیں۔ (۱) گل شیر خان پنشنر ممبر کمیٹی سولجرس بورڈ (۲) حسین خان ریزرو فوج (۳) عظیم خان ملازم فوج نظام دکن۔

اکبر علی خان کے تین فرزند ہیں۔ (۱) مور خان نمبردار جس کا پوتا مختار خان موجودہ نمبردار ہے۔ (۲) منشی محمد شیر خان امام مسجد (۳) عطا محمد خان جو اپنے متوفی بھائی مور خان کے پوتے مختار خان کا سربراہ ہے۔ اس ونڈ میں مندرجہ ذیل اصحاب بھی قابل ذکر ہیں۔ ہوشناک خان پنجوترہ خور جس کا فرزند حسین خان پنشنر ہے فیروز الدین خان پنجوترہ خور و محمد دین خان ممبر اسلامیہ کمیٹی پسران غلام علی خان، امیر علی خان و محمد امیر خان متوفی جس کی پنشن اس کے بیٹے سلیمان خان کو مل رہی ہے۔ ملا خان ممبر کمیٹی اسلامیہ و قاسم علی خان پسران شاہمد و خان، غلام حسین خان ولد رنگی خان، نصیرا خان کی چھٹی پشت میں تمبر و خان گذرا ہے۔ اس کی اولاد سے منشی گوہر خان ولد شیر علی خان، نوازش علی خان ولد سخی محمد خان

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

پسران منگل خان، دولت محمد خان ولد روشن علی خان، منشی باز ولی خان و محمد عظیم خان پسران ہست علی خان موجود ہیں۔ سیٹ خان کی اولاد سے عالم شیر خان ولد فقیر خان اسی وَنڈ میں آباد ہے۔

وَنڈ بنی۔ اسماعیل خان کے ایک بیٹے کا نام حسو خان تھا۔ اسی کے نام پر یہ وَنڈ ہسوال کے نام سے مشہور ہے۔ حسو خان کی آٹھویں پشت میں منگل خان اس وَنڈ میں سب سے پہلا نمبردار تھا۔ موجودہ نمبردار خان محمد خان منگل خان کی چوتھی پشت میں ہے۔

اس وَنڈ میں قابل ذکر اصحاب جمن علی خان ولد فتح خان، جمس خان ولد روشن علی خان، زمان علی خان ولد باغ علی خان، نواب خان ولد احمد علی خان، سلیمان خان ولد محمد بخش خان، فیروز خان ولد روشن علی خان، فضل خان ولد محمد یار خان، اسماعیل خان کے فرزند دوم ہستال کہلاتی ہے۔ اس کے نام پر وَنڈ کوئی نہیں ہے۔ متفرق وَنڈوں میں اسکی اولاد موجود ہے۔ اس وَنڈ میں متولی خان وغیرہ اسپتال موجود ہیں۔

اولاد جمال خان کا ذکر۔ جمال خان کی چھٹی پشت میں ڈھیلو خان ایک مشہور شخص گذرا ہے۔ جس کے پانچ فرزند حسب ذیل تھے۔ کمال خان، کوڑا خان، جمن خان، چوہڑ خان، پھلا خان۔ ان سب کی اولاد موضع پکھروَنڈ اعوانان میں موجود ہے۔ جمن خان کے تین فرزندوں میں مستا خان صاحب عزت بزرگ تھے۔ میاں زمان علی خان اعوان حنفی چشتی جن کی عمر اس وقت نوے سال کے قریب ہے۔ آپ ہی کے فرزند ہیں۔ آپ اپنے موضع کے قاضی اور امام مسجد اور اپنی قوم کے نمائندہ ہیں۔ آپ کے ۶ فرزند حسب ذیل ہیں۔ غلام رسول خان جو فسٹ بٹالین حیدر آباد انفنٹری میں بعہدہ جمعداری ملازم ہیں اور عرصہ ۲۳ سال سے برٹش گورمنٹ کی فوجی خدمات بجالا رہے ہیں۔ آپ نے فوج میں رنگروٹ بھرتی کرانے کے علاوہ افغانستان، بلوچستان، چین، بغداد، مصر، فرانس اور ایسٹ افریقہ کی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

لڑائیوں میں شمولیت بھی کی ہے۔ بلکہ بہ دوران جنگ دو دفعہ زخمی بھی ہوئے اور اپنی بہادری کے صلہ میں چھ تمغے بھی اس وقت تک حاصل کر چکے ہیں۔

میاں زمان علی خان کے دوسرے فرزند محمد نور خان اپنے والد کی طرح اپنی برادری کے نمائندے اور قاضی ہیں۔ تیسرے فرزند کا نام غلام نبی خان ہے۔ جو زراعت میں مصروف رہتا ہے۔ اور اسی تحصیل کے موضع ٹوپی میں آباد ہے۔ چوتھے فرزند کا نام نور حسین خان ہے۔ جو پلٹن ۱۱۴ پنجابی میں لانس نائیک ہے۔ پانچویں فرزند کا نام محمد زمان خان ہے۔ وہ بھی حیدر آباد دکن میں فوجی ملازم ہے۔ چھٹے فرزند کا نام ''مولوی'' عبدالطیف خان ہے۔ جو مدرسہ مظاہر العلوم سہارن پور میں زیر تعلیم ہیں۔

میاں زمان علی خان نے موضع پکھر میں اپنے آبائی قبرستان کی نگہداشت کے علاوہ ایک مسجد بھی تعمیر کرائی ہے۔ ان کی اراضیات پکھر تحصیل سدھنتی کے علاوہ تحصیل باغ اور تحصیل اوڑی میں بھی ہیں یہ خاندان اپنی برادری اور اپنے علاقہ میں اچھی عزت و وقعت رکھتا ہے۔ میاں زمان علی خان کے حسب ذیل پوتے بھی موجود ہیں۔ غلام مصطفٰے و غلام مرتضٰی فرزندان قاضی محمد نور خان، عبدالغنی خلف غلام نبی خان، نور عالم خان خلف غلام رسول خان۔

ان کے علاوہ اس شاخ میں حسب ذیل اصحاب قابل ذکر بتائے گئے ہیں۔ [1] حیات بخش خان نمبردار پکھر، حسین خان برادر حیات بخش خان نمبردار، اقبال خان ملازم خچر باتری خلف حیات بخش خان نمبردار، حشمت علی خان جو پہلے نمبردار تھا۔ بندوبست کے بعد پنجوترہ خور ہو گیا۔ محمد امیر خان، فتح محمد خان، یوسف علی خان، وارث علی خان، دیوان علی خان، عصمت اللہ خان، سبز علی خان، محمد خان ولد کالو خان، سمندر علی خان

[1] پسران قاضی شرف دین خان سکینہ پکھر جن کا ذکر شریف ثانی اعوانوں میں درج ہے اپنے آپ کو سنگولہ والی برادری سے ظاہر کرتے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

پنشنر ولد روشن علی خان، سمندر خان ولد غلام علی خان، قاسم علی خان جو جنگ عظیم میں تمغہ بھی حاصل کر چکا ہے۔ موسم علی خان جو فوج برطانوی میں ملازم رہ کر تمغہ یافتہ ہے۔ چوکیدار موسو خان، سلیمان خان و رسمت علی خان پنجوترہ خور، سید اکبر خان ولد پیر بخش خان، رسمت خان ولد حیات علی خان، گوہر علی خان ولد عالم شیر خان، محمد زمان خان ولد روشن علی خان۔

اولاد سیٹ خان کا ذکر۔ اوڑی کی تحصیل کے موضع تھاجل ونورکھاہ میں اس کی اولاد میں سے حسب ذیل اصحاب کا نام قابل ذکر بتایا گیا ہے۔ نمبردار نور محمد خان ولد میر محمد خان معافی دار، ستار علی خان، علیا خان، چوکیدار سردار محمد خان، میاں شاہ محمد امام مسجد، امام دین امام مسجد۔

اسی تحصیل کے موضع ایشم میں شیر خان، نور محمد خان، جمعہ خان پسران فقیر خان اپنی برادری میں قابل ذکر ہیں۔

نڑیولہ تحصیل باغ میں اس شاخ کے اصحاب ذیل کے نام قابل اندراج بتائے گئے ہیں۔ جنگ باز خان ونواب خان، پسران فتح علی خان، حیات بخش رہاشم خان پسران منگل خان، جواہر علی خان ولد متا خان، عطا محمد خان و احمد علی خان۔

سیٹ خان کی اولاد ہی سے موضع چھم گراں میں حسب ذیل اصحاب ہیں۔ گل شیر خان ونواب علی خان پسران فقیر خان، محمد دین خان بن گوہر خان، شیر خان، وغیرہ پسران پیر بخش خان، سندر علی ولد روشن علی خان۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اعوانان قطب شاہی دھمنی وغیرہ
(شریف خان کی اولاد کا ذکر)

اعوانوں کے سلسلہ میں ایک شاخ کا جو اپنے آپ کو حاجی اللہ یار خان سے منسوب کرتی ہے ذکر ہو چکا ہے۔

اب ایک اور شاخ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جو تحصیل باغ اور تحصیل سدھنتی دونوں کے درمیان پھیلی ہوئی ہے۔ اس شاخ کے ایک بزرگ جیسا کہ راقم الحروف کو بتایا گیا ہے۔ چوہا سیدن شاہ ضلع جہلم سے ضلع ہزارہ میں آئے۔ وہاں سے ان کی اولاد سے شریف خان نام ایک شخص پہلے مظفر آباد کے علاوہ میں اور پھر تحصیل باغ پونچھ کے موضع خواجہ رتنوں میں آ کر آباد ہوا۔ یہ اس زمانہ کا ذکر ہے۔ جب کشمیر میں پٹھانوں کی حکومت اپنے آخری سانس لے رہی تھی۔

شریف خان جس کی زیارت موضع سیور تحصیل باغ میں موجود ہے کے تین فرزند تھے۔ حیات خان، مولوی امر اللہ خان، فض اللہ خان، ان میں حیات خان کی اولاد مواضعات دھمنی، پکھر، گڑوے، باڑے علاقہ گوراہ، کوئیاں، کالاکوٹ اور پڑکوٹ میں آباد ہے۔ حیات خان کے فرزند میاں جان محمد خان اپنے علاقہ میں اپنی بزرگی وعبادت کی وجہ سے ''ولی'' سمجھے جاتے تھے۔ ان کی زیارت موضع نامنوٹہ تحصیل پلندری میں موجود ہے۔ انکے فرزندوں میں نور ولی خان وسید ولی خان مشہور تھے۔ ان کی زیارتیں گڑالے کے مقام کوٹ میں واقع ہیں۔ جہاں ایک بلند جھنڈا دور ہی سے دکھائی دیتا ہے۔

حیات خان سے چوتھی پشت میں ایک بزرگ میاں فضل خان گذرے ہیں۔ ان

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کے چھ فرزند حسب ذیل ہیں۔ (۱) غلام حیدر خان مرحوم جس کے فرزندان کالا خان شیر احمد خان اور محمد امیر خان نے پانچ سو روپیہ کی علیحدہ اراضی خرید کی ہے۔ (۲) غلام حسین خان جس کے حسب ذیل چار فرزند ہیں۔ نور حسین خان، عبدالحسین خان، اکبر حسین خان، محمد رحمان (۳) غلام علی خان۔ اس کے تین فرزند حسب ذیل ہیں۔ عبدالحکیم خان مرحوم، عبدالکریم خان، محمد افضل خان۔ ان بھائیوں نے بھی پانچ سو روپیہ کی زمین خرید کی ہے۔ (۴) فتح عالم خان۔ انکے بھی تین فرزند ہیں۔ سیدل خان، محمد سید خان، کرم شیر خان۔ ان بھائیوں نے قریباً ساٹھ کنال زمین موضع پڈ کوٹ میں ساڑھے سات سو روپیہ سے لی ہے۔ میاں فضل خان کے پانچویں فرزند کا نام نوردین خان ہے۔ جو عوام میں مولوی نوردین خان کے نام سے مشہور ہے۔ اس کے چار فرزند ہے۔ محمد صدیق خان، محمد امین خان، محمد اکبر خان، محمد حیات خان، میاں فضل خان کے چھٹے فرزند کا نام محمد حسین خان ہے۔ اس کے دو فرزند ابراہیم خان و محمد شفیع خان موجود ہیں۔ ان میں فتح عالم خان ''مولوی'' نوردین خان اور محمد حسین خان اپنے اپنے انگریز فوجی افسروں کیساتھ جنگ عظیم یورپ میں بھی شامل رہ چکے ہیں۔ اور گو وہ اپنے افسروں کے پرائیویٹ ملازم تھے۔ لیکن بہ دوران جنگ ان کو سرکاری ملازم سمجھا گیا اور ان کی خدمات کے عوض ان کو فوجی تمغے عطا کئے گئے۔

حیات خان کی ذریات سے گورنمنٹ برطانیہ کی فوج میں بھی کئی جوان ملازم ہیں اور کئی ایک پنشن پر واپس آچکے ہیں۔ چند ایک نام ذیل میں درج ہیں۔

موضع پکھر میں سے قاضی عالم دین سرکل کمیٹی کے پریذیڈنٹ تھے۔ بہ ایام جنگ آپ نے فوجی بھرتی میں بڑی مدد دی۔ ان کے پاس سندات بھی ہیں۔ سرکار پونچھ نے بصلہ خدمات پکھر میں کچھ اراضی بھی عطا کی۔ محمد قاسم خان ولد قاضی عبداللہ خان اب پنشن پر ہیں۔ ان کے دو بھائی حسن محمد خان و حبیب خان، رزمک وزیرستان کے محکمہ سپلائی میں ملازم ہیں۔ محمد

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

قاسم خان کے بھائی قاضی گل حسین کالڑ کا عبدالحسین خان بھی رزمک ہی کے محکمہ سپلائی میں برسرکار ہے۔

باغ علی خان ولد شیر علی خان ۲۲ پنجابی ڈسچارج ہے اور اس کے برادران فقیر محمد خان، عطا محمد خان، چھبو خان مرحوم دستار محمد خان سکنائے گڑالہ، حوالدار سلطان محمد خان ولد قاضی بہادر علی خان ۲۲ پنجابی فوت ہو چکا ہے۔ غلام محمد خان برادر حولدار سلطان محمد جو بھائی کے مرنے کے بعد نوکری چھوڑ کر گھر آ گیا۔ سلطان بخش خان ولد فیروز دین سکنہ گڑالہ ۲۲ پنجابی ڈسچارج۔

خان محمد خان ولد قاسم علی خان سکنہ موضع باڑے حاضر ملازمت۔ غلام رسول خان ولد قاضی موسو خان پنشنر سکنہ کالاکوٹ، جوہر دین خان ولد ناسل خان سکنہ کالاکوٹ ملازم فوج جموں و کشمیر، رستم خان ولد رنگی خان ۲۲ پنجابی سپاہی ڈسچارج۔

ان کے علاوہ حیات خان کی اولاد سے مندرجہ ذیل اصحاب قابل ذکر ہیں اور اپنی برادری میں ممتاز سمجھے جاتے ہیں۔ فتح عالم خان اور ان کے بھائی ''مولوی'' نورالدین خان، لال دین خان دوکاندار ولد نکو خان سکنہ کالاکوٹ، غلام سرور خان برادر رستم خان۔ ''مولوی'' ستانہ خان جو چار مواضعات کا امام ہے اور برادرش فقیر خان پسران قاضی نیاز محمد خان یوسف دین ولد قاضی فتح دین، قاضی عالم دین۔ اور ان کے برادران علم دین خان منشی فیروز دین خان، محمد حسین خان پسران قاضی شرف دین خان[1] سکنہ پکھر، نجم دین خان و محمد دین خان پسران قاضی دین محمد خان سکنہ پڈکوٹ اما مان مساجد۔

کوئیاں کے قاضی محمد حسین خان ولد قاضی رکن دین خان، جو صدر عدالت میں عرائض نویس ہیں۔ قاضی فتح محمد خان ولد قاضی میر عالم خان پیش امام کوئیاں، قاضی سخی

---

[1] ان کے متعلق دیکھو حاشیہ صفحہ ۵۸۸۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

محمد خان ولد قاضی محکم دین خان۔

گڑالہ میں حیات خان کی ذریات سے محمد بخش خان کے چار فرزند قابل ذکر ہیں۔نواب خان مرحوم گوہر علی خان مرحوم لاولد، فقیر خان، عطا محمد خان لاولد، ان میں نواب خان کے دو فرزند ہیں۔ ستار محمد خان و جمس خان فقیر خان کے تین فرزند ہیں۔ محمد دینؔ خان، محمد حسین خان، سید محمد خان، عطا محمد خان اپنی ساری جائیداد اپنے بھائی فقیر خان کو عطا کر کے آپ فقیر ہو گیا ہے۔

حیات خان کے دوسرے بھائی مولوی امر اللہ خان کی اولاد میں مولوی سخی محمد خان موضع سرؔ میں خاص طور پر مشہور ہیں۔ آپ نے اپنے ذاتی خرچ سے وہاں ایک مسجد اور تالاب پختہ بنوایا ہے اور آپ کے پاس مذہبی کتب کا ذخیرہ بھی کافی بیان کیا جاتا ہے۔

حیات خان کے تیسرے بھائی فیض اللہ خان کی اولاد موضع تراڑ، میتال میرہ، موضع ڈھکی پنڈی تحصیل سدھنتی اور موضع پتراڑہ تحصیل باغ میں آباد ہے۔ ان میں ''مولوی'' رکن دین دیو بند کے تعلیم یافتہ ہیں اور قاضی رکن دین خان اور ان کے بھائی قاضی نصر دین خان ڈھکی پنڈی کے رؤسا میں ہیں۔ پتراڑہ میں قاضی شمس الدین خان، میتالؔ میرہ میں نور دین خان اور ان کا فرزند عبدالحمید خان۔

شریف خانی اعوانوں کی رشتہ داری اپنے برادری کے علاوہ گکھڑ، نارمہؔ اور سدھنؔ اقوام سے بھی ہے۔ بعض سدھنوں نے بھی جن میں نائک نجف خان فوجی سکول ماسٹر راولپنڈی، قوم سدھن ولد سردار سانوالا خان ساکنہ گڑالہ تحصیل سدھنتی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ شریف خانی اعوانوں کے رشتہ دار ہونے کی تصدیق کی ہے۔ بلکہ پونچھ سے باہر کے اعوانوں کے ساتھ بھی ان کا رشتہ ناطہ جاری ہے۔ جیسا کہ ''مولوی'' نور دین خان کی بھانجی ملک محمد افضل خان ولد ملک جہاں خان اعوان سکنہ بھیرہ خوشاب کے عقد میں ہے۔

شریف خانی اعوانوں کے مکانات جو تحصیل باغ و سدھنتی کے مواضعات میں پائے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

جاتے ہیں کی تعداد ۷۰ سے ۸۰ کے قریب پائی جاتی ہے۔ یا بہ الفاظ دیگران کی آبادی ۳۵۰ نفوس کے قریب ہے۔ اس خاندان میں مذہبی تعلیم کا رواج تو موجود ہے۔ مگر مروجہ تعلیم کی طرف توجہ کم ہے۔ یہاں تک کہ ایک بھی لڑکا اس خاندان میں مڈل پاس نہیں ہے۔ البتہ اب ان کے چھوٹے بچے مختلف سکولوں میں تعلیم پا رہے ہیں۔

اعوانان قطب شاہی موضع ارجہ تحصیل باغ

ارجہ کے اس اعوان قطب شاہی خاندان کے مورث اعلیٰ حافظ جان محمد خان ایک بزرگ گذرے ہیں۔ جو اس خاندان کی روایات کے مطابق حضرت عون قطب شاہ کی انیسویں پشت میں تھے۔

حافظ جان محمد خان کے بزرگ کئی پشتوں سے سون سکیسر ضلع شاہ پور پنجاب میں آباد چلے آتے تھے۔ لیکن حافظ جان محمد خود ضلع مظفر آباد علاقہ کشمیر میں آ کر آباد ہو گئے۔ ان کے پانچ فرزند تھے جن میں سے قاضی نیک محمد خان و قاضی شیر محمد کی اولاد ضلع مظفر آباد کے دیہات قومی کوٹ و پچیاں میں موجود ہے اور قاضی گل محمد اور فتح محمد کی اولاد ضلع ہزارہ کے مواضعات بمنہ و مشہنبہ میں آباد ہے۔ یہ لوگ درس تدریس کا کام بھی کرتے ہیں۔ اراضیات کے مالک بھی ہیں اور زمیندار پیشہ ہیں۔

حافظ جان محمد خان کے فرزند قاضی نور محمد کی اولاد پونچھ کے موضع ارجہ میں آباد ہے اور وہ قاضیان ارجہ کے نام سے موسوم ہے۔ قاضی نور محمد کے فرزند کا نام قاضی محمد فاضل تھا۔ قاضی محمد فاضل کے ۲ فرزند تھے۔ (۱) قاضی فیض طلب (۲) قاضی غلام محمد، قاضی فیض طالب اچھے اہل علم مشہور تھے ان کے چار فرزند ہیں۔ قاضی عبدالمجید، قاضی عبدالغنی، قاضی عبداللطیف، قاضی عبدالعزیز، قاضی عبدالمجید کے چار فرزند ہیں۔ قاضی عبدالرحمان، گل رحمٰن، حبیب الرحمان، عزیز الرحمان، قاضی عبدالغنی کے تین فرزند ہیں۔ قاضی عنایت اللہ،

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

قاضی برکت اللہ، قاضی رحمت اللہ۔ قاضی عبداللطیف کے دو فرزند ہیں۔ قاضی عبدالحفیظ وعبدالمجید، قاضی عبداللطیف دیہات میں پرائیویٹ طور پر اسلامی مدرس ہے۔ رجسٹر نکاح خوانی بھی سرکاری طور پر اس کے پاس ہے۔ ۱۳ سال تک اس نے ایم ٹی میں فیلڈ سروس کی ہے جس کے صلہ میں کئی سٹیفکیٹ وغیرہ اس کو ملے ہوئے ہیں۔

حافظ جان محمد کی اولاد پونچھ کے کاغذات مال میں بھی اعوان ہی درج ہے۔ چنانچہ اس وقت راقم الحروف کے سامنے تین نقول جمع بندیوں کی موجود ہیں۔ جن میں یہ اعوان قوم کے نام سے درج ہیں۔ ان میں سے صرف ایک نقل کا ذکر کیا جاتا ہے۔ موضع چچیری تحصیل باغ کی نقل جمع بندی مثل حقیقت بابت ۱۹۶۴ء میں نمبر کھتونی ۲۲ اور نمبر کھیوٹ ۱۱ پر نام اسامی کے خانہ میں عبدالمجید وعبدالغنی وعبداللطیف وعبدالعزیز پسران فیض طلب ساکنان ارجہ کی قوم اعوان درج ہے۔ اور خانہ کاشت کار و احوال میں خود کاشت لکھا ہے۔ نیز اسی تحصیل کے ایک موضع مکھیالہ میں قاضی عبدالغنی پندرہ کنال اراضی کا واحد ملک ہے۔

قاضی فیض طلب کے چھوٹے بھائی قاضی غلام محمد بھی علوم دینیہ میں کافی مہارت رکھتے تھے۔ ان کے دو فرزند خاقانؔ ولقمانؔ موجود ہیں۔ قاضی خاقان کے دو فرزند ہیں۔ قاضی محمد صدیق ومحمد رفیق، قاضی لقمان کا ایک ہی فرزند بنام قاضی سلطان ہے۔ ان میں قاضی لقمان کے نام ارجہ میں کھیوٹ ۷ پر سولہ کنال ۱۴ مرلہ زمین علیحدہ بھی کاغذات مال میں درج ہے۔

اس برادری کے اسماء سے معلوم ہو رہا ہے کہ ان میں درس تدریس کا شوق ہے اور علم اس خاندان میں بطور وراثت چلا آتا ہے۔ اس برادری کے رشتے ناطے اپنی برادری کے علاوہ گکھڑؔ، مُغلؔ، تیزیالؔ، کھکھہؔ، چبؔ، جرال اقوام کے ساتھ ہوتے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اعوان قطب شاہی

(مواضعات کھڑک و رام پتن و پڑاٹ و گورہ و منگ تحصیل

سدہنتی و سیور و ہورنہ میرا وغیرہ تحصیل باغ)

(شاخ ملوک شاہی)

۲ سو سال سے زیادہ عرصہ کا ذکر ہے۔ کہ آوان کاری ضلع شاہ پور کے ایک اعوان بزرگ حافظ ملوک نام مظفر آباد کے علاقہ چکار میں آکر رونق افروز ہوئے۔

آپ کی اولاد و ذریات کے پاس جو شجرہ ہے اس کے رو سے حافظ ملک حضرت عون قطب شاہ کے فرزند زمان علی حضرت کھوکھر کی اٹھائیسویں پشت میں تھے۔ ان کی اقامت گاہ موضع بٹی بھنہ تھا۔ جہاں ان کی اور ان کے فرزند حافظ باقر کی زیارتیں موجود ہیں اور کچھ اولاد بھی اب تک وہاں آباد ہیں۔ حافظ باقر کے چار فرزند تھے اور چاروں ہی قرآن شریف کے حافظ تھے۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں۔ حافظ علی محمد، حافظ خان محمد، حافظ شاہ محمد، حافظ عنایت اللہ۔ ان میں حافظ شاہ محمد اور حافظ عنایت اللہ تو مفقود الخبر ہو گئے۔ حافظ علی محمد اور حافظ خان محمد صاحب اولاد ہوئے۔ لیکن ان کے فرزندان قاضی محمد رفیق، مولوی حفیظ اللہ اور قاضی فقیر محمد پسران حافظ خان محمد بہ اوقات مختلف ترک وطن کر کے پونچھ کے مواضعات کھڑک، ہورنہ میرہ، پڑاٹ، رام پتن اور سیور میں آکر آباد ہو گئے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اس تمام خاندان کے مورث اعلیٰ حافظ ملوک ہیں۔ اور اس لئے اگر ان کو قطب شاہی اعوانوں کی شاخ ملک شاہی اعوان قرار دیا جائے تو نامناسب نہیں ہے۔

یہ تمام برادری زراعت پیشہ ہے۔ سب کو حق اسلامی حاصل ہے۔ چنانچہ جمع بندی چہار سالہ موضع کھڑک کے نمبر کھیوٹ ۱۱۱۴ اور نمبر کھتونی ۳۳۸ میں نام اسامی کے خانہ میں حسین بخش ولد قاضی فتح نور و عزیز الرحمان وغیرہ ولد غلام نبی کا نام درج ہے اور قوم اعوان لکھی ہوئی ہے حسین بخش اور غلام نبی قاضی فتح نور کے بیٹے ہیں اور قاضی فتح نور حافظ گل محمد خلف حافظ خان محمد کا فرزند ہے۔ قاضی فتح نور نے قریباً سوا سال کی عمر میں ۱۹۱۸ء میں انتقال کیا ہے۔ راجہ موتی سنگھ کا ایک فرمان راقم الحروف کی نظر سے گذرا ہے۔ جو تحصیلدار و نائب تحصیلدار سد ہنتی کے نام ہے اور جس میں درج ہے کہ چوں مسمی قاضی فتح نور سکنہ کھڑک جھنڈہ سائر ہمیشہ از خود تیار مے کند و حالا ہم تیار کردہ است۔ لازم کہ قیمت جھنڈہ از دیگر قاضیان متعلقہ آں حسب طریق وصول کنانیدہ۔ زیادہ تاکید است۔ ۲۶ ماہ اسوج ۱۹۴۳ اب۔ اس فرمان سے معلوم ہوتا ہے کہ قاضی فتح نور حکومت کی نظروں میں ایک باوقعت قاضی رہا ہے۔

حافظ ملوک کی ذریات کی تعداد ۲۰۰ نفوس تک بتائی جاتی ہے۔ جس میں سے کچھ لوگ اب تک علاقہ چکار کے موضع بھنہ میں موجود ہیں۔ بعض بکوٹ ضلع ہزارہ اور روات تحصیل کوہ مری یعنی علاقہ انگریزی میں بھی آباد ہیں اور زیادہ تعداد پونچھ میں موجود ہے۔

یہ برادری صرف زمیندار پیشہ ہی نہیں ہے۔ بلکہ حافظ ملک کے دادا حافظ عبدالحاجی سے لے کر حافظ ملوک کے پڑپوتوں تک چھ پشت میں قرآن شریف کی حافظ ہی چلی آئی ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ دینی علم کا اس برادری میں بہت رواج اور شوق رہا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ پونچھ کی آب و ہوا نے اس میں بہت کچھ کمی کر دی ہے اور اب اس برادری میں صرف چند نام ایسے نظر آتے ہیں جن کے ساتھ مولوی یا قاضی کے الفاظ درج ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اس برادری کا رشتہ اپنی برادری کے علاوہ پونچھ کی دیگر اقوام سدھن ، ڈھونڈ، ملدیال، گکھڑ اور قریشی کے ساتھ ہوتا ہے۔

اس برادری میں جو نام قابل ذکر بتائے گئے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

نام معہ ولدیت	سکونت و تحصیل	نام معہ ولدیت	سکونت و تحصیل
قاضی حسین بخش ولد قاضی فتح نور	کھڑک سدھنتی	فضل عالم ولد سید محمد	پڑاسدھنتی
عبداللہ ولد مولوی محمد قاسم	// //	محمد فاضل ولد فضل دین	پڑوٹ //
عبدالعزیز ولد قاضی حسین بخش	// //	محمد غلام ولد عالم دین	// //
عزیز الرحمان ولد غلام نبی	// //	سجاول دین ولد نور حسین	// //
سید عالم ولد نور عالم	پوٹھ مکولہ //	محمد حسین ولد محمد عالم	گورہ //
جمعدار میر عالم ولد غلام حسین	رام پوتن //	سید عالم ولد ولی احمد	منگ //
محمد شفیع ولد کالا	// //	مصطفٰے عالم ولد ولی احمد	ہرنہ میرہ باغ
امیر حسن ولد نور عالم	// //	مصطفٰے ولد محمد فاضل	// //
بگو ولد فتح عالم	// //	مولوی غلام رسول	سیور //

حسب ذیل اصحاب حافظ ملوک کی پونچھ والی اولاد سے علاقہ انگریزی میں ملازم ہیں۔

جمعدار میر عالم ولد غلام حسین سکنہ رام پتن، عبدالعزیز کانسٹیبل ولد حسین بخش خلف قاضی فتح نور، ۱۹۱۷ء میں پلٹن ۷۶ میں ملازم ہوئے۔ بصرہ اور مصر اور بیت المقدس اور فرانیٹر کی لڑائیوں میں شامل رہے۔ دو تمغہ اور ایک کڑی حاصل کر چکے ہیں۔ ۱۹۲۴ء میں خانگی مجبوریوں کی وجہ سے نام کٹوا کر واپس آگئے۔ ۱۹۲۷ء سے محکمہ ریلوے پولیس پنجاب میں ملازم ہیں۔ نائیک عبدالحق ولد غلام حسین ساکنہ رام پتن، سپاہی محمد شفیع ول کالا سکنہ رام پتن، امیر حسین سپاہی ولد نور عالم توپ خانہ جموں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

تھے یا کشمیر سے پونچھ آیا کرتے تھے۔ یہیں رہا کرتے تھے۔ راجہ جے سنگھ والئے کشمیر کے زمانہ میں یہاں ایک مشہور شہر اتالکا کے نام سے تھا۔ رفتہ رفتہ اس کا نام اتولی ہوگیا۔ وہ آج بھی اسی نام سے مشہور ہے۔

بہت عرصہ ہوا ضلع جہلم کے اعوان کاری کے علاقہ سے ایک اعوان جس کا نام ملک محمد اعظم خان تھا یہاں آکر آباد ہوگیا۔ اس نے اتولی کے پاس ہی ایک جدید بستی اعظم آباد کے نام سے آباد کی۔ وہی اعظم آباد اب منڈی سے ملحق ہے اور اتولی اوپر کی طرف علیحدہ واقعہ ہے۔ ملک محمد اعظم خان کی اولاد سے ایک بزرگ تحصیل مظفر آباد میں چلے گئے۔ جن کی اولاد پٹی اوانان متصل گڑھی میں موجود ہے اور اعوان کہلاتی ہے۔[1] ایک بزرگ جن کا نام فیض علی خان تھا، یہاں سے تحصیل مہنڈر کے موضع چھجلہ میں چلے گئے۔ رقبہ رام[2] کنڈ میں ان کی کافی اراضی ہے۔ یہاں اس خاندان کے چار گھر ہیں۔ کاغذات بندوبست میں ان کی قوم اعوان درج ہے۔ ان میں راجولی خان، شہاماں خان اور فتح محمد خان قابل ذکر ہیں۔ چونکہ اعوان قوم کا قومی لقب ملک ہے۔ اس لئے اعظم آباد کے اعوان کا غذات بندوبست میں اعوان کی بجائے ملک درج ہیں۔ یہاں کئی صدیوں کی آبادی کے باوجود اس قوم کے صرف تین گھر ہی ہیں۔ جن میں حسب ذیل اصحاب قابل ذکر ہیں۔ ملک محمد اکبر خان نمبردار، باغ علی خان نمبردار، محمد اعظم خان، محمد یعقوب خان، محمد ایوب خان، امیر علی خان، علی اکبر خان، اکبر علی خان، دوست محمد خان، اکبر علی خان۔

بھٹی راجپوت

بھٹی راجپوتوں کا کچھ تاریخی تذکرہ پہلے ہی کیا جاچکا ہے۔ ان ہی بھٹی راجپوتوں کی

[1] یہاں میر دوسا خان اعوان اس قوم سے نمبردار ہے۔ [2] رام کنڈ ہندوؤں کا ایک متبرک استھان ہے۔ جہاں ایک بڑی رقم معافی کی ہے اور وہاں کنڈ یعنی باؤلیاں بکثرت ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ایک شاخ ملوٹ تحصیل باغ میں رہتی ہے جس کے بانی قاضی عبدالقدیر خان نامی ایک بزرگ گذرے ہیں۔ وہ پہلے ساندل بار بھٹیانہ میں رہتے تھے۔ وہاں سے اٹھے۔ تو خان پور میں ڈیرہ جاڈالا اور وہاں سے نکلے تو علاقہ باغ کے موضع ملوٹ میں اقامت اختیار کرلی۔ ان کے تین فرزند تھے۔ (۱) قاضی محمود خان، (۲) قاضی نیک محمد خان، (۳) قاضی بلور خان۔

شاخ اول تو ملوث ہی میں آباد ہے جس میں قاضی محمد یونس خان، عبدالہادی خان، قاضی محمد گلاب خان اور قاضی محمد گل خان موجود ہیں۔ دوسرے دونوں بھائیوں کی اولاد کوٹیڑہ مست خان میں منتقل ہوگئی۔ چنانچہ ان میں سے نیک محمد خان کی اولاد میں سے ''مولوی'' نور احمد خان اور غلام حسین خان پنشنر فوجی وغیرہ قابل ذکر ہیں اور قاضی بلور خان کی شاخ سے دوست محمد خان، گوہر علی خان، فتح دین خان اور عبدالرشی خان وغیرہ چند اصحاب موجود ہیں۔ یہ سب خاندان زراعت پیشہ ہے۔ ان کے رشتے ناطے اقوام سدھن، ملدیال اور ڈھونڈ کے ساتھ ہے۔ ان میں کئی ایک معافی دار بھی ہیں اور اس وقت اس خاندان کی ملوٹ میں آٹھ پشتیں گذر چکی ہیں۔

اس لحاظ سے کہ دیہہ ہذا کے امام ہیں اور رجسٹر نکاح خوانی سرکاری طور پر ان کے پاس رہتا ہے۔ کاربیگاران میں سے کئی ایک کو معاف ہے اور اسی لئے وہ معافی دار کہلاتے ہیں۔

جرال راجپوت

جرال قوم کا ذکر راجپوتوں کے باب میں قبل ازیں ہو چکا ہے۔ یہ قوم راجہ جیرراء کی اولاد سے ہے۔ اس کی پانچویں پشت میں راجہ صاحب سینہ بعہد شہاب الدین غوری مسلمان ہوگیا تھا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

جرال قوم راجوری کی تحصیل اور تھنہ کے علاقہ کے علاوہ پونچھ اور کشمیر اور پنجاب کے مقامات رہلو ضلع کانگڑہ اور وزیر آباد وغیرہ مقامات میں پھیلی ہوئی ہے۔ ڈوگرہ حکومت کے آغاز میں اس خاندان پر جو راجوری میں آزادانہ حکومت کر رہا تھا تباہی آئی۔ ان ہی ایام میں مرزا فقیر خان راجوری سے پونچھ کی تحصیل پلندری کے موضع موٹارین میں چلا آیا۔ اس کے پانچ فرزند حسب ذیل تھے۔ اول کالا خان، اسکے فرزند کا نام جعفر خان تھا۔ جعفر خان کے فرزندوں کے نام کل دین خان وگل محمد خان ہیں دوسرے فرزند کا نام نجم خان تھا جو محکمہ پولیس ومحکمہ مال میں قریباً ۴۰ سال تک ملازم رہا۔ اس کے تین فرزند ہیں۔ محمد شیر خان جس کے فرزند کا نام محمد اسلم خان ہے۔ فتح عالم خان، جس کے بیٹے کا نام محمد ایوب خان ہے۔ دولو خان جس کے فرزند کا نام محمد افسر خان ہے۔

مرزا فقیر خان کے تیسرے بیٹے کا نام جماعت خان تھا۔ وہ ۳۴ سال تک اور اس کا فرزند فیروز خان ۳۱ سال تک تحصیل میں ملازم رہے۔ فیروز خان کے بیٹے کا نام میر اکبر خان ہے۔ جو پرائمری تک پڑھا ہوا ہے۔

چوتھے بیٹے کا نام مسطر علی خان تھا۔ اسکے تین فرزند ہیں۔ یوسف علی خان جس کے فرزند کا نام خان بہادر خان ہے۔ دوسرا محمد حسین خان، تیسرا ہنس خان جس کے دو بیٹے ہیں۔ افسر خان واسلم خان، مرزا فقیر خان کے پانچویں بیٹے کا نام منصر علی خان تھا۔ اس کا ایک ہی فرزند برہان علی خان ہے۔

جرال بہادری تحصیل پلندری وتحصیل باغ میں آباد ہے۔ پلندری میں مقامات لہڑی، منڈھوں، سبراڑی اور نتھا گلہ قابل ذکر ہیں۔ لہڑی اور منڈھوں کا ذکر راجپوتوں کے باب میں ہو چکا ہے سیراڑی میں پانچ چار گھر آباد ہیں جن میں مہتاب خان ولد نواب خان اور نتھا گلہ کے تین چار گھروں میں غلام دین خان ولد مستانہ خان قابل ذکر ہے۔ تحصیل باغ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کے موضع پاڑہ کے دو تین گھروں میں عالم شیر خان ولد متولی خان اور موضع سنگر کے دو گھروں میں نواب خان و شمس خان پسران باغ علی خان اور پدّر کے دو گھروں میں دلاور خان قابل ذکر بتائے گئے ہیں۔

مرزا محمد حسین ذیلدار بہروٹ تھنہ راجوری بھی جرال برادری کا ایک ممتاز فرد ہے۔ یہ برادری معمولی اُردو خواندہ ہے۔ فقیر خان کی اولاد سے موٹاریں میں صرف پانچ گھر آباد ہیں۔

جنجوعہ راجپوت پھگواٹی

گڑھ مکھیالہ ضلع جہلم سے جو جنجولہ قوم کا گڑھ مشہور ہے۔ جاموں خان نام ایک شخص آج سے قریباً اڑھائی سو سال پیشتر پونچھ کے مقام راولاکوٹ میں آ کر آباد ہوا۔ سجانوں خان و جانوں خان اسکے دو فرزند تھے۔ سجانوں خان یہاں سے پھگواٹی چلا گیا۔ اس کی اولاد آج تک وہیں آباد ہے۔ جمعہ خان و سیف علی خان پسران راجولی خان اس کی اولاد میں سرکردہ ہیں۔

جہانوں خان کی شاخ سے ساتویں پشت میں غلام علی خان و بھندا خان ۲ بھائی تھے ان کے باپ کا نام کالو خان اور دادا کا نام صاحبو خان تھا۔

کالو خان (لاولد) کے تین اور بھائی تھے۔ رسمت خان مرحوم جس کے دو فرزند بہادر علی خان و فیروز دین خان موجود ہیں۔ پیر بخش خان لاولد۔ شرف علی خان مرحوم جس کے دو فرزند لال خان و مصری خان حیات ہیں۔ غلام علی خان کے بھائی بھندا خان کے بیٹے کا نام شیر ولی خان تھا۔ اس کے فرزند کا نام غلام محمد ہے جو زندہ ہے۔ اس کے تین فرزند حسب ذیل موجود ہیں۔ شکر محمد لال دین، علی شیر۔

اس برادری میں سے پھگواٹی وغیرہ کے علاقہ میں اور بھی کئی لوگ آباد ہیں۔ لیکن وہ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کاغذات میں جنجوعہ درج نہیں ہیں۔ کوئی کسی قوم میں درج ہو گیا ہے۔ کوئی کسی قوم میں۔ لیکن سب زراعت پیشہ ہیں ان کے رشتے ناطے اپنی برادری کے علاوہ بدھن قوم کے ساتھ بھی ہیں۔ تعلیم اس برادری میں صفر کے برابر ہے۔

جنجوعہ تحصیل باغ

تحصیل باغ کے مواضعات سرسیدآں، باغ اور راولی میں جو قوم اپنے آپ کو جنجوعہ کہتی ہے۔ وہ اپنا شجرہ سورج خان سے شروع کرتی ہے۔ جو اس قوم کے قول کے مطابق سب سے پہلے پونچھ آیا۔ اور متذکرہ صدر مواضعات کے جنجوعہ خاندانوں کا مورث اعلیٰ بنا۔ سورج خان کو بھی دوسرے جنجوعوں کی طرح راجہ مل کی اولاد ہی سے بتایا جاتا ہے۔ جس کا ذکر قبل ازیں کھکھہ و جنجوعہ اقوام کے سلسلہ میں کیا جا چکا ہے۔

متذکرہ صدر ہرسہ مواضعات میں جنجوعہ برادری کے صرف چھ سات گھر ہیں۔ کاغذات بندوبست میں بھی یہ قوم جنجوعہ کے نام سے درج ہے۔ چنانچہ مواضعات راولی و باغ کے نمبرداران عطا محمد خان و محمد یعقوب خان کی پتی کے چند ایک کاغذات جمع بندی راقم کی نظر سے گذرے ہیں۔ جن میں جمال الدین خان ولد عمر بخش خان و روشن علی خان ولد بوٹا خان کے ناموں کے ساتھ قوم جنجوعہ کے الفاظ درج ہیں۔ ان مواضعات کی جنجوعہ برادری زراعت پیشہ ہے۔ لیکن انکی قلت آبادی کی وجہ سے ان کی قوم سے نمبردار کوئی نہیں ہے۔

منشی محمد عالم خان محالدار کسٹم وغیرہ پسران روشن علی خان و جمال خان ولد عمر بخش خان پسران بوٹا خان مواضعات سرسیداں و باغ میں کافی اراضیات کے مالک ہیں اور اپنی برادری میں سرکردہ سمجھے جاتے ہیں۔ روشن علی خان انجمن اتحادی کمیٹی باغ کے پریذیڈنٹ ہیں۔ ان اصحاب کا تعلق مصری خان کی شاخ سے ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar.

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

شیر دل خان ولد احمد علی خان وامیر علی خان وغیرہ پسران بہادر خان ومیر دلی خان ونورالدین خان پسران میسا خان وروشن علی خان وغیرہ پسران مستو خان بھی جو فقیر خان برادر مصری خان کی شاخ سے ہیں کافی رقبہ اراضی کی ملکیت رکھتے ہیں۔

جلال خان کی شاخ سے غریب خان وفیروز خان پسران ناصر علی خان ساکنان موضع راولی بھی بہت سی اراضیات کے مالک ہیں۔

ان کی رشتہ داریاں اپنی قوم کے علاوہ اقوام سدھن، کھکھہ اور گکھڑ کے ساتھ بھی ہوتی ہے۔

کھکھہ راجپوت مکھیالہ تحصیل باغ

اس خاندان کا سلسلہ جنگ خان بانئے جگ لڑی کے فرزند لہر خان سے ملتا ہے۔ قریباً سولہ پشتوں کے بعد علی محمد خان ولد سیف خان جگ لڑی سے نقل مکان کر کے مکھیالہ آ کر آباد ہو جاتا ہے۔ یہاں جس قدر کھکھہ راجپوت ہیں وہ سب علی محمد خان اور اس کے بھائی رضا محمد خان کی اولاد سے ہیں۔

علی محمد خان کے فرزند کا نام نیک محمد خان تھا۔ اس کے فرزند کا نام کالا خان۔ کالا خان کے حسب ذیل چار بیٹے تھے۔ محمد گلاب خان، محمد یار خان، دفتر محمد خان، عطا محمد خان، ان میں گلاب خان کے چھ بیٹے ہیں۔ محمد قاسم خان، فتح عالم خان، مولوی محمد کریم خان، نور حسین خان، محمد امیر خان، محمد شفیع خان، محمد یار خان کے تین فرزند ہیں۔ عبدالرحمان خان، ولی احمد خان، مولوی عبدالرحیم خان۔

محمد یار خان اپریل ۱۹۳۵ء میں انتقال کر گئے۔ عطا محمد خان کا صرف ایک ہی فرزند ہے جس کا نام حبیب اللہ خان ہے۔ جو راولپنڈی میں ملازم ہے۔ اس کے دو فرزند حسب ذیل ہیں۔ عبدالرشید خان ومحمد رشید خان۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

علی محمد خان کے بھائی رضا محمد خان کی چوتھی پشت میں گلاب خان تھے۔ انکے تین فرزند حسب ذیل موجود ہیں۔ منشی فضل احمد خان، محمد کبیر خان، محمد بخش خان۔ ان کے علاوہ اس خاندان میں رضا محمد خان کی اولاد سے اصحاب ذیل بھی قابل ذکر ہیں۔ محمد حلیم خان وعبداللہ خان فرزندان فضل الدین خان اور دوست محمد خان فرزند سخی محمد خان اور سلطان محمد خان ومیر احمد خان ونور احمد خان فرزندان محمد عالم خان برادر دوست محمد خان، کھکھہ خاندان کی اس شاخ کے رشتے ناطے اپنے ہم جد تیزیالوں کے علاوہ قوم قریش کے ساتھ بھی ہیں۔

ملدیال کی شاخ سیرال

ملدیال قوم کا حال پہلے درج ہو چکا ہے۔ کہ وہ مرزا مولود بیگ مغل کی اولاد سے ہے۔ مرزا مولود بیگ سے پانچویں پشت میں سمندر سیو خان ایک شخص پیدا ہوا۔ اس کے تین فرزند صاحب اولاد تھے درویش خان، شیر خان، بودر خان۔ ان میں درویش خان کی اولاد دورویسال، شیر خان کی سیرال اور بودر خان کی بودرال کہلاتی ہے۔ پھر ان کے آگے اور کئی شاخیں جھدال، آدمال، میرال، سالیال، بالیال نکلتی ہیں۔

تحصیل حویلی اور تحصیل باغ میں ملدیاں قوم کی یہ تمام شاخیں پھیلی ہوئی ہیں۔

تحصیل باغ کے موضع بن گراں میں سیرال شاخ کے کئی گھر ہیں۔ داتا خان ولد شہباز خان اور میر زمان خان ومنگی خان نمبرداران بن گراں اسی شاخ سے ہیں۔ اسی موضع میں نور احمد خان ملازم پٹن ۱۱/۲ سکھ مسکوٹ میں بمقام کوئٹہ ملازم ہے۔ جس کے دو چھوٹے بھائی غلام محمد خان، وجوان خان اپنے وطن ہی میں اپنا آبائی زمیندارہ کام کیا کرتے ہیں۔ یہ تینوں بھائی محمد علی خان ولد بخش خان کے فرزند ہیں۔ نور احمد خان اچھا سفید پوش اور دانا آدمی ہے۔ اس کے ۲ فرزند ہیں۔ ایک کا نام سلیمان خان اور دوسرے کا محمد یوسف خان ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اسی شاخ سیراں میں ایک سیدل خان ولد فضل خان سکنہ راولی ہے۔ جو اپنے شجرہ کے مطابق شیر خان بانئے شاخ ہذا سے بارہویں پشت میں ہے۔ سیدل خان سیرال بلوچ خان درویسال کا رشتہ میں ماموں ہے۔ ٹوپی میں ایک اور سیرال شیر دست خان ولد گلاب خان اپنے شجرہ کے رو سے شیر خان کی تیرہویں پشت میں ہے۔ یہ بھی بلوچ خان کا بہت قریبی رشتہ دار ہے۔

ملدیال کی شاخ درویسال وغیرہ

درویش خان جس کے نام پر اس کی اولاد درویسال کہلاتی ہے۔ آج سے تقریباً ساڑھے تین سو سال پیشتر گذرا ہے۔ ملدیال قوم سے جو لوگ درویسال کہلاتے ہیں۔ ان کے بزرگ پہلے موضع ٹوپی میں رہتے تھے۔ پھر سکھوں کے زمانہ میں موضع راولی میں آ کر آباد ہو گئے۔ ان کی تعداد زیادہ نہیں ہے۔ درویسال شاخ میں بلوچ خان ولد شاہنواز خان اور چند اور اشخاص قابل ذکر ہیں۔ چونکہ اس شاخ کی تعداد کم ہے۔ اس لئے اس میں نمبردار کوئی نہیں ہے۔ البتہ اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح یہ شاخ بھی زراعت پیشہ ہے۔ بلوچ خان اپنے شجرہ کے مطابق درویش خان سے گیارہویں پشت میں ہے۔

ملدیال قوم کی ایک شاخ سالیال سے ایک دو گھر موضع راولی میں آباد ہیں۔ ان میں ایک میر عالم خان ہے۔ جو سالیال شاخ سے تعلق رکھتا ہے۔ یہ شاخ بھی کئی پشتوں کے بعد مرزا مولود بیگ ہی سے جا کے ملتی ہے۔ اس شاخ کے کچھ افراد موضع سالیون میں آباد ہیں۔ میر عالم خان اور بلوچ خان باہم قریبی رشتہ دار ہیں۔

بناکھہ تحصیل باغ کا بمبہ خاندان

اولاد پیر محمد خان المعروف مرید خان۔ پیر محمد خان بعہد مہاراجہ گلاب سنگھ جاگیر

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کٹھائی ضلع مظفر آباد کے موضع شاریاں سے نقل مکانی کر کے پونچھ چلا آیا۔ ابتداء میں اس نے راجہ موتی سنگھ کی ملازمت بھی کی۔ بعد میں موضع بنا کھہ کو اپنا مستقر قرار دیدیا جہاں اس نے اضیات کا ایک کافی رقبہ حاصل کرلیا۔ اس کے فرزندوں میں دوست محمد خان کے دو فرزند ہیں۔ ایک منشی باغ علی خان دوسرے گلاب خان، منشی باغ علی خان اپنی برادری میں سرکردہ اور محکمہ ڈاک میں اورسینئر ہیں۔ آپ کے دو فرزند ہیں۔ فیض اکبر خان اور مکھن خان، منشی باغ علی خان کے بھائی گلاب خان فارسٹ گارڈ ہیں۔ ان کے فرزند کا نام محمد اشرف خان ہے۔ دونوں بھائیوں کی اولاد زیر تعلیم ہے۔

اس موضع میں بمبہ خاندان کے صرف چار پانچ گھر آباد ہیں۔ بمبہ خاندان کے متعلق تاریخ اقوام کشمیر میں جو کچھ جا چکا ہے۔ اس سے زائد قابل سند ابھی کچھ اور معلوم نہیں ہوسکا۔

''سردار'' کالا خان ڈلی سوداگر پلیرہ منڈی

''سردار'' کالا خان ڈولی کے بزرگ منکوٹ سے پلیرہ آئے۔ یہاں زراعت کے علاوہ تجارت کا شغل بھی رکھا۔ ان کے چچا میر باز خان یہاں کے مشہور تاجر تھے۔ ان کا پسر محمد افلاطون نابالغ ''سردار'' کالا خان کے زیر پرورش ہے۔ آپ پلیرہ میں کئی مکانات اور وسیع اراضیات کے مالک ہیں۔ منشی رستم علی خان جو آپ کے رشتہ دار بھی ہیں۔ آپ کے منیم ہے۔ آپ کے اعزہ اور برادری میں حسب ذیل اصحاب قابل ذکر بتائے گئے ہیں۔ منشی لال دین خان و محمد اکبر خان و محمد اشرف خان پسران حسن علی خان، راجو لی خان و شیر علی خان و جلسی خان پسران شاہ ولی خان، شیر محمد خان و مستور علی خان و ناظر علی خان پسران راجو لی خان، بہادر علی خان ولد رائے ولی خان، نادر علی خان ولد میر علی خان، محمد دین خان و جلال دین خان

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

پسران صفدر علی خان، شاہ محمد خان وشیر محمد خان وزیر محمد خان پسران محمد الدین خان، منشی میر محمد خان وفقیر محمد خان وعطا محمد خان، پسران امیر خان، محمد فضل خان ولد میر محمد خان ومحمد افراسیاب خان وفیض اکبر خان ولد نور بخش خان۔ یہ سب زراعت پیشہ ہیں۔

سادات مشہدی پھاگلہ علاقہ سوہرن

اصل وطن پنجاب میں سید کسراں تحصیل گوجر خان ضلع راولپنڈی ہے۔ وہاں اب بھی سادات مشہدی موجود ہیں اور گاؤں کے مالک ہیں اور نمبردار ہیں۔ جن میں سید مہر حسین شاہ نمبردار، سید مہتاب شاہ سرکردہ ممبر، سید شاہ حسن علی حوالدار ریلوے پولیس اور سید الطاف حسین امام دیہہ قابل ذکر ہیں۔

اس گاؤں میں سادات کی تین شاخیں ہیں۔ زینیال، فیروزیال، حسیال، زینیال شاخ کا بانی سید زین العابدین ہے۔ فیروزیال کا سید فیروز علی اور حسیال کا بانی سید حسین ہے۔

حسیال شاخ کا بانی سید حسین ابن سید علی شیر یہاں سے سدھڑ کسراں تحصیل چکوال ضلع جہلم چلا گیا۔ وہاں اس کی ذریات بنام سادات حسیال موجود ہے۔ سید حسین کی چھٹی پشت سے سید شاہ ابراہم یہاں سے چمبہ متصل حویلیاں ضلع ہزارہ چلے گئے۔ ان کا مزار چمبہ میں موجود ہے۔ ابراہیم کے ۲ فرزند تھے۔ ایک شاہ جنید دوسرا عبدالملک۔ ان میں شاہ جنید مظفر آباد چلے گئے وہاں اس وقت حمبہ خاندان کی خود مختار حکومت تھی۔ سلطان وقت نے ان کو تین گاؤں جاگیر میں دیئے۔ راج کنڈی، کن چھتر، کھاوڑ پارہ، سکھوں کے زمانہ میں جاگیر ضبط ہوگئی۔ شاہ جنید کی اولاد وہاں بکثرت ہے اور ان میں کئی ایک نمبردار ہیں۔ شاہ جنید کی اولاد سے بعہد راجہ موتی سنگھ سب سے پہلے سید ناصر شاہ ابن مقبول شاہ پونچھ آئے اور ساتھرہ علاقہ منڈی میں مقیم ہوگئے۔ آج بھی ان کی اولاد ساتھرہ میں موجود ہے۔ جن میں

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

حسین شاہ ومہدی شاہ پسران ناصر شاہ قابل ذکر ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد مقبول شاہ کے بانی فرزندان سید رسول شاہ، جمال شاہ، نظام شاہ، ضامن شاہ، مزمل شاہ، محمد شاہ، بالا شاہ، احمد شاہ وزمان شاہ معہ سید احمد شاہ ثانی خواہرزادہ یہاں آگئے۔ ان میں رسول شاہ وجمال شاہ وخواہر زادہ سید احمد شاہ پمروٹ میں مقیم ہوئے۔ ان سب کی اولاد بھی پمروٹ میں موجود ہے۔ جن میں سید ابران شاہ، محمود شاہ، اعظم شاہ جمال شاہ وحیات شاہ قابل ذکر ہیں۔ رسول شاہ کی اولاد سے سید حسن شاہ موضع پھاگلہ علاقہ سوہرن میں چلا گیا اور حسن شاہ کا چھوٹا بھائی احمد شاہ موضع لاہ علاقہ راجوری میں جا کر آباد ہو گیا۔ احمد شاہ نہایت وجیہہ اور خوش شکل جوان ہے۔ فقہ حدیث اور علم میراث وفرائض میں بھی ماہر ہے۔ سید حسن شاہ کی پیری مریدی، چمبہ ریاست کے علاقہ بھدرواہ، کشتواڑ، کشمیر اور پنجاب کی طرف بھی ہے۔

ضامن شاہ۔ نظام شاہ۔ مزمل شاہ، محمد شاہ، بالا شاہ اور زمان شاہ پھاگلہ ولسانہ میں مقیم ہوئے۔ پھر ان میں سے محمد شاہ وزمان شاہ واپس مظفر آباد چلے گئے اور وہیں انتقال کر گئے۔ ان کی اولاد کچھ لسانہ اور پھاگلہ اور کچھ مظفر آباد میں ہے۔ لسانہ وپھاگلہ میں ان کی اولاد سے لطیف شاہ وحیات شاہ ابن محمد شاہ ومولوی عبداللہ شاہ جو عالم ہیں۔ ابن زمان شاہ قابل ذکر ہیں۔ باقی سب بھائی ان کے لسانہ میں آباد ہیں جن کی اولاد میں سے محرم شاہ، پیر شاہ، مردان شاہ قابل ذکر ہیں۔ بالا شاہ خود زندہ ہے۔ سب زراعت پیشہ اور حنفی المذہب ہیں۔

ناصر شاہ اور اس کے برادران کی ورودگی پونچھ کے کچھ عرصہ کے بعد سید مرید شاہ، مزمل شاہ، مہدی شاہ بھی پونچھ آگئے۔ مرید شاہ ومزمل شاہ، شاہ جنید کے ایک بیٹے باقر علی شاہ کی اولاد سے ہیں۔ یعنی ناصر شاہ اور مرید شاہ ومزمل شاہ کا مورث اعلیٰ شاہ جنید ہے اور مہدی شاہ سید علی شیر کے فرزند زین العابدین کی اولاد سے ہے اور اس کی اولاد پھروٹ میں ہے جس میں سید سکندر شاہ قابل ذکر ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

مشہدی سادات پھاگلہ ولسانہ وپمروٹ وساتھرہ کی تعداد زن ومرد سمیت تقریباً چار سوتک ہے۔ اس برادری میں صرف معمولی دینی تعلیم ہے۔ مروجہ تعلیم بہت کم ہے۔ ایک بھی مڈل پاس نہیں۔ پیشہ زراعت ہے اور اپنے ہاتھ سے زمینداری کا کاروبار کرتے ہیں۔ چند ایک زراعت کے علاوہ تجارتی کام بھی کرتے ہیں۔ اس برادری میں سید حسن شاہ وسید عمران شاہ کی پیری مریدی بہت زیادہ ہے اور اس سلسلہ نقشبندی میں ان کو خلافت بھی حاصل ہے۔ رشتہ ناطہ اس برادری کا اپنے ہی خاندان میں ہے۔ یا کچھ بخاری سادات کے ساتھ ہے۔ مزمل شاہ ومرید شاہ از اولاد باقر علی شاہ پہلے پمروٹ میں آئے۔ مزمل شاہ کی اولاد میں ولی شاہ ومدد شاہ وسید شاہ ولعل شاہ قابل ذکر ہیں۔ مرید شاہ کی وفات کشمیر میں شوپیان کے علاقہ میں ہوئی۔ ان کے فرزندار جمند حاجی نور احمد شاہ مقام لاہ علاقہ راجوری میں مقیم ہیں۔ آپ بڑے متقی پرہیز گار اور بزرگ ہیں اور ہندو مسلمان آپ کا احترام کرتے ہیں۔ حضرت خواجہ عبید اللہ عرف حضرت باباجی لاروالے کے خلیفہ اعظم ہیں۔ عمر ۷۰، ۸۰ سال کے درمیان ہوگی ان کے فرزند حسب ذیل ہیں۔ مولوی حبیب شاہ یاحسین شاہ، مولوی میر حیدر شاہ، عبداللہ شاہ محمد شاہ وشاہ جنید۔

اس خاندان کے سادات مشہیدی ہونے کی تصدیق سید مہتاب علی شاہ خلف سید نگاہ علی شاہ ساکنہ سید کسراں تحصیل گجرخان نے بھی الفاظ ذیل میں کی ہے۔ ''ہمارے مورثان سادات میں سے شاہ ابراہیم خلف شاہ محمد سید شہدی مظفر آباد اور پونچھ میں تشریف لے گئے۔ جن کی اولاد علاقہ ہائے مذکور میں آباد ہے اور ان میں مسمی حسن شاہ وغیرہ سکنائے پھاگلہ وغیرہ علاقہ سوہرن میں مقیم ہیں۔ ۲۰ اپریل ۱۹۳۶ء مطابق ۲۸ محرم ۱۳۵۵ھ۔

سادات بھاکری موضع اندروٹ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سید احمد شاہ نام ایک بزرگ سکھوں کے عہد حکومت میں راولپنڈی کے موضع شاہاں کی ڈھیری سے اندروٹ تحصیل سدہنتی میں آکر آباد ہوئے۔ آپ کی اولاد کے پاس جو شجرہ ہے وہ امام نقی علیہ السلام کی وساطت سے حضرت امام حسین علیہ السلام پر ہنتی ہوتا ہے۔ آپ کے حسب ذیل چار فرزند تھے۔ (۱) سید حسن شاہ (۲) سید مہر شاہ (۳) سید لعل شاہ (۴) سید مہتاب شاہ کی اولاد میں انسر شاہ، نواب شاہ اور حبیب شاہ قابل ذکر ہیں کی اولاد میں چراغ شاہ اور نور حسن شاہ کی اولاد علاقہ چکار متصل گڑھی ضلع مظفر آباد میں آباد ہے۔ جن میں محمد شاہ وامیر شاہ قابل ذکر ہیں۔ (۴) ایک معزز اور ذی علم بزرگ ہیں۔ آپ کے فرزندوں میں سید مہدی شاہ اور عطر شاہ قابل ذکر ہیں۔ ان میں اول الذکر اچھا لکھا پڑھا اور امام دیہہ ہے۔ یہ قبیلہ سادات بہاکری کے لقب سے ملقب ہے اور اپنے موضع میں بہت سی زمین کا مالک ہے۔

سادات مشہدی موضع چھلاڑ

اس قبیلہ کے ایک بزرگ سید فرمان شاہ موضع شکریاں ضلع راولپنڈی سے مہاجرت اختیار کر کے تحصیل سدہنتی کے موضع چھلاڑ میں آکر آباد ہو گئے۔ اس برادری میں سید روشن شاہ، سید بلاول شاہ، سید دیوان شاہ، سید سردار شاہ اور سید سوہنا شاہ قابل ذکر ہیں۔ موخر الذکر امام دیہہ ہے یہ قبیلہ زراعت پیشہ ہے۔ اور سادات مشہدی کے نام سے مشہور ہے۔

مولانا شیخ چراغ حسن حسرت

آپ کے والد کا نام لالہ کشمیر چند اور دادا کا نام لالہ فقیر چند تھا۔ جو تبت خورد میں کسی معزز اسامی پر تھے۔ گوت کے لحاظ سے کپور کھتری تھے۔ کشمیر چند عنفوان شباب میں مسلمان

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہو گئے۔ اسلامی نام بدرالدین رکھا گیا ان کے دوسرے بھائی اب تک مظفر آباد کشمیر اور کھوئی رٹہ (جموں) میں آباد اور موجود ہیں۔ یہ خاندان شروع ہی سے ایک علمی خاندان چلا آیا ہے۔

شیخ بدرالدین مرحوم کے تین فرزند ہیں۔ سب سے بڑے مولانا چراغ حسن ہیں۔ جو اپنی علمی قابلیتوں کی وجہ سے درحقیقت چراغ خاندان ہیں "چراغ حسن" تاریخی نام ہے۔ جس کے عدد بحساب جمل ۱۳۲۲ ہوتے ہیں۔ یعنی آپ ۱۳۲۲ھ میں پیدا ہوئے۔ اس حساب سے آپ کی عمر ۱۳۵۵ھ میں ۳۳ سال ہے۔ آپ سے چھوٹے شیخ سراج حسن ہیں۔ جو پونچھ میں خوشنویسی کا کام کرتے ہیں۔ سب سے چھوٹے شیخ ضیاء الحسن ہیں۔ جنہوں نے پونچھ سے ایک ہفتہ وار اخبار بنام "المجاہد" جاری کر رکھا ہے جو پونچھ کا سب سے پہلا اسلامی اخبار ہے۔ شیخ ضیاء الحسن شاعر بھی ہیں۔ تخلص ضیاء ہے اور شعر خود کہتے ہیں۔ شیخ نبی بخش نظامی جو آجکل اخبار "المجاہد" کے چیف ایڈیٹر ہیں اور پہلے سینٹرل کواپریٹو بینک پونچھ کے منیجر تھے اس خاندان کے بہت قریبی رشتہ دار ہیں۔

مولانا چراغ حسن جاگیر کٹھائی (کشمیر) کے ایک موضع بمیار میں پیدا ہوئے جو بارہمولہ سے چند میل مغرب کی جانب ہے۔ ان کے نانا منشی حسن علی خان نے جو سلطان کٹھائی کے ہاں ملازم تھے آپ کو گود لے لیا اس زمانہ میں موجودہ سلطان کٹھائی کے والد سلطان محمد خان مرحوم کٹھائی کے جاگیردار تھے۔ ان کی وفات کے بعد منشی حسن علی خان پونچھ چلے آئے۔ وہاں کچھ عرصہ تک ملازمت کی لیکن دل نہ جما اور پھر کٹھائی چلے گئے اور دو اڑھائی سال تک وہیں رہے۔ اس کے بعد پھر پونچھ آئے اور مستقل طور پر وہیں اقامت اختیار کر لی

ریاضؔ اس شہر سے ہم کیا کریں اب قصد جانے کا
نصیبوں میں لکھا ہے خاک گور کھ پور ہو جانا

اُن ایام میں مولانا چراغ حسن کی عمر ۸ نو سال سے زیادہ نہ تھی۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

آپ نے ابتدائی تعلیم اپنے والد شیخ بدرالدین اور نانا (منشی حسن علی خان) سے حاصل کی۔ آپ کے نانا شاعر تھے اور حسن تخلص کرتے تھے۔ اور آپ کا ذوق شعروشاعری درحقیقت ان ہی کے فیضان صحبت کا نتیجہ ہے۔ کچھ دن آپ سٹیٹ ہائی سکول میں تعلیم پاتے رہے۔ پھر وہاں سے اسلامیہ سکول میں چلے آئے۔ ان ہی دنوں منشی صادق علی خان اسلامیہ سکول کے ہیڈ ماسٹر ہو کر پونچھ آئے۔ وہ ایک خوشگو شاعر اور نکتہ رس ادیب تھے ان کی وجہ سے سکول میں شعرشاعری کے چرچے رہنے لگے۔ جن کا آپ کی طبیعت پر بڑا اثر ہوا۔

ابھی حسب منشاء تعلیم مکمل نہ کرنے پائے تھے کہ آپ کے والد کا انتقال ہو گیا۔ اس چھوٹی سی عمر میں مجبوراً ملازمت اختیار کرنی پڑی۔ اسلامیہ سکول ہی میں جہاں آپ پڑھا کرتے تھے ملازم ہو گئے۔ پھر شملہ چلے گئے۔ وہاں کے ایک سکول میں کافی عرصہ تک پڑھاتے رہے۔ یہاں تک کہ شملہ ہی میں رہ کر منشی فاضل اور ایف۔ اے کے امتحانات پاس کر لئے۔ بی۔ اے کی تیاری کر رہے تھے کہ ۱۹۲۵ء میں کلکتہ چلے گئے۔ وہاں پہلے اخبار عصر جدید میں ایڈیٹر کی حیثیت سے کام کرتے رہے۔ پھر آفتاب کے نام سے ایک اپنا ادبی وعلمی رسالہ جاری کیا۔ کچھ عرصہ کے بعد کلکتہ میں "نئی دنیا" والوں نے اپنے دفتر میں بطور ایڈیٹر آپ کو بلوالیا۔ سال بھر تک یہاں بھی کام کیا۔ پھر چند احباب کے ساتھ مل کر جمہور کے نام سے ایک اخبار شائع کیا۔ جو بہت کامیاب ہوا۔ اس اثناء میں کچھ دنوں مولانا ابوالکلام آزاد کے اخبار پیغام میں بھی کام کرتے رہے۔

۱۹۲۵ء میں جب مولانا ظفر علی خان کلکتہ گئے اور ان کو آپ کی قابلیت کا حال معلوم ہوا تو وہ آپ کو لاہور ہمراہ لے آئے۔ لاہور آ کر پہلے زمیندار میں اور پھر یہاں کے ایک جدید روزنامہ انصاف میں کام کرتے رہے۔

بعد ازاں شمس العلما مولوی سید ممتاز علی مرحوم کے دارالاشاعت پنجاب میں ملازم ہو گئے اور چار سال تک وہیں رہے لیکن اس زمانہ میں بھی لاہو کے کئی روزنامہ مسلم اخبارات

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سے ان کا تعلق برابر جاری رہا۔ اب کچھ عرصہ سے اخبار احسان سے تعلق ہے جو ہندوستان کے مسلم روزناموں میں بہترین روزنامہ ہے۔

نہ صرف پنجاب بلکہ ہندوستان میں آپ کے قلم کا سکہ بیٹھا ہوا ہے۔ مزاحیہ مضامین لکھنے میں آپ کو کمال حاصل ہے۔ روزنامہ احسان کا مستقل کالم جو مطالبات کے عنوان سے ہر روز چھپتا ہے۔ ''سند باد جہازی'' کے بھیس میں آپ ہی کا مرہون منت ہے۔

اخباری دنیا میں آپ صرف ایک ایڈیٹر کی حیثیت سے مشہور ہیں۔ لیکن اصلیت یہ ہے کہ آپ ایک قابل مصنف اور ایک بے بدل شاعر ہیں۔ کتابیں آپ نے بہت لکھیں اور قریباً ہر مضمون پر لکھیں۔ لیکن اپنے نام سے کوئی کتاب شائع نہ کی۔

اُڑالی طوطیوں نے قمریوں نے عندلیبوں نے چمن والوں نے مل کر لوٹ لی طرز فغاں میری

نظمیں اور غزلیں بھی بکثرت کہی ہیں۔ لیکن کلام کا بیشتر حصہ منتشر اور پراگندہ ہے۔ تخلص حسرت ہے۔ نمونہ کلام کے لئے چند اشعار مختلف غزلوں کے ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

غم آرزو کو نہ زندہ کر دل بے خبر یہ وہ آگ ہے
جو سلگ اُٹھی تو سلگ اُٹھی جو دبی رہی تو دبی رہی

جوانی مٹ گئی لیکن خلش درد محبت کی جہاں معلوم ہوتی تھی وہیں معلوم ہوتی ہے
اُمید تو بندھ جاتی تسکین تو ہو جاتی وعدہ نہ وفا کرتے وعدہ تو کیا ہوتا
غیروں سے کہا تم نے غیروں سے سنا تم نے کچھ ہم سے کہا ہوتا کچھ ہم سے سنا ہوتا!
قطع ہونے لگا ہے رشتہ زیست اے غم یار۔ تیری عمر دراز
اب کے برسات میں بھی پی نہ سکے ہم پہ روتی ہوئی برسات گئی

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

زندگی تو ہی مختصر ہوجا! شب غم مختصر نہیں ہوتی

مجھے پینے کا سلیقہ نہ سہی یہ کہئے! پاؤں پر ساقی میخانہ کے سر ہے کہ نہیں

شمعیں بجھنے لگیں کہرام ہے پروانوں میں رُخ روشن سے عیاں نورِ سحر ہے کہ نہیں

ڈرتا ہوں کہ اُس چشم فسوں ساز کی گردش احساس تمنا کو تمنا نہ بنادے

راہ میں اُن سے ملاقات ہوئی جس سے ڈرتے تھے وہی بات ہوئی

حسرت جو لے تو آئیں تری بزم ناز میں
کمبخت رونہ دے کہیں محفل کے سامنے

خان بہادر شیخ محمد عبداللہ

آپ کا ذکر اس سے قبل موضع بھان تنی کے ساسن (سارسوت) برہمن خاندان میں ہو چکا ہے آپ کے والد کا نام سردار گورمکھ سنگھ اور دادا کا نام مہتہ مست رام تھا۔ یہ وہی مہتہ مست رام ہیں۔ جنہوں نے شمس خان ملدیال کے مقابلہ میں مہاراجہ گلاب سنگھ کو سدوغیرہ کی مدد دی تھی۔ مہتہ مست رام کو اس خدمت کے عوض چار گاؤں، بھان تنی، منجھاڑ، کلوٹ اور لہر جاگیر میں ملے تھے۔ آپ کے مورث جیسا کہ ساسن خاندان کے حالات میں لکھا جاچکا ہے۔ کچھ عرصہ پیشتر کشمیر ہی کے رہنے والے تھے۔ پونچھ میں اس خاندان کے داخل ہونے کا واقعہ دلچسپ ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ زمانہ قدیم کے لوگ اس زمانہ سے بھی زیادہ وہم پرست تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ اس خاندان کے ۲ بھائیوں کو ایک ہی قسم کا خواب آیا جس میں کسی نے کہا کہ یہ پتھر جو تمہارے قریب پڑا ہے اس کو اُٹھالو اور جہاں تک اس کو لیجا سکو لے جاؤ اور جب اس کو بوجھ زیادہ ہو جائے تم اس کو اُٹھا نہ سکو۔ تو سمجھ لو کہ تمہارے رہنے کا وہی مقام تجویز ہو چکا ہے۔ چنانچہ انہوں نے پتھر اُٹھالیا اور کئی دنوں تک پتھر اُٹھائے ہوئے بھٹکتے پھرے۔ آخر پونچھ کے پہاڑوں میں ایک ایسے مقام پر پہنچ گئے جہاں جنگل کے سوا اور کچھ نہ تھا اس

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

مقام پر پتھر اس قدر وزنی ہو گیا کہ ان سے اٹھ نہ سکا۔ اپنے خواب کی ہدایت و تعبیر کے مطابق انہوں نے وہیں جھونپڑی ڈال لی اور پتھر کو ایک دیوتا کے طور پر پوجنے لگے۔ وہ پتھر اب بھی موجود ہے اور اس کو ساسن خاندان کی برادری کل دیو یعنی خاندان کا دیوتا کہتی ہے۔ شیخ محمد عبداللہ جو اس زمانہ میں ٹھاکر داس تھے اپنے خود نوشت حالات میں لکھتے ہیں میں نے اُس پتھر کو دیکھا ہے۔ خواب کی سی بات یاد ہے کہ مجھ کو میرے دادا صاحب اور والد صاحب کی دیگر اشخاص کے ہمراہ وہاں لے گئے تھے اور اس پتھر (دیوتا) کے سامنے بہت سے بکرے بلیدان کئے تھے۔"

اس خاندان میں ان کے ایک[1] بزرگ صاحب کشف وکرامت بھی بیان کئے جاتے ہیں۔ ان کی ایک "کرامت" کا واقعہ بھی دلچسپ سمجھ کر شیخ صاحب کے الفاظ ہی میں درج کیا جاتا ہے۔ بھان تنی میں ایک بڑی سی چٹان ہے۔ ہمارے خاندان کے کسی مورث نے اس چٹان کو بیچ میں سے چیر کر اس کے دو ٹکڑے کر دیئے تھے۔ تا کہ پانی کی نہر ادھر سے ادھر نکل جائے اور دوسری سمت کے کھیتوں کو سیراب کر سکے۔[2] "پونچھ میں اس سیراب رقبہ کا نام چھلائیاں ہے۔ یعنی پانی چھال مار کر (چھلانگ لگا کر) دوسری طرف گیا تھا۔ اُس وقت سے اب تک ساسن قوم کے لوگ نالہ کے کنارے پر یاترا کرنے جایا کرتے ہیں۔ آپ کے اسلاف کا زمانہ طوائف الملو کی اور خانہ جنگیوں کا زمانہ تھا اور رنگ زیب کے بعد یہاں گاؤں گاؤں میں خود مختار سردار اپنے گاؤں کے لوگوں پر حکومت کیا کرتے تھے۔ آپ کے مورثوں نے بھی مسلمان سرداروں سے مل کر ایک زبردست جتھا قائم کر لیا تھا۔ یہ جتھا یا تو دشمن کے علاقہ پر خود ہی حملہ کیا کرتا تھا یا دشمن کے حملہ سے اپنے علاقہ کی حفاظت کیا کرتا تھا ہندو مسلمان سب ان جتھوں میں بلا تمیز و تفریق شامل رہا کرتے تھے۔

---

[1] اس بزرگ کا نام مہتہ چند تھا۔ [2] پونچھ کی ساسن برادری اب تک تھوڑے سے فرق کیساتھ اس کرامت پر اعتقاد رکھتی ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ساسن خاندان میں ایک شخص دیوا نامی بڑا بہادر اور نامور شخص گذرا ہے۔ اس کے نام پر یہ خاندان دیو پال خاندان بھی کہلاتا تھا۔ اس خاندان کا ایک بھاٹ وہوڑیا تھا۔ وہ دیوا اور اس خاندان کے دوسرے بزرگوں کے جنگی کارنامے دوتارے کی لے پر بجایا اور گایا کرتا تھا۔

پونچھ میں ''آپ راجی'' زمانہ کا واقعہ ہے۔ کہ ایک مرتبہ دیو پال خاندان کے چالیس جوان ایک نرغہ میں پھنس کر گرفتار ہو گئے۔ دشمن سرداران قیدیوں کو اپنے مکان پر لے گیا اور اور ان سب کو رسیوں سے کس کر باندھ دیا اور حکم دیا کہ صبح ان سب کا خاتمہ کر دیا جائے۔ سردار کی بیوی نے جو کسی بڑے گھرانہ کی لڑکی تھی سب کے سامنے کھڑے ہو کر کہا کہ میرے گھر کے اندر دیو پال قتل نہیں کیے جا سکتے۔ میں نے یہاں بہت خون دیکھے ہیں۔ لیکن اب میں دیو پال خاندان کے ان چالیس جوانوں کو اپنے ہاں قتل نہ ہونے دونگی۔ سردار نے کہا بہت اچھا! صبح دیکھا جائیگا لیکن رات ہی کو ایک ایسا واقعہ پیش آیا جس نے سب قیدیوں کی جان بچادی۔ ان چالیس قیدیوں میں ایک ایسا دیو پال بھی تھا جس کے گیان ودھیان کی وجہ سے ہندو مسلمان سب اس کا احترام کرتے تھے۔ دوسرے قیدی تو رات بھر موت کے خوف سے ہائے وائے کرتے رہے۔ لیکن اس مرتاض اور گیانی شخص نے اُف تک نہ کی۔ آدھی رات کو اُس کے بند یکا یک کھل گئے۔ وہ اُٹھا اور سیدھا اپنے دشمن سردار کے سرہانے تلوار کھینچ کر کھڑا ہو گیا اور کہا بتاؤ اب کیا حال ہے سردار نہنگ اجل کو منہ کھولے ہوئے اپنے سامنے دیکھ کر سہم گیا پھر اس دیو پال نے خود ہی کہا اگر میں تم کو یا تمہارے خاندان کو موت کے گھاٹ اتارنا چاہتا تو سب سے پہلے اپنے ساتھیوں کے پھندے کاٹتا۔ تا کہ ہم سب مل کر تمہارا قلع قمع کر دیتے۔ لیکن جس خدا ترس اور رحم دل نیک عورت نے ہماری جان بچانی چاہی ہے میں اس کو بیوہ اور اس کے بیٹوں کو یتیم بنانا نہیں چاہتا۔ سردار چارپائی سے اُٹھ کر اس کے گلے ملا۔ اس کے بعد سب قیدی رہا کر دیئے گئے۔

ایک مسلمان سردار حسن علی خان نام مہتہ مست رام کا زبردست دشمن تھا وہ ایک

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

مرتبہ جنگل سے مہتہ مست رام کے آدمیوں کا بہت سا مال مویشی زبردستی چھین کر لے گیا۔ مہتہ مست رام کا جتھا بدلہ لینے کی تاک میں رہا۔ ایک سال کے بعد جب حسن علی خان موضع پرآل میں گیا جو لہر سے کوئی دس میل کے فاصلہ پر ہے تو مہتہ مست رام کا ایک جتھہ جو بارہ جوانوں پر مشتمل تھا اور جن کا سرکردہ مہتہ کا ایک حقیقی بھائی تھا اس پہاڑ کی اوٹ میں گھات لگا کر بیٹھ گیا تاکہ جب وہ واپس آئے تو اسے مار دیا جائے اٹھارہ دن تک یہ جتھہ رسد وغیرہ کا سامان لے کر حسن علی خان کی واپسی کا انتظار کرتا رہا۔ آخر جب مخبروں نے اس کے آنے کی خبر دی اور قضا حسن علی خان کو جتھے کے سامنے لے آئی تو گولیوں کی بوچھاڑ نے اس کو وہیں ڈھیر کر دیا۔ اس کے بعد دونوں فریقوں میں بہت دنوں تک کشت وخون کا بازار گرم رہا۔

''آپ راجی'' زمانہ کا ایک اور واقعہ قابل ذکر ہے۔ جس کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ ظلم رسیدہ عورت جب انتقام لینے پر آتی ہے تو وہ کیا کچھ نہیں کر سکتی۔

جن ایام میں مہاراجہ گلاب سنگھ اندر ہی اندر جموں و پونچھ میں ڈوگرہ حکومت کی بنیادیں مضبوط کر رہے تھے۔ پونچھ میں محمد عالم خان اور نیاز بی بی کا واقعہ بہت مشہور رہا ہے۔ محمد عالم خان ایک بڑا جواں مرد سردار تھا۔ لہر کی غربی طرف ایک موضع[1] میں وہ رہتا تھا۔ محمد عالم خان کا ایک بھائی تھا اس کی شادی ایک بڑے خاندان کی نہایت خوبصورت لڑکی سے ہوئی تھی۔ خدا نے اس کو اس عورت سے ایک نہایت کوش شکل بچہ دیا۔ اس کا نام منصور تھا۔ وہ ایسا وجیہہ اور شہ زور نکلا کہ محمد عالم خان اس کو اپنا حریف اور مدمقابل سمجھنے لگا۔ حسد نے اس کو یہاں تک دیوانہ کر دیا کہ وہ ماہ رمضان میں جبکہ منصور اور اس کا باپ دونوں روزے سے تھے ان کو قتل کرنے کو تلوار ہاتھ میں لے کر وہ گھر سے نکلا۔ اس کا بھائی کوٹھے کی چھت پر بے خبر بیٹھا تھا۔ تلوار کے ایک ہی وار سے اس کا کام تمام کر کے نیچے آیا جہاں منصور اور اس کی ماں باتیں کر رہے تھے۔ ماں کی آنکھوں کے سامنے اس سنگدل نے اس کے جگر کے ٹکڑے کو قتل

[1] اس موضع کا نام کوٹلی یا کچھ اور بتایا جاتا ہے۔ صحیح نام یاد نہیں رہا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کر دیا۔ اور اس کی منت سماجت کی کوئی پرواہ نہ کی۔ نیاز بی بی اپنے خاوند اور اپنے جوان فرزند کے خون کا بدلہ خون سے لینا چاہتی تھی لیکن بدلہ لینے والا اب کوئی نظر نہ آتا تھا آخر وہ کچھ دیر خاموش بیٹھی رہی۔ پھر طرح دے کر دشمن کو پچھلی باتوں کے فراموش کر دینے اور صلح صفائی کر لینے کا پیغام دیا۔ حسین وجمیل تو تھی ہی محمد عالم خان نے صلح کے بعد شادی کا پیغام دیا۔ جو اس نے منظور کر لیا۔ اور دونوں ہنسی خوشی رہنے لگے نیاز بی بی ایک دفعہ میکے جانے لگی تو محمد عالم خان بھی اس کے ساتھ چلا گیا میکے میں جا کر نیاز بی بی نے اپنے رشتہ داروں کو شادی کی اصل غرض سے آگاہ کر دیا اور کہا کہ خون کا بدلہ خون ہی ہوسکتا ہے۔ چنانچہ رات کو اس کے وارثوں نے مل کر محمد عالم خان کو تلوار کے زخموں سے جب نیم جان کر دیا تو نیاز بی بی نے قاتلوں سے کہا بس اب باقی کام میرے لئے چھوڑ دو چنانچہ کلہاڑی کا ایک وار جب اس نے مقتول پر کیا تو اس نے آنکھیں کھول لیں اور دیکھا کہ اس کی بیوی نیاز بی بی اس کو ذبح کر رہی ہے وہ سمجھ گیا کہ وہ اپنے خاوند اور بیٹے کا بدلہ لے رہی ہے اس کے بعد نیاز بی بی نے کلہاڑی کے کئی وار کر کے اس کے زخموں پر نمک اور تپتا ہوا تیل چھڑک دیا اور وہ سسک سسک کر مر گیا۔

ان کے دادا (مہتہ مست رام) نے منصور کو خود دیکھا ہوا تھا اس لئے جب دھوڑ پا بھاٹ منصور کے قتل کے گیت دوتارے کے ساتھ گایا کرتے۔ تو ان کی آنکھوں میں آنسو آ جایا کرتے تھے[1]

مہتہ مست رام نمبر دار بھی تھے اور جاگیر دار بھی۔ نوے سال کی عمر میں انتقال کر گئے۔ چونکہ غریبوں سے بہت اچھا سلوک کرتے اور ایام قحط میں ان کی مدد کیا کرتے تھے اور فیاض اور مہمان نواز تھے اور گیتا جی کی کتھا اکثر سنا کرتے اور اس پر عمل بھی کیا کرتے تھے اس

[1] اس قسم کے اور بھی کئی واقعات شیخ عبداللہ خان بہادر کی خودنوشت (غیر مطبوعہ) لائف میں موجود ہیں۔ جس کا ایک حصہ راقم کے پاس موجود ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

لئے انکے انتقال پر ہر طبقہ کے لوگوں نے اپنے رنج والم کا اظہار کیا۔

شیخ محمد عبداللہ کے سب سے پہلے استاد قاضی قطب الدین کاشمیری تھے۔ مامقیمان اور کریمان آپ نے ان ہی پڑھا۔ گلستان بوستان ایک اور صاحب سے پڑھیں اور لکھنا بھی ان ہی سے سیکھا پھر خاص پونچھ آکر میاں نظام الدین وزیر کے مکتب میں داخل ہو گئے۔ مولوی یاسین شاہ مدرس اعلیٰ تھے ان سے شاہنامہ، سکندر نامہ اور یوسف زلیخا کی کتابیں ختم کیں۔ ان ہی ایام میں ایک بنگالی بابو سے کچھ انگریزی پڑھی اور ایک پنڈت سے تھوڑی سی سنسکرت سیکھی۔ ان ہی دنوں حکیم مولوی نورالدین جو مہاراجہ رنبیر سنگھ کے شاہی طبیب تھے۔ ٹکہ بلدیو سنگھ کے علاج کے لئے جموں سے پونچھ بلوائے گئے وہ ہفتہ میں ایک دو مرتبہ اس مکتب میں بھی آتے اور لڑکوں سے ان کے سبق سنا کرتے اور ان سے علمی سوالات کیا کرتے تھے۔

ایک مرتبہ مولوی نورالدین نے پوچھا بتاؤ انسان اور حیوان میں کیا فرق ہے لڑکوں نے جواب دیا کہ انسان بول سکتا ہے لیکن حیوان بال نہیں سکتا۔ فرمایا طوطا بھی بولتا ہے کیا وہ بھی انسان ہے۔ شیخ محمد عبداللہ نے جوان ایام میں ٹھاکر داس تھے کہا۔ انسان دوسرے انسان کو پڑھا سکتا ہے۔ حیوان نہیں پڑھا سکتا۔ فرمایا یہ کچھ پتہ کی بات ہے جو تم نے کہی ہے۔ واقعی انسان اور حیوان میں یہ فرق ضرور ہے کہ انسان جو بات خود سیکھ سکتا ہے وہ دوسروں کو بھی سکھا سکتا ہے۔ لیکن حیوان اگر کچھ خود سیکھ سکتا ہے تو دوسرے حیوانوں کو سکھا نہیں سکتا۔ چنانچہ طوطا جو بات خود سیکھ سکتا ہے۔ کسی دوسرے طوطے کو نہیں سکھا سکتا فرمایا۔ لیکن اس کے سوا کوئی اور بات بھی انسان اور حیوان کے فرق کے ہو تو بتاؤ۔ لڑکوں کی خاموشی کے بعد مولوی نورالدین مرحوم نے خود ہی فرمایا انسان اور حیوان میں سب سے بڑا فرق یہ ہے کہ انسان اپنی حالت بدل سکتا ہے لیکن حیوان نہیں بدل سکتا۔ ایک آدمی کا باپ اگر جاہل ہے تو بیٹا عالم ہو سکتا ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

لیکن ایک بیل کا بچہ بیل ہی رہیگا۔ ایک بکرا جیسے کہ آج سے سو سال قبل تھا آج اس کی اولاد بھی اسی کی طرح ویسا ہی ایک بکرا ہے۔

چند دنوں کے بعد حکیم مولوی نورالدین ہی کی تحریک سے آپ نے طب پڑھنے کا شوق ظاہر کیا اور حکیم صاحب نے میاں نظام الدین نظام الدین وزیر اعظم سے ذکر کیا۔ میاں نظام الدین جب شام کو مکتب میں آئے تو انہوں نے آپ سے مخاطب ہو کر کہا۔ سنا ہے کہ تم طب پڑھنا چاہتے ہو۔ پونچھ میں کوئی طبیب نہیں ہے۔ اگر کوئی لڑکا یہ علم پڑھ سکے۔ تو اس کے لئے بہت اچھا ہوگا۔ ان الفاظ سے آپ کو حصول طب کا اور زیادہ شوق ہو گیا۔ آپ نے ایک دو ابتدائی کتابیں پونچھ ہی میں حکیم صاحب سے پڑھیں چونکہ وہ عارضی طور پر ٹکہ بلدیو سنگھ کے علاج کے لئے آئے ہوئے تھے اس لئے حکیم صاحب نے فرمایا کہ اگر تم ہمارے ساتھ جموں چل سکو تو ہم طب کی تمام کتابیں تم کو پڑھا دیں گے۔

آپ کے والدین آپ کو روانگی کی اجازت نہ دیتے تھے۔ لیکن اس خیال سے کہ میاں نظام الدین وزیر اعظم پونچھ میں ایک ماہر طبیب کی ضرورت ظاہر کرتے ہیں اور وہ ضرور قدردانی فرمائیں گے انہوں نے آپ کو حکیم صاحب کے ہمراہ جموں جانے کی اجازت دیدی۔

جموں جاتے ہی آپ تیسری جماعت میں داخل ہو گئے۔ ان ایام میں مولوی عبدالکریم کاشمیری سیالکوٹی مرحوم حکیم نورالدین مرحوم کے پاس جموں میں مقیم تھے انہوں نے دو ہی ماہ کے اندر آپ کو اتنی انگریزی پڑھا دی کہ آپ پانچویں جماعت میں داخل ہو گئے۔ اُردو فارسی میں آپ کو اچھا ملکہ تھا آپ کو ذہین وزکی دیکھ کر ماسٹر اندر نرائن اور ماسٹر مکندلال نے سکول ٹائم کے علاوہ انگریزی پڑھانا شروع کر دی اور سالانہ امتحان آپ نے اس کامیابی سے دیا کہ چھٹی جماعت کی بجائے آپ کو ساتویں جماعت میں داخل کر لیا گیا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

لیکن ساتھ ہی ماسٹر مکند لال نے حکیم مولوی نورالدین کے ہاں آنے جانے اور وہاں کے قیام سے منع کر دیا۔ آپ نے کہا کہ میں وہاں طب پڑھنے کے لئے ٹھہرا ہوا ہوں اور اسی غرض سے گھر سے نکلا ہوں۔ ان دنوں دیوان امرناتھ گورنر جموں تھے اور راجہ امر سنگھ کا جو مہاراجہ سر پرتاپ سنگھ کے چھوٹے بھائی تھے بڑا زور تھا اور مولوی نورالدین راجہ امر سنگھ کے نہایت معتمد شیر تھے اس لئے ان پر یکایک حملہ کرنا بہت دشوار تھا۔ تاہم لوگوں میں چہ مے گوئیاں شروع ہو گئیں۔ کہ یہ لڑکا مولوی نورالدین کے اثر سے ضرور مسلمان ہو جائیگا۔ مہاراجہ پرتاپ سنگھ تک آخر یہ بات پہنچائی گئی کہ مولوی نورالدین ایک ہندو لڑکے کو مسلمان کرنے کی فکر میں ہیں۔ چنانچہ مہاراجہ صاحب کے حکم سے دیوان امرناتھ نے آپ کو بلا کر کہا کہ مہاراجہ صاحب کا حکم ہے کہ آج سے حکیم صاحب کے مکان پر نہ جایا کرو جب تک تمہارے والد یا رشتہ دار نہ آئیں۔ تم پنڈت نند لعل کے مکان پر رہا کرو۔ چنانچہ اس کے بعد جب تک آپ جموں رہے۔ پنڈت نند لعل کے مکان پر ہی رہے۔

مولوی حکیم نورالدین آپ کے مزلی اور محسن تھے۔ ان کی جدائی آپ کو بہت شاق گذری۔ ایک دو مرتبہ اس واقعہ کے بعد ان سے چوری چھپے[1] ملاقات بھی ہوئی۔ لیکن ان دشواریوں اور مجبوریوں کی وجہ سے آپ نے جموں ہی کی رہائش کو ترک کر دینا مناسب سمجھا۔ ان پریشانیوں اور تکلیفوں کے باوجود آپ جماعت میں سب سے اول رہتے تھے اور جب کوئی شخص باہر سے ریاست کا یہ واحد ہائی سکول دیکھنے آتا تھا تو استاد اور پرنسپل اپنے لڑکوں میں سے بطور مثال آپ کو پیش کیا کرتے تھے آپ کو اب مدرسہ سے وظیفہ بھی ملنے لگا تھا اور یہ بھی کہا گیا کہ ریاست تم کو اپنے خرچ سے لاہور میں بی اے کی تعلیم دلائیگی۔

لیکن آپ جموں سے پہلے پونچھ اپنے گھر چلے گئے۔ وہاں ایک ماہ تک قیام کیا پھر

[1] ان ملاقاتوں کے حالات بھی بڑے دلچسپ ہیں لیکن عدم گنجائش ان کے اندراج کا شرف حاصل کرنے سے مجبور ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

جموں جانے کی بجائے سیدھے لاہور آ گئے اور گورنمنٹ ہائی سکول (واقعہ حویلی راجہ دھیان سنگھ) میں داخل ہو گئے اور ایک ہی سال (۱۸۹۱ء) میں آپ نے انٹرنس کا امتحان پاس کر لیا۔ مولوی نور الدین نے اپنے چند دوستوں کو ان کی خبر گیری وحفاظت کی اطلاع دیدی تھی۔ اور خود بھی جب کبھی لاہور آتے تو ان سے ملا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دفعہ ان کو قادیان میں بھی لے گئے اور ایک مرتبہ لدہانہ میں بھی جہاں مرزا غلام احمد قیام پذیر تھے۔

ابھی آپ نے میٹرک پاس نہیں کیا تھا کہ لاہور ہی میں خفیہ طور پر مسلمانوں کے ہاں آپ نے کھانا کھانا شروع کر دیا اور نمازیں بھی پڑھنی شروع کر دی تھیں۔ گویا آپ عملی طور پر مسلمان ہو چکے تھے لیکن عوام کو ان کے اس مذہبی انقلاب کے متعلق کچھ معلوم نہ تھا۔

آپ انٹرنس کا امتحان دے کر پھر پونچھ چلے گئے تھے وہیں آپ کو میٹرک پاس ہونے کی اطلاع ملی۔ انہی ایام میں آپ کی سگائی ہوگئی اور سگائی کے ساتھ ہی شادی کی تیاریاں ہونے لگیں۔ لیکن آپ یہ بہانہ بنا کر کہ مجھے اسی وقت لاہور جا کر فسٹ ائر کے داخلہ کا انتظام کرنا ہے ورنہ رہ جاؤں گا لاہور چلے آئے اور پھر اس وقت سے آج تک کہ اس واقعہ کو قریباً پچاس سال گذر چکے ہیں۔ پونچھ نہیں گئے۔

پونچھ سے آتے ہی آپ مولوی نور دین سے ملے۔ ان کے مشورہ کے مطابق آپ علی گڑھ چلے گئے۔ مولوی صاحب نے سر سید احمد خان مرحوم کے نام بھی ایک خط لکھ دیا تھا وہ بڑی شفقت سے پیش آئے۔ علی گڈھ کے اسلامیہ دار العلوم میں آپ فسٹ ائر میں داخل ہو گئے اور ہر امتحان میں باتعریف پاس ہو کر وظائف لیتے رہے۔ بی اے پاس کرنے کے بعد وکالت کا امتحان ایل ایل بی بھی پاس کر لیا اور علی گڑھ ہی میں وکالت شروع کر دی اور سر سید احمد خان مرحوم کے ارشاد کے مطابق علی گڑھ کو صرف اپنا گھر ہی نہیں بلکہ اپنا وطن بنا لیا۔

آپ نے سر سید میموریل فنڈ کے سکریٹری کی حیثیت سے لاکھوں روپے جمع کیے۔ ۲۱ سال تک یونیورسٹی کے اعزازی خزانچی رہے۔ علی گڑھ میں جو اس وقت زنانہ کالج قائم

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہے۔ وہ آپ ہی کی کوششوں کا مرہون منت ہے۔ آپ نے ہمدردیئے نسواں کی خاطر علی گڈھ سے ایک رسالہ بنام خاتون جاری کیا جو کئی سال تک اپنے تاریخی اور علمی مضامین سے نسوانی دنیا کو فائدہ پہنچاتا رہا۔ آپ بفضلہ تعالیٰ صاحب اولاد ہیں اولاد کو اعلیٰ تعلیم دلائی ہے۔ افسوس ہے آپ کا سب سے چھوٹا لڑکا سعید عبداللہ بعمر ۲۲ سال نومبر ۱۹۳۵ء میں انتقال کر گیا۔ اس موقعہ پر ہندوستان کے مختلف اقطاع سے جس عالمگیر ہمدردی کا آپ کے ساتھ اظہار کیا گیا ہے۔ اس سے آپ کی ہردلعزیزی اور آپ کے حلقا حباب کی وسعت کا اندازہ ہوسکتا ہے۔ صوبہ متحدہ کونسل کے آپ ممبر بھی ہیں۔

مولانا حکیم نورالدین مرحوم اور مولوی عبدالکریم سیالکوٹی مرحوم کی بدولت مرزا غلام احمد مرحوم قادیانی سے بیعت بھی ہو چکے تھے لیکن طالب علمی ہی کے ایام میں اپنے ہم جماعت مولانا ظفر علی خان (حال ایڈیٹر اخبار زمیندار) سے جواب تک جماعت احمدیہ کے کٹر مخالف بلکہ بے خوف دشمن ہیں مذہبی چھیڑ چھاڑ رہتی تھی۔ لیکن عبداللہ آتھم کی پیشن گوئی نے ان کے دل میں کچھ ایسے شکوک وشبہات پیدا کر دیئے کہ بی اے پاس کرنے سے پیشتر ہی آپ نے مرزا صاحب کی بیعت ترک کردی اور اپنا نام ان کے مریدوں کی فہرست سے کٹوالیا۔

لیکن اختلاف رائے یا اختلاف عقائد کی وجہ سے آپ مرزا صاحب یا حکیم صاحب کے ذاتی اوصاف کے خلاف نہیں ہیں۔ آپ فرماتے ہیں "مذہبی پہلو کو نظر انداز کر کے ان دونوں بزرگوں کے صرف انسانی پہلو کو اپنے سامنے رکھ کر اگر کوئی ان کی نسبت رائے قائم کرے تو وہ ان کو ہمدردان بنی نوع انسان کی صف اول میں جگہ دینے پر مجبور ہوگا۔۔۔۔ کسی مذہبی اختلاف کی وجہ سے ان کے انسانی اوصاف پر مٹی ڈال دینا انصاف اور انسانیت کے قطعاً خلاف ہے۔۔۔ مجھ پر ابتداء میں مولوی نورالدین مرحوم کی فلسفیانہ باتوں کا بڑا اثر پڑا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

یہاں تک کہ رفتہ رفتہ اسلام کے اعلیٰ اصولوں نے میرے دل میں گھر لیا اور گو طالب علمی کے زمانہ اور وہ بھی صرف تین ماہ مرزا صاحب کی صحبت میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ لیکن میرے ایمان اور اعتقاد کی پختگی کے لئے یہ تین ماہ بہت مفید ثابت ہوئے۔"

بقیہ سادات جعفریہ گردیزیہ

سادات گردیزیہ سوہاوہ شریف۔ یہاں ایک شاخ قاضی سید مہدی شاہ ؒ کی اولاد سے ہے۔ جن کا مزار سوہاوہ میں موجود ہے۔ اپنے زمانہ میں بہت بڑے بزرگ بلکہ اہل اللہ تھے۔ ان کے فرزند قاضی ستار شاہ بھی اپنے علم و عمل کی وجہ سے تحصیل باغ اور ملحقات میں مشہور رہے ہیں۔ آپ کا مزار چناٹ میں ہے۔ آپ کے چار فرزند تھے۔ پیر بڈھا شاہ، قاضی فقیر شاہ، قاضی لعل شاہ، قاضی روم شاہ اول الذکر دونوں صاحبوں کے متعلق کہا جاتا ہے کہ مہاراجہ گلاب سنگھ راجہ موتی سنگھ اور راجہ بلدیو سنگھ ان کا بڑا احترام کرتے تھے اور ان کو کچھ جاگیر بھی حاصل تھی جس پر ان کی اولاد اب تک قابض ہے۔ قاضی پیر بڈ شاہ کے دو فرزند ہیں۔ مولوی گل حسن شاہ سند یافتہ دیوبند۔ مولوی میر احمد شاہ سند یافتہ سہارن پور۔ ان میں مولوی گل حسن شاہ کے فرزند کا نام مولوی لقمان شاہ ہے اور وہ بھی رام پور کے سند یافتہ ہیں۔ قاضی فقیر شاہ کے فرزند کا نام قاضی ولی شاہ ہے۔ ان کے ۲ فرزند موجود ہے۔ مولوی فاضل حافظ سکندر شاہ، حکیم حاذق، سند یافتہ لاہور۔ حال خطیب جامع مسجد سٹی بینک کوہ مری و مولوی عالم و مولوی فاضل حافظ سید ولایت شاہ سند یافتہ دہلی، قاضی مہدی شاہ کی اولاد سوہاوہ کے علاوہ چناٹ، پیلؔ، نڑیولہ اور جگ لڑی میں آباد ہے اور علم و فضل کی نعمت سے مالا مال ہے۔

ان کے علاوہ یہاں قاضی عبدالرحیم شاہ عربی فارسی پر اچھا عبور رکھتے ہیں۔ آپ کے ہونہار فرزند سید امین اللہ زیر تعلیم ہیں۔ قاضی یعقوب شاہ ذی علم اور عامل ہیں۔ آپ کے فرزندوں میں مولوی عبدالغفور شاہ اور مولوی غفور شاہ قابل ذکر ہیں۔ نیز اس خاندان میں جو

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

خاندان قاضیاں کے نام سے بھی موسوم ہے۔ اصحاب ذیل اچھی شہرت رکھتے ہیں۔ مولوی غلام رسول شاہ، قاضی سلیمان شاہ، قاضی ہارون شاہ، قاضی میر عالم شاہ سکنہ تمروٹہ۔ علاوہ ازیں سید کرم شاہ سوہاوہ شریف کی اولاد سے سید محمد شاہ گورنمنٹ انگلشیہ میں فوجی حوالدار ہیں۔ اسی خاندان میں سید ہدایت شاہ، امیر شاہ، بلور شاہ، ابراہیم شاہ، قلندر شاہ، ولایت شاہ قابل ذکر ہے۔ سید عمر علی شاہ بھی یہاں ایک مشہور ہستی تھے ان کی اولاد میں سید لقمان شاہ، ابدال شاہ، میر حسن شاہ اور دیدار شاہ درجہ اختصاص رکھتے ہیں۔

سادات گردیزیہ موہری فرمان شاہ (تحصیل باغ) پیر سید حسن شاہ ڈوگرہ حکومت کے قبضہ وتسلط کے وقت ایک زبردست شخصیت کے مالک اور صاحب سلسلہ بزرگ تھے۔ آپ کا مزار مرجع خلائق ہے۔ آپ کے فرزند سید پہلوان شاہ کے بیٹے سید امیر شاہ علمدوست اور اعلیٰ زمیندار ہیں۔ آپ کے آٹھ فرزندوں میں پانچ عالم شباب ہی میں گذر گئے۔ مندرجہ ذیل تین سید دیوان شاہ، سید مہتاب شاہ اور سید عبدالرحمان شاہ بقید حیات موجود ہیں۔ یہ سب بھائی خواندہ ہیں۔ ان میں سید دیوان شاہ محکمہ مال میں پٹواری ہیں۔

ترین افغان بناکھہ وراولی

افغانوں کا ترین قبیلہ کسی زمانہ میں بڑا نامور تھا۔ ترین قبائل اور یوسف زیئی قبائل کی لڑائیاں بہت مشہور ہیں۔ آج سے ساڑھے تین سو سال پیشتر اسی ترین قبیلہ کے ایک شخص کامران خان اپنے موضع نوردی گل ڈھیری ضلع ہزارہ سے اپنے فرزند وحدت خان کے ہمراہ مظفرآباد آئے اور وہیں انتقال کر گئے۔ باپ کے انتقال کے بعد وحدت خان مظفرآباد سے موضع نڑول تحصیل باغ میں اور وہاں سے راولی مستقل طور پر چلا آیا۔ اس کے حسب ذیل چار فرزند تھے۔ سلطان محمد خان، نوردین، فضل دین خان، محمد حسین خان۔ ان میں سلطان محمد خان کے پانچ فرزند محمد عالم خان، محمد قاسم خان، محمد ہاشم خان، محمد امیر خان اور فتح عالم خان

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

تھے۔اول الذکر دونوں بھائی لاولد فوت ہو گئے اور باقی تینوں صاحب اولاد ہیں۔محمد ہاشم خان کے چار فرزند محمد اشرف خان، کرم خان، محمد اکرم خان، فیروز خان ہیں۔محمد امیر خان عالم باعمل تھے۔آپ کے فرزند منشی گلاب خان و منشی حبیب اللہ خان قابل ذکر ہیں۔اول الذکر پوسٹل اورسینئر ہیں۔فتح عالم خان کے تین فرزند منشی محبت خان، محمد زمان خان اور محمد اسحاق خان قابل ذکر ہیں۔سلطان محمد خان کے بھائی نور الدین خان اہل علم تھے۔ان کے دو فرزندوں میں قاضی عبداللہ خان جن کا بیٹا شہادت خان موجود ہے انتقال کر چکا ہے اور قاضی گل حسین خان زندہ ہے۔

فضل دین خان کے دو فرزند مولوی میر عالم خان اور نواب خان ہیں۔محمد حسین خان کے دو فرزند فیروز الدین خان اور منشی ایوب خان ہیں۔موخر الذکر محکمہ ڈاک میں ملازم ہے۔یہ خاندان اب موضع بنا کھہ وارولی میں تقریباً ایک سو سال سے مستقل طور پر ہے اور کافی اراضی کا مالک ہے۔ناطہ رشتہ حتی الامکان اپنی برادری میں ہوتا ہے۔اس خاندان کے خانہ شماری ۱۲،۱۴ مکانات سے زیادہ نہیں ہے۔اس موضع میں نواب خان ولد فقیر خان، خان خیل خاندان کی یادگار ہے۔اس کے اجداد تیراہ سے آئے تھے۔

سادات گیلانی کابلی

اس خاندان کے مورث اعلیٰ سید عبدالقدیر کابلی تھے۔جن کا خاندانی سلسلہ محبوب سبحانی سید عبدالقادر جیلانی کے فرزند سیدنا عبدالوہاب تک ملتا ہے۔ان کے دو فرزند تھے۔ سرور خان اور سلطان محمد خان۔

سردار عبداللہ خان نے نظامت کشمیر کے زمانہ میں ان دونوں بھائیوں کو جو رشتہ میں اس کے پھوپھی زاد برادر بھی تھے۔کشمیر بلوالیا۔جہاں اُن کو ناظم کشمیر کی قرابت اور ان کے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اپنے علم و فضل کی وجہ سے بہت کچھ شہرت و قبولیت حاصل ہوئی۔ سرور خان فارسی زبان کے شاعر تھے۔ دیوان[1] سروری میں انہوں نے اپنے خاندانی حالات بھی نظم کئے ہیں۔ اس دیوان میں آپ کا وہ خط بھی درج ہے جو آپ نے اپنے فرزند جوان صالح سید محمد خان کے نام لکھا تھا اور جو اس شعر سے شروع ہوتا ہے۔

الا ارے نور دیدہ راحت جاں محمدؐ نام تو باشد لقب خان

محمد خان پسر محمد سرور خان کابلی کی اولاد اب بھی کشمیر میں بتائی جاتی ہے۔ سرور خان کے دوسرے بھائی سلطان محمد خان کابلی کشمیر سے ترک وطن کر کے نامنلہ (اوڑی) پہنچے۔ وہیں آپ کا مزار ہے۔ آپ کے فرزند کلاں عبدالکبیر شاہ نے انتخاب مثنوی مولانا روم کی ایک شرح لکھی ہے۔ آپ کے دو فرزند تھے۔

محمد شاہ و احمد شاہ۔ محمد شاہ کے فرزند مولوی حبیب اللہ شاہ جو شیخ الحدیث مولانا محمد انور شاہ لولابی کاشمیری دیوبندی کے شاگرد تھے۔ نامور عالم تھے۔ پشاور میں لاولد انتقال کر گئے۔ احمد شاہ کی اولاد اب تک نامبلہ میں موجود ہے اور زراعت پیشہ ہے۔

سلطان محمد خان کو سلطان شاہ کابلی بھی کہتے تھے۔ ان کے دوسرے فرزند کا نام امیر الدین شاہ تھا۔ ان کے تمام عمر سیر و سیاحت اور درس و تدریس ہی میں گذری ہے۔ سیاحت کشمیر کے سلسلہ میں لولاب بھی پہنچے۔ مولوی احمد شیخ اور مولوی رسول شیخ لولابی آپ ہی کے شاگرد تھے۔ بقول چوہدری محمد عباس سدھرونوی یہ فخر بھی آپ ہی کو ہے کہ مولانا محمد انور شاہ لولابی نے ابتدائی کتابیں آپ ہی سے پڑھی تھیں۔

پونچھ میں آپ کے بیشمار تلامذہ تھے۔ علاقہ سدھرون کبوٹہ میں آپ ہی کی علمی

---

[1] چوہدری محمد عباس صاحب قادری پلاں چوہدریاں علاقہ سدھرون پونچھ لکھتے ہیں۔ یہ دیوان قلمی میرے پاس موجود تھا۔ مگر اب گم ہو چکا ہے۔ اس خاندان کے حالات بھی چوہدری صاحب ہی نے ارسال کئے ہیں۔ جو بطور خلاصہ یہاں درج کئے گئے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ضیاباریوں سے معرفت کا نور چمکا۔ علاقہ سدھرون میں آپ کی طرف اکثر کرامتیں منسوب کی جاتی ہے۔ جن سے آپ کی عظمت وشہرت کا پتہ چل سکتا ہے۔ راجگان سدھرون آپ کی بڑی عزت کیا کرتے تھے۔ ۱۹۶۳ء میں بعمر ۸۰ سال بمقام پلاں چوہدریاں انتقال کر گئے۔ وہیں مدفون ہیں۔

عبداللہ شاہ آپ کے فرزند کلاں تھے۔ عربی، فارسی میں صاحب کمال اور فن کتابت میں یگانہ راجہ افراسیاب خان والئے سدھرون کھوٹہ کے میر منشی تھے اپنے والد کی زندگی ہی میں بعمر ۴۸ سال ۱۹۵۹ء میں بمقام جرلان وفات پا گئے اور وہیں دفن ہوئے۔ عبداللہ شاہ کے تین فرزندوں میں منجھلے فرزند مولوی غلام محی الدین شاہ بقید حیات ہیں۔ ۱۹۵۳ب کی پیدائش کے مطابق اس وقت ان کی عمر قریباً ۴۰ سال ہے۔ راجہ غلام محی الدین خان مرحوم سدھرون وکھوٹہ کے مشیر اعظم تھے اور پلان چوہدریاں میں رہتے ہیں۔ مولوی عبداللہ شاہ تخلص غلام اور ان کے فرزند مولوی غلام محی الدین شاہ تخلص آثم دونوں موزوں طبع اور خوش گو شاعر تھے۔

سادات بخاری سدھرنوی

سلطان سکندر بت شکن کے عہد میں سید علی علاء الدین نامی ایک بزرگ اوچ شریف سے وارد کشمیر ہو کر یہ (ضلع بارہمولہ) میں جاگزین ہوئے۔ ان کے بعد ان کی اولاد میں سے میر محمد حیات اللہ شاہ خلف سید عبداللہ بخاری جو سید علی علاء الدین بخاری کی آٹھویں پشت میں تھے اور ان کے برادر زادے حاجی سید عبدالرشید بخاری نے علاقہ اوڑی کے ایک مقام موضع بیاڑاں الحال درجا گیر نامبلہ میں سکونت اختیار کر لی اور یہیں ان کے ہاں اولادیں ہوئیں۔ راجہ خان بہادر خان والئے پونچھ (خلف راجہ رستم خان) کے زمانہ میں پیر اکبر شاہ (منجھلے فرزند حاجی عبدالرشید) بیاڑاں سے مستقل ہو کر رقبہ کھڑی وداخلی موضع کلساں پونچھ میں آباد ہو گئے۔ راجہ بقا محمد خان آف سدھرون نے وہ رقبہ آپ ہی کو عطا کر دیا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

میر حیات اللہ شاہ کے فرزند پیر عمر شاہ اپنے ایک نوجوان فرزند پیر محمد سیف اللہ شاہ کے ہمراہ بعہد راجہ عظمت اللہ خان سدھرون میں آئے۔ راجہ عظمت اللہ خان نے آپ کو بڑی عزت کی اور جبی کا رقبہ آپ کو عنایت کیا۔

وزیر روح اللہ کے زمانہ میں پیر اکبر شاہ بھی کہڑی سے جبی میں آ گئے۔ اس پر موضع جبی کا ایک حصہ پیر عمر شاہ اور ایک حصہ پیر اکبر شاہ خلف حاجی عبدالرشید کے حق میں واگذار ہو گیا۔

اس خاندان کے افراد جبی کے علاوہ پونچھ کے مندرجہ ذیل مقامات میں بھی آباد ہیں۔ پلاں چوہدریاں۔ بساہاں، کہڑی کلساں، ملک سوتی، کلالی، ہاڑن اس خاندان کا پیشہ گو زمینداری ہے۔ لیکن اکثر اصحاب ذی علم ہیں اور تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے سرکاری ملازمت میں بھی ہیں۔

زمانہ سلف میں اس خاندان کے اصحاب ذیل ذی علم، صاحب اثر اور نامور گذرے ہیں۔

۱۔ سردار اسد اللہ شاہ فرزند پیر محمد شاہ۔

۲۔ پیر حاجی مقصود شاہ اور ان کے فرزند پیر حاجی حبیب اللہ شاہ۔

حبیب اللہ شاہ نے تین مرتبہ حج کیا۔ ۱۳ ذی قعد ۱۳۲۵ھ کو وفات پائی۔ بساہاں میں آپ کا مزار بوسہ گاہ خلائق ہے۔

۳۔ پیر شاہ محمد ملک سوتی، حاجی حبیب اللہ شاہ مرحوم کے منجھلے فرزند تھے۔

۴۔ سردار سید جلال شاہ، سب سے پہلے ان کی قوم نے ان ہی کو سرکردہ اور بڑی شاخ میں ہونے کی وجہ سے سرداری کا خطاب دیا۔

۵۔ سردار پیر محمد شاہ، خلف اول سردار سید جلال شاہ۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

۶۔ قاضی پیر مہتاب شاہ فرزند پیر سیف اللہ شاہ

۷۔ پیر حبیب شاہ سکنہ ہالن، شاعر اور فارسی دان تھے۔ اعلیٰ درجہ کے خوشنویس تھے۔ پہاڑی زبان میں ان کو لکھویا کہتے تھے۔ یعنی بہت لکھنے والا۔

اس وقت بھی اس اہل علم اور اہل ورع خاندان میں کئی اصحاب قابل ذکر ہیں۔ چند نام میں درج ہیں۔ حاجی پیر سید ولایت شاہ، حاجی پیر حبیب اللہ شاہ بساہنوی کے فرزند اکبر ہیں۔

ان کے حالات صفحہ ۷۰۰ پر تفصیل سے درج ہیں۔

سید ولی شاہ امام و نکاح خوان موضع کلالی۔

پیر محمد سیف اللہ شاہ۔ پیر ولایت شاہ کے برادر خورد اور ملک سولی میں آباد ہیں۔ پیر عزیز اللہ شاہ خلف پیر شاہ محمد سکنہ ملک سولی۔ ان کے چار اور بھائی حسب ذیل ہیں۔ حسام الدین شاہ جو بہاولپور میں محرر چونگی ہیں۔ علاء الدین شاہ، محمد شریف، حفیظ اللہ، حاجی احمد شاہ، نمبردار جبی، سردار سید عبداللہ شاہ، نمبردار خلف، سردار اسداللہ شاہ، مولوی پیر سید عبداللہ شاہ، عمر پچاس سال کے قریب ہے۔ نظم کی ایک کتاب کنز العرفان کے مصنف ہیں کئی کافیاں بھی تصنیف کی ہیں۔ ذی علم اور صاحب ورع ہیں۔ سید عزیز اللہ شاہ امام و نکاح خوان خلف ولی شاہ مواضعات پلاں چوہدریاں وغیرہ، محمد سعید انٹرنس پاس ہے۔ مولوی عبداللہ شاہ کا فرزند ہے۔ سادات کھڑی میں طیب شاہ و حسن شاہ، ولایت شاہ ابن پیر حبیب شاہ بساہنوی شاخ سے ان کا تعلق ہے۔ عبدالرحیم شاہ مدرس، عبداللہ شاہ مدرس، عطا اللہ شاہ مدرس، افضل شاہ مدرس، عبدالحفیظ شاہ مدرس، حافظ مولوی علاء الدین شاہ، ولایت شاہ خلف محمد شاہ، مولوی کریم شاہ ولد مدثر شاہ، منشی ایوب شاہ، سید محمد اسماعیل شاہ پوسٹ ماسٹر علاقہ بنوں (برادر خورد منشی ایوب شاہ)۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اسی خاندان میں مولوی بہاء الدین شاہ مرحوم (اہلحدیث) کے چھوٹے بھائی مولوی علاء الدین شیعہ اور مولوی رفیع الدین شاہ اہل قرآن ہیں۔ اول الذکر تجارت پیشہ اور موخر الذکر پوسٹ ماسٹر ہیں۔

سید میر حیات اللہ شاہ بخاری کی اولاد اوڑی بٹیاراں، جبیاں یا جبی اور ہالن میں آباد ہے۔ ان کے بھائی حاجی عبدالشکور کے فرزند سید حاجی عبدالرشید کے تین بیٹے ہیں۔ (۱) سید اکرم شاہ، ان کے ہر سہ فرزندوں کی اولاد جبیاں میں موجود ہے۔ (۲) سید اکبر شاہ، ان کی اولاد ہالن اور جبیاں میں ہے۔ تیسرے فرزند حاجی سید محمد شاہ کی اولاد جوان کے فرزند سید حاجی مقصود شاہ کی ذریات سے ہے۔ بساہاں میں آباد ہے اور نور شاہ و خیر شاہ کی اولاد جبیاں میں سید حاجی عبدالرشید نے سات حج کئے تھے۔

اس خاندان کی ایک شاخ موضع ریکٹر خاص میں بھی ہے۔ جس میں پیر یوسف اور ان کے فرزند اکرم شاہ و عبدل شاہ قابل ذکر ہیں۔ علاقہ کوٹلی بڑالی کی شاخ میں مرید حسن شاہ کی کافی شہرت ہے

تھکیال قوم کی بگیال شاخ

تھکیالوں کے حالات میں لکھا جا چکا ہے کہ راجہ سمی خان کے چار فرزندوں میں ایک کا نام بگ خان تھا جس کے نام پر تھکیالوں کی شاخ اب تک بگیال مشہور چلی آتی ہے اور سرکاری کاغذات میں بھی یہ قوم بگیال ہی کے نام سے درج ہے۔ راجہ بگ خان مہنڈر کے علاقہ سانگل میں آباد تھا۔ اس کی اولاد سے سانگل میں سردار مہمد و خان ایک مشہور شخص گذرا ہے۔ علاوہ ازیں علی بہادر خان نمبردار کالا بن، سخی ولایت خان نمبردار نڑول، محمد اکبر خان نمبردار، محمد شیر خان اور نواب خان وغیرہ اصحاب موجود ہیں۔ سردار سخی ولایت خان کا فرزند محمد شیر خان ایف اے تک پڑھا ہوا ہے اور اس وقت مڈل سکول باغ میں ٹیچر ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سلواہ۔ یہاں فقیہ قلی خان۔ خان محمد خان، پہاڑ خان اور علی محمد خان مشہور ہستیاں بگیالوں کے خاندان میں تھیں۔ سردار فقیر قلی خان کی اولاد سے منصور خان نمبردار سلواہ و منشی خان نمبردار اور گلاب خان ولد دلاور خان موجود ہیں اور پہاڑی خان کی اولاد سے عطا محمد خان نمبردار، بہاری خان سربراہ نمبردار اور علی محمد خان کی اولاد سے کالا خان ایک سرکردہ آدمی سلواہ میں موجود ہے۔ ان کے علاوہ اس موضع میں نواب اعلی خان و گلاب خان، علی اکبر خان ولد کالا خان جو برطانوی فوج میں ملازم ہیں قابل ذکر ہیں۔

سڑہوتی۔ فقیر قلی خان کا ایک بیٹا قندا خان اس موضع میں نہایت نامور گذرا ہے۔ سردار غلام محمد خان (نمبردار) اسی کی اولاد سے ہے جو عدالت اعلیٰ میں اسیسر بھی ہے۔

گورسبھائی۔ اللہ دتا خان یہاں بگیال خاندان کا ممتاز ممبر ہے۔

ہرلی۔ عباس علی خان وسید محمد خان نمبردار اور چند اور اصحاب یہاں قابل ذکر ہیں۔ علاوہ ازیں مواضعات گلہوتہ (پونچھ) اور جوگال پار (تحصیل کوٹلی قلمرو جموں میں چند گھر بگیال خاندان کے موجود ہیں جن میں سے کئی ایک علاقہ انگریزی میں ملازم ہیں۔

یہ سب لوگ زراعت پیشہ ہیں ان کے رشتہ ناطوں کا لین دین اپنی بگیال برادری اور اپنی ہم جد قوم تھکیال کے علاوہ اقوام سدھن، گکھڑ، سنہاس اور دلی سے بھی ہے۔ بگیال شاخ کے افراد زن و مرد کی تعداد تین چار سو کے درمیان بتائی جاتی ہے۔

قوم تھکیال تحصیل مظفر آباد کشمیر

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

تحصیل مظفر آباد کے مندرجہ ذیل مواضعات میں تھکیال قوم آباد ہے۔ چمکوٹلی، گہل، کوئی کوٹ، وڑ بنگ، خیر پان، بہاوان، خیر آباد، چھتر کلاس، کچیلی، پوٹھ، فتحوت، میر خورد، چنال بنگ، نکر نور پور۔

ان مواضعات میں جس قدر تھکیال ہیں وہ سب راجہ رسمی خان کے بیٹے سنگی خان کی اولاد سے ہیں۔ سنگی خان کی چوتھی پشت میں جسہ خان اپنے بھائی مل خان سے جس کی اولاد موضع تہوب تحصیل باغ میں موجود ہے۔ علیحدہ ہو کر مظفر آباد کے اس علاقہ میں چلا آیا۔ جہاں اس وقت موضع بلہان آباد ہے۔ تمام متذکرہ صدر دیہات میں سردار جسہ خان ہی کی نسل آباد ہے۔ یہاں ان کی نمبرداریاں بھی ہیں چنانچہ مندرجہ ذیل اصحاب نمبردار ہیں۔ کوئی کوٹ میں عبداللہ خان نمبردار، بلان میں ہدایت اللہ خان نمبردار، خیر یان میں محمد اکبر خان نمبردار، خیر آباد میں فقیر الدین خان نمبردار، چھتر کلاس میں بنو خان نمبردار، گہل میں کالو خان نمبردار ہے۔ علاوہ ازیں تحصیل مظفر آباد کے تھکیال راجپوتوں میں چمکوٹلی کے سردار منگی خان ٹھیکہ دار اور علی عمر خان، ڈر بنگ کے محمد اکبر خان چھتر کلاس کے مسٹر بالا خان فارسٹر ڈپو افسر ممتاز درجہ رکھتے ہیں اور پڈہوٹ گڑھی دوپٹہ کے منشی امام دین و عبدالعزیز بھی اپنی برادری میں قابل ذکر ہیں۔

تحصیل مظفر آباد کے سب تھکیال اپنی پونچھ کی برادری کی طرح زراعت پیشہ ہیں انکے رشتے ناطے اپنی برادری کے علاوہ چب اور جرال راجپوتوں کے ساتھ بھی ہیں۔ تحصیل مظفر آباد کے تھکیالوں میں مولوی محمد لور بڑے عالم گذرے ہیں۔ آپ جاگیرداران کچیلی تحصیل مظفر آباد کی دعوت پر موضع تہوب تحصیل باغ سے بلہان میں تشریف لائے تھے۔ جاگیردار صاحبان نے آپ کو کچھ اراضی بھی بطور معافی دی تھی یہاں کے لوگوں کو آپ سے بہت فیض پہنچا۔ پچاسی سال کی عمر میں آپ ۱۳۴۴ھ میں انتقال کر گئے۔ آپ کا مزار بلہان

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہی میں ہے۔

۱۹۸۴ء کے بندوبست میں راجگان کھکھ اوران کی برادری نے یہ عذر پیدا کیا کہ موضع بلہان کے تھکیالوں کو اپنے نام کے ساتھ خانؔ کا لفظ لکھنے کی اجازت نہ دی جائے یہ لفظ صرف راجگان کھکھ کے لئے وقف ہونا چاہئے۔ کیونکہ اگر اس لفظ کر کوئی اور قوم استعمال کریگی تو ہمارے رعب واقتدار میں فرق آنے کا اندیشہ ہے۔ یہ مقدمہ کافی عرصہ تک عدالت میں دائر رہا۔ جب جاگیرداران کھکھ کے حق میں کوئی قابل اطمینان فیصلہ نہ ہوا۔تو انہوں نے صاحب مشیر مال کے ہاں اپیل کی۔ چنانچہ وہاں سے آخری حکم ہوا کہ قوم تھکیال راجپوت اعلیٰ جنگی قوم ہے۔ انکے نام کے ساتھ لفظ خانؔ لکھنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ نہ اپیلانٹان کی جاگیر میں کسی کو اس امر سے کچھ صنعف پہنچ سکتا ہے۔ اس لئے تھکیان قوم جس طرح اپنا نام لکھوائے لکھا جائے اور جب اس کے کاغذات بندوبست میں اندراج کیا جائے۔

سردار شیخ محمد اکرم خان ٹھیکہ دار سکنہ جرلاں

شیخ سعود کزوری کی نانویں پشت سے ایک بزرگ بابا عبدالصبور اپنے وطن علاقہ سوپور کمراز سے پونچھ خاص کے مقام ''اعلیٰ پیر'' میں آئے۔ ان کی عظمت وریاضت کا چرچا بہت جلد پونچھ کی اطراف میں پھیل گیا۔ چنڈک کے دُلی سردار اور علاقہ کہوٹہ کے موضع سولی خاص کا متمول شیخ خاندان ان کے بڑے معتقد تھے۔ چنانچہ اس خاندان کے دو بھائی شیخ عبدالرزاق وعبدالقیوم ان کو اپنے ہمراہ لے آئے یہاں کچھ عرصہ کے بعد بابا عزیز اللہ شاہ اس کی تمام جائداد کے وارث ہو گئے لیکن یہ امر شیخ خاندان کے دوسرے ممبروں کو ناگوار گذرا۔ اس لئے آپ سولی خاص سے جرلاں میں آ گئے۔ ان کا ایک ہی فرزند تھا۔ عبدالحکیم نام۔ و اپنے نانا کی وارثت کے لحاظ سے شیخ عبدالحکیم کے نام سے مشہور رہا۔ چنانچہ اس شاخ میں شیخ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کا لفظ اب تک موجود ہے۔ ان کے چھ پوتے تھے جن میں دو لا ولد رہے ایک کے ہاں اولاد نرینہ نہ ہوئی۔ تین حسب ذیل صاحب اولاد تھے۔ شیخ محمد فقیر اللہ، شیخ محمد جمیل، شیخ محمد اسلم، ان میں شیخ محمد اسلم بڑے با اقبال گذرے ہیں۔ راجہ صاحب سدھرون نے اپنے تمام علاقہ کا کاروبار اور سیاہ وسفید ان ہی کے سپرد کر رکھا تھا۔ دیوان کرم چند کاردار پونچھ نے چوہدری حبیب خان مندہار (منڈی) کی شورش رفع کرن کے لئے شیخ محمد اسلم ہی کو نامزد کیا اور اس مہم میں آپ معہ اپنے چند ہمراہیوں کے شہید ہو گئے۔ ان کے بھائی شیخ محمد فقیر اللہ بھی اس مہم میں شامل تھے وہ زخمی ہو کر بچ نکلے۔ راجہ سرانداز خان آف سدھرون نے ان کو اپنا کاردار اور اپنی پرائیویٹ اراضیات کا افسر اعلیٰ اور دیوان کرم چند نے اپنا پیشکار مقرر کیا۔ آپ نے ایک مرتبہ شیر کا مقابلہ کیا اور تلوار کے ایک ہی وار سے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ غیر معمولی شجاعت پر راجہ سرانداز خان نے گوراج داخلی موضع ریچی کا تمام رقبہ معہ خلعت فاخرہ آپ کو جاگیر میں عطا کیا۔ آپ پنجاب کی سیاحت سے واپس آرہے تھے کہ میر پور چوکھ میں سنہ ۱۹۴۰ب کے ایام میں انتقال کر گئے۔ آپ کی قبر چوکھ ہی میں ہے۔ آپ کے حسب ذیل چھ فرزند تھے۔ (۱) شیخ افضل الدین[1] جو نہایت درویش صفت اور صاحب ریاضت وعبادت تھے۔ (۲) شیخ محمد شاہولی خان جن کے حالات آئندہ سطور میں درج ہونگے۔ (۳) شیخ محمد سکندر کے ۳ فرزندوں میں شیخ قلندر موجود ہیں۔ اور شیخ سمندر (وفات سنہ ۱۹۸۶ب) کے ۲ خورد سال لڑکے ضیاء الدین ونجم الدین موجود ہیں۔ (۴) شیخ غلام مصطفےٰ ان کے تین فرزند ہیں۔ شیخ غلام حیدر، شیخ محمد زمان، محمد یعقوب تینوں موجود ہیں۔ (۵) شیخ محمد مستان انکے تین فرزند ہیں۔ عبداللہ، نواب اور محمد دین، ان کی سکونت کشمیر نیلہ سر میں ہے۔ شیخ محمد فقیر اللہ کے

---

[1] آپ کے دو فرزندوں میں شیخ امیر دین بعمر پچاس سال موجود ہیں اور شیخ محمد حسین وفات پا چکے ہیں۔ اول الذکر کر کے تین فرزند ہیں۔ شیخ شاہ محمد، شیخ ولی محمد، شیخ محمد یونس موخر الذکر کا ایک ہی فرزند بنام خادم حسین ہے یہ سب جرلان ہی میں رہتے ہیں اور زمینداری کے علاوہ ٹھیکہ داری کا کام بھی کرتے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

چھٹے فرزند کا نام شیخ علی شیر ہے اور ان کا ایک فرزند امام دین موجود ہے۔

ان سب بھائیوں میں شیخ محمد شاہ ولی خان کے نام جاگیر بحال رہی۔ حکومت اور عوام میں ان کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ بابو دیوی سنگھ مدار الہام پونچھ نے ۲ ماگھ ۱۹۵۷ء ب کو آپ کے خاندان اور آپ کی ذات خاص کے متعلق جو حکم تحصیلدار حویلی کے نام لکھا ہے اس کے الفاظ ذیل سے آپ کا خاندانی اعزاز اور ذاتی وقار نمایاں ہو رہا ہے۔ ''چونکہ میاں شاہ ولی خان شیخ کے شرکاء خاندان عرصہ دراز سے بموجب سندات سابقہ اکثر مواضعات علاقہ کھوٹہ بہ بطور ذیلدار چلے آئے ہیں اور ان کو کچھ رسوم سرکار سے بھی مقرر رہی ہے۔ چنانچہ سندات مذکور ہم نے ملاحظہ کی ہیں جن سے پایا جاتا ہے کہ یہ خاندان مقرر خدمتی سرکار والا کا ہمیشہ سے چلا آیا ہے۔ اور واقعی میاں شاہ ولی خان بھی خدمات سرکار والا میں ہمیشہ ساعی رہا ہے۔ ہم اس کی خدمت سے خوش ہیں اور بروقت انتظام کے ہم اس کو چند مواضعات علاقہ کھوٹہ پر بطور ذیلدار بلحاظ حقوق سابقہ خدمات سرکار مقرر کریں گے۔''

آپ درباری کرسی نشین تھے ۱۹۱۴ء سے ۱۹۱۸ء تک پریذیڈنٹ سرکل کمیٹی کھوٹہ اور کچھ عرصہ تک عدالت عالیہ کے اسیسر بھی رہے۔ راجہ سکھدیو سنگھ بھی ان کی بڑی عزت کیا کرتے تھے۔ آپ کے انتقال (۲۵ ر پوہ ۱۹۵۹ء ب[1]) پر کئی شعراء نے مرثیے لکھے۔

پانچ فرزند آپ کی یادگار ہیں۔ شیخ محمد اکرم خان، شیخ لعل دین، شیخ جلال دین، شیخ شمس دین، شیخ محمد دین، مولوی سعد اللہ سکنہ چندوسہ (بارہمولہ) نے ان پانچویں بھائیوں کے نام ذیل کے اشعار میں نہایت خوبی سے قلم بند کئے ہیں۔

خصوصاً از ہمہ فرزند اکبر ۔ بہ تفصیل از کرم گشت است مظہر

---

[1] ہزار و نو صد و ہفتاد و نو باز ۔ کہ روحش از جسد بنمود پرواز
زماہِ پوہ بودہ بست و پنجم ۔ دوشنبہ شب غروب مہ زانج
(از مرثیہ مرتبہ مولوی سعد اللہ سکنہ چندوسہ ضلع بارہمولہ کشمیر)

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہم لعل اندہم صاحب جلال اند　　　کہ شمس الدین محمد باجمال اند

ان میں شیخ محمد اکرم خان ابتدائے عمر میں محکمہ بندوبست کے شجرہ کش رہے لیکن جس کے متعلق یہ مشہور ہو۔

شکیل است وجمیل است وعیل است　　　براقبال بلندی ایں ولیل است

وہ شجرہ کشی کی رسہ کشی ہمیشہ کے لئے کب تک کرسکتا ہے۔ چنانچہ آپ نے ملازمت سے کنارہ کشی کر کے ٹھیکہ داری کا کام شروع کردیا اوراب پونچھ کے علاوہ پنجاب، کشمیر، کشن گنگا اور مظفر آباد میں آپ جنگل کے معزز ٹھیکیداروں میں ہے۔ پونچھ اور کشمیر میں آپ کا بڑا اقتدار ہے۔ دونوں ملکوں میں امیر کبیر مانے جاتے ہیں۔ جاگیر ریجی کے علاوہ دو دیہات کی نمبرداری بھی آپ کے نام ہے۔ پونچھ کے علاوہ کشمیر اور گڑھی حبیب اللہ خان آپ کی کافی اراضیات ہیں۔ سرینگر بارہمولہ اور پونچھ میں آپ کی عالیشان کوٹھیاں موجود ہیں۔ اس قول کے باوجود نہایت متواضع خوش معاملہ، خوش طبع منصف مزاج اور علم پرور اور اہل علم کے قدردان ہیں۔ عمر آپکی ۴۵ سال کے قریب ہے۔

ان کے دوسرے بھائی شیخ محمد لعل دین ابتداء میں محکمہ جنگلات میں رینج آفیسر تھے لیکن ملازمت چھوڑ کر اپنے برادر بزرگ کے شریک کار ہوگئے۔ متقی اور پرہیز گار ہیں۔ شیخ محمد جلال الدین جرلاں میں سربراہ نمبردار ہیں اور شیخ شمس الدین وشیخ محمد الدین بھی اپنی خاندانی خوبیوں کے مالک ہیں۔

شیخ مسعود نروری جو نہ صرف نروری پیرزادگان پونچھ کے مورث اعلیٰ ہیں بلکہ جن کی اولاد کشمیر وپونچھ کے علاوہ پنجاب تک پھیلی ہوئی ہے۔ کی اصلیت کے متعلق بہت کچھ اختلافات ہیں۔ مولانا انور شاہ[1] مرحوم شیخ الحدیث کے ان الفاظ کے سوا کہ ہمارے بزرگ بغداد سے ملتان آئے۔ ملتان سے لاہور اور لاہور سے کشمیر گئے۔ ان کے خاندان کے متعلق

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اور کسی کو کچھ معلوم نہ تھا۔ لیکن شیخ محمد اکرم خان کے پاس ان کے بزرگوں کی جو سندات ہیں اور جو راجہ رستم اور دیگر شاہان وقت کی عطا کردہ ہیں ان میں اس خاندان کو قریشی تسلیم کیا گیا ہے۔ علاوہ بریں موجودہ حکومت پونچھ نے بھی تحقیقات وشواہد کے بعد ان کو کاغذات مال میں قریشی تسلیم کیا ہوا ہے اور اسی شرافت نسبی کے اعزاز میں حکومت نے ان کو جاگیر نمبرداری اور ذیلداری عطا کر رکھی ہے۔ اور جس پر عرصہ دراز سے عمل درآمد چلا آرہا ہے۔

اس خاندان کے مورث اعلیٰ شاہ مسعود، شیخ مسعود اور بابا مسعود کے ناموں سے تاریخوں میں مشہور ہیں اور یہ تینوں القاب شاہ، شیخ، بابا ان کی دینی عزت وعظمت کے مظہر ہیں اور یہ ایسے الفاظ ہیں جو کسی خاص قوم کے لئے مختص نہیں۔ بلکہ قریشی اور سادات اور دیگر اقوام بھی اپنی دینی عظمت اور اپنے مذہبی احترام کی وجہ سے شاہ اور شیخ اور بابا کہلا سکتی ہیں۔ اس خاندان کی کڑیاں کشمیر میں خاص سرینگر کے علاوہ پیر نیاں متصل بارہمولہ، اوڑی اور لولاب اور ترک پورہ اور خاص پونچھ وغیرہ میں پائی جاتی ہیں۔

بابا عبدالصبور ترگ پورہ والی شاخ میں تھے۔ وہ اپنے بھائیوں سے ان بن ہو جانے کی وجہ سے پونچھ چلے آئے۔ اس وقت پونچھ میں راجہ رستم خان کی حکومت تھی آپ بابا عبدالقادر ترگپوری کی پانچویں پشت میں تھے۔

اس خاندان کے مورث اعلیٰ حضرت مسعود چونکہ حضرت میر سید احمد کرمانی سے بیعت تھے۔ بلکہ ان کے خلیفہ اعظم تھے۔ اس لئے ان کی اولاد پیرزادگان کرمانیہ کہلاتی ہے اور یہ بھی مشہور ہے کہ شیخ مسعود کے عقد میں ایک حسبی ونسبی سیدزادی بھی تھی جس کے بطن سے ان کے دو صاحبزادے یحیٰ اور ابراہیم پیدا ہوئے۔ جنکی اولاد علاقہ مراج کشمیر میں بتائی جاتی ہیں۔ اس خاندان کی ایک شاخ کے متعلق جس میں کئی اصحاب عالم دین، مولوی فاضل

---

[1] آپ کے مورث اعلیٰ بھی شیخ مسعود نروری ہی تھے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

منشی فاضل اور صاحب علم وعمل ہیں۔ خیال کیا جاتا ہے کہ وہ طبقہ سادات سے ہے اور اس کے پاس ایک طویل شجرہ کے علاوہ کچھ تاریخی خاص واقتباسات بھی ہیں۔ افسوس ہے اس شاخ کے سرکردہ اصحاب سے ملاقات نہ ہوسکی اور وہ خط کتابت کے ذریعہ مجھے حالات وغیرہ ارسال نہ کرسکے۔ ضرورت ہے کہ شیخ مسعود نروری جیسے عظیم المرتبت بزرگ کی ایک لائف لکھی جائے جس میں اس کے حسب ونسب پر ایک سیر حاصل تاریخی تبصرہ بھی ہو اور اس کے علمی وعملی اور دینی دونوں کارناموں کا ذکر بھی ہو۔

حاجی پیر سید ولایت شاہ بخاری

آپ کے اسلاف اور آپ کی برادری کے حالات اسی کتاب کے گذشتہ صفحہ پر درج کئے جاچکے ہیں۔ آپ کے والد حاجی سید حبیب اللہ شاہ بہت بڑے صاحب طریقت بزرگ تھے۔ ان کے ارادت مندوں کی تعداد ہزارہا تک تھی۔ حاجی پیر سید ولایت شاہ بخاری آپ کے فرزند کلاں ہیں[1]۔

راقم الحروف ۱۹۲۹ء میں اوڑی وکشمیری میں قیام پذیر تھا۔ کہ بازار میں ایک بہت بڑا جمگھٹا دیکھا۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ حضرت پیر حاجی سید ولایت شاہ صاحب تشریف فرما ہیں اور انکے اردگرد ان کے ارادت مندوں کا جم غفیر ہے۔ اس بھیڑ بھاڑ میں حاضری کا موقع تو نہ مل سکا لیکن زیارت سے شرف اندوز ہوگیا۔ حضرت خواجہ دین محمدؒ چورہ شریف سے آپ کو بیعت وخلافت حاصل ہے طریقہ نقشبندیہ مجددیہ ہے لار کشمیر والے حضرت خواجہ عبید اللہؒ معروف بہ جی صاحب آپ کو دستار فضیلت مرحمت فرما کر چاروں طریقوں کی اجازت فرما چکے ہیں۔ علاوہ ازیں سنا ہے۔ پیر حسام الدین بن عبد الرحمان سجادہ نشین بغداد شریف کی طرف سے بھی آپ کو تمغہ خلافت مل چکا ہے۔

---

[1] آپ کی عمر ۶۴ سال کے قریب ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

آپ چار مرتبہ زیارت حرمین سے شرف ہو چکے ہیں اور کربلائے معلیٰ نجف اشرف اور بغداد وغیرہ مقامات مقدسہ کی زیارت بھی کر چکے ہیں اور وظائف میں آپ کی شیخ دلائل مولانا عبدالحق مہاجر مکی ہیں۔ آپ کے ارادت مندوں میں عوام کے علاوہ اکثر امراء ورؤسا اور جاگیردار بھی شامل ہیں۔ آپ زہد وتقوی کی دولت سے مالا مال ہونے کے علاوہ مجسمہ اخلاق ہیں۔ آپ کا لنگر جاری ہے۔ روزانہ بیسیوں آدمی آپ کے دستر خوان پر موجود رہتے ہیں۔ ہر سال ۱۳ ذی قعدہ کو آپ اپنے والد ماجد سید حاجی حبیب اللہ شاہ ؒ کا عرس کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں ایام محرم اور مولود النبی صلعم پر خصوصیت سے اہتمام فرماتے ہیں۔ آپ کے چار فرزند ہیں۔ سید محمد امین، سید غلام احمد، سید محمد سعید اور سید عبدالرشید اور چاروں زیر تعلیم ہیں۔ آپ کے بھائی سید سیف اللہ شاہ اور برادر زادہ سید عزیز اللہ شاہ بھی صاحب طریقت ہیں۔

سادات مشہدی زینیال

سادات مشہدی پھاگلہ کے سلسلہ میں زینیال، فیروزال اور حسیال مشہدی سادات کا ذکر ہو چکا ہے۔ زینیال مشہدی سادات جن کے مورث اعلیٰ کا نام زین العابدین شاہ ہے کے جو بزرگ سب سے پہلے ضلع ہزارہ کے موضع گہنیلہ سے پونچھ آئے ان کے نام سعید نادر شاہ وسعید نور حسن شاہ پسران سید بہادر شاہ تھے اس وقت راجہ موتی سنگھ کا زمانہ تھا۔ نادر شاہ نے تو علاقہ سوہرن کے موضع کلر کٹل میں رہائش اختیار کی۔ جہاں کے تیئں فرزند سید پیر علی شاہ۔ سید علی شاہ وسید غازی شاہ اب تک موجود ہیں اور صاحب اولاد اور صاحب جائیداد ہیں۔ مذہباً حنفی نقشبندی ہیں۔ تینوں بھائی قریباً آٹھ سو کنال اراضی کے مالک ہیں۔

سید نادر شاہ کے بھائی سید نور حسن شاہ نے موضع پمروٹ میں سکونت اختیار کی۔ ان

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کے حسب ذیل چار فرزند ہیں۔ سید عمران شاہ، امیر علی شاہ، فرقان شاہ، گلاب شاہ یہ بھائی بھی اپنے دوسرے بھائیوں کی طرح عوام میں عزت کی نظر سے دیکھے جاتے ہیں اور عقائد میں حنفی نقشبندی مجددی ہیں۔ زراعت کے علاوہ اس برادری کا سلسلہ پیری و مریدی بھی ہے اور اپنی تحصیل مہنڈر اور جموں کی تحصیل راجوری میں ان کے کافی مرید ہیں۔

منہاس موضع چوکیاں تحصیل سدہنتی

زمانہ قدیم میں شیخ چنڈ ور منہاس نومسلم علاقہ جموں سے معہ عیال میر پور آیا جہاں اس کی اولاد کئی پشتوں تک رہی۔ پھر اس کی اولاد سے صاحب دین نام ایک شخص میر پور سے سید روٹ آیا اور وہاں سے سرسادہ تحصیل کوٹلی میں منتقل ہو گیا۔ اس کی چوتھی پانچویں پشت میں میاں جامی ایک مشہور شخص گذرا ہے۔ مواضعات تالا باڑی اور کیمر کے منہاس اسی کے ایک فرزند کی اولاد سے ہیں۔ میاں جامی کے دوسرے بیٹے کی اولاد سے قاضی رحمت اللہ تحصیل سدہنتی علاقہ پونچھ کے موضع پھگوائی میں چلا آیا۔ اس کی چوتھی پشت سے قاضی عمر بخش بساڑی میں سکونت پذیر ہو گیا اور اس کے فرزند قاضی علی محمد نے چوکیاں میں بود و باش اختیار کر لی۔

اس تحصیل میں اس خاندان سے مندرجہ ذیل مواضعات میں کئی گھر آباد ہیں۔ کیمبر، پکھڑ، ناڑ، بساڑی، قلعان، کلتر موٹارین، نہریاں، ہجاں کوٹ، پنتھل، تالا واڑی، گراں بارل، شیخ صاحب دین کی اولاد سے چند گھر سرسیادہ تحصیل کوٹلی میں بھی موجود ہیں۔

قاضی علی محمد کی چوتھی پشت میں قاضی قاسم علی اپنی برادری میں اچھی حیثیت رکھتا تھا اس کے تین فرزند حسب ذیل ہیں۔ قاضی فیض علی، خان بہادر، محمد حسین، قاضی فیض علی ۱۹۱۵ء سے ۱۹۲۹ء تک برطانوی فوج میں ملازم رہے اور لانس نائیک ہو کر ریزرو میں چلے آئے۔ خان بہادر اب تک فوج میں ملازم ہے۔ محمد حسین بھی فوج میں ملازم رہا ہے اور

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

زمیندارہ کاروبار میں مصروف ہے۔

قاضی علی محمد کی ذریات سے حسب ذیل اصحاب کے نام تاریخی میں اندراج کے لئے لکھوائے گئے ہیں۔ قاضی نواب، راجہ موتی سنگھ کے زمانہ میں جب پلندری کا تھانہ منگ میں تھا۔ تو یہ وہاں تھانیدار تھا۔ اس کے پختہ مکانات بساڑی میں اب بھی موجود ہیں اس کا فرزند قاضی خان بہادر موجود ہے اور زراعت کاری کرتا ہے۔ ''قاضی'' نواب کے بھائی کا نام ''قاضی'' مختار علی تھا وہ محکمہ کسٹم میں محالدار تھا اب اس کا فرزند فتح حیدر محالدار پنشنر ہے۔ قاضی صفدر علی بھی قابل ذکر ہے۔

قاضی نصر دین۔ راجہ موتی سنگھ کے عہد میں قلیل عرصہ تک نمبردار رہا اس کے پوتے ''قاضی'' فیروز دین مرحوم کے دو بیٹے ہیں۔ ایک ''قاضی'' فضل حسین جو فوجی کلرک ہے اور دوسرا محمد اکبر جو زیر تعلیم ہے۔ موضع پکھوناڑ میں قاضی فیروز ولد قاضی احمد موضع تالاواڑی میں قاضی نور حسین ولد قاضی محمد غنی اور موضع گراں میں قاضی فیروز دین اور موضع کلر میں قاضی چراغ دین قابل ذکر ہیں۔

ہجال کوٹ میں ''مولوی'' مبارک علی و قاضی شادم علی پسران ''قاضی'' مہند ہیں۔ اول الذکر امام دیہہ ہے۔ لیکن رجسٹر نکاح خوانی سرکاری طور پر دونوں بھائیوں کے پاس ہے۔ اپنی برادری کے سرکردہ ممبر ہیں اور زراعت بھی کرتے ہیں۔ ''قاضی لال دین ولد حشمت ریاست کشمیر میں ملازم ہے قاضی شادم علی متوفی کے دو بیٹے قاضی عبدالحمید و غلام رسول موجود ہیں۔ پنتھل میں محمد مصری کا بیٹا محمد زمان ملازم کسٹم، قلعان میں قاضی فقیر محمد ولد عطا محمد اور قاضی فقیر محمد کا برادرزادہ قاضی عبدالمجید اپنی برادری میں ذی عزت ہیں اور زراعت کے علاوہ نکاح خوانی کا کام بھی کرتے ہیں۔

موٹا رین میں میر زمان ولد کالو۔ **چوکیاں** میں برہان علی ولد شبیر عالم پنشنر فوج اور اس

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کے برادران فیروز دین وخادم حسین جوتا حال فوج میں ملازم ہیں۔
بساڑی میں قاضی برخوردار ولد قاضی اختیار علی، غلام محی الدین ولد قاضی برخوردار جو ریزروفوج میں ہے۔

ان دیہات میں کم وبیش ایک سونفوس زن ومرد سمیت اس برادری کے آباد ہیں۔ چونکہ زمینداری کے علاوہ امانت وغیرہ کے فرائض بھی ان ہی کے سپرد ہیں۔ اس لئے قریباً سب لوگ دینیات کی تعلیم سے واقفیت رکھتے ہیں۔ پونچھ میں جو خاندان صحیح معنوں میں قاضی اور مولوی ہیں ان کی تعداد تو بمشکل انگلیوں پر گنی جاسکتی ہے۔ لیکن رواجاً عام طور پر دیہات پونچھ میں ہر لکھے پڑھے کو جو امامت وغیرہ کا کام کرتا ہے "قاضی" اور "مولوی" کہہ دیتے ہیں۔

اس خاندان کے رشتے ناطے اپنی برادری کے علاوہ سدھن اور افغان خاندانوں سے ہوتے ہیں۔

یہ تمام برادری پونچھ کے کاغذات مال میں منہاس درج ہے۔ چنانچہ قاضی مبارک علی ساکنہ سہر نے جو عمر بخش کی پانچویں پشت میں ہیں۔ جو شجرہ بندوبستی ارسال کیا ہے۔ اس میں ان کی گوت منہاس ہی درج ہے۔ علاوہ ازیں سردار فتح خان جاگیردار جھنڈا بگا۔ سردارا کا خان نمبردار سہر اور منشی خان محمد خیاں اول مدرس مدرسہ چوکیاں ان بھی برادری کے منہاس ہونے کی تصدیق کی ہے۔

چوہدری راٹھور راجپوت

راٹھور قوم اپنا سلسلہ نسب راجہ رام چندر جی کے دوسرے بیٹے کش سے ملاتی ہے اور اپنے آپ کو سرج بنسی خاندان سے ظاہر کرتی ہے۔ اس قوم کا پرچم اقبال سب سے پہلے قنوج

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کی سرزمین پر لہرایا اور یہیں اس کی تیرہ بڑی بڑی شاخیں ہو گئیں۔ قنوج میں راٹھوروں کے آخری راجہ کا نام جے چندر یا جے چند تھا۔ جس کو ۱۲۵۰ اب مطابق ۱۱۹۵ء اور بقول بعض ۱۱۹۳ء میں شہاب الدین غوری اور اس کے نائب قطب الدین ایبک نے تباہ کر دیا۔

جے چند کا ایک پڑپوتا سیاجی یا شیو جی کے نام سے تھا۔ وہ قنوج سے نکل کر مارواڑ پہنچا۔ جہاں اس کی اولاد نے رفتہ رفتہ ترقی اور اقتدار حاصل کر کے راجپوتانہ میں جودھپور، بیکانیر اور کشن گڑھ اور مالوہ میں رتلام اور سیتا مئو اور گجرات میں ایدر کی ریاستیں قائم کر لیں۔ راٹھور قوم کو راجپوتانہ میں رہتے ہوئے قریباً پونے آٹھ سو اور راج کرتے ہوئے چھ سو برس سے کچھ زیادہ عرصہ گذر چکا ہے۔

راجپوتانہ میں اس قوم کی تعداد کئی لاکھ نفوس تک ہے اور ان کی شاخیں جو قنوج میں صرف تیرہ تھیں اب ہزارہا خاندانوں میں مختلف ناموں سے تقسیم ہو چکی ہیں۔ سارے راجپوتانہ میں تعداد میں صرف کچھواہہ قوم ہی ان سے زیادہ ہے۔ جس کی راجدھانی اس وقت جے پور ہے۔ لیکن راٹھور، بہادری و شجاعت میں کچھواہوں سے افضل سمجھے گئے ہیں جس کے ثبوت میں یہ پرانا قول کہ "ایک راٹھور دس کچھواہوں کے برابر ہے" اب تک زبان زد عوام ہے اور ٹاڈ راجستان کی تحریر کے مطابق راٹھور قوم کا درجہ ۲۶ اقوام شاہی سے افضل ہے۔ راٹھور کی اصل بعض مورخین کے نزدیک ستھیا یا ستھین قوم سے ہے۔ جو دریائے جیحوں کے کنارے وسط ایشیا میں حکمران تھی اور جب وہ ہندوستان آئی تو رفتہ رفتہ دریائے اٹک سے دریائے گنگا تک پھیل گئی۔ کچھ عرصہ تک اس قوم کا نام ستھیا یا ستھین یا سیتھک ہی رہا۔ لیکن جب ہندوستان میں نسل اور جغرافیائی لحاظ سے اس کے خاندان زیادہ ہو گئے اور ان کے لباس اور زبان اور طور وطریق میں تبدیل ہوئی تو یہ قوم کئی ناموں سے موسوم ہونے لگی۔ چنانچہ راٹھور نام بھی ان ہی میں سے ایک ہے۔ کرنل ٹاڈ راٹھور لفظ کی اصل رائسو بتاتا ہے۔ رائسو وہ فرقہ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہے جس کے راجہ نیپال نے جیپال والئے قنوج کو ۱۰۱۷ء میں قتل کر کے قنوج فتح کیا تھا۔
ہم نے ابتداء میں سیاجی یا شیوجی کا ذکر کیا ہے۔ جو راجہ جے چند والئے قنوج کا پڑ پوتا تھا اور جس نے اپنے خاندان کی تباہی و بربادی کے بعد مارواڑ آکر از سر نو اقتدار حاصل کر لیا تھا۔ اس کی تیرھویں پشت میں راؤ جودھا بانی جودھپور (۱۴۵۹ء) اور سترھویں پشت میں راؤ مالدیو تھا۔ جو اکبر کے عہد میں راٹھوروں کا ایک زبردست رئیس تھا جودھابائی اس کی بیٹی اور موٹا راجہ اودے سنگھ کی بہن اور جہانگیر کی ماں تھی راجہ اودے سنگھ ۱۶۱۲ء مطابق ۱۵۹۶ء میں سترہ بیٹے اور سترہ بیٹیاں چھوڑ کر انتقال کر گیا۔ ان میں تیسرا بیٹا راجہ سورج سنگھ باپ کا جانشین بنا۔ ساتواں دلیپ سنگھ بادشاہی خدمات میں رہا۔ رتن سنگھ اسی کا پوتا تھا جس نے مالوہ میں بادشاہ سے جاگیر لے کر اپنے نام پر رتلام آباد کیا۔ موجودہ والئے ریاست رتلام اسی کی اولاد سے ہے۔ نانوی فرزند کشن سنگھ نے شاہ جہان سے جاگیر لے کر کشن گڑھ ریاست آباد کی، جہاں اس کی اولاد اب تک حکومت کر رہی ہے۔ دسویں بیٹے کا نام بقول کرنل ٹاڈ مصنف ٹاڈ راجستان جسونت سنگھ تھا۔ ان سنگھ اسی کے فرزند کا نام تھا۔ جس کے نام پر "مان جودھا" خاندان ہے اور مان پورہ جس کی جاگیر میں تھا۔ ان سنگھ کے ایک فرزند کا نام سرجن سنگھ تھا۔ اس نے جب ایک مسلمان درویش کی ہدایت سے اسلام قبول کر لیا۔ تو وہ اہل خانہ اور چند ملازموں کے ہمراہ راجپوتانہ سے ہجرت کر کے پہلے لاہور آیا۔ وہاں سے کشمیر گیا۔ کشمیر سے پونچھ روانہ ہو کر کہوٹہ میں آباد ہو گیا اس کا اسلامی نام سراج الدین تھا۔ جس طرح اسکے مورث اعلیٰ سیاجی یا شیوجی نے قنوج کی تباہی کے بعد راجپوتانا میں اقتدار حاصل کر لیا تھا۔ اسی طرح سراج الدین خان نے مغل عہد حکومت میں پونچھ کی حکومت حاصل کر لی جس کا ذکر اپنے موقع پر آئیگا۔ سراج الدین خان کی اولاد پونچھ میں آباد ہے اور چونکہ مان سنگھ کی ذریات سے ہے۔ اس لئے مینا راٹھور کہلاتی ہے۔ راجپوتانا میں یہ خاندان مان

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

جودھا کہلاتا ہے۔ یہ خاندان مغلیہ دور سے لے کر افاغنہ کے آخری زمانہ قریباً دوسو سال تک پونچھ میں حکومت کرتا رہا ہے۔ پونچھ کا مسلمان فرمانروا راجہ رستم خان جس کے نام یہ پونچھ کا نام بڑے عرصہ تک رستم نگر رہا ہے۔ اسی خاندان سے تھا۔ پونچھ میں اس خاندان کی آبادی کئی ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ مندرجہ پانچ فصلوں میں اس خاندان کا کسی قدر وضاحت سے ذکر کیا جائیگا۔

فصل اول مدا ٹھور خاندان اور چوہدری کا لقب بعض تاریخی غلط فہمیوں کا ازالہ۔

فصل دوم۔ راٹھور خاندان کے فرمانروایان پونچھ۔

فصل سوم۔ راٹھور خاندان کے راجگان سدھرون و کھوٹہ۔

فصل چہارم۔ شاخ سدھرون کے مشاہیر اور جاگیردار سابق وحال۔

فصل پنجم۔ اس خاندان کی دیگر شاخیں۔

فصل اوّل

چوہدری کا لقب اور خاندان راٹھور راجپوت

چوہدری جیسا کہ اس لفظ ہی سے ظاہر ہے کہ خاص قوم کا نام نہیں ہے۔ بلکہ یہ ایک اعزازی لقب ہے جو بلا امتیاز مذہب وملت کسی معزز یا سر کردہ زواور رئیس[1] کے لئے بولا جاتا ہے۔ اس خاندان میں چوہدری کے لقب کی کئی روائتیں بیان کی جاتی ہیں ہم ان سب کو نظر انداز کر کے صرف ایک روایت کا ذکر کرتے ہیں۔ جو سب سے زیادہ قابل قبول ہے۔

پونچھ کے علاقہ کھوٹہ میں ایک سر کردہ رئیس مقدم حبیب چوہان گجر کے نام سے تھا اس نے اپنے غریب الوطن مگر معزز مہمان سراج الدین خان کی بڑی آو بھگت کی اور کچھ عرصہ کے بعد سراج الدین خان کی ذاتی وجاہت وشرافت اور خاندانی حالات سے آگاہ ہو کر اس

[1] پٹیالہ، نابھد، جنید کے راجگان کو شاہان مغل کی طرف سے چوہدری کا خطاب ہی تھا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

نے اپنے ہی گھر میں چودھرایت قائم رکھنے کے لئے اپنی اکلوتی حسین بیٹی اس کے عقد میں دینا چاہی۔ چونکہ سراج الدین خان کا پہلا "ڈیرہ" بھی موجود تھا۔ اس لئے اس نے کچھ تامل کیا۔ مگر بعد میں حبیب چوہان کے وکیلوں کے اصرار سے اور اس خیال سے کہ یہ سرداری جو کسی تکلیف کے بغیر مل رہی ہے۔ شائد آئندہ نیک شگون ثابت ہو۔ اس نے اس کی لڑکی سے شادی کر لی اور مقدم کے مرجانے کے بعد اس کی جائیداد کا مالک اور اس کے زیر اثر حلقہ کا جانشین کہلایا اور چوہدری[1] کے لقب سے ملقب ہو گیا۔

بعض تاریخی غلط فہمیوں کا ازالہ

کشمیر کے مشہور مصنف خواجہ محمد اعظم دیدنامری نے اپنی تاریخ "واقعات کشمیر" المشہور تاریخ اعظمی اور اسکے بعد راقم مولف نے تاریخ کشمیر جلد دوم میں راٹھور چوہدریوں کے دوسرے فرمانردار راجہ فتح محمد خان عرف عبدالفتاح خان کو گجر لکھا ہے۔ بلکہ ایک موقعہ پر جب راجہ عبدالرزاق خان کے پسران محمد زمان خان و محمد ولی خان نے ۱۱۵۵ھ میں سرینگر پر حملہ کیا ہے اور اسی حملہ میں وہ اپنی پانچ سو فوج کے ساتھ قتل عام میں مارے گئے ہیں تو اس موقعہ پر تاریخی اعظمی کے مصنف "قتل ہمہ گجران" کا فقرہ لکھتے ہیں۔ لیکن راجہ فتح محمد خان اور اس کا باپ راجہ سراج الدین خان جو پونچھ میں خاندان چوہدریاں راٹھور کے بانی ہیں۔ درحقیقت گجر نہ تھے۔ وہ راٹھور تھے۔ گجر مشہور ہونے کی اگر کوئی وجہ ہو سکتی ہے تو یہی ہے کہ وہ پونچھ کے ایک گجر رئیس کے داماد[2] تھے اور چونکہ خانہ داماد ہونے کی وجہ سے انکی جانشین بھی تھے۔ اس لئے کوئی تعجب نہیں اگر وہ عرف عام میں گجر مشہور ہو گئے ہوں اور مصنف تاریخ اعظمی نے بھی اسی بنا پر ان کو گجر لکھ دیا ہو اور چونکہ سراج الدین خان کی اولاد نے بعد میں اپنی زبردست طاقت پیدا کر کے کشمیر پر بھی حملے شروع کر دیئے تھے۔ بلکہ اس کے جانشین کئی مرتبہ سرینگر کو لوٹ چکے تھے۔ اس لئے مصنف تاریخ اعظمی نے ان کو اپنے

---

[1] تا پٹیالہ۔ جنید کے راجگان کو شاہان مغل کی طرف سے چوہدری کا خطاب ہی تھا۔

[2] تاریخوں میں اس قسم کی صدہا مثالیں موجود ہیں کہ کئی خاندان دوسرے خاندانوں میں شادیاں کر کے عورت کے خاندان کے سے مشہور ہو گئے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

وطن کو دشمن سمجھ کر طنزیہ طور پر "قتل ہمہ گجرال" کا فقرہ چست کر دیا۔ ورنہ ان کی فوج میں سب گجر ہی تو نہ تھے بلکہ راٹھور بھی تھے گجر بھی تھے اور پونچھ کی دوسری اقوام بھی تھیں۔

نیز خواجہ محمد اعظم کا مقصد اپنی تاریخ سے قوموں اور ذاتوں کی تحقیقات نہ تھا۔ بلکہ جیسا کہ اس تاریخ کے اصلی نام "واقعات کشمیر" سے ظاہر ہوتا ہے ان کا مقصد وقائع نگاری تھا۔ اگر قوموں کی تحقیقات ان کا مقصد ہوتا تو وہ ضرور لکھتے کہ عبدالفتاح خان کو کون بزرگ کس ملک سے پونچھ میں آیا وہ گجر ہیں تو گجروں کی کس شاخ سے ان کا تعلق ہے کیونکہ گجرا قوم کی صد ہا شاخیں اور گوتیں ہیں۔

کشمیر میں بمبہ قوم ایک بڑی مقتدر اور مشہور قوم ہے۔ اس قوم میں بڑے بڑے جاگیردار اور گذارہ خوار ہیں۔ ضلع مظفر آباد اس قوم سے بھرا پڑا ہے اور ضلع بارہمولہ میں بھی اس قوم کے دو نامور جاگیردار موجود ہیں۔ اگر خواجہ اعظم کا مقصد قوموں کی تحقیقات اور ذاتوں کی چھان بین ہی ہوتا۔ تو ایسی عظیم الشان قوم کے متعلق جو صدیوں تک کشمیر کے پہاڑوں میں خود مختار حکمران رہی ہے۔ صرف یہ مختصر الفاظ ہی نہ لکھ دیتے کہ "مشہور بہ قوم بمبو ہستند۔"

پادری ہیچن صاحب پنجاب ہسٹاریکل جنرل کے صفحہ ۱۲۶ پر اس خاندان کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ "مسلمان ہونے پر راجہ مان سنگھ کے بیٹے سرجن سنگھ کا نام سراج الدین خان رکھا گیا۔ وہ جودھپور کے اعلیٰ خاندان سے تھا" پھر آگے چل کر لکھتے ہیں۔ "جہانگیر نے جب اس کے انتظام و انصرام پر نگاہ کی اور یہ بھی دیکھا کہ وہ جودھپور کے اعلیٰ خاندان سے ہے تو پونچھ کا خطہ عطیہ میں دیدیا۔" ہسٹری آف ہل سٹیٹ اور مولوی عبداللہ شاہ کی غیر مطبوعہ تاریخ راجگان سدھروں سے بھی مندرجہ صدر بیان کی تصدیق ہوتی ہے۔ اخبار الفضل ۱۰ اپریل ۱۹۳۲ء میں ایک طویل مضمون معاملات پونچھ کے متعلق چھپا تھا۔ اس تاریخی تبصرہ میں یہ بھی مذکور تھا۔ کہ "آپ راجی" کے زمانہ میں دولی، لدیال، فیروزال،

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ڈھونڈ، سانگو اور راٹھور وغیرہ اقوام نے اپنے سرکردہ رئیسوں کے ماتحت چھوٹی چھوٹی حکومتیں قائم کرلی تھیں ان اقوام میں سانگو گجروں کی ایک مشہور قوم ہے۔لیکن پونچھ میں اور شاید ہندوستان کے کسی حصہ میں کوئی قوم ایسی نہیں جو راٹھور بھی ہو اور گجر بھی کہلائے۔

حال ہی میں حکومت پونچھ نے فہرست اقوام زراعت پیشہ ۲۶ / پوہ ۱۹۹۱ء کے پونچھ گزٹ میں شائع کی ہے۔اس میں اس قوم کا نام چوہدری راٹھور درج ہے اس قوم کی ناقابل تردید شہادتوں کی موجودگی میں تاریخ خواجہ اعظمی نے اس خاندان کو جو گجر لکھا ہے وہ درست نہیں ہے۔تاریخ کشمیر جلد دوم میں بھی جو راقم ہی کی تصنیف ہے اور آج سے چوتھائی صدی پیشتر لکھی گئی ہے۔تاریخ اعظمی کے تتبع ہی میں اس قوم کو گجر لکھا گیا ہم نہ تاریخ اعظمی قوموں کی چھان بین کے لئے لکھی گئی۔نہ تاریخ کشمیر اور نہ حال کی تاریخ نگارستان کشمیر[1]۔ بلکہ جیسا کہ قبل ازیں لکھا گیا ہے۔ان تواریخوں کا اصل مقصد صرف ملکی واقعات کا اظہار ہے۔اس لئے یہ تاریخیں ذاتوں اور گوتوں کی تحقیقات کے لئے سند نہیں ہوسکتیں۔

اب صرف ایک ایسی تاریخ کا ذکر کرنا باقی رہ گیا ہے جو ذاتوں اور گوتوں خصوصاً گجر اقوام کی تحقیق کے متعلق لکھی گئی ہے اور کچھ شک نہیں کہ اس کے قابل اور عالم اور محقق مصنف نے اس کو بڑی محنت و تدقیق سے مرتب کیا اور انگریزی، فارسی، اردو اور عربی کی کئی کتابوں اور تاریخوں کے مطالعہ کے بعد تالیف کیا ہے لیکن ایسی ذاتوں اور گوتوں اور قوموں کے متعلق جو کشمیر اور پونچھ میں آباد ہیں اور جن کا ذکر کسی نہ کسی سلسلہ میں ''شاہان گجر'' کے صفحات پر آیا ہے۔قابل مصنف نے جو نظریہ قائم کیا ہے وہ درست معلوم نہیں ہوتا۔مثلاً صفحہ ۱۳۱ پر گجروں کی ایک گوت بیلود کو کشمیر کی میر قوم کی ایک شاخ ظاہر کیا ہے اور لکھا ہے کشمیر میں یہ میر کثرت سے آباد ہیں۔حالانکہ کشمیر کے میر مغل ہیں۔پھر صفحہ ۱۴۱ پر بٹار گجروں کے متعلق

[1] یہ ضخیم تاریخ ۱۳۵۲ء میں حیدر آباد دکن کے ایک قابل مصنف قاضی ظہور الحسن صاحب ناظم یوہاری نے تصنیف کی ہے اور اس میں بھی واقعات کشمیر ہی کا ذکر ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

لکھا ہے۔ "دکشمیر میں یہ قوم بٹ کہلاتی ہے۔" پھر صفحہ ۱۴۵ پر کشمیر کی بٹ قوم کے متعلق لکھا ہے بٹ لفظ بھٹی کا مخفف ہے۔ گویا بٹار اور بٹ اور بھٹی سب ایک ہی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ حالانکہ بٹار گجر ہیں۔ بٹ کشمیر کے مسلمان بھی ہیں اور ہندو بھی اور بھٹی ایک مشہور راجپوت قوم ہے۔ تعجب ہے کہ ان ہی الفاظ سے ملتا جلتا لفظ بھٹہ کس طرح نظر انداز ہو گیا۔ جو ضلع گلگت کے باشندوں کا عرف عام ہے۔

یہ تو کشمیر کی ذاتوں اور گوتوں کا ذکر ہے۔ خاص لاہور کے مشہور بزرگ حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق "شاہان گجر" میں سلہریہ خاندان کے مورث جگہ نامی کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے "وہ حضرت علی ہجویری جو حضرت داتا گنج بخش کے داماد تھے کے ہاتھ پر مسلمان ہوا تھا۔" حالانکہ تمام لوگ جانتے ہیں کہ علی غزنی کے محلّہ ہجویر کے رہنے والے تھے اسی لئے علی ہجویری کہلاتے تھے اور لاہور میں ان کا نام ان کے فیوضات ظاہری و باطنی کی وجہ سے حضرت داتا گنج بخش مشہور ہو گیا تھا۔ یہ دراصل ایک ہی نام ہے۔ علی ہجویری اور ان کے عرف عام داتا گنج بخش کو دو نام سمجھنا اور پھر علی ہجویری کو داتا گنج بخش کا داماد بنا دینا ایک سریح غلطی ہے۔

اسی طرح "شاہان گجر" کے یہ الفاظ کہ "پونچھ کے گجروں میں جو ذی حیثیت اور اچھی حالت میں ہیں وہ راٹھور کہلاتے ہیں" صحیح نہیں ہیں۔

راٹھوروں کا دعویٰ ہے کہ وہ راٹھور ہی ہیں اور حکومت پونچھ بھی ان کو "چوہدری راٹھور" ہی تسلیم کرتی ہے اور راٹھور وہ کس طرح ہیں اور چوہدری کس طرح کہلائے۔ اس کا مفصل ذکر سابقہ سطور میں ہو چکا ہے۔ مصنف شاہان گجر نے چوہدری عبدالفتاح، چوہدری عبدالرزاق اور راجہ رستم خان اور دیگر راٹھور راجگان کو امیر عبدالرزاق امیر عبدالفتاح وغیرہ لکھا ہے۔ حالانکہ تاریخوں میں اور عوام کی زبانوں پر ان کے القاب چوہدری اور راجہ ہیں۔ لیکن مگر کوئی مصنف آئندہ چل کر لفظ امیر کا سلسلہ امیران کابل و غزنی سے ملا دے تو کیا تعجب ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

بات معمولی ہے لیکن غلط فہمیاں اور شبہات وشکوک، اسی طرح پیدا ہو جایا کرتے ہیں۔

مسطور بالا سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ صاحب مصنف ''شاہان گجر'' نے کشمیر اور پونچھ کی اقوام کا بہ نظر غائر مطالعہ نہیں فرمایا۔ ورنہ وہ کشمیر کی میرؔ اور بٹؔ اور پونچھ کی راٹھور قوم کو گجروں میں شامل نہ کرتے اور لاہور کے حضرت علی ہجویری عرف داتا گنج بخش ؒ کی وہ شخصیتیں قائم کر کے ایک کو داماد اور ایک کو خسر نہ بنا دیتے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

فصل دوم

راٹھور خاندان کے فرماں روایان پونچھ

راجہ سراج الدین خان ۱۵۹۴ تا ۱۶۴۵ء مطابق ۱۰۱۲ھ تا ۱۰۶۲ھ

راجہ سراج الدین خان کے مسلمان ہو کر پونچھ پہنچے اور چوہدری کہوٹہ کی خانہ داری اور جانشینی اور اس کی وسیع املاک اور اس کے زیر اثر حلقہ پر متصرف ہو کر چوہدری کے خطاب سے ملقب ہونے کا قبل ازیں ذکر ہو چکا ہے۔ اس کے بعد کا واقعہ ہے۔ کہ جب شہزادہ سلیم اپنے باپ (اکبر) کے پاس پونچھ کے رستے کشمیر آیا۔ تو کہوٹہ کیمپ شاہی تجویز ہوا۔

چوہدری سراج الدین خان نے کمپ شاہی اور رسد رسانی وغیرہ کا انتظام ایسی خوش اسلوبی سے کیا کہ اس نے شہزادہ کے دل پر اپنے خاندانی رئیس اور اعلیٰ منتظم ہونے کا نہ صرف سکہ ہی بٹھایا۔ بلکہ شہزادہ نے حسن خدمات کے صلہ میں اور اس کے خاندانی عظمت کو برقرار رکھنے کے لئے سند شاہی کے علاوہ اس کو راجہ کا خطاب بھی عنایت کیا۔

سراج الدین خان کے ہاں پہلی رانی سے جو اس کے ساتھ ہی مسلمان ہو گئی تھی راجہ فتح محمد خان پیدا ہوا۔ جس کو مورخوں نے عبدالفتاح[1] لکھا ہے۔ دوسری رانی سے جو چوہان خاندان سے تھی دو فرزند پیدا ہوئے۔ نور محمد خان و خان محمد خان، فرزند اول کو پونچھ کی حکومت ملی اور باقی دونوں فرزندوں کو "گذارے" عنایت ہوئے۔

---

[1] چونکہ فتح محمد خان اس کے فرزند کا نام تھا اس لئے یہ نام ابوالفتاح یا ابوالفتح بھی ہو سکتا ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

راجہ فتح محمد خان ۱۶۴۶ء تا ۱۷۰۰ء مطابق ۱۰۶۵ھ تا ۱۱۱۸ھ

کشمیر اور اوڑی کا اکثر حصہ جو پونچھی لوگوں کی ڈھوک ہائے گزن وغیرہ کہلاتا ہے۔ اسی راجہ کے عہد میں پونچھ کے زیر اقتدار آیا۔ جو بندوبست ۱۹۶۰ء اب میں پونچھ سے جدا کیا گیا۔ اس راجہ نے کھکھہ راجگان اوڑی اور حکومت پونچھ کے مابین ایک اونچی چوٹی کو حد فاصل مقرر کیا۔ جو اب تک اسی کے نام سے موسوم ہے۔ اس راجہ کی عمر کا بڑا حصہ بغاوت ملکی کے فرد کرنے اور صوبیداران کشمیر سے برسرپیکار رہنے ہی میں گذرا ہے۔ اس درویش صفت راجہ نے ۱۷۰۰ء میں جانوں خان عدیاں کی شورش میں شہادت پائی۔ اس کے دو فرزند تھے ایک راجہ عبدالرزاق خان جس کو اس نے اپنی زندگی ہی میں بااختیار ولی عہد مقرر کر کے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ دوسرے کا نام راجہ محمد معظم خان تھا اس کو سدھرون وکھوٹہ وغیرہ کا علاقہ جاگیر میں ملا۔ اس راجہ کی مہر پر لکھا ہوا تھا۔ ''نصر من اللہ و فتح قریب'' اس راجہ نے اکثر فقرا اور سادات وغیرہ کو جاگیریں میں عنایت کیں۔

راجہ عبدالرزاق خان ۱۷۰۰ء تا ۱۷۴۷ء مطابق ۱۱۱۹ھ تا ۱۱۶۵ھ

اس راجہ نے پونچھ کی آبادی کو وسعت دی۔ پونچھ کا موجودہ قلعہ اسی راجہ کا بنا کردہ ہے۔ جس میں بعد کے فرمانرواؤں نے بہت کچھ ترمیم کی ہے۔ میرپور، کوٹلی اور چبال کی طرف بھی کچھ علاقہ اس نے زیر اثر کر لیا۔ بلکہ اوڑی تک بھی ہاتھ جا مارا۔ اس کے عہد میں کئی لوگ بیرونی ممالک سے آ کر پونچھ میں آباد ہو گئے۔ اس راجہ کو بھی صوبیداران کشمیر سے کئی مرتبہ لڑنا پڑا اور کئی دفعہ ان کی اعانت کرنی پڑی۔ اس کے دو قابل فرزند محمد زمان خان وولی محمد خان اپنے نامور مشیر دیارام پنڈت کے ساتھ ۱۱۵۵ھ میں اپنے پانچ سو ہمراہیوں کے ساتھ سرینگر میں قتل کر دیئے گئے۔
اس راجہ کے دو اور بیٹے تھے ایک زبردست خان جس کے فرزند احیا خان نے لاولد رہ کر اس شاخ کا خاتمہ کر دیا۔ دوسرے لڑکے کا نام علی گوہر خان تھا۔ وہ ابھی بچہ ہی تھا کہ راجہ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

عبدالرزاق خان کا انتقال ہو گیا۔ راجہ کے وزیر کا نام لطیف اللہ تھا جو پیشہ کے لحاظ سے ترکھان تھا وہ پونچھ پر قبضہ کر کے جب خود راجہ بن گیا تو علی گوہر خان کی والدہ اس غاصب کے خوف سے اپنے نونہال کو لے کر کہیں روپوش ہو گئی۔ صوبہ کشمیر کو پونچھ کی اس شورش اور وزیر کی بغاوت اور راجہ کی روپوشی کا حال معلوم ہوا تو اس نے وزیر کی تادیب کے لئے راجہ اسلام یار خان کشتواڑی کو پونچھ بھیجا۔ جس نے راجہ بقا محمد خان سدھرونی کو جو راٹھور خاندان کی شاخ خورد سے سدھرون و کہوٹہ کا حکمران تھا۔ اپنے ساتھ لے کر لطیف اللہ کو قتل کر دیا۔ راجہ اسلام یار خان[1] نے ۱۱ سال تک حکومت کی۔ راجہ عبدالرزاق خان کی مہر پر یہ الفاظ کندہ تھے۔ "ھو الرزاق ذو القوۃ المتین"۔

راجہ رستم خان والئے رستم نگر ۱۷۶۰ء تا ۱۷۸۸ء مطابق ۱۱۷۴ھ تا ۱۲۰۲ھ ۲۸ سال

سلطان زین العابدین عرف بڈشاہ پادشاہ کشمیر کا زمانہ اگر شباب کشمیر ہے تو بلا شبہ راجہ علی گوہر خان عرف راجہ رستم خان والئے پونچھ کا عہد حکومت شباب پونچھ ہے اس راجہ کا اصلی نام تو علی گوہر خان ہی ہے۔ رستم خان ایک لاہوری درویش کا عطا کردہ نام ہے۔ اس نام سے یہ زیادہ مشہور ہے۔ تیرہ سال کے مصائب کے بعد بعہد افاغنہ شاہان کشمیر یہ راجہ آخر اپنا موروثی حق "پونچھ کی حکومت" حاصل کرتا ہے۔ اپنا تسلط بٹھانے کے بعد سب سے پہلے اس نے رعایا کی تکلیفات کو رفع کیا۔ ناجائز محصولات اور بیجا تشدد سے رعایا کو نجات بخشی۔ ایک ہمدرد والی کی طرح رعایا کی فلاح و بہبود کے تمام سامان مہیا کر دیئے۔ صنعت کاروں اور صاحبان علم و فنون کو دور دور سے لا کر اپنے ملک میں آباد کیا۔ اور ان کی قدر افزائی کی۔ سوداگروں اور مسافروں کو ہر طرح آسائش بہم پہنچانے لگا۔ قلعہ کو مستحکم اور وسیع بنا کر اس میں مسجد بھی تعمیر کی۔ جو اب تک موجود ہے۔ شہر کو رونق اور وسعت دے کر اس کا نام "رستم نگر" رکھا۔

[1] اسلام آباد واقعہ منڈی اسی کا آباد کردہ ہے۔ یہ راجہ ایام گرما یہیں بسر کیا کرتا تھا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

بہت علاقے اس ملک کے غیر آباد تھے۔ لیکن اس راجہ نے پونچھ (رستم نگر) کے چپہ چپہ کو آباد کرا کر رعایا کو خوشحال اور فارغ البال کر دیا۔ ہندو، مسلمان اور سکھ مذہباً سب آزاد اور طور رعایا سب اس کے گرویدہ اور ماتحت تھے۔ اس کے مراحم خسروانہ اور قدر دانی شاہانہ سے بلالحاظ مذہب وملت ہر ایک اہل کمال، اعلیٰ اور ادنیٰ اعلیٰ قدر مراتب مستفید ہوتا تھا۔ فریاد خود سنتا دربانوں کے لئے حکم تھا کہ کسی مظلوم یا فریادی کو روکا نہ جائے۔ جس فرقہ کا فریق مقدمہ ہوتا اسی کے مذہبی قانون کے مطابق اس مقدمہ کا فیصلہ دیتا۔ اس لئے ہر فرقہ کے مذہبی پیشوا خاص خاص عہدوں پر مقرر تھے۔ راجہ کی نیک نامی سن کر دور دور کے لوگ جوق در جوق یہاں آ کر آباد ہو گئے۔ رعایا کے تمام طبقے ایک جسم کے اعضا متصور ہوتے تھے اس کے عہد میں یہ ملک فرقہ وارانہ وبا سے ہمیشہ پاک رہا۔ یہ وجہ ہے کہ اس وقت بھی رعایائے پونچھ کے ہر فرقہ کا بچہ بچہ راجہ رستم خان کا مدح خوان ہے۔ پونچھ کی حکومت اگرچہ کشمیر حکومت کے زیر اثر رہتی تھی اور حریف ہونے کے خیال سے کبھی کبھی باہم تصادم ہو جاتا رہا لیکن اس فرمانروا کے عہد میں بالکل آزادانہ طور پر شہنشاہ کابل سے حکومت رستم نگر کا تعلق رہا ہے۔ مشہور ہے کہ میرپور، کوٹلی، تو سیر میدان، کہری، بھمبر، اوڑی وغیرہ ممالک کے راجے اس راجہ کے زیر نگیں تھے۔

۱۲۰۰ھ میں جب آزاد خان صوبہ کشمیر نے علم بغاوت بلند کیا تو شہنشاہ کابل کا فرمان راجہ رستم نگر کے نام آیا کہ اس کی بغاوت کو فرد کیا جائے۔ راجہ نے محاربہ ومحاصرہ کے بعد آزاد خان کو گرفتار کر لیا۔ ان ہی ایام میں راجہ سربلند خان کہری اور راجہ عثمان خان بھمبر اور علی حیدر خان میرپوری نے بھی مرتابی کر کے ملک میں بغاوت اور فساد برپا کر رکھا تھا۔ لیکن یہ اسی شجاع اعظم، بہادر رستم کا کام تھا۔ کہ ان سب کو اس نے مطیع ومنقاد اور بعد ازاں گرفتار کر کے شاہ کابل تیمور شاہ المتوفی ۱۲۰۷ھ کو تمام واقعات سے مطلع کر دیا۔ تیمور شاہ نے ۱۵ رمضان ۱۲۰۰ھ کو ایک فرمان کے ذریعہ ان تمام اولوالعزمانہ کارناموں کا اعتراف کرتے ہوئے نہایت

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

خوشنودی کا اظہار کیا۔ نیز ۵ رشعبان ۱۲۰۱ھ کے ایک فرمان بنام راجہ رستم خان میں جمعہ خان الکوزی کے صوبہ دار کشمیر مقرر ہونے کی اطلاع ہے اور ساتھ ہی یہ بھی ارقام ہے کہ اس کی امداد کیا کریں اور اسکی مصلحت پر کار بند رہیں۔ ۱۱۹۹ھ سے ۱۲۰۱ھ کے بعض فرامین میں توسہ میدان کی جاگیر تعلقہ سیف اللہ خان کی ضبطی اور واگذاری کی نسبت کچھ معاملات مرقوم ہیں[1] ماہی مراتب، تاج شاہانہ، تخت رواں وغیرہ لوازمات بادشاہی سے بھی یہ فرمانروا مزین وممتاز تھا۔ اس کے شاہ شکوہ کا یہ عالم تھا کہ ۳۶۰ چوبدار صرف دربار شاہی کے اندر باہر کھڑے رہتے تھے۔ فوج اور رسالہ کا حساب بھی کیا تھا۔

رستم نگر ہر چند ایک چھوٹا سا ملک تھا لیکن اپنے مقبوضہ علاقوں کے الحاق سے وہ ایک سلطنت نظر آتا تھا اور کچھ شک نہیں کہ ان روایات کے بموجب جو پونچھ میں راجہ رستم خان کے متعلق مشہور ہیں یہ راجہ سخاوت میں حاتم زمان جہاں گیری میں سکندر دوران اور عدل وانصاف میں نوشیرواں کا نقش ثانی تھا۔

بادشاہ کابل ہر سال راجہ رستم خان کے لئے ایک راس اسپ اور خلعت فاخرہ اور نقدی کثیر رقم بھیجا کرتے اور اس کی ذیل خطاب سے مخاطب کرتے۔ "عالیجاہ رفیع الجایگاہ عمدۃ الخوانین العظام، اخلاص وعقیدت فرجام راجہ رستم خان صاحب راجہ رستم نگر "۔

اس کا نیک دل کسی ناجائز اقدام کی طرف اس کو اجازت نہیں دیتا تھا۔ ایک دفعہ میر فقیر اللہ کنٹ جو کشمیر کا نائب الحکومت بھی تھا معتوب ہو کر اس کے ہاں پناہ گزین ہوا اور اس سے مدد چاہی۔ راجہ نے مخلوق خدا کی ناجائز تباہی کو برا جان کر مدد سے انکار کر دیا اور اس کو کئی دن تک باعزت مہمان رکھ کر رخصت کر دیا۔

اس کی تین قسم کی مواہیر تھیں۔ مہر شاہی، ہست تاج راجگی بر فرق نامم سرمدی،

[1] یہ فرامین موجودہ راجہ صاحب سدھرون کے پاس موجود بتائے جاتے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

راجہ رستم خان شدم از فضل یمن احمدی[1] ۔ مہر مکتب، چو، ستم کردہ شرمم نگہدار مہر مراسلات۔ فتح کرد رزاق چورستی ۔ ۱۲۰۴ھ میں راجہ کے بمرض فالج قضا کی ۔

نہ گو سکندر نہ ہے قبر دارا مٹے ناموں کے نشاں کیسے کیسے

۲۸ سال حکومت کی۔ تین فرزند چھوٹے۔ ٹکہ شہباز خان، صوبہ جنگ باز خان، راجہ خان بہادر خان[2] ۔ اسی عہد میں وزیر روح اللہ کا باپ مسمی متھا مظفر آباد سے آکر پونچھ میں آباد ہوا اور روح اللہ راجہ رستم خانکے حقہ برداروں میں ملازم ہو گیا۔

راجہ محمد شہباز خان ۱۷۸۷ء تا ۱۷۹۲ء مطابق ۱۲۰۴ھ تا ۱۲۰۷ھ

ٹکہ شہباز خان باپ کی وفات کے بعد سند آرائے حکومت رستم نگر ہوئے یہ راجہ قرآن مجید کے حافظ اور قاری تھے سیاحت اور زیارات کا بڑا شوق تھا۔۔۔۔ نہایت جواں مرد اور شجاع راجہ تھا۔ ۱۲۰۵ھ میں راجہ کرم اللہ خان راجوری نے جب پونچھ پر حملہ کیا تو اس کو ہزیمت دے کر واپس کرنا اسی راجہ کی شاہانہ عظمت اور طاقت کا کام تھا۔ بڑا زاہد اور خدا ترس راجہ تھا۔ اس کی مہر پر لکھا تھا۔ "راجہ محمد شہباز خان۔"

راجہ خان بہادر خان ۱۷۹۲ء تا ۱۷۹۸ء مطابق ۱۲۰۸ھ تا ۱۲۱۶ھ

راجہ خان بہادر خان بھائی کی وفات کے بعد پونچھ کا حکمران مقرر ہوا اس کے زمانہ میں روح اللہ نے یہاں تک ترقی کر لی تھی کہ محمد خان کھنیتر کے بعد وزارت روح اللہ ہی کو مل گئی۔ اسی وزیر کے زمانہ میں راجہ اور صوبہ کشمیر عبداللہ خان الکوزیئی کے درمیان ناچاتی اس حد تک پہنچ گئی کہ عبداللہ خان نے راجہ کو کشمیر بلوا کر وزیر کی سازش سے اس کو زہر دلوادیا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کی نعش سرینگر سے لا کر پونچھ میں دفن کر دی گئی۔[3] میدان خالی دیکھ کر وزیر روح اللہ اپنے بیٹے امیر

---

[1] بعض کہتے ہیں کہ لفظ آخیر از زوردین کے نام کے فرامین [2] راجہ صاحب سدھردن کے پاس بتائے جاتے ہیں۔

[3] ان کا اور ان کے آباؤ اجداد کے مزاران کے قبرستان متصل دفتر وزارت پونچھ میں موجود ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

خان کو رجہ پونچھ بنا کر آپ حکومت کرنے لگا۔ اس راجہ کا نام بعض تاریخوں میں بہادر خان لکھا ہے۔ وہ صحیح نہیں۔ اس کا صحیح نام خان بہادر خان ہے۔ جیسا کہ اس کے صحیح ضیائے راجہ رستم، خان بہادر سے ظاہر ہے[1]

راجہ شیر باز خان ۱۸۰۴ء تا ۱۸۰۸ء مطابق ۱۲۲۲ھ تا ۱۲۲۶ھ اس راجہ نے جو شاخ سدھرون سے حکومت سدھرون پر متمکن تھا شیر محمد خان مختار الدولہ کی مدد سے حکومت پونچھ حاصل کر کے روح اللہ کو پونچھ سے نکال دیا۔ یہ راجہ چونکہ طویل عرصہ سے بیمار چلا آتا تھا۔ اس لئے اس نے اپنے برادر خورد چوہڑ خان کو اپنا عارضی جانشین مقرر کیا۔ منگی خان اس کے زمانہ میں وزیر تھا۔ لیکن چوہڑ خان کی آرام طلبی اور وزیر کی نااہلی سے رعایا پریشان ہوگئی۔ روح اللہ کی پارٹی چشم براہ تھی اور مختار لدولہ اب کابل کو واپس جا چکا تھا۔ روح اللہ نے پھر صوبہ کشمیر سے سازش کی۔ اس کو اپنی مدد پر آمادہ کیا اور راجہ پر جو اس حملہ سے متعلق بے خبر تھا۔ یکایک حملہ کر دیا۔ راجہ قلعہ سے نکل کر باغ کسالی میں جا کر آباد ہوگیا اور پونچھ کی حکومت پھر وزیر روح اللہ[2] کے ہاتھ آگئی۔

---

[1] اسکی کوئی اولاد نرینہ نہ تھی۔ صرف ایک بہتر رانی عزیز بیگم تھی جو راجہ سرانداز خان دامنے صدردن کے عقد میں آئیں۔

[2] وزیر روح اللہ کی اولاد کا ذکر گجر اقوام کے سانگو خاندان میں دیکھو۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

فصل سوم

راٹھور خاندان کے راجگان سدھرون وکہوٹہ

سدھرون کا جغرافیہ اور اس کی تاریخی واقفیت

سدھرون وکہوٹہ کا علاقہ شہر پونچھ سے شمال کی جانب درہ پیر پنجال اور گلمرگ کے دامن اور تحصیل اوڑی کے جنوب میں واقعہ ہے۔

اس علاقہ میں قریباً ۶۵ گاؤں آباد ہیں۔ اس کا رقبہ ۶۰ مربع میل کے قریب ہے آبادی قریباً ۲۵ ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ اور اس کا لگان سترہ ہزار روپیہ ہے۔

راجہ محمد خان والئے پونچھ نے جب اپنے بڑے فرزند راجہ عبدالرزاق خان کو اپنی زندگی ہی میں ولی عہد مقرر کر کے ملکی انتظام سپرد کر دیا۔ تو اپنے دوسرے بیٹے محمد معظم خان کو تمام علاقہ سدھرون وکہوٹہ جس میں باغ اور ٹاٹ کے علاقے بھی شامل تھے گندی کسی سے اوپر تک دیدیا۔ یہ ۱۶۷۷ء کا زمانہ تھا۔ ۱۷۹۸ء مطابق ۱۲۱۶ھ یعنی راجہ عظمت اللہ خان والئے سدھرون کے آخری زمانہ تک یہ علاقہ ایک ریاست صورت میں حکومت پونچھ کے زیر اثر رہا۔ راجہ شیر باز خان کے زمانہ میں یہ علاقہ حکومت پونچھ سے بالکل آزاد ہو کر پہلے کشمیر اور بعد ازاں خالصہ حکومت پنجاب کے ماتحت آ گیا۔ ۱۸۴۰ء میں ٹاٹ اور باغ وغیرہ اس علاقہ سے نکل گئے۔ راجہ سرانداز خان کے زمانہ ۱۸۴۶ء سے لے کر راجہ افراسیاب خان کے عہد ۱۹۰۱ء تک یہ علاقہ دربار جموں وکشمیر کے ساتھ وابستہ رہا۔ ۱۸۵۲ء میں مہاراجہ گلاب سنگھ اور

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ان کے برادر زاگان راجہ جواہر سنگھ و راجہ موتی سنگھ کے تنازعہ میں گورنمنٹ انگلشیہ نے جو فیصلہ کیا اس کے یہ الفاظ ''تعلقہ سدھرون خارج از جمع پونچھ درجہ راجہ سرانداز خان'' اب تک اس کی تاریخی اہمیت ظاہر کرر ہے ہیں۔ لیکن ۱۹۵۸ء میں سر راجہ بلدیو سنگھ آنجہانی والئے سدھرون کے ایک تصفیہ نامہ کے دوران میں یہ علاقہ پونچھ کی ایک جاگیر قرار دیا گیا۔ چنانچہ اسی تصفیہ نامہ کے مطابق جاگیر سدھرون ہر سال دو ہزار روپیہ کی رقم حکومت پونچھ کو بطور نذرانہ پیش کرتی ہے۔ اس نذرانہ میں دیگر تمام رسوم کے علاوہ خرچ بندوبست بھی شامل ہے۔ اس تصفیہ نامہ سے اس علاقہ کو یہ نقصان شدید بھی پہنچا۔ کہ ہر دو دیگوار کا علاقہ اس سے خارج مقصود ہونے لگا۔

راجہ محمد معظم خان ۱۶۷۷ء لغایت ۱۰۹۵ء تا ۱۱۳۵ھ

محمد معظم خان راجہ فتح محمد خان کا بیٹا اور راجہ عبدالرزاق خان کا چھوٹا بھائی تھا جب یہ علاقہ اس کو ملا ہے۔ اس کا کثیر حصہ غیر آباد تھا۔ اس نے دور دور سے لوگوں کو بلا کر آباد کیا۔ اس کے سات بیٹے تھے۔ سب سے بڑا راجہ بقا محمد خان تھا جو اس کے بعد جانشین ہوا۔

راجہ بقا محمد خان ۱۷۱۷ء تا ۱۷۵۲ء لغایت ۱۱۳۶ھ تا ۱۱۷۱ھ

اس راجہ کے زمانہ میں علاقہ کی آبادی کو اور بھی فروغ ہوا۔ اس کے ایک درجن سے زیادہ بیٹے تھے۔ لیکن ان میں پانچ فرزند جو بڑی بیگم کے بطن سے تھے بڑے نامور ہوئے ہیں۔ جاگیر تو اس نے سب فرزندوں کو دی۔ لیکن یہ پانچویں جاگیردار کلاں کہلائے۔ ان کے نام یہ تھے۔ زبردست خان، راجہ عظمت اللہ خان، محمد ناظر خان، ولی داد خان، محمد علی خان، چونکہ ان سب میں عظمت اللہ خان عقیل و فہیم تھا۔ اس لئے سب بھائیوں نے باپ کی وفات کے بعد اسی کو راجہ تسلیم کیا۔

راجہ عظمت اللہ خان ۱۷۵۳ء تا ۱۷۹۲ء لغایت ۱۱۷۲ھ تا ۱۲۱۰ھ

اپنے والد کے بعد قومی کونسل کے اجلاس میں مسئلہ جانشین طے ہونے کے بعد مسند آرا ہوئے۔ بڑے عقیل اور فہیم جسیم تھے۔ ۱۲۰۲ھ میں ان کے بڑے بھائی اور ان کی اولاد اور برادری کے بعض

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اور آدمیوں نے جب راجہ کیخلاف شور و شغب کیا تو راجہ رستم خان والئے پونچھ نے اپنے شاہی فیصلہ کے رو سے ان تمام فسادات کا سدباب کر دیا۔ اس راجہ کے عہد میں گندی کسی کی بجائے سدھرون کی حد چور بندی مقرر رہوئی۔

راجہ شیر باز خان[1] ۱۷۹۴ء تا ۱۲۶اھ تا ۱۸۴۱ء تا ۱۲۶۰ھ

راجہ عظمت اللہ خان کا بیٹا تھا۔ اس نے اپنے طویل عہد حکومت میں بڑے بڑے انقلاب دیکھے۔ کبھی شاہانہ اقتدار سے نہ صرف سدھرون کا بلکہ پونچھ کا راجہ بنا ہوا ہے۔ کبھی سدھرون پر ہی قانع نظر آتا ہے اور کبھی خالصہ حکومت کے زیر نگین ہو کر اس کو پانصد روپیہ نانک شاہی سالانہ نذرانہ ادا کرتا ہوا دیکھا جاتا ہے مہاراجہ رنجیت سنگھ کی وفات کے بعد راجہ شیر باز خان کی عمر کا آخری حصہ نہایت مصائب و آلام میں گذرا ہے۔ شمس خان ملدیاں کی مہم کو سر کر کے ڈوگرہ حکومت کیساتھ جس اعلیٰ وفاداری کا اس نے ثبوت دیا ہے اس کا ذکر اکثر تاریخوں میں موجود ہے۔ ولی داد کھوکھہ کا خاتمہ کر کے اس نے علاقہ کو شورش و بدامنی سے نجات دلائی۔ اس علاقہ میں راجہ شیر باز خان کا اقتدار قابل رشک تھا اور وہی اقتدار مہاراجہ گلاب سنگھ کی ناراضگی کا سبب ہو کر ۱۸۴۱ء میں شیر باز خان کی نظر بندی کا باعث بنا۔ راجہ شیر باز خان کو جموں کے قلعہ باہو میں رکھا گیا اس کے قبائل اور برادری کے سرکردہ افراد سدھرون سے محصور کر کے کشتواڑ ڈوڈہ میں پہنچائے گئے۔ اس کا ولی عہد راجہ سرانداز خان اور احمد یار خان لدھیانہ و فیروز پور تک نکل گئے۔ محمد قاسم خان جاگیردار پلان فقیروں کے بھیس میں ان تمام کی خبر گیری اور امداد کرتے رہے۔ راجہ تین سال کی نظر بندی کے بعد وفات پا گیا اور اس کے متعلقین پر اس کی وفات کے بعد دو سال تک مصائب کا سلسلہ جاری رہا۔ اس راجہ کے بارہ بیٹیوں میں تین بڑے مشہور تھے راجہ سرانداز خان جو اس کے بعد جانشین ہوا راجہ صحبت خان جس کی کوشش سے بہ مداخلت سر ہنری منٹگمری لارنس ریذیڈنٹ لاہور جاگیر سدھرون راجہ سرانداز خان کے حق میں واگذار

---

[1] اس راجہ کا نام بعض تاریخوں میں شہریار خان درج ہے۔ جو صرف کتابت و طباعت کی غلطی ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہوئی۔ تیسرے راجہ اعز خان جو باپ کی نظر بندی کے زمانہ میں بمقام جموں فوت ہو گئے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے حملہ کشمیر ۱۸۱۴ء میں ان کے ایک فوجی افسر تھے۔

راجہ سرانداز خان ۱۸۴۶ء تا ۱۸۷۸ء مطابق ۱۲۶۵ھ تا ۱۲۹۷ھ

شروع ۱۸۴۵ء میں یہ راجہ اپنی حق رسی کیلئے مہاراجہ دلیپ سنگھ کے پاس لاہور پہنچے۔ ان ایام میں دیوان کرم چند کاردار پونچھ ملک کی شورش کی وجہ سے پونچھ ہی میں محصور تھا۔ راجہ کو حکم ملا کہ پونچھ کی شورش رفع کرا کر دیوان کو مدد دو چنانچہ راجہ سرانداز خان پونچھ آئے اور بغاوت کو فرو کرانے میں کامیاب ہو گئے۔ تھوڑے ہی دنوں کے بعد باغ کے علاقہ ناڑ میں ہاشم علی خان کے ہنگامہ نے کھلبلی ڈال دی۔ دیوان کو پھر مصیبت کا سامنا ہوا۔ راجہ اپنے بھائی راجہ صحبت خان کو بھیج کر طوعاً وکرعاً فساد کو رفع کرایا۔ راجہ کا یہ اقتدار دیکھ کر کاردار پونچھ حکومت سدھرون کا وجود اپنے لئے خطرناک سمجھنے لگا۔ آخر اس نے چھیڑ خانیاں شروع کر دیں۔ راجہ نے یہ تصفیہ حکومت پنجاب کو پیش کیا۔ جس پر مہاراجہ گلاب سنگھ کی توجہ دلائی گئی کہ بیجا خلش نہ کی جائے چنانچہ آپ نے یہ صحیح خاص جو سند عطا کی۔ اس کا ماحاصل حسب ذیل ہے۔ "آج عالی جاہ راجہ سرانداز خان ریذیڈنٹ بہادر لاہور کا مراسلہ لے کر حاضر ہوئے۔ قبل ازیں صاحب ممدوح کی دستگیری سے طرفین میں سلوک جدید عہد و پیمان ہو چکا ہے۔ تمام علاقہ سدھرون وکھوٹہ تا حد چور بندی، خیر خواہ باصفا راجہ سرندر خان کو بطور جاگیرہ ملکیت دوام کے لئے عطا کیا گیا۔" ۲ ساون ۱۹۰۴ب۔

کارداران پونچھ کے لئے یہ تنبیہ کافی تھی۔ لیکن لالہ سنت رام کارادر دران کے بعد بھی چند اہل کاروں کی نظروں میں حکومت سدھرون خار کی طرح ہی کھٹکتی رہی اور وہ وقتاً فوقتاً اس سے چھیڑ خانی کرتے ہی رہے۔ راجہ سرانداز خان نے پھر ان کی شکایت کی تو مہاراجہ گلاب سنگھ نے بہ صحیح خاص یہ فرمان بطور سند عطا کیا۔ "اہلکاران و کارداران پونچھ حفظ۔ واضح

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

بادکہ عالی جاہ راجہ سرانداز جاگیردار و مالک سدھرون و کھوٹہ از خاندان زبدۃ القران راجہ رستم خان مے باشد، و پسر عزت نشان راجہ شیر باز خان است درعہد قدیم بزرگان الیشان کا برعلاقہ پونچھ حاکم بودند۔ دانستہ مے گردو کہ دردیہات دیگواران درحدود جاگیروغیرہ مطابق پروانگی حضور مداخلت وکنند جاگیرادشان است (.....) ۹ رماہ ہاڑ سنہ ۱۹۱۰ ب پروانگی حضور از ڈیرہ سرینگر۔

بعمر ایک سو پانچ سال راجہ ۱۰ بیساکھ سنہ ۱۹۳۴ ب کو انتقال کرگیا۔ یہ راجہ فقیر دوست اور صوفی مشرب تھا۔ اس کے عدل کا یہ واقعہ مشہور ہے۔ کہ اس نے ایک معمولی آدمی کے استغاثہ پر بعد تحقیقات اپنے ناموں کو سزا دینے میں کوئی تامل نہ کیا۔ یہ بھی مشہور ہے کہ راجہ عطا محمد خان آف نامبلہ اوڑی کے مرنے پر جب ان کی بیگم نواب بیگم اپنے یتیم بچہ کو لیکر سدھرون آئی تو راجہ سرانداز خان نے دو ہزار روپے کی گرانقدر رقم سے مدد کی۔ اسی اعانت کی بدولت وہ اپنے یتیم بچہ کو راج تلک کے لئے جموں لے گئی اور اس کو راجہ فیروز الدین خان بنا کر نامبلہ میں واپس دلائی۔ اس راجہ نے علما فقرا اور سادات وغیرہ کو جاگیریں اور معافیات دیں۔ ایام گرما میں ان کا ایک فوجی دستہ ڈھوک گزن میں پونچھی لوگوں کی حفاظت کے لئے رہا کرتا تھا۔ ان کے متعلق یہ شعر مشہور ہے۔

جواں بخت و دولت چوں حاتم زماں　　　سخی مرد راجہ سرانداز خان

جنسی لگان کے علاوہ ۲۲ ہزار روپیہ سالانہ ان کی آمدنی تھی۔ راجہ کے چار بیٹے تھے۔ راجہ افراسیاب خان، راجہ فقیر اللہ خان، یوسف خان، محمد خان، افراسیاب خان، ولی عہد تھے۔ باقی تینوں کو گذارے ملے۔ ان کی مہر پر یہ الفاظ کندہ تھے، سرانداز اعداد سرانداز خان۔

راجہ افراسیاب خان ۱۸۷۸ء تا ۱۹۰۱ء مطابق ۱۲۹۷ھ تا ۱۳۲۰ھ

ان کے والد راجہ سرانداز خان کی وفات پر خطاب راجگی اور عطائے جاگیر سدھرون و کھوٹہ کی پھر تجدید ہوئی۔ جیسا

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کہ مہاراجہ سر رنبیر سنگھ فرمانروائے جموں و کشمیر کے ذیل کے ارشاد ۳۱۵ سے واضح ہوتا ہے
''سعادت و اقبال نشان راجہ افراسیاب خان جاگیردار سدھرون شاد کام باشد۔ چونکہ خیر خواہ باصفا راجہ سرانداز خان ولد شما فوت گردید۔ وسابق ازیں بدست برخوردار میاں پرتاپ سنگھ جی طول عمرہ خلعت فاخرہ بطور سرفرازی برایام زنار پوشی بنام شمار از حضور والا عطا گردید ــــــ جاگیر علاقہ سدھرون و کھوٹہ بنام شما برائے دوام عطا مے شود و خطاب راجگی مرحمت شدہ (.....) ۵ کارتک ۱۹۳۴ ب۔

لیکن راجہ افراسیاب خان کے برادران نے کسی خاص تحریک سے متاثر ہو کر تقسیم جاگیر کا دعویٰ کر دیا جو آخر کار ۲۰ ساون ۱۹۳۷ ب کی سند عطیہ دربار کے رو سے مسترد ہو گیا۔ کچھ عرصہ کے بعد راجہ افراسیاب خان کو جاگیر کے بعض دیہات کے متعلق پھر چارہ جوئی کرنی پڑی جس کا طویل فیصلہ دربار جموں و کشمیر نے بہ صحیح خاص مہاراجہ سر رنبیر سنگھ زیر ارشاد ۸۶ مورخہ ۱۰ جیٹھ ۱۹۴۰ ب جاگیر سدھرون کے حق میں صادر کر کے تمام تنازعات کا سدباب کر دیا۔ راجہ افراسیاب خان ۱۲ چیت ۱۹۵۶ ب کو وفات پا گئے۔ ان کے دو فرزند تھے راجہ غلام محی الدین خان و محمد یعقوب خان۔

راجہ افراسیاب خان بڑے خوبصورت عالم فاضل زبردست منشی، علم موسیقی کے ماہر اور عالم طب و تفسیر میں کامل دسترس رکھتے تھے۔ جنسی لگان کے علاوہ ان کی نقد آمدنی تیس ہزار روپیہ سالانہ بیان کی جاتی ہے۔ ان ہی کے عہد تک سدھرون کی حدود چور بندی تک تھیں اور پونچھ کا سفیر سدھرون اور سدھرون کا دربار اور پونچھ میں رہتا تھا۔ ان کے وزیروں اور مشیروں میں نواب خان جب قابل ذکر ہے ان کی مہر پر کندہ تھا۔

سرانداز اعداست افراسیاب۔

راجہ غلام محی الدین خان اعلیٰ جاگیردار سدھرون
۱۹۰۲ء تا ۱۹۳۴ء مطابق ۱۹۵۸ تا ۱۹۹۱ ب

والد کی وفات کے بعد خاندانی رسم و رواج

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کے مطابق دستار بندی کے بعد ان کی رسم جانشینی ادا کی گئی۔ دربار جموں وکشمیر سے بہ خطاب ''عالی جاہ راجہ غلام محی الدین خان سدھرون حفظ'' ایک فرمان صادر ہوا۔ جس میں انکے والد کی وفات پر اظہار افسوس کیا گیا تھا۔ ان ہی کے عہد میں ۱۵ بھادوں ۱۹۵۸ء ب کو سدھرون اور پونچھ کے مابین ایک تصفیہ نامہ ہوا۔ جس کی رو سے بہت سے دیہات سدھرون سے نکل گئے ۱۹۶۰ء ب کے بندوبست میں راجہ غلام محی الدین خان نے جو مدد دی اس کے متعلق کپتان ٹرنچ صاحب مہتمم بندوبست پونچھ ۲۷ مارچ ۱۹۰۵ء کے سٹوفکیٹ میں لکھتے ہیں۔ ''راجہ غلام محی الدین خان پونچھ کے سب سے بڑے جاگیردار ہیں دوران بندوبست میں انہوں نے مجھے بڑی مدد دی ہے۔ اگرچہ چند در چند وجوہات سے وہ مدد ان کے لئے مفید ثابت نہیں ہوئی۔ میں یہ بھی ایزاد کرنا چاہتا ہوں اور مجھے بخوبی معلوم ہے۔ کہ راجہ غلام محی الدین خان ان سازشوں میں جو پونچھ کا خاصہ ہیں۔ کبھی حصہ نہیں لیتے'' جنگ عظیم یوروپ ۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۸ء میں آپ نے رنگروٹی بھرتی میں مدد دی اور چندہ میں بھی اعانت کی جس کا اعتراف سرکاری طور پر سندات اور تمغہ جات سے کیا گیا۔ ۱۹۸۸ء ب کی شورش پونچھ اور کشمیر کے ہنگامہ میں آپ نے اپنے علاقہ میں امن کمیٹیاں قائم کر کے قائم کر کے ایسا انتظام کیا جس کی نظیر شاید کسی ریاست میں بھی نہ مل سکے۔ ان ہی ایام میں مسٹر جارڈین سپیشل منسٹر گورنمنٹ جموں وکشمیر بحالئے امن کے لئے پونچھ بھی آتے رہے۔ آپ ۲۶/ مارچ ۱۹۳۳ء کی سٹوفکیٹ میں لکھتے ہیں۔۔۔۔ راجہ غلام محی الدین خان نے ہر مرتبہ (مسٹر جارڈین چار مرتبہ پونچھ آئے تھے) میرے ساتھ مخلصانہ امداد اور محبانہ اخلاص کا اظہار کیا۔ جیسا کہ ایک معروف سرار قوم سے جس کا خاندان شاہان مغلیہ کے زمانہ سے ایک سرافراز حاکم کی حیثیت سے پونچھ میں حکمران رہا ہو۔ توقع ہوسکتی ہے۔''

راجہ غلام محی الدین خان ۲۷ مگھر ۱۹۹۱ء ب مطابق ۴ رمضان المبارک ۱۳۵۳ھ کو بعمر

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

۶۳ سال بمقام سدھرون انتقال کر گئے۔ آپ کی وفات پر اکثر شعراء نے مرثئے لکھے۔ سید محمد شاہ قادری نے ''غمش بیا'' تاریخ وفات لکھی۔ مولوی غلام محی الدین قادری نے مندرجہ ذیل چار شعروں میں اپنا اور اہالیان جاگیر کا دردِ دل ظاہر کیا ہے۔

وہ سریرآرائے سدروں اب ہے نظروں سے نہاں نقش لوحِ دل ہیں بہر خلق جس کی نیکیاں

وہ گل عظمت وہ زور شیر بازی مٹ گیا! آہ وہ ظلِ خداوند مجازی مٹ گیا

لعل سرانداز سر دینے پہ بھی مل جائے گر شوکت افراسیابی اس طرح ہاتھ آئے گر

تو اگر مل جائے رونے سے تو روتے ہی رہیں

تار ہائے اشک سے موتی پروتے ہی رہیں

تین فرزند آپ کی یادگار ہیں۔ راجہ محمد عنایت اللہ خان جو جانشین ہیں اور محمد یاسین خان و غلام سرور خان جن کو خاندانی دستور کے مطابق گذارے دیئے گئے ہیں۔

راجہ محمد عنایت اللہ خان اعلیٰ جاگیردار جانشینی ۲۹ پوہ سنہ ۱۹۹۱ب

آپ کی رسم دستار بندی و جانشینی ۱۰/ پوہ سنہ ۱۹۹۱ب کو ایک عظیم الشان جلسہ کی صورت میں آئی۔ تمام برادری اور معززین نے نذریں پیش کیں۔ کئی شعراء نے قصائد لکھے۔ اسی جلسہ میں سرکار پونچھ سری راجہ جگت دیو سنگھ جی کی طرف سے ان کی برادری کا ایک معزز اہل کار ٹھاکر سوہن سنگھ نائب تحصیلدار بھی شامل تھا۔ ۲۹/ پوہ سنہ ۱۹۹۱ب کو راجہ محمد عنایت اللہ خان سرکار پونچھ کی دعوت پر پونچھ گئے جہاں بوقت ۴ بجے موتی محل میں سری راجہ صاحب بہادر پونچھ نے اپنے وزیر، وزیر فیروز چند صاحب بی اے کی معرفت رسم جانشینی ادا فرمائی اور نقدی کے علاوہ خلعت سے سرفراز فرمایا۔ راجہ صاحب سدھرون کی جانب سے مطابق دستور ایک اسپ اور دوصد روپیہ نذرانہ پیش ہوا۔ آپ کا سن پیدائش چیت سنہ ۱۹۶۹ب ہے۔ اس حساب سے آپ کی عمر اس وقت چوبیس سال ہے۔ حال ہی میں ایک فرزند بھی پروردگار نے عطا کیا ہے۔ جس کا نام ''خان جی'' محمد فریدوں خان ہے۔ ''خان جی'' اس خاندان کا لقب ہے۔ جیسا راجپوت خاندانوں میں ٹکہ یا میاں صاحب یا راجکمار ہوتا ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

فصل چہارم

شاخ سدھرون کے مشاہیر وجاگیردار

موضع دہڑہ خاص۔ راجہ سرانداز خان کے فرزند راجہ فقیر اللہ خان کو ہلان کا گاؤں جاگیر میں ملا تھا۔ ان کے دو فرزند ہیں۔ رحیم اللہ خان و منشی محمد امیر اللہ خان، موخر الذکر جنگ یوروپ ۱۹۱۴ء میں راجہ صاحب سدھرون کے امدادی فوجی دستہ کے کمانڈر تھے۔ راجہ صحبت خان کے فرزند دوست محمد خان راجہ صاحب کے مشیر اور اپنی برادری کے معزز جاگیردار تھے۔ سلطان محمد خان اور ان کا بیٹا شیرداد خان اور ان کا بھائی جبار خان مشہور جاگیردار ہوئے ہیں۔ اب ان میں سے یعقوب خان اور شیر محمد خان اور منشی محمد امیر خان (حوالدار پلٹن کشمیر) جاگیرداران قابل ذکر ہیں۔ محمد افضل خان، محمد یعقوب خان نمبردار ہے۔ اس کو کلسان کا دیہہ گذارہ میں ملا ہوا ہے۔

موضع پلان چوہدریان کے جاگیردار محمد ناظر خان بڑے مدبر اور سیاست دان تھے۔ ان کی اولاد اب مواضعات پلال چوہدریاں، پدھ، کلالی، وہڑہ خاص وغیرہ میں آباد ہے۔ راجہ بقا محمد خان کی جانشینی کا مسئلہ جب ان کے بھائیوں میں طے ہوا تو جاگیر اور گذارے ان

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کی رائے کے مطابق تقسیم ہوئے تھے محمد قاسم خان جن کی سرفروشانہ ہمدردیوں نے ہمیشہ اور خصوصاً مصیبت میں راجہ شیر باز خان کا ساتھ دیا ان ہی کے فرزند تھے اور اس راجہ کے مصاحب اور سفیر بھی تھے۔ اپنے گیارہ بھائیوں میں یہ موضع ان کو جاگیر میں ملا تھا۔ ان کے فرزندوں میں زبردست خان، عطا محمد خان اور محمد ابرہیم خان بہت مشہور گذرے ہیں۔ یہ سب راجگان سدھرون کی جانب سے تھانہ کھوٹہ پر یکے بعد دیگرے تھانہ دار اور کاردار رہے ہیں۔ موخرالذکر سخن سنج اور نمبردار بھی تھے۔

محمد اسماعیل خان، محمد قاسم خان کے چھوٹے بیٹے تھے۔ بڑے فقیر دوست، متقی خاندانی روایات کے حافظ تھے۔ باولی رینکڑی اور چشمہ پنج پیر جو دامن سدھرون میں واقعہ ہیں۔ ان ہی کی یادگار ہیں۔ تلوار کے دھنی اور اول درجہ کے شکاری تھے۔ ۲۲ سال تک راجگان سدھرون کی مصاحبت میں رہے۔ بعمر ۹۰ سال ۷ رمضان ۱۳۵۳ھ کو وفات پاگئے۔

سردار محمد خان پہلے پٹواری بنے۔ پھر ٹھیکہ داری کا کام کیا۔ اپنے والد کے بعد نمبردار بھی ہوئے۔ طبیب اور عالم اور بڑے مدمغ تھے۔ بعمر ۵۵ سال ۲ / کارتک ۱۹۹۲ب کو فوت ہوگئے۔ اب ان کی جگہ ان کا فرزند فدا محمد خان نمبردار ہے۔ حسیب اللہ خان ولد بالا خان اور غلام احمد خان ولد محمد اسماعیل خان (فارسٹ گارڈ) قابل ذکر ہیں۔

منشی محمد عباس خان قادری جو محمد اسماعیل خان مرحوم کے فرزند ہیں۔ نہ صرف اس موضع میں بلکہ تمام جاگیر سدھرون اور علاقہ پونچھ میں ایک قابل ذکر ہستی ہیں۔ وہ انجمن ماتحتی جاگیرداران کے سکریٹری اور راجہ صاحب سدھرون کے مشیر اور میر منشی ہیں۔ آپ راجہ صاحب کی مصاحبت میں ۱۹۸۸ب سے شامل ہیں اور آج تک ان کی سیاسی و قلمی خدمات کے علاوہ قومی خدمات بھی انجام دے رہے ہیں اور کچھ شک نہیں کہ پونچھ میں آپ ایک زبردست اہل قلم اور اعلیٰ درجہ کے منشی شمار ہوتے ہیں پونچھ میں گنتی کے جن چند لوگوں کو

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

قدرت نے صحیح ذوق تاریخ عطا کر رکھا ہے۔ ان میں آپ کا نام صف اول میں ہے۔

موضع پدر کے جاگیرداران ناصر علی خان خلف محمد ناظر خان کے بیٹوں میں نور علی خان ایک نامور شخص تھا۔ راجہ شیر باز خان کے ایام مصائب میں یہ ایک شخص تھا۔ جو برسر اقتدار رہا اور جس نے سدھرون کو اپنے زیر اثر رکھا۔ مہاراجہ آنجہانی اس کو "عالی جاہ" کے القاب سے یاد کیا کرتے تھے۔ ان کے فرزندوں میں سید علی خاں اور جبار خان نامور بزرگ تھے۔ سید علی خان کے نام پر ایک گاؤں موہڑی سید علی خان اب تک موجود ہے۔ ان کے بیٹوں میں رحیم داد خان نمبر دار مشہور تھے۔ ان کا ایک بھائی امیر خان ٹھیکہ دار تھا اور بڑا فرزند نجیب اللہ خان نمبر دار اور پٹواری تھا اور علم طبابت سے بھی شوق رکھتا تھا۔ اب ان کا بیٹا حسن نذیر خان نمبر دار ہے ان کے علاوہ اس موضع میں علی اکبر خان، حسیب اللہ خان، خان محمد خان، مولوی محمد خان قابل ذکر ہیں۔

موضع برنگیبن۔ احمد یار خان یہاں کے ایک معزز جاگیر دار تھے۔ جو راجہ شیراز خان کے ایام مصائب میں لدھیانہ جاکر فوت ہو گئے۔ ان کی اولاد چھانجل برنگیبن اور سنگرینی میں آباد ہے۔ ان کے فرزندوں میں فضل داد خان راجہ سرانداز خان کے داماد تھے۔ فضل داد خان کے فرزندوں میں خداداد خان کئی بیٹوں کا باپ تھا ایک فرزند حاجی شیر احمد نمبر دار بھی تھا۔ اس کا مدفن جدہ میں ہے۔ مرحوم کا فرزند محمد شیر خان اس وقت نمبر دار اور برادری میں سرکردہ مانا جاتا ہے۔ اسی شاخ میں سے بابو کرم داد خان جس کے والد اللہ داد خان کی پیدائش قلعہ پونچھ میں ہوئی تھی۔ نائب تحصیلداری کا امتحان پاس کر چکا ہے اور اس وقت محرر جوڈیشل ہے۔

موضع چھانجل۔ یہاں کے جاگیر دار سید محمد خان راجگان سدھرون کے وزیر رہے ہیں۔ ان کے فرزندوں میں ولی محمد خان نمبر دار اور اسیسر ہیں۔ اسی کنبہ میں حسین خان نمبر دار ایک صاحب جبروت شخص تھے اب ان کا پوتا محمد الدین خان نمبر دار ہے۔ پیر محمد خان ایک مشہور شکاری بھی اسی خاندان میں سے تھے۔ ان کے متعلق مشہور ہے وہ تلوار کے ایک ہی وار سے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

شیر کو ہلاک کر دیا کرتے تھے ان کے فرزند حسیب اللہ خان اپنی برادری میں قابل ذکر ہیں۔

موضع جوکان۔ یہاں فقیر خان جاگیردار تھے۔ راجہ صاحب سدھرون کے مشیر اور مختار بھی رہے ہیں۔

موضع ہالن۔ محمد شہباز خان یہاں کے جاگیردار اور راجہ سرانداز خان اور ان کے جانشین کے مشیر اور وزیر تھے۔ ان کی قبر جموں میں ہے۔ راجہ ازم خان کے فرزند تھے۔ ان کی اولاد اسی موضع میں آباد ہے۔ جن میں قطب الدین خان میرہ گڈ کانسٹیبل پولیس، قطب الدین خان ولد غلام مرتضیٰ خان اور شیر بہادر خان ولد لعل دین خان جمعدار کسٹم مشہور ہیں۔

موضع شیخ سولی۔ یہاں سدھرونوی شاخ سے محمد اکبر خان مشہور اور دانش ور جاگیردار تھے۔

موضع بھنگرینی۔ یہاں سلیمان خان مشہور جاگیردار تھے۔ سالہا سال تک راجگان سدھرون کی مصاحبت میں رہے۔ ان کے فرزند کا نام حبیب اللہ خان ہے جو نمبردار رہے۔

ملک سولی۔ عطا محمد خان یہاں کے جاگیردار تھے۔ ان کا فرزند عبداللہ خان مشہور نمبردار اور تاریخ دان تھا۔ اب اس کا فرزند فقیر اللہ خان نمبردار موجود ہے۔ اسی شاخ میں رحیم اللہ خان بھی قابل ذکر ہے۔

موضع کامگراں۔ یہاں ہمت خان ایک مشہور بزرگ گذرے ہیں۔ جو فارسی اچھی جانتے تھے بلکہ فارسی میں شعر بھی کہتے تھے۔ راجہ خان نمبردار بھی قابل ذکر گذرا ہے۔ اب اس کا بیٹا قدیر خان نمبردار ہے۔

موضع کلالی۔ اکبر علی خان اور ان کے فرزند سیدو خان کثیر الاولاد تھے۔ جن میں بالا خان نمبردار اور فیروز الدین خان قابل ذکر تھے۔ اب لعل محمد خان نمبردار اور محمد خان یہاں کے معززین میں ہیں۔

موضع دہڑہ پائیں۔ گوہر علی خان یہاں ایک مشہور بزرگ تھے۔ اب رحمت اللہ خان

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

نمبر دار اور فتح محمد خان ولد سید محمد خان قابل ذکر ہیں۔

چھوٹی و کرسند ہڑہ۔ ولی داد خان ناموروذی قدر شخص تھے۔ کئی دیہات ان کے زیر اثر تھے۔ انکے بعد مستور علی خان و نواب خان قابل ذکر گذرے ہیں۔ جن کی اولاد میں اب میر خان، اسحٰق خان و علی اکبر خان نمبر دار مشہور ہیں۔

موضع سلاڑہ۔ یہاں متولی خان ولد زبردست خان ایک مشہور ہستی تھے ان کا فرزند شیر دل خان حکومت پونچھ میں ذی قدر تسلیم کیا جاتا تھا۔ آج اس کا فرزند رحیم اللہ خان دو گاؤں کا نمبر دار اور انعام خور ہے۔ رینکڑی پائیں میں بھی اس کی جاگیر ہے۔

موضع سانگل۔ شمو خان کی اولاد سے میر محمد خان یہاں نمبر دار تھا۔ مجنون خان اس کا ایک بیٹا قابل ذکر ہے۔ اب علی حیدر خان نمبر دار ہے۔ حمید اللہ خان، امیر اللہ خان اور سید احمد خان ولد حمید اللہ خان پولیس کانسٹیبل بھی قابل ذکر ہیں۔

موضع کھوری۔ یہاں چوہڑ خان برادر راجہ شیر باز خان جاگیر دار تھے۔ ان کا فرزند صفدر علی خان بڑا صاحب اثر تھا۔ ان کا فرزند عبداللہ خان نمبر دار تھا۔ اب عبداللہ خان کا فرزند حسیب اللہ خان نمبر دار ٹھیکہ داری اپنی برادری میں معزز اور سرکردہ ہے۔

موضع چرون۔ فجو خان فقیر دوست طبیب اور اپنے خاندانی حالات کے پورے واقف تھے۔ جبار خان بھی ایک اچھا شخص گذرا ہے۔ محمد کبیر خان جمعدار کسٹم او ولی محمد خان اس وقت قابل ذکر ہیں۔

بہاٹہ کوٹ۔ گوہر خان، فضل خان، مدد خان، مستور علی خان، اکبر خان، پہلوان خان یہاں مشہور گذرے ہیں۔ اس وقت میرا خان و عبداللہ خان نمبر داران قابل ذکر ہیں۔

موضع بائی دہڑہ۔ باز خان و ہاشم خان یہاں ۲ مشہور شخص تھے ان کی اولاد میں اب سلطان محمد خان نمبر دار و نجیب خان قابل ذکر ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

موضع چمبر۔ حشمت خان کی اولاد سے یہاں پہلوان خان نمبردار قابل ذکر ہے۔

موضع جہانیوالا۔ حبیب خان کی اولاد سے یہاں پہلوان خان ثانی نمبردار ہے۔

موضع بدہال۔ غلام علی خان وسیلا خان ومحبت خان نمبردار کے بعد اب فقیر اللہ خان وحبیب اللہ خان نمبراران وشیر داد خان واقبال خان قابل ذکر ہیں۔

موضع لوہیاں۔ یہاں بڈھا خان اور گاماں خان مشہور گذرے ہیں۔ کرم شیر خان قابل ذکر ہیں۔ محمد اکبر خان ولد دوست محمد خان دہڑہ خاص والے جو طبیب بھی ہیں۔ یہاں سکونت پذیر ہیں۔

گگ ڈار۔ الف خان یہاں کے جاگیردار راجہ شیر باز خان کے عہد میں ان کے ایک فوجی افسر تھے مظفر خان بھی یہاں ایک قابل فرد گذرے ہیں۔ اس وقت گاماں خان جونسب دان اور شاعر بھی ہے قابل ذکر ہے۔

موضع بستی پھل بن۔ یہاں غلام محمد خان جو راجگان سدھرون کا ایک فوجی افسر تھا مشہور گذرا ہے۔ اب محمد شیر خان نمبردار اور محمد خان ولد راجہ سرانداز خان کا بیٹا محمد ایوب خان پولیس کانسٹیبل قابل ذکر ہے۔

نکر سینہ بن۔ یہاں عمر خان اور ان کے بعد گل خان ومحمد شیر خان نامور گذرے ہیں۔ اس وقت پیر محمد خان وکرم اللہ خان نمبردار ہیں اور منشی ایوب خان پولیس سارجنٹ ولد محمد شیر خان اور منشی ایوب خان نمبردار ولد محمد اکبر خان قابل ذکر ہیں۔

موضع بانڈھی۔ یہاں کرم داد خان اور انکے فرزند جہاں داد خان بہت مشہور تھے۔ عطا محمد خان کے نام سے بھی یہاں ایک قابل ہستی گذری ہے۔ اس وقت خان بہادر خان اور حسین خان نمبردار قابل ذکر ہیں۔

موضع چکیاس۔ یار علی خان، بالا خان اور کرم شیر خان یہاں کے مشہور افراد میں تھے۔ کرم

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

شیر خان کا بیٹا حمید اللہ خان نمبردار عین عالم شباب میں فوت ہو گیا۔ اس وقت اس برادری میں علی بہادر خان و یعقوب خان قابل ذکر ہیں۔

درہ ڈولیاں۔ درہ ڈولیان کے کچھ ڈلی مشاہیر کا ذکر پہلے کے صفحات پر درج ہیں۔ چند نام جورہ گئے ہیں وہ یہاں درج کئے جاتے ہیں۔ غلام حسن خان، دیوان علی خان، سائیں محمد خان، عبداللہ خان، شہاب الدین خان، اکا خان، صوفی خان محمد خان۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

فصل پنجم

قوم چوہدری راٹھور کی شاخہائے دیگر جو اس خاندان کی طرف منسوب ہیں۔

شاخ شاہ پور علاقہ منڈی۔ کہتے ہیں۔ راجہ سراج الدین خان بانی خاندان چوہدری راٹھور کے بیٹے نور محمد خان کو علاقہ منڈی میں سے جو آج کل تحصیل حویلی میں واقع ہے۔ شاہ پور مندہار اور اس کے ملحقہ دیہات کا علاقہ بطور جاگیر ملا۔ نور محمد خان کی اولاد عرصہ دراز تک اس جاگیر پر قابض و متصرف رہی۔ چوہدریان شاہ پور و مندہار کی روایات کے مطابق اس کے بڑے لڑکے کی اولاد شاہ پور میں اور چھوٹے کی مندہار میں آباد ہے۔ شاہ پور میں محمد کامل خان جو نور محمد خان کا فرزند کلاں تھا۔ اپنی شاخ کا بانی گذرا ہے۔ بڑا نامور اور سرکردہ آدمی تھا۔ ان کی اولاد میں اب حسب ذیل افراد قابل ذکر ہیں۔ فقیر اللہ خان نمبردار، مولوی عبداللہ خان، مولوی یوسف خان، حبیب اللہ خان ولد نواب خان جاگیردار۔ بیرو خان جاگیردار، سید خان وقدیر خان پسران فضل داد خان، سیف اللہ خان ٹھیکہ دار، عطا اللہ خان ولد بیرو خان جاگیردار) ملازم پلٹن جموں۔

شاخ موضع مندہار۔ یہاں ایک کنبہ کی کافی تعداد ہے جو سب نور محمد خان کے فرزند ثانی محمد فاضل خان کی ذریات سے بتائی جاتی ہے۔ ان کے تین پڑپوتے سلطان علی خان، حبیب خان اور ناصر خان نہایت نامور تھے۔ حبیب خان تو علاقہ منڈی کا خراج بھی لیا کرتا تھا۔ دیوان کرم چند کاردار پونچھ نے سید علی خان آف پدہر کے ہاتھوں حبیب خان اور اس کے بھائی ناصر خان کو قتل کرادیا۔ سلطان علی خان کا بیٹا اعرفان یہاں ایک صاحب ثروت جاگیردار تھا۔ اس کی چھوٹی صاحبزادی راجہ غلام محی الدین خان مرحوم جاگیردار سدھرون کے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

عقد میں آکر بیگم صاحب سدھرون کہلائیں۔ وہ اب تک زندہ وموجود ہیں اغر خان کے بیٹے حاجی امیر خان اور امیر خان مرحوم کے فرزندان سلطان محمد خان نمبردار اور یعقوب خان یہاں اچھی پوزیشن رکھتے ہیں۔ شیر احمد خان بھی یہاں ایک معزز ہستی ہے۔ اسی شاخ سے معظم الدین، فقیر خان اور سیف الدین خان پنجاب ریلوے میں ملازم ہیں۔

شاہ پور اور مندہار کے چوہدری راٹھوروں کو سدھرون والے رشتہ دیتے نہیں بلکہ لے لیتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے کہ سدھرون شاخ کا مورث اعلیٰ راجہ فتح محمد خان راٹھور رانی کے بطن سے اور نور محمد خان کہوٹہ کے چوہان رئیس کی لڑکی کے بطن سے تھا۔

کشمیر میں چوہدری راٹھور کی شاخ۔ کشمیر میں صرف ۲ تین جگہ اس قوم کے فراد پائے جاتے ہیں۔ ایک شاخ پرگنہ لار کے موضع اندرون میں آباد ہے۔ جو شاہ پور مندہار سے وہاں گئی ہے۔ ایک دو گھر اب شاخ سدھرون سے بھی وہاں چلے گئے ہیں۔ بالا خان ایک بالاتر ہستی تھے۔ اس وقت شاہ پور مندہار والی شاخ میں عطا محمد خان نمبردار محمد شیر خان، حسیب اللہ خان، شیر احمد خان، علی احمد خان قابل ذکر ہیں۔ کل گھروں کی تعداد ۲۵ کے قریب بتائی جاتی ہے۔

ان کے علاوہ کشمیر کی تحصیل اوڑی کے موضع نوشہرہ اور پونچھ تحصیل مہنڈر کے موضع منکوٹ چھجلہ اور شیخ سولی سدھرون میں چند ایک گھر معروف بہ چوہدری ملہانی اپنے آپ کو چوہدری راٹھور کے خاندان سے منسوب کرتے ہیں۔ لیکن سدھرون کے چوہدری راٹھوران کو اپنے خاندان سے تسلیم نہیں کرتے۔ عام طور پر ان کا پیشہ زمینداری اور کاشتکاری ہے۔ سدھر دنوی شاخ جاگیردار کہلاتی ہے۔ یہ سب آپس ہی میں رشتے ناطے کرتے ہیں۔ اور سوائے سادات گیلانیہ کے اور کسی قوم کو رشتہ نہیں دیتے۔ اس قوم میں جو کبھی صاحب سیف والقلم رہ چکی ہے تعلیم کا فقدان ہے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ماگرے

اس قوم کے متعلق تاریخ اقوام کشمیر کے صفحات ۲۴۷ تا ۲۵۰ میں کافی بحث کی جاچکی ہے جس کا خلاصہ چند الفاظ میں یہ ہے کہ یہ قوم چند دیگر اقوام تانترے، ڈار، نائیک وغیرہ کی طرح صاحب سیف وسنان جنگی و پہلوان رہی ہے۔ سر والٹر لارنس مصنف ویلی آف کشمیر (انگریزی) اور پیر حسن شاہ مصنف تاریخ حسن (فارسی) نے بھی ماگرے قوم کو کشتری النسل قوم تسلیم کیا ہے۔ ہندو راجگان کشمیر کے بعد مسلمان سلاطین کشمیر نے بھی اس قوم کو بڑے بڑے عہدے دیئے ہیں۔ چنانچہ مسلمان شاہان کشمیر کے زمانہ میں ان کا عروج آج سے قریباً ۶۰۰ سو سال پیشتر بعہد سلطان شمس الدین شاہ میری شروع ہوتا ہے۔

اس قوم میں سب سے پہلے جو شخص مسلمان ہے وہ لدے ماگرے نام کشمیر کا ایک نامی رئیس تھا حضرت سید علی ہمدانیؒ نے اس کو مسلمان بنایا اور چونکہ ایک خاندانی شخص تھا۔ اس لئے ملک لدے ماگرے کہلایا۔ اس کا فرزند ملک احمد ماگرے سلطان حسن شاہ بادشاہ کشمیر کا مدارالمہام تھا۔ اس خاندان میں ابراہیم ماگرے، سید محمد ماگرے، نوروز ماگرے، لوہر ماگرے، ابدال ماگرے اور علم شیر خان ماگرے بڑے جلیل القدر رئیس تھے اور کشمیر کی سیاسیات پر انکا نمایاں اثر تھا اور خاندانی وجاہت کی وجہ سے سب ملک کہلاتے تھے۔ ان میں ابدال ماگرے کی والدہ ایک نامور قبیلہ سادات سے تھی اور ابدال کا فرزند سید محمد ماگرے سلطان نازک شاہ بادشاہ کشمیر کا بھنوئی۔

ایسی عظیم الشان قوم جس نے صدیوں تک اپنے سیاسی اقتدار کی بدولت ایک تلاطم برپا کر رکھا ہو جس کی شوکت و عظمت نے بادشاہ وقت اور نامور خاندان سادات سے رشتے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

لئے ہوں اور جس کے اسلاف کا نام آج بھی کشمیر کی مشہور مسجد جامع سکندری کے کتبہ پر درج ہو۔ اس قوم کے خلف کشمیر سے پونچھ کی سرزمین میں داخل ہو کر اور اپنی قوم روایات کو فراموش کر کے محض اپنی لاعلمی کی وجہ سے آج ماگرے کہلانے ہی کو عار سمجھیں[1]۔ غلط روایات اور غلط شجرہ کی بنا پر اپنا تعلق کسی اور قوم سے ظاہر کریں۔ اس سے زیادہ کسی طبقہ کی قومی تاریخ سے ناواقفیت اور پست ضیائی کی اور کیا دلیل ہو سکتی ہے۔

تحصیل باغ، تحصیل حویلی اور تحصیل سدہنتی کے کئی معاضعات میں یہ قوم پھیلی ہوئی ہے۔ تحصیل سدہنتی میں ایک موضع موٹارین ہے۔ جہاں اس قوم کے ۱۸ گھر ہیں۔ نفوس کی تعداد ایک سو تک بیان کی جاتی ہے۔ کاغذات بندوبست میں یہ قوم ماگری لکھی ہوئی ہے۔ مالیہ اس قوم کی طرف سے جو داخل خزانہ پونچھ ہوتا ہے۔ دوسو روپیہ کے قریب ہے۔ اس موضع میں اس قوم کا اپنا نمبردار ہے۔ جس کا نام فقیر خان ہے اور جس کے خاندان میں چار پشت[2] سے برابر نمبرداری چل آرہی ہے۔ اس موضع کی ماگرے برادری میں حسب ذیل اصحاب قابل ذکر موجود ہیں۔ فقیر خان نمبردار، سبز علی خان ملازم کوہ مری دیہات کے موٹارین کی ماگرے برادری اپنے آپ کو ماگری یا ماکری نہیں بلکہ ماگرے ہی تسلیم کرتی ہے اور ماگرے قوم جیسا کہ تاریخ خواجہ اعظمی، تاریخ کبیر کشمیر، تاریخ حسن شاہ، تاریخ ولی آف کشمیر، تاریخ نگارستان کشمیر، مکمل تاریخ کشمیر جلد دوم اور تاریخ گلدستہ کشمیر اور تاریخ اقوام کشمیر میں درج ہے۔ کشمیر کی ایک معزز جنگی قوم ہے جس کا وجود کشمیر کے ہندو راجگان قدیم کے زمانہ سے پایا جاتا ہے۔ اور جس کو اسلام قبول کئے آج چھ سو سال گذر چکے ہیں اور یہ قوم مغلوں کے کشمیر میں وارد ہونے سے بہت عرصہ پیشتر سے آباد اور موجود ہے۔

---

[1] ماگرے قوم پونچھ میں ماکری یا ماگری کس طرح مشہور ہوگئی۔ دیکھو اسی کتاب میں ابتدائی طور درج ماگرے قوم مغل ہے یا کشتری النسل یعنی راجپوت ہے؟

[2] فقیر خان نمبردار ولد جومدار خان نمبردار ولد بھولو خا نمبردار ولد تاجو خان نمبردار۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

اس قوم کا رشتہ ناطہ اپنی برادری کے علاوہ منہاس، کھکھہ، گکھڑ اور سوہلن قوموں سے ہوتا ہے تعلیم اس برادری میں بہت کم ہے۔ پرائمری پاس لڑکوں کی تعداد بھی چار پانچ افراد سے زیادہ نہیں ہے جو نہایت افسوس ناک امر ہے۔

سُدھن

پونچھ کی تحصیل سدھنتی میں سدھن قوم اس کثرت سے آباد ہے۔ کہ اس تحصیل کا نام اسی قوم کی وجہ سے سدھنتی مشہور ہے۔ لیکن سدھن قوم کی اصلیت اور اس کے حسب نسب کے متعلق بہت کچھ اختلاف ہے اور ہر چند کہ بہت زیادہ پرانے شجرے اور نسب نامے چنداں قابل اعتماد نہیں ہوتے اور نہ عقل سلیم ہزار ہا سال کے شجروں اور کرسی ناموں پر کچھ یقین کرسکتی ہے۔ تاہم جس قدر تاریخی اور روایتی ذرائع کوئی قابل اعتبار مدد دے سکتے ہیں۔ مصنفین اور مورخین ان سے استفادہ اٹھا کر کوئی نہ کوئی نتیجہ پیدا کر سکتے ہیں۔

تاریخ راجگان جموں وکشمیر اور تاریخ راجپوتان پنجاب کے سوا سدھن قوم کا ذکر اب تک کسی تاریخ میں نظر سے نہیں گذرا۔ ان کتابوں میں سدھن قوم کو نو مسلم راجپوت بتایا گیا ہے۔ جیسا کہ تاریخ راجگان جموں وکشمیر کے صفحہ ۱۳ پر لکھا ہے۔ ”سدھنتی خاندان سدھن چندر بنسی کی راجدھانی تھی۔ اس خاندان کے زیادہ تر لوگ مسلمان ہو چکے ہیں۔“ تاریخ راجپوتان پنجاب کے صفحہ ۱۴۰ پر سدھ سین کو راجہ گوڑ سین کا فرزند بتا کر سدھن قوم کا بانی لکھا گیا ہے۔ اس کتاب میں اور بھی ایک دو جگہ سدھن قوم کے راجپوت نو مسلم ہونے کا ذکر ہے۔ جس پر اہم آئندہ سطور میں کچھ بحث کریں گے۔

یہ دونوں کتابیں ایک ہی مصنف کی تصنیف سے ہیں اور جہاں تک ان کتابوں کا

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہم مطالعہ کر سکے ہیں۔ مصنف نے سادات کے سوا مسلمانوں کی قریباً تمام مشہور اقوام کو راجپوت نومسلم ہی بتایا ہے۔ یہاں تک کہ چوغطوں اور مغلوں کو بھی نومسلم راجپوت لکھا ہے اور کشمیر کی مشہور اقوام بمبہ اور کھکھہ کو دو سگے بھائی بتا کر راجہ کھشتری پال کے فرزند ظاہر کیا ہے۔ ان کتابوں کے مصنف ٹھاکر کاہن سنگھ ۱۹۳۴ء میں راقم مولف کو جب سرینگر کشمیر میں ملے تو بمبہ و کھکھہ قوم کے متعلق راقم مولف کے عرض کرنے پر اور تاریخ اقوام کشمیر کا مطالعہ کرنے کے بعد انہوں نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا۔ لیکن یہ کہا کہ اب توقع نہیں کہ میری کتاب کا دوسرا ایڈیشن طبع ہو سکے اور میں اس غلطی کی اصلاح کر سکوں۔

تاریخ راجگان جموں و کشمیر کے صفحہ ۱۳ کے ان الفاظ سے کہ اس خاندان کے زیادہ تر لوگ مسلمان ہو چکے ہیں۔ ظاہر ہوتا ہے کہ سدھن قوم میں ہندو بھی ہیں اور مسلمان بھی ہیں۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ سدھنوں میں ایک بھی ہندو نہیں ہے۔ جس نام سے مصنف کو یہ غلط فہمی ہوئی ہے۔ وہ سودن ہے اور سودن ایک برہمن قوم ہے جس کا ذکر اسی کتاب کے باب دہم میں ہو چکا ہے۔ تاریخ راجپوتان پنجاب کے صفحہ ۴۲۰ پر راجہ روپ سین کے پڑپوتے صورت سنگھ کے بڑے بیٹے کا نام بہمن سین اور چھوٹے کا سدھ سین لکھ کر بتایا ہے کہ علاقہ سدہنتی اسی نے آباد کیا تھا۔ لیکن ۴۲۱ صفحہ پر اس خاندان کا جو شجرہ درج کیا ہے۔ اس میں بہمن سین کی جگہ سجن سین کو سدھ سین کا بھائی بتایا ہے۔ پھر ۵۲۰ صفحہ پر لکھا ہے۔ ''سدھن کے مورث اعلیٰ کا نام راجہ سدھ پال تھا اس کی اولاد مسلمان ہو چکی ہے اور تحصیل سدہنتی میں جا کر آباد ہونے کی وجہ سے سدھن کے نام سے مشہور ہوگئی۔''

ایک ہی کتاب میں مصنف نے ایک ہی قوم کے حسب نسب اور اس کے مورث اعلیٰ کے متعلق متضاد بیانات لکھے ہیں۔ ایک جگہ مورث اعلیٰ کا نام سدھ سین بتایا ہے۔ دوسری جگہ سدہ پال، ایک جگہ لکھا ہے سدھ سین ہی نے سدہنتی کو آباد کیا۔ دوسری جگہ لکھا ہے سدہنتی پہلے سے آباد تھی۔ اس کی اولاد سدہنتی میں رہنے کی وجہ سے سدھن مشہور ہو گئی۔ ایک جگہ لکھا

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہے اس کی اولاد کا کثیر حصہ مسلمان ہو گیا۔ دوسری جگہ لکھا ہے اس کی اولاد مسلمان ہو گئی۔ یعنی بانئے خاندان کی ساری کی ساری اولاد نے اسلام قبول کر لیا۔ یہ اختلافات اپنی تردید آپ کر رہے ہیں۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ خود سدھن قوم کا اپنے متعلق کیا خیال ہے جو شجرہ نسب سدھن قوم کا اس وقت راقم السطور کے زیر نظر ہے۔ وہ حضرت یعقوب علیہ السلام سے شروع ہوتا ہے۔ طویل اور قدیم شجروں پر جیسا کہ قبل ازیں لکھا جا چکا ہے۔ اعتماد کرنا بہت مشکل ہے اور جب ان میں تاریخی اغلاط بھی روز روشن کی طرح نظر آتے ہیں تو وہ مشکل ناممکنات سے بدل جاتی ہے۔ مصنف حیات[1] افغانی نے بھی ایسے دیرینہ شجروں کو ناممکن الفہم تصور کیا اور صحت کے ناقابل سمجھا ہے۔ اس شجرہ میں حضرت یعقوب سے ۲۹ ویں پشت میں ایک نام لودی شاہ اور ۳۸ ویں پشت میں ایک نام ملک بہرام درج ہے اور اس کے والد کا نام خالد شاہ اور دادا کا نام ولید شاہ لکھا ہے لیکن حیات افغانی میں جو اقوام افاغنہ کی ایک معتبر و مستند تاریخ سمجھی جاتی ہے۔ بہرام کے باپ کا اصل نام احمد خیل اور احمد خیل کے باپ کا نام شاہو خیل بتا کر اس سے آگے کے شجرہ کو صحیح سمجھنے سے احتراز کیا گیا ہے۔

لیکن یہ شجرہ تاریخ کے رو سے قطعی غلط ہے۔ جیسا کہ سطور ذیل سے معلوم ہوگا۔ حضرت یعقوب سے ۲۹ ویں پشت میں لودھی شاہ ایک نام لکھ کر اس خاندان کو لودھی اور حضرت یعقوب سے پینتالیسویں پشت میں نواب سدخان نام لکھ کر اس خاندان کو سدھن بتایا گیا۔ اور سدھن کو سدوزئی قبیلہ کی شاخ ظاہر کیا گیا ہے۔ حضرت یعقوب کا زمانہ

---

[1] اس کتاب کے مصنف نواب محمد حیات خان سکنہ واہ حسن ابدال ہیں۔ نواب صاحب مرحوم کونسل جموں و کشمیر کے ممبر بھی تھے۔ سر سکندر حیات خان سابق گورنر پنجاب اور نواب سر لیاقت حیات خان چیف "منسٹر پٹیالہ آپ ہی کے صاحبزادے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

حضرت مسیح سے قریباً اڑھائی ہزار سال پیشتر بتایا جاتا ہے۔ جس کو آج ۱۹۳۶ء میں قریباً ساڑھے چار ہزار سال ہو چکے ہیں۔ لیکن اس شجرہ کے حساب سے حضرت یعقوب کو ۱۹۳۶ء میں صرف ۱۸سو سال گذرتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت یعقوب حضرت مسیح علیہ السلام سے بھی بعد کے زمانہ میں گذرے ہیں۔ جو قطعاً غلط ہے۔ علاوہ ازیں لودھی کی اصلیت جس کو لودی شاہ بنا کر حضرت یعقوب کی ۲۹ ویں پشت میں ظاہر کیا گیا ہے۔ حسب ذیل سطور سے معلوم ہو سکے گی۔ امیر زادگان کوہ غور سے شاہ حسین نام ایک شخص حوادث روزگار سے تنگ ہو کر شیخ بٹن بن قلیس عبدالرشید کے پاس آیا۔ جس نے اس کی خاندانی وجاہت کا لحاظ کر کے اپنے دوسرے بیٹوں کی طرح اس کی پرورش کی اور جب وہ بالغ ہوا تو اپنی لڑکی متو نامی کا اس سے عقد کر دیا۔ اس کے بعد شاہ حسین نے ایک اور شادی مہی نام عورت سے کی۔ متو سے خلزئی اور مہی سے شروانی اور براہیم پیدا ہوئے۔ شیخ بٹن نے ایک دن اپنے نواسوں کی اقبالمندی کا امتحان لیا۔ تو ابراہیم کے کام سے جو سب سے چھوٹا تھا بہت خوش ہوا اور کہا ابرہیم لوئی ذی یعنی ابراہیم سب سے بڑا ہے۔ بس اسی وقت سے ابراہیم کا نام لوئیدسی اور لوئیدی سے لودی مشہور ہو گیا۔ اس کی اولاد آج تک لودی کہلا رہی ہے۔ لودی عرف عام ہے نہ کہ اصلی نام ہے۔ ملک بہرام جس کو شجرہ میں حضرت یعقوب سے ۳۸ ویں پشت میں بتایا گیا ہے۔ درحقیقت ابراہیم لودی بن شاہ حسین غوری کی اولاد سے تھا۔ یہی ملک بہرام بہلول[1] لودی بادشاہ ہندوستان کا دادا تھا۔ سدھن قوم کے شجرہ میں ملک بہرام کی آٹھویں پشت نواب سدو خان عرف سدوزیئی عرف سدھن کا نام بتاتی ہے۔ لیکن سدو خان عرف سدوزیئی کی اصلیت بھی بہ لحاظ تاریخ اس شجرہ سے بالکل مختلف ہے۔ جو سطور ذیل سے معلوم ہو سکے گی۔ شرجنون (شرف دین) خلف سڑہ بن ابن قیس عبدالرشید کی تیسری پشت میں ابدال اور پانچویں پشت میں سلیمان عرف زیرک

---

[1] تخت نشینی ۸۵۵ھ مطابق ۱۴۵۰ء۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہوا ہے۔ سلیمان کے چار فرزند حسب ذیل تھے۔ پوپل، زیئی، بارک زیئی، الکوزیئی، موسیٰ زیئی، پوپل زیئی کی آٹھویں پشت[1] میں ملک صالح اور ملک اسداللہ دو بھائی عمر ابدالی کے فرزند تھے۔ ملک صالح ۹۳۰ھ اور ملک اسداللہ بماہ ذولحجہ ۹۶۵ھ میں بعہد اکبر بادشاہ پیدا ہوا۔ اسداللہ بچپن ہی میں سدو کے نام سے مشہور ہو گیا اور اسکی اولاد اس کے نام پر سدوزیئی کہلائی۔ عمر نے ۹۰ سال کی عمر میں جبکہ اس کا درویش صفت بڑا بیٹا ساٹھ سال کا اور سدو ۲۵ سال کی عمر کا تھا۔ اپنے چھوٹے بیٹے کی کمر میں تلوار اپنے ہاتھ سے باندھ کر اس کو اپنا جانشین کیا۔

اسی سدو کی چھٹی پشت میں احمد شاہ ابدالی سدوزیئی ہوا ہے جس نے پنجاب کو سرہند اور دہلی تک بار ہا پامال کیا ہے۔ اور جس کے پوتے شاہ زمان نے ایک شاہی سند لکھ کر رنجیت سنگھ کو لاہور پر قبضہ کرنے کی اجازت دیدی تھی۔ احمد شاہ ابدالی اور اسکی اولاد نے کشمیر پر نصف صدی سے زیادہ حکومت کی ہے اور پونچھ اس زمانہ میں گو ایک علیحدہ حکومت تھی۔ لیکن بہت حد تک اسی خاندان کے زیر اقتدار تھی۔ احمد شاہ ابدالی جب نادر شاہ کے انتقال کے بعد اکتوبر ۱۷۴۷ء میں تخت نشین ہوا ہے تو اس کی عمر صرف ۲۳ سال تھی۔

اس نے ابدالی اور سدوزیئی دونوں نام بدل کر اپنا نام درانی رکھا۔ دُرانی کی وجہ تسمیہ یہ بتائی جاتی ہے کہ اس کے مرشد صابر شاہ مجذوب فقیر نے اس کو بادشاہ ہونے پر دُرِ دوران کہا۔ یعنی زمانہ بھر کا موتی۔ احمد شاہ نے دُرِدوراں کو دروراں سے تبدیل کر دیا۔ یعنی موتیوں[2] کا موتی۔ اس سے اس کا مطلب یہ تھا کہ میری تمام قوم سدوزیئی ایک موتی کی مثال ہے۔ اور میں اس میں سے منتخب موتی ہوں۔ لیکن دروراں نے رفتہ رفتہ لفظ درانی کی

---

[1] ملک اسداللہ عرف سدو یا سدوزیی بن عمر بن معروف بن بہلول زیئی بن کانی بن بامزیئی بن حبیب زیئی بن پوپل زیئی از حیات افغانی صفحہ ۱۱۸۔

[2] حیات افغانی صفحہ ۱۲۹۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

شکل اختیار کرلی۔ چنانچہ اب احمد شاہ سے اوپر اس کی قوم کے افراد ابدالی اسور سدوزیئی کہلاتے ہیں اور احمد شاہ کی اولاد درنی کے نام سے مشہور ہے۔

سدوزیئی قوم قندہار، خاک ریز، ارغنداب، علاقہ زارست اور افغانستان کے مختلف پہاڑی علاقوں میں پھیلی ہوئی ہے۔ پشاور، لاہور، ملتان، ڈیرہ اسماعیل خان اور لدہانہ وغیرہ خاص خاص مقامات کے علاوہ کشمیر میں بھی اس کے چند گھر آباد ہیں اور پونچھ میں تو اس قوم کی ایک معقول تعداد سدھن کے نام سے مشہور ہے۔ اصل نام بانئے قوم کا سدو ہی ہے۔ زیئی اولاد یا نسل کو کہتے ہیں۔ اس لئے سدو سدھن بن جانا چنداں تعجب انگیز نہیں پھر جب کہ لفظوں کے بننے اور بگڑنے اور ان کے تغیرہ تبدل اختیار کر لینے کی صدہا نہیں ہزارہا مثالیں موجود ہیں اور جو اسی کتاب کی ورق گزدانی سے معلوم ہوسکتی ہیں۔

قوم سدھن کی اکثر قومی روایات اور ان کے عادات وخصائل اب تک افغان اقوام سے مناسبت خاص رکھتے ہیں۔ مثلاً آفریدی قوم کا علاقہ پہاڑروں سے گرا ہوا ہے۔ وہاں ذراعتی زمین کم ہے۔ اس لئے آفریدی محنت مزدوری کرنے کے لئے پشاور اور گردونواح کے شہروں میں جاتے ہیں اور فوجی سپاہیوں میں بھی کثرت بھرتی ہوتے رہتے ہیں۔ ایک اور قوم جذران یا زدران کے نام سے ہے جو علاقہ خوست میں رہتی ہے۔ وہاں آب رواں بھی ہے۔ سبزہ صحرا بھی ہے۔ چیلوں کے درخت بھی ہیں۔ گنجان اور سرسبز جنگل میں ہیں۔ مگر زمین قابل زراعت اس قدر کم ہے۔ کہ لوگ پتھر جوڑ کر اور اس پر مٹی ڈال کر کھیتی باڑی کرتے اور باہر جا کر محنت مزدوری کے ذریعہ اپنا پیٹ پالتے ہیں۔

ان کے علاوہ صوبہ سرحد کی اور بھی کئی اقوام ہیں جو پیداوار کی کمی کے باعث محنت مزدوری کے لئے پنجاب تک چلی آتی ہیں اور سرکاری افواج میں بھی بھرتی ہورہی ہیں۔

یہی حال سدھن قوم کا ہے۔ تحصیل سدھنتی میں پیداوار بہت کم ہوتی ہے آبادی زیادہ ہے۔ اس لئے لوگ محنت مزدوری کے لئے کوہ مری اور راولپنڈی اور لاہور تک چلے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

آتے ہیں اور فوجوں میں تو اس کثرت سے بھرتی ہوتے ہیں کہ برطانوی افواج میں سدھن ملازمین فوج کی تعداد ہزارہا افراد تک پہنچی ہوئی ہے۔ یہ ایک خالص جنگجو قوم ہے۔ جنگ عظیم یوروپ کے ایام میں جہاں کسی اقوام کے لوگ جبراً بھرتی کئے جاتے تھے۔ اس قوم کے جوان اور نوعمر لڑکے ہنستے کھیلتے گھروں سے رخصت ہوتے تھے اور جوق در جوق اور فوج در فوج جاتے تھے۔

افغانستان میں کئی ایسی اقوام ہیں جو روپیہ یا جنس لے کر لڑکیوں کا رشتہ دیتی ہیں۔ بلکہ صاحب مصنف حیات افغانی (۱۴۹ صفحہ پر) لکھتے ہیں۔ افغانوں میں صرف شیرانی ہی ایک ایسی قوم ہے کہ وہ دختر کے معاوضہ میں لڑکے یا لڑکے والوں سے روپیہ یا جنس لینا برا سمجھتی ہے۔ باقی افغانستان کی قریباً تمام اقوام کچھ روپیہ یا جنس ناطہ کے وقت لڑکے والوں سے لیتی ہیں اور جو حساب باقی رہ جائے وہ نکاح کے وقت پورا کرلیا جاتا ہے۔ چنانچہ حیات افغانی سے چند ایسی اقوام کے نام جو لڑکیوں کا رشتہ روپیہ یا جنس لے کر دیتی ہیں ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔ چمکنی، بنّیٹنی، فلزئی، خٹک، وزیری، کافرستان کی کافر قوم، تور گوندی، سپین گوندی، قوم مروت، سدوزیئی اور درانی قوم کے متعلق لکھا ہے۔ رسومات شادی و ناطہ ان میں بھی ایسی ہی ہیں جیسی دیگر افغانوں میں۔ پونچھ کی سدھن قوم میں بھی ناطہ و شادی میں روپیہ اور جنس لینے کا رواج اس شدت اور کسرت سے تھا کہ اس سے ایسی ایسی خرابیاں پیدا ہورہی تھی کہ اس قوم کے رہنما اور معزز اصحاب اس کے انسداد کی تدابیر میں سرگردان رہتے تھے۔ چنانچہ صوبیدار خان محمد خان اور دیگر ہمدردان قوم کی مخلصانہ کوششوں سے اب اس میں بہت کچھ کمی ہوگئی ہے۔ اور اس بدرسم کو بیخ و بن سے اُکھاڑنے کے لیے صوبیدار خان محمد خان جو جموں و کشمیر اسمبلی کے ممبر ہیں۔ اب ایک ایکٹ بنام رم ایکٹ اسمبلی میں پیش کرنے والے ہیں۔

اسی طرح افغانستان میں نسوار کا کثرت سے رواج ہے۔ پونچھ میں بھی یہ وبا بڑے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

زوروں پر ہے اور رم اور نسوار کے نقصانات اور اس قسم کے اسراف بے جا کیخلاف ملک میں اب ایک عام جذبہ پیدا ہو رہا ہے۔

افغانستان میں وحشت، شجاعت، جہالت، حسد، خانہ جنگی اور بات بات پر لڑائی دنگہ اور انتقامی جذبات کی کمی نہیں ہے اور یہی سب باتیں پونچھ کے سدھنوں میں موجود ہیں اور ان کا ثبوت ان کے آئے دن کے فسادات اور عدالتی مقدمات سے ظاہر ہوتا رہتا ہے۔ جو امیر ہے وہ تو امیر ہی ہے لیکن جو غریب ہے وہ بھی اپنے آپ کو احمد شاہ درانی سے کم نہیں سمجھتا۔ اپنی خاص عادات کی وجہ سے یہ قوم پونچھ کی دوسری قوموں سے بالکل مختلف اور علیحدہ معلوم ہوتی ہے۔ اس کی سخت جانی اور جفا کشی اور مردانگی وشجاعت یوں تو عام طور پر مشہور ہے لیکن جب سکھ حکومت کے دوران میں راجہ گلاب سنگھ شورش پونچھ کو مٹانے کے لئے بذات خود پونچھ گئے اور جب انہوں نے سدھن قوم کے مشہور قلعہ منگ تحصیل سدھنتی میں جا کر سدھنوں کے سرغنہ سرداران ملّی وسبز علی کی کھالیں اُتروایں اور دوسرے سدھنوں کو سخت سے سخت سزائیں دیں۔ تو کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں کو نہایت حوصلہ اور صبر سے ان سزاؤں کو برداشت کیا اور ناموس وطن اور اپنی آزادی کی خاطر ان قربانیوں کی کوئی پرواہ نہ کی۔ اسی طرح شمس خان اور رجب علی خان سکنائے رام پتن کو جب موت کے گھاٹ اُتارا گیا تو انہوں نے موت کو موت نہیں بلکہ حیات جاوید سمجھ کر اپنے گلے کٹوائے۔

راجہ گلاب سنگھ سدھن زن ومرد کی ایک معقول تعداد قیدیوں کی صورت میں جموں بھی لائے تھے۔ یہاں بھی کئی سدھنوں کی کھالیں اتروائی گئیں۔ لیکن وہ اپنے آخری دم تک آزادیٔ وطن کی خواہش وتمنا کا وظیفہ رٹتے رہے۔ یہی جذبات ہم افغانوں میں اپنے وطن اور اپنی قوم کی آزادی وعزت کے لئے دیکھتے ہیں۔ بلکہ افغانستان کے سدوقبائل کے پاس شاہ ایران صفوی کا ایک فرمان ہے۔ جس کا اس قوم پر اس کی اپنی سرداری تسلیم کرنے کے علاوہ یہ حکم بھی درج ہے کہ سدوزئیوں کو ان کی اپنی قوم کے سوا دوسری کوئی قوم سزا

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

نہیں دے سکتی[1]۔ افغانستان میں تمام سدوزیئی قوم جو درانی اور ابدالی بھی کہلاتی ہے اہل سنت والجماعت ہے اور پنجاب میں بھی جہاں جہاں یہ قوم آباد ہے۔ اہل سنت والجماعت ہی سے تعلق رکھتی ہے اور پونچھ میں بھی جس قدر سدھن ہیں وہ سب حنیفہ عقائد رکھتے ہیں اور اہل سنت الجماعت ہیں۔

تعلیم کی کمی، خون کا جوش، باہمی تنازعات، قومی تفاخر، جہالت و بربریت رسم رم کا اجراء۔ ان سب باتوں کے باوجود مہمان نوازی کا وصف یہ سب امور افغانی خصائل سے ملتے جلتے ہیں۔ ان کے علاوہ ان کی شکل صورت، قدوقامت، معاشرت وتمدن، خط وخال، غرض ان کی بہت سی باتوں کا تعلق افغانستان سے ایک دور دراز علاقہ میں رہنے کے باوجود اب تک انکے افغانی النسل ہونے کا ثبوت دے رہا ہے۔

خان بہادر سردار محمد اشرف خان افغانوں کی پوپل زیئی شاخ کے ایک معزز قبیلہ سے ہیں اور پونچھ میں گورنر رہ چکے ہیں۔ راقم الحروف کے ایک استفسار کے جواب میں ارقام فرماتے ہیں۔ "سدھن قوم افغان ہے اور سدوزیئی قبیلہ سے تعلق رکھتی ہے۔ میں نے ان کو زندگی کے ہر شعبہ میں افغانوں کے قریب تر پایا۔ میں نے سدھنتی میں بہت سے لوگ ایسے دیکھے جن کے رنگ، جن کے چہرے، جن کی آنکھیں اور جن کی وضع قطع نے مجھے ان کے افغان ہونے کا یقین دلایا ان کی تمام فطرت سدوزیئیوں سے ملتی ہے۔ سدوزیئی پوپل زیئی قبیلہ کی ایک شاخ ہے۔ یہ وہی شاخ ہے جس کی نسل سے عظیم ترین بادشاہ ہوئے ہیں۔ اس لئے مجھے سدھنوں سے ہم قوم اور ہم جد ہونے کی وجہ سے قدرتاً محبت تھی اور مجھے ان کا بیگار کے بوجھ تلے رہنا اور دردناک افلاس اور فضول مراسم کا شکار ہونا یقیناً ناگوار تھا اور ان دنوں (۱۹۱۴ء تا ۱۹۱۹ء) میں چونکہ یوروپ کی جنگ عظیم شروع تھی۔ اس لئے میں نے ان کو فوج میں زیادہ سے زیادہ بھرتی ہونے کی تحریک کی۔ یہ تحریک ایسی

---

[1] حیات افغانی صفحہ ۱۳۰۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

مقبول ہوئی کہ ہزار ہا سدھن جنگ میں شامل ہو گئے۔ بلکہ ایک سدھن بیوہ عورت کا ایک ہی بیٹا تھا۔ وہ بھرتی ہونے کے لئے آیا۔ تو میں نے اس کی غریب اور بوڑھی ماں کی بیکسی کا خیال کر کے اس کی بھرتی سے انکار کر دیا۔ لیکن وہ لڑکا کسی اور جگہ جا کر خود بخود بھرتی ہو گیا[1]۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ مبداء فیاض نے اس قوم کو شجاعت و مردانگی کے جو جوہر بخشے تھے۔ ان کو اخلاس و نکبت اور بیگار کی کالی گھٹا کے سایہ نے چھپا رکھا تھا یا اگر کبھی ظاہر ہوتے بھی تھے۔ تو آپس کے فساد اور باہمی تنازعات میں۔ لیکن جنگ یوروپ نے ان کے شجاعانہ اوصاف کو ایک عالم میں آشکارا کر دیا اور یہی وجہ ہے کہ سدھن قوم آج ہندوستان کی بہترین مضبوط جنگجو اور جنگ آزما قوموں میں شمار ہوتی ہے۔

سدوزیئی شاخ سے چارسدہ میں اس خاندان کے سرکردہ حسبی خان نامی رئیس تھے۔ سیل خان، کسریٰ خان اور پیچم خان ان کے تین فرزند تھے۔ خانگی تنازعات کی وجہ سے حسبی خان اپنے فرزندوں سمیت چارسدہ سے نکل کر پہلے پہل تحصیل کہوٹہ (راولپنڈی) کے ایک موضع سلٹھ میں آئے۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد تحصیل کوٹلی کے موضع تڑالہ میں فروکش ہو گئے۔ اس اثنا میں حسبی خان کا تیسرا بیٹا بھائیوں سے لڑ کر سوات بنیر کی طرف چلا گیا۔ جہاں اس کی اولاد پکھلی، دھمتوڑ، ہزارہ، سوات اور بنیر کے اطراف میں پائی جاتی ہے۔

حسبی خان اور اس کے دونوں فرزندوں اور ان کی کثیر اولاد نے یہاں پاؤں جما کر پر پرزے نکالنے شروع کئے۔ چھوٹے چھوٹے قبائل پر اقتدار جما کر بعد میں تحصیل کوٹلی کے کئی مواضعات کو فتح کیا۔ پھر پلندری کی طرف رخ کیا۔ جدھر قدم اُٹھتا تھا فتح و نصرت پیشوائی کے لئے چشم براہ رہتی تھی۔ اس وقت سیل خان کی اولاد تحصیل سدھنتی کے شرقی حصہ میں پھیلی ہوئی ہے اور کسریٰ خان کی اولاد ساحل جہلم کے ساتھ ساتھ چلی گئی ہے۔ علاوہ

[1] خلاصہ خط خان بہادر سردار محمد اشرف خان سابق گورنر پونچھ حال افسرلہ، لداخ کشمیر مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۳۶ء بنام راقم مولف ہذا۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ازیں اس قوم کی آبادی حویلی اور مہنڈر اور باغ کی تحصیلوں میں بھی ہے اور ریاست جموں وکشمیر کی تحصیلات کوٹلی ومظفر آباد اور متصلہ انگریزی تحصیل کہوٹہ میں بھی ہے۔

پونچھ والوں کی زبانوں کو سدوزیئی ایک طویل نام بارگراں معلوم ہو رہا تھا۔ چنانچہ سدد اور سدھن دو نام ان کے رکھے گئے۔ لیکن سدھن قوم نے زیادہ شہرت ومقبولیت حاصل کی اور ہر چند کہ حسبی خان کے دونوں بیٹوں کے نام سیلال اور کسرال نام سے دو شاخیں علیحدہ ہو گئیں۔ یعنی سیل خان کی اولاد سیلال اور کسریٰ خان کی اولاد کسرال کہلائی اور پھر ان دو شاخوں سے اور کئی شاخیں چلیں۔ جیسے نکیال، رحمیال، جیتیال، جانیال، ماکوال، سسوال، ڈاہڈیال، سیخوال، بھوجوال وغیرہ اور ہر شاخ اپنے کسی نہ کسی بزرگ کے نام سے موسوم ہے۔ جیسے ماکو خان سے ماکوال اور ڈاہڈا خان سے ڈاہڈیال۔ لیکن ان دو بڑے قبائل اور ان کی شاخوں کا اصل مرکز لفظ سدھن ہی رہا اور اسی نام سے ان کی زیادہ شہرت ہے۔ ایسے ہی افغانستان میں بارک زیئی، اچک زیئی، الکوزیئی، نورزیئی، اصحاق زیئی، پوپل زیئی، سدوزیئی وغیرہ کئی قبائل ہیں۔ لیکن ان نامزدگیوں کے باوجود یہ سب قبائل اپنے مورث اعلیٰ ابدال کے نام سے ابدالی تصور کئے جاتے ہیں۔

سدھن قوم نے سدھنتی میں جوان ہی کے نام پر پونچھ کی ایک مشہور مردم خیز تحصیل ہے۔ کئی دیہات اپنے قبضے میں کر لئے۔ ان کی طرز حکومت بھی افغان قبائل کی مانند تھی۔ ایک ایک قبیلہ کا ایک ایک خان یعنی سردار ہوتا تھا۔ ہر ایک بڑے سردار نے اپنے اپنے علاقہ میں کوئی نہ کوئی قلعہ بنوا رکھا تھا۔ اس زمانہ میں قلعہ کو دپلی کہتے تھے۔ چنانچہ پونہ حدو، کہالہ کنیچر، منگ، پھون آتھ (گوراہ) پلنگی، برہوٹہ، پوٹھی مکوالاں، دھمنی، جبھوتہ، پورہ، بارل، نیریال اور چوکیاں کی دپلیاں خاص طور پر محفوظ ومضبوط خیال کی جاتی تھیں۔ ان سب میں دھمنی (علاقہ پرل) کے سردار شمس خان کو امتیاز خاص خاص تھا۔ باقی دپلیوں میں راجہ گلاب سنگھ کے حملہ پونچھ کے وقت حسب ذیل سردار موجود تھے۔ پونہ حدو میں حدو خان، گہالہ میں ملی خان وسبز علی خان، منگ میں جموں خان، گوراہ پون آتھ میں رائے شیر علی خان، پلنگی میں

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

بلند خان، برہوٹہ میں سکندر خان، دارا میں بوسہ خان، پوٹھی مکوالاں میں نتھو خان، جھوتہ میں امیر خان راجہ گلاب سنگھ ان کے صاحبزادہ میاں اودہم سنگھ، میاں لعب سنگھ اور جنرل زور آور سنگھ یہ سب جرار فوج لے کر سرداران پلندری اور دوسرے سرآوردہ لوگوں پر ڈوگرہ حکومت کا سکہ بٹھا رہے تھے۔ چنانچہ اس موقعہ پر جن بار سدھن سرداروں کے زندہ جسموں سے کھالیں اتروا کر شاہراہ عام پر لٹکائی گئیں۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں۔ منصر علی خان چھوٹا گلہ، باز خان و بلند خان ہاڑی، میر باز خان بن جونسہ، کالو خان و فتح شیر خان رکڑ ہمروتہ، مہدی خان دھمنی، مزئل خان و سرانداز خان پلنگی، حیات خان جنڈالی، جومدار خان رہاڑہ، امیر علی خان، علی سوجل۔ ان عبرت ناک سرداروں کے ساتھ بعض سدھن سرداروں کی حوصلہ افزائی بھی کی۔ جموں خان چھلاڑ والے راجولی خان اور پلندری کے سرداران کالا خان وملا خان بھنجرا کو فوج میں اچھے عہدے دیئے اور دیگر سرداروں کو حکم دیا کہ وہ اپنے بھائی یا بیٹے فوج میں بھرتی کرائیں تا کہ یہ لوگ آئندہ شورش کا سدباب کرنے کے ذمہ دار قرار دیئے جائیں۔

سدھن قوم نے ایک غیور اور باحمیت قوم کی طرح اپنی آزادی اور خودداری کی حفاظت کے لئے کئی جانیں قربان کیں۔ لیکن جب وہ اپنے ارادوں میں ناکام رہی تو ایک وفادار اور بہادر قوم کی طرح اس نے ڈوگرہ حکومت کا تسلط قبول کیا۔ بلکہ جب مہاراجہ گلاب سنگھ نے گلگت پر حملہ کیا ہے تو دیگر اقوام کی طرح سدھن قوم کے نوجوان بھی اس لڑائی میں شامل تھے اور فتح گلگت میں ان کا بھی نمایاں حصہ تھا۔ چنانچہ مہاراجہ گلاب سنگھ نے گلگت کے راجگان کو شکست دینے کے بعد سدھن قوم کے دو نامور سرداروں راجولی خان و سردار بہادر علی خان سکنہ رام پتن کو طلائی کڑے اور سردار بہادر علی خان کو کڑون کے علاوہ ایک قیمتی ہار بطور انعام دیا۔

جب ۱۹۵۶ء میں پونچھ کے بندوبست کا آغاز ہوا۔ تو زمینداروں کے حقوق ملکیت کی پامالی دیکھ کر سردار بہادر علی خان سدھن سکنہ کھڑک نے حکومت ہند کے پاس دعویٰ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

دائر کر دیا اور یہ حلف اُٹھا کر پونچھ سے باہر چلے گئے۔ کہ جب تک ملکیت کے حقوق حاصل نہ کرلوں گا واپس نہ آؤں گا۔ ان کی اس مجاہدانہ سرگرمی کو تازہ رکھنے اور کامیاب بنانے میں اور بھی کئی سدھن سرداروں نے درمے وقدمے مدد دی۔ لیکن ابھی ان کی تگ و پو جاری ہی تھی کہ کار دنیا کے تمام نہ کرو کے مطابق وہ اپنی امیدیں دل ہی میں لئے ہوئے عالم بقا کو سدھار گئے۔

اس سے اتنا ہوا کہ باشندگان پونچھ کو حقوق ملکیت کی بجائے آخر کار حقوق اسامی مل گئے۔ اور سردار بہادر علی کاں گو عالم غربت میں انتقال کر گئے اور ان کی تمنا کلیتہً پوری نہ ہوسکی۔ تاہم ان کی مخلصانہ خدمات کی بدولت پونچھ میں آج بھی ان کا نام زندہ ہے۔

مٹا دے اپنی ہستی کو اگر کچھ مرتبہ چاہے کہ دانہ خاک میں مل کر گل وگلزار ہوتا ہے۔

سردار بہادر علی خان اور انکی قوم کے شجاعانہ اوصاف کسی نہ کسی صورت میں فوجی انگریز حکام کے بھی گوش گذار ہو رہے تھے۔ چنانچہ انہوں نے اس قوم کی ہمت افزائی کے لئے سردار بہادر علی خان کے بھائی سردار کالا خان اور سردار محمد حسین خان سدھن ساکنہ رہاڑہ کو فوج میں ڈائریکٹ جمعداری کے عہدہ پر لے لیا۔

عالمگیر جنگ یوروپ میں سدھن قوم کے نوجوان اس کثرت سے افواج میں بھرتی ہوئے اور تھوڑی سی تربیت کے بعد سدھن سپوتوں نے اس قدر سپاہیانہ جوہر دکھائے کہ عراق، بصرہ، کوت العمارہ، درہ دانیال، بغداد، کوئٹہ، صوبہ سرحد وغیرہ علاقوں کی سرزمین جہاں ان کے بہادرانہ خون کے وفادارانہ قطروں سے لالہ زار ہوگئی۔ وہاں ایک عالم نے اس قوم کو نہ صرف ایک پیدائشی جنگی قوم تسلیم کیا بلکہ پونچھ جیسے گمنام پہاڑی علاقہ کی شہرت دنیا کے مختلف ملکوں میں پہنچ گئی اور راجہ صاحب پونچھ یعنی سر راجہ بلدیو سنگھ نہ صرف میجر بنائے گئے بلکہ ان کو سات توپ کی سلامی بھی ملی۔

سدھن قوم میں آنریری کپتان، لفٹنٹ، صوبیدار، میجر، صوبیدار اور جمعدار کثرت

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سے موجود ہیں ان میں اعزاز، خطاب اور عطیہ جات یافتہ فوجی افسروں کے نام ذیل میں درج ہیں۔

(سدھن قوم کے اعزاز یافتہ فوجی افسر ساکنان علاقہ پونچھ)

نام فوجی افسران	بھتیاہ	قسم اعزاز	عطیہ جات
آنریری کپتان سردار جعفر علی خان بہادر مرحوم سابق آنریری مجسٹریٹ پلندری	بھتیاہ	آئی۔او۔ایم	گورنمنٹ ہند سے ۲/ ۱۳ مربعہ حکومت پونچھ سے زائد از ۲ کنال
آنریری لفٹنٹ سردار برہان علی خان بہادر	پلندری	آرڈر آف برٹش انڈیا	۲ سو روپیہ سالانہ جاگیر از گورنمنٹ ہند
صوبیدار میجر خان بہادر سردار فاضل خان	رہاڑہ	آئی او ایم و خان بہادر	
صوبیدار میجر سید محمد خان بہادر آنریری مجسٹریٹ راولاکوٹ	رہاڑہ	آئی ڈی سی ایم۔ڈسپلیچ	گورنمنٹ ہند سے چار مربعہ اراضی حکومت پونچھ سے ۵ گھاؤں اراضی پشتینی جاگیر۔
صوبیدار سید محمد خان بہادر	پلندری	آئی۔ڈی ایس ایم	گورنمنٹ ہند سے ایک مربعہ حکومت پونچھ سے ۱۶ کنال
صوبیدار خان محمد خان بہادر ممبر لیجسلیٹو اسمبلی جموں و کشمیر و سکریٹری سولجرس بورڈ پلندری	چھے چھن	آئی۔ڈی	گورنمنٹ ہند سے ۲ مربعہ
صوبیدار سردار شان خان بہادر	//	آئی ڈی ایس ایم	
جمعدار جعفر علی خان بہادر	دھارو ہرچھ	آئی او۔ایم	
جمعدار فتح حیدر خان بہادر	//	آئی او۔ایم	
سردار بہادر لفٹنٹ محمد کاں بہادر	سمبل مگھار تحصیل کھوٹہ	سردار بہادر	گورنمنٹ ہند کی طرف سے جاگیر ۶۰۰ روپیہ سالانہ
سردار تاج خان	دہارو ہرچھ		طلائی کڑے
سردار متولی خان	بارل		سالانہ جاگیر ۲۴۵ روپے از گورنمنٹ ہند

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

(سدھن قوم کے عام فوجی کمیشن افسر ساکنان علاقہ پونچھ (وغیرہ)

نمبر شمار	نام آفیسر معہ عہدہ	سکونت	نمبر شمار	نام آفیسر معہ عہدہ	سکونت
۱	صوبیدار فیروز خان	تالاواڑی	۳۳	صوبیدار بہادر علی خان	ہورزمیرہ
۲	صوبیدار محمد خان	پوٹھی مکولاں	۳۴	صوبیدار حسین خان	ہورزمیرہ
۳	صوبیدار فیروز خان	ہاڑی	۳۵	جمعدار محمد حسین خان	رہاڑہ
۴	صوبیدار نادر علی خان	سون	۳۶	جمعدار دین محمد خان	دھاروہرچھ
۵	صوبیدار سمندر خان	لنجگراں	۳۷	جمعدار برہان علی خان	تراڑ
۶	صوبیدار رحمت اللہ خان	//	۳۸	جمعدار برہان علی خان	کھرک
۷	صوبیدار شیر خان	منگ	۳۹	جمعدار خان محمد خان	تنیالمیرہ
۸	صوبیدار فیروز خان	//	۴۰	جمعدار محمد زماں خان	رہاڑہ
۹	صوبیدار فتح جنگ خان	//	۴۱	جمعدار جہانداد خان	//
۱۰	صوبیدار دوست محمد خان	//	۴۲	جمعدار مصاحب خان	//
۱۱	صوبیدار علی اکبر خان	دھدھرچھ	۴۳	جمعدار اسماعیل خان	//
۱۲	صوبیدار دوست محمد خان	منگ	۴۴	جمعدار موہتا خان	پاچھیوٹ
۱۳	صوبیدار اکرم خان	//	۴۵	جمعدار محمد اشرف خان	ٹائیں
۱۴	صوبیدار فتح محمد خان	دھدھرچھ	۴۶	جمعدار افسر خان	امام پھن
۱۵	صوبیدار برہان علی خان	//	۴۷	جمعدار محمد نور خان	منگ
۱۶	صوبیدار فیروز خان	//	۴۸	جمعدار عبداللہ خان	//
۱۷	صوبیدار صوبہ خان	بارل	۴۹	جمعدار سردار علی خان	//
۱۸	صوبیدار فیروز خان	کلہ	۵۰	جمعدار دورباز خان	//
۱۹	صوبیدار اکبر علی خان	گہالہ	۵۱	جمعدار مصائب خان	//
۲۰	صوبیدار بہادر خان	نتھہ گل	۵۲	جمعدار غلام محمد خان	بھتیاہ
۲۱	صوبیدار جلال خان	دھارپہ چھ	۵۳	جمعدار فرمان علی خان	//
۲۲	صوبیدار غلام محمد خان	ہاڑی	۵۴	جمعدار چنو خان	دہاروہرچھ
۲۳	صوبیدار بگا خان	گوراہ	۵۵	جمعدار شیر محمد خان	//
۲۴	سوبیدار حسین خان	تالاواڑی	۵۶	جمعدار شیر علی خان	//
۲۵	صوبیدار فتح محمد خان	کنجیری	۵۷	جمعدار خان محمد خان	//
۲۶	صوبیدار عطا محمد خان	//	۵۸	جمعدار شفاعت علی خان	//
۲۷	صوبیدار عبدالخان	ٹائیں	۵۹	جمعدار پاہری خان	//
۲۸	لفٹنٹ طالع محمد خان	//	۶۰	جمعدار ایوب خان	//
۲۹	صوبیدار میجر بہادر علی خان	چوکیاں	۶۱	جمعدار سیف علی خان	بارل
۳۰	صوبیدار فقیرو خان	بھتیاہ	۶۲	جمعدار جلال خان	دہاروہرچھ
۳۱	صوبیدار حسین خان	کالاکوٹ	۶۳	جمعدار فقیر خان	سہر
۳۲	جمعدار کالا خان	کھڑک	۶۴	جمعدار مصری خان	//

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

نمبر شمار	نام افسر معہ عہدہ	سکونت
۶۵	جمعدار شیر محمد خان	//
۶۶	جمعدار دیوان علی خان	گہالہ
۶۷	جمعدار نجم خان	//
۶۸	جمعدار فیروز خان	چوکیاں
۶۹	جمعدار محمد خان	تاڑاواڑی
۷۰	جمعدار محمد عالم خان	قلحال
۷۱	جمعدار روڈا خان	بساڑی
۷۲	جمعدار روڈا خان	رکڑ
۷۳	جمعدا محمد خان	سہر ککوٹہ
۷۴	جمعدار عبداللہ خان	پھلجھاڑی
۷۵	جمعدار بوستان خان	نتھہ گلہ
۷۶	جمعدار ولایت خان	//
۷۷	جمعدار شیر محمد خان	چھےچھن
۷۸	جمعدار شیر محمد خان	ہورزمیرہ
۷۹	جمعدار عبدالقادر خان	پلندری
۸۰	جمعدار لعل خان	//
۸۱	صوبیدار برہان اعلیٰ خان	وہاروہرچھ چھےچھن

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

(سدھن قوم کے فوجی کمیشن افسر ساکنان تحصیل کوٹلی قلمر (جموں)

نمبر شمار	نام افسر معہ عہدہ	سکونت	نمبر شمار	نام افسر معہ عہدہ	سکونت
۱	صوبیدار بوستان خان	تڑالہ	۲	صوبیدار حیات علی خان	تڑالہ
۳	جمعدار حکم داد خان	تڑالہ	۴	جمعدار حکم داد خان	//
۵	جمعدار بوستان خان	//	۶	جمعدار دیوان علی خان	//

(سدھن قوم کے فوجی کمیشن افسر ساکنان تحصیل کہوٹہ راولپنڈی)

نمبر شمار	نام افسر معہ عہدہ	سکونت	نمبر شمار	نام افسر معہ عہدہ	سکونت
۱	صوبیدار گلاب خان	نلہ دوبرن	۹	جمعدار حیات بخش خان	مٹور
۲	صوبیدار دین محمد خان	//	۱۰	جمعدار راجولی خان	سمبل بگھار
۳	صوبیدار جمشید خان	//	۱۱	جمعدار محلہ خان	بیور
۴	جمعدار جہاں واد خان	سوہا	۱۲	جمعدار محمد خان	بگھار
۵	جمعدار سیدا خان	//	۱۳	جمعدار محمد خان	سوہا
۶	جمعدار جہاں داد خان	اوسل	۱۴	جمعدار کرم داد خان	مٹور
۷	جمعدار گلزار خان	//	۱۵	جمعدار امیر علی خان	للہ دوبرن
۸	جمعدار نادر خان	لہڑی			

۱۶ صوبیدار سوار خان لہڑی گڈاری پوٹھہ ضلع جہلم

۱۷ صوبیدار مدد خان میانہ بور گیاں کرم چند تحصیل گوجر خان (متفرقات)

چونکہ سدھن نوجوانوں کو فوجی ملازمت اور دوسرے کاروبار کی وجہ سے پنجاب اور ہندوستان بلکہ ہندوستان سے باہر بھی اکثر جانا پڑا ہے۔ اس لئے ان میں سے جن نوجوانوں سدھنوں کو خدا نے گرد و پیش بلکہ دنیا جہاں کے حالات پر نظر ڈالنے کے لئے بصارت کے ساتھ بصیرت بھی عطا کی ہے۔ انہوں نے جب پنجاب کی تعلیمی و اقتصادی حالت اور پنجاب کے تمدن و معاشرت کا اپنے پہاڑی ملک سے مقابلہ کیا ہے۔ تو وہ اپنے ملک کی زبوں حالی اور پسماندگی پر صرف دو آنسو بہا کر اور ایک سرد آہ بھر کر ہی نہیں رہ گئے۔ بلکہ بہ تقاضائے حب وطن انہوں نے کم سے کم اپنی تحصیل کو اپنے ملک میں ایک نمونہ کی تحصیل بنانے کا ارادہ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کرلیا اور اپنی دینی ودینوی تعلیم اور تجارتی کاروبار کو وسعت دینے کے لئے کچھ تو حکومت پر بار ڈالا۔ کچھ خود ہمت کی اور کچھ گورنمنٹ برطانیہ سے مدد لی۔ چنانچہ وہی تحصیل سدھنتی جو آج سے تیس چالیس سال پیشتر نکبت وافلاس کا گھر اور فاقہ کشوں کا مسکن تھی جہاں مدارس برائے نام اور ڈاک خانے چند ایک سے زیادہ نہ تھے۔ آج وہاں کی پیداوار کے باوجود دولت کا ہن برس رہا ہے۔ مدارس کی تعداد کافی ہے۔ بلکہ اس تحصیل میں ایک ہائی سکول کھل چکا ہے اور ڈاک خانہ جات کی تعداد بھی زیادہ ہوگئی ہے۔ تجارتی کاروبار کیلئے سڑکیں بن گئی ہیں اور خاص پلندری میں جو تحصیل کا صدر مقام ہے مسلمانوں کی دینی تعلیم کے لئے انجمن تعلیم القرآن جاری ہے اور لوگوں میں تعلیمی احساس پیدا ہو رہا ہے۔

گذشتہ دور میں سدھن قوم میں صرف مولوی رستم علی خان رہاڑوی متجر عالم تھے۔ لیکن اس وقت مندرجہ ذیل مولوی صاحبان موجود ہیں۔ جن میں بعض سرکاری سند یافتہ ہے اور بعض نے پرائیویٹ مطالعہ سے دینی علم میں کافی مہارت پیدا کرلی ہے اور ابھی ان میں اور اضافہ ہو رہا ہے۔

ا۔ زبدۃ الحکما مولوی گل احمد خان، مولی فاضل، منشی فاضل اور ادیب فاضل پنجاب یونیورسٹی حال لاہور سکنہ ملوٹ تحصیل باغ۔

۲۔ مولوی سرافراز خان، مولوی فاضل پنجاب یونیورسٹی حال پرشین ٹیچر مڈل سکول راولاکوٹ سکنہ ملوٹ۔

۳۔ مولوی غلام حیدر خان تاجر واعظ راولاکوٹ سکنہ جنڈالی۔

۴۔ مولوی محمد قاسم خان چوہدری بازار راولاکوٹ۔

۵۔ مولوی میر عالم خان مصنف کتب وافع الرسوم، زمانہ کی چال، شان وحدت وغیرہ ٹیچر مڈل سکول راولاکوٹ سکنہ جنڈالی۔

انگریزی تعلیم یافتہ پہلے تو بالکل کم تھے۔ بلکہ کوئی بھی نہ تھا۔ اب میٹرک پاس تو

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

بہت تعداد میں ہیں اور بی اے اور ایف اے پاس اور زیر تعلیم بھی روز بروز بڑھتے جاتے ہیں۔ جن کی تعداد ذیل میں درج ہے۔

سردار سید حسن خان بی اے علیگ تحصیل دار مہنڈر سکنہ بھتیاہ، بابو محمد ابراہیم خان بی اے انسپکٹر کسٹم سکنہ رہاڑہ، سردار علی محمد خان خلف صوبیدار خان محمد خان سکنہ چھچھن بی اے چوہدری گل محمد خان نائب تحصیلدار سدھنتی سکنہ بھنگو ایف اے مسٹر محمد حبیب خان سکنہ کھڑک متعلم بی اے کلاس اسلامیہ کالج لاہور، مسٹر محمد ابراہیم خان سکنہ ہورنہ میرہ بی اے کلاس اسلامیہ کالج لاہور۔

سدھن قوم نے صرف ملٹری ہی میں نام پیدا نہیں کیا اور نہ صرف دینی و دنیوی تعلیم ہی کی طرف توجہ کی ہے۔ بلکہ اس نے تجارت کو بھی باعزت زندگی بسر کرنے کا ایک گر سمجھا ہے۔ اس کے حساس افراد نے دیکھ لیا ہے۔ کہ بعض لوگ کس طرح چھوٹے سے پیمانہ پر کاروبار شروع کرتے ہیں۔ اور اپنے عزم واستقلال کی بدولت تھوڑے ہی عرصہ میں کس طرح سرمایہ دار بن جاتے ہیں۔ مسلمان اول تو دوکانداری کو پسند ہی نہیں کرتا اور اگر کسی نے یہ کام شروع کر بھی دیا۔ تو چند ہی دنوں میں گھبرا چھوڑ دیتا ہے۔ لیکن سدھن قوم کے جن لوگوں نے اس تجارتی کام میں ہاتھ ڈالا ہے۔ انہوں نے دوکانداری کے اصولوں کی خوب پیروی کی ہے اور ان میں مولوی محمد قاسم خان سدھن آف راولاکوٹ اپنی شاندار ترقی کی بدولت نہ صرف کئی ہزار روپیہ کی منقولہ وغیر منقولہ جائیداد کے مالک ہیں۔ بلکہ ان کا طرز عمل ان کی دیانت اور کم نفع زیادہ بکری کا اصول دوسرے لوگوں کے لئے ایک نمونہ ثابت ہو رہا ہے۔ آپ کے علاوہ مندرجہ ذیل اصحاب بھی تھوڑے سرمایہ سے تجارت شروع کر کے کامیابی حاصل کر رہے ہیں۔ سردار محمد افضل خان راولاکوٹ، مولوی غلام حیدر خان جنڈالی، سردار منگو خان پلندری، سردار دوست محمد خان پلندری، سردار سید محمد خان پلندری، سردار محمد یار خان رہاڑہ، سردار منصور خان ہورنہ میرہ۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ایسی قوم جس کو تلوار اور بندوق پر فخر رہا ہو۔ فطرتاً سول ملازمت کی طرف بہت کم توجہ کر سکتی ہے لیکن بہ ایں ہمہ مروجہ علوم وفنون حاصل کر کے اس شعبہ میں بھی اس قوم کے افراد محکمہ مال، محکمہ تعلیم، محکمہ جوڈیشنل اور دیگر محکمہ جات میں کافی نظر آرہے ہیں۔ ان میں چند نام حسب ذیل ہیں۔ کپتان جعفر علی خان مرحوم آنریری مجسٹریٹ، پلندری صوبیدار فیروز خان قائمقام آنریری مجسٹریٹ سکنہ رہاڑی ریٹائرڈ صوبیدار میجر سید محمد خان آنریری مجسٹریٹ راولاکوٹ، سکنہ رناڑہ، سردار سید حسن خان بی اے علیگ تحصیلدار بابو گل محمد خان نائب تحصیلدار سدہنتی سکنہ بھنگو۔ بابو نیاز احمد خان انسپکٹر پولیس ہانپور مما لک متوسط سکنہ (رہاڑہ، بابو سلطان محمد خان سکنہ منگ رینج افسر تحصیل باغ، بابو محمد شیر خان انسپکٹر بینک حویلی ومہنڈر، بابو غلام رسول ڈپٹی انسپکٹر پولیس تھانہ دھیر کوٹ سکنہ رہاڑہ، صوبیدار بگا خان سکنہ گورہ ریٹائرڈ ڈپٹی انسپکٹر پولیس تھانہ دھیر کوٹ سکنہ رہاڑہ، صوبیدار بگا خان سکنہ گوراہ ریٹائرڈ ڈپٹی انسپکٹر، جمعدار کالا خان مرحوم سکنہ کھڑک انسپکٹر کسٹم، بابو محمد ابراہیم خان بی اے انسپکٹر کسٹم سکنہ رہاڑہ جمعدار جلال خان ریٹائرڈ انسپکٹر کسٹم سکنہ چھے چھن، صوبیدار صوبہ خان سکنہ بارل داروغہ صفائی پونچھ، منشی غلام حیدر خان ریٹائرڈ گرداور قانونگو ساکنہ پوٹھی مکوالال، منشی حکم داد خان فارسٹر علاقہ راولاکوٹ سکنہ سہر، بابو محکم دین سب پوسٹ ماسٹر سکنہ جھنڈا بگلہ، منشی اکرم خان سارجنٹ پولیس چوکی تھوار ہڑ سکنہ پوٹھی مکوالال، بابو گل محمد خان سکنہ سکوٹ ڈپٹی انسپکٹر تحصیل کہوٹہ، زمان علی خان لاری کنٹریکٹر بمبئی، سلطان محمد خان آڑھتی راولپنڈی، محمد اسماعیل خان ریلوے کنٹریکٹر راولپنڈی۔

راجہ گلاب سنگھ اور ان کی افواج نے جب تحصیل سدہنتی اور سدھنوں کا تہس نہس کیا ہے۔ تو اس قوم کے کئی قیدی جموں بھی لائے گئے تھے جن میں سے کئی ایک کو موت کے گھاٹ اُتارا گیا۔ قیدیوں میں شمس خان سدھن کی بیوہ مسمات پھولاں اور اس کے تین نابالغ

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

بچوں کے علاوہ مندرجہ ذیل عورتیں بھی شامل تھیں[1] فضل بی بی بو، فضل بی بی ثانیہ۔ پیسو، چراغ بی بی، روشنائی، شمساں، بوٹی، مکھنو، شمس خان کے تین نابالغ بچوں کے قتل کی تجویز ہو چکی تھی۔ لیکن ان کی بیوہ والدہ کی آہ وزاری نے ان معصوموں کی جان بچادی۔ چنانچہ ان کو اوران کی والدہ کو موضع خیری (واقعہ تحصیل رنبیر سنگھ پورہ) میں سو گھماؤں زمین کے علاوہ سو روپیہ نقدی بطور جاگیر دیا گیا۔ ان کے نام حسب ذیل تھے۔ (۱) مراد خان جس کے پوتے حاکم خان ونواب خان اس وقت موجود ہیں۔ (۲) کالا خان جس کے پوتے دلہہ خان، غلام محمد اور جماعت علی زندہ ہیں۔ (۳) بیرولی خان اس کی اولاد ذکور کا سلسلہ نہیں ہے۔

سدھن قوم کی جو نوجوان لڑکیاں قیدیوں کے طور پر جموں میں لائی گئی تھیں ان میں فضل بی بی، جیون خان جرال جمعدار فراش خانہ کے نکاح میں آئی۔ اس کی اولاد سے شاہ نواز خان ونواب خان محلّہ پیر مٹھا میں موجود ہیں۔ بی بو کا نکاح سردار عبداللہ خان درانی سفیر یارقند سے ہوا۔ خان بہادر سردار محمد اکبر خان وزیر وزارت گلگت اور کرنل سردار یار محمد خان اسی خاتون کے بطن سے تھے۔ سردار محمد اکرم خان جو آج کل ریاسی میں وزیر وزارت ہیں۔ خان بہادر سردار محمد اکبر خان ہی کے فرزند ہیں۔ کرنل سردار یار محمد خان کے حسب ذیل سات فرزند ہیں۔ سردار نور محمد خان، سردار فیض محمد خان ریٹائرڈ تحصیلدار، کرنل سردار عبدالرحمان خان پنشنر، سردار عبدالکریم خان جمعدار محکمہ پبلک، کپتان عبدالحمید خان، کپتان عبدالمجید خان، سردار عبدالحکیم خان بیرسٹرایٹ لا منصف (کشمیر) ان بھائیوں میں کرنل سردار عبدالرحمان خان کی اہلیہ سردار محمد شیر خان سدھن سکنہ منگ تحصیل سدھنتی کی صبیہ ہے۔ فضل بی بی ثانیہ مرزا افضل بیگ جمعدار فیل خانہ راجہ موتی سنگھ (واقعہ جموں) کے عقد میں آئی۔ مرزا حیدر بیگ اور خوشحال بیگ اسی کے بطن سے تھے۔ مرزا حیدر بیگ کے دو نبیرگان مرزا نادر بیگ

---

[1] جموں کے سدھنوں اور سدھن عورتوں کے حالات صوبیدار خان محمد خان ممبر اسمبلی جموں وکشمیر نے اپریل ۱۹۳۶ء میں جموں سے ارسال کئے تھے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

(اہلمد محکمہ مال) اور مرزا وزیر بیگ (ملازم محکمہ بجلی) موجود ہیں اور مرزا خوشحال بیگ کے فرزند مرزا عبداللہ بیگ پولیس میں ملازم ہیں۔ چار کے متعلق زیادہ تفصیلی حالات نہیں مل سکے۔ تین روشنائی، شمساں اور بوٹی نے کسی کے ساتھ نکاح قبول نہ کیا۔ ان کی قبریں محلّہ پیر سائیں الف شاہ (متصل کنک منڈی میں موجود ہیں۔ ان کے چار دیواری سرکاری طور پر بنی ہوئی ہے۔

صوبیدار خان محمد خان ممبر اسمبلی جموں و کشمیر

آپ ۲۳ ستمبر ۱۹۰۲ء کو فوج میں بھرتی ہوئے۔ فوج کے چھوٹے مدارج طے کرتے ہوئے 1915ء میں صوبیدار ہوگئے۔ ابھی پندرہ سال چار ماہ ہی سروس کی تھی کہ عین لڑائی میں زخمی ہوجانے کی وجہ سے پنشن پر آ گئے۔ فوجی خدمات کے صلہ میں آپ کو دو مربعہ اراضی کے علاوہ آئی ڈی ایف ایم کا خطاب ملا۔ اپنی قوم کی دینی و دنیوی اصلاح کی لگن ان کو شروع ہی سے تھی۔ تعلیم کے بہت بڑے حامی ہیں تحصیل سدھنتی میں مڈل یا ہائی یا دیگر پرائمری مدارس جو جاری ہیں ان کے اجراء میں آپ کی زبردست تحریک شامل ہے۔ تجارت کے فوائد آپ نے بارہا اپنے ہموطنوں اور اپنے ہم قوموں کو بتائے۔ انسداد نسوار و رم رسوم میں آپ سعی بلیغ فرمارہے ہیں۔ دیہات سدھار کی تحریک میں آپ عملاً حصہ لے رہے ہیں۔ مٹی، آٹا اور قومی بیگار یعنی بلا اجرت کام کی تحریک بھی آپ ہی کے دماغ کا نتیجہ ہے۔ جس سے اس وقت پلندری میں ایک عالی شان جامع مسجد نظر آرہی ہے۔

آپ اسسٹنٹ رنگروٹنگ افسر بھی اپنی تحصیل میں رہے۔ فوجی کام کے خاتمہ کے بعد پولیس ڈپٹی انسپکٹر بنائے گئے اور امتحان میں اول رہنے پر راجہ صاحب پونچھ نے اپنا اے ڈی سی مقرر کیا۔

ابھی آپ ملازم ہی تھے کہ چھ کنال زمین حاصل کر کے سدھن سرائے آپ نے

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

تعمیر کرائی۔ مطالبات پونچھ کے حصول میں آپ سب سے پیش پیش تھے اور جو وفد حصول مطالبات کے لئے راجہ صاحب کی خدمت میں پیش ہوا۔ اس میں آپ خود بھی شامل تھے اور آپ کی تحریک سے حسب ذیل اور سدھنوں نے بھی اس میں شرکت حاصل کی۔ مولوی محمد قاسم خان راولاکوٹ، منشی فیروز علی خان جھنڈا بگلہ، جمعدار مصاحب خان رہاڑہ، سردار عبدالخان رہاڑہ، سردار عالم شیر خان سنگ سردار محمد حسین خان پوٹھی مکوالال، جمعدار محمد نور خان سنگ۔

آپ نے پلندری میں سولجرز بورڈ کا دفتر سرکاری گرانٹ پر تعمیر کرایا اور خود اس بورڈ کے سکریٹری مقرر ہوئے اور اس وقت تک تقریباً چار ہزار روپیہ فوجیوں کے یتیموں اور ان کی بیواؤں کو پنشن کی صورت میں دلا چکے ہیں۔ مستحقین کو تمغے دلائے۔ ایک تعلیمی وظائف فنڈ قائم کیا جس سے سدھن طلباء کو اعلیٰ تعلیم کے حصول میں امداد مل رہی ہے۔

بلا اُجرت کام کے سلسلہ میں پیر شیخو دادا کی زیارت لوگوں سے مفت تعمیر کرائی۔

جموں وکشمیر اسمبلی کی ممبری کے لئے جب آپ امیدوار کھڑے ہوئے۔ تو ۳۲۱۹ ووٹوں کی کثرت سے آپ نے کامیاب حاصل کی۔ اسمبلی کے اندر جس کا نام اب پرجا سبھا سد ہے۔

آپ نے مسلمانان پونچھ کی تعلیمی واقتصادی فلاح و بہبود کے لئے جو کوشش کی ہے اور کرر ہے ہیں اس نے آپ کو کم سے کم قوم سدھن میں ''فنانی القوم قائد اعظم کا خطاب دے رکھا ہے۔

سدھن سیلائی خاندان

جیسا کہ لکھا جا چکا ہے قوم سدھن کے دو مشہور خاندان ہیں۔ سیلائی اور کسرائی، سیلائی خاندان میں سے بہت سے گھرانے ملوٹ تحصیل باغ میں آباد ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

سیل خان کے جس کے نام سے یہ خاندان موسوم ہے۔ چار بیٹے تھے۔ تمبر خان، نیل سینہ خان، چھنج خان اور کپواری خان۔ ان میں سے تمبر خان کی اولاد موضع پھلائی گلہ تحصیل کوٹلی اور راولپنڈی کی تحصیل کہوٹہ میں آباد ہے کپوری خان کی اولاد موضع بیلا چھیز میں ہے اور جھنج خان کی اولاد مواضعات پلندری، لاسرائی، جھنڈا بگلہ، پوٹھی، چھپڑیاں اور چھے چھن وغیرہ میں آباد ہے۔ صوبیدار خان محمد خان جو گورنمنٹ جموں و کشمیر اسمبلی کے ممبر ہیں اسی خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ نیل سیہ خان کے چار بیٹے تھے۔ ہنبو خان، بیگو خان، ماکو خان اور دتو خان۔ ان میں سے آخرالذکر کی اولاد موضع کوٹہرہ پھلچھاڑی میں آباد ہے۔ ماکو خان کی اولاد تحصیل سدہنتی کے مواضعات رہاڑہ، کھڑک، پڑاٹ اور تحصیل باغ کے مواضعات ہورنہ میرا اور پاچھیوٹ میں موجود ہے۔ مولوی میر عالم خان اسی شاخ سے تعلق رکھتے ہیں۔ بیگو خان کی اولاد مواضعات پڑکوٹ نامنوٹہ اور جبر وغیرہ میں آباد ہے۔ ہنبو خان کے تین بیٹے تھے۔ بھیکھو خان، شینخو خان اور نکا خان، بھیکھو خان کی اولاد موضع بھیکھہ واقع دھمنی اور نکا خان کی اولاد موضع منگ میں آباد ہے۔ شینخو خان کے تین بیٹے تھے۔ بینکرا خان، جبر خان اور حیوا خان، بینکرا خان کی اولاد مواضعات گوراہ اور ملوانی گڈھ اور حیوا خان کی اولاد مواضعات برمنگ، بن جونسہ اور جنڈالی وغیرہ میں موجود ہے۔ مولوی غلام حیدر خان اور چوہدری خان بہادر خان اور چوہدری گل محمد خان نائب تحصیلدار سدہنتی اسی خاندان سے ہیں۔

میر خان کے ۲ بیٹے تھے۔ شاہولی خان و اکبر علی خان، آخرالذکر کی اولاد پپہ ناڑ میں اور شاہ ولی خان کے فرزندان سنگار خان و انکار خان میں سے آخرالذکر کی اولاد پوٹھ میراں واقعہ گواہ میں موجود ہے۔ سنگار خان کا صرف ایک ہی بیٹا مسمی مہتاب خان تھا اور اس کے دو فرزند لال خان و دیدار خان تھے۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ڈاہڈیال خاندان سدھن

لال خان کے فرزند کا نام ٹھلہ خان عرف ڈاہڈا خان تھا اور اسم با مسمیٰ تھا۔ بلکہ اس کی بہادری اور درشت مزاجی کی وجہ ہی سے اس کا نام ڈاہڈا خان مشہور ہو گیا تھا۔ اسی کے نام پر اس کی اولاد ڈاہڈیاں کے نام سے مشہور ہے۔

ڈاہڈا خان کے سات فرزند حسب ذیل تھے۔ دریا خانؔ، نواب علی خان، شاہولی خان، ملکؔ شیر خان، بنگا خان، امتابؔ خان، میراں بخش خان۔ ان میں ملک شیر خان، امتاب خان اور میراں بخش کی اولاد مواضعات پلنگی ونڑول تحصیل سدھنتی میں اور دریا خان کی اولاد موضع ملوٹ تحصیل باغ میں آباد ہے۔ زبدۃ الحکماء مولوی گل احمد خان رفیق اور مولوی سرافراز خان جن کا ذکر آگے آئیگا۔ دریا خان ہی کو ذریات کے بحر بے پایان کے آبدار موتی ہیں۔

دریا خان کے فرزند کا نام دھمو خان اور اس کے بیٹے کا نام مقصود خان تھا۔ یہی مقصود خان سب سے پہلے ملوٹ میں آ کر آباد ہوا۔ اس کے دو فرزند تھے۔ شرابؔ خان اور کوڑا خان، شراب خان کے بیٹے کے نام عبداللہ خان تھا اور عبداللہ خان کے دو فرزند تھے۔ جمیل خان وجمو خان، جمیل خان چار بیٹوں کا باپ تھا۔ جن کے نام حسب ذیل ہیں۔ جمعدارؔ خان، بوڑاؔ خان، ستاراؔ خان اور دینؔ محمد خان۔ ان میں بوڑا خان کے اکلوتے فرزند کا نام نور ولی خان تھا۔ جو نمبردار تھا اور جس نے بموقعہ جنگ گلگت مہاراجہ گلاب سنگھ کی وجہ میں شامل ہو کر خلعت حاصل کیا۔ اس کے تین فرزند تھے۔ محمد علی خان، سردار رنگ بانفاں، مصدرو خان، محمد علی خان کے تین بیٹے تھے دولا ولد مر گئے۔ ایک بیٹا فتح نور خان موجود ہے۔

سردار رنگ باز خان باپ کی جگہ قبل از بندوبست نمبردار رہا۔ بعد میں پنجوترہ خوار معافی دار ہو گیا۔ یہ اپنے زمانہ میں بڑے سرکردہ اور معزز تھے ان کے حسب ذیل چھ فرزند

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

ہیں۔ عبداللہ خان، نور بخش خان، غلام محمد خان، علی محمد خان، مولوی گل احمد خان رفیق اور فیروز خان۔ ان میں عبداللہ خان جنگ عظیم یوروپ میں شامل رہ کر بروصہ (ٹرکی) میں تین سال تک رہے۔ کئی تمغے ان کے پاس موجود ہیں۔ ان کے بھائی نور بخش خان کے جو اچھے سفید پوش اور قابل آدمی ہیں۔ دو فرزند ہیں۔ محمد ابراہیم خان و محمد انور خان دونوں زیر تعلیم ہیں اور ولی محمد خان کے دو لڑکوں میں محمد اشرف خان زیر تعلیم ہے۔

زبدۃ الحکماء مولوی گل احمد خان رفیق۔ سردار رنگ باز خان کے فرزندوں میں مولوی گل احمد خان کو خاص امتیاز حاصل ہے۔ یہ ۱۹۰۵ء میں بمقام ملوٹ پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد مولوی سرفراز خان کے ہمراہ مدرسہ نعمانیہ لاہور میں آکر داخل ہو گئے۔ جہاں دس سال تک تعلیم حاصل کر کے درس نظامیہ کی تکمیل کی۔ بعدازاں ادیب فاضل، منشی فاضل اور مولوی فاضل کے امتحانات میں پنجاب یونیورسٹی سے نمایاں طور پر کامیاب ہوتے رہے۔ آج کل اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالہ دروازہ لاہور میں السنہ شرقیہ کے صدر مدرس ہیں۔ رفیق تخلص ہے۔ شعر شاعری کا بھی ذوق سلیم رکھتے ہیں۔ طبابت کی آخری ڈگری یعنی زبدۃ الحکماء کا امتحان اسلامیہ کالج پنجاب یونیورسٹی سے پاس کرنے کے علاوہ انعام بھی حاصل کیا اور اگر ہم غلطی نہیں کرتے تو "آپ نہ صرف پونچھ بلکہ جموں و کشمیر کے ۳۰ لاکھ مسلمانوں میں سب سے پہلے زبدۃ الحکما ہیں۔ آپ نے موضع ملوٹ میں اپنی گرہ سے قریباً ڈیڑھ ہزار روپیہ خرچ کر کے ایک پختہ مسجد تیار کرائی ہے۔ ملک وملت کو ایسے ہی اپنی مدد آپ کرنے والے نوجوانوں کی ضرورت ہے۔ جو دوسروں کے لئے شمع ہدایت بن کر خضر راہ ثابت ہو سکیں۔ آپ کی تعلیم کے اخراجات کا سہرا آپ کے والد اور آپ کے بھائی نور بخش خان و عبداللہ خان کے سر پر ہے۔

رنگ باز خان کے دوسرے بھائی مصدور خان کے چار فرزند ہیں۔ علی بہادر خان،

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

شیر احمد خان، فتح محمد خان اور نور احمد خان۔ ان میں علی بہادر خان کے لڑکے کا نام عبدالرحیم ہے اور فتح محمد خان کے لڑکے کا نام انیس احمد خان ہے۔

بوڑا خان کے بھائی ستارا خان کے دو فرزند تھے۔ جمعہ خان و سید باز خان جمعہ خان کے فرزند کا نام شاہو لی خان تھا۔ اس کے چھ بیٹے ہیں۔ عالم شیر خان یہ صوفی مشرب ہیں۔ محمد عالم خان، سیدل خان، سید محمد خان، مولوی سرافراز خان اور فقیر محمد خان، محمد عالم خان کو قرات میں خاص مہارت حاصل ہے۔ اس خاندان میں سردار رنگ باز خان اور سردار ولی خان کے گھرانے اپنے علم فضل کے لحاظ سے خاص شہرت رکھتے ہیں۔ ان میں عالم شیر خان کے دو فرزند ہیں۔ فضل دین خان و مقصود خان اور محمد عالم خان کے لڑکے عبداللطیف خان وعبدالحمید خان ہیں اور سید محمد خان کے دو فرزند ہیں۔

مولوی سرافراز خان۔ جس طرح سردار رنگ باز خان کے دو فرزندوں میں زبدۃ الحکماء مولوی فاضل مولوی گل احمد خان کو امتیاز خصوصی حاصل ہے۔ اسی طرح شاہ ولی خان کے چھ فرزندوں میں مولوی سرافراز خان خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ آپ سنہ ۱۹۰۶ء میں بمقام ملوٹ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم کے بعد مولوی گل احمد خان رفیق کے ہمراہ مدرسہ نعمانی میں درس و تجویہ کی تعلیم و تکمیل کے لئے چلے آئے۔ لاہور ہی میں مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔ دس سال کے بعد فارغ التحصیل ہو کر مراجعت فرما کر وطن ہو گئے۔ وہاں قومی اصلاح اور اشاعتِ علم کی خاطر ایک مدرسہ کی بنیاد ڈالی پھر آپ نے اپنے بھائیوں کے ساتھ مل کر ایک پختہ مسجد تعمیر کرائی۔ آج کل آپ مڈل سکول راولاکوٹ میں السنہ شرقیہ کے مدرس ہیں۔ آپ کا ایک فرزند ہے اس کا نام محمد ظہور الحق ہے۔

جمعہ خان کے بھائی سید باز خان کے تین فرزند صوبہ خان، شیر محمد خان اور غلام محمد خان موجود ہیں۔ ان میں شیر محمد خان کے جو سفید پوش اور معزز آدمی ہے۔ تین بیٹے ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

علی شیر خان، علی محمد خان اور عبدالعزیز ان میں اول الذکر خواندہ ہے اور غلام محمد خان کے بیٹے کا نام ولی محمد خان ہے۔

جمعدار خان برادر ستارا خان کی اولاد میں سے اس کا پوتا دوست محمد خان اور دوست محمد خان کا بیٹا سلیمان خان موجود ہے۔ کوڑا خان برادر شراب خان ولد مقصود خان بانئے خاندان سدھنان ملوٹ کی اولاد سے اس کے پوتے جامان خان کے چار بیٹے تھے۔ جبرو خان، تاجو خان، قمرو خان، سیدا خان، ان میں اول الذکر کے دو بیٹے ڈوڈا خان و مست خان تھے۔ ڈوڈا خان کے پانچ بیٹے حسب ذیل ہیں۔ محمد حلیم خان (جس کے بیٹے کا نام عبدالکریم خان ہے) محمد امیر خان (جس کے فرزند کا نام حیات المرجان ہے) غلام مصطفےٰ خان (بیٹے کا نام غلام محی الدین) عبدالرحمان خان اور محمد غوث خان، ڈوڈا خان کے بھائی مست خان کا ایک ہی فرزند ہے۔ جس کا نام جماعت علی خان ہے۔

جبرو خان کے دوسرے بھائی تاجو خان کے دو فرزند تھے۔ مہدی خان و تمرو خان، آخر الذکر کے چار فرزند حسب ذیل ہیں۔ شاہ نواز خان، زبردست خان، عافی خان اور طالع خان۔ ان میں عاقی خان کے بیٹے کا نام عالم دین خان اور اس کے فرزند کا نام سلطان محمد ہے اور اول الذکر یعنی مہدی کے بھی چار فرزند ہیں۔ شمس خان، رنگی خان، سنگی خان، محمد افضل خان۔

جبرو خان کے تیسرے بھائی قمرو خان کا صرف پوتا بھاگولی خان موجود ہے اور چوتھے بھائی سیدا خان کے اکلوتے فرزند باجو خان کے حسب ذیل دو فرزند تھے۔ دوست محمد خان و نواب خان۔ ان میں دوست محمد خان کے دو بیٹے میر زمان خان و محمد زمان خان موجود ہیں۔

جمیل خان ولد عبداللہ خان خلف شراب خان اور شراب خان کے بھائی کوڑا خان کی اولاد کا ذکر ہو چکا ہے۔ اب جمیل خان کے بھائی جمو خان کی اولاد کا ذکر کیا جاتا ہے۔ جمو خان

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.

کے دو بیٹے تھے نکا خان و جاملو خان۔ان میں نکا خان کے دو فرزند میر ولی خان اور میر باز خان تھے۔میر ولی خان کے تین بیٹے موجود ہیں۔صوبہ خان، ناظر علی خان۔اس کے دولڑکے فتح نور خان و کڑکو خان ہیں۔شیر علی خان، ان میں شیر علی خان کے ایک بیٹے کا نام شاہنواز خان اور دوسرے کا نام بالا خان ہے۔شاہنواز خان پہلے فوج میں ملازم تھا۔جنگ عظیم میں بھی شامل رہا ہے اور چین سے بھی بہ سلسلہ ملازمت ہو آیا ہے۔میر باز خان کے حسب ذیل چار فرزند ہیں۔بہادر خان، بھاگولی خان، بادل خان، غلام علی خان جو موضع کٹ کیر ضلع مظفر آباد کشمیر میں آباد ہیں۔

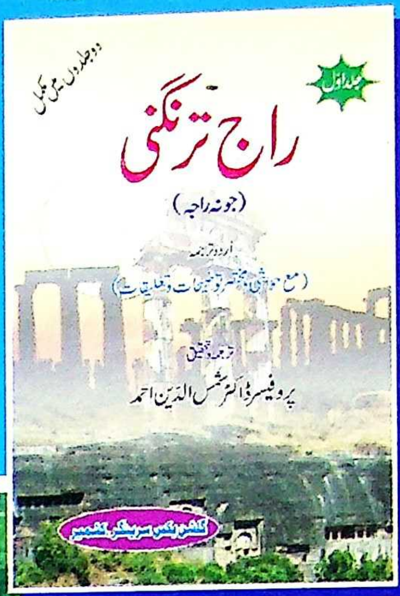
نکا خان کے بھائی جاملو خان کے تین بیٹے تھے۔نور محمد خان، عمراج خان، نور بخش خان، ان میں نور محمد خان کے دو بیٹے منگی خان اور جنگ خان موجود ہیں۔

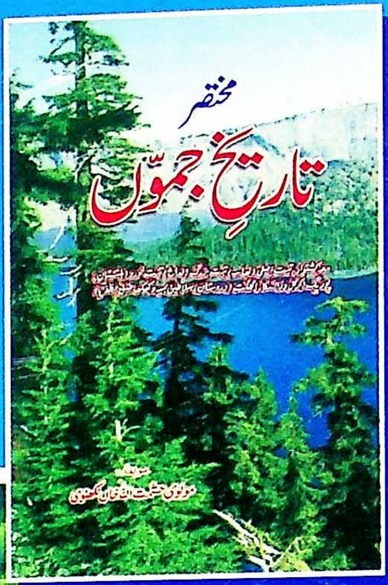
ڈاہڈیال سدھنوں کی تعلیمی حالت پونچھ کے دیگر سدھنوں کی نسبت بہت اچھی ہے۔علم قرات میں خاص طور پر یہ خاندان ممتاز ہے۔بلکہ یہاں تک بیان کیا جاتا ہے کہ ان کی مستورات بھی تجوید کے ساتھ قرآن مجید پڑھتی ہیں۔

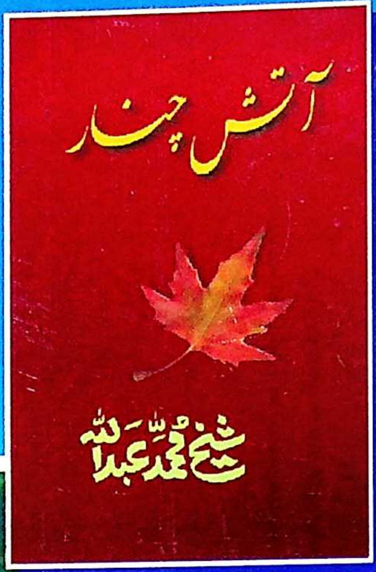
سدھن قوم کی دیگر شاخوں کی طرح یہ خاندان بھی زراعت پیشہ ہے۔اور کئی سو بیگم اراضی کا مالک ہے۔مولوی گل احمد خان رفیق اور مولوی سرفراز خان اس خاندان کے معززین میں سے ہیں۔ملوٹ میں اس خاندان کے افراد کی تعداد سوا سو نفوس بیان کی جاتی ہے۔اس خاندان کی رشتہ داریاں بالعموم اپنی برادری ہی میں ہوتی ہیں۔

Kashmir Treasures Collection, Srinagar

CC-0. In Public Domain. Digitized by eGangotri.







گلشن بکس
www.gulshanbooks.com

Rs. 790/-

ISBN 978-81-8339-009-5

Kashmir Treasures Collection, Srinagar